

تذکرہ شہداء عربی کشمیر

تذکرہ

سید احمد علی گیلانی

تالیف

اصلاح متخلص بہیرا

— بن —

ماجی محمد اسد اسلم خان سالم کشمیشری

بتصنیع و عقلا مشہور

سید حسام الدین لاہوری

آبانہ ۱۳۲۶ ع

اقبال اکادمی پاکستان

۱۱۶۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

- لاشر : پروفیسر محمد منظور
دائرہ کٹر اقبال اکادمی پاکستان
۱۱۶ - میکلود روڈ ، لاہور
- طابع : محمد زرین خان
مطبع : زرین آرت پریس ، ۶۱ ریلوے روڈ لاہور
- تعداد : ۱۰۰۰
- طبع اول : ۱۹۶۷ع
- طبع دوم : ۱۹۸۳ع
- قیمت : ۵۱ روپے

فهرست مطالب

(الف)	حسام الدین راشدی	نذارشر ،	
۱	محمد اصلح	مقدمه ،	
۳		آذر ، هندو	-۱
۳		آزاد ، دلاور خان	-۲
۳	(ز - ۵۱۱۳۷)	آفرین ، میرزا فقیر الله	-۳
۴	(ز - ۵۱۱۳۷)	آقا ، صنی	-۴
۵		آگه ،	-۵
۵		آگه ، صلاح الدین چلی	-۶
۵	کشمیری	آگه ، شیخ عبدالسلام	-۷
۶	کشمیری	ابکم ، سلا	-۸
۶	(ف - ۵۱۱۱۲)	اثر ، سیرزا شیعیای	-۹
۸	(و - ۵۱۱۱۵)	احترام خان ، نواب	-۱۰
۹		احسان ، خواجه	-۱۱
۹	(ف - ۵۱۱۳۰)	اخلاص کیش خان ، نواب	-۱۲
۱۰	(ز - ۵۱۱۵۱)	ادراک ، میرزا محمد صفاهانی	-۱۳
۱۰	(ف - ۵۱۰۸۲)	استغنا ، میرزا	-۱۴
۱۳	بخاری	اسد الدین ، میر	-۱۵
۱۳	کشمیری	اشبر ، محمد اصلح	-۱۶
۱۵	(۵۱۱۲۳)	اطهر ، اطهر خان	-۱۷
۱۶		اکبر ، علی اکبر	-۱۸
۱۷	(ز سده دوازدهم)	اطهر ، شیخ قمر الدین	-۱۹
۱۷		انسر ، معزز خان	-۲۰
۱۸		اسحاق ، محمد	-۲۱
۱۸	(ف - ۵۱۱۵۹)	اسید ، قزلباش خان	-۲۲
۲۱	(ز - ۵۱۰۲۶)	الهام ، مرزا شریف	-۲۳
۲۱		الله داد ، خواجه	-۲۴

(ح)

۲۱	کشمیری	امیر ، چک	-۲۵
۲۲	کشمیری	انور ، خواجه	-۲۶
۲۲	(ف- ۱۰۳۲)	اوجی ، مولانا	-۲۷
۲۸		ایما ، سرزا	-۲۸
۲۸		ایمن ،	-۲۹
۲۹	(ز- ۱۱۲۳)	باقی ، شیخ عطا' الله	-۳۰
۲۹	سمرقندی	بدیعای ، میرزا	-۳۱
۳۰		بقائی ، میرزا طباطبائی	-۳۲
۳۰	(ز- ۱۱۵۰)	بهادر ، ارسلان بیگ	-۳۳
۳۲		بیانا ، میرزا	-۳۴
۳۲		بی پروا ،	-۳۵
۳۲		بیزن خان	-۳۶
۳۳	کابلی	بیکس ، بلاقی بیگ	-۳۷
۳۳	(سده' دوازدهم)	بینا ، شیخ محمد موسی	-۳۸
۳۳	کشمیری	بینوا ، بال چند	-۳۹
۳۳		پرتو ،	-۴۰
۳۵		تائیر ، میرزا محسن	-۴۱
۳۶		تجره ،	-۴۲
۳۶	کشمیری	تحقیق ، خواجه نور الله	-۴۳
۳۷		توسا ،	-۴۴
۳۷	کشمیری	تسکین ، میرزا فتح علی بیگ	-۴۵
۳۸	اصفہانی	تسلیم ، شاه رضای	-۴۶
۳۹		تسکین ، حبیب الله خان	-۴۷
۴۰	(ز- ۱۱۲۳)	تمکین ، مولوی سلا رحمت الله	-۴۸
۴۲		تمکین ، عبدالغنی	-۴۹
۴۲	کشمیری	تمکین ، سلک - لظان	-۵۰
۴۵		تمنا ، شاه	-۵۱
۴۵	(ف- ۱۱۶۰)	تمنا ، میرزا محمد علی فضائل خان	-۵۲
۴۶	(ف- ۱۱۱۶)	تمنا ، عبداللطیف خان اصفہانی	-۵۳
۴۷		توفیق ،	-۵۴
۴۷		جامع ، خواجه ضیاء الله	-۵۵
۴۸		جرات ، علی قلی بیگ	-۵۶

۳۸		جم ، میرزا محمد علی	-۵۷
۳۹		جناب ، میرزا فتح الله	-۵۸
۳۹	(ف- ۴۱۱۳۳)	کشمیری جنون ، میرزا ارجمند بیگ	-۵۹
۵۲		جوهری ، میرزا	-۶۰
۵۳		حاجب ،	-۶۱
۵۳		حجاب ، میرزا اسماعیل	-۶۲
۵۴		حشم ، شاه محمد رضای	-۶۳
۵۵		کشمیری حشمت ، توله راز	-۶۴
۵۵	(ف- ۴۱۱۱۲)	حفظ الله خان ، نواب	-۶۵
۵۷		کشمیری حمید ، شیخ عبدالحمید	-۶۶
۵۷		حیدر ،	-۶۷
۵۸		حیرت ، محمد رستم	-۶۸
۵۸		حیرت ، میرزا فتح الله	-۶۹
۵۸		کشمیری خادم ،	-۷۰
۵۹		کشمیری خاشع ، شاه	-۷۱
۶۰	(ف- ۴۱۱۲۲)	شملدی خالص ، امتیاز خان	-۷۲
۶۵		خاسوش ،	-۷۳
۶۵		خان ، میر صدیق خان	-۷۴
۶۶	(ف- ۴۱۱۵۱)	دغلیوی خاندوران ، نواب محمد عاصم	-۷۵
۶۶		خرسند،	-۷۶
۶۶	(عهد شاه جهان)	کشمیری خصالی ، ملا حیدر	-۷۷
۶۷		خلیل ، میرزا	-۷۸
۶۷		کشمیری ذانا ، ملا فقیر الدین	-۷۹
۶۹	(عهد جهانگیر)	کشمیری ذهنی ، ملا	-۸۰
۷۹	(ف- ۴۱۱۵۰)	سیانکوتی رائج ، میرزا محمد علی	-۸۱
۸۶		کشمیری راجی ، عنایت الله	-۸۲
۸۷	(عهد محمد شاه)	کشمیری راضی ، فصاحت خان	-۸۳
۹۰		رافت	-۸۴
۹۰	(عهد محمد شاه)	کشمیری رافع ، میرزا رفیع یزدی	-۸۵
۹۱		کشمیری رافع ، ملا محمد رفیع	-۸۶
۹۲		راقم ، میرزا صدر الدین محمد	-۸۷
۹۲		کشمیری راگو ، راگو پندت	-۸۸

(ی)

۹۲	کشمیری	زاہب ، ہندوی	-۸۹
۹۳	کشمیری	ربط ، قلندر	-۹۰
۹۴		ریبعا ، ملا	-۹۱
۹۴		رجا ، محمد خلیل	-۹۲
۹۴		رسا ، میرزا حسین بیگ	-۹۳
۹۴		رسا ، محمد نعیم	-۹۴
۹۵		رسوا ، میر کمال الدین	-۹۵
۹۶		رشید ، ملا عبدالرشید	-۹۶
۹۶	(عہد عالمگیر)	رشید ، میرزا	-۹۷
۹۷	کشمیری	رضا ،	-۹۸
۹۸	(ف- ۱۱۲۲)	رفعت ، نواب ابراہیم خان	-۹۹
۹۹	(ز- ۱۰۷۶)	رفیع ، منشی محمد رفیع	-۱۰۰
۱۰۲	صفہانی	روح الامین	-۱۰۱
۱۰۲	(فد ۱۱۰۳)	روح اللہ خان ، نواب	-۱۰۲
۱۰۳	کشمیری	رونق ، ملا حبیب اللہ	-۱۰۳
۱۰۳	اصفہانی	رہی ، سلطان علی بیگ	-۱۰۴
۱۰۵		ریاضی ،	-۱۰۵
۱۰۵	کشمیری	زی ، محمد بیرک	-۱۰۶
۱۰۶	(فد ۱۱۱۳)	زینب النساء بیگم ، نواب	-۱۰۷
۱۰۹		سابق ، حاجی فریدون	-۱۰۸
۱۱۰		ساجد ،	-۱۰۹
۱۱۰	(فد ۱۱۳۳)	سامع ، ملا عبدالحکیم	-۱۱۰
۱۱۴		ساکت	-۱۱۱
۱۱۵		سالار	-۱۱۲
۱۱۵		سالک ، ابوالقاسم	-۱۱۳
۱۱۵	(فد ۱۱۱۹)	سالم ، اسلم خان	-۱۱۴
۱۳۱	کشمیری	سالی ، خواجہ عبد اللہ	-۱۱۵
۱۳۲	کشمیری	سامع ، شیخ شمس الدین	-۱۱۶
۱۳۳		سامع ، ملا عبدالحق	-۱۱۷
۱۳۳		سایر ، میرزا	-۱۱۸
۱۳۴	(ز- ۱۱۲۴)	سخنور ، میرزا محمد ظاہر	-۱۱۹
۱۳۵	کشمیری	سدہ ، زینہ ہند	-۱۲۰

(یا)

۱۳۵			سرشاره	۱۲۱-
۱۳۶	کشمیری		سعید ، بابا مشکاتی	۱۲۲-
۱۳۶	کشمیری		سکندر	۱۲۳-
۱۳۶			سلیم ، شیخ	۱۲۴-
۱۳۷			سوند	۱۲۵-
۱۳۷	(ف - ۱۱۳۷)	سوزی	سید صلابت خان ، نواب	۱۲۶-
۱۵۱			سید ، حسین ، میر	۱۲۷-
۱۵۱			سید ، محمد ، میرزا	۱۲۸-
۱۵۲			شاه پور	۱۲۹-
۱۵۲	(ف - ۱۰۳۸)	تهرانی	شاه پور	۱۳۰-
۱۷۲			شادمان ، غزالی	۱۳۱-
۱۷۳	(ف - ۱۱۲۷)	کشمیری	شارق ، میرزا نورالدین	۱۳۲-
۱۷۶			شاکر ، ملا عصمت الله	۱۳۳-
۱۷۷			شاکر ، محمد عارف	۱۳۴-
۱۷۷			شاملو ، نواب حسن خان	۱۳۵-
۱۷۷			شاهد	۱۳۶-
۱۷۷			شائق ، عبدالعزيز	۱۳۷-
۱۷۷	(ف - ۱۱۸۲)	کشمیری	شائق ، ملا عبدالوهاب	۱۳۸-
۱۷۹			شفائی ، حکیم حسن	۱۳۹-
۱۸۰			شکیب ، میرزا محمد علی	۱۴۰-
۱۸۰		بخاری	شوکت ، میرزا شمس الدین	۱۴۱-
۱۸۲	(ف - ۱۱۳۳)	هندوستانی	شیرت ، نواب حکیم الملک	۱۴۲-
۱۸۵		کشمیری	شهید ، لاله ملک	۱۴۳-
۱۸۶			صابر	۱۴۴-
۱۸۶	(عهد عالمگیر)	صفاهانی	صاحب ، حکیم کاظم	۱۴۵-
۲۰۱		شیرازی	صادق دست غیب ، میرزا	۱۴۶-
۲۰۴	(ف - ۱۱۰۰)	کشمیری	صادقان ، حضرت شاه	۱۴۷-
۲۰۴			صالح بیگ ، میرزا	۱۴۸-
۲۰۵		صفاهانی	صامت	۱۴۹-
۲۱۳	(ز - ۱۰۷۷)	کشمیری	صامت	۱۵۰-
۲۱۴			صبا ، آقا رضای	۱۵۱-
۲۱۴			صنی قلی خان	۱۵۲-

۲۱۳		۱۵۳- صفی قلی،
۲۱۳		۱۵۴- صلح خان،
۲۱۵	(ف - ۱۱۶۰)	۱۵۵- صوفی، نواب ابوالبرکات
۲۱۸	(ف - ۱۱۳۵)	۱۵۶- صوفی، ملا محمد
۲۳۶	(عہد عالمگیر)	۱۵۷- صفی، شیخ محمد مسلم
۲۳۸		۱۵۸- صہبا، میرزا لطف اللہ بیگ
۲۳۹	(عہد شاہجہان)	۱۵۹- صیدی، سیر
۲۳۸		۱۶۰- طاقت، محمد شاہر
۲۳۹		۱۶۱- طبعی
۲۳۹		۱۶۲- طبیعی، سیر
۲۳۹		۱۶۳- ظفر، ابو ظفر
۲۳۹		۱۶۴- عاجز، شاہ
۲۳۹	(ز - ۱۱۵۰)	۱۶۵- عبرت، شاہ ابراہیم
۲۵۰		۱۶۶- عاشق، کریم اللہ خان
۲۵۱		۱۶۷- عاشق، محمد عمت
۲۵۱		۱۶۸- غاصی، شیخ عبدالرحیم
۲۵۲	(ف - ۱۱۲۲)	۱۶۹- عالی، نعمت خان
۲۵۵		۱۷۰- عزیز خان،
۲۵۶		۱۷۱- عشرت،
۲۵۶		۱۷۲- عطاء،
۲۵۶		۱۷۳- عطا، شیخ عطاء اللہ
۲۵۶	(ز - ۱۱۱۵)	۱۷۴- عطا، میر عطاء اللہ
۲۵۷		۱۷۵- علوی، سیر باقی
۲۵۸		۱۷۶- علوی، سیر طاہر
۲۶۱		۱۷۷- علیم، محمد شفیق
۲۶۱		۱۷۸- عین، سیر علی
۲۶۲		۱۷۹- غافل، نواب نوازش خان
۲۶۳		۱۸۰- غافل، سیرزا بیگ
۲۶۳	(ز - ۱۱۹۳)	۱۸۱- غروری، میر سبزواری
۲۶۳		۱۸۲- غنا، میرزا فیض الحق
۲۶۷		۱۸۳- غواص، آقا عبداللہ
۲۶۷		۱۸۴- غیاث، خواجہ

(بیج)

۲۶۸	کشمیری	غیرت ، سلا ، محمد علی	-۱۸۵
۲۷۱	شیرازی	فاتح ، میرزا ابوالفتح	-۱۸۶
۲۷۲	کشمیری	فاخر ،	-۱۸۷
۲۷۲	کشمیری	فارغ ، میر بدرالدین	-۱۸۸
۲۷۳	(عہد عالمگیر)	فارغ ، محمد بیگ	-۱۸۹
۲۷۸	(عہد عالمگیر)	فارغ ، محمود بیگ	-۱۹۰
۲۸۱	کشمیری	فامی ،	-۱۹۱
۲۸۱	کشمیری	فائق ، عبد الشکور	-۱۹۲
۲۸۱	(اواخر سده یازدهم)	فائق ، میر احمد	-۱۹۳
۲۸۳		فخری ،	-۱۹۴
۲۸۳		فدائی ، شاہ عبدالقادر	-۱۹۵
۲۸۴	کشمیری	فرح اللہ ، سلا	-۱۹۶
۲۸۵	(ف - ۱۰۸۰)	فرغت ، محمد بیگ	-۱۹۷
۲۸۷	(ف ۱۰۷۰)	فروغ ، سلا	-۱۹۸
۲۸۸	کشمیری	فرهاد ، میرزا	-۱۹۹
۲۸۹		فصیح ، میرزا	-۲۰۰
۲۸۹	(ز - ۱۱۰۱)	فغانی ، بابا	-۲۰۱
۲۹۰		فوقی ،	-۲۰۲
۲۹۱		فولاد ، بابا	-۲۰۳
۲۹۱	کشمیری	قاسم ، ابوالقاسم	-۲۰۴
۲۹۱	کاشانی	قاسم ، میرزا	-۲۰۵
۲۹۱	کشمیری	قانع ،	-۲۰۶
۲۹۲	(ف ۱۱۳۹)	قبول ، عبدالغنی بیگ	-۲۰۷
۳۱۳		قلعہ دار خان	-۲۰۸
۳۱۳	کشمیری	قلندر ، شاہ عارف	-۲۰۹
۳۱۶	کشمیری	قلندر ، میرزا	-۲۱۰
۳۲۱	(سده یازدهم)	قیصرای	-۲۱۱
۳۲۲		کافی ، میرزا سیف اللہ	-۲۱۲
۳۲۳		کامل ، مرزا بیگ	-۲۱۳
۳۲۴		کلامی ، مرزا	-۲۱۴
۳۲۷		کلوخ ، حیدر	-۲۱۵
۳۳۰		کوچک ، حکیم	-۲۱۶

۳۳۱	کشمیری	کوچک ، حکیم رحمت الله	۲۱۷
۳۳۱		گدا ، شاه شمس الدین	۲۱۸
۳۳۱	(ف - ۱۱۵۶)	گرامی ، میرزا	۲۱۹
۳۳۱	(ف - ۱۱۵۷)	گلشن ، شاه سعد الله	۲۲۰
۳۳۹		گننام ، میرزا شریف	۲۲۱
۳۵۰	(عهد محمد شاه)	لایح ، محمد حسین	۲۲۲
۳۵۰		لباس ،	۲۲۳
۳۵۱		لطف الله ، حکیم	۲۲۴
۳۵۱	اصفہانی	لطیفی ، میرزا	۲۲۵
۳۵۲	لاہوری	لکنت ، ملا حیدر	۲۲۶
۳۵۳	(۱۱۶۱-۱۱۳۱ھ)	متین ، محمد علی خان	۲۲۷
۳۵۹	کشمیری	مجنون ، شاه	۲۲۸
۳۵۹	کشمیری	مجرم ، شیخ عبد الله	۲۲۹
۳۶۰		محسن خان ، خواجہ	۲۳۰
۳۶۰		محمود ، میر	۲۳۱
۳۶۰	کشمیری	مخلص ، قاسم خان	۲۳۲
۳۶۴	کاشی	مخلصی ، میرزا محمد	۲۳۳
۳۸۲	(عهد عالمگیر)	مدعوش ، شاه قلندر	۲۳۴
۳۸۵		مرتضیٰ حیدر ، میر	۲۳۵
۳۸۶	(بعهد محمد شاه)	سروت ، خواجہ امان الله	۲۳۶
۳۸۶	(ف - ۱۰۳۳)	سستنی ، مولانا محمد امین	۲۳۷
۳۸۸		ستور ،	۲۳۸
۳۸۸	کشمیری	مسلم ، شیخ محمد	۲۳۹
۳۸۹	(ف - ۱۱۳۳)	مشتاق ، شاه محمد رضای	۲۴۰
۳۹۲		مشرّب ، شاه	۲۴۱
۳۹۲	(عهد جهانگیر)	مشرّبی ، ملا	۲۴۲
۳۹۳	کشمیری	مشفتی ،	۲۴۳
۳۹۵	کاشغری	مطیع ، حاجی	۲۴۴
۳۹۵		مظہرا ،	۲۴۵
۳۹۶	(ف - ۱۰۱۸)	مظہری ، ملا	۲۴۶
۳۴۰	کشمیری	معدوم ، ہندو	۲۴۷
۳۴۰	کشمیری	معرفت ، ملا محمد عالم	۲۴۸

۳۳۱		کشمیری	معروف ، میر محمد	۲۴۹
۳۳۱	(سده یازدهم)	تبریزی	معلوم ، میرزا حسین بیگ	۲۵۰
۳۵۸			معین ،	۲۵۱
۳۵۹	(فد ۹۸۷)	کاشی	مقصود ، میرزا	۲۵۲
۳۶۲	(عهد عالمگیر)		ملثفت خان	۲۵۳
۳۶۲			ممتاز ، شاه	۲۵۴
۳۶۳			ممتاز ، شیخ رحمت الله	۲۵۵
۳۶۳	(ز - ۱۰۸۰)	کشمیری	مناسب ، میر شاه حسین	۲۵۶
۳۶۹		کشمیری	منتخب ، میرزا روح الله	۲۵۷
۳۷۰	(ز - ۱۱۲۲)		منجم ، ملا عبدالرحیم	۲۵۸
۳۷۱	(فد - ۱۱۲۰)	تورانی	منصف ، نواب فاضل خان	۲۵۹
۳۷۳			منصور ، حاجی شریف	۲۶۰
۳۷۳			منیر ، میرزا	۲۶۱
۳۷۵		کشمیری	مولی ، میر تقی علی خان	۲۶۲
۳۷۶		شیرازی	موسنائی	۲۶۳
۳۷۷			مهدی ، مظفر	۲۶۴
۳۷۷		کشمیری	منبری ،	۲۶۵
۳۷۷	(فد - ۱۱۱۹)	کشمیری	فائق ، محمد زمان	۲۶۶
۳۷۹	(عهد عمایون)	کشمیری	نابی ، ملا عبدالغفور	۲۶۷
۳۸۰			نجات ، میر	۲۶۸
۳۸۳		ولایتی (ایرانی)	نجیبا ،	۲۶۹
۳۸۳	(فد - ۱۱۳۰)	کشمیری	نزهت ، میان نور الله	۲۷۰
۳۸۷			نسیم ،	۲۷۱
۳۸۷	(فد - ۱۱۳۹)	کشمیری	نصرت ، دلاور خان	۲۷۲
۳۹۲		اسفهانلی	نصیرای ،	۲۷۳
۳۹۲		کشمیری	نصیر ، میرزا اسدالدین	۲۷۴
۳۹۳		موسی	نصیر ،	۲۷۵
۳۹۳			نظمی ، مولانا	۲۷۶
۳۹۳			نقاش ، قاسم	۲۷۷
۳۹۳	(۱۱۱۵۰)	لاهوری	نقی ، علی نقی خان	۲۷۸
۳۹۵	(فد - ۱۱۳۳)	برهانپوری	نکبت ، سخاورد خان	۲۷۹
۳۹۸			نیاز ، فرهاد بیگ	۲۸۰

۳۹۸		وارسته ، حسن	۲۸۱-
۳۹۹	(ز - ۵۱۱۵۰)	دهلوی نواب حفیظ علی خان	۲۸۲-
۵۰۰		قندھاری ، واصب	۲۸۳-
۵۰۱	(ف - ۵۱۲۱۶)	کشمیری محمد واصل خان	۲۸۴-
۵۰۳	(ف - ۵۱۱۲۸)	هندوستانی واضح ، ارادت خان	۲۸۵-
۵۲۲	(ف - ۵۱۱۰۱)	کشمیری وافی ، اسحاق بیگ	۲۸۶-
۵۲۳		کشمیری وافی ، محمد طیب	۲۸۷-
۵۲۳		کشمیری والہ ، خواجہ نور اللہ	۲۸۸-
۵۲۳	(عمید شاہ عباس)	صفاہانی میرزا حسن بیگ	۲۸۹-
۵۲۹	(ف - ۵۱۱۲۶)	سرھندی وحدت ، شیخ عبدالاحد	۲۹۰-
۵۳۱	(ز - ۵۱۱۱۹)	کشمیری وحشت ، محمد ثنا خان	۲۹۱-
۵۳۵		دهلوی وداد ،	۲۹۲-
۵۳۶		ویشہ ، لالہ مندو	۲۹۳-
۵۳۶		ہادی ،	۲۹۴-
۵۳۶		کاشی ہادی ، میرزا عبداللہادی	۲۹۵-
۵۳۷		کشمیری ہاشم ، درویش حضرت خواجہ	۲۹۶-
۵۳۷		کشمیری ہاشم ، دیوانی خواجہ	۲۹۷-
۵۳۸		کشمیری ہاشم ، میر محمد	۲۹۸-
۵۳۹	(ف - ۵۱۱۲۵)	کشمیری ہدایت ، نواب سعد اللہ خان	۲۹۹-
۵۴۰		ہما ، بیمنت خان	۳۰۰-
۵۴۱		سیستانی ہمت ،	۳۰۱-
۵۴۲		اردبیلی ہمت ، محمد زمان بیگ	۳۰۲-
۵۴۳	(ز - ۵۱۱۳۸)	کشمیری یکتا ، محمد اشرف	۳۰۳-
۵۴۸		ہراتی یوسف ، بیگ شاملو ، میرزا	۳۰۴-
۵۴۹		یوسفی ، جلال الدین	۳۰۵-
۵۵۲		تعلیقات	
۶۱۹		فہرست مصادر	
۶۲۳		اشاریہ	
	متاز حسن	(انگریزی)	پیش لفظ

گذارش

یہ سنہ ۱۹۲۲ء کی بات ہے جبکہ ماہنامہ ہمایوں لاہور (۱) میں غزن الفرائب اور انیس العاشقین پر تبصرہ کرتے ہوئے، میرے محترم اور عزیز دوست ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے، حافظ محمود شیرانی مرحوم کی روایت سے لکھا تھا کہ: ایک نامعلوم تذکرہ، جو مجدد اصلح خلف حاجی مجدد اسلم سالم نے تالیف کیا تھا، ناپید ہے۔ انیس العاشقین میں اس تذکرے کے شعرا کا منتخب کلام تھا، مضمون میں یہ بات اسی بنا پر زیر بحث آگئی تھی۔

اس مقالہ پر آج ۲۳ سال بیت چکے ہیں۔ میری معلومات میں چند سال کم اس نصف صدی کے طویل عرصے کے اندر۔ پھر نہ اس تذکرے سے متعلق کسی نے لکھا اور نہ کسی نسخے کی موجودگی کا بتا چلا۔ بس ایک بات تھی جو ہوئی اور رفت و گذشت ہو چکی۔

* * * *

سنہ ۱۹۵۷ء میں شکارپور کے ایک قدیم خاندان کے ذخیرے سے، منجملہ اور خطی کتابوں کے، مجدد اصلح کے گمشدہ تذکرے کا ایک نسخہ، میرے مرحوم دوست آغا بدرالدین خان کے کتب خانے میں پہنچ گیا: میں نے دیکھا اور حسب معمول اس کی ایک نقل کرائی۔ نسخہ کرم خوردہ

اور بہت ہی بد خط تھا، اس لیے اس تنہا نسخے سے استفادہ بہت مشکل تھا۔

کچھ سال اس پر اور بیت گئے۔ لیاقت نیشنل لائبریری کی طرف سے میرے پاس چند خطی کتابیں رائے کے لیے آئیں۔ تذکرے کا ایک نسخہ، جو اسی طرح کرم خوردہ، بد خط اور غلطیوں سے بھرپور تھا، اس مجموعے میں بھی نکل آیا: میں نے جب اپنے نقل شدہ نسخے سے اس کا مقابلہ کیا، تو شعرا کے ناموں اور تعداد میں کوئی فرق یا کمی بیشی نہیں پائی۔ البتہ ترتیب سراسر مختلف تھی۔ یعنی یہ کہ، حروف تہجی کے تحت شعرا کے نام دینے کے بعد، ناموں کے پہلے دو حروف میں بھی تہجی کی ترتیب قائم رکھی گئی تھی۔

* * * *

مجھے کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ، یہ تذکرہ شایع ہو سکے گا۔ کشمیر میرا موضوع نہیں تھا، تھوس موضوعات اور علمی تحقیق کے سلسلے میں وہیں بھی بہانے — زمیں سخت اور آسمان دور ہے! — اس لیے اس میں دوسرے کسی علم دوست کو دلچسپی لینے کا نہ امکان تھا اور نہ امید۔ اس طرح کے خازن میں کون قدم رکھے اور کیونکر رکھے۔ تلاش اور تجسس کے کائنات میں کسے بڑی ہے کہ بیٹھے بٹھائے اپنی دامن الجھائے۔

وقت گذرنا چلا گیا۔ کئی سالوں کے بعد ایک وقت آخر ایسا بھی آگیا کہ، اچانک اس تذکرے کے چھپنے کی نہ فقط نوبت آگئی۔ بلکہ اسکا جھانپا جانا بھی میرے ہی مقدر میں لکھا ہوا پایا گیا۔ یعنی سنہ ۱۹۲۲ء میں، جب پہلی مرتبہ اس تذکرے کی گمشدگی اور نایابی کا ذکر چھڑا، اس وقت جو لڑکا چودہ برس کا تھا، ۲۳ برس کے ماہ و سال گذر چکنے کے بعد،

اسی ہی کو یہ کام کرنا پڑا — مقدر کی بات اور نوشتہ ازل اسی کا نام ہے :

* * * *

اقبال اکادمی کا نشاۃ ثانیہ جب بے عمل میں آیا ہے اور ادارے میں صحیح علمی ماحول پیدا ہو گیا ہے ، اس وقت سے ، تحقیق اور تالیف کا کام ایک جذبے اور اعلیٰ علمی سطح پر شروع کیا گیا ہے . بہت سے تحقیقی موضوع متعین کئے گئے ہیں ، جن پر تلاش اور تدوین کا کام جاری ہے .

گذشتہ سال دانشمند محترم جناب بشیر احمد صاحب ڈار کی تحریک اور میرے شفیق دوست جناب ممتاز حسن صاحب — جن کی بدولت پاکستان میں ادھر ادھر کئی ایک علمی چراغ روشن ہیں — کی تائید سے ، ایسے موضوعات کی ایک فہرست شایع کی گئی ، جن سے علامہ اقبال مرحوم کو دلچسپی تھی . اور ان کی آرزو تھی کہ ان موضوعات اور عنوانوں پر کام ہو ، اور کتابیں شایع کی جائیں .

یقیناً وہ تمام موضوع اہم تھے ، جن کو ان کے حکیمانہ نگاہ نے پرکھ لیا تھا ، ان کے ذہن رسا نے منتخب کر لیا تھا اور ان کے ذوق نے جن کر الگ کر لیا تھا .

اسی فہرست میں کشمیر کے فارسی شعرا پر کام کرنے کا بھی ایک عنوان تھا ، حضرت علامہ مرحوم و مغفور نے مجدد الدین فوق مرحوم کو یہ خط لکھا تھا :

— مجھے یہ معلوم کر کے کہاں مسرت ہوئی کہ ، آپ تذکرہ شعراے کشمیر لکھنے والے ہیں . میں کئی سالوں سے اس کے لکھنے کی تحریک کر رہا ہوں ، مگر افسوس ہے کسی نے ادھر

توجہ نہ کی

افسوس ہے کہ کشمیر کا لٹریچر تباہ ہو گیا . اس تباہی کا باعث زیادہ تر سکھوں کی حکومت اور موجودہ حکومت کی لاپرواہی اور نیز مسلمانان کشمیر کی غفلت ہے ہان تذکرہ شعراء کشمیر لکھنے وقت مولانا شبلی کی شعر المعجم آپ کے پیش نظر رہنی چاہیے . محض حروف تہجی کی ترتیب سے شعرا کا حال لکھ دینا کافی نہ ہوگا . کام کی چیز یہ ہے کہ آپ کشمیر میں فارسی شعر کی تاریخ لکھیں میرا یہ عقیدہ ہے کہ کشمیر کی قسمت عنقریب ہلٹا کھانے والی ہے میرے پاس کوئی مسالہ تذکرہ شعرا کے لیے نہیں ہے ورنہ آپ کی خدمت میں ارسال کرتا (۱)

یہی مکتوب تھا جو محرک بنا کہ کشمیر کے فارسی شعرا پر کام کا آغاز کیا جائے اور پہلے — کوئی مسالہ — مہیا کیا جائے جس کی تلاش فوق مرحوم کو نہی اور انہیں علامہ مرحوم کے پاس بھی نہیں مل سکا تھا . شعر المعجم کی نوعیت اور تہج پر — کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ — لکھنا ، ظاہر ہے کہ اس کے بعد کی بات ہے .

* * * *

بہ حقیقت اہل علم پر روشن ہے کہ ، کشمیر کے فارسی شعرا پر واقعی مواد ناپید ہے . فارسی شعرا کے جتنے تذکرے لکھے گئے ہیں ، ان میں مختصر اور وہ بھی منتشر حال تو کہیں کہیں پایا جاتا ہے ، لیکن ایسا کوئی تذکرہ دستیاب نہیں ہو سکا تھا ، جو خالص کشمیری شعرا سے مختص ہو .

گو کہ ایسے تذکرے لکھے ضرور گئے تھے جن میں سے ایک آدمہ کا نام تاریخ میں پایا جاتا ہے . مثلاً . مجد علی خان متین کشمیری کا تذکرہ — حیات الشعرا — دیدہ مغول کا — تذکرۃ الشعرا — یا وہ تذکرہ جو سکھ جیون لال نے خود لکھا تھا یا اسکے وابستگان میں سے . کسی نے تالیف کیا تھا . اور اصلاح کا بہ تذکرہ بھی . بسک انہیں گمشدگان کے سلسلہ کی ایک نایاب کڑی تھی .

* * * *

کشمیری شعرا پر منتشر اور مختصر مواد، علاوہ تذکروں کے . خود کشمیر پر لکھی ہوئی تاریخوں اور تصوف کے کتابوں میں بھی پایا جاتا ہے . مثلاً مندرجہ ذیل تاریخیں اور تذکرے اس سلسلے میں ماخذ کے طور پر موجود ہیں :

۱۔ واقعات کشمیر یا تاریخ اعظمی : از مجد اعظم کشمیری : تاریخ کے ساتھ ساتھ اس میں صوفیا اور علما کے تذکرے موجود ہیں . نیز کشمیری شعرا کے سلسلے میں خاصی معلومات مل جاتی ہے .

۲۔ تاریخ حسین : اس کی تین جلدیں ہیں : آخری جلد مشاہیر کے حالات پر مشتمل ہے اور شعرا کا ذکر خاص طور پر شامل ہے .

۳۔ تاریخ مشاہیر کشمیر (یا رشی نامہ) : از داؤد خاکی . کشمیر کے اہل طریقت کے حالات ہیں . چونکہ بہت سے صوفی اور اصحاب طریقت فارسی کے شاعر تھے ، لہذا اس میں کئی ایک ایسے بزرگ مل جاتے ہیں .

ان کتابوں کے علاوہ بہت سی کتابیں اور ہیں جو نسبتاً کم اہمیت رکھتی ہیں . لیکن اس سلسلے میں کام لیا جا سکتا ہے . مثلاً :

۴۔ تحفۃ الاحباب : مولف نامعلوم .

۵۔ اسرارالہراز : داؤد خاکی .

- ۶۔ خوارق السالکین : احمد بن عبدالصبور کشمیری :
 ۷۔ فتوحات کبرویہ : شیخ عبدالرہاب .
 ۸۔ فتوحات قادریہ : ملا حسین قادری .
 ۹۔ تحفۃ الفقرا : مجد مراد ٹینگ .
 ۱۰۔ خلاصۃ المناقب : نورالدین جعفر بدخشی .
 ۱۱۔ منقبت الجواہر : حیدر بخشی .

* * * *

سکھوں کے عہد میں — جو در حقیقتہ تاریخ کا ایک بھیانک اور پر آشوب دور تھا — واقعاً بقول علامہ مرحوم ، ہمارا بہت کچھ بلکہ اکثر و بیشتر علمی ورثہ اور ثقافتی اثاثہ بریاد ہو گیا . لیکن جو کچھ بچ رہا ، اس پر انحصار کر کے ، نہ فقط حضرت علامہ کے زمانے میں کشمیر کے فارسی ادب کی تاریخ کسی نے نہیں لکھی ، بلکہ اب بھی ، جبکہ علامہ کی اس آرزو پر ۲۵ سال اور بیت چکے ہیں ، کسی نے ان کے اس منتشر خواب کو تعبیر دینے کی کوشش نہیں کی .

گذشتہ نصف صدی کے اندر اس ضمن میں جو کچھ کام ادھر ادھر ہوا ہے ، اس کی کیفیت کچھ اس طرح ہے :

(۱)۔ سوانح غنی کشمیری : اس سلسلے میں منشی محمد الدین فوق مرحوم کی کوششیں سب سے پہلے ہمارے سامنے آتی ہیں . کشمیر ان کا وطن تھا اور تھا بھی ان کو بہت عزیز . پوری زندگی انہوں نے کشمیر پر پڑھنے ہوئے کام کرتے ہوئے اور لکھتے ہوئے گذاردی .

بہت سے موضوعات پر انہوں نے قلم اٹھایا . لیکن شعرا کے سلسلے میں کچھ جی بہر کے لکھنا ، ان کو بھی نصیب نہو سکا . ظاہر ہے کہ مواد

کی کمی حائل رہی ہوگی۔ شعرا میں سے سب سے پہلے انہوں نے غنی کی ایک مختصر سی سوانح چھاپی، جس میں ضمناً فارسی کے ان شعرا کا ذکر بھی، ایک ایک سطر میں کر دیا، جن کا تعلق کسی نہ کسی صورت میں کشمیر سے تھا۔

(۲)۔ مزار الشعرا: سنہ ۱۹۲۲ میں فوق مرحوم نے ایک مقالہ — مزار الشعرا — کشمیر — کے عنوان سے لکھا، جس میں انہوں نے ایسے دس نامی شعرا کا ذکر کیا جن میں سے اکثر کشمیر کے — مزار الشعرا — میں مدفون ہیں۔

(۳)۔ بڈ شاہ: سلطان زین العابدین بڈ شاہ کے حالات میں فوق مرحوم نے جو کتاب لکھی ہے، اس میں بھی جستہ جستہ، بعض شعرا کے متعلق مفید معلومات جمع کر دی ہے۔

اسی طرح انہوں نے مشاہیر کشمیر پر دو جلدیں لکھیں اور بعض مشاہیر جو شاعر بھی تھے، ان کا ذکر اس میں کر دیا:

(۴)۔ نگارستان کشمیر: قاضی ظہور الحسن ناظم سیوہاروی نے ۱۳۵۲ھ میں — گلستانہ کشمیر — کے رد میں مندرجہ بالا نام سے تاریخ کشمیر لکھی۔ سلاطین کے ساتھ صوفیا اور شعرا کے حالات بھی اس میں دیے۔ شعرا میں سے انہی کا سرسری سا حال لکھا۔ جن کا ذکر تاریخ اعظمی میں آیا ہے۔

(۵)۔ کشمیر: ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی مرحوم نے سنہ ۱۹۲۴ع میں انگریزی زبان میں کشمیر پر دو جلدوں کی بسیط تاریخ لکھی۔ اس پر صبغیر میں یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کارآمد کتاب ہے، جس کو سنہ ۱۹۲۹ع میں پنجاب یونیورسٹی نے چھاپنا اور اب نایاب ہو چکی ہے۔

چونکہ یہ کتاب کشمیر کے سلسلے میں تمام شعبوں پر حاوی ہے، اس

لیجے شعرا کا ذکر بھی موجود ہے : مولف نے اس میں انہی نامی شعرا کو مختصراً لیا ہے ، جو تقریباً تمام عمومی کتابوں میں زیب عنوان رہتے چلتے آئے ہیں . لیکن اس مختصر جائزے اور خاکے میں ، بعض مفید تاریخی حقائق کو پہلی مرتبہ اجاگر کیا گیا ہے : یہی کتاب بعد کے اکثر لکھنے والوں کی دستبرد میں رہتی چلی آئی ہے .

(۶)۔ بہارستان گشن کشمیر : یہ کتاب کشمیری النسل اردو اور فارسی کے ہندو شعرا پر ، دو ضخیم جلدوں میں ، پنڈت برج کشن بیخیر اور پنڈت جگموہن ناتھ رینہ شوق نے ، ملکر تالیف کی ہے . جلد ثانی جو ۹۷۶ صفحات پر مشتمل ہے : سنہ ۱۹۳۲ع میں شائع ہوئی ہے . جلد اول مہری نگاہ سے نہیں گزری لیکن وہ بھی تقریباً اسی ضخامت کی کہی جاتی ہے .

اگر کوئی شاعر سات پشت پہلے کشمیری النسل ہے : اس کا بھی اس کتاب میں ذکر ہے : اس میں کوئی شک نہیں کہ ، اس تذکرے میں بہت سا مواد یکجا کر دیا گیا ہے . لیکن فارسی کے شعرا بہت کم ہیں خصوصاً وہ شعرا جن کا تعلق براہ راست کشمیر سے ہو . حال حال ہی آئے ہیں .

(۷)۔ تذکرہ شعرا فارسی زبان کشمیر : خواجہ عبدالحمید عرفانی کا یہ چھوٹا سا کتابچہ ، تیس شعرا کے مختصر انتخاب اور مختصر تر احوال پر مشتمل ہے ، جو گیارہ سال پہلے ایران سے انہوں نے چھاپا ہے : اس کتاب کا تمام تر انحصار اور اساس صوفی مرحوم کی فراہم کردہ اطلاعات پر ہے .

اگرچہ یہ کتابچہ کشمیر کی فارسی شاعری اور فارسی ادب کی تاریخ کا کوئی خاکہ پیش نہیں کر سکتا ، لیکن اس کے دو پہلو ایسے اہم ہیں جن سے پہلوئہی نہیں کی جا سکتی . ایک یہ کہ کشمیر کے فارسی شعرا کا یہ پہلا

مجموعہ ہے جو — تذکرے — کی تعریف میں آتا ہے . اور اس کا دوسرا اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ ، اُس کتابچے نے پہلی بار کشمیری شعرا کو ایک مستقل حیثیت سے ایران میں متعارف کرایا ، جو در حقیقت اپنی جگہ پر بہت بڑی علمی خدمت شمار کی جا سکتی ہے .

(۸)۔ فہرست شعرا کشمیر : حکومت پاکستان نے سنہ ۱۹۶۳ء میں — کشمیر ادب و ثقافت — کے نام سے کشمیر پر ایک مقالات کا مجموعہ شایع کیا . جس میں — سروچمن — کے عنوان سے حروف تہجی کے تحت کشمیر کے فارسی گو شعرا کی ایک فہرست شایع کی جو ۲۵۲ شعرا کے ناموں پر مشتمل ہے . اگرچہ اس فہرست میں فقط نام اور نخلص دینے پر اکتفا کی گئی ہے ، نیز بعض نام ایسے بھی موجود ہیں جو غالباً ، غلطی سے اس میں شامل ہو گئے ہیں ، لیکن بیا این ہمہ ، میری دانست میں کشمیری شعرا کی ایسی طویل فہرست پہلی بار اہل علم کے سامنے آئی ہے ، جسے از بس غنیمت جاننا چاہیے .

(۹)۔ ادبی دنیا (کشمیر نمبر) : محمد عبداللہ قریشی صاحب نے — جو لاہور کے مخلص ترین علمی کارکن اور ادبی دنیا کے مدیر نیز مرحوم مجددالدین فوق کے دوست ہیں — مارچ سنہ ۱۹۶۶ء میں ادبی دنیا کا کشمیر نمبر نکالا ، جس میں فوق مرحوم کا مقالہ — مزار الشعراء کشمیر — جس کا ذکر اوپر آچکا ہے ، پہلی بار چھاپا ، اور اسی شمارے میں — کشمیر کی فارسی شاعری — کے عنوان سے ، خود انہوں نے بڑے حسن و خوبی کے ساتھ ، ایک مبسوط مقالہ لکھ کر شامل کیا ، جس میں ۲۹ فارسی شعرا کا ذکر کیا اور ان کے اشعار نموناً دئے . یہ مقالہ میرے خیال میں ترتیب اور معلومات کے لحاظ سے قیمتی اور اس موضوع پر اپنی قسم کا پہلا جامع مقالہ ہے .

(۱۰)۔ نصرت (کشیر نمبر) : دوست مکرم جناب حنیف رامے نے سنہ ۱۹۶۰ع میں اپنے رسالہ نصرت کا کشمیر نمبر نکالا۔ جس میں انہوں نے کشمیر کے فارسی ادب پر مندرجہ ذیل تین مضمون چھاپے :

(۱) کشمیر فارسی شاعری میں : جناب حفیظ ہوشیار پوری

(۲) کشمیر کے فارسی شعرا .

(۳) غنی کشمیری . جناب منور کشمیری

پہلے مضمون میں فارسی شعرا کے وہ اشعار جمع کئے گئے ہیں جو کشمیر پر لکھے گئے ہیں۔ دوسرا مضمون قدسی ، کلیم ، سلیم اور طغرای مشہدی پر بہت سرسری سا ہے۔ اسی طرح تیسرا مضمون غنی کشمیری پر ہے جو دو صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۱)۔ ہارسی سراہان کشمیر : یہ تذکرہ ڈاکٹر ٹیکو صاحب کی تالیف ہے اور سنہ ۱۳۴۲ ش میں ایران سے شایع ہوا ہے۔ اس میں بیس شعرا کے مختصر اور سرسری حالات، اشعار کے معمولی انتخاب کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ خواجہ عرفانی صاحب کے تذکرے کے بعد، یہ دوسری کتاب ہے جو تذکرے کے طور پر لکھی گئی ہے۔

(۱۲)۔ پاکستان میں فارسی ادب : ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب نے فارسی ادب کی تاریخ پر یہ کتاب سنہ ۱۹۶۶ع میں لاہور سے شائع کی ہے۔ کتاب اپنے موضوع پر پہلی جامع کتاب ہے جو میری نظر سے گذری ہے؛ ڈاکٹر صاحب نے مختلف صوبوں کے علمی مراکز کے جدا جدا ابواب قائم کیے ہیں۔ مرکز ادب کشمیر کے باب میں انہوں نے، کشمیر کے فارسی ادب کی تاریخ، اور وہاں سے متعلق فارسی گو شعرا پر، اچھی خاصی معلومات فراہم کی ہے۔ لیکن اس میں بھی فقط بارہ شعرا کا ذکر ہے جو

عام طور پر زبان زد خلق ہیں .

(۱۳)۔ کشمیر کے فارسی شعرا بعہد مغول : ڈاکٹر چنڈ ظفر کا یہ انگریزی مقالہ ڈاکٹریٹ کے لئے پنجاب یونیورسٹی میں پیش کردہ ہے ، جس میں انہوں نے سات ابواب قائم کیے ہیں ، اور تیسرے باب سے . جو اکبر کے عہد پر مشتمل ہے . شعرا کے حالات شروع کیے ہیں . اسی طرح ہر باب ایک بادشاہ کے عہد سے مختص کیا گیا ہے .

اس مقالہ میں انہوں نے کشمیر کے سائے مشاہیر شعرا سے بحث کی ہے :

* * * *

مذکورہ بالا مواد بہت کچھ ہونے کے باوجود بھی کچھ اس طرح نامکمل منتشر اور تشنہ ہے کہ ہمارے علمی حلقہ کے سامنے یا اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے ، ایک مکمل تصویر یا ایک مکمل خاکہ یا ایک مکمل ذخیرہ معلومات پیش نہیں کر سکتا . میرے خیال میں اس کا سب سے بڑا سبب — منجملہ اور اسباب کے — ایک یہ بھی ہے کہ : کشمیر کے شعرا سے متعلق کوئی جامع تذکرہ ایسا سامنے نہیں تھا . جو خالصتاً کشمیر کے فارسی گو شعرا پر حاوی اور مشتمل ہو ، اور پڑھنے والے یا لکھنے والے کے لئے مواد یکجا پیش کرے .

اپنے صورت حال میں اصلاح کے — تذکرہ شعرا کشمیر — کا دریافت اور دستیاب ہوجانا ، حقیقت میں غنیمت بلکہ ایک نعمت ہے .

* * * *

تذکرے کے مولف اصلاح متخلص بہ مرزا کے حالات پردہ خفا میں ہیں . اپنا حال نہ خود انہوں نے لکھا ہے اور نہ کسی دوسرے تذکرے میں نظر سے گذرا :

ان کے والد اپنے دور کے اعلیٰ ترین شاعر تھے . مجد اسلم خان نام اور

سالم نخاص تھا۔ کشمیر کے مشہور شاعر اور — دبستان المذاهب — کے مصنف شیخ محسن فانی کے شاگرد اور بقول خان آرزو پسر خواندہ تھے۔ ان کے باپ دادا برہمن تھے۔ باپ کا نام ابدال بہت (۱) تھا۔ جو بقول صاحب تاریخ اعظمی — اعیان ہنود کشمیر — میں سے تھا۔ مجدد اسلام اپنے تین بھائیوں کے ساتھ شیخ محسن فانی (۲) کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ اور تعلیم وغیرہ سے فراغت پانے کے بعد، ان کی زندگی شاہزادہ مجدد اعظم شاہ (متوفی ۱۱۱۹ھ) کی ملازمت میں گذری، حیات کا کچھ عرصہ شاہ عالم بہادر شاہ کی خدمت میں بھی بسر کیا۔ گجرات کے دور اقامت میں حج بھی کر آئے (۳)۔ شگفتہ رو اور خوش صحبت تھے۔ سنہ ۱۱۱۹ھ کے آخر میں یا اس کے فوری بعد کشمیر میں انتقال کیا۔

اپنے خاندانی افراد کے سلسلے میں، اصلح نے جو اس تذکرے کے اندر نشاندہی کی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پورا خاندان شعرا اور پڑھے لکھوں کا خاندان تھا، مثلاً:

- (۱) شیخ مجدد مومن بینا، مولف کے عموی بزرگ تھے۔
 - (۲) شیخ مجدد مسلم صنمی، منجھلے چچا اور خسر تھے۔
 - (۳) شیخ شمس الدین سامع، چھوٹے چچا تھے۔
- یہی تینوں بھائی اپنے بڑے بھائی حاجی شیخ مجدد اسلام سالم کے ساتھ محسن فانی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔
- (۴) شیخ عبدالسلام آگاہ، مولف کے بھائی تھے۔
 - (۵) شیخ قمرالدین اظہر (پسر سامع)، ان کے چچازاد بھائی تھے۔

- (۶) شیخ عبدالرحیم عاصی (پسر بینا)، ان کے چچازاد بھائی تھے :
- (۷) شیخ عبدالحمید حمید عموزادوں میں سے تھے .
- (۸) شیخ محمد مسلم مسلم . مولف کے پھوپھی (عمکھ) زاد بھائی تھے .
- (۹) شیخ عبداللہ مجرم ، شیخ محمد مسلم صنعی کے نبیرے اور مولف کے خزیش تھے .

* * * *

اصلح کے دیباچے میں — فقیر ضراعت اقتضا اصلح متخلص بہ میرزا — لکھا ہوا ہے . چونکہ کسی اور کتاب میں ان کا پورا نام نظر سے نہیں گذرا اور نہ خود شاعر کی حیثیت سے انہوں نے اپنا حال تذکرے میں شامل کیا ہے ، اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ نام کے اور اجزا کیا تھے؟ نیز یہ بھی نہیں معلوم کہ — میرزا — ہی تخلص تھا یا میرزا اصل تخلص کا اضافی اور عرفی جزو ہے . ہر چند بندش کے لحاظ سے — اقتضا — کے ساتھ — میرزا — ہی میل کھانا ہے ، پھر بھی یقین اور تسکین اسلئے نہیں ہے کہ . میرے اندازے کے مطابق، دیباچہ بہت سرسری اور کچھ ناقص سا محسوس ہو رہا ہے .

مولف کی تعلیم و تربیت اور زندگی کے دیگر کوائف سے ہم واقف نہیں . اس تذکرے سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ملا عبدالحکیم ساطع ان کے استاد تھے . اور یہ استاد ، ظاہر ہے کہ ، شاعری ہی میں ہونگے . جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ان کے نام نہیں دیے .

ان کے والد چونکہ زیادہ عرصہ تک پایہ تخت دہلی میں رہے، اسلئے قیاس یہی کہتا ہے کہ ، ان کی تعلیم و تربیت دہلی ہی میں ہوئی ہوگی . ان کی شاعری کا نمونہ ہمارے سامنے نہیں: البتہ تذکرے کی عبارت

سے معلوم ہوتا ہے کہ ، فارسی پر انہیں پوری قدرت حاصل تھی : اس پر ان کے علم کا قیاس کیا جاسکتا ہے .

وفات کے سلسلے میں ہمیں کوئی علم نہیں ، لیکن اتنا یقین ہے کہ محمد شہ کے عہد کے بعد بھی زندہ تھے :

* * * *

تذکرے کا نام معلوم نہیں اور نہ مؤلف نے دیباچے میں لکھا ہے (۱)۔ اسمیں (۳۰۵) شعرا کا ذکر ہے اور اشعار کے نمونے دیتے ہیں : ذکر اور نمونے کے الفاظ میں نے دانستہ استعمال کئے ہیں ، کیونکہ شعرا کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حالات کی تعریف میں نہیں آسکتا . اسی طرح اشعار کا انتخاب اسلئے نہیں کیا جاسکتا کہ ، بعض شعرا کے بالکل ناکافی اور باقی شعرا کے چند ہی شعر نموناً درج کر دیتے ہیں . جس سے شاعر کے فنی مقام یا حیثیت کے متعلق کوئی تصویر سامنے نہیں آتی .

بہر حال اصلح نے تذکرے میں نظر بظاہر طریقہ وہی اختیار کیا ہے جو عام اور مروج تھا ، لیکن دوسرے تذکروں میں اختصار کے باوجود ، شاعر کے متعلق حالات کے سلسلے میں ، ایک آدھ چیز ضرور مل جاتی ہے ، اور یہاں ذاتی حالات کا قطعی فقدان ہے .

* * * *

مؤلف نے دیباچے میں لکھا ہے کہ ، تذکرے میں عالمگیری عہد سے لے کر محمد شاہی دور تک کے شعرا کو لیا گیا ہے ، لیکن اس میں ایسے شاعر موجود ہیں جن کا عالمگیری سے بہت پہلے کے عہد سے تعلق ہے .

۱- لیاقت لانبری والے نسخے کے ابتدائی خال اوراق کے ایک کونے پر - تذکرہ شعراء کشمیر - لکھا ہوا ہے ، لہذا م نے یہی نام اختیار کیا ہے .

تذکرے کے دیباچے میں نہیں کہا گیا ، لیکن دراصل یہ تذکرہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے شعرا سے متعلق ہے . ایسے شعرا جن کا نسل ربط کشمیر سے تھا ، یا وہ شعرا جو تھے باہر کے ، لیکن کسی نہ کسی سلسلہ میں کشمیر چلے گئے تھے . بعض ایسے شعرا تذکرے میں آگئے ہیں ، جن کے کشمیر سے تعلق کی تصدیق ، فی الجال کسی ذریعے سے نہیں ہوسکی ہے (۱) . اسی طرح ایک آدھ شاعر کے متعلق ہمیں یہ گمان ہے کہ : اس برصغیر میں غالباً کبھی نہیں آیا . چونکہ مؤلف نے صراحتاً یا ضمناً کچھ نہیں لکھا . اسلئے نہیں کہا جاسکتا کہ اس طرح کے شعرا کو کیوں شامل کیا گیا ہے .

* * * *

مؤلف نے دیباچے میں تالیف کا سال نہیں دیا ، لیکن یہ ظاہر ہے کہ تالیف مجدد شاہی دور میں ہوئی ، جو سنہ ۱۱۳۱ھ سے شروع ہو کر سنہ ۱۱۶۱ھ پر ختم ہوتا ہے :

شعرا کے ذکر میں عبارت کا انداز ایسا اختیار کیا گیا ہے ، جس سے یہ پتہ چلانا کہ یہ ذکر زندہ شاعر کا ہو رہا ہے یا مردہ کا مذکور ہے ، بہت مشکل ہے . باہر ہمہ مندرجہ ذیل داخلی شہادتوں سے تالیف کا عرصہ متعین کرنے میں مدد مل سکتی ہے .

(۱) مؤلف نے — وحدت — کے سلسلے میں — بودند — کا لفظ استعمال کیا ہے . وحدت سنہ ۱۱۲۶ھ میں فوت ہو چکے تھے .

(۲) جنون کا ذکر فوت شدگی کے انداز سے کیا ہے . جنون کا انتقال

۱- بعض شعرا کے متعلق چونکہ حواشی نہیں لکھ سکا ہوں ، اسلئے کشمیر سے تعلق کی تصدیق نہیں ہوسکی ہے .

سنہ ۱۱۳۲ھ میں ہوا :

(۳) شاہ گلشن نے سنہ ۱۱۳۰ھ یا سنہ ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی . مولف نے اس طرح کا انداز اختیار کیا ہے جیسے کہ وہ ، اس وقت زندہ تھے جبکہ ان کا ذکر لکھا جا رہا تھا :

(۴) شہرت کا انتقال ۱۱۳۳ھ میں ہوا ، اسکے سلسلے میں عبارت کا انداز یہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ ابھی فوت نہیں ہوئے تھے .

(۵) قزلباش خاں امید کا ذکر لکھتے ہوئے — بودہ — اور — ربودہ — کا استعمال اس طرح کیا ہے جیسے کہ وہ ، اس وقت فوت ہو چکے تھے . انکا انتقال سنہ ۱۱۵۹ھ میں ہوا ہے .

(۶) دیباچے میں مجدد شاہ کو زندہ بتایا گیا ہے . مجدد شاہ کا انتقال سنہ ۱۱۶۱ھ میں ہوا .

مندرجہ بالا شہادتوں کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ، تذکرے کی تالیف سنہ ۱۱۲۶ھ یا سنہ ۱۱۳۲ھ کے بعد شروع ہوئی اور ۱۱۵۹ھ کے بعد اور سنہ ۱۱۶۱ھ سے پہلے تذکرہ اختتام کو پہنچا .

* * * *

مولف کے والد کا انتقال کشمیر میں ہوا : وہ ہندوستان چھوڑ کر اپنے وطن پہنچے ہی تھے کہ پیک اجل آ پہنچا . تذکرے کے بعض عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ، تذکرے کا مولف بھی کشمیر ہی میں — غالباً اپنے والد کے فوت ہونے کے بعد — رہنے لگا تھا ، اور اس تذکرے کا آغاز اس نے کشمیر میں کیا اور وہیں انجام کو پہنچایا . مندرجہ ذیل شعرا

کے حالات میں شہادتیں پائی جاتی ہیں .

(۱) ادراک اصفہانی : . . . با عبدالعظیم خان و احترام خان دیوان بیوتات کشمیر جنتِ ناظر بودند ، آمدہ چندی بعیش گزرانده باز مراجعت بدیاری خویش نمود .

(۲) جنون . . . در اوال سلطنت . . . محمد شاہ در ہند رفتہ ، همانجا بقضای ایزدی جان بجان آفرین سپرد .

(۳) صنعی : . . . ہنگامیکہ نہضتِ ریاتِ عالیات حضرت اورنگزیب عالمگیر باین صوبہ شدہ ، بمنصب سرفرازی بافتہ .

(۴) عارف قلندر . . . یکچند بعنوان سیاحت در کشمیر بہشت نشان آمدہ ، ہفت سال بکمال عیش گذرانیدہ ، مراجعت بسمت وطن مالوف نمودہ . اس قسم کی اور بھی شہادتیں موجود ہیں جن سے مولف کا کشمیر میں ہونا اور تذکرے کا وہیں لکھا جانا ظاہر ہوتا ہے (۱) .

* * * *

تذکرے کے اس مطبوعہ نسخے کے متن کی اساس ، میں نے آغا بدرالدین خان کے نسخے پر رکھی ہے ، اور ترتیب بھی اسی کی اختیار کی گئی ہے . لیاقت لائبریری کے نسخے سے تصحیح میں مدد لی ہے . ان دونوں نسخوں کے علاوہ تصحیح میں — انیس العاشقین — میں دئیے ہوئے انتخاب کو بھی پیش نظر رکھا ہے . جس کا نسخہ دانشگاه پنجاب کے شیرانی کلیکش میں محفوظ ہے . اور یہ وہی نسخہ ہے جس کو سامنے رکھ کر ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے ۱۹۲۲ء میں اپنا مقالہ لکھا تھا .

نصیح میں باوجود انتہائی کوشش کے . کچھ الفاظ ایسے رہ گئے ہیں جو یا تو پڑھے نہیں گئے یا دیمک نے بالکل صاف کر دیے تھے . ایسی صورت جہاں پیش آئی ہے وہاں نقطے لگا دیے گئے ہیں .

بعض شعر ناموزوں اور کتابت کی غلطی سے مفہوم سے بالکل عاری تھے ، ان کو حذف کرنا پڑا ہے .

* * * *

جیسا کہ میں نے بتایا ہے . تذکرے میں حالات نہیں ، بلکہ شعرا کا فقط ذکر کیا گیا ہے ، جس سے تعین زمانی کے ساتھ ساتھ ، شاعر کے متعلق یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کون تھا ، ہندوستان سے آیا یا ایران سے پہنچا تھا .

اس نشنگی کو بڑی حد تک میں نے تذکروں اور کتابوں سے ، فراہم کردہ مواد سے حواشی کا اضافہ کر کے . دور کیا ہے . لیکن افسوس ہے کہ بعض شعرا کے متعلق حواشی مہیا نہیں ہو سکتے ۔ وقت کی کمی آڑے آئی .

حواشی کے اندر جو کچھ مل سکا ہے ، میں نے اصلی الفاظ اور عبارت میں درج کر دیا ہے . تاکہ مصنفین کی اصل عبارت پڑھنے والوں کے سامنے رہے ، اور تحقیق کے دوران میں . اصلی ماخذوں کے مہیا کرنے والی دقت اور زحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے .

حواشی کا مواد مصادر کی تازہ بخشی ترتیب کے تحت دیا ہے ، تاکہ پڑھنے والے پر ، ابتدائی نوشتے سے لے کر آخری کتاب تک . ترتیب زمانی کے ساتھ ، صورت حال واضح ہو .

* * * *

کتاب کی تصحیح اور حواشی کا کام، میں نے فروری ۱۹۶۷ء میں شروع کیا اور اکتوبر کی پہلی تاریخ کو ختم کیا۔ اس اثنا میں کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے بہت سے ایسے کشمیری شعرا ملے، جن کا ذکر اصلح کے تذکرے میں نہیں ہے۔ ایسے شعرا کے حالات کو میں ساتھ ساتھ جمع اور مرتب کرتا گیا، چنانچہ اس آٹھ ماہ کے اندر، نہ فقہ اصلح کا تذکرہ مفصل حواشی کے ساتھ تیار ہو گیا، بلکہ دوسرا تذکرہ بھی مرتب ہو گیا۔ جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اور جسکی دونوں جلدیں ساتھ ہی شایع بھی ہو گئیں۔

ظاہر ہے کہ اس قلیل عرصے میں سیکڑوں کتابوں کا پڑھنا، ان سے مواد لینا، ترتیب دینا اور تصحیح کرنا، خاصی محنت اور زحمت کا کام تھا۔ میں نے حتیٰ المقدور کوشش کی ہے کہ متن اور حواشی، ترتیب اور تاریخ کے لحاظ سے، غلطیوں سے پاک رہیں، لیکن وقت کی کمی اور کام کے پہلاؤ کی وجہ سے پورے وثوق اور یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کوشش میں، کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ غلطیاں رہ گئی ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کہیں کہیں مطالب کے لحاظ سے تشنگی محسوس کی جائے۔ بہر صورت ان سب خامیوں کو فقط وقت کی کمی پر ٹال دینا ضروری نہیں ہے، اس میں میری اپنی کم مائیگی کو بھی بڑا دخل ہے۔ لہذا میں پڑھنے والوں سے در گذر اور چشم پوشی کی درخواست، اصلح کے ہی الفاظ میں کرتا ہوں :

خطای ار، ز من بی شعور، سر بر زد

بذیل عضو، پوشید، ای سخن چینان !

* * * *

تذکرے کے حواشی میں بہت سے خطی تذکروں سے مواد حاصل کیا گیا ہے۔ مجمع النفاس، گل رعنا، ریاض الشعرا، تذکرہ شعرا قدیم، صحف ابراہیم، ہمیشہ بہار، آفتاب عالمتاب، اور دیگر کئی بیاضیں اور نوشتے سامنے رہے ہیں۔ مطبوعہ تذکروں اور کتابوں میں بمشکل کوئی تذکرہ ہوگا جو مطالعے سے رہ گیا ہو۔ لیکن با این ہمہ میں جانتا ہوں کہ ابھی بہت سا مواد باقی ہے جو درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ مثلاً بہت سے خطی تذکروں کی فلمیں میرے پاس تھیں۔ لیکن ان کے پڑھنے کا انتظام نہ ہوسکا، جس کی وجہ سے اس قسم کا مواد فی الحال اوجھل رہا اور جس کی کھٹک خود میرے دل میں شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے۔ بہر حال جو کچھ ہوا، اور جتنا کچھ بن پڑا، میں سمجھتا ہوں کہ غنیمت ہے، کیونکہ یہ پہلا مرتبہ ہے کہ، کشمیر سے متعلق (۳۰۵) شعرا کو بیک وقت اس تذکرے میں دیکھنے کا ہمیں موقع مل رہا ہے۔

* * * *

اس سات آٹھ ماہ کے اندر، جن دوستوں نے مجھ پر ناقابل فراموش احسان کئے ہیں۔ ان کا سلسلہ بہت طویل ہے، لیکن ان میں سے تین شخصیتیں سر فہرست ہیں، نہ فقط یہاں سر فہرست ہیں، بلکہ میری روح اور دل کے دفاتر میں بھی، ان کا رتبہ بلند سے بلند تر ہو گیا ہے۔

جناب بشیر احمد صاحب ڈار سر فہرست میں بھی سر فہرست ہیں : ان کے تعاون اور ہم آہنگی نے میری ہمت کو ہر قدم پر بڑھایا، قائم رکھا اور آخر تک حوصلہ افزائی کرنے ہوئے میرے حوصلوں کو پست ہونے سے بچالیا۔

عزیز دوست جناب مسلم ضیائی صاحب نے پورے آٹھ ماہ باطنی خواہ روحانی بیماریوں اور ظاہری خستگیوں کے باوجود، میرے ساتھ بیٹھ کر، نہ فقط ہاتھ بٹایا، بلکہ ہر مشکل مقام اور آڑی منزل پر، میری مدد کی اور رہنمائی فرمائی۔ اسی طرح میرے تیسرے ساتھی جناب نسیم امروہوی صاحب ہیں، جنہوں نے میرے مزاج کی تمام کجیاں خندہ پیشانی سے برداشت کرنے ہوئے، پورے مواد کی نقلین فراہم کیں، نیز صحت اور مقابلے میں ہر وقت میرا ساتھ دیا۔

چونکہ ان تینوں عزیزوں کی ذات اور ان کی عنایتیں رسمی شکر سے بالاتر ہیں اور مقابلتاً شکر یہ ادا کرنا بالکل بے معنی سا لگتا ہے، لہذا میں اس عمومی رسم کو ادا کرنے میں عار محسوس کرتا ہوں۔

اسی طرح، میری درخواست پر میرے شفیق دوست جناب ممتاز حسن صاحب نے کتاب کے لئے پیش لفظ لکھ کر، کتاب کی اور میری آبرو بڑھانی ہے، یہ حقیقت ہے کہ اس مقام پر آکر میری زبان، الفاظ کی صورت میں کچھ ادا کرنے سے نہ فقط معذور اور قاصر بلکہ گنگ ہے۔

بس یہی دعا ہے کہ ان تمام محسنوں کو رب العزت ہمیشہ صحت اور سلامتی کے ساتھ، اپنی حفظ و امان میں، آبرومند اور سر بلند رکھے:

* * * *

یہ کتاب اس سلسلہ کتب کے تحت چھپ رہی ہے، جو اقبال اکادمی، اعلیٰ حضرت رضا شاہ آریا سہر شاہنشاہ ایران اور علیا حضرت شہانوی ایران ملکہ فرح بھلوی کی تاجگزاری کے موقع پر، بطور یادگار شائع کر رہی ہے۔ یہ میرے لئے باعث صد ہزار افتخار اور نازش ہے کہ، میری اس کتاب کو، یہ

ساعت سعید نصب ہو رہی ہے اور یہ مرتبہ مل رہا ہے — ایک لکھنے والے کے لئے ، اس سے بڑھ کر اور کیا آبرو ہو سکتی ہے کہ ، اس کی کتاب کو اسطرح کے تاریخی موقع پر، ایسے فرہنگ نواز اور علم پرور پادشاہ کے حضور میں — جو انسانیت کے تمام بلند مراتب پر بھی سر بلند ہو — پیش ہونا نصب ہو جائے ! سوائے اسکے کیا کم سکتا ہوں کہ :

کلاہ گوشہ دھقان بافتاب رسید !

سید حسام الدین راشدی

کراچی ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۶۷ع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نوای ثنای بی منتها ، ساز و برگ بخشنده عراق سخن سنجی را ، از زبان کوچک و بزرگ معنی آفرینان کوک باد ، که از آواز راست آهنگان دایره خوش الحانی سخن هزارداستان ، زبان بلبلان گلشن را بنوا نمود . و آواز درود راستی آمود ، نغمه فهم لا احصى سرايان عرب و عجم را شواد ، که حجازيان خارج آهنگ بکر معنی سازيرا ، پيست و بلند زير و يم صدای اصول اسلام ، در مقام اقرار راست فرمود . و صدای طنبور تحيات ، بر چهار شعبه مقام اسلام رساد ، که بلبلان لبهای کمانچیان مجلس نکته پردازيرا ، حدی خوان غزلخوانی گردانیدند .

اما بعد ، فقير ضراعت اقتضا ، اصلح متخلص بميرزا — در محفل اشقر سواران يکه تاز معرکه رستم جگري سخن ، که خيل طبع فلک پرواز را ، در ميدان دقيقه يابی ، از بهادر و سپاهی ، صد قدم پيش ناخته اند — چون شمع بيکپا استاده ، بچرب و نرمی زبان شعله ور گردانده ، روشن و باهر ميسازد که : اين راه رو طريق انکسار و سالک سالک افتقار را ، سلسله بندی

مسلل کوبان ، سلسله جنبان دل گردیده ، که تا گوهر حرفی چند ،
 از آن سر حلقه گان زانو شکن دور سخن سازی ، و سر آمدان مربع نشین
 چار بالش معنی طرازی — از عهد مبارک شهنشاه فریدون آستان ،
 سایه قادر منان ، حضرت خلد مکان^۱ تا عصر همایون ، پادشاه آسمان جاه
 دین پناه ، سکندر حشم حاتم هم ، فغفور حشمت دارا شوکت ، قیصر دولت
 رستم صولت ، عرش درگاه جمشید بارگاه ، ناصر الدین محمد شاه غازی^۲
 ملک اشتباه — در سلک رقم محبت شیم در آرد ، تا گلچینان گلشن اتحاد و
 آبیاران نخلستان وداد را یادگاری باشد . و فراخور استعداد انتخاب اشعار
 در شعر ، آن والیان ولایت نکته دانی و قیصران قصور رنگین بیانی ، بر صفحه^۳ تبیان
 تحریر میگرداند ، و اسمای^۴ ایشان بطرز حروف تمهجی بقید قلم شکسته
 رقم میآرد .

امید از سلیمان شکوهان قلمرو سخندانی آنکه ، این کمتر از مور را
 — که ریزه چین خوان احسان سخن است — اگر پای کرنگ^۲ طبع ، هنگام
 تاختن در بیدای نا بیدای فقرات نویسی ، در کوه و در رفته باشد ،
 بقاه قاه^۲ ایراد گیری خجل نسازند ، و بدستگیری^۳ اصلاح ، بازوی سخن
 نزار این بیمقدار را ، نیرو و توانای بخشند . بیت :

خطای ار ، ز من بی شعور ، سر برزد
 بذیل عفو ، بپوشید ای سخن چینیان !

۱- عالمگیر پادشاه (۱۰۶۹ - ۱۱۱۸)

۲- از ۱۱۳۱ تا ۱۱۶۱

۳- کرنگ : پر وزن تنگ اسپ آل را گویند و بمعنی میدان و جانی صف کشیدن سپاه
 باشد (برهان)

۴- قاه قاه : خنده با صدای بلند ، قهقهه .

۱ = آذر

آذر هندوی گزشته ، از اوست :

گرفتار سر زلف که گشتم کز پس مردن
چو مار خفته بر دل اضطراب ساکنی دارم
سر گیسوی مشکین گه شب در خواب میدیدم
سحر گه چون کشودم چشم سنبل بود در دستم

۲ = دلاور خان آزاد

سر آمد ارباب ارشاد دلاور خان آزاد ، در خوش خیالی عدیم النظر
است . یک بیت او که هر مصرعش سرو بوستان سخنور است ایراد
میگردد :

بوقت خوردن خون دلم ، جام لبالب را
چه کج دار و مریزی میکند برگشته مرگانش

۳ = میرزا فقیر الله آفرین

خیال بند ادا آتین میرزا فقیر الله آفرین . نوای تحسین و آفرین ، از
زبان کوچک و بزرگ در شانش کوک گردیده . حجازیان خار آهنگ پرده
سخن را ، در عراق معنی طرازی طبع قانون شناسش راست فرموده ، و دیوانش
مملو از گلهای نوروزی معانی رنگین است :

دل قبله و نماز نیاز مدام ما
گرندگان رخ از دوجهان ، شد سلام ما

همی دست دعا ، تا چند از تاثیر بر گردهم
 زسید مدعا خالی مدار آغوش دامن را
 آفرین ! شاخ گلی دوش گزشت از نظرم
 بوی گل در گرو اشک نیاز است هنوز *

۴ = آقا صفی صفاهانی

آقا صفی صفاهانی ، آقائیش در دارالسرور عراق سخندانی مسلم الثبوت
 است ، غیر از دو بیت مشهورش گوش گزار نگشته لهنده قلمی میگردد :

المهی ! قفل غفلت را کلیدی یزید نفس مارا با یزیدی
 خداوندا ! بعشقم رهبری کن خدای کرده پیغمبری کن

* غالباً این شاه فقیر الله آفرین باشد که معاصر غلام علی آزاد بود و شرح حالش در
 سرو آزاد بقراد ذیل است :

در محله بخارای لاهور سکونت داشت . راقم الحروف وقتی که از هند جانب سند رفت ،
 بیست و نهم محرم سنه ثلث و اربعین و ماته و الف (۱۱۴۳ هـ) در لاهور با او برخورد . بسیار
 خوش خلق متواضع بود . در آن ایام قصه 'میر و رانجها' نظم میکرد پیش فقیر داستانی
 خواند . این بیت از قسمیه بیاد ماند :

بفریان یتیمی تمنا نورد که عید آمد و جامه گلگون نکرد

و چون از بلاد سند عطف عنان نمودم و هفتم رجب سنه سبع و اربعین و ماته و الف
 (۱۱۴۷ هـ) وارد لاهور شدم و تا دوازدهم ماه مذکور در آنجا اقامت اتفاق افتاد ، ملاقات
 مشار الیه برات واقع شد . مسوده اول تذکره 'یدبیتها' تالیف فقیر که نقش ناتمام بود ، خواه
 نخواست گرفت و از منظومات خود 'انبان معرفت' بخط خودش بطریق یادگار تسلیم فقیر نمود ،
 عنوانش اینست :

ای منی ! به وضوی تجرید صبح شد صبح ! نماز توحید
 صبح یعنی که ظهورش همه جاست شش جهت سجده چو خورشید رواست

دیوان آفرین مشتملبر قصائد و غزلیات و دیگر جنس شعر بنظر در آمد .

(برای اشعارش رک : سرو آزاد ص ۲۰۶)

۵ = آگه

آگه از حالش آگاهی دست نداده :

ما شب و روز جهان را ، هیچگه نشناختیم
 گردن و زلف تو باشد صبح ما و شام ما
 در معرکه عشق بسان زره از شوق
 هستم همه تن چشم ، بی دیدن چشمی

۶ = صلاح الدین آگه

صلاح الدین چلبی آگه بیخلص . در ولایت سخن آگاهی تمام داشت .
 این ذویت او ، که آگه دلان دقیقه شناس را ، سرمشق آگهی است ،
 ایراد یافت :

اسیرم در فرنگستان نگاهی چشم صیادی
 که دارد در کف از هر نوک مزگان تیر بیدادی
 نهفتن شعله جواله سازد ناله را در دل
 برون آی ای نفس ! از سینه وبر دار فریادی

۷ = شیخ عبد السلام آگه

شیخ عبد السلام آگه . از برادران فقیر جوان صاحب طبعی است ،
 در انشا مناسبت تمام و مالا کلام دارد .

۸ = ملا ابکم

سر خیل شعرای عالم ملا ابکم برادر ملا ناطق : در فصاحت زبان و بلاغت بیان سبق از گویا میبرد بل کلم را از کوچک ابدالان خود میشمرد . یک بیت او که چهره باهلال ابروی شوخان چین تواند شد ، قلمی گشت :

محبت را پس از قطع محبت لذتی باشد
که شاخ نخل پیوندی به از اول ثمر گیرد

۹ = میرزا شفیعی اثر

رموز اسرار سخن را مظهر میرزا شفیعی اثر . شعرش ، چون صورت زهره جبینان داؤد الحان ، در دل خارا اثر میکند و از کلام درد آمیزش بوی کباب جگر می آید . دست قدرتش شیراز سخن را بدست تطاول سحر پردازی ، بتصرف در آورده لوای یکتائی ، در معرکه هوشنگ صولتی کارگاه معنی طرازی ، علم فرموده :

گرانی بسکه دارد از غبار خاطر عاشق
ز تار زلف او شمشاد دزدد شانه خود را
جان سپردم تا کشیدم نازی از ابروی او
بی عوض هرگز نمی بخشد کسی شمشیر را

۱- ازین ظاهر میشود که غالباً این اخوند شفیعا اثر شیرازی باشد که در بلده لار در سال ۱۱۱۳ هجرت شد (تذکره الشعرا ص ۸)

گرمی بازار زلفش ، از دل بیتاب ماست
 باشد آبادی ز مجنون ، خانه زنجیر را
 قبله من دین من ! تنها سوی مسجد مرو
 بی اثر هرگز نمی گردد دعای مستجاب
 از عارضش ، دمید خطی همچو مشکتاب
 یعنی که ، شد بسنبله تحویل آفتاب
 دلم از گرمی بیجای تو ، سیر از جان است
 سایه لطف تو ، ابر شب تابستان است
 چشم جادوی تو ، کرده است ، نظر بند مرا
 هر کجا مینگرم ، چشم توام در نظر است
 نشستن زیر شمشیر بتان ، فیض دگر دارد
 که آب استاده خوردن ، تندرستی را ضرر دارد
 نفهمیدم اثر آرام ، تا دور از وطن گشتم
 نمیدانم که ، چون آب روان ، خاکم کجا باشد
 چرخ میسازد بزرگان را بظاهر ، رو سفید
 برف در کهسارمی آید ، ز باران بیشتر
 نماید عکس از چشم بخون آلوده مژگانم
 چو قرآنی که ، با سرخی رقم سازند اعرابش
 چنانکه پشت بیبازار ایستد قصاب
 همیشه جانب ابروست روی مژگانش

بهر محفل ، حدیث می پرستی در میان دارم
 بزرگ تیغ ، هر آنی که خوردم ، بر زبان دارم
 دارد آن تاب کمر را پای برجا ، خون من
 از میان کی میتواند رفت بیرون قاتلم
 نمی بیند از این آهن دلان ، هرگز کسی احسان
 ندارد دست ظالم زیر می جز خون مظلومان
 بازار گرم پنجه خورشید را شکست
 تا کرد میل دست فروشی جنای تو
 ز تیغ ابروی جانان بقیة السینی
 که مانده بود
 شد از قحط عزیزان آشکارا طرفه ایامی
 بدولتخانها
 بزور ناز ، خون عاشقان ، میریزد ابرویش
 نباشد کارکر

۱۰ = نواب احترام خان

نواب احترام خان . ۲ روزی چند بیوتات صوبه کشمیر خلد نظیر بود ،
 پس از مرور ایام تغیر شده مراجعت بهند دل بند نمود . شعرش
 سبلی خور اشک است رخ مردمک ما
 ای خون جگر ! زود بیا بر کمک ما

۱- بیاض است

۲- متونی ۱۵ ذیقعدہ (۱۱۵۱) . رک : تحت ادراک صفاهانی شماره (۱۲)

۱۱ = خواجه احسان

خواجه احسان شعرش پخته و راست ، فکر های خوب دارد . این بیت از زاد های طبع اوست :

ننالذ دل ز ترک چشم او اهل صفاهاں هم
زیبم او نفس در سرمه دزدیده است افغان هم
نه تنها کرد غربال : آن کمان ابرو ، بشمشیرم
ز مزگان میکنند از شوخ چشمی تیر باران هم

۱۲ = نواب اخلاص کیش خان

نواب اخلاص کیش خان از عمده نویان حضرت عالمگیر بوده . در فضل و کمال و انشا پردازی و املا دانی فاریابی عصر خود گذشت . کیفیت سلطنت و روداد و سوانح ، ممالک متصرفه شهنشاه عرش بارگاه ناصر الدین محمد شاه غازی خلد الله ملکه و سلطنته ، بسیار برنگینی و دلچسپی مینگاشت . در سنه هشت از جلوس شاهنشاه مسطور ، جان بجان آفرین سپرد . یک بیت او که چون مصرع هلال در شهرها مشهور گردیده ، قلمی گشت :

مگر مکتوب او بال کبوتر بود در دستم
که ره گم گشت از جوش پر پرواز قاصدها *

• محمد اخلاص نو مسلم کهتری قل کلانوری المخاطب باخلاص خان . . . فوت در شاه جهان آباد یوم الثلاثاء ثاني جمادی الاولی وله تسعه و ستین سنه (۱۱۲۰ هـ) - وکان فاضلاً عالماً مضمناً خیراً متجبراً صاحب المکارم (محمدی ۶۵)

۱۳ = میرزا محمد ادراک صفاهانی

میرزا محمد ادراک صفاهانی با عبد العظیم خان و احترام خان ۱ ،
که دیوان و بیوتات کشمیر جنت تاثیر بودند، آمده چندی بعیش گذرانده باز
مراجعت بدیوار خویش نمود :

تابکی دل را پریشان خاطر آن کاکل کند
ترسم از سودای زلفش داغ عشقم گل کند
میکند از سیر گلشن : لاله داغم را فزون
همچو زلف ، آشفته حالم نکهت سنبل کند

۱۴ = میرزا استغنا

معنی یاب بیهمتا میرزا استغنا طبع مستغنی عالی درجانش سعدی منشان
شیراز سخنوری سرفرو نمی آورد . دیوانش چون گلستان از رنگینی گلهای
معنی شهره آفاق است :

زبرق حسن تو ، خورشید چشم می مالد
چه صورتست بین معنی جمال ترا
شورش زلفش بخواب آرد دل دیوانه را
ناله زنجیر را افسانه می دانیم ما
گر کشی تیغ از میان گردن ز مو باریکتر
ور گزاری منتهی بگزار بر گردن مرا

۱- احترام خان بن صہام الدولہ امیر الامرا خاندوران بہادر منصور جنگ از کبار امرای
ہند ۱۵ ذیقعد (۱۱۵۱ھ) ہمراہ پدر در جنگ نادر شاہ کشتہ شد در عشرہ سابعہ (محمدی ۱۰۳)
نیز رک : احترام خان شمارہ ۱۰

منکه می خواهم ، نباشد بر دلی از من غبار
 کی بدست آئینه بگیرم تانفس باشد مرا
 زلف سر کرده دلزارها می کند خال سپر دارها
 بر خیال چشم ، داغ دل فشاندم ، بارها
 من بگل پرورده ام یک فصل ، این بادام را
 در قفس چون گفت قمری: رسم آزادی خوش است!
 زود موزون کرد سرو این مصرعه برجسته را
 زلف می پرسید از من معنی افتادگی
 از قضا می گفت کاکل : پیش پا افتاده است
 بسکه (دل) در گوشه چشم تو تنگی می کند
 عشوه و ناز تو باهم خانه جنگی می کنند
 زلف دامی گشت پیدا در فرنگستان حسن
 سایه را بر هر که اندازد

 مرا در خانه بیمار بست امروز
 تونداری سواد مصحف حسن
 آیه سجده ایست ابرویش
 شهید تو ام ، تاب منت ندارم
 اگر زنده می ساختی مرده مانم*

(بن عالمگیر ۱۰۶۷-۱۱۱۷ هـ) بود. بطرز قدیم بسیار گفته. این از وست :

میتوان آورد استغنا سفارش نامه^۱ چرخ کجرو را اگر دانیم از یاران کیست
 بکین چون منی ای دوستی دشمن چه بیاید غریب ، خاکسارم ، عاجزم ، از من چه میآید
 تذکره^۲ شعرای متقدمین : مرزا عبد الرسول استغنا شعر بطرز قدیم بسیار گفته است
 (در بیت که کلمات دارد) (ص ۳۳)

تاریخ اعظمی : استغنا عبد الرسول نام . در سلک تازه گویان انتظام داشت ، متوطن کشمیر
 بی نظیر است . در اوائل حال ، از امیر و وزیر و غنی و فقیر علم استغنا بر افراشت و پیوسته حرف
 قناعت و بی طمی بر لوح خاطر مینگاشت ، و آخر روی همت بتحصول اسباب دنیا آورد بخدمت
 شاه شجاع فرزند سیم شاه جهان بادشاه رسید و بمنصب و خدمت سرافراز گردید . و شاه شجاع از
 قابلیت و کار دانی او واقف شده در صدد تربیتش بود . در اوقاتی که شاه مذکور سکه و خطبه بنام
 خود کرده از بنگاله لوای^۳ تسخیر هندوستان بر افراشت ، استغنا خدمت داروغگی توپخانه داشت
 و بعد از آنکه شاه شجاع از دست برد شجاعان عالمگیری مملکت بنگاله را از دست داد و آواره
 دشت ناکامی گردید ، استغنا بی سرو سامان از بنگاله ببلده اوده رسید ، مدتی نوکری بعضی امرا^۴
 کرده آخر الامر عازم دار الخلافه گردید ، و بوسیله بعضی استادگان پایه سریر خلافت مصیر
 شرف ملازمت بادشاه دین پناه عالمگیر دریافت ، و در سلک سائر ملازمان منتظم شد . در سنه
 هزار و هشتاد و دو (۸۱۰۸۲ هـ) ازین رباط ملال بسرای بی زوال انتقال نمود . از منظومات اوست :

فلک چرا کمر احتساب میندد سزای باده پرستان خیار خواهد داد

وقتی مهمی داشت و هر چند سعی نمود و تلاش و تردد کرد هیچ یکی از بار یافتگان حضور
 لامع النور بر انجام همت آن نگماشت و مطلبش بمرض اقدس نرسانید ، آخر بجان قدردان بختاور
 خان ملتجی شد بمرض خدیو جهان رسانید و بیگ توجه او را با شاهد مقصود هم آغوش گردانید .
 و استغنا دران وقت چند رباعی بنام او گفته ازانجمله این رباعی بخاطر فاتر بود :

ای خان بلند قدر اکسیر سخن قربان زمان تو خوانین زمن

تا خاطر آشفته دلان جمع شود یکبار بگو حرف پریشانی من

صحف ابراهیم : میر عبد الرسول استغنا مولدش کشمیر است . خوشگو در تذکره^۵ خود
 از زبان میر محمد علی تمکین ۱ - که برادر [زاده] عبد الرسول است - نقل کرده که : میر مذکور

۱- میر محمد علی تمکین اگرچه ایرانی الاصل بود ، لیکن در هند نشو و نما یافته . سودا

بر دماغش بسیار مستولی بود . فقیر خوشگو اواخر عهد عالمگیری در اجمیر بخدمتش فاتر 

بسیار بی ساخته و مرد ساده دل بوده . در زمان سلطنت شاهجهان قدم پرمه شهرت گذاشته ، در صحبت شاهزاده محمد شجاع کشف اختصاص یافته ، و در عهد عالمگیری خدمات شایسته از او بظهور پیوسته مصدر کارها گشته . و بمر ثمت سالگی بدهل در گزشته . دیوان مختصری دارد . (۶۷ الف)

۱۶ = میر اسد الدین بخاری

میر اسد الدین بخاری . غیر از یک غزل او بنظر در نیامده . این بیت ازان غزل است :

کله کج کرده ای ظالم ! چه بدمستانه می آئی
غرض بر قتل من داری ، چه بی رحمانه می آئی

۱۷ = محمد اصلح اشهر

خادم فقرای صاحب اثر محمد اصلح اشهر . از خانه زادان موروثی شهنشاه سلیمان بارگاه محمد شاه است ، و به تعیناتی . . . در خدمت صاحب کمالان و بندگی درویشان همیشه ممتاز . . .

میشدم . مرد دیوانه زبان آور بود . از گلاب رای مخلص تخلص - منشی نواب زبردست خان بن ابراهیم خان - شنیده است که : میر تمکین برادرزاده و شاگرد میر عبید الرسول استغنا است . و ذکرش گذشت و در هزار و صد و سی (۱۱۳۰ م) رحلت کرد . اشعارش متداول نشده . ازوست :

این چراغیت که بر روی هوا سوخته اند
بال گستاخی پروانه کجا سوخته اند
بجان خود ترا ای جانستان بسیار میخواهم
غنچه سان تا جامه در برداشتم غم داشتم
در غم کاکل روی دل شهید شانه باش
که نخل عشق بتان را ثمر ز سنگ بود

کارها داغ جنون بر سر ما سوخته اند
بی ادب راه به جلوتنگه مشوق نداشت
ز رویت بر نظر آینه دیوار میخواهم
گرچه عریانی پریشانم نمود ، اما خوشم
گر نداری تاب زخم تیغ ابروی بتان
ز بوستان محبت طمع چه دارد کس

(سفینه خوشگو ۱۰۰)

نگردد صاف باطن تیره دل، از صحبت عاصی
 مکدر کی شود آئینه از زشتی صورتها
 جوهر ذاتی، برنگ تیغ بهر آبرو
 در دم خصم افگنی، در کار آید مرد را
 . . . ی رنگم کرد افشان بال بلبل را
 کند عککش پر طاووس موج سایه گل را
 باز شد سامان عیش امروز در محفل، بیا!
 ساغر از چشم است، ومی از خون، کباب از دل، بیا!
 شود افسرده دل هنگام غفلت در بر عارف
 کنند آری بوقت خواب خامش شمع محفل را
 مکرر چشم احوال را نماید، آنچه می بیند
 نفاق افگند اشهر! در دوی یاران یکدل را
 بی روزی چو گندم سینه چاک خوشنما نبود
 که از جنت برای این گنه راندند آدم را
 شود گر چشم می نوش تو، امشب ساقی بزم
 بسر بگیرم، برنگ نرگس گلزار، ساغر را
 نگاهت برد، پیش از غمزه چشم تو، دل از من
 نظر بازان پسندیدند خوب، این پیش دستی را
 بگذرد از خیل خوبان هر که دل بندد از او
 خواهش الوان نعمت نیست طبع سیر را

حال او را از هجوم خط . شود رونق فزون
 اعتبار افزایش از جمع مریدان پیر را
 بنا شد خالها ، بر روی آن شیرین قبا بیجا
 که بر شکر نشستن رسم می باشد مگس ها را
 برنگ گرد ما . از بسکه گردیدیم . دنیا را
 باتش خانه بر دوشی است ، ما دیدیم دنیا را
 پشت بان ظالم کند در کارها بدکیش را
 میدهد زنبور جا در پهلوئی دم نیش را
 بدل کن سجده ابروی بتان را رسم عشقت این
 حضور قلب در ملت یکی شرطت طاعت را

۱۸ = اطهر خان اطهر

اطهر خان اطهر تخلص . سخنش خالی از پختگی نبود . چندی دیوان
 صوبه کشمیر ارم نظیر بوده . هنگام مراجعت بهند ، در گجرات داعی اجل
 را اعانت نمود :

فکر زنار سر زلف و رخ چون مصحفش
 گاه گاهی زاهد و گاه برهنه دارد مرا
 در نمی آید بچشمم ، هیچ قصر و منزلی
 تا بنای خانه زنجیر شد برپا ، مرا
 نمی دانم ، نماید آن پری پیکر چه رنگ ، امشب
 که دارد دیده حران من ، نقش فرنگ ، امشب

هرچه خواندم زین دبستان ، یکقلم از یاد رفت
در خیالم ، شوخی چشم سیاهی ، مانده است

این معنی نازک نکشد تهمت بستن مضمون خیالی است که بندد کمر آتشوخ
بود آئینه بدست تو ، و من میدبدم که سراپایتو ، حیران سراپایتو بود
... حال خسته نویسی قلم زخامه مژگان کن و شکسته نویسی
نه آن مجنون سر انجامم فلک چون کوهکن رفتم
دیده حیران دل یا حلقه گیسوست این ماه عید عشقبازان یا خم ابروست این

نخیزد از سپندم ، ناله ، گر در آتش اندازی
نگاه سرمه سای کرده نا در کار من چشمی *

۲۱ = علی اکبر اکبر

حکیم اکبر اکبر تخلص . طبع حاذقش مداوای علیلان بیمار خانه پست
فطرنی ، حکمتهای دست بسته میفرموده :

چه خوش باشد ، که از مستی برآرم ، در ضمن دستی
بدستی باشدم ساقی و آن گل پهرن دستی

زاده دیده : میر شاه میر ، مخاطب پدید الطبر خان الطبر تخلص : از سادات معتبر
بخارا که پیرکان مشهور اند از منصب ایران عالمگیر بادشاه بود . در عهد فرخ سیر بادشاه بدیوانی
صوبه کابل و بعد از آن بدیوانی کشمیر امتیاز داشت . فقیر او را در صفر سن در خانه والد خود
چند صحبت دیده بودم . طرفه بزرگ پاکیزه مشرب و خوش فویست و صاحب مزاج بود . دیوان
مختصر دارد بنظر در آمده . یک بیت که خالی از لطف نیست ، بیاد بود نوشته شد :

که بفرق و کمر بر میان و پرده ز رخ برای بردن دلها ، شکست و بست و کشاد

و در اواخر عهد محمد فرخ سیر بادشاه فوت گردید (ص ۱۲۹)

بود کاذب بتزد اهل معنی ، گر برون آرد
بدعوی صبح صادق پیش دست یار من دسنی

۱۹ = شیخ قمر الدین اظهر

شیخ قمر الدین اظهر پسر شیخ شمس الدین ، عمو زاده فقیر . هر
مصرعش بروشی چون هلال اظهر من الشمس است :

چو گردد جمع باهم ، رنگ یار و زردی عاشق
زعککش ، بر جبین آسمان ، قوس قزح گردد

دل را بتارگیسوی آن شوخ بسته ایم سوداگرم به بندر چینی نشسته ایم
از فراق ابرویش ، مانند بید برسر هر موی خود خنجر زدم
دل شود سوراخ از رنج سفر چشم واکن سینه گوهر بین
عالمی از تیغ ابرو قتل کرد این دم شمشیر را جوهر بین
جواب بوستان نام خدا دیوان من باشد
بود هر مصرعه برجسته ام ، همدوش شمشادی

۲۰ = معزز خان افسر

ادافهم نکته پرداز معزز خان افسر . هر مصرعش اکلیل تارک شهنشاه
سخن میتواند بود ، در دارالخلافة معنی طرازی کوس اسفند یاری مینواخت .
چون افسر تخلص داشت سردفتر سخنوران و سرآمد معنی تلاشان نوشته
گردید . بیت :

اعراب کرده نامه ، فرستم بتزد دوست
یعنی که کرد هجر تو ، زیر و زبر مرا

گفتی : زگر بهای تو ترسید چشم من
 بگزار ، نور دیده من ! این بهانه را
 تا کند مردم برنگ دیگری ما را اسپر
 کاکل او ، دام دیگر ، زلف دام دیگر است
 دارم دلی که هرگز ، نشکسته خاطریرا
 بیمار گشته از غم پرهیز گر شکسته

۲۱ = محمد اسحاق

محمد اسحاق . در سائیدن خورده استخوان خصم منکر سخن ، در آسیای
 شکنجه طعن ، زبانش را بد طولی در آستین :

مرا وسیله بود لطف حق اگر زاهد
 برای خویش نمود است سبحة دست آویز

۲۲ = قزلباش خان امید شاهجهان آبادی

عندلیب گلشن استادی قزلباش خان امید شاهجهان آبادی . ترک طبع
 شوخش ، در ترکناز اقلیم معانی ، تاج ستان شاهان قلمرو سخندانی بوده .
 گوی سبقت در میدان نکته طرازی از خاقانی شکوهان عصر مبارک خویش
 ر بوده :

بغیر از کینه جوی ، نیست با اهل دلش ، کاری

یکی دیدیم با خویتو تا دیدیم دنیا را

سیب آن غنچ از غبار خطش هر قدر خوب بود بهتر شد

گر غباری بدلت هست ، بگو ! از سر کویتو من بر خیزم !

بیرون چو از قلمروت ، ای شاه ! می روم
مانند خامه ، گریه کنان ، راه می روم
دل گرم جستجو شده همچون سپند ، و من
با این ستاره سوخته همراه می روم
ندارد چلوه شمشاد ، او را در چمن دیدم
که چیزی نیست در بارش همین سرواست و اندامی
ندید از تیغ آن آئینه سیما گشته تا خود را
دل بیتاب من نگرفت چون سیماب ، آرامی *

• سرو آزاد : نام اصل او میرزا محمد رضاست ، در عنفوان جوانی از همدان به اصفهان آمد و با میرزا طاهر وحید نسبت تلمذ درست کرد ، و در عهد خلد مکان (م-۱۱۱۸ هـ) به هندوستان رسید و به عطای منصی امتیاز پذیرفت و در عهد شاه عالم (۱۱۱۹-۱۱۲۴ هـ) بختاب قزلباش خان سرفراز گردید ، و در زمان محمد مزالدین (۱۱۲۴ هـ) بتقریب خدمتی بدار السرور برهانپور آمد . و در ایام ایالت امیر الامرا سید حسین علی خان (در سال ۱۱۳۲ هـ قتل شد) از خدمتی که در برهانپور داشت مزول شده به خجسته بنیاد رسید و به داروغگی احتشام کرناٹک مامور گردید . و باین تقریب به ارکات رفت و بعد چند گاه رفاقت مبارز خان ناظم حیدر آباد اختیار کرد . و روز جنگ با مبارز خان حاضر بود ، بعد گشته شدن مبارز خان (۱) در قید نواب آصف جاه افتاد و غزل طرح کرده بجانب نواب ارسال داشت . نواب شفقت فرمود و به مزید عنایت و بحالی جاگیر مرهمی بر جراحت گذاشت . و حراست قلمه منی رک از توابع کرناٹک - که الماس از سواحل دریای کشتا بر آورده در آنجا میسازند - تفویض فرمود . قزلباش خان بعد چندی رخصت حرمین شریفین گرفت و بعد تحصیل زیارت مراجعت

۱- خواجه محمد بلخی مخاطب به امانت خان ثم بشهامت خان ثم بعماد الملک مبارز خان بهادر هزیر جنگ ، از اعظم امرای سلاطین تیموری . (۲۳ محرم ۱۱۳۷ هـ) در مضامین اورنگ آباد بانظام الملک بهادر فتح جنگ ، محاربه عظیم نموده کشته شد . عمرش ظاهراً ۶۳ سال بود . و وی بمحاسن اخلاق و فرط شجاعت و تدبیر اتصاف داشت . و او داماد عنایت الله خان کشمیری بود . (تاریخ محمدی ص ۵۳)

نمود. نواب آصف جاه بدستور سابق مورد الطاف ساخت، و چون نواب آصف جاه در سنه
 خمسين و مائه و الف (۱۱۵۰) حضور طلب شد، قزلباش خان در ركاب نواب به شاهجهان آباد
 رفت و در سفر بوپال ملتزم بركاب نواب بود. درين سفر فقير را با قزلباش خان مكرر بر
 خورد اتفاق افتاد. خوش خلق رنگين صحبت و موسيقى هندى - با وصف ولايت زا بودن - خوب
 ميدانست و ميگفت. و چون نواب آصف جاه از سفر بوپال به دارالخلافه شاهجهان آباد
 معاودت فرمود، قزلباش خان همراه رفت و از ان وقت در دارالخلافه بار اقامت كشاد.
 در سنه تسع و خمسين و مائه و الف (۱۱۵۹) در آنجا جهان فاني را وداع نمود
 محرر اوراق گويد:

خان سخن گستر سحر آفرين رخست سفر بست از اين خاکدان
 سال وفاتش دل نالان من يانته: جان داده قزلباش خان ۱۱۵۹
 ازو منقول است كه: روزى پيش ذوالفقار خان بن اسد خان (۱) وزير شكائى از دست
 روزگار كردم. ذوالفقار خان در جواب گفت: دنيا را باميد خورده اند! گفتم: پس چرا
 نواب صاحب بي من ميخورند. اين چند بيت از ديوانش نقل افتاد:

زمانه بر سر جنگ است، يا على مددى!
 روشن شود به پيش تو چون شمع سوز من و گرچه وقت درنگ است، يا على مددى!
 يك شب اگر تو هم بنشينى بروز من
 بدشمن دوست، با من سر گراني، بارها گفتم:

نمی خواهم چنین باشی، تو میخواهی چنان باشی (ص ۲۰۹)

تاريخ محمدى: قزلباش خان قرمانلو متخلص بايمد، از اعيان عصر و شعراى مشهور،
 نهم جمادى الاولى (۱۱۵۹) بشاهجهان آباد فوت شد جمفاجا. عمرش قريب هفتاد سال
 (ص ۱۳۳).

بزرگان و سخن سرايان همدان: در حدود سال ۱۱۲۰ بهبهستان رسيد.

ببزم غير چرا ميدهى شراب را ز آتشى دگرى ميكنى كياب
 خنده مستان بود از گريه مينا بلند شاد گردد گر كسى غمناك ميازد را
 بالاي كسى بلندى جان شد بالا تر از اين چه ميتوان شد
 بودم بسا دوستش خر سند آن نيز نصيب دشمنان شد
 بهواى تو، همچو شمع سحر جان پر لب رسيده دارم

۱- محمد ابراهيم مخاطب به اسد خان ثم به امير الامرا ثم باصف الدوله . . . روز سه
 شنبه ۲۵ جمادى الاخر (۱۱۲۸) در شاهجهان آباد فوت شد. عمرش ۸۸ سال. وي پسر
 ذوالفقار خان قرمانلو شاهجهان بود (تاريخ محمدى ص ۲۵).

اگرچه از نظر افتاده ام چرا شک، دل هنوز چشم نگاهی که داشتم، دارم
 سر گشتگی بطالمم هست بر گرد سرت چرا نگردم (۱/۲۴۲)
 (رک : نتائج الانکار . الذریعه جز ۹ قسم اول ص ۹۷ . مجله راهنمای کتاب شماره ۵)

۲۲ = میرزا شریف الهام

ادا بند خوش کلام میرزا شریف الهام . دل القا توامانش از فیضان
 غیب بهره وافق و نصیبی کافی داشت ، هر بیت رنگینش آیه ایست در
 ستایش نازل گردیده :

چشم دل روشن ! که میآیم بخود از دیدنش
 میرسم از گرد راه گرد خود گر دیدنش
 خود میرود و میکشدم چشم سیاهش
 قلاب محبت شده برگشته نگاهش*

• تذکرة الشعراء : میرزا شریف الهام از اقوام میر میری اصفهانی است . بهند آمده
 درت یک هزار و بست و شش هجری (۱۰۲۶ هـ) باز مراجعت به اصفهان نمود (ص ۱۷) .

۲۳ = خواجه الله داد

خواجه الله داد در ریزه خوانی شهرتی مالا کلام دارد . ازوست :

جوهر اهل نظر از تیره بختی روشن است
 توتیا را در چراغ دیده حکم روغن است

..... مانع پرواز طوق گردن است !

۲۵ = امیر چک

امیر چک از امرای عالیشان شهنشاه سخن بوده ، در مینو سواد معنی

یا بی ، منصب بلند پایگی داشت :

اگر گویم : نهال قامت دلجوست ! میرنجی
و گر گویم : سر زلف تو عنبر بوست ! میرنجی
نگاهی چون کم بر حور ، چشم فتنه انگیزت
اگر گویم : ترا بالای چشم ابرو است ! میرنجی

۲۶ = خواجه انور

خواجه انور جوان معانی طرازی بود ، برای استکمال و ترقی درجات
در لشکر ظفر اثر رفته ، در عین جوانی بساط حیات در نوردید :
عکس رویتو ، ز چشم تر من ، شعله کشید
آتش از بحر گهر پرور من ، شعله کشید
هر قدر سوختم آئینه دیدار شدم
آتش طور ز خاکستر من ، شعله کشید
چرا آشفته ، از پیچ و تاب ما ، نمی دانی
که چون کاکل بسر بردیم عمری در پریشانی
بایما گفتگو ها داشت با من سرمه سا چشمت
و لیکن من نفهمیدم زبان این صفاهانی

۲۷ = اوجی

اوجی پایه سخن را بمعراج کمال رسانیده ، هر مصرعش در عالم
علوی چون هلال شهرتی تمام دارد :
تبسم گونه می دیدم که از چاک گریبان
در میخانه عشرت ، بروم باز بود امشب

از زلف یار شکوه زنجیر می برم
 سیل جنون بخانه هوشم رسیده است
 عاشقان را برای حفظ بدن
 داغ بر سینه مصحف بغلی است
 خط و زلفت که نسخه ازلی است
 منتخب قطعه خفی و جلی است
 گر بتحسین نگهی چشم تو پر ساز کند
 نغمه را تربیت سرمه خوش آواز کند*

• هفت اقلیم: اوجی، اعلامی بر احوالش ندارد و این چند بیت عزیزی که از وی در خاطر داشت تحریر پذیر شد:

هر سر که بسته خم فتراک او بود دانه یقین که روز جزا سرخ رو بود
 از بس خیال زلف تو در سینه جا گرفت آهی که سرزند ز دلم مشکبو بود ۱

قطعه

نشته عکس جمال چنان، بخانه چشم که کسب نور کند مهرز آشیانه چشم
 بیا که ابی تو همی تا بگردن اندر خون نشته مرغ نگاهم در آشیانه چشم
 بجای سبزه شر میهد، ز خاک اوجی بهر کجا که بر افشاند ایم، دانه چشم ۲
 (هفت اقلیم صفحه ۱۱۶)

عرفات العاشقین: کوکب اوج بی نظیری اوجی کشمیری از شعرای همین عصر است.
 بحر طبعش در نهایت موج، و کوکب ادراکش در غایت اوجست. فوج بیانش زور بند، و
 اوج کلامش بلند واقست. (شش بیت ثبت شده که هفت اقلیم و ریاض الشعرا دارد)
 (میخانه چاپ معانی ص ۲۳)

-
- ۱- این اشعار ققی اوحدی و ریاض الشعرا و تاریخ اعظمی وارد. ققی اوحدی و ریاض الشعرا
 و روز روشن در شعر دوم بجای 'سینه' دیده دارد.
 ۲- این بیت ققی اوحدی و ریاض الشعرا دارد و روز روشن دو بیت اول دارد. تاریخ
 اعظمی نیز این قطعه دارد.

سیحانه: مولانا اوجی کشمیری (۱) دردمندی درویش نهاد، و این نامراد صوفی مشرب و پیکیزه اعتقاد پسر مولانا نامی کشمیر (۲) است و مولد خودش نیز از کشمیر است. و در صفر سن در مقدم انتظام نظم شده. و در وقتی که بسن رشد و تمیز رسید، خان نکهت دان میرزا جعفر آصف خان حاکم آن ملک گردید، اوجی بشرف ملازمت خان مذکور مشرف شد و از فیض تربیت او ترقی کرده. و هر چه دران ایام گفته خالی از حالتی و رتبه نیست و در وطن خود دران زمان پاره نشوونما نموده. بعد از تغیر آن خان جم نشان در آنجا ماند و حاکمی که بدان دیار آمد خدمت او کرد و اوقات گزراند.

بر هنرمندان پوشیده نماند که آن دردمند سیر و سفر کم کرده، مگر گشت گرد و نواحی کشمیر و یک نوبت ازان بلده بلا هور آمده و باز بمسکن عود نموده است. این ضعیف روزی در اجمیر در خدمت مولانا محمد صوفی حاضر بود که عزیزی از مردم کشمیر در خدمت مولوی به تقریبی حرفی اوجی در میان آورد و این بیت از ساقی نامه او خواند:

 ما دامن خویش زنجیر شد ما دست در آستین پیر شد

آن منصف از استماع این دو مصراع بغایت از جا در آمد و فرمود که اگر پیش از آنکه من ساقی نامه بگویم این بیت بگوش من میرسد اراده مثنوی گفتن نمی‌کردم.

بر رای ارباب هنر پوشیده نماند که، مسود این اوراق پریشان را با مولانا اوجی در دارالعلیش کشمیر ملاقات واقع شد. دران وقت سنش به پنجاه و پنج رسیده بود و دران سن افیونی گذرا (کذا) گردید و بمرتب از کار کرده که از سر رشته نظم افتاده بود. اگر احياناً دویستی ازو سرمی زد چندان ناخن بر دل نمیزد. اشعار او همگی از قصیده و غزل وغیره سه هزار بیت است فاما دیوان ترتیب نداده است. ساقی نامه که از و دزین تالیف بر بیاض رفت، در ایام شباب هنگامی که در خدمت میرزا جعفر آصف خان بود، گفته است:

چنین تابکی ترک ساغر کنیم	سب دل ز خون جگر ترک کنیم
یکی توبه را در شکست آوریم	دل می پرستان بدست آوریم
زیارت کنم باز میخانه را	بسوسم سراهای میخانه را
ازین فرقت آباد، نا بوده ام	جز از زهر ضم لب نیالوده ام
کنارم پر از اشک چون امگر است	زخون خوردن دل دماغم تراست
رهم بر مخوفت و من نو سفر	همه زاد ره، پاره‌های جگر

-
- ۱- سرخوش (فهرست بادلین عود ۲۲۳ نمره ۲۵۹) او را در زمره شمرای عهد اکبری شمرده و صاحب مخزن الثواب فقط این قدر گفته که او شاعر متین بود (و دو بیت ازو درج کرده)
- ۲- در واقعات کشمیر ذکر کرده که نامی از شمرای حسین خان چک بود. (شفیع)

که ذوق نظر نیست غم دیده را
 بناتم مگر توامان زاده ام
 مرادست، خصم گریبان شدت
 مرا دامن خویش زنجیر شد
 نه یارای رفتن نه پای درنگ
 کسین دشمن افنده نواز را
 شکست مرا مومسیائی کشد
 همان ترک سرمست ساغر سوار
 شوم اینم از ترک تازی غم
 دمی چند غم را فرامش کنیم
 بپینای گردون شکست آوریم
 ز اشک آسمان را جگر خون کنیم
 که بنیاد دار جهان، برفناست
 دلم از ره گوش آمد برون
 که بزداید از روی دل زنگ را
 من و فی لبالب شدیم از فراق
 جهان را بیک بار برهم زخم
 ز سیمای گل آتشم تیز شد
 بده می بدست چهارم بده
 می با تو در سایه گل زینم
 صفای چمن خاطر آرا شد است
 هم آغوش گل طره سنبل است
 جنیا بخش خورشید ادراک را
 چرا میگریزد ز من بی سبب
 طرب، بی رخش افنده آمیز شد
 که شب جای خوابم جگر زار شد
 دل از یاس زان گونه پرورده شد
 بروید ز روی زمین سبزه زار
 بگهواره چشم طفل نگاه
 که بر خیز ای رفد درد آشنا

بجز گریه نکشوده ام دیده را
 لب از هم بجز ناله نکشاده ام
 مرا ز اشک دامن گستان شد است
 مرادست در آستین پیر شد
 مرا شیشه بردوش و یاران و سنگ
 بیا ساقی آن خصم خنیازه را
 بده تا بیدرم دوائی کشد
 بیا ساقی آن شوخ آتش عذار
 بده تا بشازد بفوج الم
 بیا تا بمی غارت هش کنیم
 بیا تا صراحی بدست آوریم
 بیا تا بمی چهره گلگون کنیم
 مفتی شنیدم من از چنگ، راست
 بیک نغمه پردازی اوغتون
 بنامم خروشیدن چنگ را
 فغان کاندین لاجوردی رواق
 اگر ضبط نا کرده دم، دم زخم
 نسیم سحر خاطر انگیز شد
 دگر ساقیا انتظارم مده
 بهار است ساقی دم از مل زینم
 ملون ز گل دشت و صحرا شد است
 دلم سرخوش نغمه بلبل است
 بیا ساقی آن رواق تاک را
 بده تا بدانم که این نوش لب
 مرا باده بی او، غم انگیز شد
 چنان در غمش دیده خونبار شد
 چنان در غم هجر خو کرده شد
 که گر فی المثل حسن صد تو بهار
 نجنبید ز پهلو پس از سال و ماه
 شی آمد از غیب بر من فدا

دگر چین بر ابروی خاطر مزین
 ز شاهی قدغم، خمیدن گرفت
 خشک را ز ظلمات غم سوختم
 ز کیفیت ساقی کوثر ست
 لبالب ز مهرش خفی و جلی
 ز شمع رخس مهر پروانه
 شهنشاه اقلیم احسان علی است
 علی گوهر کان مردانگی است
 بمهر علی شد مجرد دلسم
 مرا سهر او از جهان حاصل است
 فلک زروق بحر احسان اوست
 همان نور خورشید انصاف را
 چرا نیست اهل هنر در امان
 مجو، نیم شب، پرتو آفتاب
 کیبودی، گردون گل ماتم است
 سفر بایدم کرد زین تنگنای
 زمین نیز خونریز دانشور است
 چو بحر آیم آخر یکی در غروش
 چرا نیستی، راست با اهل درد
 چرا داشتی، اهل دل در جفا
 شی با صراحی بروز آوردیم
 نسیم چمن عنبر آمیز شد
 ز آلائش تن میرا شوم
 پدیوانگی یار سازد مرا
 برندم چو منصور بر پای دار
 بمنصور هم تاب نه جام نیست
 گرههای افلاک را وا کند
 ز کیفیتش پسر بزفا شود
 بنه نزد حریفان ساغر پرست
 زمین و زمان را دگرگون کند

بر افکن ز دل باز درد کهن
 که از تاک، نوری دیدن گرفت
 ازان نور شمع دل افروختم
 ملک ست و سرخوش برقص اندرست
 ولی، خدا شاه مردان عمل
 ز کشت عطایش فلک دانه
 شناسنده، فریزدان علی است
 علی مظهر عین فرزانی است
 ازان پیش، کا میخت جان در گم
 مرا داغ او بر جبین دلست
 زر انشانی خود ز فرمان اوست
 بیا ساقی آن باده، صاف را
 بده تا بدانم که از آسمان
 میجو، عانیت در جهان خراب
 گل عیش در باغ عالم کم است
 نمی بینم اوجی در آفاق جای
 نه تنها همین چرخ بد اختر است
 زمین وار، تا چند باشم خموش
 بگویم بگردون: که ای مرزه گرد!
 بگویم باپام کای بی و نسا!
 بیا تا دمی درد سوز آوردیم
 کنون ساقیا گل سحر خیز شد
 منی ده که هدم بمنقا شوم
 منی ده که بیدار سازد مرا
 منی ده که امروز اغیار و یار
 ازان می که شایسته، عام نیست
 ازان می که چون رو بیالا کند
 ازان می که چون خاطر آزا شود
 ازان می که در بزم زندان ست
 سر از جیب مینا چو بیرون کند

خرد امشب آمد بیالین من
 گریزان شو ای غافل بی خبر
 بگفتم که: ای مشفق نیک خوی
 بگفتا که: ای مرد اندوهگین
 ازین مژده خوش شدم سخت شاد
 طواف خرابات را کرده ام
 اگر وصف آن منزل خوش کنم
 درو خاک کافور و آتش گلاب
 قفح مست ساقی سیمین برش
 دوی دل دردمندان ریش
 درو نازنیشان ز می در خروش
 کریم! رحیم! گناهم به بخش
 بدرگاه تو عذر خواه آمدم
 پیا لشکر گریه! راهی کنیم
 بکن کسوت فقر در بر مرا
 فروزان ز گرمی عشق آتشم
 لکد کوب دنیا مکن رای من
 مبادا ینیر از تو میل دلم
 کن از لطف، توفیق رهبر مرا

که از گردش چرخ پسر مکر و فن
 چنین تا یکی خفته باشی دگر
 ز دستش کجسا میگریزم بگوی
 برو در خرابات و فایرغ نشین
 بسوی خرابات رفتهم چو باد
 مراعات را در کف آورده ام
 جهان را ز حیرت در آتش کنم
 بدیوار او جای خشت آفتاب
 زیارت که می پرستان درش
 مسیحای مرگ لوندان خویش
 می از شوق در قلمم خم بجوش
 سراپا چو دل عذر خواهیم، به بخش
 بامید عسفر گناه آمدم
 بدنیال او عذر خواهی کنیم
 ز دنیا پرستان پسر آور مرا
 کن از باده معرفت سرخوشم
 خم خویش گردان سراپای من
 بجز مهر تو از جهان حاصلم
 ازینجا بایمان بر آور مرا

(میخانه لاهور ۹۱ تا ۹۹)

تاریخ اعظمی (واقعات کشمیر) : اوجی کشمیری مهر اوج بلاغت و هنر پروری بود. در
 حکومت آصف خان جمفر، طالبش از حقیض میل اوج نمود. و پس از تغیر آن خان نکه
 دان، هر حاکمی که بدین دیار می آمد، از خوان عطا و نوال او بهره مند میگردد. و آن
 سبوکش خمخانه معانی، ساقی نامه رنگینی گفته و در غرر مضامین بالماس اندیشه فکرت پیشه
 ست. گویند مولانا محمد صوفی چون از ساقی نامه اوجی این بیت شنید که :

مرا دامن خویش زنجیر شد مرا دست در آستین پیر شد

آن منصف مصنف باضافت اوصاف، از استماع این دو مصراع بنایت محفوظ شد. فرمود که :
 اگر این بیت میشنیدم اولهه نظم ساقی نامه نمیکردم. در سه هزار و سی و دو (۱۰۳۲ هـ)
 شاه عصر اوجی از اوج حیات میل حقیض مات نمود. صاحب دیوان است. از اشعار اوست :

اوجی از بیگانه، بی تقریب میرنجیم ما
اوجی چراغ عمر بافسانه سوختیم
و این اشعار هم ازوست :

چو دیده باز کم بر رخ تو از حیرت
کند نگاه فراموش راه خانه چشم ۲
(۱۳۶ - ۱۳۷)

ریاض الشعرا : اوجی از شعرای عصر همایون بادشاه است (خطی)

صحف ابراهیم : اوجی کشمیری در عهد اکبر و جهانگیر پادشاه بوده (۸۰ الف)
روز روشن : اوجی کشمیری سخشن را دلپذیری : (دارای دو شعر است که هفت اقلیم دارد .
ص ۸۱)

تاریخ نظم و نثر فارسی: اوجی کشمیری از غزل سرا یان خوب قرن دهم بوده است (۱ : ۲۵۲)

۲۸ = میرزا ایما

بلبل گلشن حسن ادا میرزا ایما . طبع دشوار پسندش در نازک ادای
و ایما فهمی از دیده‌وران تعمق نظر، کتاب دانش و بینش ست :

من هلاک آن کمر ، هر جا خیالی نازک است

ماخذش آنست اما یار ما بهتر . . . است

صاحب خط شده آن طفل ، سوادش اینست

که گهی عاشق خود را بغلط میخواند

ز . . . خال . . . چشم بدور
بر آتش چند بشنید سپندی

۲۹ = ایمن

ایمن چون کلیم از جیب طبع دعوی در روشن روانی یدییضا بر آورد :

گلزار شد ز رویتو خجالت چمن چمن مشک آورد زمویتو سنبل ختن ختن

۱- بعد ازین اشعار ساق نامه دارد .

۲- بقیه بیت هفت اقلیم دارد و تقی لوحی نیز دارد .

به نوشین لبش ، فتح شد قندهار زرویش نمودیم گلگشت کابل

۳۰ = شیخ عطاء الله باقی

شیخ عطاء الله باقی برادر زاده حضرت شیخ محسن فانی ، مرد آرمیده بود . در سلطنت شهنشاه بحروبر مجد فرخ سیر فانی فی الله شد :

گر کند از برگ گل ، در بر قبا ، می زبیدش
 کفش در پا کردن از برگ حنا ، می زبیدش
 برتنش پیراهن یوسف گرانی میکند
 تار و بود جامه ، از موج هوا می زبیدش
 در شب زلف تو از بهر دل آشفته ام
 شانه بردارد اگر دست دعا می زبیدش

۳۱ = میرزا بدیعای سمرقندی

گوهر یکتای عمان خیال بندی میرزا بدیعای سمرقندی . در صنایع بدیع کمالات منبع دارد ، اشعارش نزد ارباب خرد ، از اعاجیب روزگار و غرائب دهر است :

سرو من روزیکه باشمشاد و گل یکجا نشست
 یک سر و گردن بخوبی از همنه بالا نشست
 زلف او چون بیت عالی ، جای در جانها گرفت
 تیر او چون مصرع برجسته ، بر دلها نشست

خاموش کاین نمک که ترا در تکلم است
ترسم که بر جراحات دلها اثر کند *

• نصر آبادی از یک ملا بدیع سمرقندی صحبت کرده است :-

ملا بدیع سمرقندی از اکابر آن ولایت است در خدمت سبحان قلی خان میبود . قبل ازین فوت شد . شعرش اینست :

چشم تو بیدار ساز ، فتنه مستت زلف تو هندوی آفتاب پرستت

در گرو رنگ و بوی دهر ، چه گردی این گل بی اعتبار دست بدستت

این بیت را یاران بخارا با اسم او خواندند و در اینجا با اسم حسن بیگ رفیع شهرت دارد .

نگاه گوشه ابرو خندا شناسم کرد بنام صاحب کار است سر نوشت کمان (ص ۴۴۲)

دیگر بدیمی سمرقندی در زمان شاه حسین میرزا بایقرا زندگانی میکرد . رک : روز

روشن ص ۹۲ . دیگر مولانا بدیع سمرقندی متخلص به ملیحای سمرقندی است که مؤلف تذکره

شعراست . ظاهر است که بدیعانی سمرقندی که در متن آمده است آن غیر از اینهاست .

۳۲ = میرزا بقائی طباطبائی

میرزا بقائی طباطبائی . طبع عیسوی نسبش ، در قالب مردگان - وسعت آباد

سخن ، روح تازه دمیده . سخنش اعجازیست بادم عیسوی هم نفس :

با مردمک دیده من خال سیاه است

هر قطره ز ابر مزه لبریز نگاه است

در شام سر زلف تو از جوش تماشا

تا چشم کند کار چراغان نگاه است

تا دیده ، ز خار ره مقصود کشاید

هر آبله در راه طلب چشم براه است

۳۳ = ارسلان بیگ بهادر

ارسلان بیگ بهادر . مردی بود منصبدار ، در هنگامی که آتش فساد

محتویخان شعله ور گردیده ، آتش شوق دمسازی خان معزله در کانون سینه اش زبانه زدن گرفت ، و با او همزبان شد . و شمع آسا بچرب زبانی علم گردیده روشن ساز محفلش بود . و قتیکه نواب سیف الدوله ۱ برای تنبیه مفسدان صوبه کشمیر آمده ، او را بعلت مصاحبتش همراه بدار السلطنه لاهور برد ، همان جا در محبوس خانه جان در باخت :

قیامت خیزد از هر جلوه امشب ، بیا قمری !
 که مردم سرو می روید ز هر مشت غبار اینجا
 تا که از فیض رخت آیه شد عالمگیر
 هفت اقلیم فرنگم . شده تسخیر در آب
 ای نگاه ناز پرور ، چون سر زلف دو تاب
 در تبه پایتو امشب ، پیچ و تام آرزو ست
 شب ز دلسوزی نفس تا شمع با من میزند
 شعله شوق مرا پروانه دامن میزند
 اسپرم در فرنگستان حسن فتنه تدبیرش
 بشام غربتم وابسته زلف گرهگیرش
 کی ز خاطر هاروم ، هر گه که از دیوان حسن
 شیه بیت دلنشین انتخاب حیرتم

۱- سیف الدوله زکریا خان بهادر دلیر جنگ بن سیف الدوله عبد الصمد خان بهادر دلیر جنگ احراری سر قندی صوبه دار لاهور و ملتان در ۱۲ یا ۱۳ جمادی الثانیه (۱۱۵۸هـ) در لاهور فوت شد (محمدی ۱۳۸) .

پدرش سیف الدوله عبد الصمد خان خواجه عبد الرحیم دلیر جنگ ابن خواجه عبد الکریم صوبه دار ملتان و لاهور در دهم ربیع الثانی (۱۱۵۰هـ) در لاهور فوت شد (محمدی ۹۸)

یافت در آئینه هر ذره خورشید دگر کرده تا یک تجلی جلوه در کار کوه
بنامیده خط یار ، بس گرفتارم اسیر مرغ دلم شد بدم پنهانی

۳۴ = میرزا بیانا

فصاحت پیرا میرزا بیانا. که بیانش دلچسپ تر از شهد کلام ساده
لوحان ختن و شیرین تر از شکر لبان ارمن است - چند بیتش که در
متین بیانی و خوش زبانی مشهور دوران است - بیان میگردد :

چون شب قدریم در سلک سیه روزان تو
گر بدانی قدر، دارد فیضها ، احیای ما
بدون دلبر خوش خط لالوبالی من
چو خامه سود ندارد ضعیف، نالی من
کسی که شعر مرا خوانده دیده است مرا
بیان بود سختم قالب مثالی من

۳۵ = بی پروا

شاه کشور بی پروا مرد آزاده مشربی گزشته . این دو بیت از اوست :

چو زلفش کرد شوق رخ مگر دیوانه خواهم شد
شدم بیخود ز چشم او مگر مستانه خواهم شد

۱

۳۶ = بیرون خان

بیرون خان . افتادگان چاه گمنامی را بر کنار نام آوری ، بزور دست

سخن آموزی ، آورده :

خیال یار چنان جا گرفت در دل من
که غیر صورت او در نظر نمی آید

۳۷ = بلاقی بیگ کابلی بیگس

بلاقی بیگ کابلی بیگس تخلص . در قصور رنگین ابیات ، بجز گلگون
چهرگان معانی بکر ، کسی نیست :

تابه بزم ما ، سخن از زلف و کاکل میشود
نور ، شمع محفل ما ، شاخ سنبل میشود

۳۸ = شیخ محمد مومن بینا

صاحب تمام معنی شیخ محمد مومن بینا . عموی بزرگ فقیر . صاحب
قدرتی گذشت که بی تانی بر روی صفحه ، غزل و قصیده و مثنوی می نگاشت .
و بکردار بلند همنان ولایت توامان ، باوجود مکنت و ثروت ، پشت پا ،
بر جهان عاری از وفا زده ، بکمال استغنا تا دم واپسین ، در گوشه انزوا
مشغول بطاعات خالق ارض و سما بود . قطعاً مشت زر را بجوی نخریده :

چون لاله ، داغ عشق که در دل نهفته ایم
گسردید سربسر شفیق شام تار ما
خط چو سرزد ، روزگار زلف یار ، آخر شود
این عجب ، کز دست موری عمر مار آخر شود
خط را تراش داد و جهان در ندامت است
مصحف سفید گشت نشان قیامت است

ز لعلت ، عاشقان کی بوسه' دزدیده ، میگیرند
 تو ، رو هر چند گردانی ، لب ت مالیده میگیرند
 چون کم بینا بیان آن دهن میشوم نادان اگر علامه ام
 مژه برهم زدنش ، در دل سختم : بینا کرد کاری که بدشواری سوهان نشود
 چون بکف آئینه میگیرد ، توان برداشتن
 کرده' خورشید از رشک رخ مهتابیش

۳۹ = بالچند بینوا

شعرش بسیار خوب است . این چند بیت از وست :

نالہ مطرب شوق ساقی داغ ساغر چون حباب
 بزم دل زان نرگس مستانه خوش هنگامه است
 از هجوم آرزو دل سنگسار فتنه است
 صد هزاران طفل و یک دیوانه خوش هنگامه است

۴۰ = پرتو

از پرتو خورشید فکرش ، ماه رویان ملک سخنوری ، اقتباس نور مینما بند :

شده دل در غمت ، ای گوهر نایاب گره
 در شود گوش صدف را چو شود آب گره
 بلب لعل تو ، ای شوخ ! تبسم نبود
 نکمت گل شده در غنچه سیراب گره
 چین ابرویتو هر گز بکسی وا نشود
 همچو جوهر زده بر تیغ سیه تاب گره

۴۱ = میرزا محسن تاثیر

سخن سنج بی نظیر میرزا محسن تاثیر . شعرش لذت بخش تر از
 حلوی بی دود است و سخنش مصفا تر از زلال تسنیم . ورود فیکرش چون
 ابکار صاحب دلان خدا شناس محمود است . و دلش از پاکیزه گوهری ، چون
 قلب کشاده جبینان عرصه کن ، شگفته و مسعود . جمشید طبعش را از پی تسخیر
 پریزادان معانی ، خاتم سلیمانی در کف :

بسینه جای دهد دل خدنگ جانان را
 که غیر صدر سزاوار نیست مهمان را
 میشد ، آن روزیکه مهمان فلک ، سلطان عشق
 کرده پا انداز مجنون خانه زنجیر را
 افتاد این معنی بدست ، از دانهای سبزه ام
 کز یکدگر سازد جدا یاد خدا احباب را
 ز چرخ اطلس ، این مضمون بالادست ، روشن شد
 که جا ، بر تر بود از جمله عالم ، ساده لوحان را

می زند سر را بدیوار ، آفتاب	لاف نسبت گر زند با ماه من
اگر خال مشکین وگر موی اوست	بهر نافه چین کند ریشخند
زند سرکله در هر جا که قندیست	نه شکر را لبش دل تنگ دارد
لله الحمد که این ماه بما خوب گذشت	مهربانانه زجا آن مه محبوب گزشت
که تیغ گه هلال ازین خانواده است	طاق کمان ابروئی او را ، نظیر نیست

مه ، سراسیمه شد آندم ، که گل روی تو دید
 یکه خورد الف ، چون قد دلجوی تو دید

نمیدانم، چه اعجازست، کان چشم سیه دارد
 بمن دارد نگاه و جانب دشمن نگه دارد
 فروغ لاله گلشن بسیمائی تو می زبید
 قبائی پیشواز گل بیالائی تو می زبید
 چشم شوخش را ازین پس فتنه می خوانیم ما
 هر که پر (کذا) بیمار شد تغییر نامش می کنند

۴۲ = تجرد

طبع تجرد منشش غیر از ابکار معانی با کسی صحبت دوست نمی دارد :

دل داده ایسم درد فراوان خریده ایم
 یک غنچه داده ایم و گلستان خریده ایم
 سخت بیتابانه می لرزد دل اندر سینه ام
 آفتابی در نظر دارد مگر آئینه ام

۴۳ = خواجه نورالله تحقیق

نخل فضل و کمال، از آبیاری طبع ماء الحیاتش بارور و سرسبز است.

این دوسه بیت از زاده های طبع آن حقیقت پژوه است :

عقد گوهر یا دهن یا غنچه خود روست این
 شام این صبح سعادت لیلۃ القدر خیال حلقه مار سیه یا نافه آهوست این
 آرام جانم خوبان شماست درد دلم را درمان شماست
 ما را نباشد غیر از شما کس بالا خدائست و پایان شماست *

• روز روشن : تحقیق محمد نورالله کشمیری . سخنش را رتبه دلپذیری (دوبیت دارد که

در متن آمده ص ۱۲۸).

۴۴ = قرصا

هندوئیست . شعرش موافق حال اوست :

بشور آورد عشقم را بتی سیمین بنا گوش
 صباحت خانه زاد او ملاحظت هم خبر دارد
 منت از دونان گرفتن ، روسیاهی آورد
 این دلیل روشنی از آفتاب آمو ختم

۴۵ = میرزا فتح علی بیگ تسکین

سراسر وقار و تمامی تمکین میرزا فتح علی بیگ تسکین . برادر کوچک
 میرزا داراب جوینا . که زلال شعرش تسلی بخش مضطربان سراپگاه فرومایگی
 است . . . بخش عطش دارندهگان تبه کم حوصلگی :

آگه نیم که عمر گرامی چسان گذشت	خوابم ربوده بود که این کاروان گذشت
تا زد بر آن بت . . مخمور پشت دست	از برگ ناک میخورد انگور پشت دست
بنگر شکوه حسن . . صفای اوست	مهتاب بر زمین نهد از دور پشت دست
تا گشته است محرم روی نگار من	آئینه ، میزند برخ حور پشت دست *

• همیشه بهار : تسکین میرزا فتح علی نام داشت . برادر خورد میرزا داراب جوینست .
 این چند اشعار آبدار زاده طبع آن پاک گوهر اند :

خود فروشی در میان مردمان بسیار شد	خانه آئینه دکان عکس دکان دار شد
به کیش حق پرستان کفر با پندار میباشد	رگ گردن میان اهل دل زنار میباشد
دل را هست با آئینه ، تسکین ، نسبت نامی	که آب از سرگزشت و تشنه دیدار میباشد
شیی که عارض او را بخواب میبیم	ستاره میشرم آفتاب میبیم
زهج کس نتوانم کشید منت خشک	برغم آئینه من رو در آب میبیم

صحنه ابراهیم : در تحت تخلص تحسین ذکرش آورده است : میرزا فتح علی تحسین
برادر کبیر میرزا داراب جو یا ست . (۱۱۱ ب)

۴۶ = شاه رضای تسلیم اصفهانی

صاحب دیوان رنگین بیانی شاه رضای تسلیم اصفهانی . خاکپایش سرمه
صفاهانی چشم اولوالابصار است . هر بیتش در نظر ارباب انصاف کحل
الجواهر دیده دل بالغ نظران می تواند شد :

شد خجل آن مست ناز ، از رنجش بیجای خویش
از گناه بیگناهیها پشیمانم ما
حرف مطلب کرد ما را خوار در چشم جهان
قدر خود را گر بداینم از عزیزانم ما
بی گناهیها سبب شد آنچه پیش آید مرا
ورنه از دست و زبان من ، خطای بر نخاست
بزلف و خط بتان هر که داد نقد دل و جان
شکسته حال و پریشان نمیشود که نباشد
گه اشک می فشانیم گه داغ می شماریم
هر روز عاشقان را روز شمار باشد
هر جا بود غباری ، در چشم خود ، دهم جا
هر بوی ها که باشد از کوی یار باشد
با یار چسان شرح دهم حال دل ریش
فرصت کم و او گرم شتاب و گله بسیار

بمنای رخت ، رخت کشیدیم بیاغ یک گل تازه چو رویتو ندیدیم بیاغ

پریشان سازم از آشفتنگی خاطر ، جهانی را
 اگر خواب سر زلف ترا تعبیر میگفتم
 نخل طوبی گر ندیدی در گلستان بهشت
 در دل من سایه آن سرو قامت را بین

در وقت مقدم نواب قوام الدین خان گفته شد :

از قدم مقدم نواب یوسف معدلت
 مصر شد کشمیر و نهر عید گاهش رود نیل*

• محف ابراهیم : تسلیم خراسانی یعنی شاه رضا تسلیم خراسانی . درویش بود از
 موطن خویش بکشمیر آمده درگذشته . (۱۰۷ ب) .

۴۷ = حیب الله خان تمکین

صاحب معانی رنگین حیب الله خان تمکین . در جمیع علوم و فنون طبع
 عالی درجانش کامل نصاب است ، روحش را کالبد سخن میتوان گفت :

بدریای تحیر رفتم از یاد بناگوشی
 چو موج آب گوهر ، اضطراب ساکنی دارم
 ماه نو ، تیغ دو دم ، یا چشمک ابروست این
 سر مه در چشم است ، یا خط رم آهوست این
 لمعه برق تجلی ، مشعل نور آفرین
 شعله شمع لطافت ، یا شفق ، یا روست این
 نقطه شک یاعدم یا هیچ یا نقش خیال
 ست این

یا بکفر زلف یا هندوست یا خال سیاه
 یا سواد کشور حسن است یا مشک ختن
 برده بازار دین ، یا اینچنین یا آنچنان
 یا دو زلف عنبرین یا اینچنین یا آنچنان
 دو ترک چشم فتان تو ، آمد لشکر شوخی
 نگاه زیر مزگان تو جان پیکر شوخی
 چه از اشک جگرگونم چه از آه شرر بارم
 سراسر گشت هامون نیمه خون نیمه آتش

۴۸ = مولوی ملا رحمت الله تمکین

مولوی ملا رحمت الله تمکین . صاحب طبع و عالی فطرت است ، در
 هند بداد معنی طرازی میپردازد . شعرش خالی از چاشنی نه :
 ایزد یکتا ، نبی را چار یاری داده است
 شاه بخشد چار قب آری وزیر خویش را
 مصرع زلف بتان گرچه برد دل اکنون
 ابروی خواجه سرا بیت محلی باشد
 هست بی مهر ، ماه پاره من شاید این بود در ستاره من *

• همیشه بهار : ملا رحمت تمکین نبیره ملا محمد امین از علوم ظاهری مثل طبیعی و
 الهی و رمل بهره دارد ، و از دیر باز در خطه کشمیر وطن اختیار نمود . در عالم سخن از
 شاگردان رشید میرزا عبد الفتی قبول است . سخنش خالی از ادا و تشبیه و تلاش معانی نیست :
 به پیش قامت گر سرو می لافد تمجب نیست که طول قامتش دارد دلالت بر حماقتها
 هیچ کس ز ابنای جنس خویشتن آسوده نیست خانه قفل است ویران از کلید آهنی
 برهنه سر شده ای شیخ ! خفت است ترا که نیست در تو بزرگی سوی دستاری

نہ شوق مرا در استخوان است چو شمع ، از جنبش نبضم عیان است
 ز بس از فرقم قالب تنی شد گر آئی . در کنارم خالی آنست
 حلاوت بیشتر را مردم مرطوب میسازد لب شیرین بود منظور چشم اشکبارم را
 ز فیض خاکساری کرده ام جا بر سر کویت

رقیبان زین سبب دارند در خاطر غبارم را (خطی)

سفینه خوشگو: رحمت الله تمکین تخلص . نیره ملا محمد امین است که در عهد
 شاهجهان و عالمگیری از فضلی تحول بوده و وطن ایشان از دیر بار جنت نظیر کشمیر است .
 و وی نیز از متداولات بهره وافی برداشته بپایه مولویت رسیده . استاد جواهر خان است . به همین
 سبب در باغ بلند پائین ارک قلمه مبارک دارالخلافه اقامت دارد . در علم رمل نیز قرعه یکتائی
 بنام او افتاده . شاعر عالی سلیقه معنی یاب ایهام بند صاحب تلاش است . در شاگردان مرحومی
 میرزا عبدالغنی بیگ قبول، قبول تمام دارد و بسیار باخلاق مرضیه موصوف است . روزی بتقریب
 مشاعره بویرانه فقیر قدم رنجه فرموده این دو بیت بخط خود در سفینه فقیر نوشته :

هیچ کس ز ابنای جنس خویشتن آسوده نیست خانه قفل است ویران از کلید آهنی
 غیر زلفش که برد سجده بپایش تمکین هیچ کافر نشنیدیم بکلف بنماز

اشعار آبدارش این است :

هست از روز اول روشنی اختر مسا چشم آئینه کشد سرمه ز خاکستر ما
 چسان پای فراغت می گزارد خواب خوش تمکین درون خانه چشم که بر آب است بنیادش
 از عارض تو سبزه خط تا دیده است روز سیاه بختی زلفت رسیده است
 عاشق خونین جگر با داغ دل خیزد ز خاک لاله سان با سبز پوشان گر چه محسوس کنی
 چو مویش شد سفید از صحبت سنگین دلان بازآ که راه کوه رفتن وقت پیری ما خطر باشد
 دل در سواد زلفش کرده است داغ روشن هنگام شام سازد هر کس چراغ روشن
 همین حرف توافل می تراود از نگاه او نمی دانم چه منظور است آن چشم سخن گورا
 محتبب بهر خدا! خمار را معذور دار در حضورت می نهد بنت العنب را بی حساب
 تمکین ، عروس فکر ز مشاطه فارغ است کی دیده است زلف سخن روی شانه را

(ص ۲۵۹ - ۲۶۰)

سفینه هندی: رحمت الله تمکین تخلص . از متوطنین کشمیر است و شاگرد میرزا عبد الغنی
 بیگ قبول . در طرز سخن بطور استاد ایهام را بسیار مائل است . ازوست :

خاموشیم ز وصف خط او نداد دست هر چند همچو شامه ز بانم بریده است
 ز فکر شرک از تیره روزی بازمی مانم سلوک راه معنی سر نوشتم چون قلم باشد (ص ۲۹)
 نتایج الافکار: مولوی رحمت الله تمکین که اصلش از کشمیر است ، در عهد شاهجهانی و

عالم گیری از علمای نامور بوده و مشق سخن پیش میرزا عبد الغنی قبول کشمیری می گذرانید ، و در رمل هم مهارت داشت (۱) .

صحف ابراهیم : رحمت الله تمکین . موطنش کشمیر پدرش محمد امین از مشاهیر فضلای شامجهان و عالمگیر خلده مکان بود . مشار الیه نیز تحصیلی کرده در شاعری شاگرد خاص عبد الغنی قبول است . در سلطنت فرخ سیر بادشاه رحلت نمود (۱۱۱ الف) .

۳۹ = عبد الغنی تمکین

عبد الغنی تمکین . مرد خوش خیال معنی یابی است ، مدتی چند منقضی گردیده ، فواره وار به بحر بیکران هند ، واصل شد ، این چند بیت از زادهای طبع اوست :

خیال نو خطی در چشم گریانست ، پنداری
 بجای موج می خیزد، ازین دریا، غبار اینجا
 چشم او بیمار خونریزی زسنگ سرمه است
 نیم نازش جوهر تیغ فرنگ سرمه است
 سوختم از گرمی خوی تو ، ای بیگانه دوست!
 هر نفس احوال ما از غیر پرسیدن چه بود
 تمامی خواننده ام دیوان حسنش بکنظر یارب
 نمودم منتخب آن بیت ابرو کم رسد چشمش
 از آیت رخسارها زیر و زبر تا کرده
 دارد دل سپاره ام سی جزو قرآن در بغل
 خیال آن دهانم کرد چندان تنگدل یارب
 بیاض چشم موری، هم نمی گنجد، در آغوشم

دماغم یک بیابان موج عنبر میزند امشب
 سیه روزم بفکر چین زلف عنبرین او
 سپاه غمزه ات دامان مژگان بر کمر دارد
 تو ای کافر! بقصد غارت دین که می آئی؟

۵۰ = ملک سلطان تمکین

خیال بند نزاکت آئین ملک سلطان تمکین . خسر پوره میرزا داراب جو یا ، که
 در مرزائی و رعنائی طاق بود ، و در سخن فهمی و معنی تراشی شهره آفاق ،
 دیوانش که چمنی است لبالب از گلهای معانی و مثنویش سفینه ایست در
 محیط ادا بندی سرگرم روانی ، رباعیش چهار رکنی است محکم ساز قصر
 سخندانی ، و قصیده اش دریای است از تراکم امواج اصرار الفاظ طوفانی :

میکنند جا چون بهار عکس او در ساغرم
 رشته گلدسته میسازد خط جام مرا
 گر بگلشن پانهد سرو چمن پیرای من
 طوق قمری میکند مژگان بر گردیده را
 یک بوسه نیست قسمت تمکین ، ازان دهن
 از برگ برگ غنچه ، کشودیم فالها
 بمژگان مشق کندن عمر ها بر سنگ میکردم
 که شاید ، دلنشین یار سازم ، مطلب خود را
 کند تعلیم شوخی چشم مستش خود نگاهی را
 ز داغ لاله مژگان تو بردارد سیاهی را

نه تنها جام می درد سر افزایش دهد، که دور از تو
 بچشم سوده، الماس ریزد ماهتاب امشب
 آنچنان از فیض حسنت شد چمن آئینه زاد
 کز هوا پیدا ست عکس ناله های عندلیب

شب سرمه با زبان خموشی بیان نمود روزم، سیاه کرده چشم سیاه اوست

ایمن از چشمش بوقت خواب هم نتوان شدن
 فتنها دارد نهان چون آسمان در زیر پوست
 ای ستمگر این قدر از سختی جانم مرنج
 تیغ بیداد ترا سنگ فسان گردیده است
 برون آورد سر، فرهاد از هر قطره خونم
 هنوز آن بیمروت از شهیدانم نمی داند
 فغان بلبل از بال و پر پروانه میجو شد
 مگر در خلوتم آن شوخ گلرخسار می آید
 از سرم کی نشأ سر گشنگی بیرون رود
 من ز طفلی خورده ام در ساغر گرداب شیر
 خون شد دلم ز جور و نخواهم دوا هنوز
 بیگانه ام ز درد تو ای آشنا هنوز
 گشت خون ایجاد قد او رعونت شد تمام
 سرو در گلزارها بدنام اندام است و بس
 خطا یک بنده آزاد زلف عنبر اندودش
 ختن از خانه زادن نگاه سرمه آلودش

هر سرشکم همچو برگ لاله ریزد داغدار
 بسکه از دل تا بمژگان چیده ام کلاهی داغ
 خیال خط غبار آلود سازد روی جانان را
 مکرر صفحه آئینه گردد از زنگ
 شعله حسن تو ، روشن کرد شمع غنچه را
 شد بلند آوازه از بهلوی حسنت نام گل
 تغافل ، ناز پرورد نگاه اوست : میدانم
 فرنگی زاده آن نرگس جادوست ، میدانم
 چه لذتها که روز قتل بردم بر دم تیغ
 تو میردی بیالادست و من تکبیر می گفتم
 بسکه می پیچد بزلفش رشته آمال من
 میتوان از هر شکنجی او کشودن فال من *

• روز روشن: ملک سلطان کشمیری. غر پوره میرزا داراب بیگ جو یا بود. (ص ۱۳۵)

۵۱ = شاه تمنا

شاه تمنا . از تمنای دنیوی و اخروی رسته : در گلشن آزادی چون سرو ،
 فارغ از علائق نشسته . طراز خودی بر آستین خود نه بسته ، دل دردمند خود
 را از دشنه عشق حقیقی جسته :
 ز موم آئینه ریزند شمع تربت من که عمر صرف بیاران صاف دل کردم

۵۲ = میرزا محمد علی فضائل خان تمنا

چمن پیرای بوستان ذکا میرزا محمد علی فضائل خان تمنا . سخن را

باوج آسمان بلند پایگی رسانیده . و هر خس و خارش را چون ستارگان کرسی
از لوامع خورشید طبع ، روشن ساخته ، بکرسی قبول و روشن نشانید :

در مجلس می خواران جای' نبود زاهد
این جامه نمازی را این سبجه درازی را
چرا مشاطه شوید از حنا گلبرگ پایت را
سرت گردم مگر از چشم گریانم نمی آید
نمیدانم چه میخواهد دل از من طرفه بیتابم
بفریادم رسیدن بیشکش پرسیدنی دارد
نمیدانم چه محفل بود ، شب جائیکه من بودم
که یک نامحرمش دل بود، شب جائیکه من بودم
ز خواب صبح ، نظر بی رخ تو ، نکشایم
یا ! یا ! که قضا میشود نماز کسی

درمیان من تو ، دختر رز ، کد خدای' شده است ، پنداری ! *

• میرزا محمد علی تنها در کابل متولد شد . نسبتی با علی مردان خان مرخوم داشت .
در ۱۱۶۰ هجرت فوت کرد . (تذکره' شعرا ص ۲۲)

۵۳ = عبد اللطیف خان تنها اصفهانی

کارفرمای کشور سخندان عبداللطیف خان تنها تخلص اصفهانی . فرمان
روای اقالیم سبعه جهان سخن بوده . در تحریر و تسطیر تاج ستان ، جمشید
منشان اقلیم رنگین نویسی است . در کشمیر مینو (نظیر) به شهنشاہ علی

۱- در همین زمین غزل بخسرو منسوب است که مقطع دارد :

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکان خسرو محمد شمع محفل بود، شب جائیکه من بودم

الاطلاق پیوست . اموالش بضبط متصدیان سرکار خلافت مدار درآمد :

شهرت نکرده نقش نگین هم بکام من
 از ننگ من بسنگ فرو رفته نام من
 در سحر خیزی بارباب سعادت یار شو
 آسمان گرد آور فیض است ، هان بیدار شو
 گدازد آتش از بس همچو عود از خجالت رنگش
 نماید دود مجمر حلقه گرداب از چشم
 چو بوی ناه رنگ خون من در پوست کی گنجد
 که در هر قطره اش از فکر آن لب غنچه گردیدم
 بلند از جور چشم او چو مژگان گشت فریادش
 ز خاموشی ، چو حال سرمه را ، آهسته پرسیدم *

• میرزا عبد اللطیف خان تنها شاعر کامل و خواهرزاده میرزا جلال اسیر وطن شهرستان
 وفات در سال ۱۱۱۶ هـ (تذکره الشعراء ص ۳۲) .

۵۴ = توفیق

توفیق جوان نو مشق خوش سخنی است :
 بسکه اهل حرفه افتادند در فکر سخن
 آبکش ، سقا تخلص کرد و درزی ، سوزنی
 این زمان صاحب کمالی منحصر در دولت است
 هر که زر دارد ، بدور خود بود ، ملا غنی

۵۵ = خواجه ضیاء الله جامع

خواجه ضیاء الله جامع . جامع الکمالات و مستجمع الجسئات بوده :

ریمید از سایه شمشیر ابروی چو از وحشت
غزال شوخ من، سرگرم جستن جستن است امشب ۱

۵۶ = علی قلی بیگ جرات

شیرازه کتاب محبت علی قلی بیگ جرات . مشام طبعش، در مسخر ساختن
دیوان منکر سخن فہمی را ، بکمند ذهن رسا ، دستی تمام دارد .
لب لعل ترا امشب مکیدن آرزو دارم
درین ظلمات آب خضر دیدن آرزو دارم
برنگ کاکلت برگرد سرگردم، بیا بنشین !
ادا فہمی بکام خود رسیدن آرزو دارم

۵۷ = میرزا محمد علی جم

جمشید سخنی را ہمدم میرزا محمد علی جم . جام جهان نمای طبعش،
لقمان نشان سخندان و سرمشق ساختن و پرداختن آئینہ طباع کف نثر شکستہ
رقمش، [کذا] جواهر رقمان دہر را بکمند موج آب غرق خجالت کردن، جان بستہ .
فتنہ کز شوخی، آن نرگس جادو برخاست
سرمہ گردی شد و از دیسہ آہو برخاست
تاوان شکست دل شکست است . این آیہ حکم شیشہ دارد
بی مطلب نیست کار فرہاد حرفی بزبان تیشہ دارد
زتاب جلوہ نور رخ شمشیر تمثال
چو شبنم محو شد آئینہ دیدار اینچنین باید

ریخت خون جگرم را قدح جان شکنی
 طرفه دل سنگ بتی گوهر ایمان شکنی

۵۸ = میرزا فتح الله جناب

میرزا فتح الله جناب . جنابش مرجع ارباب سخن است و سخنش گلزار
 معنی، یابی را سمن .

ز پیش روی خود، آئینه گاهی بر نمیدارد
 کسی پهلوئی حسن خویش ازین بهتر نمی دارد

۵۹ = میرزا ارجمند بیگ جنون

جامع الکملات صاحب فنون میرزا ارجمند بیگ جنون ، خلف میرزا
 عبد الغنی بیگ قبول . بوی سودای بمشام جانش جلوه گر بوده ، اما در
 سخن سنجی ، هشیار مغزان کامل فن ، در دبستان کمالش زانومی شکستند .
 در اوائل سلطنت شهنشاه عرش بارگاه محمد شاه در هند رفته . همانجا
 بقضای ایزدی جان بجان آفرین سپرد و بلبل روحش روانه گلشن
 جنت شد .

ز فکر قد رعنایت بموزونی علم گشتم
 خیالت میکند مشاطگی ، حسن بیانم را
 انتخاب بوسه از گنج لب ، تاکی زند
 بوالهوس رامی دهی ، ای جان عاشق ، فن چرا
 یار تا برخاست از مجلس رسا شد نشاء اش
 مصرع شوخی رسید این مصرع برجسته را

ندارم در غم عشق تو چشم خواب شیرینی
 نمک در دیده ام می افکند چون شور بختیها
 گر دهم نسبت ، بلبل می پرست ، باده را
 رنگ همچون بو ، نمی گنجد در آغوش شراب
 جان گیسوی تو ، با نافه چه نسبت دارد
 کم تر از مشک فروشان خطا و ختن است
 جنون ! بر صفحه ، حرف عشق میسازی رقم شاید
 دوات از چشم آهو ، لبقه از گیسوی لילהست
 تنگ میگردد دلم ، چون تنگ می بندی کمر
 گوئیا موی میانت رشته جان من است
 پیش چشمت ، کی تواند گشت ، از خجالت سفید
 خویش را نرگس بمیزان نظر سنجیده است
 گردید بهم آب که ، فواره در چمن
 با یار ، حال گریه ما ، جسته جسته گفت
 بریزد گر چنین چشم سیاهت سرمه در کامم
 چو گیسویتو زنجیر جنونم بی صدا گردد
 بمردن هم نمی آید دلم باز از طپیدنها
 که لوح قبرم از جوش طپش سنگ فلاخن شد
 شد موی میانش در کمر گم این کوه مگر کمر ندارد
 از غم لیلا ، سر سودای من ، آمد بدرد
 عشقبازان ، قصه سودای بخون ، سر کنند

نزاکت تنگ دارد در بغل جسم لطیف را
 رگ خواب تو، چون دنباله، از چشمت عیان باشد
 ماه من ! لیلی نگاهان جمله بخون تو، اند
 عاقبت محمود شد از دولت حسنت ایاز
 عشقبازان از ستردن تیز تر چون موشوند
 بر سر شان دمبدم گر نیغ میبارد فلک
 نازک نگاه تیرت ؛ مژگان بود ، هراول
 این ناوک جفاکیش تا بر نشست در دل
 سر خود را سلامت داشتن ، بی درد سر ، نبود
 هلال آغا گمهی شمشیر گشتم که سپهر گشتم
 بعشقی زلف طوماری که پر کردم غلط کردم
 سوادخط کنون گردید روشن ترک خط کردم
 مصحف روی ترا سر لوحه زر گشته است
 چشم من کردی طلا تا صندل تر بر جبین
 نه چهره است که گردیده محو از صیقل
 نماند آئینه را آه در جگر بی تو
 حجاب باده ، باشد دانه دام فریب من
 بچشم دور ساغر حلقه جام است پنداری *

• تذکره بی نظیر : جنون میرزا ارجمند خلف دریمین میرزا عبد الفتی قبول کشمیری است .
 محمد علی خان متین (۱) در تذکره خود دو جا تخلص میرزا ارجمند جنون گرفته و اخلاص در تذکره

۱- حیات الشعرا مؤلفه محمد علی خان متین کشمیری که از مأخذ گل رهنا و خزانه عاشره
 ونگارستان سخن و اختر تابان است . در تذکره بی نظیر شرح حالش بقرار ذیل ثبت است :

خود تخلص او آزاد نوشته . ظاهراً تبدیل تخلص بعمل آمد و چون تذکره متین متأخر است از اینجا استنباط میشود که تخلص آخر جنون است . او میگوید :

کاش ظلمی بر اولاد پیمبر عام شد دل کباب شامی از بیداد اهل شام شد (ص ۵۵)
 صحف ابراهیم: آزاد، اسش مرزا از جند فرزند رشید و تربیت یافته مرزا عبدالغنی بیگ
 قبول و برادر مرزا گرامی است . اول آزاد تخلص میکرد آخر جنون قرار داد . طبعش بسیار ساده
 و موزون و سخن آشنا بود . از کشمیر آمده با نواب علی اصغر خان محمد شاهی توسل جست . مثنوی در
 تعریف دستار خان و اطعمه خان نمکین گفته و در اوان جوانی سال یکهزار و یکصد و سی و چار
 (۱۱۳۴) ازین دار فانی انتقال نموده . (۶۴ ب)

صبح گشتن : جنون : میرزا ارجمند کشمیری پسر کوچک میرزا عبدالغنی قبول که ابتداء
 آزاد تخلص مختار و مقبول بود . اصلاح سخن از والد خود می گرفت . حیث که بمنفون شیب در
 سه یکهزار و یکصد و سی و چهار (۱۱۳۴) ازین جهان رفت :
 بی نرگس تو ، اشک من آلوده خون شد این آب تیره ، صاف بیادام می شود (ص ۱۰۹)

۶۰ = میرزا جوهری

میرزا جوهری . در پیش طبع سخن سنجان ، رشکش آینه اسکندر را رو
 دادن صورت پزیر نیست . از بسکه از سکونت ساده لوحان معانی بندر صورت
 گردیده :

از بس درو نشسته سیه خالهای ، داغ گوی که خم نشین شده صحرائی ، سینه ام

متین : محمد علی خان با اغر خان ترک 'جنگ دیده' تخلص ، بسر میرد . و این اغر خان در
 آستان فردوس آرامگاه محمد شاه والی دهلی به منصب پنج هزاری چهره اعتبار میافراخت . متین بنام او
 تذکره الشعرائی موسی به 'حیات الشعرا' تالیف کرده و صاحب طبمان عهد خلد منزل بهادر شاه
 (۱۱۱۹-۱۱۲۴) را تا عصر فردوس آرامگاه محمد شاه (۱۱۳۱-۱۱۶۱) بقیه تحریر در آورده .
 همین قدر حالش از تالیف او مستفاد شد . و در ترجمه آفرین لاهوری مینویسد : وقتیکه یک بیت
 مؤلف رساله شنید محظوظ و سرور گردید و تا مدتی ورد خود کرده بود . آن اینست :

آلوده دامن نیست ، در مشربی که مانیم ساغر بکف چو تصویر رندیم و پارسانیم

(ص ۱۱۳ - نیز رک : متن حاضر تحت متین و دیده)

۱- بندر صورت نزد پیمبی (هند)

تا از تو، جدا گشته ام ای شمع جهان سوز!
روشن، ز رخ نور نشد، چشم براهم

۶۱ = حاجب

حاجب که شاهان والا شکوه مصر سخندان، بردولسرای طبع عالی
درجانش، دربان وار استکمال می نمودند :
ماه من آید و آئینه چو دیدن گیرد رنگ از روی گل و لاله پریدن گیرد

۶۲ = میرزا اسمعیل حاجب

سخن سنج معنی یاب میرزا اسمعیل حاجب . پوده های غیب از پیش
طبع الهام تو امانش بر داشته، محرم راز سخندانیش فرموده اند . الفاظش
مخدرات معانی را بصد حلی و حلال آراسته، بر صفت اعلان جلوه گر فرموده اند :

برویش، گرچه بلبل داد نسبت، چهره گل را
بطفل غنچه بخشیدیم ما تقصیر بلبل را
هلاک صورت کشمیری گلچهره، بدمستم
که میسازد کباب، از شعله آواز، بلبل را

در باغ نکبت گل آزار کرد ما را نرگس بیاد چشمی بیمار کرد ما را

هم آواز خموشی گشته ام، از یاد گیسوی
چو چینی، بسته ام از مؤزبان خود ستائی را
نمی سازد بدرد ناامیدی الفت درمان
ببازار شکستم نیست قدری مومیائی را

بلبل جوهر بشوق گلشن زخم دلم از طپیدن، بیضه فولاد را درهم شکست

پرشد از سیمای بیتابی ز بس اعضای من بوی خونم نشتر فصاد را درهم شکست
کبک قدح، ز دیدن او در طپیدن است رنگ شراب مست هوای پریدنست

روی حرفت با من و با غیر چشمک می زنی
تابکی با من دو رنگی، ای گل رعنا بست
یک نگه کردم، چه کردم، این قدر رنجش نداشت
من بقربان سرت! این رنجش بیجا بست

گرم بازاری، سودای دل زلف شکست هرگه آن شوخ ز سرکا کل مشکین وا کرد
نگه بوی، گل رنگ تو دارد ز چشم عکس بلبل می زند جوش
از نسیم طپش شعله بود تخمیرم موج بیتابی برق است رگ تصویرم
جوهر تیغ زبانم بود از صاف دل آب از چشمه آئینه خورد شمشیرم
شدم یاران اسیر ناز مغرور ستمگاری تغافل شیوه آئینی سیه مستانه رفتاری

توان رم کرده آهوی که تا جنید مژگانگی

گسست از چند جا تار نگه، از بسکه رم کردی

غزل سلسله بندش، که چون زلف شکن در شکن مهوشان چین، مشهور

دورانت . دو بیت ازان قلمی است :

گفتمش : مردم ز صبر، ای شوخ! خواهی کشتنم

زهر چشمی کرد و گفت آخر باستغنا : بلی!

گفتمش : دام تمنائی، قیامت میشود گفت آن سروروان: در جلوه گاه ما بلی!

۶۳ - شاه محمد رضای حشم

شاه محمد رضای حشم مرد قلندر وضعی است . اکثر طبعش باستیناس

صحبت ارباب کمال مائل است . شعرش چند و خوب به چشم در آمد:

بیا که ، دل را شب فراق در آتش غم ، بتاب دارد
 به پیچ و تاب سر دو زلفت برین زیاده که تاب دارد
 خط معنبر نوشت محضر بحکم چشمت ، برای قلم
 بیا و فتوی بده بمردم : که خون عاشق صواب دارد
 زبسکه چشمت پرد مکرر بخاک پای شود منور
 مگر نگارم درآمد از در ، که نبض جان اضطراب دارد

۶۴ = حشمت

اثوله راز (کذا) حشمت . هندو پیری بود طبع خوش داشت . در عین
 جوانی درگذشت :

پی صید دلم دردانه گوشت نهان دارد
 چو موج آب در گرد یتیمی دام الفتها

برده دام مغنی شده سجاده مرا فرض گردید وضو ساختن از باده مرا
 از قدت سر کرده ام حرفی ، قیامت شد پیا
 از زمین تا سدره بالاتر ، نمی دانم چه شد
 باقلیم قناعت آن سلیمان شوکت ، حشمت
 که از مژگان و پای مور ایوانم ستون دارد

۶۵ - نواب حفظ الله خان

نواب حفظ الله خان یکچند ناظم صوبه کشمیر مینو نظیر بوده .
 شعرش بیواسطه ناخن بدل میزند :
 ای دل ! بداد مانرسیدی ، چه شد ترا بسمل شدی ، دمی نظیدی ، چه شد ترا

آنگه شدی مگر ز بلای شب فراق
 ای صبح سینه چاک! دمیدی، چه شد ترا
 با چنین بالا بگلگشت چمن گر بگذری
 بر سر سرو صنوبر صد بلا گرد د بلند
 یک جلوه کرد، شمع جمال تو، درازل
 پروانه ها هنوز پر و بال می زنند *

• مقالات اشعرا: خلف سدا الله خان وزیر شاه جهان بادشاه. معزی الیه امیری خیر و صاحب توفیق بوده. در عهد عالمگیر شاه ابتداء سال ۱۰۳۰ (۱۱۰۳) تا سنه دوازده (۱۱۱۲) هجری بحکومت تته و سیوستان قیام داشت. هر سال در عرس حضرت پیغمبر صلعم هزار کس را شیلان میکشید. و اول و آخر برای دست شستن آن جماعه آفتابه بدست گرفته خود آب میریخت. و قتیکه شاهزاده معز الدین (جهاندار شاه بن شاه عالم بهادر شاه) در سیوستان رسیده و از برای عبور، حکم به پل بستن فرمود، نواب بنفس نفیس اهتمام می کرد. پس که در حرارت آفتاب بسر برد، کلفتی بر مزاجش استیلا یافته. هم در سیوستان سنه اثنا عشر و مائه و الف (۱۱۱۲) وفات یافت. میر غلام علی آزاد این آیه مجید موافق عدد آن سال از قرآن برچید: فلهم جنات الماویٰ نزلًا بما كانوا يعملون (۱۱۱۲). قلمه حاکم نشین بنا کرده، اوست، و سبب نا اتمای قلمه مذکور آن بود که این را بامر شاهی بنا میکرد، در اثنای حال سوانح نگار عرض کرده که: مدعا بشهر پناه بوده و این از برای حویلی خود میکند! لهدا خرج آن مجرا نشد و کاری که شد شد، و تنه دیوار ها بگل چیده از بنای قدیم ماند. خان معز الیه شاعر مستعد بوده. (رک: برای اشعار مقالات الشعرا ص ۱۷۹).

سفینه خوشگو: حفظ الله خان طبعی بسیار بلند داشتی. احياناً متوجه موزونی هم میشد. آورده اند چون رباعی میان ناصر علی که در نعت گفته:

پیش از همه شاهان غیور آمده ای هر چند که آخر به ظهور آمده ای

ای ختم رسل! قرب تو معلوم شد دیر آمده ای ز راه دور آمده ای

شنید، بسیار رشک برد و گفت: ای کاش! این رباعی نصیب من میشد که وسیله نجات

من میگرددید. آخر خود فکر کرده این رباعی گفت و پای کم نیاورد:

در انجمن دهر نخست آمده ای زانگونه که شائسته تست، آمده ای

ای ختم رسل! اگرچه در بزم وجود دیر آمده ای ولی، درست آمده ای (ص ۱۶)

در سال ۱۱۰۹ هـ در تہ مسجد درست کرد و تاریخ بناء آن محمد عابد بن مخدوم رحمت الله گفته :

شده این مسجد فرخنده انجام بنای خیر حفظ الله خان

خرد تاریخ تعمیرش بگفتا : جزای خیر بادا ! بهربانی ۱۱۰۹

پسرش متوسل خان نیز شاعر بوده و قابل تخلص داشت . حفظ الله خان در لاهور دفن شد .

(یادداشتہای راقم الحروف)

رک : فہرست - خانہ پنجاب ج ۲ جز ۲ ص ۵۳۹ ، مثنوی مہر و ماہ از عطا تئوی ، تبصرہ الناظرین (خطی) ، ید بیضا آزاد ، سفینہ خوشگو ، مآثر الامراء ج ۲ صفحات ۱۱۳ ، ۱۷۱ ، ۲۲۱ ، ۵۲۰ ، ۸۲۷ ، ۸۲۳ ، نقوش لاهور نمبر ص ۷۲ ، تحفۃ الطاہرین محمد اعظم تئوی ص ۱۳۳ ، تاریخ محمدی ۱۳ - ۱۵۲ ، مکتوبات تاریخی دانشگاه سند شماره ۲/۲۶۱ ص ۹۲ ، تحفۃ الشرا قاشقال ص ۶۲ ، انشای مادھورام ، نسب نامہ آصفجہا می . نگاہ کنید سلسلہ نسب بر صفحہ مقابل .

۶۶ = شیخ عبد الحمید

از اولاد بنی عم فقیر است ، تمام عمر بسیاحت گزرانده :

شمع روی را کہ ، چون پروانہ ام ، قربان او

مہر را ، آتش بدل زد عارض تابان او

من نہ تنها کشتہ تیغ تغافل گشتہ ام عالمی بینم شہید خنجر مژگان او

۶۷ = حیدر

ذوالفقار طبعش بدو زبانی رنگین بیانی و دقیقہ سخن سنجی ، آفاق را

مسخر گر دانیدہ :

بشب ، زنجیر زلف آن پیرو ، یاد می کردم

پربشان میشدم ، دیوانگی بنیاد می کردم

بگلشن ، چون نہال قامتش را ، یاد می کردم

پای سرو ، می افتادم و فریاد می کردم

لب لعل می آلود ترا چون یاد می‌کردم
دمامد خون دل می‌خوردم و فریاد می‌کردم

۶۸ = محمد و ستم حیرت

محمد رستم حیرت شاگرد میرزا عبدالقادر بیدل . در صحرای نکته سنجی
از رستم دلان کارزار عالی فطرنی گلگون طبع را صد فرسخ بیش می دوانیدند:
بود رشک چمن ، در دست قاصد نامه شوقم
که کردم از پریدنهای رنگ خویش افشانش

۶۹ = میرزا فتح الله حیرت

میرزا فتح الله حیرت . کامل نظران، دیده از دیدن اشعار رنگینش، مانند
نرگس از جوش حیرانی، وا داشته لاله وار داغ رشک بر جگر سوخته اند:
کعبه ، هر چند از صفا داری ، مقام دیگر است
خاک پایش را بچشمم احترام دیگر است
جان شیرین ، کی بناز جلوه او میرسد
گرچه جان باشد روان او روان دیگر است

۷۰ = خادم

خادم از شاگردان شیخ محمد مومن مینا است - که احوالش سبق ذکر
یافت - آزاده مشرب بود . ازو غیر از یک رباعی چیزی سامع افروز نشد :
خادم دل بیقرار کردم پیدا در آخر عمر یار کردم پیدا
چون برگ چنار سوختم از بی ثمری در فصل خزان بهار کردم پیدا

۷۱ = شاه خاشع

شاه خاشع دنیای دنی را پشت پا زده ، مدام به خشوع و خضوع
میگذرانیدند . طبعش خورشید آسمان فطرت بلندبست :

گرچه ، هر پنجهٔ مژگان ، بد بیضا گردید همچو خورشید ، ز روی تو گلی چیده نشد

بسکه از چشم تو هر دیده نظر یافته است

سرمه ، ای شوخ بدوران تو ، سائیده نشد

تغافل ، سر گرانی ، خود سری ، بیگانگی ، تا کی !

سرت گردم ، دو روزی آشنا هم می توان بودن !

رسانیدی ز مشق دلربائی خوبی خود را نو آموز دبستان وفا هم می توان بودن

شده ناسوردل از ناوک شیرین سخنی کرد بی طاقم انداز سپاه عجیبی

کرده رو آن خط پیچیده بخورشید غبار

گرد برخاسته از فوج سپاه عجیبی *

• سفینهٔ خوشگو : ملا خاشع : اصلش از ایران است در کشمیر توطن گرفته بود .
ظاهرا از شاگردان ملا ساطع است . صاحب زبان پخته گو صاحب سلیقه مینماید . این غزل در
جواب حکیم شفای (۱) از وست :

دل داده ایم و دامن آمی گرفته ایم از پافتاده و سر راهی گرفته ایم

جلوهٔ سرو تو دیدیم و زمین گیر شدیم آن قدر محو تو گشتیم که تصویر شدیم

بابدان گر بهمین شیوه قرین خواهی شد شدهٔ خوب و لیکن به از این خواهی شد

۱- شرف الدین حسین شفائی اصفهانی ولد حکیم ملا . صائب برایش گفته :

در اصفهان که بدرد سخن رسد صائب کتون که نبض شناس سخن شفائی نیست

فرد شاه عباس ماضی منزلت داشت . میر باقر داماد گفته است که : شاعری فضیلت

شفائی را پوشید و هجا شمار او را پنهان ساخت . در پایان عمر از هجا گفتن توبه کرد .

وفاتش سن ۱۰۳۷ (سرو آزاد ص ۲۷) .

گربود میل تو زین گونه بهر دیده شور ای! کباب تو، دل من نمکین خواهی شد
 کار کرم رسید بجای، کز اهل جود امروز کس جواب بسائل نمی دهد
 خاطر، از کثرت وسواس خرد، تنگ بود دل چود دیوانه شود سینه کم از صحرا نیست
 چشم تو چرب و نرم بما بر نمی خورد روغن درین زمانه ز بادام رفته است
 (ص ۲۱۰)

۷۶ = امتیاز خان خالص مشهدی

اورنگ نشین تختگاه خراسان سخن: امتیاز خان خالص مشهدی. آیات ،
 در آذربایجان دیوانش ، تصور رنگین است ، و الفناطش رنگین تر از
 عارض ساده لوحان آن سرزمین ، و معانیش چون شکرلبان آن دیار شیرین .
 عالی فطرتی — که روز بروز جادو فنی و سحرنگاری، دلهای جهانیان را
 بازی بازی — از تالاب شگفتگی چون غنچه گلشن بکف آورده . میرزا صائب
 را چو او شاگردی از زمین صاحب کمالی و مرد ستوده خصالی برنخاسته :

می نماید بمن مه و خورشید می کند یار خود نمائنها

کیوتر از هجوم گریه نزدیکم نمی آید

مگر بر بال مرغ آبی بیندم نامه خود را

بسکه باخود ، مشق بر گرد تو گشتن ، میکنم

میشوم گرداب گر چون شیشه بگدازی مرا

زلف عنبر سرشته تو مرا بست آخر برشته تو مرا

زخوناب جگر ، در دیده کردم سرخ مژگان را

درین دریا بچشم خویش دیدم شاخ مرجان را

زهد خشک تو بین شیخ چها کرده ترا همچو مسواک تو انگشت نما کرده ترا

بغیر من ، که ترا خواب دیده ام امشب ندیده دولت بیدار را کسی در خواب

از رخس نگرفت تا قدر هلالی را رخس
 حسن آن شوخ شکار افکن نشد پا در رکاب
 از دست تو گریه میکند دل اشک من ازان سبب حنائی است

زان ابروان که ما را آرام گاه جان است
 پیوسته ترک چشمش در خانه کمان است
 غافل نبود، نارک مژگانت، از دلم
 هر جا که رفت تیر تو، از من نشان گرفت
 نرگس کنیز سرخی چشم سیاه نست
 سنبل غلام هندوی آن زلف و کاکل است
 نیست ابرو، این که بر بالای چشمت، کرده جا
 عین خوب دیده است، استاد خلعت داده است
 شب حنا بست و دل خلقی ز کف، امروز برد
 طرفه دستی آن بت بیدادگر وا کرده است
 همیشه خال بروی تو چشم دوخته است
 چه طالع است که با این ستاره سوخته است

آتش زدیم بر دل و مهرش زجا نرفت بتخانه سوختیم و همان کافری بجا است
 اینکه مردم همه خورشید و مهش میگویند عکس روی است که افتاده در آئینه چرخ
 جز از خط آن صبح بناگوش ندیدم شامی که در آغوش سحر داشته باشد

بچین زلف مشکین تو، دل بستم، خطا کردم

خدا این کاسه فغفور را از مو نگه دارد

زسنگ سرمه شکستیم شیشه دل را زیم آنکه مبادا صدا بلند شود

تواند بدهان تو رسیدن هر گز غنچه گل گر همه یک بیرۀ پان تو شود

خامه اش را هر سر موی براهی می رود

چون مصور، قامت آن شوخ هر جای کشید

شکل ابروی ترا چشم ز مثرگان میکشد

این کمان را خامه نقاش آسان میکشد

میفرستد ابر را هر جا که ما، می میخوریم

آسمان در پرده با ما مهربانی میکند

هر که گوید می زیان دارد سخنش آب در میان دارد

آماده رسیدن باران گریه باش

کز خط عنبرین رخ آن ماه هاله کرد

میکند از وطن خویشتن آواره مرا دیده ام گردش چشمی که غرابت دارد

ساقی! بیا که، فصل خزان زود میرسد ای می! تو هم برس که، سفر میکند بهار

چشم مست تو همان بر سر ناز است هنوز

نکبت صاحب من بنده نواز است هنوز

دهنی دیده ام که هیچ مگو سخنی هم شنیده ام که مپرس

نه تنها داغ بر دل میگذارد لاله از دستش

حصاری گشته ماه چارده در هاله از دستش

گویند، صبح در شب هجران نمی دمد

من دیده ام دمیده بچشم سفید خویش

نیامد از غرور حسن هرگز در بغل تنگم

مگر آئینه سان گیرم، در آغوش خود، از دورش

ز شوق قد تو ای ماه! پی، قرینه خویش
 چمن، ز سرو الف میکشد: بسینه خویش
 در ذکر عاشقانت: از بسکه دائم آن گل
 دارد همیشه بر کف، تسبیح چشم بلبل
 گر شرر باید شدن، ای شعله خو! خواهم شدن
 در دل سنگ تو میخوام که جا پیدا کنم

مردیم و کس سراغ دهانش بما نداد جان را بهیچ از پی جانان گذاشتیم
 از شور درد، کور شود چشم داغ ما یک ذره گر نمک بنمکدان گذاشتیم

تو امشب ای چراغ دیده، شمع محفل من شو

که من هم در بلافی، خویش را پروانه میسازم

برو ای موج! که دریای تو، باین همه نور

طفل اشکی است، که من، از نظر انداخته ام

آشفته بسنبل تو گردهم گردهم سر کاکل تو گردهم

دیدن ز ندیدن تو پیدا است قربان تغافل تو گردهم

امید رفتن جنت ز صدره، از خدا دارم

که دست آویزی از تسبیح خاک کربلا دارم

مو بر آورد خال جانانم سبز گردید تخم ریحانم

شکوه از دست تو دارم، نیست جانا پی سبب

کاغذ مکتوب خود را، گر حنائی میکنم

من از شاگردی صایب شدم استاد هر معنی

چو حرفم صورتی دارد، بر نجد کویچه از من

آن چنان آسان نمی آید بچشم اندکی باریک شو مو را ببین
این قدر ای غنچه دهان پان مخور چند خوری خون بدل تنگ من

هر کرا از همراهن ، دادم بچشم خویش ، جا
بی سبب آن هم ، زمن برگشت ، چون مژگان من
نیغ از میان کشیده که : سازم ترا هلاک آخر برآمد آن مه من از میان چنین

شب ، دوری تو ما را ، که نصیب کس مبادا
نمک جراحت دل ، شده ماهتاب یتو

بستم چون بجای حنا ، بر کفت شبی

کردیم کار نادره ، دست بسته

تا قیامت نیشکر میروید از خاکی ، که تو

ای بت کافر ادا اینجا تبسم کرده

زلف بهر رونمای آن عذار همچو ماه سخت میبچد بخود روی پریشانی سیاه

بقارت برد جنس هستیم را ، راهزن چشمی

که نتواند کشود از بیمنش ، آهوی ختن چشمی *

• مقالات الشعرا : در عهد عالمگیر که شاهزاده عظیم الشان (بن شاه عالم بن عالمگیر متوفی ۱۱۲۴هـ) ریاست صوبه تته داشت . وی دیوانی صوبه مذکور داشته . در عهد شاه عالم بهادر بادشاه (۱۱۱۹-۱۱۲۴هـ) قصد دیار ایران کرد و در نواحی تته وارد شده بدرجه شهادت رسید آن امیر بی نظیر را درین سفر به بهکر اتفاق ملاقات با علامه مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی دست داده ، منتخب دیوان خود پیادگاری داده . بعینه طرز میرزا صائب میورزید (ص ۱۸۸)

سرو آزاد : خلف میرزا باقر وزیر قورچی در عهد شاه عالم عازم دیار ایران شد . و در بلده بهکر رسیده با علامه مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی برخورد و صحبتها داشت . امتیاز خان اموال لکوک از نقود و جواهر واقمشه باخود میبرد . خداپارخان

مرزبان سند (رک : بمائرا الامرا ۱ : ۸۲۵ و تاریخ کلهورا از مولانا مهر و منشور الوصیت) چشم طمع بر اموال او دوخت . علامه^۱ مرحوم برین معنی اطلاع یانته هر چند میالغه کرد که پیشتر نباید رفت ، و از همین جا عطف عنان باید نمود ! گوش نکرد و سر بکف بجولانگاه قاتل روان شد . چون بسیستان رسید سید میر محمد اشرف ، خویش علامه^۲ مرحوم ، نائب^۳ خدمات سیستان استقبال کرد و در حویل خود فرود آورد . خدایارخان میر محمد اشرف را بتفریبی در خدا آباد طلبید ، و کمان خود را فرستاد تا شیبی کار امتیاز خان تمام کردند . و این حادثه در سنه اثنین و عشرین و مائه و الف (۱۱۲۲) واقع شد . علامه^۴ مرحوم آه ! آه ! امتیاز خان ، تاریخ یانته اند (۱۳۹ - ۱۴۰)

۴۳ - خاموش

خاموش . از بلبل طبعش ، هزار دستان زبان بهار آریان گلشن رنگین
بیانی ، گویائی بوام می ستاند :

ز بس دارد عیان بر عارضش دیدن ستم باشد
حضور باغبان دز باغ گل چیدن ستم باشد
چه نسبت آهوان دشت را با نرگس مستش
بین بادام از حق چشم پوشیدن ستم باشد

۴۴ - میر صدیق خان خان

شیرین سخنی رنگین بیان میر صدیق خان خان . هر بیت در صوبه
دیوانش بخشی است ، با منصبداران گلگونش الفاظ رنگین که از بیم سطوطش
رستم جگران کارزار سخن ، چون روباه در مفاک گمنامی متزوی میکردند :

رخ خوب ترا ، گفتند : بامه نسبتی دارد
چو دیدم مهر رویت ، ماه را از روزه گم کردم
شدم چون موی در فکر دهانت ، نکته^۱ گفتم
نمودم سحر و درک معنی سر عدم کردم

۷۵ = نواب خاندوران

نواب خاندوران صمصام الدوله بهادر نصرت جنگ. از امرای عالی مقدار عصر شهنشاه فریدون جاه محمد شاه فلک درگاه است. طبع بلندش از راه کمال جدت و جودت، ب فکر شعر میپردازد و داد معنی یابی میدهد :

سحر، خورشید لرزان ؛ بر سر کوی تو می آید
دل آئینه را نازم. که بر روی تو می آید

صبحی و نوبهار و زمین شگفته ساقی بیا تو هم بجبین شگفته *

* خواجه محمد عاصم مخاطب باشرف خان ثم بصمصام الدوله امیرالامرا خاندوران بهادر منصور جنگ بن خواجه قاسم نقشبندی، از اعظم امرای عصر، ۱۵ ذی القعدة (۱۱۵۱ هـ) در جنگ نادر شاه فرمانروای ایران زخمی شده، ۱۹ ماه بهمان زخمها در گذشت. عمرش شصت و هشت سال. سپاهی پرور خلیق و متدین بود. (تاریخ محمدی ۱۰۶ و ۲۱۴) رک : مائوالامرا ۱ : ۸۱۹ - سیرالتاخرین ۲ : ۹۷ - عقد ثریا ص ۳۷ - مخزن الغرائب - نزهة الخواطر ۶ : ۱۲۲ و غیره .

۷۶ = خرسند

خرسند . ازو نیز غیر ازین رباعی چیزی گوش گذار نگشته :

کاری نکند بغیر تدبیر کسی جای نرسد بی مدد پیر کسی
کس بهره فیض از مصلا نبرد کی بر خورد از نهال تصویر کسی

۷۷ = ملا حیدر خصالی

ملا حیدر خصالی مداح مهابت خان از امرای عهد خود بوده . غیر ازین بیت از و بما نرسیده :

هیچ کس را نرسد دعوی بالاتری از وی
دست قدرت نکند آنچه مهابت خان کرد

۷۸ = میرزا خلیل

میرزا خلیل جوان رعنا و صاحب طبعی است :
 نیام همچو قمری ، دیگر از صحن چمن ، بیرون
 مرا چون سرو رعنائت هم آغوشی اگر باشد
 فقیر هم در جوابش بیتی فکر نموده قلمی میگردد .
 شود آشفته‌گی سامان جمعیت اسیران را
 برنگ زلف هندوی تو همدوشی اگر باشد

۷۹ = ملا فخر الدین دانا

نکته دان بی همتا ، ملا فخر الدین دانا . ولی عهد فریدون فارس دانای
 است . بخوبی بندوبست اقلیم سخن نموده که دران جای انگشت دخل نیست :
 ای شمع ! ز پروانه محو پاس ادب هر چند کنی چشم نمائی او را
 چون خیال آن بت شیرین ، بدلمها بگذرد
 برهنن رنگ نباتی گیرد از اندامها
 دو بالا میبود کیفیت صحبت ، ز موزونان
 من و مصرع رسانیدن ، تو و قامت کشیدنها
 خال آن رخسار آتش گون ، کبایم کرده است
 عشق همچون لاله ، افیون در شرابم کرده است
 نیست تبخاله ، که بر لب ز شرابش پیداست
 سر آب لب یاقوت ، جابش پیداست
 در نمی آیم ، ز ضعف تن ، بآن چشم سیاه
 آن قدر کاهید اندام که مژگان گشته است

عارضش تا از بهار می فروغ گل گرفت
 رنگ من پرواز کرد و صورت بلبل گرفت
 حسن از نسبت آن زلف ، نجابت دارد
 هر که برخاست ازین سلسله خوش رو برخاست

ناز ابروی گره گیر کشیدن دارد معنی سطر اشارات رسیدن دارد
 سخن از دست حنا بسته ، او ، میگذرد نغمه ، بسته نگار است ، شنیدن دارد

بسکه گل ، از شرم آن رخسار نازک ، آب شد
 رنگ بر گردیده روی چمن گرداب شد
 بسکه آن تصویر نازک جلوه گل میکند
 خامه نقاش را مژگان بلبل میکند
 دست از رنگ نگار است هم آغوش بهار
 حسن انگشت نمائیتو زند جوش بهار
 از سفر ، دامان اقبال رسا ، آید بدست
 پیش آن قامت ، بود رفتن ضرور ، از راه دور
 دل را کشیده در خون ، پش نگار دیدم
 شفتالوی شهیدی ، در دست یار دیدم
 ز فیض عشق آن چشم سیه ، مشهور ایام
 بلند از مهر بادامی ، شود آوازه نام
 سر گرانیهای ساقی ، برد امشب ، هوش من
 چن پیشانی است ، موج باده سر جوش من

کند خون در دل ما چشم شوخی دستگاه او
 که دارد خدمت الماس بادامی ، نگاه او
 می‌طپد در آتش حیرت ، نگاه ، از دست تو
 سرمه در چشم بتان شد ، دود آه ، از دست تو
 چو عشق آمد ! نثار او کم ، نقد روان خود
 که چون فرهاد ، ما را نیست غیر از جان ، شیرینی *

* مجمع النفائس : ملا دانا از کشمیر بود . بعنوان منشی گیری بسر میرد . صاحب تلاش است . از اوست .

در عشق ابلهی ست بتقلید گفتگو
 بر بند سنگ بر شکم از فاقه ، چون گهر
 اضطراب اندر سخن عیب است دانا چون هلال
 مصرع برجسته باشد کو پس از ماهی رسد
 (۱۱۰ الف)

تذکره بی نظیر : دانا ملا فخر الدین کشمیری . در نظم و نثر دستی داشت و در سرکار جهان شاه خلف خلد منزل بهادر شاه ، منشی بود . و از شاه هند مکرر صلوات قصائد یافت . از اوست :

عاشق شدن بخدمت سخنگو ست باب ما
 دل پر خیال روی هر قنک بسته ایم
 دل می برد مصاحب حاضر جواب ما
 خیزد شمیم روغن گل از کباب ما (۶۳)

۸۰ = ملا ذهنی کشمیری

جاده پیمای بیدای بی نظیری ملا ذهنی کشمیری . ذهن عالی و ذکای رشاد است ، فضل و کمالش از روم تا شام روشن . از روشن سوادان کتب نکته دانی است . کلیاتش بحری است نا پیدا کنار ، گوهر های معانی لامع در آن جزائر جزائر افتاده :

خزان پیری آورده ، بهار چهره را زردی
 پیاد گلرخان سرده ، سرشک ارغوانی را

جمال ماه مهر افروز خود ، دیدم بخواب امشب
 زبالین امیدم ، سر بر آورد آفتاب ، امشب
 مرغ دلم اسیر کمند نگاه کیست آشفته‌گی نتیجه ز زلف سیاه کیست
 یاد آن شبها که ، شمع مجلس من ، یار بود
 چشم بختم ، روشن از نور رخ دلدار بود
 شکایت چون رسد بر لب ، بیزم آتشین خوی
 که از تاب نگاه او حکایت بر زبان سوزد
 دلم غم نامه بنوشت از اشک جگر گونش
 که الفاظش شرور بار است و جان سوز است مضمونش
 دل من ، هر کجا درس جنون عشق ، آغازد
 به بینی طفل ابجد خوان مکتب صد فلاطونش
 در هوای بزم آتش طلعتی ، شب تا سحر
 در گرفت از خون گرم دیده مژگانم چو شمع *

• عرفات العاشقین : روشن ذهنی ، در عین صافی ضمیری ذهنی کشمیری . بالفعل در موطن
 خویش موجود است . و از ساقی نامه ازست که قریب بدو بیت است :

چه میخانه مراج مردان عشق	همان مقصد رهتوردان عشق
غبار درش توتیای خرد	منور کن دیده نیک و بد
ز فرش حریش ، دل هرش داغ	چو از پرتو مهر ، رخشان چراغ
گرومی نشسته درو مست عشق	عنان خرد ، داده در دست عشق
همه سر بر آورد ، از جیب دل	ز قید طبیعت تعلق گسل

(گلچین معانی بحواله عرفات ص ۹۰۶)

میخانه : ذهنی کشمیری . مولد آن عزیز از دارالمیش کشمیر است . تالعات هرگز از
 وطن بر نیامده و مسافرت نکرده است ، نشوونمای او در وطن واقع شد . تا وقت ملاقات این ضعیف
 دیوان ترتیب نداده بود (۱) ولیکن عدد ابیاتش چهار هزار بیت میکشیده . این چند بیت از ساقی نامه

۱- صاحب مخزن الثرائب میگوید : دیوان او را سراسر دیدم .

او مناسب بسیاق این تسوید دانسته ثبت نمود :

شرابی که مست است ازو جزو وکل
 شرابی که گل بر دماند ز سنگ
 شرابی کزو شد دل غمزده
 دماغ از شیمیش بهاری شود

چه اصل و چه فرع و چه خار و چه گل
 کشد آب حیوان ز کام نهنگ
 چو وادی ایمن تجلی کده
 بیادش درون لاله زاری شود (۹۰۵)

تاریخ اعظمی: ملا ذهنی: شاعر از شعرای برجسته کشمیر است. با وصف کمال این فن از علوم دینی بهره‌ور بود و راهی به تقوی هم داشت. در عهد خود در فن سخندان در کشمیر بی نظیر بود و هر وقت بزم آرائی و محفل پیرائی با ارباب سخن مینمود. و منقبت حضرات خلفای اربمه بسیار بمحبت گفته است. چهار قصیده طولانی برای هر چهار خلیفه برحق، موزون کرده عنوانش را به تعداد اشیای کلیه عالم، که اکثری بمدد چهار است، خوش گفته. و به نظر حضرت بابا نصیب گزرائیده و مورد تحسین و عنایات ایشان شده. بیت :

یار پینمیر نشاید بر گزیدن جز چهار
 از ملانک و ز کتب جز چار نگزید است حق
 نهر خلد و رکن کعبه اصل طبع و فصل سال
 در منقبت حضرت عمر ابتدا باین طرز کرده است :

حجت آن بشنواز ذهنی که باشد یادگار
 کین عدد مستحسن است از روی معنی، در شمار
 بین چهار است و چهار است و چهار است و چهار

مقبول شرم تا شدم مردود مردودان دین
 آن برتر از درک غیبی، داماد داماد نبی

یعنی منسم مدحتگر فاروق امیر المومنین
 قدرش چه داند اجنبی گو از حد در خون نشین

از اشعار اوست :

خرم، دل از نسیم گلستان کس، نیم
 دانشورم ز فیض ولی نکته دان خویش
 کلکم ز نظم خود همه شب بیت زد رقم
 همت نیفروشم و منت نیخرم
 مانند نکته سر بگریبان نشسته ام
 ذهنی چو آستانه مقیم در خودم

روشن نظر ز شمع شبستان کس نیم
 طفل طپانچه خورد دبستان کس نیم
 سر گرم ز انتخاب ز دیوان کس نیم
 یعنی مراد دل طلب از خوان کس نیم
 دست طمع دراز بدامان کس نیم
 لب تشنه اجازت دربان کس نیم

رباعی :

گر با تو کنم آرزوی دیدن گل
 آگه کند از جنون من، بلبل را

آماده نگاه بر پرستیدن گل
 چشک زدن فرگس و خندیدن گل

ازوست :

تا حرف غم تو کرده ام گوش

شد ابجد شادیم فراموش

از شوق تو، زیر هرین موست،
گو عاشق صادقی، بدست آر
پروانه صفت بسوز و تن زن
آن دل که خریده، بصد لطف *
نیستی، که ز دست دوست باشد
ای حور، بهشت روی، زین پس
یعنی که ز آه آتیشیم
از نته، جام عشق ساقی

فواره، اضطراب در جوش
جوشنده دل و زبان خاموش
چون بلبل هرزه گوی مخروش
اکنون بمتاب و ناز مفروش
خوشتر ز هزار چشمه، نوش
از دوزخ دل، مگیر سر پوش
اندیشه کن و بسهر میکوش
دل بی دل گشت هوش بی هوش

در محله قاضی بابا، متصل محله کنیزی کود، وطن داشت. (ص ۱۴۹)

مجمع النفائس: ملا ذهنی غیر ذهنی. سابق از احوال او اطلاع نیست. از کلیاتش این قدر ظاهر میشود که از شعرائی عصر اکبر بادشاه است، چنانکه مرثیه بادشاه مذکور گفته و تا عهد شاه جهانی زنده بود که تاریخ جلوس سلطنت او نیز گفته. مدح خانخانان بیرم نموده. وطنش معلوم نیست. چون اکثر تعریف اماکن مستتره کشمیر کرده، گمان برده میشود که کشمیری باشد. طرفه آنکه در تعریف نذر محمد خان بادشاه توران قصیده دارد (۱) و حال آنکه مردم هند را با سلاطین توران و ایران هیچ رابطی نیست (۲) و ازین در یافت میشود که از توران باشد، و موید اینست که

۱- این ذهنی بلخی است که مدح نذر محمد خان گفته. در روز روشن است که ذهنی بلخی مداحی نذر محمد خان والی بلخ میشود. آخر در هند رسیده تا عهد شاهجهانی در قید حیات بود: بهنگام شهادت کشته تیغ نگاهت را بگوش، از شش جهت بانگ مبارک ناد میآید حیرت از خال رخس دارم که هندو زاده بر کنار چشمه کوثر طهارت میکند (ص ۷۴۰)

۲- در سال ۱۰۵۶ هجری بدخشان و بلخ فتح شد و نذر محمد خان توانائی مقابله نداشته فرار نمود. سعید خان قریشی ملتان (متوفی ۱۰۸۷ هجری) تاریخهای گفته است:

تاریخ فتح بلخ

چو شاه جهان، شاه نصرت قرین	شهنشاه آفاق شاه جهان
فرازنده چتر ظل الهی	بر آورنده تخت شاهنشاهی
خداوند فتح و ظفر ملک گیر	خدایو جهاندار کشورستان
کزین لشکر بی حد و عد بود	بتسخیر بلخ و بدخشان روان
مسخر شدن ملک ز اقبال او	بتائید ایزد در اندک زمان
خرد سال تاریخ این فتح گفت:	بود والی بلخ شاه جهان



مدح خواجه جاوید محمود نقشبندی اکثر جاها کرده . الحاصل شاعر زبردست پخته گوار است خصوصاً
 فارنصیده گوی طرز قدما ورزیده ، و زبان غزل او هم بسیار رنگین است و در بعضی جاها ماناست
 بطور استاد طالب آملی . کلیاتش که تخمیناً قریب ده هزار بیت باشد . بنظر آمده انتخابش نوشته می آید :

از سعادت مایه فرخ اثر اقبال خویش کرد بتوانی ز راه تربیت در یکزمان
 صوره عتقا ، پشه شاهین ، قطره دریا ، جزو کل جهل دانش ، یاس امیده ، اسم ذات جسم و جان

سخر کند جمله آفاق را چو خورشید خاور کران تا کران
 تاریخ فتح بدخشان

شاه جمجاه بود شاه جهان آنکه غد فرش ورش هفت فلک
 عزم تسخیر بدخشان چو نمود جست از عون خداوند کمک
 بی جدل گشته مسخر آن ملک با مضافات به سمی اندک
 حکم او گشت رقم بر وریش نام اوزبک شد ازان دفتر حک
 سال تاریخ چنین گفت خرد : بی جدل داده بدخشان اوزبک

تاریخ فرار نذر محمد خان والی توران بر سبیل تمعیه سن ۱۰۵۶

نذر خان بادشاه قوم اوزبک که گردون رخس بر کیش برانگیخت
 رسید از بزم دورش دور ادبار می عشرت ز جام طالعش ریخت
 بملکش لشکر شاه جهانی در آمد ، رشته شاهیش بگسیخت
 بر آمد بلخش از دست تصرف و زین غم بر سر خود خاک می ریخت
 بجبر و قهر شد اجماع اشداد چو باهم اوزبک و چتتا در آویخت
 فزون از صد و صد دست حوادث بدامان دل و جاننش در آویخت
 ز بیم لشکر شاه جهان ، زود سراسیمه ز شهر بلخ بگریخت
 ز روی تمعیه شد سال تاریخ مه اوزبک ز شهر بلخ بگریخت

(خطی ذخیره مرحوم مولوی محمد شفیع لاهور)

راجع به شرح حال نذر محمد خان و فتح بلخ رک : شاه جهان نامه طبع لاهور (۲) :

۳۳۴ - بیه) انجا هست که شعرای بلاغت دثار قصائد غرا متضمن ادای تهنیت و تاریخ
 مروض داشته مورد تحسین و آفرین گشتند . ازان جمله نصیرای شیرازی باین تاریخ بطریق تمعیه بر
 خورده ، از انواع عنایت برخورداری یافت .

شکر به کز عنایات خداوند جهان کرد فتح ملک توران سرور مالک رقاب
 پادشاهی غازی عادل شهنشاه جهان آنکه کرد او را جهان از جمله شاهان انتخاب



از غزلیات اوست :

بود سوهان ملامت آتش شوق زلیخا را
 نتوان ز آب برد خمار شراب را
 چو گل، شگفته توان داشتن، گریبان را
 مگیر خورده ملامت گر زلیخا را
 تاراج مگس چند ببیند شکر را
 بستیز های رنگین، غمش آزموده مارا
 خونابه بجوش است ز چشم هوس ما
 پوشیده چشم گریه بستم لب فغان را
 تاریخ تولدش وفات است !
 کان طبع بی نازک و افسانه دراز است
 خون دو جهان ریزد و محتاج سبب نیست
 از بس خدنگ ناز توام در درون شکست
 ذهنی، خسته خاکسار از کیست
 کز پر زدن امید رهائی ز قفس نیست
 نشاء، هم در تماشای درو دیوار هست
 دست در رعشه پای، در خوابت
 کوه جائیکه بیک پرتو دیدار بسوخت
 ندانم قیمت یک بوسه چند است (۱)

محبت از نصیحت تیز تر خواهد شد ذهنی
 ذوق لب زچشمه حیوان نیافتند
 بیخ دل، چو نسیم محبت تو، وزد
 کسی که، عشق تو ورزیده، سخت معذورات
 حیرت زده طوطی بقفس مرد زقلخی
 دل یکجبهت دگرگون شده است گرچه صدره
 تا عشق نیفشرد گوی نفس ما
 تا کس نگردد آگه از حالت درونم
 هر دل، که نه محو نور ذات است !
 مشکل که رسد قصه عشاق بانجام
 بیبای یاری کشدم، کز سر سستی
 پیکان بجائی اشک، ز چشم برون جبهه
 بوالهوس صدر مجلس است از تو
 کو طائر دل بال و پر خویش فرو ریز
 گرمیسر نیست محرومان بزم را وصال
 در طریق امید ذهنی را
 طاقت حوصله دیده عاشق، معلوم
 روم برکف نهاده، نقد صد جان



ایزد او را کرد در کشورستانی کامیاب
 گیرد اقبالش جهانرا صبح پیش از آفتاب
 گفت با طبعش ز راه تمیبه گای نکته یاب
 ثانی صاحبقران بنشان بجایش، کن حساب
 (۲۷۷)

گشت در تسخیر عالم، ثانی صاحبقران
 در دلش عزم جهانگیری، شبی گر بگذرد
 سال این تاریخ جست از عقل دانشور نصیر
 والسی توران بر آراز ملک توران و آننگهی

میرزا عبدالرزاق مصنف کتاب مجموع الصنایع برسم تمیبه تاریخ ذیل درباره فراوان
 نذر محمد خان گفته است :

ز رو قبيله و املاک را گذاشت دران
 (مفتاح التواریخ ص ۲۴۹)

شده ز بلخ و بدخشان نذر محمد خان

غار تگر ، طاقتم کدام است
 در کیش معاشران ، حرامست
 نمک زخم دلم را سود مند است (۱)
 دست مارا دام باید کرد هر جا تاخست
 در شبستان محبت کار فرما ناخست
 یعنی از مائده عافیتم پرهیز است
 لیکن نمی توان ز تودی دلستان گذشت
 یکبار از گناه کسی میتوان گذشت
 ما را شریک غالب پروانه کرد و رفت
 هر کس بطریق دیگری طالب نام است
 که جام قسمتم از آب خضر تشنه لبی ست
 ازان شگفته قحح کانتاب ششیر است
 در تکلم لعل سیراب تو گویا آتش است
 که : راز گل نتوان گفت تا صبا اینجا ست
 توان شمرد که اختر بر آسمان چند است
 چه آتشی که بآب حیات مانند است
 که فسون دمیده بر رطب است
 که در میان من و دل هزار فرسنگ است
 مگر زباده عشق تو آسمان مست است
 نسیم از آب جو زنجیر برداشت
 کسی که گشت بحرمان کوهکن باعث
 باد مسیح و آتش موسی و آب صبح
 خود گو که ، ره کعبه و بتخانه که جوید
 چون صبر ، زهم صحتی من ، بگریزند
 سپهر ، از عهد آشوب آم ، بر نمی آید
 مشکل پستد را ، بتامل ، گره شود
 حالیا در نگهت گل نشاء پیمان بود
 حال دلم باشک جگرگون نوشته اند

چشم آفت ، و رخ بلا ، خط آشوب
 ایام بهار ، توبه از می
 سرت گردم ! تبسم کن تبسم !
 کاوش زخم دل ریش ار ، چنین لذت دهد
 بر خروش نار چنگ و بر خراش داغ دل
 لخت دل میخورم و خون جگر مینوشم
 بگذشتم ار چه زدل و دل ز جان گذشت
 تا چند رنجست زمن ، ای شوخ بیونا
 آمد بیزم ، شع رخنی انجمن فریب
 عاشق بگنه شهره و زاهد بعبادت
 مدام شیوه من ترک مدعا طلبی ست
 چو روز ، تیرگی بخت من ، میر ساقی
 در تصور خط مشکین تو گویا سنبلست
 بیاغ رفتم و بلبل اشاره کرد بمن
 شمار داغ دل عاشقان ، چه می پرسی !
 زخنده لعل لب او بجان فگند آتش
 خط مشکین ترا گرد لب است
 چه سود ازین که حرم دلم ، نشیمن تست
 دمی ز رقص دودین بزم گاه ننشینه
 چو گشت ار بوی گل دیوانه بلبل
 گذشت و وصل بمحرومی تمام گذاشت
 غافل مشو که نشاء یک ساغر آمده
 آواره عشق تو دل مومن و ترساست
 آسوده دلان ، سر بر آغشته دردم
 مزن در خرمنم آتش ، که چون آزرده گردد دل
 کاری که دلکیا بود از روی انبساط
 صبحدم آهنگ بلبل در چمن مستانه بود
 در نامه که قصه مجنون نوشته اند

تعریف شراست، که بر جام، نوشتند
 لب، ز جوش عرق، شربتی گلاب آلود
 سخن سرشته، شرم و ننگ حجاب آلود
 کس، خورده بدان دلبر چالاک، نگیرد
 بهر کجا که دل شکوه از زمانه کند
 بسان شانه، سراپای من، زبان گردد
 گهی که کام دل از مه پلنگ میگردد
 پروانه گو که دست ارادت بمن دهد
 چو یاد گشت چمن التزام باید کرد
 ولی ترسم مبادا نام از محضر برون آرد
 که فارغ است اگر صد کباب می نوشد
 آخر، اندوه همین شرمندگی، پیرم کند
 که بهر آئینه روزی نگار می آید
 برهن بتکده را مسجد آدینه کند
 از کثرت نظاره تماشا نتوان کرد
 سبب قتل من از خنده جوابی دارد
 که در اول نگاهش فتنه آخر زمان گم شد
 که حرف مدعای دل مرا زیر زبان گم شد
 خانه در کوچه بتان دارد
 بجای لاله ز خاکم چراغ میروید
 متاع کلبه جنت جوی نمی ارزد
 بر سیه روی من خنده زنده موی سفید
 خوش آن پدر که چنین نازنین پسر دارد
 حسن و عشق انتخاب باید کرد
 عر نگاه آشتی آماده صد جنگ بود
 بگوش از شش جهت بانگ مبارکباد میآید
 بر کنار چشمه کوثر طهارت میکند
 ترا تجلی و ما را نقاب میسوزد
 که گمان داشت، که در دام زلیخا افتد
 که نازنین مرا بر سر وفا آورد

خط که، بگرد لب گفام، نوشتند
 رخت ز تاب حیا، آتشی ست آب آلود
 لیش بنکته و چشمش بمشوه است، ولی
 صد شهر بهم برزد و صد خون بزمین ریخت
 کنایه از ستم ترک مست من باشد
 بموشگفیم ار، گوش التفات نهی
 ز وصل کام روا مدعی تواند شد
 در راه عشق مرشد کامل محبت
 درین دو هفته، که گل، میبمان بلبل شد
 رقم زد محضری از بهر قتل عاشقان خود
 ز سوزش دلم آگه نشد چو آن مستی
 نقد ایام جوانی، رایگان دادم ز دست
 چو سوختی همه خاکستم بیاد آمد
 اگر از عشق دهد چاشنی خطبه خطیب
 سر نا قدم آراسته از جلوه گه آمد
 گر پیرسند بمحشر ز لب خونخوارش
 بصد نیرنگ شور انگیز شوخی جلوه ساز آمد
 بنوعی، لب کشود آن تند خو، در پرش حال
 عر که آواره بتان گردید
 بیاد شمع جمالت چو جان بر افشانم
 به پیش آن رخ آدم فریب گندم گون
 ظلمت معصیت، کرد سیه، روی سفید
 پراه جلوه کنان میگذشت، و میگفتند :
 آفرینش رساله ایست کز
 شوخ چشمی بین که در هنگام صلح آن غمزه را
 بهنگام شهادت کشته تیغ شهادت را
 حیرت از خال لیش دارم که هندو زاده
 کلیم! ما و تو از عشق هر دو سوخته ایم
 گر نبودی ککش عشق، چنان عقای
 تصرف اثر گریه نیساز، که بود

که آب رفته مارا بجوی ما آورد
 صد بلای سیه از دیدن یک موی سفید
 گر، نیم وعده جلوه فروشان، وفا کنند
 بیخود شده ز ذوق، ندانم که چند بود
 خرد کجاست کزینها حساب بردارد
 بجای هر بن مویش اگر دوا روید
 گل باشد و می باشد و محبوب نباشد
 این مژده، ازان شوخ ستمگار، که آورد
 نگار خانه چین، خاک ره گذر باشد
 زان لب روح فزا، شعله بگفتار بیار
 که سخن گوی زلیهائی خموش آمد باز
 چون مست کرم شد ز می عشو نگاهش
 من و افغان ز بیزبانی خویش
 صد خجالت ز نکته دانی خویش
 که میچکد، هرق شرم، از رخ سخنش
 تا رهن تو، عقل نگرده، خموش باش
 رسانم ناله کو بی اثر باش
 بد مست من خبر نگرفت از کباب خویش
 با گرشان کشیدن می در بهار فرض
 یک سجده ام تلافی چندین هزار فرض
 دمی که یار تواضع کند پیاله بکف
 چنانکه ریخ زمی و گلدهز ماه گیرد رنگ
 که خوی عشق دارم، دوست از دشمن نمی دانم
 جنون آموز یاری همچو بلبل همشین دارم
 آورده اند در چمن، از بهر حسرتم
 بستم خاکست تا از پشم تر غلطیده ام
 بی ارادت جسم از جا، بیخبر غلطیده ام
 زبانی سرزنش مرغ گرفتاری، که من دارم
 ترسم که باسوده دل نام بر آم
 بی طاقاته در صف محشر برآورم

بگرد دیده گریبان خویش گردد دل
 یاد پیری ز جهان کم که در آید بنظر
 در راه انتظار، توان سالها نشست
 گفتی: حساب بوسه پرندی نگاه دار
 نهاد غمزه او رسم بیحساب کشی
 مریض عارضه عشق نیست به شدنی
 زندان به ازان بزم که میش، که آنجا
 گویند: کمر بست بخون ریزی ذهنی
 ز نقش پای تو، ای جلوه مست فتنه خرام!
 دل چو امشب طلبید معجزه حسن از تو
 رسم شهر ادب از ذهنی تیرت زده پرس
 صد قافله بوسه، لبش داد بتاراج
 یار سر گرم پرش احوال
 یار ناکس نواز و ذهنی را
 که کرده است ندانم خبر، ز عشق منش
 دیرانگی، علامت هوشست، جان من
 بگوش آن تغافل پیشه ذهنی
 از ناز برداشت چو در آتشم نشاند
 هر چار فصل سنت ما می کشیدنت
 ذهنی! بر آستانه میخانه، کزد باز
 هزار توبه نیاز ادا توان کردن
 زعکس جوهر حسنت نگاه گیرد رنگ
 بود یکرنگ باگیر و مسلمان اختلاط من
 سجویید از دلم آئین دانش، کاندترین گشن
 دستم نشد ز چیدن گل کامران، مگر
 اشک مجنونم که نگرفت آستین دامنم
 چون سپند روی آتش، هردم از آشتگی
 بر آسائش طلب آزادگان باغ، نکشاید
 یکدم که بذوق دل خود کام بر آم
 آهی که، دل زخوف تو، عمری نهفته داشت

جنون نواز نسیمی ز باغ می دزدم
 محروم تر از قالب میخانه نشستم
 گمراه تر از راهب بتخانه نشستم
 گوش دل باز باهنگ خسروشان دارم
 کز زمزمه دیر و حرم بیخبرستم
 آفت روزگار خوبشتم

رنجش دل ، زادای^۱ سختش، یافته ام
 که بهر موی^۲ ، نهان صد خفتش یافته ام
 سزد خورشید محشر تکمه^۳ چاک گریبانم
 بیکس میان کعبه^۴ و بتخانه سوختم
 از خامکاری^۵ دل دیوانه سوختم
 که دشمنی به کعبه^۶، همچو آسمان، دارم
 دمی که روی^۷ ترا بینم اضطراب کنم
 مقبول حرم نشده مردود کنشیم
 خبرم ده که، ز ششیر که، بسمل شده ام
 بر اورنگ جنون یارب که بنشیند چو من رفتم
 کفر و اسلام ز دیر و حرم آمد بیرون
 سر فکنده تر از گنبدگاران
 لباب، از می مرد آزما، پیاله مکن
 رنجه شد، پای^۸ خیال او، ز بسیار آمدن
 ابر بهارم کلا خوشم با گریستن
 از خون تو به باده^۹ گلرنگ داشتن
 کافی ست یک نگاه دگر، عذر خواه او
 از کجا افتاد، یا رب عقدها در کار او
 پدید ساختم از همت آسانی تو
 کنی مشاهده^{۱۰} جان تو و جهانی تو
 بنشین کنون، که سد سکندر شکسته^{۱۱}
 شله^{۱۲} شوق مرا، از طمته، سوهان کرده^{۱۳}
 بقتل عاشق اگر یک اشاره فرمائی
 فی^{۱۴} لیس گفت، و چشم مست ؛ آری !

هوائی شورشم اندر سراسر ، چون بلبل
 از غیرت نقرگیان در حرم وصل
 در کعبه^{۱۵} ، اگر هم نفسم نیست ، خیالت
 نیست در زمزمه ، نکته سرایان اثری
 از یمن محبت بمقامی گذرستم
 شور پروانه در سر است مرا
 باز در کوی^{۱۶} نغافل ، وطنش یافته ام
 یارب آن آهوی وحشی ز کدآیین دشت است
 چو فردا آتشین کسوت طرازد شوق جانانم
 فی شیخ ، دم ز پرش ما زد ، نه برهنم
 که رخت ما بکعبه کشد که به بتکده
 بکم دوست نشستن، مرا میسر نیست
 چو عکس آئینه ، کافتد میانه^{۱۷} خورشید
 ما گوشه نشینان ملامت کده ذهنی
 مشهدم سجده که خیل ملک شد ذهنی
 چو مجنون رفت ، بر من شد مسلم ، ملک رسوای
 من و خاک قدمش کز هوس سجده^{۱۸} او
 زلفش از دست برد غمزه^{۱۹} او
 نگاه بگرم تو ساقی ! مرا ز پا انگند
 زین خجالت ، چون برون آیم ، که در شبهای^{۲۰} هجر
 من گل نیم که همنفس خنده لب کنم
 آئین بزم غارتیان محبت است
 او را چه غم ، ز داد شهیدان ، که روز حشر
 رشته^{۲۱} امید من ، پیش از گره داری ، نبود
 دلم گرفت ازین آسمان دیرین سال
 پنخاک ذهنی ، اگر بگذری ، پس از مردن
 بریاد داده^{۲۲} بنگاهی ، شکیب من
 ای ملامت ! گرمی^{۲۳} هنگامه ات پادا ، که باز
 هزار فتنه ، زهر گوشه مست می تازد
 گفتش : خون من ، تو ریخته^{۲۴} !

عاشق و جام باده ، زاهد و رزق
عاشق ز بوالهوس شناسی با اختیار
ببزم باده نیاید بدست گردانی
در جهان هر لری و بازاری
تا اختیار دست دهد یک تغافل
چو جام باده حریف شکسته پیشانی

دبای :

از روز ، بود حقیقت شب ، معلوم
دشنام بذهبی که ، طاعت باشد
رز نور سحر ، فروغ کوکب ، معلوم
مذهب معلوم و اهل مذهب معلوم

(۱۱۱-۱۱۲)

صحنه ابراهیم : ملا ذهنی . در مجمع النفائس آرزو بدین مفسون مذکور است که : دیوانش
بنظر تخمین ده هزار بیت است . از انجا ظاهر میشود که معاصر اکبر شاه بود و مرثیه آن پادشاه گفته
و تاریخ سلطنت شاهجهان پادشاه بکلک نظم سفته و مدح خانخانان بیرم خان نموده . توطن و احوالش
معلوم نیست . چون تعریف کشمیر نموده گمان میرود که کشمیری باشد . بسبب اینکه مدح نذر محمد
خان وال توران و خواجه جاوید نقشبندی نموده بدریافت آید که از توران باشد ، راقم آتم گوید : شاعر
از مدح کشمیر کشمیری نمیشود . چون ملا و حیدر ذهنی (۱) هر دو مداح خانخانان بودند ، بگمان
میرسد که هر دو یکی باشند . اما بسبب اختلاف مذهب که از اقوال ملا حیدر ذهنی تشیع و از ملا ذهنی
نسن استفاد میگردد یقین مغایرت میشود . (۱۵۰-الف)

۸۱ = میرزا محمد علی رایج

میرزا محمد علی رایج . نقد سخشن در دارالضرب سخن رایج الوقت
و کامل العیار است . از سیالکوت در اردوی کیمهان پوی رفته . با فتادن شکر
بوره معنی شناسی و شیرین لبان مصرع روشن قیاسی ، سر و کله میزند :
سهل مشمر ، بلبل بی قدر و مقدار مرا شور کونین است در آغوش متعار مرا

از سیه کاری ، اثر نگذاشت در من ، اشک درد

شسته اند ، اطفال چون مشقی ، شب نار مرا

فقیر حقیر هم در تبعش بی بی فکر کرده :

بدرگر دیده است ماه نو ، در اندک فرصتی
بسکه ورزیده است، مهر ، ماه رخسار مرا.

سفینه خوشگو : میر محمد علی رایج - قدیم از سادات ترشیز است ، از مدتی در سیالکوت ولایت پنجاب است . خیلی قلندر وضع و آزاد مشرب واقع شده . از بعضی مردم شنیده شد که : او شاگرد غائبانه میرزا بیدل صاحب است . و برخی گویند : شاگردی میر محمد زمان راسخ کرده . بهمه حال مشق سخن بکمال رسانید . الله یار نام از یاران او با فقیر آشنا بود نقل میکرد که : بسیار بی تکلف و شگفته پیشانی است . مقید هیچ چیزی نیست . و روزی زنی بد هشت بطریق مباحثت با و گفت که : میر اگر رجولیت داری پیش بیا ! فرمود : ای خاتون ! مرد بودم اکنون از نگاه گرم تو سرد شدم ! فقیر خوشگوه روزی که سیر کنان بهدار السلطنت لاهور رسیده ، همان روز در هزار و صد و پنجاه (۱۱۵۰) واقف هانله میر محمد علی رائج رونداد ، بر جنازه اش حاضر شدم و خلیل افسوس میخوردم ، بنا بر اینکه از شرف ملازمت ایشان محروم ماندم . و همدران وقت سیر دیوان ایشان کردم و خلیل حظ برداشتم . و در شاهجهان آباد دیوان او را رای اندر رام مخلص از سیالکوت طلبداشتند . خان صاحب آرزو میفرمود که : من بمطالعه آن بسیار محظوظ شدم ، خلیل صاحب مذاق و تلاش و بفارسی آشنا بنظر آمد ، بتازگی و بنازکی می گوید . از نتایج طبع فیاض اوست :

که بدل آبله ها بیضه بلبل شده است
نصیر من از صفحه نهد رو به بیابان
ز آتش غم سینه دوکان کبابی کرده ام
عندلیب ! آب شو ، از شرم غزلخوانی ها
منکه صید نگه لطف ، و تغافل باقیست
صید کرم ترک سخن نشو خویشم
هنچو طفلان ، که با فسانه ، بهم می آیند
جست سگ سوم ، چومشت استخوانی گشته ام
این کیسه ، آستین ید الله کرده اند
که زنده از دم شمشیر کرده اند مرا
ز انتظار دیده قربانیان آغوشها
سرمه صبح است پنهان ، در غبار شام من
خالی از خود چو حباب ، آمده پیران ما
زخود بیرون شد نها در کفم شمشیر هریان بود

ارچه ، گل سینه من محشر غافل شده است
دیوانه باین شور جنون کو به بیابان
ناله سیخ و هر طرف لخت جگر بریان بود
به غلط هم نشیدی زلب گل ، تحسین
آه از طرف چه اندازی نازش ، کان شوخ
گفتم : به تغافل بتوازم ! نگهی کرد
اشکم از هر مژه جوشد چو کشم ناله درد
در ریاضت نفس برکین پیشتر بتدد کمر
خال ز خویش گشته ، پر از نقد وحداست
بنای هستی من ، بر جفای خویان ، است
ای حریفان را براهت رفته از سر هوشها
در سیه کاری ، صفا دارد ، دل خود کام من
جز هوای نبود این همه ما و من ما
ببجنگ ما و من ، روزی ، که از وحدت کمر بستم

ترک من، چون گشت در طفل، به شمشیر آشنا
 زنده مژگان چو برهم یک نیستان تیر میریزد
 بگلزرد آب، چو صیبا ز نمد، آئینه را
 در تنم پنهان چو تپ سرگرمی، احباب ماند
 آه عید آمد پس از عمری و در باران گذشت
 هر طفل سرشکم به غمت پیر شد آخر
 رائج بگناه از تو چه تقصیر شد آخر
 (۲۱۶-۲۱۷)

در دبستان، اول از شوخی، بر استاد آزمود
 زچین ابروی او، جوهر شمشیر میریزد
 هر کجا، حرف ز کیفیت چشم تو، رود
 دوری هم صحبتان آخر مرا بیمار کرد
 روز وصل از شکوه هجر تو ام گریان گذشت
 از گریه، سفیدم مژه چون شیر، شد آخر
 عمریست که رحمت بکنارت نکشیده است

مجمع النفائس: میر محمد حل رائج از سادات نجیب است. کسب علم و فضل و شرف در خدمت والد بزرگوار، که میر دوست محمد نام داشت و صنایع تخلص میکرد، نموده. با میرزا عبدالقادر بیدل و شاه ناصر حل و فقیر الله آفرین و دیگر شمرای عصر هم طرح بوده. عمری دراز یافته گاهی خالی ز شور و جذبه شوق نبوده. در قصبه سیالکوت من اعمال لاهور چند دهنه چاه داشت که نسبت باب بار یک قنات ساخته متروکلانه بر می کرد و هر چه ازان حاصل می شد یا صادر داشت یکجا می خورد. دیوان کلانی دارد، آنچه بنظر فقیر آرزو در آمده، قریب هفت هزار بیت خواهد بود. بسیار بدقت حرف میزند و چنین تلاش معنی تازه دارد. و از دیوان او دریافت میشود که مثل آن، هم طرحان را کم اتفاق افتاده. پانزده شانزده سال است که بر حمت ایزد پیوسته. اکثر زمین غزلهاش طرخی خود است و در بحر غیر مشهور. که میرزا بیدل گفته. اکثر غزلها گفته و خوب گفته و داد تلاش داده. این ابیات از انتخاب اشعار اوست:

هم چو دستار، که گردد ز سرمست، جدا
 نور دل پنبه ز داغ جگر افکنند مرا
 نامه رازم و در چشم کسی قدم نیست
 گوی از سبو، بزه نامه بر، افکنند مرا
 اشک ریزد، چو مژه بر سر موم، از درد
 گوی، از دیده نمناک، سرشتند مرا
 مگو ز بی سرو پایان سرشته اند مرا
 کتاب رازم و ناخوان نوشته اند مرا
 فقیر آرزو مصرع اول را چنین بهتر می دهد:

مگو که بی سرو بی سرشته اند مرا

داغها، بهر سرافت زدلم، جست برون
 کرد طلوس هوای تو چراغانی را
 گردد از خط سیه بیگانه نیرنگ بتان
 نیست شبها اعتبار جلوه طلوس را
 شرم هم، از لاف دولت نیست مانع، سفله را
 بیشتر، گردد صدا از م بلند، این کوس را
 به مدعی و کجا دعوی سخن، رایج!
 زمین شمر، بارث از پدر، رسید مرا
 ضعف تن، از بسکه در غمخانه ام، تاثیر کرد
 از فتادن سایه با خود برد دیوار مرا
 ز فکر شمر نینم بعد مرگ هم فارغ
 که در زمین غزل خاک کرده اند مرا

چه قدر برتن ما ، کسوت فقر، آمده تراست
گشت ، از روز ازل قسمت ما ، باده کشی
نظاره بر نگردد ازان چهره ، سوی چشم
گرفتم پیش آن شوخ اعتباری کرده ام پیدا
دلیل گم شدگان ره طلب ، عجز است
نماید زلف مشکین وگر از دلنوار پها
نامه شوق ترا در خواب اگر انشا کنیم
حیرت از شش جهت آئینه بکف سویم تاخت
گردن مینا چو کج می کرد ساقی در قدح
عشق شاهست و جنون دستورش
در سوختن خورش من از عشق شکوه نیست
بزیر سایه گم گشتگی سعادتهاست
ساقی ما خسرو وقتست و مستان لشکرش
علاج چیست بجرمم اگر کنی مختار
عمری ، می نظاره ز حسن تو ، خورده ایم
در جهان هست و پلندی کو که عشق آباد نیست
از گرفتن بسکه دم خورده است مرغ همت
بر سراز بیخودتش مرغ و غزالان چه و راست
آن شود در بحر گرداب این بصیرا گرد باد
حمایت پرور چرخ از جفاش بیش می لرزد
آب گردد شکر از شرم ، کلامی که تراست
از تست دل مکن ریخته (؟) جگرم اینقدر
جلوه شوخت بصیرای که حیرت کرده ام
عالمی را بسمل غم کرد این رسوای شهر
اشک در دم قطرها رانج زند هر سو بدل
سالک ، که غیر دوست درین ره ، تمام سوخت
بهرون نتوان آمدن از فکر خود آسان
شکار انداز وحدت دام خال بر نمی چیند

قفس گردد ، گریبان چون شود صد چاک ، عاشق را

رها ، در الفت از قید جنون ، یعنی که نتوان شد

خدا را ای خود آرا می توان کرد
 خود بخود آئینه از آینه دان رم می کند
 از خجالت تو گریه بی اختیار شد
 طولی زنگار از آئینه ها گویا نشد
 جدا ز روی تو آئینه تار گردد و نازد
 تیغ چون ماهی، درون دست قاتل، می تپد
 دست دعا، فقیر نمی کرد، اگر بلند
 کیش هفتاد و دو ملت تپسی از تیرم شد
 هر سرشکم که چکد چشم تر ایجاد کند
 نمکی بر رخ داغ جگری ریخته اند
 کز نزاکت برخش جای نگه خال شود
 چند کس بی سپر فوج مه رسال شود
 راه معشوق بی بازار افتاد
 بر رخ خصم اگر شمشیر می باید کشید
 کز گوشها هنوز نوا کم نمی شود
 بهر یار آنچه نداری بطلب باید کرد
 بود هر جا که گردن بی رگ گردن نمی باشد
 بسکه دل در فقر کسب روشنائی می کند

نگاهی جانب ما می توان کرد
 در هوای جلوه اش هر دم چو تیغ خوش غلاف
 در جلوه آمدی و عرق، بر رخ بتان
 با سیه کاران چه فیض از صحبت روشن دلان
 چو کودکی، که بطفیان درد چشم، خروشد
 در شهادتگاه عشق از بیم خون گرم من
 قصر غرور دولت منم، ستون نداشت
 ناوک بر هدف معنی تحقیق نه خورد
 بسکه دردم ز تو درد دگر انجام کند
 هر سفید و سیاهی را که بر انگیخته اند
 جرات دست هوس بر کمی اوست
 خوشتر از کنج لحد نیست سلامت گاهی
 شد نماشای وحدت کثرت
 آب می گردم ز شرم کین و موجی می زلم
 یارب! چه ساز مطرب بزم ازل، نواخت
 بی زیرباست نثار قدم او رانیج
 بمالم هیچ کس خالی ز ما و من نمی باشد
 خرقه صد پاره من خانه آئینه است

اگر اینست آشوب خسرام فتنه انگیزت
 خروشان، دور گیتی از تو، چون خلخال خواهد شد
 تو غائب از نظر من حاضر آه از سخت جا نیها
 رخ خسود بی تسوا آئینه و آیم خجسل دارد

فقیر آرزو مصرعه دوم را چنین بهتر می داند :

ز روی خویش آئینه و آیم خجسل دارد

لب پیمانه، بی او هر که بال لب، متصل دارد
 آه که سر رشته بچنگ نیامد
 کوچه باغ طرب، آخر عسی هم دارد
 میخورد لعل لبش از سرخی خود پان هنوز
 برخت دیده کشودن ستست آه میرس

ز تیغ غم بود زخم نمایان بر رخ غیرت
 عبر تلف شد بحرف سببه و زفار
 بیخطر نیست سیه مست شگفتن از غم
 حسن، تعلیم رعونت داده است، آن شوخ را
 مژه ام بخیه زخمیست که از هم گسلد

در آتشی که ناداری عبث سپند مباش
 که پیر گشته اکنون به حرص بند مباش
 شد آنکه بهر تو الکن کلیم کردند شل؟
 گل گل شگفت خار به پیرا هن آتش
 پختگیها گرهوس داری سفر شرطست شرط
 ناپکی این دو قدم راه کهن آه غلط
 اشک گرم آمد به شبگیر فنا رفتار شمع
 چتر طازست دود شمع و طازست شمع
 ناله بلبل شوریده شنیدیم به باغ
 من آئینه دارم بود آئینه من وقف
 چقدر گشته رسا نام خدا طاقت دل
 دارد بگلستان رعنت نشو و نما دام
 شکار، جرگه مزگان چشم او، گشتم
 از بی چشم قری می گریم
 دیده ام هر جادری رانج سجودی کرده ام
 بر تار نکه زد مژه مضراب بچشم
 گردن راست پی تیغ کجبت ساخته ام
 گم شدن راه نمائست که من می دانم
 ز آبله چه گهرها بتار جاده کشیدم
 سینه بودی کاش در عشقت سراپا بیکرم
 میکند شوخی مهتاب کفن در نظرم
 چون شیر ز آتش من ازین آب گریم
 من هم از حیرت بچشم این ربه گاهی داشتم
 از آتش دل آب شدم دود نگردم
 قالب از بسکه تپی کرد شد ابرو چشم
 در خامشی از جوش هوس دل کند آرام
 در حرص تماشای تو از جوش نگاهم
 منم و مستد از صورت دیباست بهم
 عشق می فرمایم بی کفر و ایمان زیستن
 نهان در مشت خاکم دام دارد صید بند من

بدرد ساخته ای بوالهوس چه بیتابی است
 قد خمت ، دهد از ناخن بریده خیر
 بطور قرب توان برد ره بخاموشی
 آزاد شود خورمی خاطر بر داغ
 میوه از بهر رسیدن می رود یک ساله را
 جلوه کو که ز کونین برد بیر و نم
 اهل سوز، این ره کنند از پای سمی دیده، طی
 شب در آن محفل که نیرنگ تو گردد جلوه گر
 بیتو گر بوی گل آمد همه مارا بدماغ
 بگزار بخوبان دگر هم دل صافم
 پنجه در پنجه آفت کند و می خندد
 چون مرغ دل از زلف دراز تو کنترم
 بفرج غمزه آن شوخ روبرو گشتم
 گریه ام در طلب درد دل است
 بندگی کشم، تمیز کعبه و دیرم، کجاست
 در پرده دل آهنگ تماشای تو دارد
 نه غرور است که سر پیش تو افراخته ام
 در چنین ره که جنون مرحله آن باشد
 ز بسکه رعنت بدشت جنون پیاده کشیدم
 محو ذوق کاو کاو ناخن غم گشته ام
 در شب تیره کنج لحد از مستی عشق
 صد بادیه از بیم می ناب گریم
 پشت ای آئینه پیش روی او بر من مکن
 رفتم بگزار غم و آهی نه کشیدم
 تا در آغوش کشد جلوه دلچسب ترا
 تشویش مکن خانه در بسته نمارد
 چشم همه گردیده چو بادام مشک
 نیست از بسکه بتعظیم گدایش حرکت
 کوکل رعنا چو طفلان زیب دستارم مباش
 بمن هرکس که آمیزش کند گردد گرفتارش

شد تنم خسته آن نرگس خود کام اکنون
 هم چو آبی که رخ سبزه بپوشد از خویش
 دهن بی مزه شد در نظرم جا اکنون
 آفتد از شوق تو آئینه ز زنگار بیرون
 تو که مرغ گلشن وحدتی ، زمکان مگو و مکین مجو
 وگر آشیان بودت هوس بنشین و بال بهم مزن

جوابش سجده آمدکس رکوعی کرد گرپشت
 توان کردن تمام از راستیها کارکج طبعان
 قدی را کز تواضع گشت خم معراب طاعت کن
 کشد شمشیر تا دشمن تو سبقت کن سناش زن
 همجو سیماب بود پرتو مهتاب درو
 چندین بچهره دیدن عاشق ز جا مرو
 آئینه خانه شد به تنش از صفا زره
 چون نبوسم کف پایت که بدست آمده
 تو درین انجمن از بهر شکست آمده
 بر شهیدان تو خواهم شد بنحشر داد خواه
 نخستم وسعت مشرب ده آنگه هر چه خواهی ده
 کرد نیل عارضش چون سیل استاد هی
 دام هی کنج قفس هی گرمی صیاد هی
 آخر چو لقمه در دهن گور می روی
 کند دور قلع را شوخیش چشم سخن گوی
 رایج مذکوره غزل مرزا صایب را مخمس کرده . یک بیت ازان بسیار تشنه کرده و خوب

بست و آن اینست :

هرگز آئینه ز زنگار نیاید بیرون
 چشمه از دامن کبهار نیاید بیرون
 صبح ز آغوش شب قار نیاید بیرون
 از صدف گوهر شهوار نیاید بیرون

بصفائی تو که از خانه بدر می آئی (ص ۱۲۰-۱۲۲)

صفینه هندی : میر محمد علی رائج تخلص . از سادات نجیب سیالکوت من مضافات
 لاهور است . اکتساب علوم از خدمت والد بزرگوار خود میر دوست محمد صانع تخلص کرده .
 با شاه ناصر عل و میرزا بیدل و شاه فقیرالله آفرین و دیگر شعرائی آن عصر همطرح بوده .
 در وطن خود چند دبه مدد معاش داشت و بآن اوقات بسر میرید . در پیرانه سال رحلت نمود .
 رفت رایج ز عالم فانی (۱)



تاریخ وفاتش یافته اند . دیوانی ضخیم از او مانده و این ابیات از آنست :

(دارائی دو شعر است که خان آرزو آورده . ص ۹۴)

شمع انجمن: رائج میر محمد علی سیالکوٹی . نقود انکار بیمن التفات او رائج و بحور اشعار بنسیم توجه او مانع . مردی آزاد مشرب و خوش خلق و خوش صحبت بود . با میرزا بیدل و شاه آفرین همطرح بود و در وطن خود دامن عزلت و قناعت گرفته قلندرانه بسر میبرد و هنگامه سخنوری گرم داشت . قریب صد سال بزیست و در ۱۱۵۰ هجری بجوار رحمت الهی پیوست . بسیار شوخ طبع خوش معاورد و انجمن افروز بود ، و در شعر خواندن طرز عجیبی داشت .
عطر زلف سخن چنین میافشانند :

شد فزون در آخر حسن تو بی آرامیم
کرد خط بر آتش رویت کباب شامیم
ز طرز آن نگاهم طاقت آخر نا توانی شد
را چشم سیاه یار انسون جوانی شد
چه سان آموخت بیرحمانه بر فتراک سربستن
ز طفلی آن شکار افکن نمیدانم کمر بستن
اگر با حق نیازی هست حاجت نیست تمییری
سنون و سقف درویشان همین ذکر و دعا باشد
(ص ۱۴۰)

۸۲ - عنایت الله راجی

عنایت الله راجی مرد منصبداری است . در فنون ماهر است :

در بهار نوجوانی با خزان پیوسته ام

چون گل رعناست پیدا ، رنگ سرخ و زرد ما

نوشته شده . خان آرزو گوید که : پانزده و شانزده سال است که بحق پیوسته . خان تذکره را در سال ۱۱۶۳ هجری به اختتام رسانیده است ، گویا سال وفاتش از این حساب ۱۱۴۸ یا ۱۱۴۹ هجری باشد . سال وفاتش سفینه خورشکو و شمع انجمن درست دارد .

۸۳ = فصاحت خان راضی

بیت نخستین دیوان نکته طرازی . فصاحت خان راضی . اشعار فصیحش
 قادری قدرتیان سخن را سرمشق سخن سازی و سبحان دستگهان معنی را دست
 آویز معنی طرازی :

چه شوخیها ست با مژگان او از سرمه پنداری
 بود چون شاخ آهو ریشه اش در گرد و حشمتها
 هلاک عشوه ات ، گویند ناصح شد ، بود یارب
 چو بیماری چشمت این خبر مقرون صحتها
 نه تنها ، شهر گردان ساخت مه را : مهر رخسارت
 گذشت از قامت بر عالم بالا ، قیامتها
 ز بس تمکین بروزی میکشد انداز هر نازی
 شبی چون غنچه لعلش خنده میسازد تبسم را
 در خور افکار ما شعری نمی یابی چه سود
 گر کنی اوراق را غربال چون کرم کتاب
 دعوی ، الهام غیب از سبحة داران ، باطل است
 کی ، صدی در پیش شه ، باشد سزاوار خطاب
 راز ما ، فواره سان از راستی : مستور نیست
 بر زبان ماست جاری آنچه ما را در دل است
 شهر و ده را ، کرده از اخذ و جر ، زیر و زبر
 آنچه میدانی ز علم نصب عامل عامل است

دارم ، پیای دختر رز ، نذر سجده اوقات ، صرف چله بعمر دو ساله ، کرد

یا رب شیبه نرگس مست که میکشد
 نقاش کلک خویش ، ز موی پیاله ، کرد
 دست از خویش چو گلبرگ خنای باشد
 همچو بت دولت حسن تو خدائی باشد
 نرگس امسال فزون کاشت ، مگر بر مردم
 باغبان را بنظر چشم نمائی باشد
 مده طول ، این قدر در خانه سازی ، عرض من بشنو
 سرا را قصر مینامند یعنی مختصر باشد
 مگر پروانگی یا بم که بر گرد سرت گردم
 تو شمع بزم میزید ترا پروانه گل بلبل
 دود از سرم ز بسکه بر آورد فکر شعر
 باشد سواد چو ایات خانه ام [کذا]
 می پیچمش بسر اگر افتد شبی بدست
 زلف دو قای آن صنم چار شانه ام *

• همیشه بهار: احسن الله خان راضی از شاگردان مرزا عبدالغنی بیگ قبول است .
 احوالش از سخنان آبدارش پیدا است :

مریض اگر متردد بود تعجب نیست	سرود راهه موت و حیات بپاریست
عید را دیدم مکرر در جهان	قرعه نوروز خوب افتاده ایست
گر نه باهم مردن و زادن بمالم توام است	از چه رو مولود خوانی رسم روز ماتم است
میرزایان هند را دیدم	بیگمانند اصیل زاده همه
جهد بیاد خطلش آتشم ز چشم پر آب	چون نذر خضر چراغی برد کسی لب جو (خطای)

سفینه خوشگو: احسن الله خان راضی تخلص کشمیری الاصل و از برادران قاضی خان کشمیر است . در عهد محمد شاهی فصاحت خان خطاب یافته . از منصب داران رفیق صلاحیت خان سید تخلص ، میر آتش سرکار والا بوده . مشق سخن در خدمت میرزا عبدالغنی بیگ قبول درست

گروه مقبول روزگار شده . معنی یاب صاحب تلاش است

(دارای پنج شعر است که همیشه بهار دارد - صفحه ۲۵۷)

مجمع النفائس : فصاحت خان راضی ، از قاضی زادگان کشمیر جوانی خوش ذهن منمنی
گلاش بود ، و بنای شعر خود را بر طریقه استاد خود عبدالننی بیگ قبول گذاشته ، بلکه پیش
تمدی نموده ، و درین طور سرآمد گشته . با فقیر اخلاص و آشنائی داشته پیش از قترت لادرشاهی
فوت شده . از وست :

بمان چشم ، که گرید ز درد ، هر عضوی	غمی ، بهر که رسد ، می کند ملول مرا
اگر بهاتم یاران رفته نیست ، چرا	ز جادها ست الف سینه بیابان را
صبح نوروز است باید بر غدیر خم رسید	جام نگرهتن ز ساق کار ابن ملجم است
آن رخ و لب ز خال مستنی است	گل و مل را نقط نمی باید
با عنذلیب صلح کنم یا بیباغیان	ای گل ! ترا بخاطر عاطر چه می رسد
محتاج سرمه نبود مژگان حرف سازش	دارد مداد از خود چون خامه فرنگی (۱)

(شغلی ۱۲۹ ب)

مغینه هندی : فصاحت خان راضی تخلص کشمیری از قاضی زادگان آنجاست و شاگرد
میرزا عبدالننی بیگ قبول بوده . شعر بروش استاد خود میگفت . قبل از ورود نادرشاه به هندوستان
فوت شد . از وست :

(دو بیت نوشته است که مجمع النفائس دارد - ص ۸۸)

نتایج الافکار : پسندیده نکته سنجان احسن الله خان که راضی تخلص مینمود . اصلش از
کشمیر است و از عشیره قاضیخان کشمیری بوده . در عصر محمد شاه پادشاه بن خطاب فصاحت
خان متاع جمعیت و کامرانی اندوخت و در سلک منصب داران برافقت نواب صلاحیت خان متخلص
به سید (۲) انتظام داشت . در نظم پردازی هم خوش سلیقه بوده و مشق سخن پیش میرزا عبدالننی
قبول می نمود . و قبل از تهلکه نادر شاهی در عشره خامس مآه عشر بمالم بقا گرائید .
(دو بیت آورده است که مجمع النفائس دارد - ص ۲۷۷)

صبح گلشن : ریاضی ، احسن الله خان کشمیری مخاطب بفصاحت خان از منصبداران
محمد شاه پادشاه بود ، و زانوی تلمذ پیش میرزا عبدالننی قبول ته نمود . کلاش تسکین بخش
دلهای ناشکیب و اوراق رنگین دیوانش ریاضی دلغریب : (چهار بیت داند که همیشه بهار و
مجمع النفائس آورده - ص ۱۸۷)

۱- خامه فرنگی برائی Pencil بکار آورده است و دران زمان گویا در هند فرنگیها

رائج کرده بود . عالمگیر پادشاه هم به همین خامه فرنگی بعض عبارتها نوشته است .

۲- رک : تحت تخلص سید شماره ۱۲۲ -

روز روشن : راضی : احسن انه خان مخاطب بفساحت خان کشمیری از قبیله قاضی بخان کشمیر و تلمیذ میرزا عبدالغنی قبول ست . از وطن بدهل رسید و از حضور محمد شاه بادشاه بمنصب و خطاب ممتاز گردید و رفاقت نواب صلاحیت خان اختیار نمود . و در عشره خامسه از مائه ثانی عشر جاده عدم پیمود . در صبح گلشن او را ریاضی بیا ببد راء مهمله به تنیع نشتر عشق نگاشته ، شاید ناسخ از خود یا افزوده باشد :

ملاک عشوهات ، گویند ناصح شد ، بود یارب
 نه تنها ، شهرگردان ساخت مه را ، مهر رنصارت گذشت ، از قامت پر عالم بالا ، قیامتها
 (سه بیت دیگر آورده که بمجمع النفاثس دارد - من ۲۳۴)

۸۴ = رافت

دل مهر منزلس ، گنجینه جواهر و زواهر معانی باهر است . و خزینه سینه اش مملو از زرهای سرخ . الفاظ رنگین دیوانش ، بدخشانای است از لعلهای شب تاب :

مگر آن سرو لیلی جلوه در گلشن خرامان شد
 ندانم بید در گلزار از بهر که مجنون شد
 کشته ات کی رود به تشنه لبی آب تیغ تو در گلو دارد

۸۵ = میرزا رفیع رافع

میرزا رفیع رافع بزدی . بیضای طبعش ، بر روی چرخ برین فطرت بلندی ، رایت ساطع النوری افراشته . درکارگاه روشن روانی ، سنخا معنی یابی مینواخت :

زنجیر سر زلف تو ، دام ره ما شد
 میخواست مه نو ، که چو ابروی تو باشد
 این سلسله ما را بچنون راهنما شد
 آخر ز کجیهائی خود انگشت نما شد

من از آئینه کمتر نیستم : از ساده لوحیها
 اگر روداد ، صحبت بانو ، حیران میتوانم شد
 چه کوتاه است شبهای وصال دوستان ، یارب !
 خدا از عمر ما بر عمر این شبها ، بیفزاید
 اگر ز بزم تو دورم ، نیم ز بزم تو دور که ذره ، پرتو خورشید ، در نظر دارد
 ما بیدلان ، بیباغ جهان همچو : برگ گل
 پهلوی ، یکدگر همه در خون نشسته ایم
 زلف تو سبزه رازکف پارسا گرفت خال لب تو نکته ز صنع خدا گرفت
 در زیر تیغ ، هر که برویت : نظاره کرد
 زان پیشتر که کشته شود ، خو نبها گرفت *

روز روشن : رافع میرزا احمد رفیع یزدی از وطن بدمل رسید و بفرمان شاهی متعین
 کشمیر گردید و چندان بدان خطه مینوسواد دل بستگی پیدا کرد که اگر کسی براه ظرافت گفته که
 بادشاه حکم طلب تو بدمل نافذ فرموده ! ازو بد میبرد :
 (در شعر آورده که متن دارد . ص ۲۴۰)

۸۶ - ملا محمد رفیع رافع

ملا محمد رفیع رافع کشمیری . جوان سخن دانی است . فکرهای خوب
 دارد و در هند دل بند . بجهت استحصال وجه معیشت رفته با امرای آنجا
 مصاحبت میورزد :

همه جا ، جا بسر خلق ، چو افسر دارد
 هر که چون غنچه گل ، کیسه پر زر دارد
 ساغر باده بخورشید بیادم بگراشت
 تاک مستغنیم از طارم انخضر دارد

۸۷ = میرزا صدرالدین محمد راقم

میرزا صدرالدین محمد راقم . صدر الصدور شاهنشاه کشور سخن
است . رقمش ، روشن قلمان مرقوم هنروری را ، سرمشق روشن سوادى :

یک چهره نا امید ز رنگ شکسته نیست
بر روی 'هیچکس' ، در این باغ ، بسته نیست
عادت ، بجمع بودن احباب ، کرده ایم
ما بو نمی کنیم ، گلی را که ، دسته نیست
دایم که بی قرار بود اضطراب من
چون نبض بی قراری من جسته جسته نیست
نگویم ، از فلک بخت زمرد فام ، میخواهم
نگین واری ازین فیروزه بهر نام میخواهم

۸۸ = راگو پندت راگو

راگو پندت راگو نخلص . هندوی 'پخته کاری گزشته . شعرش خالی
از ادای' نیست :

رفت از خود ، عکس چشم خویش ، تا در جام دید
مست ناز من ، هلاک چشم بیمار خود ، است
تفهیمی رموز معنی شرح اشارتش
تو انداز نگه دزدیده دیدنها ، چه می دانی

۸۹ = راهب

راهب هندوی' سخن طرازی بود . صاحب دیوان است :

بی دماغم ، نشاء سر شار ، میخواهد دم
 یک نگامی ، از دو چشم یار ، میخواهد دلم
 پیش ازین ، نتوان ز حال آشنا ، بیگانه بود
 التفات کم کنی ، بسیار میخواهد دلم*:

• روز روشن : رامب از بندت زادمای کشمیر بود و در فن ادب دستگیری کافی حاصل نمود .
 (یک بیت دارد ص ۲۳۸)

۹۰ = ربط قلندر

ربط قلندر . رابطه اش با سخن ، زانسان که روح را باتن . اواخر عمر
 در کشمیر فردوس تنویر ، تا دم باز پسین ، بعیش گزرانید و داد سخنوری داد :

ز فتهای نگاه او ، ز دلهای کباب ما
 مهیا می پرستان را ، شراب امشب ، کباب امشب
 کشاید ، گر نقاب از رخ ز رویش ، نور برخیزد
 اگر خندان شود چون گل ، ز عالم شور برخیزد
 آمد بهار خرمی ، طرح دبستان در بغل
 هر غنچه طفل تازه جزو گلستان در بغل
 صدای ناله گشتم بی تو ، گل گشتم ، حنا گشتم
 بگوش و دست و پایت هر چه گشتم آشنا گشتم

عکس رخس بدیده تر جا گرفته است گر شعله را بآب ندیدی ، بیا بین
 دل پاره پاره از ستم ماه پاره هر پاره جداست بهشت نظاره
 از یک نگه تسلی عاشق نمی شود عمر دوباره است نگاه دوباره
 این رباعی در تعریف حلقه بینی معشوق گفته :

بر بینی سیمین تو، ای صنع اله درها چه فگندند بانداز نگاه
یا قطره شبم است بر عارض گل یا خوشه پروین شده نزدیک بماه

۹۱ - ملا ربیعا

سر آمد شعرای غراملا ربیعا . دیوانش چار باغی است پر از لاله‌های نعمان .
ایات رنگین و لبالب از گل‌های شاهی . اشعار رشک فرمای گل‌های خورشید :

بسر بردم چو عقد کا کلت ، هنگامه خود را

عبیر آباد ، همچون شانه کردم ، نامه خود را

با میدی ، که شاید خوش نگامان ، در نظر آرند

بیال موج ، گرد سرمه بستم ، نامه خود را

ربیعا ! ناز او چندان کشیدم که هر مو بر تن من نازبو شد

۹۲ - محمد خلیل رجا

محمد خلیل رجا . یک بیت او بخاطر بود ایراد یافت :

نه پخت نان ، ز نور فلک ، که شام رسید

کباب شامی ما اشتهای سوخته است

۹۳ - مرزا حسین بیگ رسا

مرزا حسین بیگ رسا . مرد شاعری اکثر با شعرای پای تخت سلاطین

اورنگ نشین صحبت ها داشته . شعرش پخته و خوب است :

۹۴ - محمد نعیم رسا

محمد نعیم رسا تخلص . ذهن رسا و عالی ذکا بود . بر لب فواره

طبعش ، زلال تسنیم معانی - که صفا بخش آب سلسبیل است - بی تامل جاری بود . هر معنیش در رقم چون چشمه' حیوان در ظلمات متواری ، و مانند دهان عیسوی دمان ، در سیاهی' خط مستوی :

آتش مجنون زلیلی در دل صحرا فتاد
 عشق را رسوا کند حسنی که بی پروا فتاد
 بید مجنون سر پپای قامت رعنا' کیست
 طشت سرو ناز در دور تو از بالا فتاد
 گرد باد وادی' افتادگیهای' خود ، است
 هرکرا ، در سر هوای عالم بالا ، فتاد
 ما ، رسادر بزم دنیا کم زکس ، نگزشته ایم
 عقد ها ، در کار آتش از سپند ما ، فتاد
 صورت شیرین ، در آید بیتو ، گر در دیده ام
 چون ، رگ خارا نمی جنبد زجا ، نظاره ام

۹۵ = میر کمال الدین رسوا

میر کمال الدین رسوا تخلص . صاحب کمال و جامع فنون بوده .
 در نژ نویسی هندست نصیر طوسی است . هر رقم شکسته اش - گرمی' بازار
 سنبل نژادان شاهدان چین - بآب تشویر سرد گردانیده :

با عاشقان ، سلوک رقیبانه ، میکنی خود را ، مگر بآتنه دیدی! چه شد ترا!

که دارد؟ این چنین بیرحم جانانی ، که من دارم

زکشتن ، نا پشیمان ترک ، برجانی که من دارم

چو بوی گل، عنان وعده در دست صبا، دارد
وفا بیگانه شوخی سست پیمانی، که من دارم

۹۶ = ملا عبد الرشید

ملا عبدالرشید مرد صاحب کمالی گزشته است :

خیال ، خال او در دیده ، دارم
ز مردم پرس ، اگر باور نداری !

۹۷ = میرزا رشید

میرزا رشید کشمیری . دیوان نواب فاضل خان ناظم صوبه کشمیر بوده .
شعرش پخته و صاف است . همعصر والد مبرور بود ، دو بیت که بمدح
ایشان گفته ایراد می یابد :

در شهر سخن ، سالم خوش گوی ، رسیده است

دیدیم رشید ! از شعرا تازه تری چند

آن حاجی نیکو روش کعبه معنی آرد ز پذیرائی حج خوش خبری چند
ایضاً منه .

زیاد زلف تو ، شد داغهای دل ، روشن

که پیش در شب تار است نور کویکها

زیر و زبر ، ز دست تو شد ، مصحف دلم

نبود بلی سواد ادب خورد سال را

کوهکن بابخت در جنگ است و خسرو کامیاب

باغبان گل چید و بلبل گشت دامنگیر ما

ای بیوفا ! بیا و ز عشاق ، جان طلب

چیزی که ، آرزوی تو باشد ، همان طلب

بسکه دل ، درکاو کاو عشق ، شهرت کرده است
 آبروی کوهکن از تیشه گل کرد و ریخت
 خم و لب و دل و صمپا شکست و بست و کشاد
 ز چشم مست تو ، اینها شکست و بست و کشاد
 نباشد ناله را ره در دل سنگین معشوفان
 بلی فرهاد از کپسار آخر باز میگردد
 از خط ریحان ، مرتب میکند انشا ، بهار
 مهره ، از شبم کشد بر صفحه گلها ، بهار
 درین بستان ز یاران بوی یکرنگی نمی بینم
 چو داغ لاله ، جام باده از خون جگر ، نوشم
 بدل ، از یاد رویش ، آفتاب ساکنی دارم
 بجام ، از گردش چشمش ، شراب ساکنی دارم
 درین محفل ، بحال خویشتن چون شمع ، گریانم
 بود گر بر لب من ، خنده سوز و گداز است این

زنجیر پای عشق کجا میشود جنون زین موج ایمن است چو دریا شود کسی

۹۸ = رضا

رضا . تمام عمر گردنش زیر بار رضا و تسلیم خم بوده : شعرش با ابیات
 رازی ۱ دم مساوات میزند :

دست رنگین را ، مکن ای گلبدن ! در آستین
 کی شود ، پنهان بدینسان خون من ، در آستین

آستین از خنده اش همیان پر گوهر شود
میکند تا از حیا خندان دهن در آستین*

* کلمات الشعرا : محمد رضا کشمیری خوش فکر می نماید :

محبت را پس از قطع محبت لذتی باشد که شاخ نخل پیوندی به از اول نثر گیرد (ص ۳۰۲)
همیشه بهار : محمد رضا کشمیری فکر رسا داشت و اکثر معانیهای تازه مییافت . (خطی)
تذکره حسینی : محمد رضا موسس اساس خوش تقریری محمد رضای کشمیری شاعر
خوشگوست . (۱۳۵)

روز روشن : رضا کشمیری : ناظم شیرین گفتار بود . (ص ۲۴۶)
تذکره شعرا متقدمین : محمد رضا کشمیری خوش فکر بود . (خطی ۲۱)

۹۹ = نواب ابراهیم خان رفعت

نواب ابراهیم خان رفعت نخلص . اکثر بنظامت صوبه کشمیر
بهشت نظیر ممتاز می بود . مردم در عهدش در مهد آسائش و جامه خواب
آرامش دراز کشیده ، مست خواب استراحت بودند . خود نیز بسیر و شکار
داد عیش میداد :

پس از رفتن بیاد خط مشکین نگار من
ز شوقش ، سنبل تر روید از خاک مزار من
بآب دیده خود ، سبز کردم دانه خالش
همی بس ، در میان عشقبازان ، افتخار من
دهانش غنچه ، رویش گل ، بنفشه خط و دور لب
سراپا گل تماشاکن ، بیا ساقی ! بهار من

۱- همیشه بهار و تذکره حسینی و روز روشن و تذکره شعرا متقدمین دارد . این شعر نعت
ابکم نیز ثبت است . رک : ابکم شماره (۸)

صیخ صادق ، مرهم کافور دارد ، در بغل
گر ، علاج رخنه دل میکنی ، هشیار شو*

• تاریخ محمدی : ابراهیم خان مخاطب بعلی مردان خان بن علی مردان خان امیرالامرا زبک ، از اعظم امرای شاهجهانی و عالمگیری و شاه عالمی در اواخر صفریا اوائل ربیع الاول (۱۱۲۲هـ) در صوبه داری کشمیر فوت شد . او داماد مرزا یحیی بن سیف خان قزوینی بود (ص ۲۷) تاریخ اعظمی : (واقعات کشمیر) : در هزار و هفتاد و یک بحکومت کشمیر مقرر گردید . و مدت یکسال حکومت کرد (۱۶۳) از تغیر او اسلام خان مقرر گردید (۱۶۴) کرة ثانیه از تغیر قوام الدین خان در اوائل سال هزار و هشتاد و نه بصوبیداری تقرر یافت (۱۷۴) و در سال هزار و نود و پنج حفظ الله خان آمد (ص ۱۷۶) بعد از استمنا فاضلخان (که سه سال و شش ماه بسر برد ۱۱۰۹-۱۱۱۲هـ) کرة ثالثاً بنظامت کشمیر سر افزای یافت (۱۹۳) . مشهور است که در اثنای راه فاضلخان میرفت و ابراهیم خان میآمد . سر راه همدیگر را دیدند و ساعتی نشستند . خواجه علی اکبر وقائع نگار حاضر بود ، این بیت خواند :

عید رمضان آمد و ماه رمضان رفت
صد شکر که این آمد و صد حیف که آن رفت

پنج سال و کثری بحکومت گزرانیده بنظامت احمد آباد از تغیر شاهزاده بیدار بخت تعیین یافت و نوازش خان رومی تعیین نظامت کشمیر گردید (ص ۹۳ = برای کرائف سیاسی ایندوره رجوع شود به واقعات کشمیر) ابراهیم خان وقتیکه ناظم کابل و پیشاور بود ، بخطاب علینردان خان مخاطب گردید و از آنجا بعد از انتقال جمفر خان مرتبه چهارم بصوبه داری کشمیر آمد . درین اثنا بقول صاحب تاریخ اعظمی : طبل عمرش دریده شد و آواز فرو نشست و رخت انتقال بعالم دیگر بر بست و بجلاش عارف خان معروف به قاضی محمد فاروق نیابت کرد تا وقتیکه نوازش خان از دربار شاهی رسید (ص ۱۱۱)

۱۰۰ = منشی محمد رفیع

منشی محمد رفیع . مرد منشی طبیعتی گزشته ، اکثر بانها پردازای ممتاز بود :

لبش قنداست و رویش گل ، اگر میداشتم جانی
علاج دل طپیدنہسا ، ازین گلغند میگردم

میخواستم که دست بزلت کنم دراز
فریاد خاست هر طرفی، مار! مار! مار!*

• تاریخ اعظمی: محمد رفیع منشی از مردم کشمیر است. در نظم و نثر طبع بلندی داشت، اما بجهت گذران معیشت همت بصنف انشا میگماشت، و باین تقریب تن بملازمت حکام میداد. این رباعی ازوست:

در سایه خویش جانی آواره دهید در چاره کار دل به بیچاره دهید
هر چند که کفاره ندارد نیکی نیکی به بدان کنید و کفاره دهید
وقتیکه تسل شاعر مجبور مردم کشمیر بطرز بحر طویل کرد و سر دیوان سیف خان فاضل (۱) خواند،
خواجہ عنایت الله جن (۲) که در آن وقت ریاست کشمیر داشت، بفریت آمده اشاره جواب
بمحمد رفیع منشی کرد. آن صاحب قدرت و استطاعت در یکساعت جواب بهمان اسلوب موزون
کرده، روز دیگر در مجلس سیف خان خواند، و تسل را ملزم ساخته از مجلس چه که از شهر
راند. چون خالی از لطافتی نبوده است، از تحریر اشعارش بر داشته، بنگارش آن بحر طویل
اکتفا نمود.

- ۱- لعنة الله بران تسل کم اصل تبه کار گنہگار، که خود را بزبان دوسه لک آدم موزون
سخندان سخن سنج همه آرامه از فضل و هنر داد، که گمر پا بفشارند، بفریاد بیارند جهان را.
- ۲- لیک حیف است، که اوقات چنین مردم پاکیزه و دانای نکورای خدا قرس حق
اندیش، که جز ذکر خدا فکر ندارند، شود صرف، و بسازند تر از خون سگی تیغ زبان را.
- ۳- آنچه او، در حق این طائفه پاک، ز نادانی و بدبختی خود گفت، همه تهمت و بہتان
و همه کذب پریشان، که جزایش رسد از ایزد متعال درین سال، بتمجیل نه تاخیر که فرصت
نبرد خوب باین بی ادب و غیره سر و احمق و نادان.

- ۱- میرزا فقیر الله سیف خان پسر تربیت خان برلاس (متوفی ۱۰۵۲ھ) در هزار و هفتاد و
شش (۱۰۴۶ھ) بنظامت کشمیر مقرر گردید، سه سال حکمرانی نمود. مردی مہیب و ضابط
و نساق بود. بعد از تفریش در سال یکہزار و هفتاد و ہشت (۱۰۴۸ھ) مبارز خان آمد
(واقعات کشمیر ص ۱۶۴) سیف خان بار دوم از تفریح مبارز خان وارد کشمیر شد و دو سال
ماند و در سال هزار و ہشتاد و سه (۱۰۸۳ھ) افتخار خان آمد (واقعات کشمیر ص ۱۶۶)
سیف خان در سال (۱۰۹۵ھ) فوت شد (رک: مائرا ص ۲: ۲۸۴)
- ۲- عنایت الله خان کشمیری از امرای عالمگیری بوده و در سال ۱۱۳۸ھ فوت شد
(محمدی ۶۱) سه بار صوبہداری کشمیر یافت (دکتر صوفی ص ۲۹۰)

- ۴- تا جزایش بود، این دوسه حروف، که بر آید از زبان من آشفته و حیران، زره خشم و غضب، زانکه چه لائق، که کند تسل' قلتاق و قمرساق و گداخوی و سیه روی و بد اندیش عجب ریش، بیدگوی' ابتدای زمان عادت، و سرگین خورد و گنده، کند کام و زبان را.
- ۵- کی رسد طعن تو، بر مردم کشمیر، که داریم خبر از حال تو و وضع تو ای بی خبر از خویش، که در عهد جوانی، بمیان بغل مردم بیگانه کیلان گشتی، و صد بار بکون تو ز عشاق رسیده است، که از کشمکش کبیر نتوان بود، که دنباله کسی در عقب اوست،
- ۶- قابدانی، که پدیدار شد از طلعت نحت، اثر ریش، که پشمی نبود بیش، باین طرز ز بدکاری و بد فعل گروهی ز عقب بود، و تو در پیش خجل شو، که ز بی عصمتی خویش سبک باختی عمر گران را.
- ۷- بعد ازان، ریش تو گردید، مگر ران تو دارند ز دنباله تو فوجی مگسی چند، که عشاق تو باشند، بروز سیه خویش نشستی که الهی همه روز تو چنین باد، نه بینی ز جهان هیچ نکوی،
- ۸- رونقت گم شد، و عشاق تو بیزار نشستند و گزشتند ز عشق تو، و کس یک قدهح بوزه برایت نفرستاد، و نکردست بیک ساغر بقوم کسی یاد، گر نیک، که میداد، و کجا بود بحالت نظری باده کشان را.
- ۹- از پریشانی و عریانی و بی نامی و حیرانی و بی عزتی و خواری و خفت، که نصیب تو شد اندر وطن، افتاد هوای سفرت در سر، و بازوجه بد تسل، که صد پاچه خراباد نصیبش، شده رخصت، و چیزیکه ز املاک پدر یافته بودی، که یکی بکده پر زنگ و دو پا موزه بدرنگ بسی کهنه و بس تنگ و دو پیتاده چرکین و یکی لاشه خر پیر زبون،
- ۱۰- آنهم از تاخت، ندانم که بدست که فتادست، که دادست تصدق پدر قحبه زنت را، و برای تو مهیا شده آن مرکب و از قریه ویرانه خود آمده، با دوسه لک و نکبت و بد حالی و افلاس و گدای، بسوی هند، که آخر به ازین نیست خران را.
- ۱۱- کی گمان بود، که از گردش گیتی، تو شوی ساکن کشمیر، که در آب و هوا رشک جنانست، بیابی ز گدای دوسه ته جامه رنگین، و تنعم کنی از سفره ار باب سخا، هیچ بغاظر نرسانی که کجا رفت قروت و قم آنچه بد پاچه (کذا)، چه شد آن پاچه خر و موزه صد ساله و پیتاده صد پاره وان بکده بی قبضه، که میراث پدر یافته بودی، و بگوزید بریشش، که کتون نیست چنین نخوت و لاف تو و اظهار سخندانی بیجا،
- ۱۲- شاعری کی بتو دارند مسلم بدیاری، که بود کبیر همه مردم آنجا، ز نفسهای تو پاکیزه و از شر و سخنهاش تو موزون تر و سنجیده تر ای احق نادان نفهمیده حیوان ز خود بی

خبر و خیره سر و ابله و فلتاق، گر از راست نرنجی، زخری کمتر و از سگ بتر و گنده تر از خانه ناپاک، خود این هجو ترا کافی و عبرت دگران را .
در واقعه آتش (۱) برای آشنائی نوشته . غزل :

از سوز خاطر تو، وجودم بیچ و تاب	آنجا فناد آتش و اینجا شدم کباب
و قتیکه، شعله از در و بام تو، سرکشید	پس آگهی نداد باین دیده پر آب
سر چشمه، زیر هر مژه من، ذخیره بود	از یک نگاه، خانه آتش شدی خراب
تا این خبر رسید بگوشم، ز سوز دل	یکدم نگشت دیده من، آشنا بخواب
اما، ز سر نوشت، کسی را گریز نیست	این حرف انتخاب نموده ز صد کتاب
هر شب، که عیش تلخ نماید، سپهر دون	بر بام، کار شعله کند، نور ماهتاب
یاد ملال را ندهی ره، بصحن دل	آخر کند تلافی آتش ابو تراب

(۱۴۲ - ۱۴۳)

۱۰۱ = روح الامین

روح الامین صفاهانی . جبرئیل طبعش [بر] عرش سخن سرگرم جلوه بلند پایگی است :

وصف، خال و خط و زلف تو، بود پیشه ما
زنگ از آئینه دل میبرد اندیشه ما

غم فروشیم بدل درد حریم از سینه گشت سوداگری رنج و الم پیشه ما

۱۰۲ = نواب روح الله خان

نواب روح الله خان . از امرای نامدار عصر حضرت عالمگیر بوده .
هر شعرش را در لطافت روح مجسم میتوان گفت :

۱ - دو بار واقعه آتش در تاریخ ثبت است ، یکی در زمان قوام الدین خان و دیگر بار در دور افتخارخان بظهور آمد و به آتش کاوه دار مشهور است ، و اکثر شهر بیاد رفت و جمع مسجد نیز سوخت . افتخارخان در سال ۱۰۸۳ هـ آمد و قوام الدین خان در آخر سال ۱۰۸۶ هـ بکشیر رسید (تاریخ اعظمی ص ۱۶۶)

سلسله اولاد میر میرال یزدی الہندی

متعلق صف ۱۰۰

مر تفضی الممالک میر غیاث الدین

از اولاد شاہ نعمت اللہ و

میر خلیل اللہ یزدی

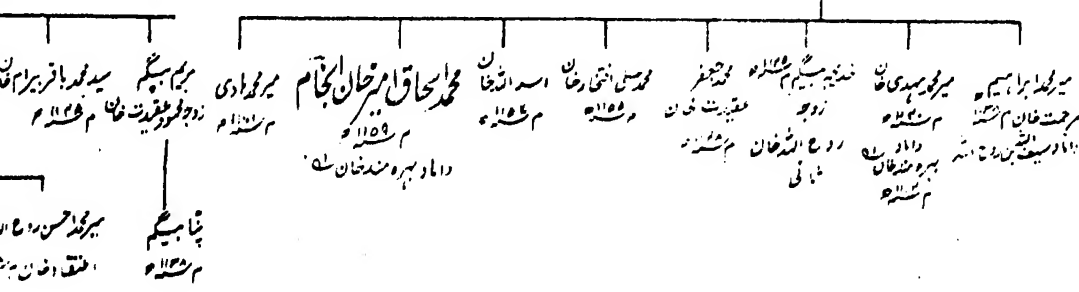
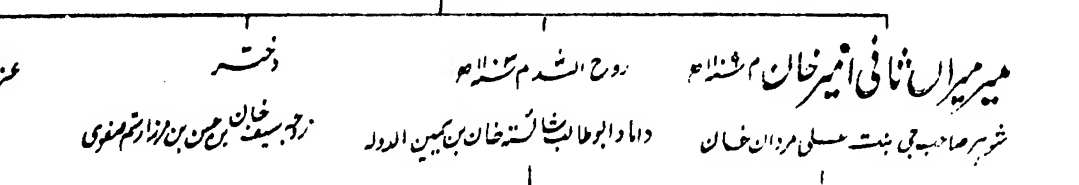
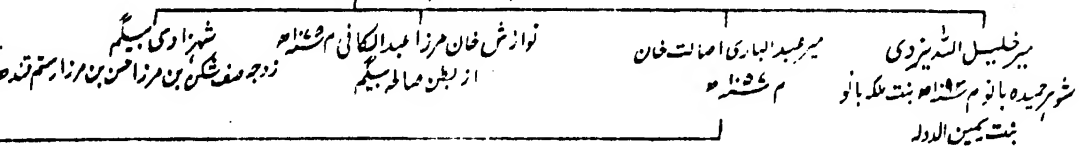
شوہر صفیہ سلطان بیگم دختر شاہ ہمدانی
در سال دوم جہانگیری ۱۶۷۶ سنہ ہجری

میر نعمت اللہ

شوہر شہر بانو بنت شاہ ہما سپ مغوی

میر میرال یزدی اول سنہ ۱۶۸۷ (بمراہ پدہند رسید)

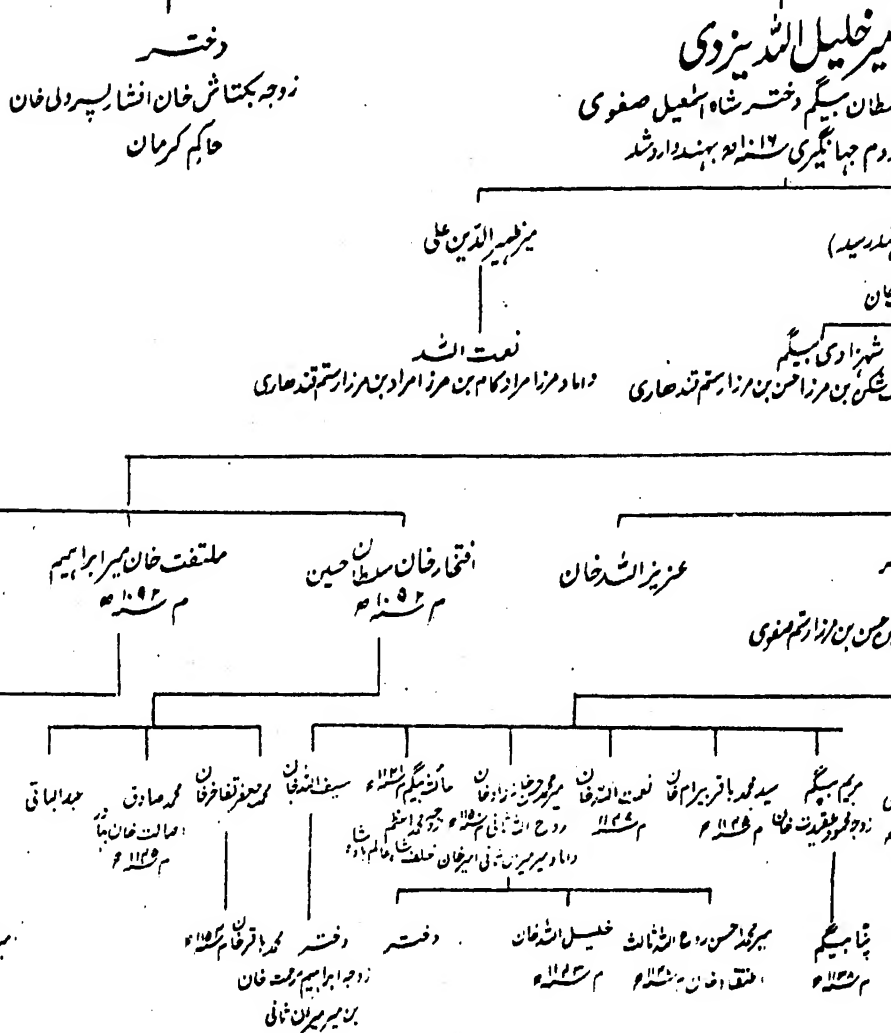
شوہر صالحہ بیگم بنت یحییٰ اللہ اول ابو الحسن کہکشان



۱۷۰۹ سنہ میرزا الدین برہہ مند خان م ۱۷۰۹ جمادی الاخر سنہ ۱۱۳۰ بن بہرام خان بن خادق خان میرغشی د امام غیاث الدولہ

شاه میر غیاث الدین محمد میرال یزدوی ^{۹۹۹}م

شاه نعمت اللہ ولی کرمانی ^{۱۰۳۳}م



پڑوسی (دادا غیاث الدولہ اعتماد اللہ بن خواجہ محمد طاهر ولسی)

ای تنک ظرفان! حریف این قدر سختی، نه ایم!
دانه اشکیم، و مارا گردش چشم، آسیا است!*

* روح الله خان بن خلیل الله خان بن میر میران حسینی نعمت الله یزدی، از اعظم امرای عالمگیری. اواخر سال (۱۱۰۳ هـ) فوت شد و - روح در تزلزل ملک نمائند - تاریخ است. سنش پنجاه و سه سال و پدرش در سنه ۱۰۷۲ هـ گذشت و مادرش حمیده بانو در سنه ۱۰۹۳ هـ گذشت. و او داماد شائسته خان امیرالامرا بود، پنجهزاری. (تاریخ محمدی ص ۳) رجوع کنید به سلسله نسب در آخر کتاب.

۱۰۳ = ملا حبیب الله رونق

ملا حبیب الله رونق، جوان پاکیزه است. در لشکر ظفر اثر رفته همانجا شبی بروز میآرد:

عشق، ولی نعمت است، ما همه مهمان او
سینه بی کینه خون، داغ جگر، نان او

۱۰۴ = سلطان علی بیگ رهی

گلچین ریاض سخندان، سلطان علی بیگ رهی تخلص اصفهانی. در طبعش، زندانیان محبس پست فطرتی را، رهایی داده، گلچین باغ دقیقه یابی و گلبار روضه کامل نصابی گردانید. دیوان مختصرش - که فراوان گنج معانی در آن بطلمس الفاظ پوشیده و متواری است - سه شیرازه به نغز نابیده رنگین بیانی مضبوط و منوط:

باین سیما، اگر در روز حشر، از خاک بر خیزی!
شب مهتاب سازد روز خورشید قیامت را

۱- نغز: رشته باریک:

بجوشید لشکر چومرود و ملخ کشیدند از کوه تا کوه نغز

اسیر سبز خطی ، هر که نیست ، خرم نیست
 اگر ز باغ بهشت آمده است آدم نیست
 در روزگار ، یک خلف دودمان عمر
 چون زلف او ، ز سلسله شانه ، بر نخاست
 گوش بنفشه را ، خط او ، تاب داده است
 چشم غزاله را ، نگهش ، آب داده است

خال لب تو ، عمر ابد میدهد ، بخلق هندو کنار چشمه حیوان نشسته است
 دل ، آنچنان هوای تو دارد که ، بوی گل
 از چاکهای سینه ما ، میتوان شنید
 چه شد ، که سنبلی و ریحان ، بیاغ در جوشند
 پیش ، کافر چشم تو ، حلقه در گوشند
 دو چشم یار و دو ابروی پر اشاره او
 دو ترک ، شوخ و سیه مست ، تیغ بر دوشند
 بیاد خط سبزش ، گفتگوها با نفس دارد
 دل حیران ما ، گویا که ، طوطی در قفس دارد

تب کرد آفتاب ز رشک جمال تو عیسی علاجش از عرق انفعال کرد
 ندارد هیچکس ، بد خوتر از یاری ، که من دارم
 دلش چون سنگ سخت و خاطرش از شیشه نازک تر

ندیده ام ، که میان تو در جهان ، امروز هزار بار زدم انتخاب موی کمر
 در چمن ، ای خلف سلسله سرو قدان جلوه کن ، که فتد در دل شمشاد ، آتش
 نوز ، اندام تو از صفحه خاطر ، پیدا است پر پروانه ، گواه است بر عنائی شمع

دل و دین، جان و ایمان، هر چه دارم بزمگان سیاهش میفروشم
 هزار قطره خون بیچکاند از دل من ستم ظریفی نظاره ترا نازم
 نخم خال و ریشه خط، دست پرورد من است
 میرسد گر، باغبانی در گلستانش، کنم
 گفتمی: گزشت وقت ز من، بوسه، مخواه
 بوسم هزار بار دهانت که گفته
 ندارد گل به پیش عشوه هائی چشم او روی
 زدست زلف او هر لحظه سنبل میکند بوی

۱۰۵ = ریاضی

ریاضی. جنت الفردوس سخن را شعرش سبزه نورسته است:

خزان رسیده ز ابر بهار میگیرم ز هجر گلرخ خود زار زار میگیرم
 فسرده ام ز دم سرد همچو شمع بروز ز سوز خویش بشبهای نار میگیرم

۱۰۶ = زکی

ملا محمد میرک زکی. زیرک و فتانست، بعنوان ملالی میگزرانید. قبل

ازین بهند رفته خدمت افتا آورد.

رخت را گویم از برگ گل سیراب میرنجی
 لب را گر کنم تشبیه لعل ناب میرنجی
 خوشامد را بطبع نازکت ره نیست یک ذره
 اگر گویم ترا خورشید عالم تاب میرنجی
 فقیر هم در ساحت جوابش بیای سعی راه بریده:

شوی دل سرد، اگر از یاد رویت، گرم می‌گریم
 اگر چون شمع، از سوز تو گرمم آب، میرنجی

۱۰۷ = نواب ربیب النساء بیگم

روشن فرمای ستارهٔ انجم، نواب زیب النساء بیگم اقالیم . . . وجود
 شریف عصمت تأثیرش، چون مریم بفردی و یکتائی مشهور عرب
 جهاننداری بوده. شعرش آفتاب میزان نازک بندی و شیرین زبانی است.
 دست مبارکش در جواهر رقمی و رنگین نویسی نیز نظیر نداشت.
 'زیب المنشآت' تصنیف فرموده آن وارد صفات است. عرق ابر کف
 جودش، حاتم را در عرق تشویر غرق ساخته. ملا محمد سعید اشرف
 و طالب آملی (؟) از مداحان درگاه والایش بودند و بجائزهٔ هزاران هزار
 سرافراز گردیدند. میرزا محمد علی ماهر در مدحش مثنوی فکر کرده بوساطت
 ندمای خاص بارگاه عرش اشتباهش گذرانده بصله پانصد روپیه مفتخر گشت.
 یک دو بیت ازان مثنوی ایراد میگردد (؟) :

میدهد گفتار تو، جان، کشته زار ترا ظاهراً خاصیت عیسی است گفتار ترا

آرزو دارم که چون پروانه جان سازم نثار
 بار دیگر چون به بینم شمع رخسار ترا
 بیا که! زلف کج و چشم سرمه ما اینجاست
 نگاه گرم و اداهای آشنا اینجاست
 کرشمه تیغ و مزه خنجر و نگه الماس
 شهادت ارطلی دشت کربلا اینجاست

کتاب خازنه عالم ورق ورق دیدم
خط تو دیدم و گفتم که مدعا اینجاست
گر چه لیلی در لباسم دل چو مجنون پر هواست
سر بصحرا میزدم لیکن حیا زنجیر پاست

بذکر حق شده مشغول آبخار مگر مرید سلسله خواجهگان جو بار است ۱
گر بدریا رخ نمایم خار ماهی گل شود و در بصحرا مو فشارم دشت پر سنبل شود
دور باد از تن ، سری کارانش داری نشد
بشکنند دستی که خم در گردن یاری نشد
در نظر شاهد نداری ، دیده از عالم بدوز
کور به چشمی که لذت گیر دیداری نشد
ضد بهار آخر شد و هر گل بفرقی جا گرفت
غنچه باغ دل ما زیب دستاری نشد ۲

نیر مژگان تو در چشم ، خلیدن گیرد خوم افتد بزمین لاله دمیدن گیرد
گر مصور ، مرا نمونه کشد صورت آله را ، چگونه کشد
شبی بیاد تو در بز کشیده ام خود را هنوز بوی گلم از کنار میآید ۳

۱- اشاره بسلسله خواجهگان جو بار است که یکی از آنها بنام خواجه محمد یعقوب جو باری در عهد عالمگیر پادشاه در سال ۱۰۹۸ هجری قمری (مآثر عالمگیری ترجمه اردو ص ۲۰۴)

۲- مرحوم شیل این طور ثبت کرده است :

بشکنند دستی که خم کور به چشمی

ضد بهار غنچه باغ دل ما

(رک : مقاله زیب النساء . مقالات شیل ج پنجم)

۳- این شعر بنام گشتی نیز منسوب است . طاهر عریان دارد :

نفسی کز بن آن کاکل آید مرا خوشتر ز بوی سنبل آید

چو شب گیرم خیالت را در آغوش بجز از بستم بوی گل آید

مرا این گرم دیدن‌ها کند داغ و گرنه قحط نرگس نیست در باغ
 دل بصورت ندهم تا شده سیرت معلوم عاشق هستم و هفتاد و دو ملت معلوم
 زاهد! هول قیامت مفرگن در دل ما هول هجران گذرا ندیم ، قیامت معلوم
 ما و مجنون در سرشک از یک ادیب آموختیم

او بصورت محو گشت و ما بمعنی سوختیم ۱

ما و شمع و بلبل و پروانه یکجا متفق بر مزار بیکسان رفتیم و یکجا سوختیم
 سوختیم و سوزش ما بر کسی ظاهر نشد چون چراغان شب مهتاب بیجا سوختیم

درد دل گفتم ، تغافل کرد ، یاری را بین

گریه کردم ، خنده زد ، بی اعتباری را بین ۲

او روان سوی رقیب و من براهش منتظر

نا امید را نگر ! امید واری را بین !

گر قلدت را سرو گویم ، سرو را رفتار کو

ور لبث را غنچه گفتم ، غنچه را گفتار کو

ور به تمثیل دو چشم نرگس آرم خوب نیست

صورت چشم است اما غمزه خونخوار کو

ای آبشار نوحه گراز بهر چیستی ؟ چین بر جبین فگنده ز اندوه کیستی ؟

آیا چه بود درد ، که چون من ، تمام شب

سر را بسنگ میزدی و میگریستی *

• بنت عالمگیر بادشاه از بطن دلرس بانو بیگم بدینا چشم کشود (۱۰ شوال ۱۰۴۸ هـ)

۱- کسی گفته است :

ما و مجنون همسبقت بودیم در دیوان عشق او بصحرا رفت و ما در کوچها رسوا شدیم

۲- بر حاشیه نام ناصر علی سر هندی ثبت است .

ملا محمد سعید اشرف ماژندراتی استادش بود . علاوه کتاب زیب المنتشات یک جنگ هم تالیف کرده بود که روزی از دست کنیزش بنام ارادت فهمیم در آب ضائع شد . یک مرقع نیز درست کرده بود که در آن نمونه‌های خط از خطاطان و نقاشان معاصر جمع کرده بود . آن مرقع از بین رفته است ولی مقدمه که نوشته ' ملا رضا راشد بود در کتابخانه خدا بخش پته (هند) مضبوط است .

ملا صلی الدین اردبیل تفسیر قران نوشته (رک : مائرا لمرار ، ۲ : ۸۲۹) مائرا عالمگیری بنامش موشح ساخت که بنام زیب التفسیر مشهور است و یک نسخه او مرقومه ۸۱۰۸۱ در کتابخانه بودلیان محفوظ است . ملا سعید خواست که بوطن برگردد ، یک قصیده بحضور زیب النسا گذراند که در آخر آن گفته است :

یکبار از وطن نتوان برگرفت دل	در غربتم اگر چه فزون است اعتبار
پیش تو ، قرب و بعد ، تفاوت نمیکنند	گو خدمت حضور نباشد مرا شمار
نسبت چو باطنی است ، چه دهل چه اصفهان	دل پیش تست تن چه بکابل چه قندهار

سرو آزاد ۱۱۶

۱۰۸ = حاجی فریدون سابق

حاجی فریدون سابق . ایران سخن را فریدونی است ، که تخت نشینان
ملک معنی سابق ، در معرکه مرد آزمائش از بی جگری شغال مثال
در غار گمنامی میخزند :

بآه گرم ، بسوزان چو شمع ، هستی خویش
چراغ دیده شبهای ' نار کن خود را
دی روز ، دل از کوی ' تو ، آهنگ دگر کرد
اشکم بکمر نوشته ره تخت جگر داشت

دلم بفکر دهان تو رفت و باز نیامد کسی که رفت ، بملک عدم ، نمی آید

بمحرر ، آه اگر زین چشم غم فرسود ، بر خیزد
حباب ، از چشمه کوثر غبار آلود ، بر خیزد

بیشان ، در زمین قاتل خود ، تخم الفت را
 بخاک افتاده کوی، محبت زود بر خیزد
 بیاد سنبل زلفش نفس در سینه سپیچد ز دود آه عشاق تو بوی، عود بر خیزد
 عارضش یک برگ از برگ گل نازکتر است
 رنگ دهانی است از مهتاب اندک سیر تر
 در خنده چو غنچه، چمن باش در گریه چو شمع انجمن باش
 چو گل شکفته بصد آب و رنگ میآی ز شهر آئینه یا از فرنگ میآی
 نبود جامه بر اندامش این قدر چسبان مگر ز محفل دل‌های تنگ میآی

۱۰۹ = ساجد

ساجد. جبین نیاز بر در معبد سخن سنجیش ، سجاده نشینان بلند
 حوصلگی ، سوده اند :

درد دل هر غنچه پنهان رنگ و بوئی کرده اند
 خنده، بیجا نمی باشد بهار عشق را
 ز مستی چشم بکشاید، عتاب آلوده، نازش
 ز موج نشأ آبی داده، تا ثبغ ابرو را

۱۱۰ = ملا عبد الحکیم ساطع

مروج بر این قاطع ، ملا عبد الحکیم ساطع ، استاد فقیر. طبع انوری
 شاگردش در دبستان ایمن ، فروغ سبحان قدرتان دوران را ، از قلنیزان خویش
 گرفته . گلزار دیوانش از گلهای الفاظ رنگین خون در جگر ارم می نماید
 و از معانی روشن هر چمنش رشک صفحه خورشید میفرماید . هر سطر شکسته

رقمش ، سنبل آن ریاض را پیچ و تاب رشک می افزاید ، و در پیش
بین السطور صبح سیمایش ، سمن سوار آن گلشن سیه تر از خیابان ریاحین ،
در دیده میآید :

مگر زد غنچه ، پیش آن دهن ، لاف ملاحظتها
که با دندان شبنم میگذرد لب از ندامتها
نگاه سرمه گون چشم عتاب آمیز میبینم
چو در ابر سیاه تیره روزی برد آفتها
خط مشکین ، که ازان عارض زیبا برخاست
دود آهی است ، که از آتش دلها برخاست
شفقی گشت هوا تا بگلستان رفتی
بسکه از شرم تو رنگ از رخ گلها برخاست

سبزه نبود بسر تربت مجنون کز خاک مژه اش باز بامید نماشا برخاست
یارب ، ز چیست مستی بلبل که ، غنچه را
چون وا شگافتیم می در سبو نداشت

خون ریختن بغمزه و دعوی مردمی از شیوه های نرگس جادو نگاه کیست
گرم جولان شد مگر سروش ، که خاکستر صفت
قمریان را ، از دل خود در گریبان ، آتش است
امشب از جوش بهار شعله ، جز حسن یار
نخل شمع آسا ز سر تا ریشه ام ، گل کرد و ریخت

اعتمادی نیست انس طائر اقبال را این کبوتر هر نفس مشتاق بام دیگر است
نه از بلخ و بخارا نی ز راه هند می آید دعا گوی بدرگاہت ز راه اضطراب آید

میان ابروانت، خالی هم سنجیده میگوید که صید دل ز شاهین ترازوئی نو میآید

مرا عشق مجازی از حقیقت کی کند غافل
دهان غنچه میبوسم کز بوی تو میآید
آن دهن کم حرف، بیش از دور خط با ما نبود
بخت سبزی کرد پیدا، خویش را گم کرده است
وسعت رحمت اگر خواهی مدار از گریه دست
ابر چندانی که بارد بحر پهناور شود
دشمن اهل کمال است آسمان، آری فند
در دل دریا گره، چون قطره، گوهر شود
لبش، از خط سوادی کرد پیدا، خوشنما ترشد
اگر صاحب سخن زد، بر در سودا نمک دارد
شد دل تنگم صدف، عشق کمانداری رساند
ناوک اندازی، که دود چشم مور، از راه دور
نخمس را عاجز مدان، هر چند این مار سیاه
میکند همچون صف مور ظهور از راه دور
پیر گشتم، لیک غافل از جوانانم هنوز
شد خزان و مست خواب نو بهارانم هنوز
من درد و داغ خویش را، گر عرض در محشر دهم
شور قیامت میکند پنهان نمکدان در بغل
لبت میبوسم و خواهم نگاه سرمه سا چشمت
مقیمم در بدخشان و نظر بر اصفهان دارم

چه سود از پند کس ساطع من پامان غفلت را
 چو زنبور عسل مرده است دل در خواب شیرینم
 روزگاری شهرت اقلیه راحت بوده ام
 ساختم با درد سنگین تو . کبهباری شدم *

تاریخ اعظمی : ملا ساطع پسر ملا غالب است . عبد الحکیم نام داشت و طالب علمی میکرد . چون طبع موزون داشت شعر بر طبعش غالب شده و با لاله ملک شهید (۱) - که ذکرش گذشت - صحبت داشته و اصلاح شعر خود از او میگرفت . بعد حصول قوت و ظهور ترقی نمایان ، لاله ملک شهید استعداد و جودت طبعش را معلوم کرده ، خود را شائسته تربیت او نیافته اشاره بخدمت مرزا داراب جويا فرمود (۲) ، و پيامر او در صحبت مرزا آمد و شد مینمود ، و در اندک زمانی ترقی نمایان کرد و بر اقران ذائق شد . و به پیشاور در اردوی شاه عالم بهادر - که در آن وقت ناظم آن ممالک بودند - رفت . و در اثنای راه با ملا محمد سعید اشرف که عمده شرای روزگار بود صحبت داشت ، و اصلاح اشعار خود از خدمتش یافت . و بعد جلوس پادشاه در اردوی مملی ملکه^۳ شعر خصوصاً قصاید بسیار بهم رسانیده و در دور پادشاه شهید محمد فرخ سیر بیش از پیش رتبه حاصل کرده پارلیامنت ملازمت پادشاه شد . در حضور پادشاه اشعار خود بر عرض میرسانید و آن را وسیله تقرب و امتیاز و انعامات میگردد دانید . بعد شهادت پادشاه (۱۱۳۱ هـ) مراجعت بکشمیر فرمود . و با این همه کمالات وسعت مشرب و حسن خلق و انبساط عجیبی داشت .

از اشعار آبدارش که همه بیاضی ست این چند بیت مرقوم میشود :

شراب عشق تازد اولین جوش مرا شد نشأتین از دل فراموش

رباعی :

مفتم از جام عشق مستی دادند کین نیستیم بقید هستی دادند

سر مایه هر آنچه بود، دادم از دست ارزان ، نه متاع تنگدستی ، دادند

غزل :

بچندین رنگ گشتم از گنه چون خامه^۴ مانی شدم موی جز این صورت نمیبندد پشیمانی

۱- رک : تحت لاله ملک شهید شماره (۱۲۳)

۲- جويا ، بهمین تخلص ساطع ، دیگر شاگردی نیز داشت . نامش ملا ابراهیم بن

ملا محمد علی کشمیری بود .

که رفت این فائقان چون گل بتاراج بر افشانی
برنگ غنچه میزید ترا این جامه چسپانی
اگر فرهاد کسپاری و گر سجنون بیابانی
از رقم جامه قلمکار است

دیده تصویر اگر مارست جای حیرت است
جامه در معنی شود صورت نگار آن نگار
شانه یکمشت استخوان چون زاهد شب زنده دار
در بفل سیاره دل مصحف خط غبار
باد از خون تهی سرمایه خون انسرده مار
تو در کنار من و من ز خود گرفته کنگار
کمال حسن ترا و راست حسن کمال

در نثر هم بی نظیر وقت بود. در کمال جوش و خروش بزم سخنوری، بیست و یکم رمضان سال چهل و سه هجری (۸۱۱۲۳) رحلت نموده، عالمی را از خویش و بیگانه گرفتار ناسف و تلبف فرمود، بتخصیص راقم حروف - که قریب بیست سال بفرط محبت و اتحاد مجلس آرای صحبت و باده پیمای الفت بذکر اشعار آبدار و طرح قافیه‌های هدایت شعار، چه در حضور و غیبت بزم لطف طبع با راحت افزای حاصل بود - قرین درد فراق گذاشت. و این تاریخ را راقم حروف بحال بر صفحه عبرت نگاشت. تاریخ:

نورایمان بمرقدش ساطع

از صفا ذهن انورش لامع
بود رای متین او رافع
بفقیر و غنی بسی نافع
بود جویدی او زی طالع
آن باصناف معرفت جامع
صفحات بقاش را قاطع
روح قدسش شده بحق راجع
نور ایمان بمرقدش ساطع (۲۳۸-۲۴۹)

لؤلؤه : میر اوچ سخنوری ساطع
رايت عالی فصاحت را
صحبتش وقت نکته پیرائی
از علو فطانتش استاد
بزم آرای شمر شد یکچند
شده مقرض موت آخر کار
پرده جسم ارچه فانی گشت
گفت اعظم بسال تاریخش:

۱۱۱ = ساکت

ساکت سوسن طبعش با چند زبان، در حدیقه دقیقه سنجی، بر بیانا

در زبان آوری سبقت گزین است :

چو من بشکسته ام ، در شوق وصلت ، شیشه دل را
نروم طرف کله بشکن ، که بشکن بشکن است امشب

۱۱۲ = سالار

سالار مرد پخته کار است صاحب دیوان ، بر یک بیتش اکتفا کرده شد :
در بهاران انتظار یار میباید کشید نقش او در دیده بیدار میباید کشید

۱۱۳ = ابوالقاسم سالک

ابوالقاسم سالک مرد قلندر وضعی است :
عجب نبود اگر چشمم سر شک آلود میگرد
خیال زلف جانان در سرم چون دود میگرد

۱۱۴ = اسلم خان سالم

اسرار علم یقین سخندانی را عالم ، اسلم خان سالم ، والد ماجد
نقیر . عمری در هند دل بند ، در صحبت اعظم شاه عالیجاه خالف حضرت
عالمگیر خلد منزل بوده . با شعرای غرای عهد خویش مثل ناصر علی
و میرزا محمد علی ماهر ۲ و میرزا [عبد القادر] بیدل ۳ و موسوی خان
فطرت ۴ و محمد سعید اشرف ۵ و نعمت خان عالی ۶ مجادله ها کرده ،

- ۱- سرهندی متوفی ۱۱۰۸ هـ
- ۲- میرزا محمد علی ماهر صاحب دیوان و مثنوی متوفی ۱۰۸۹ هـ
- ۳- متوفی ۱۱۳۳ هـ
- ۴- میر معزالدین موسوی خان فطرت قمی وفات در دکن ۱۱۰۱ هـ
- ۵- محمد سعید اشرف پسر محمد صالح مازندرانی (استاد شاددخت زیبالنسا بنت
عالمگیر بادشاه) در مونگیر (هند) در سال ۱۱۱۶ هـ وفات یافت .
- ۶- نعمت خان عال متوفی ۱۱۲۱ هـ

قدم فرا تر از آنجا نهاده . و خدمات عمده پادشاهی مثل خانسامانی و داروغگی ابتیاع خانه و غیره داشته . گاه به پیشیزی . با و صف آنهمه کارهای عالی ، دست طبع دراز نکرد . در فضل و کمان سبحان عصر خود بوده . و در شعر پردازی صایب و وحید را از کوچک اندازان خود میشمرد . و در انشا پردازی هر گاه قلم سحر رقم را در بنان میگرفت ، پیشش جلالاً پست دست بر زمین عجز مینهاد . توصیف خضش چکنم میر عماد در جنب تحریر خط صافش . صورت نویسی پیش نبود . این گفتار بیساخته ام را از کشمیر تا هند از هر که پرسى گواه است . این چند بیت از زاده های طبع عالی ایشان است :

۱- خریدن خریداری کردن

۲- این اشاره به محمد جلال الدین متخلص بجلالائی طباطبای اردستانی است .

یک نسخه کتابش مع مشات در کتابخانه مرکزی دانشگاه تهران (شماره ۲۹۴۴)

مضبوط است که دارای معلومات مهم و اسناد تریحی است مثلاً :

- ۱- دیباچه ساقی نامه ظهیری از جلالای (وزق ۲۴)
- ۲- دیباچه مثنوی قدسی و کلیه در تعریف کشمیر (۲۵)
- ۳- دیباچه مثنوی حاجی محمد جان قدسی از میرزا جلالای (۲۸)
- ۴- در شکوة ستم ظریفان اسلام خان (صوبه دار کشمیر) (۸۸)
- ۵- شرح حال میان میر لاهوری پسر قاضی دته متوفی ۱۰۳۰ هـ (۹۸)
- ۶- شرح بازول قادری در گذشته ۱۰۳۶ هـ (۱۰۲)
- ۷- شرح ملا محب علی پسر صدرالدین محمد پسر میرزا علی بیگ (۱۰۴)
- ۸- شرح ملا شاه بدغشی (۱۰۸)
- ۹- دیباچه شاهجهان نامه از میرزا جلالای (۱۲۲)
- ۱۰- دیباچه بر دیوان ظفر خان (احسن) از جلالای (۱۶۹)
- ۱۱- کتابت سلطان المشائخ بامیر خسرو دهلوی (۱۷۹)
- ۱۲- نامه ملا صالح بجمفر خان (۱۸۶)

نه تنها میکند گرداب و مشق سبحة گردانی
 که ذکر اره دارد موج . در محراب ساحلها
 بجای جوهرم در استخوان تاب کمر بینی
 هم آغوش است زیر خاک، در آن میان، ماوا

- ۱۳- نامه شاه عباس شاهجهان (۲۰۶)
 ۱۴- نامه بنواب سدا الله خان (۲۲۸)
 ۱۵- رقعات حکیم ابوالفتح گیلانی (۲۴۰)
 ۱۶- انشای از میرزا ماهر به محمد کاظم منشی عالمگیر زده (۲۷۲)
 ۱۷- نامه جلایا بمیرزا غازی (۳۲۲)
 ۱۸- نامه شاهجهان (۳۲۴)
 ۱۹- سرودهای: غنی کشمیری ۳۳۴ - کیم ۳۶۲ - ضهوری ۳۳۷ - عنایت خان ۳۳۹
 مومن حسینی یزدی و سید محمد گیسو دراز ۳۵۸
 ۲۰- نامه داراشکوه بشیخ محب الله و شافزده پرش او . پاسخ او به این شافزده پرش
 و نامه دیگر دارا شکوه، بشیخ و رساله شحیای دارا شکوه (۳۷۶ - ۳۸۱)
 ۲۱- ستایش ملا منیر لاهوری از خان پاک اعتقاد اعتقاد خان (۳۸۴)
 ۲۲- سرگذشت شیدا بخامنه منیر (لاهوری) (۳۹۷)
 ۲۳- نامه حکیم حاذق به جمفر خان (۴۰۳)
 ۲۴- پاسخ نامه سلطان بمیرزا رستم قندهاری ساخته جلایا (۴۰۵)
 ۲۵- نامه بحکیم ابوالفتح (۴۲۱)
 ۲۶- خطبه مرقع از جلایا (غالب بر مرقع گلشن) (۴۲۷)
 ۲۷- نامه بطالب کلیم (۴۶۱)
 ۲۸- نامه جلایا بمیرزا امینا (۴۷۹)
 ۲۹- وصف چشمه سار ویر ناگ کشمیر (۵۰۳)
 ۳۰- دیباچه میرزا جلایا بر دیوان ملا منیر (لاهوری) (۵۱۱)
 ۳۱- وصف جلوس و تخت نشینی شاهجهان (۵۲۳)
 ۳۲- نامه های جلایا بمولانا محمد نصیر لاهوری (۵۳۶)
 ۳۳- نامه مولانا صالح بجمفر خان درباره شیدا (۵۳۸)

بمردن کم نگرود آرزو هائی دل عاشق
 که توان رفت؛ از صحرا بصرصر، ریگ صحرا را
 در تبسم حسن میجوشد ز چناه غیبت
 شوخنی هئی بشگناند، جام سرشار ترا
 چو عکس مه؛ که در امواج دریا؛ صد قبا پوشد
 به نیرنگی برآرد هر نفس شوخی جمالش را

۳۳- سرگذشت نواب سدا الله خان. از میر نورالله (۵۵۰)

۳۴- نامه دارا شکوه بشیخ محسن خان کشمیری و پاسخ او (۵۴۸-۵۴۹)

۳۵- نامه منک الکلام شاه ظالهای کلیم بغفر خان (احسن) (۵۸۱)

۳۶- نامه ظفر خان بعیاتی گیلانی (۵۸۳)

۳۸- نوشته حکیم همام در مرگ حکیم ابوالفتح (۵۸۳)

۳۹- نامه همام بشیخ رفیعی فیاضی از توران زمین (۵۸۴)

۴۰- نامه جعفر خان بحضرت میان میر (لاهوری) (۵۸۴)

۴۱- دیباچه کلیات اولی از منیر لاهوری (۵۸۵-۶۰۱) در آن سرگذشت او آمده بخامه

خود او که پدرش مظہر نامیده میشده و خود او در ۱۰۴۵ هـ از لاهور با کبرآباد رفته بود. و یاد شده در آن از میر رفیعی لاهوری و جلای دهلوی و میرزا خلیل الله و خواجه محمد صادق مهروری

۴۲- دیباچه مجموعه مثنویات (۶۰۱-۶۱۴) منیر (لاهوری) که در آن چهار

شاعر قدسی و کلیم و الهی و شیدا را طراز اول میداند (۶۰۳)

۴۳- دیباچه سہنس رس از منیر (لاهوری) و سرگذشت نایک نوازنده و خنیا گر

ہندی و تان سین ابہرن بانٹی پلاس و لعل خان شاگرد او (۶۱۴-۶۳۱)

۴۴- دیباچه مرقع دارا شکوه (۲۹-۶۳۲)

۴۵- دیباچه گلشن عنایت میان عنایت از ملا منیر (لاهوری) (۶۳۲)

۴۶- دیباچه بہار سخن محمد صالح از منیر (۶۳۵)

۴۷- دیباچه منیر بر اشعار ضمیر در ۱۰۵۲ هـ (۶۳۷)

۴۸- دیباچه منشاہ حال از منیر (۶۰۳)

۴۹- دیباچه گدستہ از منیر (۶۵۲)

۵۰- تمام شد منشات مولانا منیر لاهوری و ستایش منیر از جلای (۶۲۲-۶۲۵)

خنده ات در زیر نم چون عکس در آئینه ماند
پیش از این تقریر نتوان کرد نمکین ترا
که شد طاقت گدازم میطبد در استخوان جوهر
چو فانوس خیالم از هجوم اضطراب امشب

بتمکینی ، ز سیر گلشن آئینه ، می آید که پنداری نگاهش ناز را می آفرید امشب

چشم حیرانم گریبان چاک از بیداد کیست؟
کودک نظاره ام مجذوب مادر زاد کیست؟
نامه قلم ، نگاه لطف پنهانش، بس است
سایه بر گشته مژگان مهر عنوانش بس است
گفتی که : قیامت قدم من محشر ناز است!
قربان قدت کردم و قربان قیامت!
استخوان سوده عاشق ، پر است از مغز درد
ریزه مینای ما لبریز صهبا بوده است
در چمن ، بلبل بهار جلوه ات را، دیده است
بعد از این بر شاخ گل، خواهد باستغنائشست
بجذب شوخی نظاره عکس از آب بر دارد
رم آهوش، چون گرد، از زمین مهتاب بر دارد
زلکنت نیست ، گر نطق بتمکین آشنا گردد
سخن گرد لب صد بار آرد تا جدا گردد
لبت یک پرده نازکتر بود ، از معنی نازک
تبسم گر بخود بالد، سخن لکنت نما گردد

مگو نکت ز بیتابی سخن بر خویش میلرزد
 جدائی کی تواند از لبش ، طاقت کجا دارد
 بلی با آب و گل ، آمیزش آسان نیست ، شبنم را
 میان بار و من رنگ حنا دیوار می گردد
 چه شد دوری تو از من باتو من از بسکه نزدیکم
 تبسم گر کنی ، در گوش من آواز میگردد
 چو فانوس خیال از بس شدم لبریز دیدارش
 بگرد خویش در آئینه ام نمثال میگردد
 شب که بر گردیده مزگانگت سر آشوب داشت
 گردش چشمت قیامت درنگه پیچیده بود
 عجب گیرائی این طرز نگاه کافرت دارد
 اسیر گردش چشم تو ، در قید فرنگ افتد

عرق افشان ز بار دلبری گردد بیزم آئینه عکسش بساط جوهری گردد

نگاهم میگدازد نو گلی امشب
 بخار بوی گل از دیده ام در خواب میجوشد
 تجلی باده ، چون صبح صادق در قدح ، دارم
 که درد نه نشینش پرتو مهتاب میگردد
 خیالش گر کند غیر از دلم ، آن بدگمان رنجد
 اگر گوید کسی جان کسی از من بجان رنجد
 مبدا کم کند باد خزان اوراق گلشن را
 ز چشم بلبلان هر برگ گل مهر و نشان دارد

شود چنانکه بلطف نمک کباب لذیذ می دو آتشه گردد بماهتاب لذیذ

ماهتاب حسن طوفان ریخت بردریای عشق

جوش زد هر قطره را یک چشمه سیماب از جگر

گر چه خط پیچیده بر حاضر جوابیهای ناز

از تبسم ، می کند ایجاد صد مضمون ، هنوز

بحال کیست که تعبیر خواب ناز کند حدیث سایه مزگان عشوه رنگ. مه پرس

اسیر شمع فانوس خیال جلوه اش گردم

هجوم ناز میگردد بگرد چشم بیمارش

چکنم فتاده کارم بستمگری ، که طفلسبت

بشکست شیشه رنجد دل نازنین سنگش

میان دیده و دیدار او ، برقع نشد حائل

نگه زد نقب همچون مور ، تا لبهای شیرینش

گل کند نور سحر زانسانکه از رنگ شفق

خنده زیر لبی پیدا است از لعل لبش

حیا را می دهد سر مشق شوخی حسن بیباکش

گل افشان میکند آئینه را روئی عرفناکش

زرنجی ، زلف پرچین گر ، بروبت سایه اندازد

که نذر عارضش یک بوسه دارد هر خم مویش

شنیدم ناله ، شاید دل گم گشته ام باشد خیر گیرندگان آواز میماند با آوازش

ظاهر است از نکبتم حال که چون طوطی شکست

اهل معنی را زبان از تنگی جا در قفس

لاله و گل هما ناز است و هوا دارد فیض
 در چمن نام خدا نشو و نما دارد فیض
 تاب زلفت داشت در طالع بخود بالیدنی
 خوش نهالی برگ پیوندی شد از ریحان خط
 یک رنگ ما اراده معشوق عاشق است
 جون سایه، از جفاش چه رنج از وفا چه حظ
 امشب چه آتشی زده سوزم بجان شمع
 شد سرد از کدورت دل من دکان شمع*:

کلمات انشعرا: حاجی محمد اسلم سالم کشمیری: خوش فکر و معنی یاب است این
 بیت او آئینه خیال اوست:

نه بند برفقا ادبار دست جور ظالم را همان پیش است پیکان از هوا چون تیر بر گردد
 فقیر نیز بشوق این معنی قصد کرده، بلکه تیره بر تیرش رساند. سر خوش:
 با بزرگان ب ادب تیری مزن سوتی فلک وقت برگشتن بود پیکانش آخر سوی تو
 تاریخ اعظمی: حاجی اسلم سالم تخلص پسر ابدال بیت؟ است که از اعیان هندو کشمیر
 بود. با اتفاق سه برادر دیگر در خدمت شیخ محسن فانی شرف اسلام یافت. و عنان همت را به
 تحصیل کمالات انسانی یافته، در نظم اشعار آبدار گوئی نسبت از اقران پیش برد. و متوجه
 بهندوستان شده در سلک نوکران شاهزاده عالیجاه محمد اعظم شاه (۱) بعد جنگ سلطانی به کشمیر
 مراجعت نمود و بآریدگی و همواری وضع و سلامت طبع دلها را مسخر فرمود. و فیل جنگ
 شاهزاده را بسیار به تلاش موزون کرده است. چون صاحب مآثر عالمگیری (۲) آن راه جنه آورده

- ۱- تولد ۱۲ شعبان ۱۰۶۳ هـ از بطن دلرس بانو بیگم دختر شاهنواز خان صفوی
 و سه ماه بیست روز بعد از فوت پدر در تاریخ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۸ هـ کشته شد.
 ۲- این واقعه در سال بیست و ششم جلوس عالمگیری (۱۰۹۴ هـ) بشاهزاده محمد اعظم
 روداده. فیل ملک فتح جنگ خان بود که مست شده بر شاهزاده حمله کرد. شاهزاده بر اسب سوار
 بود، و پائین شده با فیل جنگید و فیل را کشت. محمد اسلم سالم این واقعه را نظم کرد.
 صاحب مآثر عالمگیری مینویسد که: محمد سالم اسلم نوکر سرکار عالی بزور طبع سلامت

درین نسخه بجهت تطویل دست از تحریر آن باز داشته. اکتفا باین یک غزل - که در نعت گفته است - از واردات فکر و قیادش نمود. غزل :

بر اوج برده شرح تو دین تویم را
چون تاب مه که مظهر انوار مهر شد
در شش جهت تبسم صبح هدایت است
پیوند کرده لعل خط مستقیم را
نطق تو تازه کرد کلام قدیم را
روشن نموده معنی خلق عظیم را

مثنوی در بیان این مقدمه ندرت اقتراان گفته و از بحر شیرینی گفتار در ره‌های آبدار شهوار بر کنار یادگار آورده. چندی ازان برشته تحریر در آمد. مثنوی :

سراپا غرور آمد از بیش شاه	سیه مست فیل چو ابر سیاه
چو کوهی و از سیل بیبک تر	چو ابری و از برق چالاک تر
که گنجیده در تنگنای وجود	بحیرت از ر هوش نظاره بود
نماند درو باز جانی قدم	چو افتد گزارش بملک عدم
نشیند بروی زمین همچو آب	اگر سایه او فتد بر سحاب
فرو رفته در خود چو خط ننگین	بهر گام از بار دستش زمین
که گاو زمین را شده شاخ خم	چنان زور سنگینیش در قدم
ز مرکب فرو تر نشیند زمین	چو زانو زنده بر زمین وقت کین
شکم را فلک پشت فرما کند	چو خرطوم را گاه بالا کند
که با طالع خصم شاه آشناست	سیه چاه واژون حیرت فراست
سزاوار آن خصم صاحب قران	مملق بلای مست وحشت نشان
که شد فیلبان بر سرش کوه کن	مگر بیستون بود آن کوه تن
که می‌آید این فیل دیوانه وار	لب عرض زد موج از هر کنار
بر آرند از منز او عطر جان	اگر شاه فرمان دهد بندگان
بخضر را چه پروا ز غول مخیل	کجا شاه را التفاتی بفیل
که دارد تماشا غرور بشکار	بفرمود تا : وا گزارند کار
قضا ریخت خاک حیاش بر	چو آن فیل زد چند گام دگر
که چون گرد ره ، رنگ عرش پرید	اجل بر دماغی فسو نی دمید
که لرزید بر خود زمین و زمان	دوید آنچنان او بصاحب قران
هوا تیره تر شد ز رونی زمین	بهر دیده شد غبار قرین
که افتاد بر هر دل آسمان	قضا گشت نبریز کلفت چنان
زهر سینۀ جوش زد : یا رب !	دعا بردعا ریخت از هر لبی

ابر شفاعت ، که همه بحر رحمت است
 لطف تو بر سر همه افراد کائنات
 شاید بدل شود بهسوی مدینه ات
 از بسکه در ازل شرف بیعت تو یافت
 لغت نجات سالم عاصی است روز حشر
 تفسیر کرده آیه هغو کریم را
 قسمت نموده سایه فیض عمیم را
 از خلد هر سحر ملک آرد نسیم را
 پوشیده دست نور الهی کلیم را
 باشد شفاعت توشفا این سقیم را
 (۲۰۸-۲۰۹)

که ره یافت آن فتنه روزگار
 کمان را ز قربان کشید و کشید
 همانی ظفر را شده آشیان
 کمان زد بر ابرو ز پیکان گره
 که از هم نپاشید موج هوا
 باندازه تیر یک کوچه راه
 هنوز از خلا در مکان زخمها
 چو پیک اجل در تن خصم جای
 که غواص لب نشسته در رود نول
 چو آتش نهان گشت در مفرکوه
 که در کوه شد چون رگ کان نهان
 چو شیطان که لرزد ز تیر شهاب
 که در چاه سیماب برق افتاد
 قرین شد بظل همايون شاه
 که پیچد بپیکار بر اسب شاه
 که بحر طوم آرد ز بالا بزیر
 بر انگیخت رخس و علم کرد تیغ
 کمیت شهنشاه جست آنچنان
 برنگی که، گفت آسمان: آفرین !
 که چون سایه حلقه در خود نشست
 غرورش چو بحر طوم شد سرنگون
 شه جرات آموز رستم دلان
 پنجم پیاده در افتد سوار

بر آمد بهم اسب و فیل و سوار
 شهنشه چو آن فتنه نزدیک دید
 بدست شه خصم افکن کمان
 شد آغوش سوار لبریز زه
 چنان صاف تیر از کمان شد رها
 شده از کمان تا فیل تباہ
 بهم سر نیاورد موج هوا
 که وا کرد آن تیر قدرت نمای
 گرفت آنچنان جای در مفر فیل
 درو ناوک شاه والا شکوه
 بحیرت ازان عقل پیر و جوان
 دگر فیل شد محشر اضطراب
 شد از تیر شه شور مفرش زیاد
 چو گردی که یکبار خیزد ز راه
 علم کرد بحر طوم فیل سیاه
 ندادش امان، تهر شاه دلیر
 پش زخم بحر طوم او بیدریغ
 ز جلدی بانداز میل هتان
 که زد شه بحر طوم او، تیغ کین
 شد از زخم کاری چنان فیل هست
 چو از پادر افتاد آن فیل دون
 سبک جست از اسب صاحب قران
 که بیشک دلبریت در کارزار

مجمع الشافئین : از شاگردان بلکه پسر خوانده شیخ حسن فانی است . گویند از نژاد پراهمه است اما هدایه اولی راهبر او گشت که ستمد بایمان شد و کسب فضائل صوری و فواصل معنوی ننوده مرتعی بندارج علیاً گردید . تا اواخر عمر ملازم عمده اعظم شاه پسر عالم گیر پادشاه بود و بعد گشته شدن او (۱) در سننست بهادر شاه پادشاه (۲) هم بآبروی تمام گزرانید . و در عهد محمد فرخ سیر پادشاه (۳) بکشمیر بخت نظیر رفته بفرودس اعلی خرامید . ایامی که در گجرات بود توفیق حج یافته بزیرت بیت الله خانه دین خرد آباد ساخته . اتفاق پیش از ایام حج بمدینه منوره - عل صاحبها الصلوة والسلام - رفته بود که ایام حج منقضی گشته و دران باب رباعی گفته که بیت دومش این است :

این عید و مدینه بخت من طالع من انشا' الله مکه و عید دگر
از ثقات مسوع است که : سالم خیلی شگفته رو و خوش صحبت بود . در مضمون یابی و خیال بندی و خوش محاورگی مثل او از کشمیر چه که از جائی دیگر هم بسیار کم برخاسته . و اکثر اشارش دوسه تشبیه بدیع تازه دارد که کمال مراعات علم بیان است ، و بعضی از ابیات بسبب نراکت تشبیه بفهم ناقص فهمان کم می آید . فقیر آرزو اوائل جوانی مطالعه دیوان او بسیار کرده و فیضها برداشته . دیوان بلاغت تبیانش بسبب طرزی، که حالا در کشمیر رواج دارد و حاجی مذکور ازان محفوظ نبود ، دران جا کم اشعار دارد ، بلکه مردم کشمیر را بکلام او

بسر میکند خاک نفوت هنوز
ظفر گشت بر جراتش آفرین
بران فیل زد شاه صاحب قران
برو هستی حشر هم شد حرام
ببفشرد دامن ز خون شکار
کشیدند شمشیر ها از نیام
هواز سر فیل یکسو گریخت
که هر پاره گشته یک خال نیل
همه جوهر استخوان گرد شد
همین است حال عدویش همین

(مآثر هالگیری ۲۳۱-۲۳۴)

ول شاه چون دید کان تیره روز
علم کرد شمشیر نصرت قرین
دو زخم پیاپی ز قهر آنچنان
که شد کار فیل سه دل تمام
شهشه عدو را چوانگند زار
دگر فیل شد محشر خاص و عام
ز بس برهم از تینها زخم ریخت
چنان پاره پاره شد اعضای فیل
درو استخوان جوهر فرد شد
بود لطف حق پاور شاه دین

۱- ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۸ هـ

۲- شاه عالم بهادر شاه ۹۹ - ۱۱۲۴ هـ

۳- ۲۴ - ۱۱۳۱ هـ

اعتقادی که باید، نیست. هر چند افکارش همه انتخابی است، اما پاره ازان که انتخاب نکردنش بیدردی است، مینگرد و نمیداند که چه خواهد نگاشت :

پری افشاند ملاؤس قدم، گشت آسمان پیدا (۱)
 که بقریان تو دلها و فدایت جانها
 رنگها در پرده دارد ساده پرکار ما (۱)
 هر طرف افتاده ام از کاروان تنها جدا
 از فغانم، کوه می نالد جدا، صحرا جدا
 ناز را با ما جدا بفروش و استغنا جدا
 زمستی میجهد ستهاب هم از طرف بام آنجا
 حرمت باده میگونی حلال اینجا، حرام آنجا
 چراغ زیر دامان است هستی، قامت شیخ را
 که نتوان رفت از صحرا به صرصر ریگ صحرا را
 دل گم گشته جویم آه چند اینجا و چند آنجا
 بود صبح قیامت، صبح اول این قیامت را
 شماری هست با هر دانه باران رحمت را
 هر خیالم چون نگاه مست دارد رنگها
 اگر ایجاد میگردند صد دنیای دیگر را
 خدا رحمت کند پروانه فرخنده اختر را
 بگو آخر چه خواهی کرد قرآن مصور را
 وعده نا کرده را کردی وفا نازم حیا
 سر برون آرند از چاک دل خود دانها
 خویش را گم میکنم از نیست خالی جای ما
 صد بار بخوان یک غزل منتخب ما!
 تا نفس باقی است مگسل رشفه امید را!
 دیدها احوال بود آئینه احوال ما
 بر نقاب سایه مرهم دل صد چاک ما
 بحیرت کند مرقع تصویر سال را
 دو محراب از بهم آری همین یک خم شود پیدا

غباری خامت، از صحرای وحدت، شد جهان پیدا
 بر دوت شور کند خون شهیدان در حشر
 غافل، از شوشی شمشیر جوهر دار، ما
 یک بیابان بیکی دارم، چو آواز جرس
 سیل دردم، هر طرف شور دگر ننگنده است
 ای بقریانت روم طفلی! نمی دانی هنوز
 بیای خم نه تنه سایه در میخانه میرقصند
 بستی میروی. مست شراب از بزم ما زاهد
 دل پران ز بیم تنه باد نیستی لرزد
 بدین کم نگرود آرزو های دل عاشق
 غبار مشرق و مغرب بمژگان چون شفق رفتن
 چه نسبت با قیامت، جلوه آن سرو قامت را
 بهم رازیست فیض جود و استمداد حاجت را
 بسکه دل را غرض دادم در خم نیرنگها
 همان در خود تپیدی بسملت از تنگ میدانی
 کفن شد پرنیان از برق دیدارش، زهی طالع
 چه در دل نقش بستی آرزوی نفس را سالم
 خواست سالم بی عمل مزد عمل، گفستی: بچشم
 در لحد هم درد مندان از طلب غافل نیند
 جوش غیرت میزند بی اعتباریهای ما
 سالم! نشود هفته ایام مکرر
 همچو ماه آخره، کاهشت از بهر چیست
 حق و باطل میکشم سالم، بیک میزان عدل
 از سیاهی میکنند نقش نگین پهلوی تهی
 یک روز گم بباغ کنی جلوه در بهار
 خدا را این همه ای محسب! خمهای می، مشکن!

شامست . چو نظاره غافل سحر ما
 بره ، میریزم از نقش قدمها ، تخم منزلیها
 براه خاکساری سر بهم آورده منزلیها
 ما بیخبرانیم ، که یابد خبر ما ! (۱)
 وادی ایمن گمان بروم شب مهتاب را
 کمال شخص از آئینه نقصان شود پیدا
 چوپوشد مهر ، چشم از آسمان ، انجم شود پیدا
 وادی ایمن کند نور شفق شام مرا
 جلوه طازس باشد سایه بام مرا
 همان کاری که با قائل فتاد اینجا فتاد آنجا
 شنید از دور آوازی که یکدم ایستاد آنجا
 حرمت لطف ساقی گر نخواهی کرد یاد آنجا
 برابر کی شود وا دید مردم دید احوال را
 عزت ای پوسف مصری است ز یعقوب ترا
 دامن از قتل رقیب است چه مطلوب ترا
 که قفل گنج دارد در گره مشت زر خود را
 که با دستار میبچد برنگ شمع کاکل را
 که پکسویش بود خورشید و پکسوجوش اخترها
 میکشان را نشأ عقبی باشد و دنیا شراب

حواس بیخودی جمع است مدهوشی سکون دارد

قلع لبریز و مطرب مست و ساقی بی حجاب امشب

میکند شور که بیدرد هوا را دریاب
 خاطر شوریده طبعان با مدارا دشمن است
 عصای پیری من عشق فوجوانی هست
 شنیده ام که : ترا لکنت زبانی هست ! (۲)
 داغ کوتاهی پرواز پر طازس است
 بر قد طول امل این جامه سالم کوفته است
 بیزم عشق نشست آتش و هوا بر خاست

یارب اثری در نفس بی اثر ما
 برنگ ابر ، هر جا پا فشردم ، بوستانی شد
 چوریگ شیشه ساعت ، قدم بردار و واصل شو
 سالم ، چو فند قطره بدریا ، نتوان یافت
 دولت بیدار دانستم خیال و خواب را
 بنور ماه تو جرم قمر را میتوان دیدن
 دری گریسته شد سالم هزار از غیب بکشاید
 جلوه او دست گل سازد ایام مرا
 بسکه چون مجمر ز آه حسرتم پر رخنه شد
 بمحشر رفتم و زخم تغافل بر جگر بستم
 غزال شوخ دل رم خورده تادشت وجود آمد
 خدا همراه از میخانه سالم تا حرم رفتی
 چه دشوار است شکر نعمت دونان ادا کردن
 کرده جا بهر تو از دور نگاهش خالی
 چقدر ضبط نگاه غلط انداز کنی
 بی منم مرو ، محراب حاجت کن ، در خود را
 قیامت میکند آئین طفل ناز بیبایکی
 دو رو آئینه همچون صبح باشد برقع رویت
 هر دو عالم را دعا از ما شراب از ما شراب

ساقی امروز کجانی که هجوم باران
 غرق شد کشتی چو بر گرد سر گرداب گشت
 خزان طبع مرا سر و دستانی هست
 به نیم وعده ، دلم شادکن ، سرت گردم !
 سستی طالع ارباب هنر محسوس است
 تار و پرده عمر ناقص کو ازل باش و ابد
 هلاک مشرب پروانه ام ، که از مستی

چو علف بود که آن سرو ناز، دی بچمن
 سبک ز خاک شیبیدان مرو، سرت گروم
 نقش دل بباب که در خون نشسته است
 کدام کشته بدهوای خون بها برخاست
 این قرعه فتاد در آتش بنام کیست
 نشست مست و بذوق نما نما برخاست
 اعتمادی نیست بر هستی درین بحسر خبط
 هر دمی چون موج پندارم همین دم مانده است

وا رهاند روبروی خلق بودن پریم
 قوت اعضا به پیری که بساط زندگیست
 سالها ای درد! در پهلوی مجنون بوده
 شب چها در بزم میخلطید و وا غلطید شیخ
 در حریم کعبه دل عالم و جاهل یکجاست
 یک شبی هم بی تکلف میتوان با ما نشست
 روز در مسجدچه با تمکین نشست و وا نشست
 ره نوره و راهبر را راحت منزل یکجاست
 شد فضای دل پر از ریگ روان انقلاب
 از هجوم رهروان صحرا درین صحرا گم است
 متی بر گردنم از قامت خم مانده است
 رفته آب جوی عیش و جا بجانم مانده است

شیطان برو به بتکده و سجده بکن
 سالم امروز ببین صفوح از قافه خویش
 پسکه هر دم رود از رنگ برنگ حسنت
 عید نو روز خط سبز مبارک باشد
 عشق را، همسر و همتا، عشق است
 کیست در خلوت وحدت، گفتم
 این چه شور است ز دل پرسیدم
 آل پوشی بصفا را عشق است
 نبض نظاره بسمل پیونده
 میروند مست بمسجد از دیر
 زاله ذکر ترا طاقتم خاموشی نیست
 از خنک جوشی این بوالهوسانت، داغم
 از خار ملامت گل وصلم بکنار است
 ای نو بهسار باغ حیا میشناسم
 گر از نظر نهفته خرامی چو نبض صبح
 حیا پرور نگاهت، شوخ و شنگست
 در روزگار صورت آدم غنیمت است
 شب عید آئینه دولت فردای خود است
 هرق شرم تو باخیل پری گنار است
 که دگر سال نوی ناز ترا آغاز است
 با خدا عشق و خدا با عشق است
 آمد آواز که: تنهسا عشق است
 گفتم: خاموش که گویند عشق است
 برگ گل بند قبا را عشق است
 بدگمان قائل ما را عشق است
 سالم بی سروپا را عشق است
 دل که لبریز تو شد جای فراموشی نیست
 گله آنکه بما گرم بمجوشی نیست
 دست رد اغیار کلید در پار است
 داری هزار رنگ قبا میشناسم
 از آب و رنگ موج هوا میشناسم
 مسلمان زاد با شهر فرنگست (۱)

شهر احاکه نشین ملک خداست
 مگر میدوزد از بار ننگ آشوب مژگانست
 مهر او را خوب بیگونی مگر کینش بد است
 لا غل انتعین سالی کن که نمیش بد است
 نگفت کس که: فلان کوجه گلفروشی داشت
 هجر نس است که گونی: گنا هگار منسب!
 گفت تا فرهد قربانت شوم گلگون گزشت
 عکس در آئینه نیلی آمد و مجنون گزشت
 حسن ترا بچشم تو رندانه دید و رفت
 گوش این کوه جوانلاک بر آواز خود است
 پنهان بزیر برقع رنگ شکست است
 انصاف در قلمرو دلہای خست است
 یک معنی شگفته بصد رنگ بست است
 دستم بدانم که و چشمم براه کیست؟
 آخر اندوخته، انداخته میباید رفت
 حریف سکه زدن مرد کیمیائی نیست
 قبول سجده طاعت بجهه سائی نیست
 میان صید حلال و حرام فرق ضرور است
 بشهر حسن مگر عدل نیست کار بزور است
 که در جدائی بجز این قدر دل تو صبور است
 که بی نیازی ما هم، ز ناز کس، کم نیست
 که سگ گزیده زبانش زبان آدم نیست
 عشق است شب نشینان پروانه را عروسی است
 حیات ثانی آنها وجود فرزند است
 کریم را همه آفاق خویش و پیوند است
 ز حق گریختنت هم بحق گریختنت
 ز فیض جذبۀ حق خلوتم در انجمن است
 که هجر و وصل گل رنگ و بوی پیرهن است
 اضطراب دل طپیدن دست پروازم گرفت
 خرام ناز، تو گدسته بند تمکین است

چون خرابات جای امن کجاست
 مبادا چشم مست سرگران، از رنج آشوب
 چین بیشانی بود معراج نازای بوالغفل
 هر چه خیر تست سالم خوب میداند کریم
 گداخت چون شفق دیده، بر سر راهش
 مرا بشارت عفوای کریم! در عرصات
 ناز معشوقی ندارد فرصت سیر نیاز
 دور حسنت ریخت رنگ جلوه ناز و نیاز
 سالم جو عکس آئینه آمد بیزم وصل
 طور دل، سرمه شد از شعله دیدار، و هنوز
 از شرم عارضت رخ خورشید طلعتان
 یکسان برند لذت غم پاره‌های دل
 شاگرد اوستاد ازل بود نو بهار
 هم انتظار دارم و هم وصل چون هلال
 گرد بادی پی، گرد آورنی دنیا، حیف!
 شکست حالی ما باب خود نمائی نیست
 هزار قطره بد ریافتند که در نشود
 بصید گاه، تو عشاق جمع، و اهل هوس هم
 شکار خط شده دلہای صید کرده زلفت
 زسنگ خاره مگر بوده ای حباب خمیرت
 اگر توافل انلاک نیست کم، غم نیست
 حدیث نفس بود شور عقل سودائی
 دو شهر از چراغان شور تجلی افتاد
 نه قائلم بتناسخ ولیک میدانم
 کدام چشمه و جو را بیسر راهی نیست
 صبور باش بفطنت که، همچو موج محیط
 برنگ آینه قرآن که در کلام کسی است
 تمام خون دل یعقوب، زین معما شد
 قوت بالم، چو مرغ نیم بسمل، رفته بود
 برنگ نشو و نمائی نهال فصل بهار

دعوی مکن زمین که و آسمان کیست !
 هر گوشه ، دین دیگر و دنیای دیگر است
 حاصل هر دو جهان ، درگذر است
 دیوار خانه ها ، پی سیلاب جاده است
 این کار قوت کمر کوه طور نیست
 باری بگو که اسم خدا الغفور نیست
 بلبل پر بسته در پس دیوار هست
 خانه برانداز مه ، خانه نگهبان هست
 ریگ صحرا استخوان سوده دیوانه است

پای سیر عالم آبت چو یونان کو میش

غوطه خوردن در خم خالی چون افلاطون خوشست

هنوز کرده نگاه می واپسین نشست
 دوری برای کشتن اهل وفا بست
 همین که چشم کنی باز عالم دیگر است
 هوا ، تصویر چشم نیمخوابست
 یونان کهنه ایست که آتش گرفته است
 بگزار باطنش مری نای گرفته است (۱)
 هیچ کافر نشود آه بدونان محتاج
 عاشق گناهگار تو آه گناه هیچ
 گاهی ز دور ، بر سر لطفند ، و گاه هیچ
 چه آتشست که در خانه کمان افتاد
 سخن ، گرد لبست ، صد بار گردد تاجدا گردد
 گردش ایام گونی جنبش گهواره بود
 فردا که ، کار غفواست ، او را کریم داند
 بگش بباغبان آب از ته دیوار می آرد
 حرفی که از نگاه تغافل شنیده بود
 بآئینی که ضعیف دوستان از دوستان رنجه
 بصد منت شود زاضی بصلیم و راتیگان رنجه

افتاده ام پبای خود ، ای محسب برو !
 زاهد برو ! بشهر خرابات و سیر کن
 آبیارا بدو دست ، آخر هیچ
 سالم بروی حادثه ، در بستنت خطا است
 برداشت تا بسینه دلم سنگ زور عشق
 ناصح اناده چیست ! برو از خدا بترس
 برگ گی را زباغ ، فرصت پرواز باد
 باش که دارد ، دوسر ، گردش دولاب چرخ
 خاک مردان پائمال جلوه مستانه است

روز مشهد ما ! یک زمان سرت گردیم
 ای بیوفا ! ز دور مزن ، تیر بر دلم
 نظر چو ابر ، چه پوشیده ، تماشا کن
 طلوع صبح ، دارد رنگ مستی
 هستی که مرگ خانه خرابش گرفته است
 ساقی بجان نائب مضمور رحم چیست
 در طلب ، سوخت برهن دل بت ، آب نشد
 گفتا : ز جور آه مکش ! گفتم : آه هیچ
 عاشق بماه مانند و خوبان چو آفتاب
 کمان ، بدست حنا بسته بتان ، افتاد
 زلکنت نیست کز لطفتم بتمکین آشنا گردد
 در شباب و شب چشم دل ز غفلت وان شد
 امروز کار من بود ، عصیان تمام کردم
 بخاک ما شراب از پای خم خمار می آرد
 پنداشت وعده بسل ناز ، و ببحر برد
 لیش با بوسه نیمی جنگ و نیمی آشتی دارد
 نگاه گوشه شمش بطفل تند شو مانده

هر که دل سوخته از خلق کناری گیرد
 برق ، چاروب خرمن ما بود
 آمد بسر قیامت و فردا تمام شد
 چون شمع دو بار میگدازد (۱)
 نه چشم وصل تو ام فی دل جدای بود
 چقدر علم نیا، وخته آموخته شد
 از ساحل گذاشته گرداب میچکد
 که زیر گل، مبادا سایه خاری، نهان باشد
 در آید تا ز در چون ماه تابان در کنار آید
 خیر دهند بهستان که دور دور شما شد
 قد کشیدند دناز و بخمیدن رفتند
 خیر گوشه چشم تو بمژگان فرسد
 نوبت سجده طاعت بمسلمان فرسد
 آه بر کوه نیفتد به بیابان فرسد
 رندی که چو ساقی پسری داشته باشد
 بآئینی مسلمانی که، از شهر فرنگ آید
 چشم حیرت چون چراغم بر در دیوار ماند
 صدای پای رهرو، شیر را از خواب بردارد (۱)
 ای شب! تو زنده باشی و عسرت دراز باد
 دوری حجاب دیده بینا نمی شود
 سالم تمام میشود اما نمی شود
 در آتش چون سپند افتاد آتش در سپند افتد
 ملک گر بوسه بر لعلش زند تبخال میگردد
 آنقدر نیست ، که چشم هوسی ، سیر شود
 تا قیامت رسد و زنده کند دیر شود
 که بعد از آشتی هم پای رنجش در میان ماند

این بخت مگر بند قبا داشته با شد

خود را بتکلف نتوان بست بجنانان

چون سپند از نفسش ، بوی دل می آید
 حاصل عمر هیچ گویا بود
 آیا دگر چه روز کنی یاد وعده ات
 دل اول و آخرش گداز است
 بگرد مهر تو ، چون سایه ، عمر ما گشتم
 پرتو میکده بر مدرسه شهر افتاد
 در بحر عشق منزل آرام کس ندید
 بروی گل، بگشش میخرامی بی خبر ، ترسم
 چه باشد گر بسر آید فراق یار و یار آید
 ز صحن میکده تا بام ابر، گردش جام است
 اهل نخوت همه ، چون تیر هوائی، بجبهان
 چه بلای که در انداز قیامت نگهت
 گر شود قبله نما طرف نفاقت ، ترسم
 برق آهی که ، شب هجر نشردم ، بجگر
 با دختر رز شب همه شب مست نخواهد
 نگاه گوشه چشمت ، برحم است آشنا ، اما
 در شب وصلت ز بس محو تماشا مانده ام
 اجل دیوانه وضع و عمر مست جلوه ، میترسم
 یک عمر خضر، تشنه ایز فیض ، بوده ام
 دیدم ز بام بتکده صد بار کعبه را
 افسانه دورنگی دنیا چو روز و شب
 دل آید در محبت طالب و مطلوب بر گردد
 چسان باشم باین آلودگی گرم تمنایش
 بر سر خران جهان ، نعمت الوان مراد
 قد برافراز ! بخاک من و ایجادم کن
 نرنجانی چو زخم تیر ظالم ناتوانی را

بر لب دریا خیال تشنه لب تبخال بود
 کدام سایه ز خود رفت و آفتاب نشد
 بخاک خمکده، انگور قا شراب نشد (۱)
 مگر کریم کرم های خود حساب کند
 نظاره ام چو ناله ز دیوار بگذرد
 شعله برخاست ، خاکستر نمی دامن چه شد
 عالمی مجنون شد و فیض بیابان کم نشد
 متاع گم شده را ، دزد پاسبان باشد
 که درد ته نشینش پرتو مهتاب میگردد
 صبح نزدیک است میترسم شکایت سر شود
 فلک در دامن شب، این قدر فردا، کجا دارد

پاک طبعان ، چون صدف خوردند ، گریک قطره آب

بحر را از پرده ، ابر بهساری بیخند

ذوق هستی ، بمیان دو عدم ، یافته اند
 همه از پیر خرابات ، رقم یافته اند
 گنجها ، در قدم قامت خم ، یافته اند
 که صدنا سوز زخم از خار خار شوق او دارد
 سایه من سنگ روز پرتو مهتاب بود
 که می آید سبک از دور و با پروانه میسوزد
 تماشا نیست ، گویا خانه بیگانه میسوزد

لطیفها با عاصیان ، لطف الهی میکند

هر چه خواهی کن ، که آخر ، هر چه خواهی میکند

عکس، در آئینه ات، همطالع اسکندر است
 چرخ با ابروی مشکینت نسجد ماه نو
 میتواند کرد ، در دیر منان، جام صبح
 میشیند بر سریر و بادشاهی میکند
 اینقدر فرق از سپیدی تا سیاهی میکند
 آنچه در مسجد ، دعائی صبحگاهی میکند

گردلت میداشت ، شوری چون جرس ، در راه شوق

هر کف خاک که طی میگشت ، جای ناله بود

ز نهار وقت قتل مبندید دیده ام ترسم ، بغیر قاتل خویشم ، گمان رود

پیش ازین میسوخ بر سائل دل اهل کرم
 فزای هستی موهوم کیمیای بقاست
 نشان نیافت فلاطون ز حشر روحانی
 شمار جرم نیامد ز بنده زوز حساب
 محروم نیستم ز تماشا برون در
 نیم شب، پروانه دیدم که، بیتابانه سوخت
 قسمت خود برد سالم هر کس از دشت جنون
 دل ریمده بود در پناه او ، سالم !
 تجلی باده چون صبح صادق در قند دارم
 شور حشری خفته، در خاکستر پروانه است
 بذوق وعده ات ، عمر ابد بالذ بخود، ورنه

که چنان صبح کند جلوه ، و فردا چه شود
 بتر مستی و من سحر دعا تا چه شود
 هر لحظه برنگست نیادم چه توان کرد
 نمانه سینه‌خانه گزارم - چه توان کرد
 اوزر دل بر مگردد گرمه نظیر بر گردد
 رود سیاه دغبالش جوان ره پیر بر گردد
 همان بصر است پیکان از هوا چون تیر بر گردد (۱)
 بهشتی است آنجا که آدم نباشد
 نظر بر قلم هوش در دم نباشد
 که جزو کر شود او خویش را بگل بسپارد
 تا چند بهمه راز نگویند کوی چند
 بستند بدولت بهمه چشم تری چند
 از آمدن پایان محبت خبری چند
 کس ندانست ، که قربانی انداز ، که بود
 فتنه در پنی این کاروان گدائی چند

خدا را اهل کنعان ! بر در بیت الحزن ، هوی

نیمی از سفر آمد که بوی پیرهن دارد

غریبی دست بر دل ، تکیه در خاک وطن دارد
 پرسی چو از زمین سخن از آسمان کند
 چون موردانه کش همه ، پس پس دویده اند
 صد نامه را بشوخی مژگان دریده اند
 می بجوش آمد ، شما هم غریق ، پیدا کنید (۲)
 غرق دنیا کشتگان ، دست کرم بالا کنید (۲)
 چو خاکستر هنوز از شوق آتش زیر پا دارد
 کلاه کج کلاه من نگاهی بر قفا دارد
 که در صحرائی پر گل بر قدم نقش قدم چسب
 که بر مهتاب بار سایه گل هم گران باشد

دیده ام شب ، همه شب باز چو اختر مانه
 شب قدر است کواکب بخند آمینی
 چون ابر ، شب ماه به نیرنگ خیالت
 از بتکده زلفم بحرم مست ، چو سانه
 ز قائل سرفتا بدم شمشیر بر گردد
 غزال صید گاه آرزو ، یکمهر ره دارد
 نه بنده برقفا ادبار ، دست جور ظالم را
 دل وحشی از خلق را غم نباشد
 نه از حال کوی اگر چون حیابنه
 همین حکایت پیوند برگ نخل به نخلست
 فریاد ز عرض هنر بی هنری چند
 در راه طلب خانه بدوشان سراغش
 هر خار که بینم ، بیره شوق تو ، پرسم
 بسملی ، دوش ازین شهر ، بخت بردند
 عناصرند بدنبال چرخ ، سرگردان

مهر برگ خزان ، ای باد یکدم از چمن ، بیرون
 دیوانه اند قام خدا این منجمان
 بار گران جاه که ، دوفان کشیده اند
 ناز بتان جواب خدا هم نمی دهد
 زاهدان ! او شد سر خسهای چشمی وا کنید !
 دست غیب سائل شاید که باشد در کمین
 عبار کوی او گردید و درد دل نشد زائل
 نمیدانم کدامین صیدش از دنبال می آید
 گرفتار است درد نیا حریص از سمی خود سالم
 صفای وقت عارف زنگ غفلت بر نمیتابد

۱- خوشگو و ریاض الشعرا و تذکره بینظیر و تذکره شعرائی متقدمین دارد .

۲- خوشگو دارد .

ناز با گردش چشم تو مدارا میکرد
 یک محال از تو بصد رنگ تمنا میکرد
 درونم چون گل رعنا بسوزد
 هلال عید که امروز کار فردا کرد
 فالمثل سوخته گر گوشه دامن باشد
 چو الکن گفتگو مهر لب اظهار میباشد
 که : خاک افتاده در سایه دیوار میباشد !
 که پیران را بدینا آرزو بسیار میباشد
 بیش آهنگ طلب کردست سائل ، شد چه شد
 دور فلک بگردش چشت تمام شد
 ز یکسو کاروان از پافتد یکسوسر غلطه
 که نقش پاش نشیند صدای پا خیزد
 بگو که : نام خدا روز و شب برابر شد
 ز بدستی سبک از جای بر خیزد گران افتد
 الهی ! این نسیم صبح را ، آتش بجان افتد
 هر طرف شور : چرا زود نمی آئی ! بود (۱)
 داری بهانه ز وفا دلنواز تر
 زاهد بیا بمحشر از ما حساب بردار
 تو از پشان شده از صحبت ایشان برخیز
 من که ، دست راست را از چپ ، نمیدانم هنوز
 در نظر ، ای از نظر پنهان ، توی پیدا هنوز
 مینماید سایه گلهای بلبل جا هنوز
 بوی می دارد ، مزین این شیشه بر خارا هنوز
 نموده سایه گل کرده بهار امروز
 آنچه می خواست دلت نام خدا شد امروز

در میان خلق باشد زنده دل با پار خویش

جوش اختر ماه را غافل نکرد از کار خویش

فقیر آرزو مصرع دوم را چنین بهتر می داند !

شب که طوفان غضب بود قیامت نگهت
 یاد آن لذت دشنام که دانست دلم
 سراپا گر بمالم مستدل تر
 اشارتست که دنیا برای آخر تست
 آتش عشق محیضت شود آخر چو هلال
 زبان مردان حق را پرده اسرار میباشد
 مگر رحم آیدش بر حال دل ، روزی بگویندش
 مپرس از داغهای حیرت برگ خزان سالم
 ده برابر از گدا چشم طمع دارد کریم
 دیگر چه انتظار قیامت کشد کسی
 چه دولابست راه سعی دنیا دام لغزیدن
 براهت این همه فرصت کجاست رهرو را
 درین بهار مگور : پاده شب به از روز است
 چه مانند است مغلوب غضب تیر هوایی را
 چه بیدردانه بر خاکستر پروانه می غلطد
 آن قیامت قد قائل که بتکمین میرفت
 سالم فدای وعده عذر آفرین تو
 عفو کریم دارد با عاصیان شماری
 گر برانند ز خود سوختگان ، چو سپند
 سبزه و زنار را سالم ، چه میدانم که چیست
 چون شفق میوزدم دزدیده دیدنها هنوز
 دلبر عاشق نوازم دی بگلشن رفته بود
 مشکن ای زاهد ! دل مستان بستگ اختلاط
 بصحن باغ دوبالاست مستی بلبل
 سیر دارد بچمن ابر کجسانی مساق

در میان خلق روشن دل بود با یار خویش

چون صدا پیچیده در گنبد دستر خویش
 بمیزان نگاه نیم مست و نیم هشیارش
 که در ماهی شی از دور میماند بر خسارش
 ببهار نشاء می بهوای رنگ رنگش
 که در یک پیرهن خوابیده شمشیر تو با خویش
 تکیه کردم چون سینه از ضعف بر فریاد خویش
 سیر کردیم تاجل بمنم خانه خویش
 سیر دارد کبریا نام خدا میزیدش
 در دهر نیست هیچ فنای فنای محض
 ز تاب زلف، کند دست رعشه دار، چه حظ
 رسیده بود شکری ز غیب، اما حیف
 راهرو را زود از پا افگند در آب سنگ
 در ره عشق تو یک قافله منزل دارم
 زبان شکر غم عشق چون کباب ندارم
 چون سایه پلنگ گستان حیرتم
 چو عکس آینه، آئینه دار خویشتم
 هر کجا در ره غم، خار میلان دیدم
 چو نغمه خنده زفان از میان برون رقم
 پر پروانه افتاده از چشم چراغانم
 صلح با گبر و مسلمان دارم
 ز دور بینم و چون ماه نو سلام کنم
 ازین دو کار بگو، آه تا کدام کنم
 بقدر قرب، ترا در حجاب می بینم
 چون شفق من میروم اما نمیخواهد دلم
 تنور نوحم و از آبروی خود سیرم
 جدا از هر دو عالم گوشه آباد میخوام
 لذت تیغ تو تا حشر نگهداشته ام
 بر بام دل بذوق شنیدن برآمدم
 بر اوج رفتش بخمیدن برآمدم

این قدر، ای شیخ! شور مجلس آرای چرا
 شکوه ناز سنجد وحشت و انس تغافل را
 کند مه پشت چشمی نازک و بالا ز خود بینی
 در میفروش باز است سر شیشه جان ساق
 قیامت چون کند تکلیف بیداری شبیدی را
 بود محتاج عصا بی صبریم در راه شوق
 از فروغ دل بیدار چو فانوس خیال
 سایه برگشته مژگان چین ابرویش شود
 فرصت مده ز دست که جز فوت وقت تو
 هجوم کرد چو پیری، ز وصل یار، چه حظ
 ز بام فرصت عمرت، پرید عشقا، حیف
 سخت دشوار است سالم آفت شرک خو
 نقش پای طلبم آئینه آرامت
 ز جوش خون محبت چه زنده گشت دل من
 پرکاریم ز جوش هنر محو سادگی است
 توان ز صورت من، معنی مرا فهمید
 چیدم و در گره آبله دل، بستم
 چو تار ساز فلک چیده بود دام شکار
 غریب شهر خوبانم که پرسد از دل سالم
 کار، چون سایه، ندارم بکسی
 چه لازمست که یک شهر آشازو را
 غریب خلق شوم یا گدای حق، سالم!
 هلال وار شدم همنشین مهر، اما
 از نگاه واپسیم رو متاب ای آفتاب
 نیم گرسنه نان گدای این خلق
 رمد از همنفس تنهائیم چون عکس آئینه
 زخم دل به شدن من، نه زبیدری بود
 از درد فالت چو کشیدم سینه وار
 پست است بسکه پایه گردون چو ماه نو

بجای طره همچون شمع بر دستار میبستم
 ز هم دیر و حرم چون شیشه ساعت، جدا کردم
 چون هلال، از شوق هرشب، یک بفل بالیده ام
 تا شور وحدت از دل دریا شنیده اینم
 پر پروانه مکتوب است و پیام زبانی هم
 خوش مرقع پوش مذهبهاست رعنا مشربم
 جلوه کردی و رفتی که، من از کار شدم
 در سر کویش دل اندوهگینی یافتم
 سونش الماس باشد جوهر آئینه ام
 زیر لب صد خنده دارد جوهر آئینه ام
 گره بند قبايت بنگه را کردیم
 دام میگویم گریبان میدرد بال و پر
 محتاج دوست بودم و محتاج تر شدم
 چو شور دیر و حرم بشنوی نامل کن
 چنین بناز خرامان شو و تغافل کن
 ز جانان یک نگاه گرم و از ما جان فدا کردن

چه پوشی، چون صدف از چشم سائل، داده حق را

چو ابرار قوت توفیق داری، دست بالا کن

خود بخود از پای سالک خار می آید برون
 بهر جانب که رو کردم خیالت شد دو چار من
 هر چه خواهی شو بدنی صورت دنیا مشو
 صیاد بی پر کرده ایست

چشم خواب آلود ناز و عشوه بیدار تو

مشاهده یکسو آئینه یکسو (۱)
 بعمر رفته کنون زنده ام مگر بی تو
 گل میخورد قسم بر نازنین تو
 گوشت نبسته از در طرف در کمین تو
 بر خیز و برو، کم شو، آخر چه بلای تو؟

سر گیسوی برق میبریدم در طلب سالم
 ندانستم رهی از کفر تا دین هست پنهانی
 در تمام عمر، از یاد تو، گدبا چیده ام
 ز ناز شرک قطره ما خود بخود گسیخت
 ز خود غائب شود عاشق چو در بزم حضور آیم
 چیده از گزار یک رنگی چه گدبا مشربم
 ای جوانی چه بلا برق ترقی بودی
 های این گم گشته گرساحب ندارد، از منست
 در دلم، از خار خار عشق، صد نیش بلاست
 عیب این آدم نمایان از دلم سالم بهرس
 چکنند عجب محسوب بانسون نسیم
 موج پروازم شرف صیدگاه کیست، های
 شادم که از صدم پیچوردم ز لطف خواند
 درین دو بیت ممان هزار و یک نامست
 ز خون پگنگمان گر بچشر پرستند
 چه آسان سبح دور جلوه خورشید میگردد

رشته سوزن ز سوزن عاقبت مانند جدا
 نیاید سایه بیرون از حصار آفتاب خود
 این قدر چون سکه از طول امل بر زر میبچ
 خوش کمین گاهی و خوش

چشم خواب آلود ناز و عشوه بیدار تو
 مدهوش افتد از تاب آنرو
 ز هستم، اثری وقت رفتن تو، نبرد
 جان بهار حسن چمن آفرین تو
 در پیش خویش هم مکن افشای راز دل
 گفتم که: مگو واعظ بگذار سر پیرت!

حرص آخر میدرد چون آسیا پهلوی تو
 میشود پای سلوک خامه را زنجیر مو
 بر خیز ، گم شو ! ای ز خدا بیخبر ، برو !
 زاهد برای دیر مغان استخاره
 چند با این همه دیوانه کند جنگ کسی
 صد نگه در شب مهتاب کند رنگ کسی
 بین خاکستز پروانه ! ای باد سحر رحمی !
 شهر خالی است ز دیوانه بصحرا نروی
 بر افتاده پای مگذار باری
 زخم کاری نرسد ار بدل از ما رنجی
 عالم آب است اینجا قطره می دریاست می
 خم اگر زین عالم است از عالم بالا ست می

کار دندان چند فرمائی شکم را ، ای حریص
 رشته داری از تعلق بار طبع سالک است
 واعظ بدیر وعظ مگو ! این نه مسجد است
 هان استخاره ات بحرم ره نمی دهد
 کاش در دامن دنیا نزند جنگ کسی
 چه بهشتی است که چون هاله ، یک جام شراب
 بتاراج فروغ شمع بی رحمانه می آتی
 کودکان چشم برآهند ز هر سو سالم
 نگیری اگر دست یاری چو اعمی
 چکنم طفل و پیکان تو نو مشق جفاست
 چون حباب می زمین و آسمان ماست می
 زینهار از درگه میخانه ، مگزر بی سجود

چه میخواهی ، حساب خانه دنیا ز من ، سالم

دوروزی شده ، من هم چون تو مهمانم ، چه میپرسی ؟

ابر است و بهار و بوستان می	هو	بکشید	میکشان	می
در خکمه می بجوش آمد	خوش	باشد	پیر	می جوان
با دشمن و دوست باده صافست	زاهد	قدسی	بامتحان	می
بمثل اگر جهان راهه آب برده باشد	چو صدف	تو کار خود کن	بکسی	چه کار داری
روز محشر که رسی ، بر سرم ای قاتل من	از تو	میرنجم	اگر شکوه	بیجا نکنی
ادب این است که با سمی توکل باشد	دست و پا	تا نرفی	تکیه	پدریا نکنی
زیکسو میکشد بارش زیکسو دست بردارد	مراد	مرد دنیا	آب دولاب	است پنداری
میان آتش دنیا چه میروی چو سپند	غرض	کدام!	چه مطلب!	چرا! چه میخواهی
میگفتی ای وفا که : بکار آیمت بسی	کی ،	در کجا ،	بکار که ،	حاشا نیامدی

چو سیخ از تشنه کامیها ، کبابم ، لیک میترسم

که آتش گر چکاند دو گلیم آب میسرنجی

غنیمت بود شب بیتابیش ای ناله درکویش	بدرد	من رسیدی	گو اثر در	یار کم کردی
بجای سجده چشم ناز میکرد	تو کافر!	گر خدا	میداشتی	های

دو مصرع چون دو لب شد گرم وصف خامه ات سالم

بل میخواست طبعت بی تکلف آفرین گوئی

چه واقع شده که ! کم می آتی و بسیار میرنجی
 سرت گردم ! نمیدانستم این مقدار میرنجی!

تاراج کن نور قبولم گنه است
 چون اخگر آب دیده رویم سیه است
 در عالم هستیم مکرم کردی
 برداشتیم ز خاک و آدم کردی
 این عمر، خیالبت بچشم بینسا
 هر چند که آئنده نماید فردا
 در هر نفعش دو صد ضرر پنهانست
 چون، سود ربا خوار، همه تاوان است
 غم شور کند بدرد سرگوشی کن
 با سایه خود چو مور همدوشی کن
 در بحر وجود غافل از کار خودیم
 همسایه دیوار بدیوار خودیم
 گردد بصد اضطراب از حال بحال
 بندد به تنور حرص نانی بخيال
 تو سرکش و مغرور باستنایت
 میلرزم و بوسه میدهم بر پایت
 امکان بقیاس هیچ اندر هیچ است
 چون سایه بنای منزلت بر هیچ است
 زور تو، نمی رسد بمن، اینها چیست
 هیچ من و هیچ تو، برر! غوغا چیست
 آسوده بمرده نیی ایشان اند
 یعنی بحقیقت دو تن و یکجان اند
 (۱۳۳ ب - ۱۳۹ الف)

یا رب نظری ز لطف عالم تبه است
 افسوس! ز گریه ریائی، افسوس!
 از لطف چو کار خلق عالم کردی
 قربان شوم، ای کریم! احسان ترا
 دنیا هیچ است و هستیش جمله فنا
 چون صیغه جهد است بهمنی ماضی
 دنیا همه پر شور و شر و افغانست
 یک ذره حلاوت نتوان یافت درو
 دل ناله کشد خبر بخاموشی کن
 در عجز بخاک اگر برابر نشوی
 افسوس که کوچه گرد پندار خودیم
 خود را نشناختم هر چند چو موج
 غافل ز پشی مطلب موهوم محال
 چون شعله جواله حریرص دنیا
 من عاشق دل سوخته و شیدایت
 چون سایه شمع از شکوه دیدار
 این هستی فانی که سراسر هیچ است
 غافل چه بخواب رفته در ره سپل
 ای عقل! عتاب بامن شیدا، چیست
 همدار که میزند جنون بر دهنش
 شیخین در اصحاب چه عالیشان اند
 در سایه مصطفی است بوبکر و عمر

سفینه خوشگوار: اصلش از جنت نظیر کشمیر است. گویند برهنم پسر بود، شیخ محسن فانی، که عارف فاضل و شاعر و استاد ملا طاهر غنی بود. چنانکه ذکرش گذشت - او را مسلمان کرده، و همچنین مسلم نامی دیگر از نظر کرد های شیخ بود. اگر چه طاهر غنی ایهام را بکرمی نشانیده، اما جناب حاجی طرز خیال را - که عرش الکمال است - بالاتر از چرخ نهم رسانید و مدق بخدمت بادشاه زاده عالی جاه محمد اعظم شاه اعتبار کلی داشت.

وقتی که شاه در احمد آباد گجرات بود (۱) رخصت حاصل کرده به سعادت حج فائز شده باز به هند آمد. و بعد کشته شدن بادشاهزاده، به عزم وطن چون به دهل رسید، به شوق ملاقات حضرت مرزا پیدل - که با هم اخلاص قدیم داشتند - رفت و صحبت شمر به میان آمد. مرزا مرحوم از دیوان کلیات خود چند شعر بر خواند. حاجی گفت: این همه شنیدم آنچه درین روزها بر حاشیه نوشته شده، ازان هم باید خواند. و غرض ازین آن داشت که، ترقی فکر معلوم کند. مذاقت از اینجا تصور باید کرد که با همچو مرزا پیدل این قسم حرف زده. مرزای مرحوم در تمام عمر دیوان کسی بتلاش طلب نفرمود، مگر دیوان حاجی که چند شبانه در مطالعه داشت و حساب می گرفت. در همان سال هزار و صد و نوزدهم (۱۱۱۹) که به کشمیر رسیده از بار عنصری سبکدوش گردید. خیلی شاعر بلند تلاش عالی فکر و نازک خیال والا پایه بود. و اگر چه دیوانش زبده از ده هزار بیت نخواهد بود، لیکن همه استاده است. چنانچه خان صاحب و قبله آرزومندان نوشته اند که: فقیر فیوض و برکات بسیار از دیوان ایشان دیده عجائب معنی بندی است. رحمت الله علیه. این چند شعر آئینه خیالات است:

بهار آمد کرا دامانت ای ساقی بچنگ افتد
میان شب و آدینه می ترسم که چنگ افتد

ندارد دختر رز حسن عالمگیر افیون را
چه نازی در سر است این لیل یک شهرمجنون را
ز راز طور و ایمن هر که بوی برد، میداند
که رمزی بود با فرهاد و مجنون کوه و هامون را

دل آید در محبت طالب و مطلوب بر گردد	در آتش چون سپند افتاد آتش در سپند افتد
شکوه ناز سنجد وحشت و انس تغافل را	به میزان نگاه نیم مست و نیم هشیارش
آل پوش به صفا را عشق است	برگ گل بند قبا را عشق است
به بین چو ریخته نخل اعتبار خواری ما	رسیده است بممرج خاکساری ما
باین مرهم که دارد وعده دور از وفای او	اگر زخم جدائی به شود ناسور میگردد
اگر چشم هوس بیند ترا در خواب می رنجی	کشد و رسایه ات را در بنل مهتاب می رنجی
در نفس قید تو دارد سیر فانوس خیال	صد چمن بر کرد سر گردد گرنزار ترا

۱- بتاريخ ۳ شوال ۱۱۱۲ (۲۵ سال عالمگیری) شاهزاده محمد اعظم بصریبدری احمد آباد گجرات فائز شد و از دهام (مالوه) بگجرات رسید. (مآثر عالمگیری انگلیسی ۲۶۶) تا چهارم جمادی الاول ۱۱۱۶ (۲۹ عالمگیری) آنجا بود و بعد ازان بصریبدری برهانبور و اورنگ آباد تقرر یافت. ابراهیم خان از کشمیر عوض شده با احمدآباد رسید. (مآثر عالمگیری انگلیسی ۲۹۵) - ظاهر است که اسلم در بین سنوات ۱۱۱۲ تا ۱۱۱۶ هجری رفته باشد.

حاصل عمر هیچ گویا بود برق جازوب خرمن ما بود
 حکم فرما که شهید تو بروز محشر بنشیند بسر راه تو یا نشیند
 میطهد زیر لیش ، نبض تبسم ، در عتاب بوسه یک آغوش باله برخود از دشنام او
 خوش بیا ! ای سرو گل رفتار می آئی، بیا ! مست می آئی بیا ! هشیار می آئی بیا !
 تویی در دیده ام امشب که از شادی نگاه من بگرد مردمک چون شمله' جواله میگردد

چو دو لایب این سپهر بیمرور تشنه کامان را

دمی آبی نه بخشد ، تا بگرد سر ، نگرداند

بگریه که گره در گو شود ماتم که حلقه بر در دلهای درد فاک شدم
 سرخوش بر آن لب غلظت تبسم چون موج بر می پهلوی به پهلوی
 در رکاب تو من ناز تو ، از جوش عرق سره' چشم و حنائی پای' خوبان شسته شد
 غبار تربت مجنون و کوهکن خون شد بکوه و بادیه از بس گریستم بینو
 شدم گدنام در شهر فراموشی چنان سالم که میگیرم سراغ خویش از نقش نگین خود
 مخمی بسیار خوب گفت که بند اولش این است :

این نه میخانه جنت الماوی است آب و رنگ قلمرو دنیا ست
 وه چه معموره' خوش آب و هوا ست چون خرابات جای امن کجاست

شهر حاکم نشین ملک خداست (۴۸ - ۴۱)

ریاض الشعرا : حاجی محمد سالم اسلم از برهمنان کشمیر بوده . آخر بشرف اسلام
 مشرف شده بزیارت بیت الله الحرام فائز گردیده و از آنجا پهنه آمده مراجعت نمود . در خدمت
 شاهزاده عالیجاه محمد اعظم شاه ملازم گردیده . طبعش در فارسی درستی تمام داشته .
 تذکره' بینظیر : شاگرد شیخ محمد محسن فانی کشمیری است . مدق در مصاحبت
 محمد اعظم شاه خلف خلده مکان ماند . آخرها وقایع نگار کشمیر شد . خوش کلام است و این
 چند گوهر از آن نظام :

میروم دو بر قفا ، در انتظار کیستم زخمی' گم کرده صیادم ، شکار کیستم
 گل شوق که یا رب صبحدم در باغ بو کردم زمین تا آسمان مانده شینم جستجو کردم

دارم از شوق سخن ، گنج روان در زیر پوست

هست پنهان صد کتابم چون زبان در زیر پوست

در کنار پرده' یکسرنگی' دل شد نهان

هر دو عالم چون دو طفل توامان در زیر پوست

صفحه ابراهیم : از برهمنان کشمیر است نظر بشرف اسلام که اسلم

ارباب شاکردی شیخ محسن فانی لیاقت و خوش زبانی حاصل کرد. مدتی در زمره محمد اعظم شاه ابن عالمگیر خلد مکان بود. از راه دکن به حج رفت. بعد زیارت و مراجعت انقراض دولت محمد اعظم شاه، در سلطنت بهادر شاه، نیز بآبرو گزرائیده. بمسجد فرخ سیر پادشاه در کشمیر بسال یکهزار و یکصد و نوزده هجری ارتحال نمود. شاعری معنی تلاش و نازک خیالست. اکثرش اشعارش در بادی النظر بفهم ندرسه بدین جهت در دل سخنوران فصاحت بیان کلامش است. اشعارش مدون است. (۱۸۵ الف)

نتایج الافکار : شاعر پستندیده شیم حاجی محمد اسلم که سالم تخلص میکند، اصلش از خطنه دلپذیر کشمیر است. یکسب کهالات ممتاز عصر و در نظم. پردازای از همطرحان میرزا بیدل و میر محمد زمان راسخ و حکیم حسن شهرت بوده. بلیاقت ذاقی از ملازمت شاهزاده محمد اعظم شاه بهره اندوز گشته اعتبار تمام بهم رسانده. و در هنگامی که شاهزاده از پیشگاه عالمگیر پادشاه بنظامت گجرات مامور بود رخصت حرمین شریفین گرفت و بعد از فراغت از حج باز بدستور سابق در سایه عاطفت شاهزاده جا یافت. و پس از وقوع محاربه فیما بین بهادر شاه و محمد اعظم شاه و کشته شدن اعظم شاه، تنگدل شده دل بمزیمت کشمیر نهاد و بتقریب انزوا خدمت و قانع نگاری انجام از حضور شاه عالم بهادر شاه حاصل نموده، بکشمیر رفت. در همان سال ۱۱۱۹ هـ تسع عشر و مائة و الف تن بقضا در داد. ازوست :

از سیاهی می کند نقش نگین پهلوتی
بر نتابه سایه مرهم دل صد چاک را (۱)
ز لکنت نیست گر لطفت بتسکین آشنا گردد
سخن گرد لب صد بار گردد تا صد اگرد (۱)
غبار کوفی او گردید و درد دل نشد زائل
چو خاکستر هنوز از شوق آتش زیر پا دارد

(۲۴۳)

تذکره شعرای متقدمین : حاجی محمد اسلم سالم از نوکران عمده اعظم شاه است بسیار خوش فکر و معنی یاب است و دیوانی منتخب دارد.

شمع انجمن : از همطرحان بیدل و راسخ و شهرت بوده. و حج گزارده و در سایه عاطفت شاهزاده محمد اعظم شاه برمی برده. در کشمیر ۱۱۱۹ هـ تن بقضا در داد. ازوست :
(دو بیت دارد که در نتائج الافکار ثبت شده) .
(۲۱۴)

۱۱۵ . خواجه عبد الله سالی

طفرای منشور رنگین کلامی خواجه عبد الله سالی . خواجه کیش در بخارای سخنوری مسلم و شعرش نزد ارباب خرد برهان سلم :

بخونم غوطه زد الفت دل بی کینه شد پیدا
 شناور گشت اشکم گوهر آئینه شد پیدا
 رنگ از روی گل و بوی ز سنبل برخاست
 ببلان رفته ز خورشید درین بستان کیست
 سرمه دیده خود خاک رهش میسازد
 یا رب این پیش رو خیل سیه چشمان کیست
 از رقم کلک مصور صورت جان میکند
 ناز بر خود میکند تصویر جانان میکند
 بسکه میسوزد نفس در سینه ام مانند شمع
 شعله جای ناله ام. سر از گریبان میکند
 صیقل پرواز در آئینه ها جان میشود
 آبرو چون جمع گردد آب حیوان میشود
 پراند بوی گل پیراهن او نسیم صبح گرد دامن او

۱۱۶ . شیخ شمس الدین سامع

شیخ شمس الدین سامع ، عموی کوچک ، صاحب طبع عالی است .
 شعر موحدانه میگوید و در انشا پردازای بی مانند است :
 یا رب امشب ، اثر شورش و مستی ، ز کجاست
 بود نا بود مرا این همه هستی ز کجاست
 با سواد نظرم سرمه طور است هنوز از تجلی دل غفلت زده کور است هنوز
 ماه نورانی من از افق حسن و جمال
 دوش ظاهر شده در عین ظهور است هنوز

۱۱۷ = ملا عید الحق سامع

ملا عید الحق سامع . مرد ذاکر آزاده وضع خوش خلقی بود . بیش
ازین بتحریریک صبای شوق ، غنچه دلش در گلزار حرمین شریفین وا شدن
خواست ، لهذا احرام بسته راهی شد . دربندر صورت ا بلقای محبوب حقیقی
محو مطلق شد :

نفس فانوس شد شمع تجلی جلوه گر آمد
شدم محو گداز شعله پروانه سان امشب
برگ گل ، باراست بر شیرین نت ، ای سرو قد
از شمار رنگ گل ، شاید قبا میزیدت

۱۱۸ = میرزا سایر

رموز اسرار سخن را ناظر ، میرزا سایر . علم خوش خیالی و رایت
نیکو خصلی ، بر پشت اسد گردون افراخته ، و طبل شیر جگری و سنج
نیک کرده گی در میدان هنروری نواخته ، بیژن صولتان کارزار معنی
را کیوتر وار در چاه انداخته ، و چینه دلان صید گاه سخن را ، شغال مثال
در غار پست فطرقی مستور ساخته :

بهرکه ، دررد تو گویم ، بلاست ! میگوید و گردوا طلبم ، کیمیاست ! میگوید
درون دل ، در بیگانگی زند ، همه عمر چو پرسش : چه کسی ؟ آشناست ! میگوید

شود شمشیری بسر دارم که در زیر سرم

تکیه بر همچو مرغ نیم بسمل میطهد

باطن ، مگر از چشم تری ، پاک شود دل را نتوان شست بآب حمام

غلام حلقه در گوشی تو ، میخواهد که ، بگریزد
 ز سیمین ساعدش ، طوقی بگردن بپگنی یا نه

۱۱۹ = میرزا محمد ظاهر سخنور

میرزا محمد ظاهر سخنور . شعرش چون طائر روح ، در آشیان گالبد دل
 سخنوران ، جا مینماید . خامه موی شبیه نگارش از رشک ، دماغ مائی را پریشان
 تر از زلف شاهدان چین میفرماید . در ایام سلطنت شهنشاه بحر و بر محمد فرخ
 سیرا — بسلسله جنباتی بعضی احبا — در لشکر نصرت پیگر رفته بفحوای —
 کل من علیها فان — شربت شهادت چشید :

دلم شد ابجد آموز طپیدن	محبت ، درس مکتب ، خانه کیست
بهر چین نفس دادم ختن ها	دل صد پاره من شانه کیست
اگر آهو اگر بادام اگر می	شکار نورگس متعانه کیست
پری پروانه سان شد شمع محفل	بعشق شمع غلوتخانه کیست
مطلع آفتاب رخسارت	گل صبح بهار دیدارت
نرگستان تمام دیده ز شوق	تا کند سیر چشم بيمارت
آفتاب ، از خط شعاعی ، دوخت	دیده را بر نقاب زر تارت
سرو از شرم ، آب شد بچمن	شهنسبم آفتا بگاہ رفتارت
بادهان تو ، چون کنم نسبت	دهن غنچه را که بو دارد

رخ خورشید ، زرد از شرم ، رخسار درخشانش
 دل یا قوت خون ، از رشک لعل گوهر افشانش
 نمی دانم که از قتل کدامین سخت جان آید
 دم برگشته دارند ، خنجرهای مژگانش

شکار آن کمان دارم که از طفلی نمی داند
 دل نخچیر ناوک خورده خود را ز پیکانش
 فرنگی نرگسی ابرو کمانی را گزافتم
 که دل شد ترکش پر تیر از مژگان فغانش
 شدم محو نگاه عشوه آئین ، غمزه رنگینی
 که دایما نرگستان شد بیاد چشم شهلایش
 بمعنی همچو آئینه همان از ساده لوحیها
 چو طوطی ، در تکلم ، جوهر استاد اگر باشی

دلم از هجر کباب است تو هم میدانی دیده ام بی تو پر آب است تو هم میدانی
 شده ام برگل رخسار تو از بس حیران نگهم موج گلاب است تو هم میدانی

۱۲۰ = سده رینه هندوی

سده رینه هندوی گذشته . شعرش خالی از ادائی نیست :
 منم که در پی هر بیوفا نخواهم رفت
 بسان بوالهوسان ، چا بجا نخواهم رفت
 اسپر حلقه زلف بتان کشمیرم
 بیوی مشک بسوی ختا نخواهم رفت

۱۲۱ = صبر شار

سر شار . سالکین طبعش ، لبریز چشم اخضر عالی فطرقی بود . از رشک
 مصرع برجسته اش ، سرو مینا چون خیالی آتش در جگر خود زده :
 آن پز حجاب برداشت از رخ نقاب نیمی آئینه شد ز عکسش از آفتاب نیمی

۱۲۲ = سعید بابای مشکاتی

سعید بابای مشکاتی . صاحب جمیع فن بوده ، شعرش خالی از تلاشی نیست . بعد از وفات پدیده اعلاى ولايت رسیده :

حمائل کرده شمشير و گرفته جام می بر کف
حریفان ! آب خشک و آتش تر ، ناز کی دارد *

• روز روشن: سید بابا مشکاتی از خوشفکران خطه دلبزیر کشمیر بود . (همین بیت دارد ص ۲۹۳)

۱۲۳ = سکندر جوان

سکندر جوان معنی سنجی بود . بمقتضای دورفاک نا هنجار ، اتفاقش برفتن هند افتاد . ستاره سوخته اش رو سفید نشد ، همانجا بساط حیات مستعار بر چید :

از بسکه در محبت اونانوان شدم گشتم چومو ضعیف بچشمش گران شدم
آن سرو ناز گفت: که آن بیقرار کو گشتم ز شوق آب و به پیشش روان شدم
هنرور را نباشد از کمال خویشتن نفعی
نشد این دانه سبز از آب خود چون گوهر غلطان

۱۲۴ = شیخ سلیم

شیخ سلیم . موسی طبعش را: از عصای ذهن مستقیم ، برای نادید فرعون نژادان منکر سخنوری ، اژدها در کف :

بدست گل دیاده جام پر مل سیاه مست هواش سنبل
همیشه بلبل دل نخیل ز آتش او کباب دارد
سواد سنبل چو زلف و کا کل . . . تسلسل کند نخیل
ز بسکه بلبل ، ز صفحه گل ، همیشه از بر کتاب دارد

۱۲۵ = مموید

سوید . بسبب یاورى بخت سعید ، از پیشگاه خلافت شهبشاه سریر
آرای سخن ، بهفت هزارى منصب سخنورى ، سرافراز گردیده ؛
حاشاکه ، دل از توبه پشیمان بود ، اما هر کس دم آبی خورد ، آتش بمن افتد

۱۲۶ = نواب سید صلابت خان

افسر تارک نکهه دانى ، نواب سید صلابت خان سید نخلص هندستانى .
در جنب صلابت سخن سازیش ، خاقانى با وصف اورنگ نشینی نختگاه کمال ،
خویش را بدر دولسرایش میکند :

چشم جاده را بگو ، افسون دمد بر من ، که شب
خورده ام ، از افعی زلف تو ، بر دل نیش را
در ازل آن تیغ ابرو سرنوشتم بوده بس
چون کنم یاران نباشد چاره تقدیر را

کجا مزگان او همچشم ابروست که پیوسته است دست زور بالا

بر نهید ستی ، گهی گریم گهی خندم بخود
کرد سودای سر زلف تو سودائی مرا
دردت خواهد کشود ، از عالم بالا : بروی من
که چون آئینه بستم بر قد او ، چشم حیران را
نه تنها آب گرداند ، دهانش تنگ ، شکر را
کند تکرار حرف او خجل قند مکرر را
از سر شب تا سحر در محفلش استاده ایم
شیخ نتواند شدن در بزم او همپای ما

چو بینم : آن مه نامهربان را ، بر سر غیرت
 پیش ابرویش خط میکشم شعر هلالی را
 گر سخن را دیرگویی ، نیست از لکنت ، بلی
 از حلاوت حرف چسبد بر لب شیرین ترا

بین سید ! بوصف آن دو ساعد رقم کرد این غزل یکدست امشب
 این خال نیست ، نو خط من ، بر جمال تو
 بر محضر جمال تو مهر شهادت است
 چسان پوشم ز زلفش دیده سید شعار عارفان شب زنده داریست
 دردمندان این سخن در عین صحت گفته اند
 چشم مخمورت تمارض میکند ، بیمار نیست !

مار گویا بسرو پیچیده است زلف مشکین که برقد یار است
 کس بان خوش کمر نمی گوید که مرا آب دیده تا کمر است
 چرا چو آئینه رو میدهی بناحرم بگوبه بنده خود خدمتی که روداده است
 زلف ، با پیچ و تاب ، میگوید لشکر خط رسیدنی دارد

بسکه چشم مست او را در نظر دارم مدام
 آرزو ها در دل من دانه انگور شد
 مسلم بر تو شد امروز حکم ماه کنعانی
 که ضبط مصر دل از تیغ ابروی تو می آید
 سراغ دهانش گرفتم ولیکن جو راه عدم هیچ صورت ندارد
 کجا از قیصر و فغفور یکمرو میکشد منت
 بچنگ هر که ، افتد زلف او ، خاقان چین باشد

بیاض گردن آن خوش تکلم نوحط بدست هر که فند مالک الرقاب بود
دهان تنگ ترا نقش چون کشد نقاش که شکل نکته* و هوم هیچکس نکشد

ز بس از من گریزان است ، گر گیرم ببر اور
برنگ شمع فانوس ، از کنار من جدا باشد
آن خال که در کنج لبش گوشه نشین است
هندو بچه گویا که به تنگ شکر افتاد

بین بزلف سیاهش که از زبردستی رساند سلسله خویش را بموی کمر
گرچه ایام فراق ، رفت بیحاصل ، ولی
در شب وصل تو ، مارا هست کاری : در نظر

مو بر آورد زبان ، گشت بنا گوش سفید قصه زلف سیاه تو دراز است هنوز
چشم بیمار او ، ز خون خوردن همچو ترکان ، نمی کند پرهیز
آخر از سرکشی پا افتاد کرد زلفش ترقی معکوس

که می رسید در بازار حسن این خود فرو شیها
نمی شد عشق من گر باعث گرمی بازارش
از دل شب تا سحر ، بکدست میکردم بزلف
نو عروسان غمت را . شانه از مزگان خویش
بگو بیوالهوس ! از ساده گی مشو خرسند
که خط ، میان من و او ، نمی شود مقراض

چرا بخال نسا زیم طفل میگونش که جانشین شراب است منشا تریاک
جدائی راه ، سد وصل و دیدار تو ، کی گردد
بهر کشور که باشی ، بینمت ، از دور بین دل

غزال من ! مزن چین برجین خال سیاهت را
خطا کردم اگر تشبیه با مشک ختن کردم
بفکر قصه زلفش ، که از روز ازل دارم
نمودم ، صرف عمر خود ، عجب طول امل دارم
گر تو هم از خاک برداری سر من ، میسزد
من هم آخر ، زخم شمشیرت ، بسر برداشتم
سر خود دادم و آورده ام از کف سر زلفت
بچین طرهات امروز سودا سر بسر کردم
خط نیست بر رخت ، که کشیده چو ساحران
بر گرد خویش دائره از دود غود حسن
میرسد دست من بآن در کوش گر کند یاوری ستاره من
میشد خراب خانه زنجیر عافیت گر در میان ، بفرض نمی بود ، پای من
فی همین رو داد دولت از رخش ، آئینه را
تیغ ، صاحب جوهر است ، امروز در پهلو او
نباید این قدر در چشم مردم ، بی دهن بودن
بگو ای غنچه لب ، باری زبهر امتحان ، حرفی
ازان دهن که سخن میکنند اهل نظر چو راست مینگرم هست حرف افواهی
بشکر ، این سخن ، پرویز میگفت ، از سر حسرت
که دارد ، کوهکن تا روز محشر ، خواب شیرینی *

* سفینه خوشگلو: سید صلابت خان سید تخلص . از بندر مبارک صورت (سورت
نزد بمبئی) بود . طبعی رسا و ذهن مستقیم داشته . بسیار خوش خلق و آرنیده و سخنور
و دوست و دشمن شناس بود . مشق در خدمت استاد معقول و منقول مرزا عبد الغنی بیگ قبول

درست کرده و بخدمت ایشان ارادت صادق داشته . در عهد فرخ سیر (۱۱۲۲-۱۱۳۱ هـ) میرآتش سرکار پادشاهی بود . و رفاقت صمصام الدوله ولد امیرالامرا بهادر داشته . اکثر جمیع صاحب سخنان به بیت الشرف او اتفاق می افتاد . دیوان پر از مضامین تازه و ایهام های لفظی - که طرز خاص فرقه مقبولیه قبولیه است - ترتیب داده . در هزار و صد و سی و هفت (۱۱۳۷ هـ) واپسین سفر اختیار فرمود . این بیت در منقبت بسیار خوب گفته :

غرض تو بودی ، از ایجاد آدم و حوا	نمر ز نخل فشاندن مراد دهقانست
سوره اخلاص سر لوح است بر قرآن ما	از نزاع کفر و دین الحمد لله فارغیم
چون کمان حلقه بگوش تو و قربان تو ایم	ملق هست که ، دل بسته پیکان تو ایم
بر خیز! بهر رقص و بکف زنگ هم بگیر (۱)	ای آنکه! روم و شام گزفتی بروی موی
برنگ لاله دارم آل تمغا (۱)	ز دست هجر او ، بر سینه داغی
کسیکه کرد جدا خانه اش خراب شود	مرا ز حلقه بگوشان آن کمان ابرو
چو آن چراغ که روشن کنند بر سر راه	در انتظار تو سوزد دلم ز شب تا صبح
برداشت جوش سینه ما سقف خانه را	زان سان که زور باده برد خشت خم زجا
شاید بر این حدیث مسیح ابن مریم است	مینوش وقت صبح کزین پیش گفته اند
از بهر داغ سینه دل خسته مرهم است	در موسم بهار منی لاله گون بیاغ

(۱۵۰ ص)

مفینه هندی : در عهد بادشاه فرخ سیر بخدمت میرآتش سرفرازی داشت . اوراست :

(۱۱۱ ص)

(یک بیت دارد)

روز روشن : صلابت . امیر صلابت خان سورتی در دور فرخ سیر بمیرآتش فواب صمصام الدوله سرفرازی داشت .

(۲۹۳ ص)

۱۲۷ = میر سید حسین

میر سید حسین . صاحب عثمان کربلای فرومایگی را ، بزلال سخن

آموزی ، سیراب گردانیده :

نی جوش میزند می و نی صاف میشود دردی کشان میکده تا هو نمی کنند

۱۲۸ = میرزا سید محمد

میرزا سید محمد . از اشرف انجب روزگار بوده ، مصقل شعرش ،

پاک گوهران صاف باطن را ، زنگ زدای' مرآت طبع است :
 برده تا ، شوخی جولان تو ، از هوش مرا یاد خود بیتو بود خواب فراموش مرا
 غیرت عشقت نمی سازد زحرف ما و من در خم تیغ تو میبینم پناه خویش را
 بی گل روی تو ، در بزم گلستان ، عندلیب ناله پهلوی پیکانی ، زنی منقار داشت
 از معجز عیسی نکشد ناز ، که دارد ناسور دل من بنظر ، مرهم دیگر
 با جوهر او جلوه انفاس مسیحا است شمشیر تو جان بخش بود از دم دیگر
 نیش مزگان بدل از جلوه طرازی برسان این کبوتر بچه را چنگل بازی برسان
 شد داغ دل ، از درد تو ناسور ، نگاهی ای عیسی جان بخش ! برنجور ، نگاهی

۱۲۹ = شاپور

شاپور . بر حال او وقوف نبود . یک بیتش از بیاضی سواد برداشته
 قلمی گردید :

ز بیتابی همه شب گرد کوبت تا سحر گشتم
 ترا حاضر تصور کردم و بر گرد سر گشتم

۱۳۰ = شاپور طهرانی

شاپور طهرانی خلف الصدق اورنگ نشین طهرانی سخن است . هر
 بیتش شاه پور گلگون چهره ایست در دولتخانه دیوانش :
 کی سر زلف تو در دست کسی افتاده است
 دل دیوانه عبث در هوسی افتاده است
 تا ابد مایه رشک دل پرویز بود
 نقش شیرین ، که بمرگ از دل فرهاد نرفت

حسرت قرین دیده، حیرانی، من است لوح کتاب غم خط پیشانی من است
آشفتنگی و درهمی، زلف و کاکلش تاثیر اضطراب پریشانی من است

درج بی گوهر دل را که درو بند نداشت.

بشکستیم ، بغیر از گرهی چند ، نداشت

گل از فروغ رویت ز آئینه خانه روید از آرزوی مویت سنبلی ز شانه روید

مست شراب صحبت جانانه ام هنوز

بیرون شدم ز عالم و در خانه ام هنوز*

• میخانه: آفا شاپور رازی: آن بلبل گلزار معانی و آن عندلیب انجمن نکته دانی. در فن سخنوری
ناده، جهان و منتخب زمان خود است. لفظ سخنان شیرین و معنی نکته های رنگین آن سخن
آفرین، همه نازک و لازنین واقع شده، درین جزو زبان هیچ کس بنزاکت او حرف نمی تواند
زد، نازک گفتن را پخته کرده و بر طاق بلند نهاده است، با این حال کمال خلق و بی تعینی
را جمع کرده است.

مولد آن یگانه زمان از طهران است؛ ابا عن جد، اکابر و اهالی شهر مذکور بوده اند.
در اول جوانی در مقام انتظام نظم شده، تخلص خود فریبی قرار داده است، از ابتدا تا انتها
هر شعری که از ایشان وارد شده همه پخته و بزمه بوده است.

در ایام شباب از وطن خروج نموده بدارالامان هندوستان - که مرئی هنرمندان و نشو و نما
دهنده خرد مندان است - آمده، غالب مصاحب میرزا جعفر آصف خان گردیده و با ایشان
مدتها در هنر و کشمیر بمر بوده است. اشعار خوب و ابیات مرغوب در دارانش کشمیر گفته.
ازان جمله پاره، مثنویست - که در برابر خسرو شیرین، بنظم در آورده - بغایت رنگین و متین
است. این چند ابیات ز آن مثنوی است:

بها گردنده ز اطلس سایبان	کز گردون گردنکش نشانی
نبودش بهر استادن چو پسانی	ستون در هر بخل بودش عصائی
نسیم سایبان بر حوض میخورد	یابر از فیض هر دم آب میبرد
هوا گشت آنچنان آغشته بانم	که افتادی میان روز، شبم
پر از در چون صدف ابر گهر بار	ترشح در هوا آمد پدیدار
نسیم و قطره، چون معشوق و عاشق	که باشد طبعشان باهم موافق

و سونگر مطربان نغمه پرداز
 ز مرغوله نواهای حجازی
 بهر سو، بلبل از نغمه سرمست
 نوای مطربان و بلبل و سار
 اگر ب نغمه ماندی یک نفس چنگ
 پرافشان گر شدی بلبل بقانون
 نگارین را گلستان خوش در افتاد
 خبر دادش نسیم گل پیانی
 بود عشق و شراب ارغوانی
 بتی گل چهره زانو زد برابر
 ز لعلش خون می در جوش غیرت
 بدور افتاد چون گردون پیاله
 فگنده نغمه را چون قار بر ساز
 بزلف زهره می کردند بازی
 طیان بر گوشه های عود بنشست
 یک آواز ست گوی هر سه آواز
 فگندی جنبش بادش با آهنگ
 نرفتی از مقام آهنگ پیرون
 بنقد این از بهشش خوشتر افتاد
 که روز عشرت و خوردن می
 متاع روز بازار جوانی
 بط می را چو دل بگرفت در بر
 شده دست سبب انگشت حیرت
 غم از دلها بگردون شد حواله

به تحقیق پیوسته که میرزا جعفر آصف خان بان زبده استاخرین، خوب سلوک میکرده
 و یارانه پیش می آمده. گویند که: روزی خان مذکور شال طوسی به آقا شاپور می بخشد،
 ظاهراً که آن شال پاره در تخته مانده و کرم زده بوده است. میرزا جعفر آصف خان ازین مقدمه
 غافل، مکرر تعریف آن شال مینموده است. از شوخی طبیعی - که ارباب نظم را باشد - آقا این
 رباعی در باب آن شال طوس نظم کرده بر او میخواند. رباعی:

این کهنه نسیم عنکبوتی طوس است یا عبرتی از جهان پر افسوس است
 پودش همه پشم سگ اصحاب الکعب تارش همه تار ریش دقیانوس است

میرزا جعفر آصف خان از کمال محبتی که بان عزیز داشت، این را میگزرازد و بر روی
 او نمی آرد.

در سنه خمس و عشرین و الف (۱۰۲۵ هـ) مسود این اوراق پریشان را، در لاهور
 سعادت ملازمت آن فادریه عصر میرگردید. در آن ایام فرمود که: مدق شد که ما تخلص
 'فریبی' را بر طرف کرده ایم، و 'شاپور' که نام ماست تخلص خود قرار داده.
 همدران سال در حضور این کمترین، روانه ایران شست. در سنه سبع عشرین و الف
 (۱۰۲۷ هـ) از عراق خیر بدار الامان هندوستان رسید که: آن عندلیب گنزار معانی از طهران
 بزیارت مکه مظمه رفته، بعد از دریافت کعبه مقصود بشهر مذکور معاودت نمود. الحال در
 وطن خود متوطن است.

بر رای معنی ارباب هنر پوشیده نمائند که، آن مطلع دیوان سخندان تا غایت ملاقات این
 ضعیف 'ساقی نامه' نگفته بود. چون یکی از مشاهیر فصیحای این عصر است، یک سر قصیده

ازیشان که پارهٔ مناسب باین مجموعه داشت ، بند بر سرورث ثبت نمود . امید که ازباب هنر درین باب خرده نگیرند !

قصیده :

در آمد از در من نیم شب خیال مثال
چو سایه دود دل عاشقانش از دنبال
به هاله رفته چومه ساق پایش از خلخال
نباده معجز حشش بروی آتش خال
چو در کنارهٔ کوثر یکی شکسته سفال
طلانچه ها به رخ شمع میزد از پر و بال (۱)
میان سینه و لب روح قدش استقبال
چه گفت ؟ گفت که : ای یار ناپسمان حال !
کناره جوی چو غم ، پا شکسته همچو ملال
در آسمان نکند سیر جز بستم زوال
بشام هجر تو پوشم لباس روز وصال
به می ، ز صفحهٔ خاطر ، بریم گرد ملال
چنانکه شیر ز پستان برون کشند اطفال
چو ماه چارده پر نور گشته جام هلال
بیک دگر ز سر خویشان کنند جدال
اگر پهای نهندش سلاسل و اغلال
ز چاه ماه مقنع نموده است جمال
چو سنگ شیشه گدازد ز گرمیش تمثال
شود پیاله مشبک بصورت غریبال
بر آید از لب گردون سهیل چون تبخال
شوند مست ببویش مخدرات خیال
ز فرط شوق به فاعرمان فکر جمال

بنی ، که داشت نگاهش مرا ز حیرت لال
چو شمع ، شعلهٔ شوق منش روان از پیش
ضیا گرفته چو خوز ، بند دستش از یاره
نپفته سبل زلفش درون دود آتش
عیان ز کنج دهانش دل شکسته من
ز غیرت رخ او لحظه لحظه پروانه
گشود لب بحدیثی که هر زمان میگرد
چه گفت ؟ گفت که : ای عاشق پریشان روز
فراق دوست چو حسرت ، سیاه دل چون هجر
چه طالعت که خورشید طالعت هرگز
بران سرم که همین لحظه رغم گردون را
بجوش خرمی ، اول بباده رو آریم
بلب ، ز حلق صراحی ، بریم پنبه برون
می ، ز شیشه برون ریخت کز مشاهده اش
می ، چو شمع ، که پروانه ها بر آتش او
می ، که توبه ز نورش چو سایه بگریزد
زخم چو باده فروشش بر آورد گوی
می ، چنانکه در آئینه عکس اگر فکند
می ، که از سر حدت چو قطره افشاند
بجرعهٔ قدش گر فلک رساند لب
می ، چنانکه خیالش چو بگذرد در دل
گشیده پردهٔ عصمت ز روی و نماید

۱- دیوانش این دو بیت زائد دارد :

کرشمه همچو کریمان در انتظار سوال
غذا گرفتی روح از تکلمش در حال
(میخانه چاپ گنجین ص ۵۲۰)

نگه چو تیز زبانان بگفتگو مشغول
جلا گرفتی چشم از نظاره اش دردم

می' چنانکه ز شرم رخس برون آید
 می' سبیل شماعی که دارد آن تاثیر
 ازان شراب که گر اعمیش کند در چشم
 چنانکه شیوه' ساقی است ساغری در داد
 به لا به گفتش : ای نازنین! بعزت عشق
 بشوه گفت : که بگذار زهد را کاین می'
 چو قطره‌های عرق لعل از مسام چپال
 که سرخ رو شود از وی صحیفه' اعمال
 بروز روشن بیند بر آسمان اشکال
 چو جام لاله ز صافی و درد مالا مال
 که توبه کارم ازین ارتکاب و این افعال
 بود چو خون دل دشمنان شاه ، حلال

(ش : ۲۷۹ تا ۳۸۳ ، گ : ۵۳۵ - ۵۴۴)

مولوی شفیع مرحوم و آقای' گلچین معانی : در میخانه چاپ لاهور و چاپ تهران هرچه
 راجع به شاپور افزوده اند ، ماحصل آن بدین قرار است :

- (۱) نامش : بقول تقی کاشی : (اسپرنگر ص ۴۲) شرف‌الدین و بقول داغستانی (ریو ۶۷۴) و مبتلا : ارجاسپ بود (ش)
- (۲) نام پدرش : نزد جمله' تذکره نویسان : خواجه خواجگی است و خواجگی برادر حقیقی میرزا محمدشریف هجری پدر اعتمادالدوله جهانگیری (والد نور جهان بیگم) است. سروآزاد (ص ۵۱) طاهر نصرآبادی (ریو ۶۷۴) میگوید که : شاه پور خواهر زاده' امیدی و بقول صاحب آتشکده (ص ۲۰۳) و مجمع الفصحا (۲ : ۲۳) از اولاد امیدی است و با امین رازی هم قرابت قریبه داشت (ش)

(۳) تخلص او در منتخب الاشعار و مجمع النفائس فریبی آمده ، اما تقی کاشی فریبی بجای' فریبی دارد (اسپرنگر) و تقی اوحدی قریبی (بانکیپور) (ش)
 گلچین معانی نوشته است که : بدون شک قریبی و قریبی هر دو تحریف کاتب است و اصل فریبی بوده (میخانه ۵۳۵)

(۴) راجع به ورود هند : تقی کاشی (اسپرنگر ۴۲) میگوید که : در سال ۸۹۹۶ دیوان فنائسی را تنج میکرد . و بقول تقی اوحدی که با او در اوائل عهد شاه عباس (۹۹۶-۱۰۳۸) در قزوین ملاقی شده عمرش در آن ایام به بیست [سال] و چند ماه رسیده بود . ظاهراً این ملاقات در ۸۹۹۶ روی داد . از آنکه بقول ریو : در همین سال بهند رفت (سپلیمنت ۲۰۴) طاهر نصرآبادی (اسپرنگر ۹۱) برین اطلاع افزوده است که : ورودش در هند بتقریب تجارت بود . معلوم میشود که در سن ۸۱۰۰۳ از لاهور بمرات رفت (فهرست بانکیپور) و در ۸۱۰۱۹ باز بهند رجوع کرد . (سپلیمنت ریو) و اینکه صاحب میخانه گفته که : در سن ۸۱۰۲۵ روانه' ایران شد ، غالباً بروانگی او کره' ثانیه تعلق دارد . از آتشکده (۲۰۳) هم پیداست که : شاپور دو بار بهند رفت و بعد از مراجعت بوطن مرد . و قول هدایت (مجمع الفصحا ۲ : ۲۳)

که : او در هتد فوت شد ، غالب شایسته اعتماد نیست (شر) آقای گلچین هم قائلید کرده است و میگوید که : هیچک از اقوال این شخص (هدایت) قابل اعتماد نیست (میخانه ۵۳۶)

آقای گلچین معانی در چاپ تازه بدینقرار افزوده است :

قاموس الاعلام : شاپور از شعرائی ایرانیست . طهرانیست . از نسل مولانا امیدی .

ابتدا فریبی تخلص میکرد ، بعد باسم تخلص کرده است . در دو مرتبه بهستان رفته از انعام شاه سلیم و اکبر شاه و علی الخصوص میرزا جعفر آصف خان بهره مند گردیده و در مراجعت در سال ۱۰۳۸ هـ وفات یافته ، در نزدیکی تبریز در محله سرخاب دفن شده است . (مؤلف قاموس با مدفن شاهنور شهری نیشاپوری - که بقول دولت شاه در سنه ۸۶۶۰ هـ و بقول حسری در ۸۶۰۰ هـ در گزشته - اشتباه کرده است . و اوست که در کنار حکیم خاقانی و حکیم اسدی و ظهیر قاریابی بنحوایگه ابدی آرمیده است . گلچین)

مجمع الخواص صادق کتابدار : فریبی طهرانی ، از مردم زادگان طهران و از اولاد و انساب مولانا امیدی است . اگر کسی نپرسد معلوم نیست که بمیل خود سخن آغاز کند و بگفتن کلمه بیفائده راضی شود . طبع شعرش بسیار ملائمت (ص ۲۰۱)

عروقات العاشقین : شیر دل بیسته معانی ، ذوالاکتاف اکتاف سخندان ، آقا شاپور طهرانی دراصل وی خواجه ارجاسب بود . و در اوائل حال مدق مدید فریبی تخلص میکرد (فریبی صحیح است و فریبی بدون شک از غلط کاریهای کاتب است) نوبت دوم که او به هتد مراجعت نمود شاپور تخلص نمود . قائل این مقال در اول جلوس عباس پادشاه سلمه اند در قزوین بملاقات وی در رسیدم ، و صحبت خوب باهم میداشتم ، بل دیوان ثنائی هم با یکدیگر مقابله کردیم . و در اثنائی آمدن مخلص بهتد ، وی نیز باین جانب شتافت ، لیکن درین مدت در لوهور زحمت اقامت افکنده بود ، در هزار و سه (۱۰۰۳ هـ) از لوهور باز بمرق متوجه شد . اما وی در نسب از فرزند زادگان مولانا امیدی طهرانیست و نسبت خویشاوندی دارد بمغفرالسلطین والوزراء اعیانالدوله حضرت جهانگیر پادشاه که نام نامی ایشان خواجه غیاث الدین محمد بن خواجه محمد شریف طهرانی است . و شاپور مذکور امروز در جمیع مراتب حال باطنی و ظاهری ترقی فرموده . اشعار خوب بسیار گفته ، و الحق هر قسم سخن را چنانچه شاید و باید ، میگوید . اشعارش همه با شمار تازه و طراوت و مزه بی اندازه در عرصه کمالند ، و وی خود بغایت سلیم النفس ، خوش طبیعت ، درویش نهاد ، کامل فطرت آمده و تنج سخن نیز بسیار کرده . و با مخلص و پاران عراق اشعار طرحی و غیره بسیار گفته . در اثنائی سفر عراق درین مرتبه ، دیوان خود را از لوهور بخدمت نورالدین قلی فرستاده بود . از آنجا انتخاب کرده شد . دیوانش قریب بده هزار بیت باشد . و از حیاتش بیست سال و کسری تخمیناً گزشته باشد .

راجع به خویشاوندیها ، آقای گلچین مینویسد که : خواجه محمد شریف هجری رازی وزیر

اصفهان در زمان شاه عباس : در برادر دیگر نیز داشته . یکی خواجه احمد که کلانتر رازی بار فرزند است و دیگر خواجه خواجگی . خواجه غیاث الدین احمد پسر خواجه محمد شریف است . و امین رازی مولف هفت اقلیم پسر خواجه احمد کلانتر و شاپور پسر خواجه خواجگی : (میخانه طبع گنجین ص ۵۲۷)

نسب نامه : راقم این ستور در تاریخ مظهر شاه جهانی (مطبوعه سنه ای اذنی بورد ۱۹۶۲ء) نسب نامه پدری و مادری نورجهان را درست کرده بچاپ رسانیده است . خویشوندیهای این خانواده بلیل القادر به قرار ذیل در آنه نسب ثبت کرده ام :

خواجه شیخ علی تهرانی رازی

ار جاسپ امیدی یا امیری
(۸۶۵ - ۸۹۲۹)

خواجه خواجگی

میرزا خواجه احمد کلانتر رازی
(متوفی بعد از ۸۹۸۵)

خواجه محمد شریف هجری
حاکم یزد و اصفهان
(۹۱۳ - ۸۹۸۲)

خواجه شرف الدین
شاپور تهرانی
(۹۰۵ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۸)

امین احمد رازی
صاحب هفت اقلیم

غیاث الدین
اعتماد الدوله
متوفی ربیع الاول ۱۰۳۱
پدر نورجهان . ز مدفن آگره
داماد میرزا علاءالدوله آقای

ملا دوات کار قزوینی محمد صادق میر بخشی جبهانگیری
که از اولاد شیخ شهاب داماد غیاث الدین اعتماد الدوله
سهروردی بوده متوفی ۹ ربیع الاول ۱۰۴۳

میرزا ابراهیم الحسن یمین الدوله آصف خان رابع وزیر الممالک جهانگیر پادشاه . متوفی ۱۷ شعبان ۱۰۵۲ هـ مدفن لاهور	سهر النساء نور جهان ملکه جهانگیر پادشاه (متوفی ۲۹ شوال ۱۰۵۵ هـ) مدفن لاهور	هفت پسر و دختر (رک : مظهر شاهجهان)
---	---	---------------------------------------

ارجمند بانو ممتاز محل ملکه شاهجهان پادشاه وفات ۱۷ ذیقعد، ۱۰۲۰ هـ مدفن تاج محل آگره	ده پسر و دختر (رک : مظهر شاهجهان)
---	--------------------------------------

دارا شکره شهید ۱۰۶۹ هـ بحکم عالمگیر کشته شد مدفن مقبره همايون دهل	عالمگیر پادشاه هند (۱۰۶۹ - ۱۱۱۸ هـ) مدفن اورنگ آباد
---	--

ملک الشعراى طالب آسمى : در ستائش شاپور گريد :

بحمد الله كه، در ملك سخن، دستور را ديدم همان رشك عطارد شاعر مشهور را ديدم
بچشم شوق، حسن جاوه، او، بود منظوم بحمد الله كه حسن جلوه منظر را ديدم
چو در مجموعه اشعار شادابش، نظر كردم بروى صفعه، جوش چشمه هاى نور را ديدم
بهر يك مصرعه پر مينيش، چون ديده بكشادم بسير يك خيابان، صد هزاران مور را ديدم
بگرداگرد، رخ پوشيدگان معنى بكرش بدل، نزديكى الفاظ دورادور را ديدم
ازان مشكين جوار شهاى روحانى، كه خود دانى بدكاش دراي صيد دل رنجور را ديدم
نشان موم روغن يافتم در حلقه حلقش چو كردم باز، ناگه مرهم ناسور را ديدم
پروى بالش هر نقطه از اوراق ديوانش سرزويده صد لعبت مخمور را ديدم

چو دیدم کلک او گشتی : نهال نور را دیدم
 بزون از پرده ، شکل نغمه طنبور را دیدم
 مشک در مشک ، خانه زنبور را دیدم
 خیال جنبش مژگان و چشم مور را دیدم
 بچشم امتیاز خویشان جمهور را دیدم
 از رواسوختن ، چون صنعت شاپور را دیدم
 خورش و خورشوقت ، اورا دیدم و لاهور را دیدم
 (دانشمند محترم آقای گلچین معانی بموانه دیوان لعلی کتابخانه ملک شماره ۵۰۹۲)

فصیده شاپور :

چو ناله سحری ، قلم از دهان ، برداشت
 ز بسکه زرد و ضعیف ، بجزبه کاهریا
 صد آفتاب ، بهر سو کلافه در دستند
 بدامنت نرسد دست کسی که ، بطوره ناز
 بجز سخن ، که گهی بر لب گزار کند
 گرم بدیده در افتد ، ز بیم گم شدنش
 مبین بچشم حنارت ، که طفل اشک منست
 شبیه عشق ، بشوق که شایع گل گیرند
 بمحله پس زانو ، دلم بوصل نشست
 ز آشنائی مردم علاقه کردم باز
 بملک ری سر از آنم فرو نمی آید
 هلاک یاز صفاهانیم گسه ، دانسته
 حریص بیع ولم شد ، چنانکه غیرت رشک
 جدائیم ز صفاهان بود بسی مشکل
 ز غبن ، سر به چشم بتان سه پوست
 گمانش اینکه ، مرا بر گرفته است ز خاک
 بیخت عشق ، مکارید تخم عیش بدل
 هنوز رسم گدائی نبود در عالم
 مسافرم ، پی کحل الجواهر و چشم
 پستانه شاه نجف که خاکش را
 شهاب ثاقب ، یعنی علی ابو طالب

خروس عرش ، ز فریاد من ، فغان برداشت
 ز پشت و پهلوی من : یک یک استخوان برداشت
 گلوله گه حسن تو یک تخته از دکان برداشت
 ترا پیام فلک برد و نردبان برداشت
 ندیده ام که کسی کام زان دهان برداشت
 دگر دو چشم نخواهم ازان میان برداشت
 لثاده می ، که بفرزندیش توان برداشت
 ز دست قاتل خود زخم جانستان برداشت
 نظر ، حجاب نظر بود ، از میان برداشت
 ز کس خلاف طبیعت نمیتوان برداشت
 گه عاشقی ز دلم ، ذوق خان و مان برداشت
 پلاس کپنه ما را پرنیان برداشت
 رسوم یار فروشی ز دوستان برداشت
 که زود زود ، دل از دل ، نمیعوان برداشت
 گه یا برای چه از خاک اصفهان برداشت
 فلک که رویم ازان خاک آستان برداشت
 که گل بچهره من کشت و زعفران برداشت
 که دیده کاسه بدریوزه بتان برداشت
 جهان بزرگی آورد ، تا نشان برداشت
 بتو نیانی کحسال اختران برداشت
 که ایزدش پی افگندن بتان برداشت

غزل :

از آه گرم ، سینه جدا ، دل جدا سوخت
 نجز بهسر آغشا ، جگر آغشا سوخت
 افسرده آنکه سینه بداغ جفا سوخت
 بنشست آتش غضبش تا مرا سوخت
 در حیرتم که بر بدنش ، چون قبا سوخت
 کز برق آه ، خرمن صد بینوا سوخت
 روی گل دیدم ، گل روی بیاد آمد مرا
 زلف و روی آتشین خوی ، بیاد آمد مرا
 معجز لعل سخنگوی بیاد آمد مرا
 از وصال آتشین روی بیاد آمد مرا
 از غریب بیکس و کوی بیاد آمد مرا
 این آتش سوزنده ، بدین نم نشیند
 گر پای نهسد جز بسر غم نشیند
 با خاطر شاد و دل خرم نشیند
 کز غمزه ، بدل تیر جفاهم نشیند
 در دائره مردم عالم نشیند
 (دیوان شاپور نسخه خطی کتابخانه ملی شماره ۴۸۵۵ گ)

کی بی تو دم زدم که ، آن مبتلا سوخت
 جز شمع ، کس بر آتش امشب نداشت دست
 تا دل سوختم ، دم گرمی نیافتم
 ننهاد تیغ جور ، زکفت ، تا مرا نکشت
 آنشمع ، کز نظاره او ، سوخت عالی
 شاپور ، در فراق تو هرگز دمی نزد
 در چمن بودم ، سر کوی تو ، یاد آمد مرا
 در دل خود ، نقش می بسیم گلستان خلیل
 از دعا ، گفتند : عیسی مردهی را زنده کرد
 رغبت جانبازی پروانه ، دیدم گرد شمع
 گریه ، از نالیدن شاپور ، بر من زور کرد
 سوز دلسم ، از اشک دمام ، نشیند
 در مجلس ما عیش ننگبند ، که درین بزم
 محنت زده قهر تو همصحبت دردست
 چشم سیب ، بسته چنان راه امیدم
 شاپور که سر حلقه وحشی صفتانست

ابیات :

از در چو در آیند ، ز وزون بگریزند
 همچون چراغ گور ، بویارانه سوختیم (۱)
 بهنچم بر نمی گیرد ، خریفار این چنین باید
 گر دشمنی بود بهم شادی و غم را
 در کوی تو ، هر جا که نهادیم ، قدم را (۲)
 قرسم آن تشنه دیدار ، بتزل فرسد
 انگشت بر لبم نژوی کز فغان پرست !
 چشمش هزار گاو و لبش صد خیال داشت (۲)

چون باد ، دران خانه که آرام دل نیست
 روشن نشد ز آتش تا ، چشمخانه
 بیادم میدهد فر دم ، هوا وار این چنین باید
 در سینه بی کینه ما صلح نمودند
 فریاد ، ز چندین دل آزرده ، بر آمد
 نفسی خوش نزنم ، تا خبر دل فرسد
 نازکدم چو کاسه چینی ، خدا ترا !
 نه نشست آنقدر که ، بینم رخش درست

۱- مجمع النفاوس و ریاض الشعرأ و نصر آبادی دارد .

۲- سرو آزاد و ریاض الشعرأ ذأرد :

یوفای* دوسه روزش ، مرو از ره ، شاپور
 بیداد تو بر طاق بلندست ، وگرنه
 در بادیه ، آذخار ، بن ریخته برگم
 چو شوجو* فر سواری ، بصد زین نشست
 که سینه را حث جان ، آفت جان خواهد شد (۱)
 من کورتم، از ناله و فریاد ، نکردم (۱)
 کز حادثه مرغی پندام نگریزد (۱)
 تو تا سوار شای ، نفته بر زمین نشست (۲)
 (گچین بخواه سفینه خوشگو)

ریاض الشعراء : آقا شاپور ، نامش از یادش است . اول فریق تخلص میکرده بجهت آمده
 بعد از مراجعت از هند ، شاپور تخلص کرد . دیوانش نثر و نغمه حروف رسیده اشعار خوب دارد
 و با نقی اوحدی معاصر و صاحب بوده . از اوست :

تو ، چون خود سوزی ، شنایان نخرای آمردن ، یاری

گریستان ، باز کن تا باز بوی پسرهن گیسرد

زهی نگاه ترا نفته هدم دیرین
 در بزم شمع ، سوختن هرگز نصیب من نشا
 به تیره روزی خود ، خند میکنم ، ورنه
 ز خط زائل نگردد جانفزای ، لعل جانان را
 از دل غیر بیزاران محبت دل من
 لای که نرفشا از من ، لب ایام من است
 جای ، نفس از بهر خیال تو ، نسوز کرد
 از حال خود نه مارا راحت خموش دارد
 لیلی خبر ندارد از آب چشم بجنون
 صبا از قافله سالار باد صبح ، بپرس
 نم الیل و عده صد ساله وصال است
 بدامانم ، مگر با قیست ، گردی زاستاد تو
 بدینکه سوخت ز هجرم زمانه راضی نیست
 من بوالعجبیاست درین دهر ، که مارا
 نهاده چشم تو ما باز سربیک بالین
 پروانه فر طالعم خود را بگلش میزنم
 ز عیش نیست ، در این روزگار ، خندیدن
 ز خاصیت بنیاد از غباری ، آب میوان را
 زان گران ، سنگ ز افتاد که بیکان بوده است
 گلی که نازد بود تا بدشتر ، داغ من است
 آهی که ز دل در نفس باز بسین خاست
 گفتن نمیتوانم دیوار گوش دارد
 صحرا نشین ، چه داند دریا چه جوش دارد
 که : بار خانه مشک ، از کدام چین ، دارد
 این بوسه که نقد از لب ، پیغام گرفتم (۳)
 که هر ساعت حرم در سجده دامن فرود آید
 بر آذ ، سراسر است که ، خاکمترم بیاد دهد
 با مرحله پیموده و دل آبله دار (۴)

۱- مجمع التفائس ، ریاض الشعراء و نصر آبادی ، دارد .

۲- سرو آزاد و ریاض الشعراء دارد .

۳- مجمع التفائس و سرو آزاد دارد . مجمع التفائس ، ص ۱۸۰ حواصت است . دارد

۴- مجمع التفائس بجای درین دهر درین راه . دارد

که در عتاق و یار انتظار من دارد
 گر نشیند مرغ آتشخوار خاکستر شود
 که دل در سینه بندارد که بنویسم دهانی را
 که دامگیر گردد خون من نامهربانی را (۱)
 صد درد و داغ دیگرش افزوده ایم ما
 که دیگر فتنه در بزم میخواران شود پیدا
 نیست بر مسجد روا شمی که پاپد خانه را
 مرغ ، بی بال و پری در قفسی ، افتاده است
 آبی که سیخورد ز دلم یاد میکند
 مصیبت نامه ام ، از من کسی فایز نمیگیرد (۲)
 هر روز بر زمین ، قدح آفتاب را
 نار پستان آثار سیمین است
 چشم مردم پسکه در دنیا با اوست (۳)
 آسمان تا چه بالا بر سر مجنون آورد (۴)
 آلت تجربه مردم غافل ، شده ام
 دیده ام آنقدر اصلاح ، که باطل شده ام
 شرط عشق است بدگمان بودن
 پرده دیده در پرده دیدار شود
 پسکه دیدم بلبش دیده نسکدان کردم

چنان یکی شده ام با خیال توسن تو
 ز آتش سوزم من مجنون ، که بر فرق سره
 بدوق میکنم تکرار حرف . دلستانی را
 نمیدانم تو خواهی بود یا گردون ، چنین دانم
 عشق آن چنان بشیوه مجنون نمانده است
 بیاد چشم مستت باده مینوشند و میترسم
 منکه مخمورم ، بزاهد کی دهد پیمانہ را
 ناله میشنوم سخت غریبانه ، مگر
 نیش که خاطر من ز غم آزاد میکند
 کسی از دفتر من ، درس اقبال نمیگیرد
 کارم بساق است که ، از ناز میزند
 شرکت غیر بر نمیتابد
 شهر کوران است ، بی او ، شهر ما
 زینکه گامی ، دوس زد ناله لیل ، بغاض
 گر چه دیرانه و شوریده و باطل شده ام
 ورق هستم از هم ، بدرانید ، که من
 هدم یار گر فرشته بود
 غیرت عشق بچشمی که دیدار شود
 نه همین گوش نه حرفش شکرستان کردم

دشمن خود خوانده ام با آنکه او را دوست دوست

آن قدر گفتم که خود را از میان انداختم. (۵)

ز دوری بند بندم شد جدا ، زان سان که می آید

همان شب در میان از استخوان تا استخوان من (۵)

بیشی چو سوی مدعی عمداً خبردارم کنی زهری بجام دوستی ریزی و در کارم کنی (۵)

۱- مجمع النفائس و سرو آزاد دارد . بجای چنین دانم - ولی دائم - دارد .

۲- مجمع النفائس و نصر آبادی دارد .

۳- نصر آبادی دارد .

۴- نصر آبادی و مجمع النفائس دارد .

۵- نصر آبادی دارد .

طفل است و بماشق روش ، زیست نداند صد جان اگر از کس طلبید ، نیست ! بداند (۱)
 دلدار نداند ، دل ما از دل اغیار داند که دلست ، این که دل کیست ! نداند (۱)
 مجمع النفائس : نام اصلی وی ارجاسب است . اوائل فریبی تخلص میکرد و نوبت
 دوم که بهند مراجعت نمود ، شاپور مقرر کرد . تقی اوخدی او را در اوائل جلوس شاه عباس
 در قزوین دیده بود ، و چون از هند پایران رفت باز در صفاهان ملاقات با او نموده ، بلکه
 دیوان حکیم سنائی با هم مقابله کرده اند . باز بهند آمد ، و در ۱۰۰۳ء از لاهور بعزم عراق
 متوجه گشت . و از فرزندان مولانا امیدی طهرانیست و بسبب خویشی با اعتمادالدوله
 جهانگیری - که با با آدم امرای ایرانی هند است - میبود ، و مداحی اعتمادالدوله مذکور
 بسیار کرده . مثنوی شیرین و فرهاد شروع نموده توفیق اتمام نیافت ، اما هر قدر گفته بسیار با
 مژه گفته . دیوان او قریب به بیست و پنج هزار بیت است ، مشتمل بر انواع سخن . سه تخلص با
 میکرد ، شاپور و فریبی و شاه فورهریکی را مناسب بحر غزل آورده . و این قسم کم
 کسی را اتفاق افتاده ، مگر میر ممز که ممز و موسوی و فطرت هر سه تخلص اوست .
 ازوست :

با غیر اگر مرا دهد دست در زهر یک آسمان نباشم
 زهی نگا، ترا فتنه همدم دیرین نهاده چشم تو با ناز ، سر بیک پالین
 از خار خار رشکم در سینه دل به تنگ است چون بلبل که خارش از آشیانه روید
 فقیر آرزو گوید که : خار خار بمعنی دغدغه و خواهش امر مرغوب در محاورات مستعمل
 است . و از خار خار رشک ، که گزشت ، چنین معلوم میشود که بمعنی تطلیقاً دغدغه خاطر و
 خلش طبیعت نیز آمده ، در این صورت این مصرع ملا محمد علی حزین :

خار خار غم ایام چه باید بودن

درست باشد ، پس اعتراضی که در تنبیه الغافلین نوشته ام ، آن را جواب بهم رسیده .
 از حال خود نه ما را راحت بخوش دآرد گفتن نمیتوانم : دیوار گوش دارد
 همتشین ، از ستمم جز شعله ، در بستر ندید آنکه شیپ دید آتشم ، امروز خاکستر ندید
 بروای بوی ، سلبامت بدماغم میشین که درین کوچه ، دبا دم گزری دارد عشقی
 بدین که سوخت ز هجرم زمانه راضی نیست بدان سر است که خاکسترم بیاد دهد
 سر آهنگ مشتاقان کجا دارد ، کز استغنا سلام کعبه تستاند سر کوی که من دائم
 پی مراد دل از جای بر نمیخیزم که بخت خفته سر اندر کنار من دارد
 بی تو ، در بستر هجران ، غم این میکشدم که نیای تو و کارم پسمیحا افتد

غمزه گر این است ، فردا روز حشر ، از یک نگاه
هم تو خواهی خواست عذر آنچه با ما کرده*

آن سبوی کهنه ام بی می، که رند بادم نوش
دماغم نکبت پیراهنی بشنید و بدخو شد
بملک عشق من آن کشور وفا خیزم
بی تو از بسکه بزانبوی غم روی بماند
ملول از آشنائیهای گل ، مرغ دل دارم
چون باد دران خانه که آرام دل نیست
نازک دلم چه کاسه چینی ، خدای را

این ابیات شایهبر که از قصیده اوست مرا بسیار خوش آمده بود ، لهذا نوشته ام :

که نیست هیچ کم از کوه حسرت شیرین
من سیاه زبان پس کرا کنم نفرین
که کس از خواب خوش شود بیدار
سایه را با هزار دست چنار
گفته تیر و کمان چنان بیگار
آورد آب در دهان سوفار
دلش از تیغ و دستش از اچار
دو جهان را بهم برادر وار

در تعریف اسپ گوید :

بگه پویه عرق چون ازو فرو ریزد

در تمسید قصیده گفته :

فکنده فکنه بلبیل ، ببوستان ، شوق
نکبت باد صبا، فیض از دم جبریل، داشت
اینک اینک از کنار جوی میآید نسیم

ای جریغان ! خوردن می بر شقایق، نهمیت است

کز دهانش کردم ایشهام بوی کوکتار

ابر نیسانی نمایان نیست از بالای کوه
نخاسته است از داغهای لاله دود کوهسار

من تزییاته :

ز خط زائل نگرده جان نژای نعل جانان را
 در رحمت نگرده بسته هرگز ، لیک میترسم
 بنوعی میکنم ، اظهار حرف داستانی را
 خائیده اند سگ، نشان استخوان ما
 نیامدی تو ، و در پیش اشتیاق ، امروز
 تو در بازار چون پیدا شدی ، بر خلق ظاهر شد

که یوسف ، پیش ازین بهر چه برچید است ، دوکان را
 نمیگویم : که از زندان غم ، آزاد کن مارا
 نام لب تو میبرم کایدم آب در دهان
 درین بیت فریبی تخلص کرده :

همچو فریبی حزین ، بیتو مقیم گلخنیم
 نهانی صد اشارت داشت بامن ، چشم خونخوارش
 بقید زلفش از بیتابی دل ، زار تر گشتم
 دل که گم گشت ، یکی هرزه درآ بیش نبود
 گرچه عریانم بحمدالله مؤگان سرشک
 بیاد چشم مستش ، باده مینوشند ، میترسم
 کارم بسائی است که از ناز میبرند
 تو میکنم بگوشه غم ، بهر ضعف دل
 ناصح از عشق بنام ، توبه فرموده است ، لیک
 غیرت میر بهره زلیخا ، کزان بدن
 ابنای روزگار چه تدبیرها کنند
 منکه مخموم بزاهد کی دهم پیمانہ را

عشق تو ، برده از دلم ، یاد مقام خویش را
 که بی موجب بخون خویش میدادم گواهی را
 طپیدن شست محکم تر کند در کام ماهی را
 نه مرا باشد ، ازین گم شده نقصان ، نه ترا
 هرگز از هم نگسلد چون تار پیراهن مرا
 که ناگه ، فتنه در بزم میخواران ، شود پیدا
 هر روز بر زمین فدح آفتاب را
 از آب دیده کهگل دیوار خویش را
 نیست شاپور اعتمادی توبه فرموده را
 صد پاره گر شود ، نشود پیرهن جدا
 تا بلبل بزوز شود از چمن جدا
 نیست در مسجد روا شعی که باید خانه را

شب است ای آشنا ! احوال شاپور از که میبری؟
 خدا داند که ، جایش در کدامین گلخن است امشب
 زمین ، ای دوست ! نقل صحبت یاران چه میبری
 که دل جای دگر بوده است و من جای دگر امشب

وگر، مرا بکشی، این هم از تونست عجب
عهد گزشته نیست، که نتوان ز سر گرفت
درد دل آنقدر که، مرا درد سر گرفت
چون صورتش بصورت یجنون برابر است

بیاله پیش شب آورد و در گریبان ریخت
همه جان سر کویش بی مژگان برداشت
بسکه از گردن من بار گریبان برداشت
دل باین خوش میکند، کز خاطر سیاه رفت
زان گران سنگ بر افتاد که پیکن تو داشت
با مغیبه بیعت کن! اگر پیر مغان نیست!
نصیب کیست که ساق بجام ما کرده است
دعوی با تو نبود این همه سو گند نداشت
بی زلف گره بر گره خم بخی رفت
برنگ گفته من، لیک از زبانم نیست
مرغ بی بال و پری در قفسی افتاده است
که جدا همچو من از همنفسی افتاده است
هر شب، که رود بی تو، شب اول گور است
بی دولت دیدار تو دیدن چه ضرور است
کاسه رسوای آخر، بر سر مجنون شکست
تا تماشا کنند دیده بیدار کجاست
اماقه غباری که تواند ز زمین خاست
وصل، از بعر نوح تلاؤ کند، کم است
هم مردن و هم زیستن من، ز نسیم است
از برای من محنت زده، عشرت کم نیست
در گلو آیم بگر خاریابان نشسته است
کر بلای عشق را شاه شهیدان نشسته است
مست است و استقامتش اندر مزاج نیست
گر خواهی ای شکبب قرا نیز رخصت است
عاشقی را بهانه ساخته است

اگر بغیر، شوی مدم، از تو نیست عجب
عهد شکسته را، بوفای درست کن
شاپور خسته، گفت ز احوال خویشتن
شرم آیدم بصورت لیل نگه کرد
لیکن در ترکیب مصرع اول آرزو را خدشه است :

تنگ شراب ز ظرف می آب حیوان ریخت
همنشین دی که نشان من حیران برداشت
خجل از دست خودم زانکه نیارود دمی
تا بمرودن در شکنج دام، صید ساده دل
از دل غیر، بمیزان محبت دل من
شاپور! مبر رخت بنومیدی، ازین در
نمیرود بگو صاف عشق ما را
صد قسم، بهر یکی وعده، چرا بناید خورد
عجیب همه این است که یک شه' عمرم
حدیث شکوه' من گفته اند، و میماند
ناله میشتوم سخت غریبانه مگر
سینه سوراخ کند، ناله آن مرغ امیر
دل، بی رخت، از زندگی خویش، نفور است
گر سرمه ضرور است بی قوت دیدن
گرچه لیلی، اول از جام محبت، مست شد
ای که! با اینهمه ناز آمده' در خوا بم
از ضعف، بر اهلش چو غباریم نشسته
طلوفان گریه'، که مرا بی تو هر دم است
از پیری تو جان بنشد و جان مزد ستاند
بجز، گریه رفت، غم رشک رسید، از پیش او
المطش میگویم و گردد گره چون آبله
بدعی نگذاشته، تیشش، تا گوی' من رسد
که خوانده ام بغمزه و گه رانده ام بناز
جان رفت و با دلم غم او، گرم صحبت است
دل بدیوانگی کشد مارا

ای ناله! برون آ که گمان اثری هست
نقش شیرین که بمرگ از دل فرهاد نرفت
دلبر میخواره دارد گرچه خود میخواره نیست
چیزی که حلال است گرفتن سر راه است
دل جای دگر، چشم بجای دگر، انداخت
این نه کعبه است در خانه جنانانه ماست
پیش ما، شکر و شکایت، همه یک مضمون است

امشب ای ساق! که دور تست، اشفاق بکن

کس چه میداند، که چون فردا شود، دوران کیست

شیرین نمیخرامد و گلگون نمیرود
بیچاره از رضای تو بیرون نمیرود
هرگز درو دو مرغ ز یک آشیان نبرد
حدیثی را که، صد ره گفته باشم، باز میپرسد
تا جوانی گشت یوسف صد زلیخا پیر شد
که گل هم بهر بلبل، گاه گاهی در قفس ماند
خشک گردد دست گستاخی که پیکانم کشد
پس همان بهتر که زاهد ننگ ایمانم کشد
ز گلبنی که، درو بلبل آشیان نکند
ز بیم خوی تو، همراهی زبان نکند
با زیستن و مردن کس، کار ندارد
دامش را بگزارید که کاری دارد (۱)
گر پرسش این ناله ات از چیست، نداند
با هیچمدانی، که ده از بیست، نداند
در شهر کسی را بکسی کینه نماند
با شعله چنین کشتی خصمانه نگیرد
بیگانه بجز جانب بیگانه نگیرد
آزوده عشق از همه عالم گه دارد
نکشد خاطرهم آنجا، که جفای نکشد

مست از در کاشانه ما، میگذرد یار
تا ابد مایه درد دل پرویز بود
میدهد شاپور جان از بهر یک ساغر شراب
کام از لب ممشوق نگهیریم، که در عشق
شا پور شد از بیم نگاهش، چو گریزان
سالیان حرم کعبه! ره خود گیرید
گفت و گوی سخن دوست، بهر رنگ نکوشت

این نقش سنگ نیست، که از خاک بیستون
گر میبری بکشتن و بستن دل مرا
از بس زیاض کوی تو، بیگانه پرور است
ندارد آن پری، شاپور! چون گویی، بحرف من
حسن از تمکین نمود گیرد محبت ز اضطراب
بمحت خانه عاشق چه شد گریک نفس ماند
صید ناوک خورده عشقم، ادب را پاس دار
خجلت شاپور، از روی برهنم، خوب نیست
گلی مجوی، که بوی وفا، نمی آید
حدیث شوق، که در دل دمی قرارش نیست
بیرختم مرا، ناوک پیداد زدن، خوست
میرود رقص کتان بر دم تینی، شاپور
درد نیست دلَم را، ولی از غایت مستی
شاپور! بسحر چه حساب و چه کتاب است
گر مهر تو، بیرون رود از سینه مردم
کار از غم دلنگ به پروانه نگیرد
پنشن تبرم شکوه اغیار، که دائم
تنها گه کی زو، دل کم حوصله دارد
بجز بکویت، دل دپزانه بجای نکشد

مرغ دل چند نفس در قفس نینه زند
از گم شد گن فلک است اختر و انجم
حال مرغیست دلم را ، که بانداز چمن
هوس قامت یارم ، چو در آغوش آمد
نکبت حرف وفا از دهنت می آید
گر نه یوسف گم گشته ، درین جامه ، چرا
اگر خواهد مدد ، در قتل و غارت ، چشمش از چشمش

عجب نبود که مردم را بمردم کار می افتد

تا آهن پیکان همگی جزو بدن شد (۱)

که : از میخانه باز آن رند شاهد باز می آید
کنون نشسته ز مردم چراغ میخواید
خدا از آفت دستم ، گریبان را نگهبان دارد
یک بیگ می آورد پیش نظر می افکنند
این قدر دانه که شوری در جگر می افکنند
کین خواب ، نه شایسته بخت چومنی ، بود
یا در زمین نهانست یا میفروش دارد
از چشم من افتاده و در پای من افتد
تا خجالت نکشی خانه بمهمان بگذار
از صد قدم به تبر تنافل نگاهدار
کاندر میانه ، فوت شود مدعای کس

اگر دلدار بی مهر است ، من هم غریق دارم

گر او رفت از نظر ، من نیز خواهم رفت از یادش

جان دادم و برداشتم زخم نمایان در عوض
رواق هنگامه گبر و مسلمانم ، چو شمع
خویش را از شوق میخوامم در آغوش ، آورم
آتش زدیم و بر در میخانه سوختیم
نا امید از سر کوی تو ، کرد آواره ام
گر هجوم اشک نبود مانع نظاره ام

هر تیر که چون نیشکر از دست تو خوردم
گر از مسجد رسم ، شاپور! میگویند بیدردان
شپید ساخت مرا یار و بر سر خاکم
بدل باز از جنونم خار خاری میشود پیدا
عشق بهر غیرتم دلهای ناوک خورده را
بسکه مدهوش نمیدانم چه میگوید لبش
در خواب رخسار دیدم و حیرانم افزود
خسهای گنج قارون کاکسیر شادمانیست
طرز ادب از عشق بیاموز ، که هجرم
غم فراغت طلب و دستگه دل تنگ است
گر صید غمزه تو نباشد ، فرشته را
چندان گرشه ، عرض دهد ، وقت عرض حال

تا کرده بادل مشورت پنهان ز تیغ غمزه اش
عاشقم شاپور ، پر با کفر و دینم ، کار نیست
بسکه در خاطر ، خیال آن ، بر و دوش ، آورم
پشمینه صلاح ، که گل گل شد از شراب
گردش ایام و سعی مدعی ، دخل نداشت
میرسد شاپور آن گل ، خویش تماشای است ناز

میگویم و لب میگزیم میبینم و تن میزنم
دل را و دیده را اگر از هم جدا کنم
بدام طره دستار و در بند قبا آفتم
دهم تا خویش را تسکین بفکر کربلا افتم
ساغر، بطاق اپروی محراب میزنم
هر بار تا بزانو این بار تا بدامن
یکسر پهای دل نبه یکسر پهای خویشتن
از تو حدیث دوری و از ما گریستن
شرط عشق است بدگمان بود
آب سلامت ریخته، خاک ملامت بیخته
چندین که گرد خاطر افکار گشته
همین بیمارش از پرهیز داری

کلیدی همچو طفل انگشت ساقی

کآورد سپیده دم شمیم سحری
خوش بیخته میشود نسیم سحری
کی از قفش سر پریدن باشد
مرغی که پریدنش طیدن باشد

دستی که بدامن نرسد بال و پر اوست
خان و مان ویران کنی چون فاله در فرمان اوست
این طائر غریب کجا؟ آشیانه ساخت
همه کس یافته شاپور مگر آدم نیست
این غیرتم بسوخت که پروانه بال داشت
غیر از جنون، کسی ز بهارم، خیر نکرد
که طرف دامن از خجالت بچاک پیرهن پوشد
که این دیوانه عمری شد که، بی زنجیر میگردد
آنچه من دیدم، ز چشم دوست، در ایام خویش
هیچ گاه، از هیچ کافر، هیچ پیغمبر ندید

راز ترا با خویشتن وصل ترا با مدعی
شاپور فتنه نشود بعد ازین پدیده
ز زنجیر جنونم عقل بیرون برد و میترسم
ز بس لب تشنه وصل توام در وادی هجران
کفاره نماز صبحی، که فوت شد
در گل ز عشق پدیم بسیار رفته لیکن
گر دل بدست افتد مرا، بیند سزای خویشتن
شاپور خیز! تا غمی از دل، برون کنیم
همدم یاز گز فرشته بود
بر درگه پیر مغان، شاپور! گشتم متکف
غیر از خیال خویش اگر دیده، بگو!
بخونخواوی رها کن چشم خود را
از مثنوی شیرین و خسرو است.

چو ساغر را نمائندی باده باقی

رباعیات :

بر خیز چه خفتی ای ندیم سحری
پرویزن شب مگر حریر است کزرو
مرغ دل من که صید دیدن باشد
پیداست که تا کجا بود پروازش

انتخاب دیگر از شاپور :

رحمت پروانه، که باین همه پرواز
کم کن آزار دلم، کم کن که با این بیکی
اشب دل ریمده، بزلف که؟ خانه ساخت
قمت خویشتن از غمزه نازک زن دوست
دوشم که دیده، نور ز شمع جمال داشت
آگام از شگوفه، نسیم سر نکرد
فن آن رشک گل را یوسف ار بیند عجیب نبود
سر زلفی به تسخیرم بچینیان، دین پناه من

ای باغیان! از چیدن گل، دست خویش
از شوق یکن پیام زبانی هزار سال
صد سپاک بجیب سحر از مردن شمع است
چه غورم حسرت پرواز گشتان، ای کاش
امشب ای همنفسان! دور بخوابید، که من
یکدم، برای خاطر بلبل، نگاهدار
با مرغ زمه دار زبان بر دهن نهم
ما سنگدلان ماتم پروانه نداریم
بگذارند که کنج قفسی گریه کنم
با دل خسته خود، وعده ندن دارم
(ص ۱۸۰ - ۱۸۲)

سرو آزاد: پدرش خواجگی برادر حقیقی میرزا محمد شریف هجری پدر اعتمادالدوله جهانگیری است. شاپور مریبی هم تخلص میکرد. قصه دلفریب دارد و غزلهای دیوان زیبا. مرزا صائب کلام او را تفسیر میکنند و میفرماید:

صائب این تازه غزل، آن غزل شاپور است
کلیات شاپور بنظر در آمد، قصیده نسبت
و نزاکت میدهد. چون قاعده اغلب این جریده، ذکر ابیات غزل است، چندی بیت از غزلیات او جدا نموده شد:

رو خراشیده تر از صفحه باطل باشم
دل پر درد از غوغای مرغان چمن بدم
گر چه خود را کشته ام بی شرمساری نیستم
تا مست نگردم خبر از خویش ندارم
ورنه دیوار من از دیوار کس، کزناه نیست
بر سر نمی زنند گلی را، که بو کنند
ناقص است: از مدد کشته، بقاتل فرسد
اگر بر خاطر باد صبا بینم غبار خود
به که این صلح برنجیدن پای نکشد
عشق معذورا است، گر منصور را بردار کرد
دردمندم در شکست درد دندان نیستم
نیم عبیر که خود را به پیرهن مالم
یار مستغنی و من مستغرق نظاره ام
صفرای می از باده خوناب شکستیم
دیده ام آن قدر اصلاح، که باطل شده ام

گر چه در حاشیه بزم تو داخل باشم
نه گل چیدم ازین بستان نه نام یاسمن بدم
در ره یاری، کز ممتون یاری نیستم
بی می سر تیمار دل ریش ندارم
قدر من، پست از بلندیهای استغنائی اوست
ما و نگاه دور، که دندان پاکباز
سینه بر خنجر او زن، که شهادت اینجا
چو ابرم، از پی دفع کدورت، گریه می آید
گو: میا بهر تلافی، بسر کشفه خویش
بیچ جرمی نیست در عالم ز غمازی بتر
عبب پوش خود نباشم، عیب جوی کس نیم
کفی غبارم و عریانی است کسوت من
فرصت عرض تمناگو، که در ابام وصل
زین سرکه فروشان نتوان باده نمردن
ورق شستیم از هم بدرانید، که من

تذکره نصر آبادی : آقا شاپور از اکابر طهران من اعمال زی است و همشیره زاده ملا امیدی . و جعفر خان - که در هند کمال اعتبار داشت - همشیره زاده آقا شاپور است . در فن قصیده کمال دست دارد . بعنوان تجارت به هندوستان رفته اسپای بهمرسانیده ، بایران آمد . موزونان بعضی توفهها از او داشتند چون بفعل نیامد ، او را اهاجی رکیک کردند ، چنانچه ملا طبیبی قطعه گفته که این بیت ازان قطعه است :

سکه دلگیر ز هم کاسه بود میشکند کاسه را که دور صورت آدم باشد
الحق فراخور استطاعت ، خست بسیار داشت . نریبی تخلص میکرد اما دیوانی که بنظر فقیر رسید شاپور تخلص داشت . تخمیناً چهار هزار بیت بود . شعرش این است . غزل :

تفاوت نیست ، جور و لطف یکسانست ، نزد ما
تو میدانی ! بپهر نوعی که دانی ، شاد کن ما را
ای راهزن ! خیال نگاه تو ، خواب را در جوش خون ز غیرت لعلت شراب را
کرم بساقی است که از ناز میزند هر روز بر زمین قدح آفتاب را

سر خوش آن وحشی غزالم ، دی چه از پهلو گزشت

از پیش رفتم ، تبسم کرد و گفت : آهو گزشت

چشم من خصم خواب شیرین است سر بیدرد نقش بالین است
غیرت عشق بچشمی که پدیدار شود پرده دیده در او پرده دیوار شود

(ص ۲۳۷ - ۲۳۸)

۱۳۱ = شادمان غزالی

طبعش از غزلخوانی ، مجلسیان بزم سخن راه شادمان میفرمود . هر بیتش

را غزاله صحرائی سخن نکته دهانی میتوان خواند :

باد صبا ، چو زلف ترا ، پیچ و تاب داد

سیماب وار جان مرا اضطراب داد

بر برگ گل گزشته و شبم خبر نداشت

نازم به توسن تو که داد شتاب داد

سنبلستان ، سر زند از خاک من ، از بعد مرگ

زانکه ، عمر خود بزلف مهوشان گم کرده ام

۱۳۲ = میرزا نورالدین محمد شارق

عمارت ولایت سخنور برا حاذق، میرزا نورالدین محمد شارق. خورشید مضامین
 رنگین از مطلع طبعش طلوع نموده، بر آفاق پرنو افکن گردید. و خفاش نظران
 عالم نکته گیری را چشم جهان بین بسته، در کنج خفای کورسوادى منور گردانید. منه:
 آمد برم بمی کشی آن ماه، و تا بصبح او میسرمد داغ من و من ستارها
 خیال لعل لب سوخته تا دماغ مرا فروخت ز آتش یاقوت می چراغ مرا

نمی آید بچشم خانه آئینه تمثالش
 نزاکت از لطافت آب شد در جنگ دیدنها
 زمرد قام خط از دور لعلش میتوان دیدن
 که دارد چون رگ یاقوت آهنگ دمیدنها
 مسی مالیده از پان سرخ چون شد لعل میگونت
 بحرف زیر لب از ناز رنگین کن قبسم را
 بیاد شعله جولانی، چنان از خویشتن رفتم
 که پرسند از شرار و برق راه منزل مارا

جسته است خدنگی ز کمان خانه، ابرو یا برق نگاهی است بانداز دل ما

زدین بیگانه و از خویش رفتم بی خبر گشتم
 فرنگی را مگر دیدم ز عشقت کافر امشب
 بشمشیر تغافل میزدی، اما نمی کشتی
 اشارتسای ابرو دارد انداز دگر امشب
 دلنشین آنچه مرا کشته بعالم تیر است
 دم آبی که لبی ترکنم آن شمشیر است

کسی که شبنمه حسن چون فرنگ تو شد بیاخ کفر گلی یافت از نشان بهشت
گشت زنجیر ز بهر دل دیوانه ما هر نسیمی که ازان زلف چلیپا برخواست

چشم مخموری که در آغوش مژگان خفته است
بی تکلف شیر مستی در نیستان خفته است
از نگاهت گشت خون از چشمه چشمم روان
سالها نام تو خواند ماند خیر جا ریست

میزه گرد رخس آب بریحان میداد خال او نقطه شک بر خط سنبل میچید
موی گردید خامه از کمرت گفتگو بسکه در میان دارد
بتاب آتش باقوت دل ، هر دانه اشکی ز اعجاز لبی در دامنم لعل بدخشان شد
حسنت ز دبدنت ، بخدا کم نمی شود آئینه را ز عکس صفا کم نمی شود
آب میگردد ز تاثیر نگاهش ماهتاب پرتو خورشید در ویرانه آتش میشود

پرد بو همچو رنگ از نکبت گیسوی مشکینش
بفرض ار نافت ، در ناف آهوی ختن باشد
مستی ما نشا ایام طفلی میدهد
ریخت مارا در قلع امشب مگر مهتاب شیر

نشا ام در دور چشم او دوبالا میشود ، گردش پیمانه و مینا ندارد این قدر
ز بهر رقص تو محراب کعبه آغوش است
بطاق ابرویت ای دلریا قسم بر خبیز

برنگ شعله جواله در نظر آید ز بسکه خورد ز عشق تو پیچ و تاب نفس
کشیدن صورت شیرین و لیلی کی بود کاری
مصور گر توانی ناز آن خورشید مبهوش کش

شکار افکن چو گردد نرگس چشم نظر بازش
 رم وحشی غزالان میشود در دشت جاسوسش
 ز دود دل بیاد سرو قدش آه میخیزد
 برونک شمع موزون نیمه خون نیمه آتش
 فرود عکس رخت را شراب ناب فروغ
 که آفتاب دهد بیشتر در آب فروغ

دل را بقید زلف گره گیر میکشیم دیوانه ایم و ناله زنجیر میکشیم
 یار خود آمد و من باز باو یار شدم عکس بودم که در آئینه نمودار شدم
 موج پری نشسته چو تمثال گفته ام آئینه را ز عکس رخت داده ام جلا
 یار، در بزم شراب است، تو هم میدانی!
 دل از این شعله، کباب است، تو هم میدانی*
 * * *

• تاریخ اعظمی: میرزا نورالدین شارق از سادات ایران و نجای آن دیار است، بتقریب
 قرابت قرام الدین خان (۲) از هند آمده بود و مدتی دران حدود گزرانیده. چون میر رضی برادرش
 بدیوانی کشمیر امتیاز یافت مرزا نورالدین هم وارد کشمیر شد. باز بهند مراجعت نمود و در زمان
 پادشاه فرخ سیر داروغگی دفتر دیوانگی یافت باز بکشمیر آمد. بممر و صاحب اخلاق جلیله بود
 و بصحبت میرزا صائب رسیده و با محمد سعید اشرف و امثال او، صحبت بسیار ورزیده.
 شعر را هم اکثر گاهی بطرز ایهام و گاهی بطریق خیال بندی و اکثری بمثنی سنجی میگفت،
 و دیوانی درست کرده. راقم الحروف بهره یاب اصلاح شعر از خدمتش بود. در شهر سه هزار

۱ دوازده بیت خوانده نشد.

۲ ما ز ندرانی الاصل و برادر خلیفه سلطان. وزیر ایران بود، و بعد از فوت برادر
 بمنصب صدارت ایران رسید، و بعد از ضعف سلطنت و بی استقلالی پادشاه (شاه سلمان) دل
 ناز وطن پرکنده روانه هند گردید. و در سر آغاز سال هفدهم عالمگیری (۸۱۰۸۲) در سلک
 ملازمت شاهی منسلک شد و خطاب خانی و مناصب و اعزازات یافت. پیشتر ازین خورشائوندان
 خان مذکور نیز بدربار رسیده بودند، مثلاً میر جمفر همشیرزاد او و میر عمادالدین رحمت
 خان و سید صدر جهان.

و یکصد و بیست و هفت (۸۱۱۲۷) رحلت نمود. این چند بیت از واردات طبع نقاد و فکر
وفاد او بقلم می آید :

ز فیض بیکسی ، چون مصرعه بر جسته ممتازم هلال آشا ، بیک بال آسان سیر است ، پروازم
این غزل را برای قزلباش خان امید تخلص ، در وقت اراده آمدنش بکشیر : بتقریب
قرابت مذکور نوشته بود :

کی دهد شرح دل و دیده گریان کاغذ	کی شود بحر سیاهی و بیابان کاغذ
از سخن ، کام و زبان را ، چه حلاوت دادی	شده از طوطی نطقت شکرستان کاغذ
همچو طومار من از رشک بخود میپیچم	چون فرستم برت این غنچه خندان کاغذ
نامه از سوز دلم کاغذ آتش زده است	باشد از خون دل و دیده ام افشان کاغذ
قاصد آه ، بامید روان کن ، شارق	که مگر آورد از نزد عزیزان کاغذ

نظم :

سختی جان ، پشت مارا چون کمانم ، کرده است چرخ مست کش ز مشت استخوانم کرده است
رستم در ملک معنی طبع نظم شاهد است دشمنان را عاجز اندر تیر جانم کرده است

از حکایت چرخ سنگین دل ، نه بیند هیچ کس

انچه باز از مهربانیها بجانم کرده است

عمرش از هفتاد تجاوز کرده بود . (۲۲۸)

۱۳۳ - ملا عصمت الله شاکر

بر حالش اطلاع نبود ، یک بیت ازو بهچشم در آمده بود ، ایراد یافت :

در نحو ، محو شد خرد خورده دان ، ولیک

ما را ز غافل خبر از مبتدا نشد

☞ خان مذکور در سال نوزدهم عالمگیری (۸۱۰۸۶) بنظم کشیر دستوری یافت .
و در سال بیست و یکم (۸۱۰۸۸) تنبیر شده بهربار رسید و صاحب صوبه لاهور شد .
و فوجداری جمو نیز ضمیمه گردید و در سال بیست و سوم از آنجا تنبیر یافت (ماترالامرا
۱۰۹ : ۴)

قوام الدین خان از تنبیر اختصار خان (که در سال ۸۱۰۸۲ آمده و چهار سال ماند)
بنظامت تعلق گرفت . و در آخر سال هزار و هشتاد و شش (۸۱۰۸۶) بکشیر رسید . زیاده از سه
سال بنظامت گذرانید (تاریخ اعظمی ۱۶۶)

۱۳۴ = محمد طارف شاکر

جوان خوبی است شعرش خالی از لطفی نیست :
 شه روی زمین شرم از فیض زبان بستن
 ز مهر خاشاکی ملک سخن زیر نگین دارم

۱۳۵ = نواب حسن خان شاملو

همیشه ملهم غیب ، شامل حالش بوده . پایه سخنش بدر علین رسید :
 یا رب این مخمور غفلت را می اسرار ده
 همچو آهم بر در دل‌های روشن بار ده

۱۳۶ = شاهد

شاهدان کشور سنگلاخت را فراوان معیش در حجاب خجالت مرفع
 گردانید :

ز عکس عارض آن مه ، چراغم روشن است امشب
 اگر بیخود شوم عییم مکن ، حق بامن است امشب
 ز تاب سوزن مژگان او چشم صغیر من بسان پرده بادام روزن روزن است امشب

۱۳۷ = هب العزیز شاتی

عزیز مصر سختدانی بوده :

آه کر طاق دل آن بی وفا افتاده ام
 هیچ میدانید یاران از کجا افتاده ام

۱۳۸ = ملا عبد الوهاب شاتی

ملا عبد الوهاب شاتی جوان پر فکریست شعرهای پخته دارد :

فروغ ماه رخسارش بچشم تر نمک دارد
 که باشد آب و تابی در شب مهتاب دریا را
 بدامن میسرد سنبل ز من هر دم پریشانی
 بیاد زلف پرناب تو دارم پیچ و تاب امشب
 از نگاهت طرفه آشوبی به بزم من رسید
 چشم شورت کور ای زاهد نمک در جام ریخت

در زندگی، از روی تو، کی دیده بپوشم چون شمع تن من همگی صرف نگاه است
 از تاب رخ تو آب گردید آئینه اگرچه سخت جان است
 گر مشوی کامروا، کام روا میکردی سرود تو در آغوش به یزمی آید
 چون دل پر سوز در زلف تو مسکن میکند معنی شمع شب دیجور روشن میکند

شدم از بسکه محو حسن قاتل در دم کشتن
 ز خونم تر نشد تیغش شهادت هم خبر دارد
 خط برآورد و قیامت آشکارا گشته است
 مجمع دلها شود زلف پریشانش هنوز
 همین که پیر شدم رام من شد آن بیباک
 قد خمیده، من گشت حلقه، دامش
 بگردن میتوانم برد جان از محنت هستی
 دهانم را ز تلخی وا رهند جان شیرینم
 داغ دل ناسور میگردد اگر باد صبا
 آورد از زلف مشکین کسی، در شام شم

بحسرت حیف رفت ایام عمر همت اندوزم
مگر بوده است دور چشم نگرسانی شب و روزم
بود زین اختراعی کز من و تو در وجود آید
تو شمع بزم اغباری و من از رشک میسوزم

بدل ز جوش طپیدن خیال لعل لبی بدر زده است چو رنگ شراب از شیشه*

* روز روشن : ملا عبد الوهاب کشمیری شعر خوش گفتار بود . (یک شعر دارد)

ص ۲۲۷

ایران صغیر : گل تولد سرینگر است ، سالها در یک دهکده بنام وحت مشغول تدریس و
تعلیم بود . شائق شاهنامه کشمیر را - که ۶۰۰۰۰ بیت دارد ، در پیروی شاهنامه فردوسی ساخته .
میان اهل دنیا مرد مفلس خوار میگردد الف چون درمیان زر درآید زار میگردد
اعتماد هستی موهوم کردن ابله‌یست چون گذارد کس قدم بالای ظل پل در آب
کشمیر صوفی : وقتیکه راجه سکه جیون لال برای تالیف شاهنامه کشمیر شرا راجع کرد،
شایق نیز از دهکده آمده سرینگر مقیم شد . سکه جیون لال یک روپیه برای یک شعر مقرر کرد.
و شایق شصت هزار شعر سرود ولی پایان نتوانست که رساند ، زیرا که سکه جیون لال کشته
شد . شایق در سال ۱۱۸۲ هجری حیات را پدرو گفت (ص ۲۷۹)

(راجع به سکه جیون لال رک : تذکره شعرائ کشمیر از راقم حروف)

۱۳۹ = حکیم حسن شفائی

حکیم حسن شفائی مریضان ممرض کم مایگی را ، بمسداوی بسخن
آموزی، شفای عاجل عطا فرموده ، و از نگاهت پست فطرنی بر آورده به نیروی
سخندانی ممتاز فرمود :

ستم کردن بیاران ، شیوه یاری نمی باشد
جدا گشتن ز عاشق، رسم دلداری نمی باشد
نو آموزی و از ناکرده کاربها نمی دانی
که کاری بهتر از عاشق نگهداری نمی باشد

مه من ، گر نظر بر غیر اندازد ، عجب نبود
 حیا ، در دیده خوبان بازاری ، نمی باشد
 نمی ترسیدم از دوزخ شفائی ازان رفتند و هجران آفریدند

۱۴۰ = میرزا محمد علی شکیب

مرزا محمد علی شکیب ، زلیخای سخن را جدا از یوسف طبعش
 بکنجه شکیبائی مهجوری نیست ، با وصف داوری خود از کمینه غلامانش گرفته :
 به آن روز ترنج ذقش می چرید
 گه بیازبچه ز نارنج ترازو میساخت
 رباعی

حسنت نظری معنی حسنت حوریت
 دل شیفته طرز تو از خوش . . بست
 میسوزم و بر گرد سرت میگردم
 چون شعله جواله جنونم دوریت
 بابنای زمان کی میرسد فریاد مسکینی
 که مانند صدف دارند در در گوش سنگینی
 شود نقش نگینها ثبت بر لوح مزار آخر
 پی هر دولت بیدار دارد خواب سنگینی
 شکیب از یاد رخسارت غزل پیوسته میگوید
 که هر بیتش ز ابروی تو دارد چشم تحسینی

۱۴۱ = میرزا شمس الدین شوکت بخارائی

دیاچه آرای دیوان رنگین ادای میرزا شمس الدین شوکت بخارائی .

توران معنی تلاشی ، به نیروی شمشیر بران حدت فطری و . . .
 فنتت ، خیلی گلگون سواران مصاف سخنوری را ، چون بنات النعش ،
 پریشان ساخته ، و چون آفتاب لَوای' روشن قیاسی علم کرده ، سر دمامه
 نوک فتح فطرت بلندی میبود . منه :

الهی! رنگ تائیری، کرامت کن : فغانم را
 بموج اشک بلبل، آب ده، تیغ زبانم را
 امید نگهت زخمی ز بی پروا گلی دارم
 که آواز شکست رنگ پندارد فغانم را

خم گشته است ، قامت من از نگاه او گردیده ام زه از رم آهو کمان ما
 سیه مستی که میگیرد بشبها دامن مینا کند مستی بمهتاب بیاض گردن مینا
 بهار رندگانی صحبت یاران 'موزونست
 پای' سرو بگزار از کف خود دامن مینا

رخ معشوق و عاشق را ، پس یک پرده ، جا باشد
 پریدنهای رنگم ، وا کند بند نقابش را
 بمجلس رنگ شوخی ریخت از بس گردش چشمش
 زم آهو، تصور میکنم ، موج شرابش را
 نگه چون سرمه بر گردد بمزگان تماشای'
 بهر جا میشود آن شوخ جولان آتشین پیدا
 رگ ابر خلدنگ او که از بحر کمان خیزد
 کند همچون گهر در استخوانم آب پیکان را

چو چشم بتانم از خود خراب توان کرد از سرمه تعمیر ما

چنان بی او چکد از دیده ام خون بصیرتها
 که چون نرگس بچشم من نگه میست حیرتها
 مصوران . قلم از مو کنند . تا نکشند . زیاده از سر موی دهان تنگ ترا

۱۴۲ = نواب حکیم الملك شهرت

خورشید آسمان فطرت . بیت الغزلش مانند ابروی غزال چشمان ، خلج
 ناخن بدل میزند . قصیدهٔ مسلسلش ، چون زنجیر زلف آهو نگهبان چین ،
 سلسله جنبان شوق میگردد . مخممش چون پنجهٔ حنائی نگاران دکن ، دست
 بدست دل میرباید . ساقی نامه اش ز پیمودن شراب معانی ، هوش از سر
 سامعان میراند . مثنوی نازک سخنش پرده های دیدهٔ خوش چشمان خطا را
 پرند پوست نخچیر میخواند . و رباعیش در نظر دیدهٔ وران آخشج
 کالبد دیوانش جلوه گر است .

نزدیک شد قیامت و آن بیوفا هنوز امیدوار وعدهٔ فردا کند مرا
 جدائی از نگاه شوخ نبود چشم جادو را رهائی از کمند وحشت خود نیست آهورا
 نظر بازانه چون آئینه گردیدیم دنیا را بان صورت که میبایست ما دیدیم دنیا را
 مانند شمع چند مکرر کنم سخن ار سر برنگ شمع بگیرم گداز را
 خیال چشم آهورا، نگاهم در نظر دارد که احیا میتواند کرد؛ از شونخی، غزالی را

عذاب واعظ دم سرد از آتش نمی آید

که در روز جزا یخچال میسازد جهنم را

ز بس آشفته ام ، نقاش اگر سازد ، شبیه من

پریشان میکند مانند سنبل عضو عضوم را

ز فکر کاکلی بر خویش میبچم که چون سنبل
نمایانست از هر مصرعه من پیچ و قاب امشب

بغیر دیده، که عمرش در انتظار گزشت بکوی یار نشد هیچکس سفید امشب
هلال عید کند التماس مصرع خویش ز خاطری که دران باد ابرویش پیوست
قصه خویش کند طره سنبل کوتاه گر شود بحر طویل خم گیسوی نو طرح

ز بس شبیه خطش را بنفشه گفت و کشید

شبیه خامه نقاش مو برون آورد

برای قدش اگر فکر مصرعی نکم مرا ز عالم بالا سروش میآید

بیچ و تاب زلف، از شوخی خالش. دل بستم

بلی در دام، صید از اختلاط دانه، میآید

بروی سنگدل جز چین پیشانی نمی باشد بجز زنار نقشی در سلیمانی نمی باشد

گلستان رعونت را زمین تا آسمان دیدم نهالش چون قدش در عالم بالانمی باشد

ز شوخی در نظر هرگز نیارد تیره بختان را

سواد سرمه را در چشم آهو جا نمی باشد

کراست تاب که پیش رخ تو رو سازد مگر برای تو آئینه روبرو سازد

در خاطر من بسکه گره شد کله بسیار درد دل چو صدف هست مرا آبله بسیار

خط دمیدن ساده رویان را بود جوش بهار

گلشن آئینه ها را سبزه زنگار است و بس

نزاکت بسکه دارد پشت چشم مردم آزارش

رگ برگ گل آید در نظر مژگان خونخوارش

مردم کشی و خیره گی و عربده جوی پیداست ز برگشتن مژگان سیاهش

در بساط قد رعناى تو جز جلوه نماند دقت آن شد نبود حسن تو اندام فروش

نهت دست نگارین را بمرجان، بست عشق
 میکند دزد حنا را این عسس پیدا ز سنگ
 دیده تا زلف بروی تو مشوش سنبل
 شده در بزم چمن موی بر آتش سنبل

بخواب هم نکم ترک گرد او گشتن که بالش از پر پروانه زیر سردارم
 گداز خویش باشد رونق کاریکه من دارم
 چو شمع از سوختن گرم است بازاریکه من دارم
 شهرت برخ یار بگو خط چه بر آورد
 در بنگ تو کیفی است که در باده ندیدم
 اسیر هیچکس، جز پنجه 'مرجان' نمی کردم
 من آن صیدم که می باشد قفس از چنگل بازم

مگر آئینه کند حرف مرا پیش تو سبز در دل از طوطی خط تو غباری دارم

ز سختیهای دوران سینه ام تنگست، مینالم
 سروکار دلم با شیشه و سنگست، مینالم
 گر کشی مانی! شیه آن شوخ مردم زار را
 تا ز مژگانم نسازی خامه، تصویرش مکن

نقش شیرین کاری خود، در دل ما کن، که هست
 بیستون خاطر ما وقف بر فرهاد تو

شد شهرت ز صحبت زلف تو شانه گیر دارد جنون من سر زنجیر تازه
 شمع میخواهد در آید در لباس عاشقان بایدش دادن برای سوختن پروانه

ندارد جز پریشانی دل آشفته تدبیری
 نمی زبید باین دیوانه غیر از زلف زنجیری
 شود آشفته ، هرکس حرف زلفش را شنید ، از من
 نفس در سینه ام بوی گل شب بو ست پنداری *

تاریخ محمدی : حکیم محمد حاذق المخاطب بحاذق خان ثم بحکیم المنک ثم بحکیم
 معتدالملک بهادر شامی ، ثم بحکیم مؤتمنالملک ثم بحکیم معتزالملوک بن حکیم محسن خان بن
 حکیم صالح خان شیرازی از کبار امرای هند . در اوائل عشره اخیره ، ۲۳ ذی الحج (۱۱۲۳هـ)
 فوت شد در شاه جهان آباد عمر ست ۷۶ سال . و او داماد حاجی شفیع خان بود (۷۶) .

زهت الخواطر : الشيخ الفاضل الكبير حاذق بن محسن الشيرازي الدهلوي احد العلماء
 المبرزين في الفنون الحكيمية ، اقبه عالمگیر بن شاهجهان الدهلوي حکیم الملک و لقبه محمد شاه
 حکیم الملوک و اعطاء غسه آلاف لذاته منقبا رفيعا و قربه ال نفسه - ۷ : ۵۹

۱۲۳ = لاله ملک شهید

بهار طبعش شالامار سخنا را بنوعی آراسته ، که ارم ، چون غنچه
 لاله داغ گردیده ، و پرهن را در خون کشیده ، سر از خجالت در پیش
 افکنده است ، هر بیتش ثمر شیرین گلشن معنی یابی است و هر نقطه ابیات
 رنگینش شفتالوی شهیدی چمن حاضر جوانی :

تمام سرمه بیارند اگر ز اصفاهان نثار خاک کف پای یار باید کرد

شهید ، از کف مده دامان خون آلود شاهد را
 که روز حشر دیگر شاهی پیدا نخواهد شد
 صد هزاران لاله و گل رست از خاکم ، شهید
 یاد می آید هنوزم روی گلنم شکار

قامت موزون او سرو گلستان حسن سبب ژنخدان او میوه بستان حسن

۱۳۴ = صابر

گرمی سخن سازیش ، چون ابواب سلسله جنبان گردیده هر نفس در معنی طرازی پیش میداشت :

شتاب چشمش به تیغ غمزه ، بقتل عاشق ، شتاب دارد
دل غزالان چو زلف خوبان ، بمشک چین ، پیچ و تاب دارد
فکنده بر رخ بصد تغافل برنگ مست سیاه کاکل
بخاک حسرت طییده بلبل که آفتابش نقاب دارد

۱۳۵ .. صاحب مسیح صفاهانی

عنوان آرای منشور نکته دانی ، صاحب مسیح برگ گل صفاهانی .
گلبرگ سخنش ، بهار طبعان گلشن نکته پردازى را ، بلبل تصویر فرموده .
و مسیح طبعش ، پژمردگان چمن معنی طرازی را ، بشمال نفس شیرین کلامی ،
جان تازه در قالب دمیده :

خون آیدم چو شاخ گل ارغوان بجوش بینم بدست بار چو تیغ کشیده را
شورم زیاده گشت ، چو مویم سفید شد آرام نیست صبح قیامت رسیده را
بنال ای خسته جان در شام زلفش که باشد ناله شبها اثرها

میشاند زلفش از سوزش ، دل خون گشته را

چاره جز زنجیر نبود از تو مجنون گشته را

ماه نو دیدم ز ابرویت بیاد آید مرا

کعبه دیدم از سر کوبت بیاد آید مرا

سایه شاخ گلی افتاده ، دیدم در چمن
 تا بیا افکنده گیسویت بیاد آید مرا
 سرو چون دیدم بخاطر ، قد دلجویت رسید
 گل چو دیدم ، از گل رویت ، بیاد آید مرا

رو ، نه آسان ز زلف ، چهره نمود کرده ام من بشب گدائیها
 بدست غیر مده آن بیاض گردن را سواد نور نباشد بدیده کودن ۲ را
 ز بسکه زان مژه ، صاحب نموده ایم رقم نشانده ایم بروز سنیاہ سوسن را
 یوسف ، آنروز که در چاه ز اخوان ، افتاد کاش ! میدید سر چاه ، زنخدان ترا

بسکه در سر ، بوی آن گل پرهزن ، پیچیده است
 آشیان بلبل کند بر گوشه دستار ما
 زنجیر بیا سیر بیابان جنون کن
 صاحب بجنون زن که سر زلف رسای^۱ است
 بوی گل میآید از دود چراغ خانه ام
 در شب بیمارم ، یارب ! که بر ما این گذشت
 گشت روشن حیرت صورت گران شهر چین
 تا دل صاحب بر آن زلف سراسر چین گذشت
 تا نگبرد تیغ برحمی نجوشد خون ما
 عید گلریزان ما در دست آن شاخ گلست
 دل ، ز آئینه رخسار تو ، میزان شده است
 طوطی ما ، نگهسی دارد و گفتارش نیست

عرق آلود شد ز می حسنش عید گلریزی نظاره ماست
 ثنا میکنم یک بوسه زان لب دهن شیرین ، گدا را از گدای است
 ز آفتاب جمال تو زنگ باخته ام به برگ ریزی نخلم نشد جوان باعث
 باشک خون شده ام رنگ زرد میزید
 چنانچه ، برکف دست حنایت ، نارنج

ناخن زدم و نمک فشاندم با داغ تو کار دارم . ای شوخ!
 هر نگاهت ، باعث ایجاد ، صورت خانه ایست
 گردش چشمت ، پری در خط تسخیر آورد
 شد سفیدم دیده و مژگان تر گلگون هنوز
 آن شکر لب جوی خون از جدول شیر آورد
 این زمان ، ای بی مروت ! آن خدا ترسی چه شد
 عید را قربان نمودن پیش آئین تو بود
 ما و عیسی ، بر سر بالین صاحب ، آمدم
 نبض آن بیمار را دیدیم سنگین تو بود
 بر دل تاریک ما ، چون بر غلط ، راحت فتاد
 آن قدر بنشین که ، شمع شام ما ، روشن شود*

• کلمات الشعراء: حکیم کاظم مسیح انسان خطاب ، صاحب تخلص استاد فن . اکثر شعر را بطرز مولوی میگفت . دیوانی ضخیم پر از رطب و یابس ترتیب داده . بر پشت سرورق دیوان ، تصویر خود نقش کرده صورت و معنی خویش را جلوه در عالم میداد . مثنویهای متعدد دارد . هر یکی را نام خوش نهاده : آئینه خانه - پریخانه - صباحت برس - ملاحات احمدی - گل حیدری . مجموعه کلیات را به - انفاس مسیحی - موسوم ساخته . بر طبع و استادی خود مغرور بود . از غایت بر خود غلطی ، اکثر شعر پوچ و بی معنی میگفت و از مردم چشم تحسینی میداشت .

گرفتند: روزی میر صیدی (۱) بدیدنش آمد. از درخانه بکاری مشغول بود، میر ساعتی بنشست. دیوانش بر دراصل مصحف بتعظیم تمام نهاده بودند. بکشود و نگاه می کرد و برنخواست و رفت. چون برآمد و شنید که میر صیدی آمده بود، میرسائمان خود گفت که: چرا نگفتی که تا برآمدن من بمطالعه دیوان من مشغول باشی! باین تقصیر چند کوه بان بیچاره زد. این خبر بمیر صیدی رسید. چون در دربار باهم دوجار شدند، حکیم مکر خواهی کرد که: چرا ساعتی دیگر انتظار من نکشیدید! و زود برخاستید؟ بازی دیوان من آنجا حاضر بود بنظر گذشته باشد محظوظ شده باشید. میر گفت: دو سه صفحه دیدم اما عجب انصاف است، شر شما بگوئید و صلح میر سائمان بیاید!

گل ابری بزرگان یادگاری زان چمن دارم
بنی آهو چو آهو میدود این دل، که من دارم
میطلب در سینه دل، ترسم خبردارش کند
این کمان چون حلقه گردد، چشم آهو میشود
برگ گل نبود، شناسم گوشه دامان کیست
که دعا کرد بدام تو گرفتار شدیم

قدح پر کرده اشکی زان بت پیمان شکن دارم
دل دنبال چشم او، رمان از خویشتن دارم
غافل آمد در برم آن شوخ، بی پروا نشست
پیر شد هر چند کردم، شوخ تر خواهم شدن
در گلستان، بارها بر چشم تر مالیده ام
ما بخود دوست، فدیدیم کسی را، فرگزر
رباعیات:

گل را به گلاب شستگان صفحه رواست
شه را بر انگشت نموده نه نکوست
در ظلمت تن، نور شهنشاهی هست
در پرده عنبرین شب، ماهی هست
کو آنکه، ز نزدیک ببیند یا دور
در خانه تاریک، چه بینا و چه کور (۲)

بر لاله خطی کشیدگان سنبیل مو است
عالم همه اوست، لیکن نتوان گفت
مارا بخدای خوش، راهی هست
چشمک زدن ستاره، بی چیزی نیست
پوشی اگر اطلس و اگر باشی هور
شرم، از که کنی درین حصار نیل

(ص ۱۱۶)

۱- رک: تحت شماره ۱۰۹.

۲- کلمات راجع به مسیح اطلاعات دیگری بدینقرار دارد:

۱. میرزا خلیل ملازم زیب النسا بیگم بنت عالمگیر که - زیب المنشات - تألیف کرده بیگم را ترتیب میداد، دوست مسیح بود (ص ۵۵)
۲. وقتیکه خبر مرگ میرزا صایب ز ایران رسید سرخوش در مجلس میر معز فطرت بود. گفت 'صائب وفات یافت' تاریخ بی کم و زیاده برآمد. و دو سال پیش ازین بر مرگ صاحب مسیح، نیز تاریخ گفته بود - صاحب وفات یافت - (ص ۱۱۲)

تذکره نصر آبدی : سیحانی صاحب از عزیزان کاشانست ، جامع جمیع علوم و حاوی آداب و رسوم . در نظم و نثر عربی و فارسی خیالش کمال قدرت و لطافت دارد ، و نهایت ملاحظت و سلامت . اما از نظم عربی دندان بفارسی نمی گذارد ، چنانچه در شکارگاه منشات عربی به دوستان ارسال داشته بودند که غزلان الفاظش ، بی کمند سطور قاموس و صراح بتصرف هیچ خاطری در نیاید . عبارات و صاف نسبت بالفاظش مکالمه روستائی و ترک و بصورت و معنی دلنشین کوچک و بزرگ . از تلامذه بحر عرفان آقا حسین است .

هر جا که دقیقه یاب و آگاه دلست شاگرد وی است و خرقة از وی دارد غرضکه جوان آدمی بصورت و معنی آراسته ایست ، و طبعش در ترقیب نظم خال از لطفی نیست . این چند بیت از ایشانست ، صاحب تخلص دارد :

شد گرم جگر سوزیم آن رند شرابی	مستیش بران داشت که گردید کبابی
در کوره غم ، شیشه صاف دلم ، آخر	از جوش تف آبله ها ، گشت حبابی
از پرورش آب و هوای گل رویش	فرداست که این سبب ذوق گشته گلآبی
پیوند الفت تو چو تار نظاره است	تا چشم میزنی بهم ، این رشته پاره است
گیرد بقرض ، هر چه زهر کس ، نمی دهد	دشنام اگر دهند بار ، پس نمی دهد
پر مکن خون دلم تا دوستی ماند بجای	شیشه ، چون از بادیه پر شد ، از هوا خال شود
سنگ ، از دل شکسته ، خورد شیشه حیات	تا بر خوری ز عمر ، مخور بر دل کسی

۳ . صایب بر این بیت غنی کاشمیری رشک میکرد .

حسن سبزی ، بخط سبز ، مرا کرد اسیر	دام ، همرنگ زمین بود ، گرفتار شدم
-----------------------------------	-----------------------------------

حکیم صاحب گفت :

خط سبز ، آفت جان بود ، نمی دانستم	دام ، در سبزه نهان بود ، نمی دانستم
-----------------------------------	-------------------------------------

سرخوش گفت :

خوردم ز خط فریب جنال عذار او	همرنگ سبزه بود لباس شکار او
------------------------------	-----------------------------

(۱۲۰)

۴ . سرخوش این مطلع گفته :

کی توام دید ، زاهد جام صعبا بشکنند
میبرد رنگم ، حبابی گر بدریا بشکنند
حکیم صاحب تا نصف شب همین مطلع پر زبان داشت و میگفت : سبحان الله ! در هند مردی پیدا شود که چنین شعر بگوید ! روز دیگر در خانه دانشمند خان پشاه ماهر (که استاد سرخوش بود)

گفت که : دیروز سرخوش بسیار محظوظ ساخت (۱۶۹)

۵ . میرزا قطب الدین مائل با حکیم صاحب و میر معز (فطرت) مصاحبت داشت . (۱۷۷)

هر کس که دم زهوش بر یار میزند سر را هزار بار بدمیوار میزند
دل ، بهر چه در یزم تو ما ، داشته باشیم در کعبه چرا قبله نما داشته باشیم
نیود عجب ، ز نازکی پای ، آن نگار رنگ حنا اگر کف پای بران زند
باده، کی بی ابر ، مستان را دماغ تر دهد نخل عیش می کشان از آب باران بر دهد

کجا فکر شکست بی دل و دین دگر دارد

که در دل، هر چه دارد با من آن بیداد گر دارد

ز بس کاهیده ام دور از تو ، هیچ از من نمی ماند

ز چشم ناتوانم عکس اگر آئینه بر دارد

بسکه خوش زلف و کاکل افتاده است تاب در جان سنبل افتاده است
یار سر گرم عشق همچو خودیست برق در خرمن گل افتاده است
گل من ! تا شنیدم از تو بوی بیوفائی را بهم چون غنچه پیچیدم بساط آشنای را
پریدن های چشم بروی از جا گرنی کردم نگهدار تن کاهیده رنگ کبر بای را

(ص ۱۴۹)

ریاض الشعرا : سیحا کاشی صاحب : از فضلی مقرر زمان بوده ، (۱) از تلامذۀ
آقا حسین خوانساری است و این ابیات ازوست :

شد گرم جگر سوزیم ، از رند شرابی مستیش بر این داشت ، که گردید کبابی
از پرورش آب حیای گل رویش فرد است ، که آن سیب ذقن ، گشته گللابی
پیوند الفت تو چو تار نظاره است تا چشم میزنم بهم این رشته پاره است
بسکه خوش زلف و کاکل افتاده است تاب در جان سنبل افتاده است
یار سرگرم عشق هم چو خودیست برق در خرمن گل افتاده است
گل من ! تا شنیدم از تو ، بوی بیوفای را بهم چون غنچه پیچیدم بساط آشنای را

مجمع النفائس : سیحا صاحب . از کاشان است . تقی اوحدی گوید : جامع جمیع علوم
و آداب بود ، در نظم و نثر فارسی و عربی کمال قدرت داشت ، اما در نظم عربی دندان بفارسی
نیگزارد . لهذا نصر آبادی گوید که : . . . (۲) صاحب کلمات شعرا گوید که : . . . (۳)

۱- صاحب ریاض الشعرا تحت حکیم کاظم صاحب آورده است که : حکیم کاظم صاحب
در عهد عالمگیر بادشاه بهند آمده ، اوراست این شعر :

(یک شعر و یک رباعی دارد که خان آرزو نیز ثبت کرده است)

۲- رک تحت نصر آبادی . ۳- رک : تحت کلمات الشعرا .

فقیر آرزو گوید که: دیوان حکیم صاحب را انتخاب زده ام، شعر بیمنی و پوچ ندارد و بلند و پست در کدام دیوان نیست؟ و اتوی درینجا قول تقی اوحدیت که سابق گزشت. بهر حال صاحب کلمات الشیرا ماده تاریخ وفات او خوب یافته که - صاحب وفات یافت - (۱) و او مسیح البیان و صاحب، هر دو تخلص میکند. در عهد شاه جهانی (۱۰۳۷-۱۰۶۸) بهند آمده. گمان دارم که مسیح البیان موجب فرموده شاه ایران تخلص کرده. و - شاه هفت اورنگ (۲) - تاریخ جلوس سلطنت محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاه یافته - لطف آنکه حافل خان رازی نیز همین تاریخ یافته. در کلیات او قریب پنجاه هزار بیت است، بنظر آمده انتخاب آن نگاشته میشود. از دست:

قاصد ز یار گفت زبانی همین قدر

باشد اگر بدست گلت، بومکن، بیا!

گفتی: چه میکنی شب غم صاحب فقیر!	شب ها چه میکنند ز جانان بریده ما
در گرد راه گرم روان برق سوده است	چشم کسی مباد، بی کاروان ما
زید برنگ گاهی ما، اشک لاله گون	در هم شکفته است بهار و خزان ما
پیرم، ز ضعف بر تو، نگاهم نیرسد	ای نور دیده! یکد و قدم بیشتر بیا
بسکه میترسم از جدائیها	میگریزم ز آشنا ئیها
قربتم را بهار آبله کرد	گل خار بر همه پائیها

فقیر آرزو گوید که: این دو بیت بینه در دیوان میرزا جلال اسیر شهرستانی داخلست. مکرر آنکه، در شعر اسیر - گل باغ - است، و در شعر صاحب - گل خار - اما گل خار بهتر است. مگر سر این معلوم نیست با آنکه صاحب غزل دیگر درین زمین دارد، چنانکه خواهد آمد:

روز سیاه دیده بداند چه حالت	در شب ز آشیان بفریبی بریده را
با خود چگونگی رام کند در جهان کسی	صید ز دام سایه مؤگان رسیده را

۱ - مطبوعه مدراس ص ۱۱۳ - سال ۱۰۷۹ هجری قمری

۲ - صاحب مفتاح التواریخ نوشته است که: مورخین این بیت در تاریخ جلوس گفته: چون ز فیض مقدم او زیب در اورنگ شد شاه هفت اورنگ تاریخ جلوس شاه شد (۱۰۶۸)

ول نوشته است که این تاریخ از کدام شاعر است. (ص ۲۶۵)

میر جعفر خراسانی تاریخ یافت: شهنشاه فلک اورنگ - دیگر کسی - بادشاه هفت اقلیم - یافت.

تا نهبان گشتی ز چشم خون چکان ، ای شاخ گل !

بر بدن ، از خون چو گل چسبید ، پیراهن مرا

سر زنجیر گرفته ، برد از خانه ، مرا
سایه شکل دام باشد صید ناوک خورده را
دلم افتاده در دام نظر ها
میشناسد دیده من ، دیده ترسیده را
شیشه ام خوشبوی گشته از گندب کربلا
یوسف حسن تو آورد بیازار مرا

گل چنین کسرد آشنائیها

بود مقصود خودنمائیها

زخم مشک آلودی از جلاد میخواهیم ما
بخت خسرو همت فرهاد میخواهیم ما
مگدرد بهر خدا تند ز ویرانه ما
شیر خوابیده ز عشقش بدر خانه ما
یاد آید ز سر بسته فتراک مرا
گره ، بدامن گل کرده ایم دامن را
گرفته ایم شگون ما بخویش ، شیون را
همزبان ساخت بمن چشم سخندان ترا
میشناسد دل من ، کوی گریبان ترا
جمبه پر تیر بود شوخی مژگان ترا
دیده بودم پیش ازین آبادتر این خانه را
آشیان بلبل کند بر گوشه دستار ما
یادم آمد چون بدام افتاده دیدم خویش را
طپیدنها دل شرمنده دارد بیقراران را
یکره بچله خانه صوفی عسب بیا
بنرخ گل ز تو ، دل ! داغ میخزند امشب
در نظر دارم ز روی خوب او جام شراب
تا سحر خود را به پهلوی تو میدیدم بخواب
چو غافل که به بیند پری بچشم آب

کرده بوی چمن حسن تو ، دیوانه مرا
تازه سازد زخم مژگان ترا هر روز صید
چو صیدی ، کو بلشکر گاه افتد
میرمد آهو ز خود دیده ز چشمت گردشی
گریه های تلخ ، صاحب داده دل را ، تازگی
من یک از معتکفان حرم دل بودم

داغها ، دارم از جدائیها

ار چه پروای دلربای داشت

نچشم ما بر جوهر ششیر آن ابرو بود
صاحب از شیرین زبانی حرف ما داریم یاد
ای که ! چون سیل رسیده ، بدرخانه ما
با ادب میگذرد سیل ز ویرانه ما
غنچه بر شاخ چوبینم دلم از کار رود
ز چشم خون شده ، رنگین بهار خویشتم
ز نو بهار دهد شور هندلیب خبر
عشق تا دید بجز ننگه خاموشم
غنچه ، دزدیده نفس ، در برمن می آید
دست هر تبا که نهم ، بر سر پیکان آید
از درد دل میگزشت آن سیل بی زنهار ، وگفت
بسکه در سر ، بوی آن گبیرهن ، پیچیده است
در کمینگه بود ، سنگین دل شکار انداز ، من
سپند ما ، عرق آلوده از مجمر ، برون آید
تا بوی باده از در و دیوار بشنوی
کجا ز باده ، بر افروختی چو لاله ، که باز
بر سر اشکم ، بگلشن بلبلان خون میکنند
شب که در صحن چمن ، از بوی گل ، رفتم ز هوش
بدیده بیخبر افتاد دل ز غمزه ، ولی

دل و آتش گل یک بوستان است
 همچو برگ گل بهم چسبیده است
 یک دهن در صبحدم خندیده است
 بر سر ره شیر حق خوابیده است
 سر برهنه بوی گل از سایه ما کم گزشت
 کار مرغان گستان نیست، کار عاشق است
 قدر انداز ندانم که دران مژگان کیست
 نیست امشب دل بجا در گوشه زندان کیست
 شیشه از اشک شبنم، زیر پا افتاده است
 که در هر قطره اشکم، نهان گلگون قباي هست
 اشکم چو فسترن بر این سو شکست
 افکنده بار و خفته بویرانه من است
 این شیشه ها شکسته دیوانه من است
 هر که از باغ تو، یک گل چیده و بو کرده است
 پر شکسته بلبل در آشیانی خفته است
 همچو داغ لاله، چشم بیزبانی، خفته است
 قاتل ما بهمین روز قیامت بهلست
 در دل صورت اگر، نقش تمنای تو، نیست
 آئینه گل بدست تو داد و ز خویش رفت
 زاهد فقیه و جانب مسجد بدوش رفت
 از ورق ریز ز شبنم برخ گها کیست
 کین لاله زار، خفته بخون، یادگار اوست
 آئینه اسکندریم، در کف کور است
 چشمه چشم نظر گاه پری گردیده است
 بی گلکاری حسنت چمن آرای هست
 در پس پرده شب، دیده بینی هست
 مستی و دیوانگیها بی حجابم کرده است
 یاسمن طرف بنا گوشه بخوابم کرده است
 این روی کسی است فی زمین است
 این چشمه را خزال تو، پر شور دیده است

سحر بلبل، ببانگ پهلوی گفت :
 در چمن بال و پریم، از خون دل
 تا درین هفته چه آید پیش گل
 پا، بنرمی در ره دلها، گزار
 غنچه دل چاک زد، زین می که، کردم در قدح
 جان سپردن، ناله ناکردن، درین بستان سرا
 غورده غافل دل من تیر نگاهی صاحب
 میرسد در گوشم آوازی کزان خون میچکد
 جان فدای جلوه ات! ای سرو قد آهسته بر!
 سرو برگ تماشای گستان جهانم، نیست
 روی زمین ز گریفه من برد تازگی
 سیل فنا رسیده پکاشانه من است
 گردون بخود فندیده ز آهم دل درست
 ببینغیر از خود، ز گلشن سوی صحرا میرود
 ای فدایت! شاخ گل، از دل چه میبوسی مرا
 میروی مستانه و غافل که در خاک رخت
 چشم مارا، ز تماشای رخ خویش، نه بست
 گشته حیران، ز چه رو، تکیه بدیوار زده
 خود را ندیده تا برخت دیده باز کرد
 زور شراب عشق نگر، در حریم ما
 حبله آرا که شده، بهر هروسان چمن
 مگزر بد اغهای دلم ای نسیم تند
 افلاک چه داند، که چه در دل، ز تو دارم
 تا تری برده چشم، ای پرپوش! دیده است
 نظری با گل رخسار تو از جای هست
 با ادب باش، که غورشید جهان میبیند
 بر رخ گل بوسه، بر پادت زدم مطر دار
 در کفن، عیش بهشت جاودان، باشد مرا
 بر خاک، قدم شمرده بگذار
 چشت، نمیخورد بنلط هم، ز چشم آب

نیست شاخی که برو مرغ خوش آوازی نیست
 آن پرچه‌پره ، باین رنگ ، قبا می‌پوشد
 کار ما ، از خصمی افلاک ، بهتر میشود
 در کجا بند قبا آن شاخ گل از هم کشاد
 هرچه می‌گویی ، ازان مژگان و ابرو میشو
 چون اسیر شان شدی ، از شهر بیرون میکنند
 این صید بدام آمد و دل بار دگر برد
 خانه دنیا ، بمن بهره ، زندان بود
 کرد دها پیر دیر ، مشکل آسان شوه

حیف ، کز شوز جنونی ، پاره پیراهن نشد

یک گریبان چاک ، چون گل ، قسمت دامن نشد

دست هر جا که نهم بر سر پیکان آید
 ذکر این کجست که مستان ز چمن می آید
 هر چه گویند ، ز اوهاب سخن می آید
 مینشاید که بدل ، یار غباری دارد
 ای مرغ دل ! ز گوشه بامی پریده
 جان ، مهندار که دادی ، و سخن کونه شد
 گرد دل سایه آن سرو روان میگردد
 صید آتشاه بدین داغ نشان میگردد
 کین راه را بدیده حریفان پریده اند
 چمن لاله و گل ، کار که روی تو بود
 خیال او بدام بی حجاب می‌آید
 فقیر می‌کده از تو گدازبی دارد
 شراب با تو نخوردن ز مانی آید
 تمام عمر بیک سرو باغبانی کرد
 گمان برند که طلاس گلفشان کرد
 از یک پیاله ، حسن تو گزار میشود
 یک قفس وار بدل جای طیدن دارد
 آنقدر آب عطا کن که گلو تر نشود
 ندارم صبر چندان ، کز کمین صیاد بر خیزد

نه همین گل بسر دار ز منصور شگفت
 شاخ گل ، ما نشناسیم ولی ، میدانیم
 دوست میدارد دل آزوده را ، دلدار ما
 بوی گل در خواب نگرارد درین گشن مرا
 غیر او صاحب ، درین صحرا قدر انداز نیست
 بر در لیل و شان ، مگذر که مجنون میکنند
 صیادی آن چشم ، بطل راست نیاید
 کافر می‌خواره ام ، مومن صالح نیم
 ناله کنان آمدم هب بدر می‌کده

چون دل خسته ، بجان زان صف مژگان آید
 بوی گل در قدمش پای ز سر نشنا سه
 مرده ، گویند : حیات از دم عیسی مییافت
 اشک صاحب بگل آلوده چو سیلاب آمد
 همت بلند دار ! و مکن جا بشاخ گل
 چون بمنزل برسی ، راه دگر پیش آید
 ناله شاخ گل ازان تازه جوان میگردد
 از دل ما نرود حسرت چشم سیهش
 بر خارزار پا نگذاری و غافل
 صبح گل نقش نقاب رخ نیکی تو ، بود
 کجا زیاده شده لاله گون ، نیدام
 به پیر می‌کده ، سانی بگو برای خدا !
 درین بهار که جوشد ز سنگ چون گل می
 بیای نخل قدت ، دیده کامران کرد
 دهند چون کف خاکستر مرا بر باد
 میخور که نیرنگ شگفتن شده گلت
 شکره ، که درین گشن بر گل صاحب !
 زیر تیغ تو ، مبادا نفسی راست کنم
 ز هر جا مینامم خویش را از اضطراب دل

بوی گل دیوانه را بهتر بزنجیر آورد
 بنیر موی میان درمیان نمیباید
 بعرض حال دل خود زبان نمیباید
 گرد رخت عبیر بران پیرهن مباد
 که گفته است که : می دز خزان نمیباید
 بوی گلشن مگر آن نازه جوان می آید
 ای فدایت دل بی طاعت ما اینها چند
 کباب گر نشود داغدار میگردد
 این گل خیر آشنای بود
 گل به پیش تو روستای بود
 ای که میپرسی که : صاحب را چه سودا در سراسر است
 نیتی دارد که جان را در سرکارش کند

وعدۀ یک بوسه شاید وقت بیهوشی دهد
 صغیر آشنا را میشناسد
 آسودگی بطالع من بیشتر نبود
 خون جگر حواله مرا تا کمر نبود
 او در پی خرابی ما این قدر نبود
 زود ما را او درین هنگامه پیدا میکند
 آسمان ، از شغل خود ، بیکار بود
 این قدر مستی بما در کار بود
 یار ما در کار خود هشیار بود
 مهربان این قدر آن شوخ ، ازین پیش نبود
 کین خاک جلوه ها بره بوتراپ کرد
 نسیم آشفته دستار ، از سرکوی تو ، می آید
 آتش ، باین گیاه ضعیف ، از کجا رسید
 خون ما ، گر برکف پایش حنا گردد ، چه دور
 گر زمین سینه و دل ، کریلا گردد ، چه دور
 گفته بودم بتوزین پیش نگفتی که بیار
 در خانه من گشت ز بازار نمودار
 تاوان شیشه میطلبد یار شیشه گر

میتوان دل را بخلق نرم از خود ساختن
 چو غنچه ، تنگ در آغوش با تو باید خفت
 تو شوخ چشم ! زبان نگاه ، میدانی
 پیراهنی که ، چاک نشد در هوای تو
 بزرگ گاهی ما ، صد قدح نگاه کمست
 میفشاند گل و خس ، باز زره میچیند
 پا زدن چند بمینای دل و ننشستن
 بوحشی ، که رسد تیر آهنین شست
 دیده گلرنگ شد ز داغ دلت
 تا تو روشن سواد خط ، گشتی
 ای که میپرسی که : صاحب را چه سودا در سراسر است
 نیتی دارد که جان را در سرکارش کند
 میخورم صاحب شرابی بالب میگون او
 نمیدانم که ، آن صیاد پیشه
 بر زخم مشک بستم و بر دل نمک زدم
 برهن گذشت شاخ گلی ، ورنه پیش ازین
 تا در دلت ز ساقه گذشت و چه گفت غیر
 از دل پروانه تا بلبل چراغان گشت
 گردش چشمت ، بگردون باده داد
 شیشه دل را ، شکست آن ترک مست
 داد ما را باده و بسیار داد
 چه ستم در حق دل ، باز بیادش آمد
 گرد مرا ، صبا بگریبان گل ، مریز
 نمیدانم چه میبودت تمنا ، این قدر دائم
 بی چشم تر ، نخفت شبی دل ، بدانم
 آب ، میگویند رنگ لاله و گل ، میشود
 آرزوی هر کجا بینی ، شهید افتاده است
 بلبل بهر تو چون دل بقیس هست مرا
 آن یار پریچهره که پوشید رخ از ما
 میخوارمست من ! ز کجا میرسی دگر

رنگ گل دربار دارم، ای نسیم آهسته تر!
 خندید غنچه ات بچمن ، یکدهن شکر
 تکیه کرده بمن و پای' بدک کرده دراز
 پپای خویش بدام آمده ، شکر امروز
 خون بلبل ، چکد از شاخ گل نسریش
 مگر صاحب ، بیاد صبح گفشی، داستان خود
 شد باز دلم ، کجا فراموش
 صاحب آورده قیامت ز گگی بر سر خویش
 ناگهانش زد پپا آن مار زلف
 از نهال قد تو ، ریخته تا دامن ، گل
 گفت رند می فروشم : پیر کامل ! السلام !
 کای! نکرده در محبت هیچ حاصل، السلام !
 پی آهو چو آهو میدود، این دل، که من دارم

نخواهد ، این چنین بر شاخ ماندن ، آشیان من
 که من ، در روز برق و باد ، این بنیاد بنهادم
 بهاران رفت ، و با او مست ، در گشن نخوایدم
 گره صاحب ، ازان بندت با چون غنچه ، نکشادم

گویا بیزم آمده خاموش رفته ام
 تو ندانی من دیوانه چها میدانم
 ز حسن او خطی آورده ، مضمونش نمیدانم
 گل نشگفته ، بر بال مرغ نامه بر ، بندم
 آتشی دارم بدل از پای' گل خوابیدگان
 گل اگر خواهی برویم، در میند ای باغبان!
 من ندانم که چه دیده است در آب و گل من
 شسته شمشیر درین چشمه ، مگر قاتل من
 دیوانه میشوی گل نظاره بو ممکن
 گل برش بو نمیتوان کردن
 یاد آن کو نمیتوان کردن
 ای آهوی' دم خورده بخود رو بفغا کن
 نازشی گل میکند ، بر گوشه دستار تو

میشود باز از هوای دل بسینه خسته تر
 شیرین نمک صباح کجا این قدر بود
 چشم بد دور که خنجر بکفت آن مایه' ناز
 بکش، به بند تو بیرحم، و هر چه خواهی کن
 پر نهال قد او ، باد اگر ، تند وزد
 بهم پیچیده میبیم ، ورقهای گلستان را
 کم حافظه من ، حریف بسیار
 سر شوریده هوا خواه گلستان باشد
 دل بزیر گبینی خوابیده بود
 در گریبان تو گل ، در ته پیراهن ، گل
 چون بیخانه ز مسجد آمدم ، از شور عشق
 چون بان در آمدم، صاحب! ندای در رسید:
 دل دنبال چشم او، رمان از خویشتن دارم

چشم تو بسته راه نظر بازی نظر
 خلق را ، پرتو انوار خدا ، میدانم
 رسیده قاصدی امشب ، بدل خاطر پریشانم
 باو پیغامی، از راز دل خونین، چو بفرستم
 شعله گون افتد ز نخلم سایه، بر روی زمین
 بر سر دیوار آمد از صفریم شاخ گل
 خوش فتاده است خرابی، به پی منزل من
 اشکم ، از دیده بدامن همه خونین ، آید
 میسازدت اسیر ، نگه سوئی او مکن
 گله زان خو نمیتوان کردن
 ناله میخیزد از در و دیوار
 دنبال تو ، برقع ز رخ انگنده ، سوار است
 لاله پهلو میزنه ، بر گشن از رخسار تو

کرد ما خفته و پا بر سر پا افکنده
 دل مرا بتو عاشق چنین ، خدا کرده
 که گفت ، بال پری را بروی آتش نه
 بوسه زن بر خاک ره آنگاه چشم تر بنه
 پای در زنجیر خفته در رخت دیوانه
 صد چمن گل را ، پریشان ساخته ، دیوانه
 گردش چشم تو پیموده بما میخانه
 ای مرغ دل ! ز گوشه بامی پریده
 که دگر مرغ م گشته گرفتار کسی

چه غم از سپل ، که در سایه دیوار کسی
 نه کار حسن بود این ، نه کار دل باشد
 پدیده ، بوالمجیبا ز طرهات ، آمد
 نقش هر پای که میبینی ، بود پای چراغ
 دل چه باشد بر سر کویت ز خود بیگانه
 نیست عضوی ، کو ندارد داغها ، از دست دل
 سر نمیدانیم از پا ، بیخبر افتاده ایم
 همت بلند دارو ! و مکن جا بشاخ گل
 کو کسی ! تا بقبس ساز فلک ، مزده دهد
 رباعیات :

هم پستی خاک اغبری ، هست ترا
 هم دیوبه شیشه ، هم پری هست ترا
 دل در قفس سینه طپیده است مرا
 در مان چه کند نظر رسید است مرا
 در زیر لبم گره زدی یارب را
 کین خسته ، بی پایان ترساند شب را
 پاکس نه مرا سوال ماند و نه جواب
 چون چشمه بود صاف نماید ته آب
 در ظلمت تن ، نور شهنشاهی است
 در پرده عنبرین شب ، ماهی هست (۱)
 این جامه ، ازان یوسف بگیرهن است
 خاموش که آن خنچه دهن در سخن است
 در خانه دل ، آینه ها بود ، شکست
 این آینه ، معشوق نما بود ، شکست
 چون شبنم گل ، سبک ز مژگان بگذشت
 آن قافله از کنار همان بگذشت
 آهونگی ، بر صف دل ، تاخته است
 دیوانه پری دیده و نشناخته است

هم اوج سپهر اخضری ، هست ترا
 تو آئینه دار ، صورت نیک و بدی
 چشم از پنی دام او برید است مرا
 افتاده بچشم یار چشم ، صاحب!
 ای آنکه در استخوان شکستی تب را
 در زلف تو از ناله دل معلوم است
 شتم ورق سینه دل از همه باب
 دل صاقی ما ز چشم تر معلوم است
 مارا بخدائی خوریشتن ، راهی هست
 چشمک زدن ستاره ، بی چیزی نیست
 این خرقة ، مرا در بر ازان سیمتن است
 از خلوت دل ، صدائی او نمی آید
 دل ، در بر یاز دلریا بود ، شکست
 مطلب ز شکست دل ، نه بیرحمی بود
 تا چشم بهم زدیم ، طوفان بگذشت
 ای آنکه ! سراغ اشک ما ، میگیری
 در دام ، مرا غزالی ، انداخته است
 او در نظر ، و دلم ز دهشت ، غافل

چشمان سیاه خانه سیاهم دارند
 شیرین بد و زنجیر نگاهم دارند
 شمع قد و رنگ آذری را ببند
 سنگین شود آنکس که ، پری را ببند
 از چشم ترم ، لغت جگر میخواهد
 لعلش میگفت : بیشتر میخواهد!
 از دست بیک جام شرابم بردند
 از میکده تا خانه خرابم بردند
 سنبل ، ز نسیم بر سن ، میلرزد
 هر جا که نسیم پا ، دل من میلرزد
 مانند سحاب بی نشان ، میگردد
 این قافله ، چون ریگ روان ، میگردد
 یا قاصدی ، از یوسف ما می آید
 یا قافله از کربلا ما می آید
 بی یاد تو ، در بهشت مسکن نکنند
 بیمار غم تو خانه روشن نکنند
 آن غنچه دهن بنظر می آید
 بیرون اگر از آب ، شکر می آید
 سر پنجه شیر لوتة خار بود
 کین راه کشنده بنمک زار بود
 یک حلقه ازان طره پر چین باشد
 مانا که ، گل محمدی این باشد
 نادیدن شان کحل بصر میباشد
 مار خاکی زنده تر میباشد
 نکشود صبا بسرو قدت آغوش
 چون ناله زاری که شب آید در گوش
 نقدی که یقین بود و گمان افشانندیم
 دستی که بر اسباب جهان افشانندیم
 در سینه ، چو مرغ ، دل کبابی دارم
 تحریر بخون کرده کتابی دارم

ترکان نگاهش بر راهم دارند
 دل بسته آن دو زلف کردند مرا
 کو دیده ، که آن جلوه گری را ببند
 سنگین ، دلم از سایه مزگانی ، شد
 مست است دلش ، کباب تر میخواهد
 چندان که نمک زدم کباب دل را
 آنانکه ، ز چشم مست ، خوابم بردند
 دادند ز لب مرا شراب مستی
 بر چهره ، نه زلف پر شکن ، میلرزد
 من شبنم روی گل ، تو باد سحری
 اشکم بجهان ، ز دل نهان ، میگردد
 سیلاب سر شکم ، نشناسد منزل
 پیچیده بپوی گل ، صبا می آید
 در بار سرشک دیده ، لغت جگر است
 مستان رخ تو ، گل بدامن نکنند
 جان دادم و آهی نکشیدم از دل
 هر چند که عهد گل بسر می آید
 از دیده ، رود خیال شیرین دهتان
 سر کردن راه عشق ، دشوار بود
 بر راه خراش سینه ریشان ، نروی
 داغ جگرم ، که مشک آگین باشد
 پوی چمن خلله ازو می آید
 آمیزش خلق درد سر میباشد
 از راه بخاکساری خلق ، سرو
 شد لاله و گل از می لعلت ، مد هوش
 از زلف تو ، آواز دلم می آید
 جان در ره آن سرو روان افشانندیم
 سر پنجه خورشید فلک را ناپید
 ای دوست! بیا جام شرابی دارم
 گفتمی که : برو ، باده چه خواهی کردن

در شوق تو از شراب گل میدیدم
 نزدیک شده موسم دیوانگیم
 امشب که ، دلیرانه برویش دیدم
 رو کرد نهان ، و من چو طفلان ، صاحب !
 بر خاک نظر کرد ، که زر میسازم
 چون دید که ، در جهان نمی گنجد حسن
 آه دل غم کشیده را میمانم
 صد باره دل چو غرق ، : دارم صاحب !
 از گریه میان آب گل میدیدم
 امشب همه شب بخواب گل میدیدم
 مستانه ، گل از گلشن حسش ، چیدم
 گل گفتم ، و گریه کردم ، و خوابیدم
 بر آب گره زد ، که گهر میسازم
 دل برد که ، عالم دگر میسازم
 شمع شب صبح دیده را میمانم
 درویش بحق رسیده را میمانم
 (۲۰۳ ب - ۲۰۶ ب)

نتایج افکار : در باره صاحب ، همین
 عالم چه بود کفوی بروی گرداب
 از پیش گرداب نماید آن کف
 دیوانه عشقت ، چه جنونها ، که نکرد
 بیدار ، چه فتنه کز نگاه تو ، نشد
 مینای دل ما ، ز صدا میشکند
 نازک دل عشقیم ، ببا سنگ مزن !
 اشکم ، که بخاک آبرو میریزد
 صد باره دل ، بسینه ، چون گل دارم
 همین مطلب دارد و پنج رباهیات افزوده است :
 آدم چه بود ، عکس چراغ بر آب
 و ان عکس پریشان شود از جنبش آب
 و ان غمزه پر فن ، چه فسونها ، که نکرد
 آن دست حنا بسته چه خونها ، که نکرد
 مانند حباب ، از هوا میشکند
 از رنگ گل ، آئینه ما میشکند
 از حیرت آن چشم نکو میریزد
 تا دست نهی ، ز هم فرو میریزد
 (۲۱۹ - ۲۲۱)

مردان بزرگ کاشان : محمد مسیح صاحب . در علوم متداول آن زمان دست داشت
 و در شعر و انشا اورا مهارت و پختگی تمام بود . در مجامع فضلا و حکما و دانشوران
 همیشه مجلس آرا و مورد تکریم و احترام همگان بوده است ، در شعر صاحب تخلص او است .
 قصیده بسیار میسروده . قصیده لامیه طفرای ، فرمود که ، در آن ابیات بسیار زیبا و دل
 انگیزی گنجاییده شده است . صاحب بتازی شعر میگفته و اشعار فارسی او نیز فراوانست .
 اینک چند بیت از اشعار نغز او را که از دست حوادث روزگار ایمن و بجای مانده است
 نقل میکنم :

بلبل بگل نشان دهد از رنگ و بوی تو
 تا باشم بهانه از بهر باز گشت
 چون شیشه چند باشم مست و شراب غفلت
 پروانه با چراغ کند جستجوی تو
 دل را بجا گزاشته رفتم ز کوی تو
 تاکی هوا فزاید از هر بحور ما را

و فتی ز بزم و رنگ به رخسار ما شکست
چون شمع سوخت یکسر جانی که بود مارا
در بزم ، دوش یار مرا ، بی نقاب سوخت
یاد آن روز که دل در خم گیسوی تو بود
تا من بنای جور تو ویران نمیکنم
زبان داغ دلم را بر لب اظهار میآرد
همچون حجاب ، شیشه دل بیسدا شکست
تا عقده خوشی از لب کشود مارا
باز این ستاره سوخته را آفتاب سوخت
پیچ و تاب رگ جانم شکن موی تو بود
از گریه منع دیده گریان نمیکنم
ز گلشن برگ گل را ببلبل از منقار میآرد

علی جزین در تذکره مینویسد که : هنگامیکه راقم حروف وارد کاشان بود ، میر عبدالحی کاشی حکایت کرد که : حضرت علامی اخوند مسیحای نسای قدس الله روحه وارد کاشان شده بود . فصل تابستان بود ، و عقرب در آن فصل در کاشان بسیار و ذر عوام اشتها دارد که : عقرب کاشان غریب را نمی گزد . بنا بر این چون شب شود کسی غریب باشد با آواز بلند میگوید که : من غریب غریب ! و این سخن را بمتزله انسون کزدم دانند . شبی من و جمعی از مردم کاشان که مسیحای کاشی (محمد مسیح صاحب) هم از آن جمله بود ، در خدمت علامی بودیم ، چون وقت خواب رسید حضرت علامی با آواز بلند فرمود که : من مسیحای نسائینم غریب غریب ! شما دانید و مسیحای کاشی خود !

تذکره الشعرا : حکیم محمد کاظم در عهد عالمگیر بهند آمده ، معاصر صیدی طهرانی است :

— صاحب وفات یافت —

ماده تاریخ است . و فاتش در سال ۱۱۰۹ (۱۸۰۸)

۱۳۶ = میرزا صادق دست غیب

سخندان بی ریب ، میرزا صادق دست غیب . طبع صفا افروزش :
چون صبح صادق آفتاب معانی روشن در گریبانست . دیوانش را از الفاظ
باهر ، مطلع الانوار میتوان گفت . منه :

آب و رنگ چهره ات ، خون در دل گل میکند

تاب زلفت ، حلقها در گوش سنبل میکند

بروز ابر ، چمن وقف مئی پرستان است بیار باده که امروز ، روزستان است*

* ریاض الشمره : میر صادق از سادات دست غیب شیراز است . بدکن آمده ، احوالش

در تاریخ میرزا قاسم فرشته ثبت . جوان ملکی خصال خجسته افعال بوده . در روز فوئش این غزل را در همان آوان گفته در پیش جنازه اش می خواندند و این سبب در احبأش عجب سوز و حالتی بهم رسیده است . و آن غزل اینست :

هر که آمد ، گل ز باغ زندگانی چید و رفت

آمد و برستی* اهل جهان خندید و رفت (۱)

کس ازین ویرانه دل ، یک دانه حاصل ، برنداشت

هر که آمد ، پاره تخم هوس باشید و رفت (۱)

سیر معراج فنا را قوت درکار نیست

چون شرر می باید اینک همتی ورزید و رفت

بسکه چون (۲) گل ، گمذاران بر سرهم خفته اند

همچو شبنم ، می توان بر روی* گل غلطید و رفت (۱)

از ازل ، صادق بدنیا ، میل آویزش نداشت

چند روزی آمد و یاران خود را دید و رفت

دم شمشیر تو ، اعجاز مسیحا دارد خضر ، گر کشته تیغ (۳) تو شود ، جا دارد

هر نفس دست تو در گردن خود می بیند آنچه اقبال بلند است که مینا دارد (۴)

یاد آن روزی که بیم حرف بدخواهی نبود . بامش گه التفات بود ، اگر گاهی نه بود (۵)

راه مرغ نامه بر ، هم بسته است ، آن تند خو

من چه می کردم ، اگر دل را بدل ، راهی نبود (۳)

فیضی برد از صحبت ما گر همه باد است خاکستر ما سوختگان ، خاک مراد است (۵)

راه دل پر خطر و ناوک او نوسفر است مگرش داغ سیاهی بیاهی ببرد (۵)

کشیده تیغ به قلم شفیح میطلبد وگرنه چیست بهر سو نگاه دمدمش (۴)

حرام است آرزوی* باده کردن ، بی پیروی* عبادت پیش ما کفر است بی محراب ابروی* (۵)

ستم پر میکند اعضا بهم از قسمت دردش

اگر در دل نباشد همچو تیر او ترازوی* (۵)

۱- نصر آبادی و تذکره حسینی دارد .

۲- نصر آبادی : بسکه در گل ، گمذاران . . .

۳- نصر آبادی : کشته تیر تو - هر دو بیت دارد .

۴- تذکره حسینی دارد . ۵- نصر آبادی دارد .

ظاهر نصر آبادی : میرزا صادق دست غیب ، والد ماجدش و خودش قاضی القضاة شیراز بوده . بنی عم میرزا نظام (دست غیب) (۱) است . باوجود فطرت عالی ، کمال شکستگی و گذشتگی داشت . خالی از شوری نبوده . در زمان شاه جنت مکان شاه صفی (۱۰۳۸-۱۰۵۲هـ) او را بملت حسن خط ، طلبداشته مدتی در کتابخانه جهت سرکار پادشاه ، کتابت میکرد . از علو همت سر باین معنی نیاورده ترک کرده بشیراز رفت . بعد از مدت در لار فوت شد . مسوع شد که روز فوت او ، غزلی که در آن روزها گفته بود ، در پیش جنازه او میخواندند . شوری بهم رسیده بود که شرح نتوان کرد . و آن غزل اینست :

از ازل صادق بدنیاء میل آمیزش نداشت
چند روزی آمد و یاران خود را دید و رفت !
شعرش اینست :

جام می برکف ، تو بر گل میخوامی ، وز پیت
لاله ، پر خون دیده اش ، آب سیاه آورده است
آنکه بندد جز تو بال مرغ در پرواز کیست
غیر چشمت از کمان حلقه صید انداز کیست

در چمن با چشم گریان وصف بالای^۱ ترا آنقدر کردم که ، قمری ترشد از بالای^۲ سرو
از امام قتل خان گریخته و برگشته ، در این باب گوید :

از تو گه هست ، دست پرورده^۳ ناز چون عمر گرانمایه ، سبک ندر پرواز
از رفتن و باز آمدنش ، شد معلوم کاقبال تو ، عمر رفت میآرد باز
در جواب خواجه سرا گفته :

منکه ترشیهای^۴ عالم ، در مذاقم شهد بود کند کرده است این ذغال آخته ، دندان مرا

(۲۷۲)

تذکره^۵ حسینی : فرشته مسطور است : روز واقعه^۶ خود غزلی گفته بود ، همان بیت
پیش جنازه اش میگفتند و بدوستانش عجب حالتی و سرزش طاری شده بود ، و آن اینست :

(پنج شعر از این غزل دارد) .

میگیرم زار ، و یار گوید زرقست چون زرق بود که دیده در خون غرقست
تو پنداری که هر دل ، چون دل تست فی فی غلطی ! میان دلها فرقتست

(۱۸۷)

۱- از سادات دست غیب شیراز است . شهرت بدست غیب ، سببش آنست که : شخصی
از عناد ، شجره^۷ ایشان طلبید ، پس از غیب دستی پیدا شده شجره^۸ ایشانرا آورد . . . در

۱۴۷ = حضرت شاه صادق

حضرت شاه صادق جنابش صدق پیشگان دوران را هادی و صاحب
و لایتنان جهان را سرمشق استادی :

خانه زین است دنیا ، عیش او پا در رکاب
شهبسوار است آنکه ، از وی زود دامن چید ، و رفت*

* هارسی سربان کشمیر : شاه صادق در قرن یازدهم هجری در کشمیر متولد شد . در
کودکی روزی هنگام نماز حالت جذبه بری دست داد که سبب تغییر مسیر زندگی گردید . مادیات
را ترک کرد و به ریاضت ، پرداخت . مدتی در دهلی و لاهور زندگی کرد و آخر عمر را در کشمیر در
تجرد و انزوا بسر برد و به سال ۱۱۰۰ هـ وفات یافت . آثار منظوم وی دیوانی است مشتمل بر چند
ترجیع بند ، غزلیات و مثنوی . (ص ۵۰ نیز رک : خوارق السالکین احمد ابن الصبوزی کشمیری
- واقعات کشمیر اعظمی - تاریخ حسن جلد سوم - کلام صادق چاپ سرینگر ۱۹۶۰)

۱۴۸ = میرزا صالح بیگ

شعرش پخته و ترکانه است ، قطعاً نازکی سخنش تکلفی در بار ندارد :

حسن شد روز نخستین مصدر ناز و نیاز
دوستی موقوف باشد دشمنی بامن چرا
عشق را پروای رنج عاشق و معشوق نیست
این بلای جان ، ستم بر هر که باشد میکند
گشته مشکل کار دل ، از جور دست انداز عشق
ملک ویران است ، حاکم جور بیحد میکند

☞ سنه ۸۱۰۲۹ فوت شد . در مزار حافظیه مدفون است . مشهور است که نعلش او را بحافظیه
بردند ، متولی مانع شد . قرار به این میدهند که از دیوان حافظ تفاول کنند . این غزل آمد :
رواق منظر چشم من . آشیانه تست کرم نما و فرو آ ، که خانه خانه تست
این بیت خواجه ، در باب دفن ملا اهل شیرازی هم شهرت دارد (طاهر ص ۲۷۱)

بفارت میبرد شوق رخی نقد شکیبائی خیالت راه خوابم میزند شبهای تنهایی

۱۳۹ = صامت صفاهانی

صامت صفاهانی شاگرد میرزا محمد علی صایب . شعرش چار باغ شیراز سخن را جوش بهار است ، گلپایش الفاظ رنگین و نخل پر بار است ، ثمرش معانی شیرین :

رنجش بی جا ز ارباب وفا کردن ، چرا

بی مروت ، این قدر آزارها کردن ، چرا

زین پیش مسوزان بستم ریشه ، ما را این نخل مبادا ثمری داشته باشد

پامال مکن اشک جگر زاده ما را این قطره مبادا گهری داشته باشد

مغان ز سجزه ، آتش ز آب میسازند

ز قطره قطره شراب ، آفتاب میسازند

لب خود را ، ندهی فرصت سیرین سخنی گر بدانی که چه مقدار مکیدن دارد

از لبش بوسه طلب کردم و دشنام داد ما جرّای من و معشوق شنیدن دارد

ز گفتگوی تو بوی گلاب میشنوم مگر بجای زبان غنچه و دهن داری

بخون آلوده مژگان ، شانه کردم زلف خوبان را

جز این گلشن کجا سنبل برنگ ارغوان بینی

خدا آن غمزه صاحب مروت را نگهدارد

بکویش بحرها از خون ناحق کشتگان بینی *

• تذکره نصرآبادی : حاجی محمد صادق صامت ولد آقا مومن اصفهانی است . مرد

۱- شاعری همین معنی را اینطور گفته است :

مغان که دانه انگور آب میسازند ستاره میشکنند آفتاب میسازند

۲- مجمع الفنائس دارد .

آدمی مزاج گرفته است . در کمال آرام و مردمی مدتی در هند بود ، مراجعت نموده . چون تاب صدمه این ولایت نداشت : باز بهند رفته مدت پانزده سال ماند . باز درین سال تشریف آورده . همگی از صحبت او ، فیض صوری و معنوی منبرند خصوصاً فقیر . چنانچه گاهی فقیر نوازی فرموده بمسجد لبنان (۱) میآید . طبعش لطیف است ، و باوجود گویائی صامت تخلص دارد . شعرش اینست :

گل رنگی ازان عارض گل فام ، ندارد سنبلی ، ز سر زلفت تو ، آرام ندارد
 مارا نگه چشم تو ، از چشم تو ، خوش تر بادام ، صفای گل بادام ، ندارد (۲)
 سَم کشان ، که بزیر عتاب میسازند بصیر تلخی غم ، شهید ناب میسازند
 نشان چشمه حیوان ز خضر جسم ، گفت : دلیست ، کز سَم عشق آب میسازند (۲)

۱- لبنان از محلات قدیمی شهر اصفهانست (رک : محاسن اصفهان مافروخی ترجمه محاسن اصفهان) مسجدی که به نام مسجد لبنان معروف است بنا کرده یکی از ارکان نامی اصفهان در قرن هشتم است ، و نامش در ترجمه محاسن اصفهان به این ترتیب آمده :

صاحب معظم قدوة اعظم الامم جلال الوزرا جمال اللوله والدين، محمد ديلم دستجردی الاصفهانی .

مترجم رساله محاسن (۱۵۲۹) حسین بن محمد بن ابی الرضا علوی آری در بنیاد گذاری این مسجد شخصاً حضور داشته است و نام آن را عمارت جمال الدین میگوید . و سعید هروی درباره مسجد و عمارت مشهور لبنان اشعاری دارد :

از پیش ذوق و تفریح گر بلنجان در شوی مسجدی بینی مروج بر سر آب روان
 (همد از هفت بیت)

صاحب عادل جمال الدین محمد ، کاورد سبز خنگ آسمانرا حکم او در زیر ران
 (ص ۵۷)

آقای دکتر هنرفر در گنجینه آثار اصفهان نوشته است که : . . . از آثار قدیمی مسجد ، بنیر از چند قطعه گچ بری از دوره های قبل از صفویه و چند لوح کاشیکاری از دوره صفویه - که در تالار جدید البناء مسجد بر جای گذاشته شده است - چیزی دیگری باقی نمانده . . . در زیر تالار بزرگ مسجد لبنان نهر آبی جریان دارد . . . این مسجد مورد تقدیس مردم اصفهان است و چنین شهرت دارد که حضرت امام حسین علیه السلام در این مسجد نماز گذارده اند

(ص ۶۲۶)

۲- ریاض الشعرا و مجمع النفائس دارد .

از کشتنم ، گران مژه ، پرهیز میکنند
 دل ز آب خضر ، منت بیجا نمی کشد
 بی رخس ، دستی که بر سر میزد ، از کار ماند
 بسکه بر خود ، دامن افشاندیم ، مانند سلال
 شگفتن ، غنچه ' بی رنگ و بورا ، میکند رسوا
 گزند مار دارد در عقب ، آمیزش مردم
 در محیط نا امید ، هم نصیب گوهرم
 ز دل ، محبت دنیا ، قدم برون نه نهاد
 در دل ، هوس زلف دوتا بود ، شکست
 بر سنگ زدییم شیشه ' عالم را

پیکان به سنگ سر مه ، چرا نیز میکنند (۱)
 این جام را ، یک آبله ، لهریز میکنند
 باز رفتن ، دیده از دیدن ، لب از گفتار ماند (۱)
 از قبا ' هستی ' ما یک گریبان وار ماند (۱)
 همان بهتر ، که دست بی کرم ، در آستین باشد (۱)
 بود چون نیش عقرب زهر ریزی ریزش مردم
 تر نمی گردد بهم ، گر بگذرد ، آب از سرم (۱)
 فغان که دوستی ' ما ، نصیب دشمن شد (۱)
 وین آینه ، چون عیب نما بود ، شکست
 هر چیز ، درو غیر خدا بود ، شکست
 (ص ۳۴۰)

رباعی الشعرا : حاجی صادق صامت بیان شیرین و زبان تمکین داشته . مولد و موطنش
 اصفهان بهشت نشان بوده . دو بار به هندوستان آمده باز بایران مراجعت نموده . معاصر شاه سلیمان
 مغفور صفوی (۱۰۰۰ - ۱۱۰۵ هـ) است .

(دارای ' هشت بیت است که نصر آبادی آورده) (خطی)

تذکرة المعاصرین : حاجی محمد صادق صامت اصفهانی . طبع بلند و فکر رسا داشت .
 شعرش یکدست و کلامش را نیست دیگر است . فقیر دو سه نوبت او را در خدمت والد علامی
 طاب ثراه (ابوطالب متوفی ۱۱۲۰ هـ) دیدم . مجموعه اشعارش قریب سه هزار بیت بنظر آمده بود .
 اکنون زیاده از پنجاه سال گزشته که رحلت نموده . این یک دو بیت ازو بخاطر است :

عزلی در دام بال پر شکن میخواستم نیست عالم جای ' پروازی که من میخواستم
 بدم مرگم ، نیست تاب بار منت ، از کسی آتش تن را ز خاکستر کفن میخواستم
 خوبان ، همه در قتل من خسته ، شریکند تا خون مرا رنگ بدامان که باشد

(ص ۸۸)

مجمع النفائس : حاجی محمد صادق صامت . مرد مزاج گرفته بود . اصلش از صفهان
 است و بهند آمده بایران رفته . چون تاب صدمات آن ولایت نداشته باز بهند آمده و بعد پانزده
 سال بایران مراجعت نموده . با نصرآبادی و غیره یاران آنجا صحبت گرم میداشت . خویل رنگین
 بیان است ، در غزل تلاشهایی بالا دست دارد ، قدری زبان او بجزا جلال اسیر میماند (۲) ظاهرا
 معاصر همت . چند قصیده و مثنوی در بحر شاهنامه بطریق ساقی نامه نیز گفته و خوب گفته .

قریب هفت هزار بیت بنظر آمده . درینولا انتخابش زده نوشته میشود :

ای نام تو ، بال و پر سیرغ سخن ها ای حد تو زندان ، زبانهاست ، دهن ها

دلم آمد بتنگ از ناله ، صامت داد ، مازین صحرا

ندارد این بیابان دادرس فریاد ، ازین صحرا

وجود من سبب تنگ صفحه فلکست عبث ، چو حرف غلط تنگ کرده ام ، جارا

شیشه چرخ ، زخشت خم می ، در خطر است

گر چنین جوش زند بادۀ دیرینه ما

عالم دلش پر است ز آه و فغان ما افلاک یک جرس بود از کاروان ما

مارا ، اگر چه شمع ولکن ، در بساط نیست سوزد چو شمع ، در دهن ما ، زبان ما

خاموشیم ، نشان بمزل رسیدگیست این نکته از جرس شده خاطر نشان ما

سامان شوق بین که ، براه طلب ، چواشک پرواز میکند ز قفا نقش پای ما

کاه ما ، یک پیرهن از کهر با رنگین ترست زعفران را ، خنده می آید برنگ زرد ما

از بیخه گذشتیم بسوادی پریدن پرواز نکرده گره بال و پر ما

چاک ، که به پیراهن یوسف ، زده نهست دامن بیمان زد بطواف کمر ما

ز آستان تو ، شوق حرم ز هم ، نزند نصیرم پدر دیگری گدای ترا

غنچه را نازم ، که در گلشن ، برنگ اهل دل

میچکد ، از ذوق خون خوردن ، دهان خویش را

دور از آن رخ ، تیره بختی ، در میان دارد مرا

بی فروغ آفتاب ، احوال شبها ، روشنت

هست سیمای مرید ، آئینه احوال پیر حال دنیا از پرستاران دنیا روشنت

رفته ام ، صده نزون ، از فیض عریانی برون از بیابانی که نتواند فلک تنها گزشت

هیچکس زنگار غم ز آئینه ما بر نداشت چار بازار جهان دوکان روشنگر نداشت

لب سوال ، ز ننگ کریم ، بسته گدا گدا ، براه کرم از کریم ، بیشتر است

بکام ناکس و کس زنده بایدم بودن باین دماغ که از بوی گل ضعیف تر است

عزیز حسن نه بیند ، کساد بازاری اگر بمصر ، ز کفنان رسد ، عزیز تر است

ز نذر بال و پر ، صد چراغ میسوزند در آن دیار ، که پرواز ، طائر حرم است

من و هوای لب دیگری ، خدا نکند برنگ بوسه دلم گوشه گیر آن دهن است

بگریبان محبت نرسد ، دست فنا آنچه بر قامت او راست نیاید ، کفن است

دارد ستم حسابی و محنت شماره ای بیوفا ! بس است برای خدا ، بس است !

خانه پیدا چو کنی خانه نگهدار پر است
 سنگ بر سینه زدم ناله زمینا برخاست
 از خود خیرم کرد و ز خود بیخیرم ساخت
 میتوان یافت که ، ویرانه ما جای خوشیست
 صد عقده نزون دارم و یک عقده کشا نیست
 کدام جامه ، گریبانش از کمند تونیست
 چند هم ، بادشه کشور ویرانیهاست
 گرچه گستاخی ست ، سامان تماشای نداشت
 گهی این آسیا از آب ، و گاه از باد میگردد
 گل مرثیه خوان گشت و صبا خاک بسر کرد
 در خرقة فرو رفت و سر از میکه بر کرد
 امشب که بخت سرمه ، بکام و نفس نکرد
 کرد آنچه میفروش برندان ، حس نکرد
 مگر بر باد رفتنها مرا از خاک بردارد
 که گاهی دامن دل که گریبان جگر گهرد
 آنچه با اسلام مژگان فرنگی زاده کرد
 غمخانه من ، این همه روزن ، چه مهکند
 دیگر غم فراق تو با من ، چه میکنند
 تا این گره ، ز کار دلم ، را نمیشود
 در آتشم فگند و تماشا نمیکند
 خنجر بنگ سرمه ، چرا تیز میکنند
 طرفه کار مشکل دارم ، خدا آسان کند
 که از خراش جگر زلف ناله شانه کند
 جز این قدر که ، ترا ، با من آشنا نکند
 در آب از جدائی آتش فغان کنند
 با دوستان چه کرد که با دشمنان کند
 ز دودم زنگ این آئینه و سد سکندر شد
 بیا که ، نوبت جیب کفن دریدن شد
 بحر گشتم جمله نا هموارها هموار شد
 دل خون شد و بشکوه لبم آشنا نشد

دل بدست آر که از بهر تو دلبر کم نیست
 خون یکرنگی من ، از همه جا ، میجوشد
 حیرانیم از لذت دیدار بر آورد
 ننهد یار قدم ، از دل صد پاره ، برون
 چون سبجه فلک ، رنگ وجودم ، ز گره ریخت
 بدور سرو تو ، گردید طوق قمری ، عام
 گر هما ، سلطنت ملک سعادت ، دارد
 چون صبا بر برگ برگ این گلستان گشته ام
 ز اشک و آه من ، این چرخ بی بنیاد میگردد
 تا از غم من ، مرغ چمن ، زمزمه سر کرد
 صامت ، بهوای لب لعل تو ، بمسجد
 گوید : دماغ بوی گلکم نیست ، دم من !
 در باده آب میکند از بی دیانتی
 امید دستگیری دارد از لطف صبا ، گردم
 کباب گرم روئیهای داغ آشنا رویم
 کی کند با کفر ، شمشیر امیرالمومنین
 چون پیکر قفس همه تن چاک سینه ام
 خاکم بیاد داد و غبارم بسیل شست
 از رشک بند پیرهنش ، را نمیشوم
 صامت کباب کرده مرا بیمرونی
 از کشتنم گر آن مژه ، پرهیز میکنند
 کس بزور ناله ، چون جا ، درد دل جانان کند
 بیزم وصل بتان مطرب و ترانه کند
 فلک بطاقت ، صامت ! چه میتواند کرد
 چون آهن گداخته ، اجزای عاشقان
 صامت ! کباب نیستم از اختلاط غیر
 ز فیض سینه صافی ، از گزند دشمن ، آسودم
 بمرگ دست مدار ، ای غم ! از گریبانم
 سیل بودم ، هر دم از پست و بلندم ناله بود
 دریا کسی ندیده باین آرمیدگی

صرفه بوالهوس ، آنست که پیدا نشود
 بشکافد جگر و زخم نمایان نشود
 غم از دل شکسته چرا بیشتر شود
 ترسم که رفته رفته ، غم از دل ، بدر شود
 یارب! از کاکل سر زلفش پریشان تر شود
 شاید ، که بان کو ، گذری داشته باشد

بجست و جوی آن گنپهرن ، از رنگ و بو گل را

دما دم باد پای بیتراری زیر زین باشد

همان بهتر ، که دست بی کرم ، در آستین باشد
 چاک دل خمیازه بر شمشیر دیگر میکشد
 این تغانلها دل از پهلوی لاغر میکشد
 که خنجر بصید حرم میکشد
 هوا ، تا شود ابر ، نم میکشد
 چاک ، که از جگر بگریبان ، ندیرد
 تا دوست هست ، کینه بدشمن نمیرد
 باین خوبی ، چرا یک دلبر دیگر نمیزارد
 دل دیوانه دارم که با دلبر نمیزارد
 که از برای که؟ دلها کباب میسازند
 همیشه کار ، بدلهای همچوسنگ ، افتد
 دارد هوس بوسه بان لب سخنی چند
 چون بوسه هوس گشته بگرد دهنی چند
 حرف در نا کامی خضر و مسیحا میرود
 ترسم که بمیرم ز غم و یار نیاید
 چنان ، کز عاشقان کاری بجز زاری ، نمی آید
 به تیغ انتظارم کشت پنداری نمی آید
 سید ما ، خود بدر خانه صیاد ، رود
 نگاهی بعد عمری گر کند بسیار میدانند
 بدوشم بیخودی ، تا کوی استغفار می آید
 دل برنگ نکمه ، در بند گریبان تو ماند
 یک حلب آئینه در هر کویچه حیران تو ماند

در مصافی ، که بود عشق زدهشت ، پنهان
 دم شمشیر تو ، کار از مژه آموخته است
 می از شکست شیشه ، جلای وطن کند
 در خانه شکست ، نگیرد کسی قرار
 آنچه زلفت کرد صامت بادل ، کاکل نکرد
 گرباد وزد ، خاک شو ، و در قدمش باش

شگفتن ، غنچه بی رنگ و بو را میکند رسوا
 زخم مشتاقان ، بحرف شکوه ، نکشاید دهن
 سید فربه را کسی ، با تیغ استغنا ، نکشت
 بمشرفی ، انصاده کار دل
 چو کاغذ ، بود بی بقا ، توبه ام
 از خنده نرسده دلان ، بی نمک تر است
 افسانه محبت یاران شنیده گیر
 نشد حسن آفرین را مایه کز چرخ جمال او
 نخواهد وحفیم از دوستان جز ترک آمیزش
 بیزم آمد و بنشست و باده خورد و نگفت
 بیخت ، تیشه فرهاد زاده ام ، که مرا
 برداشت نقاب ادب از چهره تما
 شیرینی قند تو ندارد لب دیگر
 کام دل در زخم تیغ خوبرویان است و بس
 اندوه گرفته است ز هر سو بمیانم
 نمی آید ز خوبان هیچ غیر از عاشق زاری
 امید وعده در شام فراقه بیشتر سوزد
 یار را ، بر سر ما منت صیادی ، نیست
 غرور حسشر ، از بس با اسیران دل گران دارد
 اگر توفیق همراهی کند از پی خم ، صامت
 گر چه من ، رخت سفر بستم ، ز رشک پهرن
 جمله روشن دلان محوی تخلص کرده اند

گر ماند خیالش ، بدلم رو بقفا ، ماند
 همچو کرم پيله ، از ما رشته آمال ماند
 کباب او بر آتش از فراق تیر مینالد
 اگر بمیکند زاهد رود فرنگ بر آید
 دو جام ازین می پر زور بیشتر ندهند
 جان موسی زین سخن ، مست می دیدار بود
 در بیابانی که ، گل فرسنگ در فرسنگ بود
 بیوفای ما رو نقصان محبت نیک بود
 کوهیکن را وصل شیرین گنج یاد آورده بود
 وحشت هر که بیاد رم آهوی تو بود
 کسی که زنده ، زمیدان عشق وا گردید
 افشاند دها دانه و دشنام بر آورد
 کعبه از چار طرف رو به بیابان دارد
 راه خوابیده چه غم ز آبله پایان دارد
 چهار فوج ز موگان تیغ زن دارد
 دو روز دیگر آن بیچاره هم ، اسوال من دارد
 بقدر دوستی ، آن غمزه ، با احباب کین دارد
 رنگ خونم در کف قابل نمیگیرد قرار
 گردند بگرد لب ، از بوسه شیر پرس
 انکه از خواب کند خنده گل بیدارش
 کند ابرو قرش بر لطف مرهم زخم شمشیرش
 بخیر باد الهی ! چو بوی گل سفرش
 دامن بپیان بر زده از طرف کلاش
 من تخم گل افشاندم و دل رست از آهش
 باشد بفریب مژه هر موی کلاش
 سفینه را ز غزلهای انتخاب چه حظ
 بغیر ازین که کنی خانه را خراب چه حظ
 دیگر نمانده است دلم را دماغ باغ
 دل بی آرزو ، گنجیست در ویرانه عاشق

پرورد ز بس حسن ستم پیشه ، بنازش
 وقت مردن ، بسکه دل بر آرزو پیچید و رفت
 ز زخم ناوکش ، ذوق خدنگ تازه ، میجوشد
 کسی که خورده می از قید دام تنگ بر آید
 مرا مضائقه چشم کم نگاه تو سوخت
 لن ترانی ، از لب جانان شنیدن ، مفت نیست
 بس بیوی غنچه یاد دماغ ما نکرد
 این زمان بایست اینها ورنه چندی پیش ازین
 بخیر آورد گلگونش ، بکوه بیستون
 آنچنان رفت که آفت ببارش نرسید
 بحیرتم ، که جواب خدا ، چه خواهد گفت
 برگرد سرش گشتم و گفت آنچه دلش خواست
 جلوه یار طلبکار نیاز است نیاز
 دل آسوده ندارد خیر از محنت ما
 بچشم مست تو یکدل چه میتواند کرد
 چه شد گر غیر ، جادو بزم آن پیمان شکن ، دارد
 بمن دشمن تراست ، از دیگران این امتیازم بس
 اضطرابم بین ، که چون بوی گل ، از بی طاقی
 رنگ گل و بوی گل و شیرین شکر
 کی دلش ، طاقت بیتابی بلبل ، دارد
 پی قلم ز بیکان ، میطهد دل در بر تیرش
 هوا گرفت بترک دو کون مرغ دلم
 امشب بی خونریزیم ابروی سیاهش
 در کوی کسی ، گریه عجائب چمنی ساخت
 آن شوخ که بر گرد سرش گشته ام امروز
 نمیرسی بسخن ، کی رسی بدرد سخن
 ز سیل گریه ، چه میخواهی امشب ، ای صامت
 عمری برنگ لاله جگر سوختم ، بس است
 مگو خالی است از اسباب دنیا ، خانه عاشق

نمیخواهیم ، کوثر مال زاهد طوی از صوفی
 ستم رسمی ، جفا حدی ، و غم اندازه دارد
 ز طاس مبروم آورده ام ، دو شاهد عدل
 راز مرا ز خانه من میتوان شنید
 یکره گزر بطرف چمن کن ، که از غمت
 رهین منت رنگ است ، آب آئینه من
 کند تسبیح جای زهن می ، سجاده در جای
 دل پریشانی جاوید ، تمنا میکرد
 تو نه آنی که ، کنی گوش بفریاد کسی
 رفت نامم بر زبانش این سعادت بس مرا
 قصر دلم بنای خلیل محبت است

در دهن ، سوزد زبان شکوه ام ، چون تار شمع

صامت صامت ! نمینازد شکایت کردنم

دلشین تر گوشه از دام میخواهد دلم
 سرو نشانده دگر ، در باغ هرگز ، باغبان
 یک نفس در این قفس آرام میخواهد دلم
 گر بداند من ، چها زان سرو ، بالادیده ام

بیابان طلب را ، نیست همراهی ، چو تنهایی

همان بهتر که از خود ، یکد و منزل پیشتر باشم

یک اهل دل ، بچاره دردم ، کمر نه بست
 ز بس کز آشنایان شیوه بیگانگی دیدم
 هر چند ، پیش گبرو مسلمان ، گریستم
 نمیخواهد که گردد با گریبان آشنا دستم
 در تنگنای شهر ، دل ناله وا نشد
 چون سیل ، رو بدامن صحرا گزاشتم

بحرف و صوت زان لبها ، تسلی کی شود ، شوقم

برنگ بوسه جا خواهم دران کنج دهن کردن

بت هندی نسب ، چون تلخ شکر ، ضمف دل آرد

عراق زاد طفل چون می انگور میخواهم

ز کویت میبرد . امروز فردا ، غیرت عشقم
 زبان تیشه ، بیانگ بلند میگوید
 کفن ز مستی صامت شرابخانه شود
 غم گشتم از گرانی مهتاب چون هلال
 ز دوستی ، بدل خصم ، جا توانم کرد
 درین مصاف زبان و دلم چو تیغ ، یکی است
 اگرچه زندگانی ، بیتر دشوار است میدانم
 حذر ز عشق که از خون کرهکن مستم
 همین نه از می شوقت به پیرهن مستم
 از ابروش بین چه قدرها گذاختم
 علاج دشمنی دوستان ، نمیدانم
 دو تیفه بازی اهل جهان نمیدانم

شمع و سپند و شعله و پروانه و کباب
 صد خرمن شادی بیک ارزن نه ستانم
 ما جان، بزلت و کا کل جانان، سپرده ایم
 هر جا که پانهد بمیان عود شوق ما
 برونک خامه، بهر جا قدم نهم، صامت
 بجمت و جوی تو، از نقش پای گرم روان
 کرده صامت گوشه گیری روشناس عالم
 بر آوردست و جیبی پاره کن در مرگ خود نتوان
 تمام عمر در زنجیر چین آستین بودن

خطر راه خرابات، زمسجد بیش است
 نزاعی نیست ما را، با توای واعظ! چه میگوئی
 دو عالم از تو دور دیده دیدنهای یار از من

همچو بیمار سر زلف پریشان واجبست
 موسی، ز آرزوی تجل، جگر گداخت
 صامت بخون نوشته بلوح مزار خود
 از چاکهای سینه من در تمجیبی
 میزنند از بسکه حسن و عشق جوش اتحاد
 ذقش در عرق شرم دل از دستم برد

اگر جان مطلب است، این جان! وگر دل مطلبست، این دل!

بمژگان میزنی حرفی، نمیفهم، چه میگوئی!

ز بهر، بلبل در دام، عمر برده بسر
 اگر ز ما شنوی داستان خاموشی
 نسب بناله که رونق گداز بوی گست
 صفیر بلبلم از آشیان خاموشی
 مرا چه غم، که گستان به پیرهن داری
 ز شاهنامه گفتار لب فروبندی

۱۵۰ = صامت کشمیری

صامت کشمیری مداح سیف خان ناظم صوبه کشمیر بود. در تاریخ یابی
 دستی تمام داشت. تاریخ آمدن سیف خان بکشمیر مره بعد آخری خوب گفته:

آشنائی نیست صامت با کسی غیر از کتاب
در سخن با معنی بیگانه طبعش آشناست

تاریخ آمدن سیف خان بکشمیر :

سر جدا کن از تن حور و بگو باز آمد سیف خان دادگرا

۱۵۱ = آقا رضای صبا

آقا رضای صبا . شمال طبعش ، غنچه دل پست فطرتان را ، به نسیم
سخن آموزی ، در گلشن استکمال چون گل نوروژی ، وا مینماید :

مدعی منکر جانبازی عشاق تو بود

زان میان تیغ تو مارا بشهادت طلبد

۱۵۲ = صنی قلی خان

صنی قلی خان . در ماوراء النهر سخنوری ، کوس ریاست مینواخت
و علم سرکردگی میافراخت :

غلط کردم که بر بال کبوتر نامه را بستم

طییدنهای دل در یک نفس میرفت و میآمد

۱۵۳ = صنی قلی

صنی قلی . صفوف معرکه مرد آزمائی سخن را مقدمه الجیش بوده :

سخنی میشنوی بلکه بکارت آید!

بشنو احوال دلم را که ، شنیدن دارد!

۱۵۴ = صلح خان

صلح خان . از صلاحش در ولایت سخن ، دیده و روان راسخ العقیده اند :

آن غمزهای نرگس خونبار نازکست
 نازش بکش که خاطر بیمار نازکست
 ای شوخ پاس خاطر دل بستگان بداز
 مستی و شیشه ناز تو ، بسیار نازکست

۱۵۵ = نواب ابو البرکات صوفی

خورشید سخن را خاور ، نواب ابو البرکات صوفی تخلص . سخنور در
 کشمیر توحید ، چو او ناظم داوری ، در کارگاه ابداع جلوه گر نگردیده .
 آئینه دل وحدت پرستش از غبار کثرت زنگ پذیر نگشته ، خلوت در انجمن
 حاصلش میگذرد . در پیش طبع معرفت ، دستگامش عرفی و عرفان ، معترف
 بقصور فرومایگی و کم حوصلگی :

بخت خواب آلود ما ، اقبال دیدارت نداشت
 کز بخواب ، ای دولت بیدار ، میآئی بیا
 مه شد تمام و حسن تمامی چو او ، نداشت
 ابرو چنین و روی اگر داشت ، موند داشت
 ز بس حق نمک بر کشتگان دارد زخندیدن
 بشگرش ضد ذهن و او شد جراحت هم خبر دازد
 خصم چون هموار گردد ، بیشتر باشد خطر
 در زمین گیری ، پلنگ انداز جستن میکنند
 پکوه قاف ، همسنگ است ، امشب بزم رنگینم
 که دارد رقص اینجا سبز پوشی یا پریزادی*

سفینه خوشگو : ابوالبرکات صوفی تخلص . از روسای کشمیر است . برادرش

عبدالمجید خان (۱) در عهد پادشاه فرخ‌سیر بدیوان سرافراز بود ، و در عهد حال نیز عهده است ، و خود با کثرت خدمات وطن امتیاز داشته . در وقتیکه ورود رایات نادر شاهی به هندوستان اتفاق افتاد ، ایشان در پرگنه بتاله کامیاب شده بسیار نوازش بحال همجو منی مصروف می فرمودند . در آن وقت اکثر غزلیات به موجب فرمایش ایشان سر انجام می یافت و از نظر قبول می گذشت . صاحب اکثر کمالات است . طالب علمی منقح و نثار خوب و شکسته به شان کفایت‌خان بسیار به درستی مینوشت . غرض مستجمع صفات بود . درینولا شنیده شد که در سال هزار و صد و شصت (۱۱۶۰) واپسین (۲) سفر اختیار نموده . گاه گاه به نظم اشعار دل پسند متوجه میشد . شاگرد دل پذیر ملا ساطع است . این مطلع از وی یاد مانده :

۱- نواب مجدالدوله عبدالمجید خان در عهد احمد شاه پادشاه دهل ، عهده سیوم بخشگیری داشت . در سنه یکهزار و یکصد و شست و پنج (۱۱۶۵) فوت شد و سنانه سنگ متخلص بیدار تاریخش به تعمیم گفته :

حیف آن امیر دانا ، رفت از جهان فانی واکرد بر رخ او ، رضوان در جنان را
تاریخ رحلتش را پرسید از خود ، گفت : فردوس باد مسکن عبدالمجید خان را
یعنی اگر عدد لفظ فردوس را با عدد عبدالمجیدخان یکجا کنید تاریخ بر آید
(مفتاح التواریخ ص ۲۳۲)

۲- در تاریخ محمدی است که : ابوالبرکات بن محمد کاظم مخاطب بمبارف خان بن قاضی محمد رفیع بن قاضی عارف کشمیری ، از امرای عصر ، شاهجهان آباد فوت شد ظاهراً اواخر شوال یا اوائل ذیقعد (۱۱۵۸) عمرش تخمیناً شصت سال و او بفضل و کمال و شجاعت انصاف داشت (۱۳۱) تحت سال (۱۱۵۵) نوشته است که : محمد جمیل برادر محمد بن ، زمیندار مفید کشمیر ۲۷ ربیع الثانی در جنگی که محمد زمان را با ابوالبرکات خان نائب ناظم صوبه روی داد کشته (۱۲۰) ازین ظاهر است که خان مذکور در سال مذکور (۱۱۵۵) نظامت کشمیر داشت . در تاریخ اعظمی (واقعات کشمیر) دوم ذیقعد است و نوشته است که : در همین سال (۱۱۵۸) از کشمیر بدربار رسیده بود و بعد از دوم ماه در گذشت . در جدت فهم و نطانت و سرعت ادراک و حیای چشم و مروت و امتیاز خویش و بیگانه و سواد انشا و املا و حسن خط از اقران بلکه از اکثر اعیان مستثنی بود . اما حرص مال و جاه و خودخواهی و عاقبت اندیشی ، همه صفاتش را پوشید . عاقبتش در مسافرت (شاه جهان آباد) و غربت گذشت . . . در عمل خان مشار الیه قحط شدید باعث هلاکت و وبا شد (رک : تاریخ اعظمی ۲۵۲ - ۲۶۰)

کشتی دل را که لنگر از خلائی بزرده است

بادبان دامن کشیدن از خلائی بزرده است (۱) (ص ۲۵۱)

مجمع النفوس: ابو البرکات خان صوفی تخلص، برادر عینی مجدالدوله عبد المجید خان، که بالفعل دیوان خالصه شریفه است. خان مشارالیه مدتها ناظم صوبه کشمیر بود، گاهی اصالة و گاهی نیابه. در عهد او هنگامه های بسیار دران ملک (۲) شد. بهر حال شوق تمام بشر داشت و خود هم بسیار نیکو می گفت. این یک بیت ازوست:

توان سیر فلک از صافی دل در زمین کردن باین بی جوهران ز آئینه باید دلنشین کردن
اواخر عهد محمد شاهی بشاهجهان آباد رسیده فوت شد. (ص ۲۱۶ الف)

گل رعنا: صوفی نواب ابوالبرکات خان از اعیان کشمیر و ارکان خطه جنت نظیر است. برادر کلانش نواب عبد المجید خان مخاطب بمجدالدوله در عهد محمد فرخ سیر بادشاه بدیوانی، محالات صرف خاص بادشاهی اعتبار خاص داشت. و در عصر فردوس آرامگاه محمد شاه بمنصب پنجبزاری و دیوانی تن و خالصه ممتاز بود. و در عهد احمد شاه بمنصب هفت هزاری و خطاب مجدالدوله و بخشی گری سیوم سرافراز شد و عنقریب در گذشت. نواب ابو البرکات خان در زمان فردوس آرامگاه محمد شاه اکثر بصاحب صوبگی کشمیر نوای فوق از اقران می افراشت. امیر مستجمع کمالات شاعر و منشی و خوشنویس بشان خط کفایت خان و درویش مزاج بود، و دست سخاوت کشاده میداشت. آخر بجهان آباد آمده در سنه ستین و مائه و الف (۱۱۶۰هـ) فوت کرد. در شعر شاگرد ملا ساطع است. او حرف میزند:

نه از بدخونق اغیار، فی از یار میترسم مزاجی نازکی دارم، ز خود بسیار میترسم

خشم گر شد خاکسار از حیلۀ آتش غافل مباش

چون زمین گیرد، پلنگ انداز جستن میکند (۳) (ص ۷۰۷)

صحنه ابراهیم: صوفی تخلص ابوالبرکات خان. برادر حقیقی مجدالدوله عبدالمجید خان است، که در عهد فردوس آرامگاه محمد شاه بادشاه، دیوان خالصه شریفه بود. و صوفی مذکور نیز صوبه داری کشمیر داشت. و در هزار و صد و شصت (۱۱۶۰هـ) وفات یافت. (۲۱۰ ب) مردم دیده: نواب ابوالبرکات خان صوفی تخلص، برادر عبدالمجید خان مخاطب بمجدالدوله. اکثر بصاحب صوبگی کشمیر ممتاز بود. آخرها بجهان آباد آمد و فوت کرد.

۱- گل رعنا و مردم دیده و روز روشن دارد

۲- رک تاریخ اعظمی (۲۵۴ - ۲۶۰).

۳- روز روشن دارد و در شعر دوم بیت اول این طور ثبت است:

خاکساری گر کند دشمن، از و غافل مباش . . . الخ

گویند : بسیار سخی و اهل دل و درویش دوست بود . یک دو بار فقیر او را در صحبت نواب زکریا خان بهادر دیدم ، بلکه روز جنگ امیر بیگ نائب قاسر خان صوبه دار کابل ، در غیبه نواب زکریا خان بهادر ، مشورت هم از نواب صوفی تخلص در باب کاری کردم ، مصلحت خوب داد که آخر ما نتیجه نیک ازان یافتیم . رای مثنوی و فکر صائب داشت ، او سبحانه مغفرت کند . اشعار خوب دارد . از دست : (اشعار همه گل رعنا دارد ۱۶۸)

روز روشن : برادر نواب مجدالدوله عبدالحمید خان صوبه دار کشمیر است و با اجتماع فضائل در امثال خود بینظیر . . . (دو شعر که گل رعنا دارد ۳۹۸)

۱۵۶ :: ملا محمد صوفی مازندرانی

ملا محمد صوفی مازندرانی از مازندران سخن ، چو او صاف طیبیتی
برنخاسته . صفاتش در صفونکده بیان نگنجد . دو رباعی بخاطر بود ایراد یافت :
یا صوفی را ، ز لعل او کام دهید گر کام نمی دهید ، دشنام دهید
از خط و دو چشم او علاجش بکنید سودائی را . بنفشه و بادام دهید
صوفی! سخن تازه و رنگین داریم سرمشق ز خط یار ، دیرین داریم
از طرز کلام ما شکر میریزد فرهاد ایبا که ، حرف شیرین داریم*

۵ عرفات العاشقین : همیشه اوقات خود را بانتخاب شعر و عشرت و فراغت و سیر و نرد و کمانداری و کتابت میگذراند . مدتی در ایران سیاحت کرد و الحال در گجرات سکون یافته . چند نوبت از آنجا بکه رفته ، باز گشت . و مجدداً در احمد آباد بصحبت او میرسیدیم . همان بلباس فقر و روش اهل سلوک است . و الحق دیر آشنائی او از غرور و نخوت نیست ، بالذات چنین آمده است . 'ساقی نامه' او را شهرتی عظیم حاصل شده و جمیع اشعار او تخمیناً یک هزار و پانصد بیت باشد . قریب دو سال است که از خدمت ایشان جدا شده ایم . میان وی و ملا نظیری در احمد آباد مناظره و مباحثه میبود . از ملا نظیری در اواخر رنجیده بود (۱) چنانچه بیامد او نیز نیامد ، اما بر جنازه وی حاضر شد . در سنه هزار

۱ - گویا رنجش وی از نظیری ، این بیت کنایت آمیز نظیریست ، که ضمن غزل درباره
وی گفته است :

آرایش برون چه کنی پشم گوسفند گرگی که در درونست ترا ، گوسفند کن
(میخانه ۷۹۷)

و بست و پنج (۱۰۲۵هـ) در اجبیر باز او را دریافتم . (آقای گلچین معانی میخانه ص ۴۸۰)
 میخانه : قلب مرکز سخندانی مولانا محمد صوفی مازندرانی . اکثر سخنان او شور
 انگیز و اغلب اشعار او دلآویز است . طرز حرف زدن او بقدمانند است ، بلکه تمام بروش
 آن طائفه سخن مینماید . چون صوفی طیبیت و صافی طینت واقع شده ، بنا برآن بمولانا
 محمد صوفی اشتهار یافته . مولدش از آمل مازندرانست . در بهار زندگانی هوای سیاحت
 در سر آن معدن فضیلت افتاد ، از وطن به شیراز آمد ، ومدتی مدید در آنجا توطن نمود ، تا
 از فیض آب و هوای آن سرزمین دانش فرا ، در مرتبه سخنوری نشو و نما یافت ، و از
 آنجا بتقریبی - که تحریر آن مناسبتی بسیاق این تسوید ندارد - برآمد و دیگر بار مسافر شد .

بر ضمیر منیر و خاطر بیضا تاثیر هنر مندان پوشیده نماند که ، این آرزومند صحبت نکته
 سنجان وادی موزونیت را ، از مساعدت بخت سعادت ملازمت آن صاحب سعادت در اجبیر
 میسر گردید . هنگام ملاقات ، روشن ضمیری بنظر در آوردم لباس نافر فقر در آمده ،
 درویش نهادی مشاهده کردم ، حب جاه دنیوی را طلاق داده ، خردمندی بر مسند استغناء
 بی نیازی نشسته ، دانشمندی در طلب بر روی ارباب دولت بسته . با خود گفتم : منت
 خدای را عزوجل ! که شرف مجالست این قسم مردی را دریافتم . بعد از زمانی ، با
 این ضعیف هنزبانی آغاز نمود ، و از هرجا سخنان در میان آورد تا بتقریبی سر رشته سخنان

غزل اینست و از اشعارش ظاهر میشود که همه در باره مولانا صوفی گفته شده است :

دردمان ضعف دل ، بلب نوشخند کن	حرفی بگویی و مشک و گلابی بقتد کن
لب پاک از ترشح آب حرام کرد	لطف ردا بگردن صوفی کمند کن
بوی عبوس عارف شهرم ، دماغ سوخت	خادم بیار مجمر و فکر سپند کن
زهرم به رگ ز حاسد بدگویی میرود	نیشم ز دل برار و علاج گزند کن
با ما بدست خصم که خود از چه خوب نیست	کو اشتمل بطینت نا ارجمند کن
آنکس که دین ندارد و گوید که عارفم	تکفیر او بملت هفتاد و اند کن
ناکی ، چو موج آب ، بهر سو شافتن	در عین بحر پای بگرداب بند کن
نقدت همه ز روی ریا قلب مانده است	صراف خویش شو ، سخن چون و چند کن
دشمن اگر بسفره تو میهمان شود	سر بخش و نام خویش بهمت بلند کن
آرایش بیرون چه کنی ، پشم گور سپند	گرگی که در درونست ترا ، گور سپند کن
انفان که سوختی و برهم نمی خوری	آن را که داغ می نبی ، اول پسند کن
عالی نموده عشق ، نظییری مقام تو	معنی بلند آور و دعوی بلند کن

(دیوان ص ۳۲۰)

باینجا رسید ، که : مدت پا نژده سال در مکه معظمه زادها الله شرفا توطن نمودم ، و دران ایام هر سال یکبار بزیارت مدینه حضرت ختمی پناه میرفتم ، و بعد از سعادت زیارت آن سرور باز به بیت الله معاودت میکردم ، و کم جا از اطراف و اکناف عالم مانده باشد که من ندیده باشم ! و درین ایام گجرات را وطن خود قرار داده ام ، و گاهی از انجا بزم گشت اطراف و اکناف آن شهرستان از شهر برمیآیم ، و این سفر اجمیر محض از برای زیارت حضرت قطب المحققین خواجه معین الدین (۱) اختیار نموده ام . الحق همین طور بود که میگفت ، چرا که دران ایام که آن عزیز ارجمند به اجمیر آمده بود ، خسرو سکندر شکوه دارالوا ، خدیو جهانگیر کشور کشا ، شاه نورالدین محمد جهانگیر پادشاه - که ایزد تعالی از جمیع آفاتش در پناه خود بدارد - با خیل و حشم چند روزی انجا را مقر سلطنت خود فرموده (۲) بود . مولانا محمد صوفی هیچیک از اعیان دولت را بطبیعت خود ندید : مگر آنکه بزرگ اهل اورا از روی خواهش و آرزو مندی بخانه خود میبرد . بعد از آنکه میرفت فی الحال پشیمان میشد ، و در خانه او چندان شگفته نمیشد . کم میگفت و کم میشنید ، تا ازان منزل بکبه درویشی خود میآمد . و چون خواهش بزرگان نسبت بخود بسیار دید ، بنا بر آن چندان در اجمیر نماند . در آن سال که سنه اربع عشرین و الف (۱۰۲۴) بود باز بگجرات عود نمود (۳) .

۱- خواجه معین الدین حسن الحسینی السجزی چشتی خلیفه خواجه عثمان هارونی متوفی (۵۶۳۳) (گنجین معانی)

۲- جهانگیر از پنجم شوال ۱۰۲۲ تا یکم ذیقعد ۱۰۲۵ در اجمیر مقیم بود .

۳- میرزا غازی ترخان مولانا صوفی را از گجرات به قندهار دعوت کرده بود ، و وی بعد از کبرسنی و دوری راه از قبول دعوت ترخان سر باز زد و در جواب چنین نوشت : — آن عزیز را خدا یار و روزگار سازگار ! استماع اخلاق و اطوار و اوضاع ایشان نعم محبت در دل محمد کشته بود ، و رسیدن نامه گرامی چون آفتاب بحمل و باران بمحل آنرا بکمال رسانید ، اکنون شوق دیدار غالبست ، ولیکن مسافت بعیدست ، و مرا پیری دریافته و ناتوانی فریو گرفت :

پیری سر راه ناصوابی دارد گنزار رخم بزرگ آبی دارد
 بام و در چار رکن دیوار وجود لرزان شده روی در خرابی دارد
 دستم از گیرائی مانده و پالیم از روایی :

فرو مانده دستم ز می خواستن گران گشته پایم ز برخاستن
 از بار محنت ایام ، پشتم دو تا و روی بر پشت پاست :
 را کم کرد روزگار حسود و از پنی این رکوع داشت سجود

از عزیزی که با آن نادره جهان کمال یکجہتی داشت ، روزی بتقریبی شنیدم که از زبان او نقل میکرد که : مولانا فرموده که : هر کس میل دارد که شعر فہمی را امتحان نماید ، منتخب را ملاحظہ نماید کہ چون انتخابی بر اشعار قدما زده و شصت ہزار بیت علیحدہ نموده و آنرا بتخانہ (۱) نام کرده ام . و هر کس را در خاطر بخورد کند کہ زتبہ شعر و شاعری من برہو ظاہر شود ، ساقی نامہ را مطالعہ نماید کہ چون گفته ام ! الخفق کہ ہمین طور است . آن 'بتخانہ' بنظر این کمیٹہ در آمدہ و 'ساقی نامہ' اش خود درین 'میخانہ' بر بیاض مبرودہ . و بنظر هر کس - کہ در سخنوری یگانہ روزگارست - در آید، میدانند کہ در دعوی خود صادقست . و دیوانی کہ از ایشان الحال در میانست ہزار بیت و کسری باشد ، و لیکن بقیہ ازان سہ ہزار بیت دیگر متفرقہ دارد کہ بر بیاض بردہ و داخل دیوان شود تا حال نکرده است .

گشت قامت دو تا و با من گفت : کہ ہمین زیر خاک باید خفت

از نطاول لیل و نہار ، آہم از روئی رفته و رنگ از موئی :

موی چون روی پنبہ زار شدہ روی چون پشت سوسمار شدہ
مانندہ ام چون معانی باریک بر خطر تر از خاطر تازیانک
القصہ :

شکستہ شد آن مرغ را ، بال و پر کہ جولان زدی در جہان سال و ماہ

روزی کہ مرکب عالی بدین حدود نزول نماید ، انشاء اللہ العزیز :

لنگ و لوک و چفت شکلی و بی ادب سوئی او میغیڑ و او را میظرب

تا مستوفی دفتر خانہ ارادت ، از دیوان کن فیکون پروانہ ماہیات مجردہ بسطہ و استاد
تشخصات مادیہ مرکبہ را ، بسہ وصلان وجود دادہ ، نقد عشرت را بجنس محنت در دفاتر لیل و نہار
از محاسبہ ارباب تحاویل زمان ، بصیغہ تبدیل بخرچ باقی مچولی دارد . ہمیشہ ساحت دارالملک
اخلاص بندہ کستریں جولانگہ ابلق شفقت و عنایت آنمخدوم - ، (منقول از بیاض شماره ۲۳۷
مجلس شورای ملی . ص ۲۰۳ تاریخ تحریر ۱۰۱۹ ہجری بمطبع محمد صالح برادر زادہ اسکندر بیگ
منشی مؤلف تاریخ عالم آرای عباسی - آذانی احمد گنجین در میخانہ ص ۴۷۸) .

میرزا غازی ترخان بن میرزا جانی بیگ ترخان از سال ۱۰۱۷ تا ۱۰۲۱ ہجری در قندہار
صوبیدار بود و در یازدہم صفر ۱۰۲۱ ہجری در قندہار فوت شد و نعش را از آنجا آورده بر کوهچہ
مکل (تہ) در پہلوی پدرش دفن کردند . رک . میرزا غازی تالیف راقم حروف .

۱- در سال ۱۰۱۰ ہجری بتکمیل رسانید . در سال ۱۰۲۱ ہجری عبداللطیف بن عبدانہ عباسی

گجراتی شرح حال شعرا را بنام - خلاصہ احوال شعرا - تالیف کردہ بران افزود .

(استوری ص ۸۰۶)

ساقی نامه (۱)

الا ای دل مانده از کار و بار
 ندیدیم خیری ز فرزاندگی
 شنیدم که : اندر خرابات ما
 یکی آتش آمد ، سحر در وجود
 ازان آتش ، ای کودک میگار
 که در خانه دین و مذهب زخم
 بسوزانم این وادی خام را
 مراساق ، از کفر و از دین ، به است
 بیا ساقی آن شیر انگور را
 بده ، تا بر آتش نهم ، عود خویش
 برون آیم ، از کسوت وهم و شک
 گزارم ، بدیخانه افتاده است
 دگر باخودم ، آشنائی ندانسد
 درینا ! که گم شد سرپای من
 بسر افروز ساقی چرامی ز می
 بده می کسه بنماید آیات من
 بده ساقی ! آن جام ، بی جسم را
 فراق عزیزان ، بسی دیده ام
 بهر ناخوشی پاره جان من
 بیا ساقی ! آن جان پالوده را
 بمن ده ، که جانم کمی میکند
 بیا ساقی ! اکنون که باد بیار
 کتون کز هوا آب شاید گرفت

بستی و دیوانگی سر بر آر
 نبستم طرف ز دیوانگی (۲)
 همان جای فخر و مباحثات ما
 که ابلیس بنمود پیش سجود
 شراری بنزد من کافر آر
 پس آنگاه در روز و در شب زخم
 بز اندازم این ناخوش ایام را
 می تلخ ، از جان شیوین به است
 همان زاده آتش طور را
 بسوزانم ، این بود و نا بود ، خویش
 چو عیسی مجرد روم بر فلک
 در آنجا که ، ساقی چومه ، ساده است
 سر وصل و برگ جدائی نماند
 من از خویش گم گشته ام ، وای من
 مگر ره بخود یابم از نور وی
 عوارض کند دور ، از ذات من
 همان معنی حرف بسی اسم را
 بسی نا موافق ، پندیده ام
 برفت از بسر همچو سندان من
 روان من محنت آلوده را
 تنم با زمین همدمی میکند
 شنیدم که میگفت در لاله زار :
 همی داد از باده باید گرفت

۱- این ساقی نامه از مبخانه که دانشمند محترم آقای گاجین معانی چاپ کرده است ،
 گرفته شده است .

۲- بجه زمین این دو بیت مرثیة شفیع از انیس المشاق سندهلوی افزوده است :
 بیا تا سر خسویشتن بشکنیم
 ز مغز خود این هردو بیرون کشیم
 نگوی که نتوانم این کار کرد
 بسی شاید این کار دشوار کرد

کتون کاسمان و زمین خرمست
 مرا سینه مانا که ماتم سرامت
 درین مرصه تنگ امید و بیم
 مرا بیشه شیر نر متکاست
 بیا ساقی! ار بی بها نیدهی
 بمن ده که بس بی نوا مانده ام
 بمن جور دوران ، ز غد میرود
 اگر همگنان جمله یکتا شویم
 گریبان گردون بدست آوریم
 ازان پیش ، کاین روزگار دو رنگ
 بده ساقی! آن می که جوش آورد
 ازان می که ، در خم جو گیرد قرار
 ازان می که ، دوزخ برد تاب ازو
 ازان می ، که گردد زمین ره کند
 دلا رام را تاز من سرکشیت
 خروشیدن مرغ ، بر طرف باغ
 درخشیدن لاله در صحن دشت
 ازین باغ افروخته چون چراغ
 چو آبی ، بماندیم بی آبرو
 بده ساقی! آن آبروی مرا
 مرا ، گرچه ره نیست در ، بزم دوست
 شب و روز هرگز نباشد بهم
 چو باد صبا ، در بدر ، کوبکو
 بیا ساقی! آن مرکب روح را
 بمن ده ، که راهم دراز است و دور
 براق اندرین ره بیفکنده سم
 زبان دان مور و ملخ ، انس و جان
 در آتش روم گه ، بسان خلیل
 چو اندیشه ، در هر دل ره کنم
 گهی جای در کوه گیرم ، چو لعل

زمانه چو دیوانگان بی غمت
 جهان پیش چشم یکی ازدهاست
 درین بیشه جمل دیو رجیم
 نشینگه من دم ازدهاست
 شرابی بسراه غیبدا بردهی
 ز دوران میخانه وا مانده ام
 سپهر سراسیمه ، بد میرود
 ز تحت اثری نافر یا شویم
 کشانش ز بالا به پست آوریم
 کند حمله ، چون تیر خورده پلنگ
 زمین و زمان ، در خروش آورد
 خم آتش بر آرد ز دل چون چنار
 بود تیغ خورشید را آب ازو
 زمین را فروزان تراز ، مه کند
 خوشی بر دل من همه ناخوشیت
 مرا میزند نیش ، بر روی داغ
 مرا آتشین داغ در سینه گشت
 نصیب من و لاله شد درد داغ
 چو سوسن ، بماندیم بی گفتگو
 همان مایه گفتگوی مرا
 نخواهم رسیدن هم آنجا که ، اوست
 که باهم نبود است شادی و غم
 طلبگار اویم ، طلبگار او
 همان جام چون کشتی نوح را
 درین ره نشاید جز از می سنور
 شدت اندرو شفر و انیاس گم
 سلیمان درین ره تقبند زبان
 چو موسی روم گاه ، در قمر نیل
 گهی ، چون علی ، سر فراچه کنم
 گهی برسر ره بیستم ، چو نعل

گهی نیز بگیریم از پیش خود
کنم چون هوا ، راه در هر مسام
روم ، همچو گل ، گاه بر نوک خار
بهر دیده ، منزل کنم همچو خواب
گه افتان و خیزان روم همچو مست
چو درپوزه گر ، پای کویان شوم
در درد خود را ، کلید آورم
کنم خون خود را ، درین ره سبیل
خروشان و جوشان چو از کوه ، سیل
که واجب بود حفظ نفس ، ای حکیم
می کبریا سوز مسکین نواز
ز تنف ، زهره بر چرخ ، بریان کند
نهد در جمادات ، طبع بشر
تبرای ، اورا ، تولا کند
بسوزاند اندر دل سنگ ، آب
فلک تابیه و حوت بریان شود
تو گوی که حل کرده اند آفتاب (۱)
بهر باب میکردم اندیشه صرف
که بیهوده تاکی روی این چنین!
که این بحر بی بن ندارد کنار
یکی شد زمین و آن دگر آسمان
همان ، از خود و خلق بیگانه را :
خدای زمان و زمین آرزوست
نخواهی رسیدن تو در گرد من
خدای غنی طبع آزاد ماست
همان در ناسفتنی سفته شد
ز نا اهلش اندر حصار آورم

چو آب اندر آیم بهر نیک و بد
چو بر ، در روم گاه در هر مشام
چو بهره ، کنم جای بر فرق مار
گهی چون سخن ، جا کنم در کتاب
بگردم ، چو کوران عصای بدست
چو دولاب ، گردان و بپچان شوم
مگر زو ، نشانی بدیده آورم
وگر ره نیابم ، بدان بی بدیل
کنم بار دیگر ، بمیخانه میل
مکن عیب از توبه کردم عدیم
بده ساقی ! آن آب آتش گداز
ازان می که ، خورشید گریان کند
ازان می ، که خم را کند جانور
ازان می ، که در مرد چون ، جاکنند
گر آن می ، بر اندازد از رخ ، نقاب
ور این باده ، در شیشه بریان شود
نمی ماند این باده اصلا با آب
شبی غرق بودم درین بحر ژرف
شنیدم ز تاس فلک ، این طنین :
مکن فکر درکار این روزگار
مگو : کز چه شد این چنین و آن چنان
بگفتم شبی پیر میخانه را
که مارا بهشت برین آرزوست
بر آشت و گفت : ای نه در خورد من
بهشت برین خاطر شاد ماست
بده باده ساقی ! که سر گفته شد
مگر پرده بر روی کار آورم

۱- مجمع الفصحی این بیت ژانده دارد :

وگر آتشی ! آب ، آتش کشت

تو گر آتشی ! روزگار آتشت

چوی عیش در خرمن من نماند
 غم و غصه روزگارم ، بکشت
 پدیده آور اهل و نا اهل را
 کدام ، ز نیک و ز بد چیستم ؟
 چرا میرود روز و شب سرنگون
 تواند همان جای آن داشتن (۱)
 سراپای تن جملگی ، دل کند
 چرا نیست با بخردان سازگار ؟
 نیستم ، چو باد صبا ، خانه
 بسر بردم ایام با نیک و بد
 که آزاد از بار این عالمیم
 دل آزدن من کسی را نساخت
 بلاحمول دیو و بانسون مار
 خدا گیر گردد هم آورد من
 برای و بهش طفل نه مامه
 یکی را قنط و یکی را کفن
 نشسته همه لیک ، با زهر مار
 همه بسر تن ناتوانا ، زند
 پس از چند روزی نماند بجا
 درین بزم پر رنگ پر گفتگو
 فرو رفته چون غنچه دائم بخود
 چو شب صاحب اسرار ، و خامش چو خواب
 چو شمع ، از نفت اندرون ، عمر سوز
 فرو بسته چشم و لب از خورد و خواب
 بی دیگران بوده در کار زار (۲)

بده می ، که جان در تن من ، نماند
 بده می ، که رنج خمارم ، بکشت
 بیا ساق ! آن آفت جهل را
 بده ، تا بدانم که ، من کیستم ؟
 بده ، تا بدانم که ، گردون دون
 ازان می ، که گرجان بر آید ز تن
 ازان می ، که در تن چو منزل بکند
 بده ، تا بگویم : که این روزگار !
 نکشتم ، درین خاکدان ، دانه
 بگشتم درین دشت با دیو و دد
 من و سر و آزاد ، همچون همیم
 نبردست از من ، کسی کو نباخت
 بگردانم از خود بد روزگار
 جهان را بدرد آورد دود من
 فلک ، پیر زالیست جولامه
 ز تار مه و خور ، بیافند بتن
 کواکب ، برین سقف ، زنبور وار
 همه نیش بر جان دانا ، زند
 جهان نیست جز باغی از سمیما
 منم ، اندرین باغ پر رنگ و بو
 هراسنده از صحبت نیک و بد
 چو لاله ، تنک رو ، فروتن ، چو آب
 فروزان دل و مهر جو ، همچو روز
 چو صورت درین بزم پر انقلاب
 درین کار گه همچو آلات کار

۱- سفینه شعلی آقای فرخ محمود و انیس العاشقین اضافه دارد :

ازان می ، که دروی بسوزد خلیل نیارد درو دم زدن جبرئیل

۲- در انیس العاشقین و سفینه فرخ این اضافه دارد :

بگه سوال و بگه جواب گران چون درنگ و سبک چون شتاب

نیالوده یکدره لین بر لبان
 چو شمع ، آب جوی جگر ، خورده ام
 نیاسودم ، از رنج محنت کشی
 که سنگست ، در کوره شیشه گر
 که تن بی سرو خانه بی کد غذا
 کله زیر پا کفش بالای سر
 طبیعت دگر گشت برعام و خاص
 امانت جدا شد ز روح الامین
 چه در آب ماهی چه در دشت گور
 نه بر جا گمان و نه بر جا یقین
 یکی دفتر عمر ، بر خوانمی
 بدزید می مادر خویش را (۱)
 نه ذوق بطاعت نه حظ از گناه
 که مارا بجایم کند شرمسار
 که ، با رند میخواره ، همت نماند
 که خور ، نور ندهد بیه ، رائگان
 نه یک قطره دریا بجو میدهد
 زمان ، تیغ بر فرق ما ، مینهد
 بیاید از و در گزشتن بتک
 چو از جوشن آسمان تیره آه
 که ، هنگام شور است و وقت ستیز
 سپر باشد ، اندر صف کارزار
 تواند سر آسمان را ، شکست
 تواند ، همی پوست جوشن کند
 بدانش چو اختر بر افروزم

مرا ، مادر دهنر فامهربان
 غذا ، چون گل ، از خون دل ، کرده ام
 دمی بر نیاوردم ، اندر خوشی
 چنانم ، درین منزل پر خطر
 جهان ، آنچنانست در عهد ما
 نه بر جای خویش اندرو خیر و شر
 نماند است ، گوی ، در اشیا خواص
 نماند است رفعت بچرخ برین
 نر و ماده خلق ، از هم نفور
 دگر گونه شد حال دنیا و دین
 اگر حال دنیا ، چنین دانمی
 چو کزدم بر آور دمی نیش را
 نه میخانه معمور و فی خانقاه
 نبینم کریمی دزین روزگار
 چنان ، رخت همت ، جهان پرفشانده
 چنان ، رسم بخشش برفت ، از جهان
 نه گل ، اندرین باغ بو میدهد
 زمین ، بند بر دست و پا ، مینهد
 بخونریز ما ، میشتابد ، فلک
 گذر کرد باید ازین رزمگاه
 بده باده ساق ! درین رستخیز
 ازان می ، که در غم بود غمگسار
 ازان می ، که چون مرد ازو گشت مست
 ازان می ، که چون سینه روشن کند
 بده می . که حکمت بیاموزمت

۱- سفینه حضرت فرخ اضافه دارد :

همان مادری ، کو مرا پرورید
 چو من باد ، شان حال ، زیر زمین

پدر ، کو مرا در وجود آورید
 زمن ، بر روان شان ، مباد آفرین

خرد همچو نورست ، مر شمع را
 فلک ، بی حفاظت و بی آبروست
 حیا نیست ، در دیده مبر و ماه
 بنی شست باید خرد را ز دل
 ازان می ، که یاقوت را حل کند
 بسی گرد گیتی بگشتم بسی
 هفه نام نیکو ، بتنگ آمدم
 چنان خوار و زارم ، درین روزگار
 درین بزمگه با تن چون نیم
 چومن ، رخت بیرون برم ، زین جهان
 بتالم ، چنان زار ، ازان دار غم
 دگر بس کن ای دل ! ازان گفتگری
 فراموش کن ! عالم خاک را
 زمان همچو آب روانست و بس
 اگر چون صراحی بگریه ، دری
 ببايد ، ازان دیر دیرینه ، رفت
 ازان پیش ، که ایام پر مکر و فن
 وزان پیش ، کاین چرخ و این اختران
 بده ساق ، آن باده ناب را
 بیا ساق ، امروز وامی بده
 عل آنکه یزدان علیم ویست
 ز میخانه او ، فلک یک خم است
 روانم ، بمرش چنان شادمان
 زهر بده ، پناهم بدرگاه اوست

(۱) بسوزاند و خوش کند جمع را (۱)
 نگیرد ، سبز امثال خود را ، بدوست
 ازان سیرت کس ندارد نگاه
 برون کرد ، آن یار بد را ز دل
 حقیقت در اشیا مبدل کند
 جگر ، خون قر از خود ، ندیدم کسی
 ازان زندگانی ، بتنگ آمدم
 که گوئی ، مرا نیست پروردگار (۲)
 نفس میزنم ، لیک زنده نیم
 خروشان بد انسان ، که تیر از کمان
 که بیرون نیاید کسی از عدم
 بسی ، طبع را زین کدورت ، بشوی
 جفای مستگاره افلاک را
 غم و شادمانی درو خار و خس
 و مگر در شکر خنده ، چون ساغری
 بدنپال یاران پیشینه رفت
 کند پیرهن ، برتن ما ، کفن
 نشانده ، بر جای ما ، دیگران
 همان باده همچو مهتاب را
 بساق کونز که جامی بده
 دو عالم دو کف کریم ویست
 بر اندام او ، قطره ها انجم است
 که عالم بخورشید و قالب بجان
 شب عمر من ، روشن از ماه اوست (۳)

۱- سفینه فرخ اضافه دارد :

خرد در سر آدمی آتشت

۲- غالب دهلوی گفته است :

گفتنی نیست که ، بر غالب ناکام ، چه رفت

۳- سفینه حضرت فرخ بعد ازین ابیات ذیل را اضافه دارد :



مثنی ، چرا باز بست لب
 که هنگام ، آشتن و گفتن است
 فی و چنگ را نغمه پرداز کن !
 نمیگردد از ، هر زه گشتن ، ملول
 چو سیلاب ، دارد بر رفتن شتاب
 تو گوئی ، کز افسردگی مرده اند
 که در کاسه ، می را در آرد ، بجوش
 که چنگ ، از کف زهره ، افند بخاک
 خوشی نیست در بندی ، گوش دارا !
 چو سایه است بی بهره ، از خط سیر
 که دف جمله گوشست بهر شود
 و زو در کف برد ، جز باد نیست
 بسی نشه را ، کشت نا داده آب
 کسی را ، که مغزش زمی تر بود
 که سامان این کار با من نبود
 که خون ، بر جبین گشت از وی ، روان
 همی راز ، با چاه گفتی جلی
 همی محرم اشک و آه منست
 شب تار ز اندیشه روشن کنم
 که خورشید را در قرازو نهم
 که در خود جهانی دگر ، داشتم
 روانم ، بلند آسمان منست
 و گرنه ، من افزون ازین عالم
 بیساریدمی ریزه آنتساب
 وجود محمد ازان ریختند

بده باده ساق ، که بگذشت شب
 نه هنگام ، خاموشی و خفتن است
 مثنی ! در گفتگو باز کن
 مثنی ! بگو کاین سپهر عجول
 مثنی بگو ! کاین زمان شهاب
 حریفان این بزم ، افسرده اند
 مثنی ! چنان بر کش از دل خروش !
 بر آر آنچنان نالسه دردناک !
 ز من گوش کن ، راز این روزگار
 کسی کو چو سایه است . قائم بنیر
 مثنی بگو ! بانی و چنگ و عود !
 جهان ، جز یکی محنت آباد نیست
 مثنی بگو ! کاین فلک چون سراب
 مثنی ! نرنم نکو تر بود
 مرا ، قصد ازین شعر گفتن نبود
 دلم را ، بیفشرد درد ، آنچنان
 شنیدم که : آن شاه مردان علی
 چنین دان که ، این شعر چاه منست
 چو من روی در شعر گفتن کنم
 نه در لفظ ، معنی نیکو نهم
 ازان ، زین جهان ، دست برداشتم
 زمینم ، تن ناتوان منست
 ترا دیده تنگست ، ازان من ، کمم
 سخن یاب اگر نیستی ، تنگیاب
 می و عشق را در هم ، آمیختند

خسراباق و رند بی پاک را
 همه ، همچو گل ، سینه چاک ویند
 میازار یکدم ، من مست را
 که خود را نمیدانم از دهگران

بیا ساق ! آن دختر قاک را
 در آور ، که یاران هلاک ویند
 نگهبان ساق ! دل و دست را
 چنان گشتم اکنون ز سیر جهان

فتوحات مکی است معراج من
 بدست و زبان جملگی داس فعل
 زبان و دهان شان ، چو سوراخ و مار
 چو ف باد پیمان ، چو می بیحیا
 ز اره ، زبان شان ، خراشده تر
 درین بزمگاه تهی از ندیم
 گذشتیم ، چون جام می ، جان بلب
 بفرساید این کوههای گران
 نماند درازی و پهنای او
 درین روزگار بدینسان دراز
 چگونگی ، بود حال این جان پاک
 تن خسته ناتوانم ، بسوخت
 درینا ! که بستند راه گریخ
 که بر تربت من گذاری کند
 همان ساق پاک بنیاد را
 بر افروزد این گوهر پاک من
 کنم ناز ، بر زمره حوز عین
 مرا چون بهاران ، بیاراست باز
 هزاران در راز ، سفتن گرفت
 چنین بحر ، تاکی نیاید ، بجوش
 در افشانی آغاز کردم ، چو سیخ
 بصورت سخن در جهان رستخیز
 قیامت ، بلفظ آشکارا کنم
 ز سوی دگر ، دوزخی تابدار
 در آرم ، بقلب روان سخن
 کواکب درو ، ثابتان روان
 کنم تازه ، آئین پیشینیان
 شوم تا سخن را کنم رو براه
 که ، آخر بدریا رود ، آب جو

محمد منم ، این خرد قاج من
 نمانم بدین فاس نناس فعل
 نفسان ز سردی ، بود زهر دار
 همه بیده رو چو باد صبا
 ز رنده نفسان تراشده تر
 درین کهنه ماتمرا ، ای حکیم
 نشستم ، در ماتم خود ، چو شب
 شنیدم که : از گردش آسمان
 ز بس باد و باران ، بر اجزای او
 نمانم درین مدت دیر باز
 چگونگی ، توان بود در زیر خاک
 در این فکر و اندیشه ، جانم بسوخت
 درینا ! درینا ! درینا ! دریغ !
 مگر پیر میخانه ، کاری کند
 بفرماید آن سرو آزاد را
 که : ریزد یکی جرعه ، بر خاک من
 کند گور ، بر من بهشت برین
 نیسی ، ز میخانه برخواست باز
 گلستان طبعم شگفتن گرفت
 چومن ، بلبل چند باشد ، خموش
 زبانم ، دگر خون فشان شد ، چو تیغ
 پدیده آردم زین دل پر ستیز
 چومن ، طبع را معنی آرا کنم
 ز یکسو ، بهشتی کنم آشکار
 بسازم ، بحکمت جهان سخن
 کنم ، در جهان سخن ، آسمان
 نسبیج سخن را ، کنم پرنیان
 بیارم ، برین دعوی خود ، گواه
 کنم بار دیگر بمیخانه رو

کند عاقبت فرخ ، رجعت باصل
 همان نسبت ، پیل و هندوستان
 کدو بند و زنجیر می بگسلم
 طلبگر زندان میخانه شد
 بشمشیرش اینجا نگه داشتن
 ز افساد بس پر ضرر ، گرچه هست
 توکز بانوار می میکنم
 بجز ساغر می مرا دستگیر
 که آتش زند در غم ننگ و نام
 کند چون کف دست خود ، شیشه را
 همان آب ، چون آتش تابدار
 که یک جزو ، هم آب و هم آتشت
 نشد گفته یک شه از حال وی

از اینجا بیه سینه حضرت فرخ اضافه پنجاه بیت بدین قرار دارد :

کند آسمان را ، زمین و آید پست
 بهم در نوردد زمان و زمین
 با علام ، آن موبد خرده دان
 چنین کشف شد بر من ، این مسئله
 همی بود ، انی انا الله کو
 دو چشم مرا ، باز خوفریز ، کن
 ازین غم ، چو در فغان ، آمدم
 که پشت مرا بار منت شکست
 دلم کشته تیغ احسان اوست
 روم در زمین ، همچو باران ، فرو
 شامت ز دشمن ، کرامت ز دوست
 ز رنجی ، که از این و آن ، دیده ام
 که نبود کس از ، مردن دشمنان
 که بر آتش تیز ، برگ گیا
 میان دوستگ آسیا ، دانه ، دان

گرم بود چندی ز میخانه فصل
 بود ، نسبت من ، بکوی مغان
 شب آمد ، خیال مغان ، در دلم
 دل عاقلم ، باز دیوانه شد
 نمی شایدش رو بره ، داشتن
 ره میکده پر خطر ، گرچه هست
 تدوئل باواز نی میکنم
 نباشد درین ره ز برنا و پیر
 بده ساقی ، آن باده نعل قام
 بروید ، ز صحن دل ، اندیشه را
 بده ساقی ، آن آتش آبدار
 هم از معجز پیر دردی کشت
 بسی گفته شد گرچه در وصف می

اگر می براید بدینسان ، که هست
 نه گرسی بماند ، نه عرش برین
 به ارشاد ، پیر خسراباتیان
 چنین گفت طی بر من ، این مرحله
 که باده همان آتش آمد که او
 مبنی ! دم ناله را تیز کن
 ازین غصه ، ساقی ! بجان آمدم
 نکر دست قد مرا ، سال پست
 ز بس سازگاری بدیدم ز دوست
 بینی که روزی ، من از شرم او
 دو چیز ، از تن من برون برد پوست
 ز بس ناخوشی ، کز جهان دیده ام
 ببرگ خودم ، آنچنان شادمان
 چنانم درین عرصه بد بلا
 مرا در میان زمین و آسمان

بدانسان که ، از ابر باران ، فرو
غم روزگار ، استخوانم بسوخت
نکردست با هیچ عاشق وفا
ز تن ، جان من ، سرکشی میکند
بخونریز ما ، بست زه بر کمان
بخون عزیزان کمر بسته تنگ
همه تشنگانیم و گیتی سراب
بدانسانکه ، در بادیه قافله
دمی چند آسوده باید زدن
کنیم از غم یکدگر جستجوی
مگر سینه از غصه خالی کنیم
که بختم بر آید ز خواب گران
مرنجان دل ناتوان مرا
جبهان را پر از آب و آتش کنم
چو کوره زبان را کنم آتشین
زمین و زمان را بهم بر زخم
بدوزم بسوزن ، در چشم و گوش
قناعت بخون جگر ، میکنم
چو ایمان کنم جا ، بدلهای پاک
در ایران زمین چون چراغم بروز
نیززم بیک نان بی منی
چو فضل اندر ایران ، و در در عدن
در ایران ، چنانم که در دیده ، خس
همه ، بوده فا بوده ، انگشتم
که ماهی ز خشکی روه سوی آب
چو عمر شده ، باز تایم ز پس
نداریم برگ حساب و کتاب
در و بسند آتشکده باز کن
متاع سرا ، کس خریدار نیست
طلبگار خرمسره ، بسیار هست

همی پارم ، از دیدگان خون ، فرو
بده باده ساقی ! که جانم بسوخت
بده می ، که آن شاهد بی حیا
بده می ، که غم آتشی میکند
بده می ، که این آسمان ، بیگمان
جهان نیست جز ، شاهد شوخ و شنگ
بده می ، که عالم خیالست و خواب
دو روزی که هستی ، درین مرحله
قدم بر سر بوده ، باید زدن
بیا ! تا نشینم بر طرف جوی
بسی ، عقل را لاابالی کنیم
منفی ! یکی ناله بیکش چنان
بده ساقی ، آن قوت جان مرا
که گر من ، دل و دیده ناخوش کنم
چو من جان و دل را کنم آتشین
درین بوم و بر ، آتش اندر زخم
نپویم بهر زه ، ره عیش و نوش
دو روزی که اینجا ، بسر میکنم
چو عشق اندر آیم ، بهر درد فاک
مرا گر چه طبعی است گیتی فروز
ندارم ، بهر بوم و بر ، نیتی
حقیرم ، بهر کوی و هر انجمن
ندارد بمن ، رغبتی هیچکس
ازین بوم و بر ، مهر برداشتم
چنان میروم ازین منزل چون قفس
چو رفتم ازین منزل چون قفس
بده ساقی امروز ، می بیحساب
منفی ! دم اندر دم ساز کن
چه شد ، گر مرا کس طلبگار نیست
طلبگار گوهر ، کم آید بدست

دلا! همچو دریا نگهدار ، در گهر را مکن همچو خر مهره پز
 ازین گفت و گو به که دم در کشی عنان سمند قلم در کشی
 درود فراخور بحال نبی زمن بر عل باد و آل فی
 که نظم این گوهر آبدار ز تاریخ هجرت شناسی هزار (۱)
 (۲۷ تا ۲۹۲ میخانه چاپ گلچین معانی)

لطف الخیال : . . . وی مرد صافی ، مشرب و عالی همتی بوده . بلندی ، استغنائی ، او از
 اوج دماغ متکبران زمان چندین پایه گزشته . در اوائل بشیراز آمد . فی الجملة استفاده نمود .
 و به گازرون نیز رفته . بصحبت شیخ المحققین ابو القاسم رحمه الله مشرف شد ، و مدتی در آنجا
 بسر برده . در مدح شیخ قصیده ' بردیف - سخنی - گفته ، بسیار پاکیزه و هموار . شیخ نیز
 قصیده ملا را در مدح ملا جواب گفته ، او را سرافراز ساخت . ملا محمد چون مرد خالی از حدت
 مزاجی نبود ، نتوانست در ایران بسر برد ، در گجرات میبوده . الحق طرز خاصی دارد - لطائف
 الخیال محمد عارف شیرازی - میخانه ص ۲۸۰) .

ریاض الشعرا : مولانا محمد صوفی مازندرانی . جامعیت فضل خوب داشته بهند آمده
 مدتها در کشمیر بسر برده . جهانگیر بادشاه او را از کشمیر طلبیده . در سهرند بجوار رحمت
 حق پیوست . این مصرع تاریخ نوت اوست :

مجردانه یکی شد بحق محمد صوفی (۲)

اشعار خوب دارد ازان جمله این ابیات است :

ازانم ، ملک درویشی ، خوش آمد که ملک بی نزاع و پائدار است
 مرا بوقت جدائی چو شع ، مردن به که زنده باشم و بیدوست بنگرم جا را (۳)
 دانی از چیستم ، چنین مفلس ؟ خود فروشی ز من ، نمی آید (۴)
 حاصل دنیا و دینسم در سر میخانه رفت
 در سرم اکنون خمار و در کفم اکنون هواس

۱- ازین بر می آید که ساقی نامه در سال ۱۱۰۰ هجری گفته شده است و از ایران دل برداشته
 شده بود و ازین پس زود بهند وارد شد .

۲- این تاریخ محمد یوسف صوفی گفته است و سال (۱۱۰۳۵) برمیآید . (این مصرع در
 مآثر رحیمی (۳ : ۱۱۲۲) غلط ثبت شده است .)

۳- روز روشن دارد

۴- مجمع الفصحا دارد

نمیبینم در اقبال خود ، پرواز بستان
 فدای پای او سر میتوان کرد
 سراو چون شود گرم ، از می لعل
 مرا کسی که بسوی تو راهبر باشد
 ترا دیدم ، قرار از دست من رفت
 تو ای آهی سحر گاهی ! دران دل
 دوستم ، دشمن جان پندارد
 مرا ، در زیر این گردنده گردون
 بتا در بند زلف دلبرستم
 نه کار آخرت کردم ، نه دنیا
 مرا چشی است دور از چشم یاران
 چنانم با رفیقان ، در ره عشق
 بزاری در رهش ، آفتاده بودم
 ز من بگذشت ، چون باد بهاری
 مجلس عاشقان مفلس را
 از بس سر سران که فتاده است برگزر
 شب آمد ، زنندان یارم ، بدست
 رباعی :

سوزنده ، لبان اخگرم ، ساخته اند
 هرگز نرسم بهیچ مقصد ، گوی !
 ای شاه نه تخت و نه نگین میماند
 صندوق خود و کاسه درویشان را
 ابلیس که گشته در بدی افسانه
 گر بیلد اهل آشنا ، مانع نیست
 آیا ز کدام گوهرم ساخته اند
 همطالع ، تیر بی پریم ، ساخته اند
 آخر بتو یکدو گز زمین میماند
 خالی کن و پر کن که همین میماند
 بیچاره سگی است بر در جانانه (۲)
 مانع شود آن را که ، بود بیگانه (خطی)

۱- مجمع الفصحا دارد .

۲- روز روشن دارد .

۳- این سه شعر مجمع الفصحا دارد .

۴- مجمع الفصحا دارد .

آتشکده : صوفی ، اسمش محمد از اهل آندیار (مازندران) است ، و بعضی او را خالوی ملا جامی دانسته اند . والله اعلم . حالش از تخلصش معلومست . (چهار شعر دارد)

ص ۱۸۵ .

مآثر الامرا : ملا محمد صوفی مازندرانی مشهور . در جوانی از ایران آمده اکثر ممالک هندوستان را بقدم سیر و سیاحت پیموده در احمدآباد رنگ سکونت ریخت و به میر (میر سیدجلال صدر متخلص رضائی از امرای شش‌هزاری شاهجهانی متوفی ۸۱۰۵هـ) تعلق خاطر بهم رسانیده تعلیم او مینمود . شعر ملا خالی از لطافت نیست . سیف خان صوبه دار گجرات اعتقادی با ملا داشت . حسب الطلب جنت مکانی لا علاج ملا را روانه نمود . در راه فوت کرد . و در آن حالت این رباعی گفت :

ای شاه! نه تخت و نه نگین میماند از بهر تو یک ذو گز زمین میماند
صندوق خود و کاسه درویشانرا خالی کن و پرکن ، که همین میماند
پادشاه شنیده رفته نمود . (مآثر الامرا ۳ : ۲۴۷ تا ۲۵۱)

صفح ابراهیم : مولانا محمد صوفی از مازندران است . در سنه هزار و سی و دو (۱۰۳۲هـ) در احمد آباد گجرات و بعد ازان مدتها در کشمیر ساکن بوده . و مجموعه مشتمل بر انتخاب دواوین قدما ترتیب داده ، موسوم به 'بتخانه' ساخته بود . و اعتقاد با شعر متقدمین خصوص شمس فخری (۱) بسیار داشت ، و بمشرب تصوف آشنا و مستغنی الحال و صاحب همت عال بوده ، و جامعیت و فضیلت به کمال داشته . اگرچه تذکره نویسان اسمش را در فصل میم نوشته اند ، اما مشار الیه 'محمد' و 'صوفی' هر دو تخلص مینماید ، و بسیار بذوق حرف میزند ، فکرش بنفایت متین و مستقیم است . جهانگیر پادشاه او را از کشمیر طلب داشته بود ، اما در سرهند رسیده وفات یافت (۲) . این مصرع تاریخ ارتحال اوست :

مجردانه یکی شد بحق محمد صوفی

مجمع الفصحى : محمد صوفی مازندرانی . صاحب آتشکده را از حالش استحضاری کامل

- ۱- فخری شمس الدین هراتی که در عهد سلطان حسین بایقرا زندگان میکرد . (تذکره الشعراء عبدالغنی ص ۹۹) دنگر فخری شمس الدین از اصفهان بود (۱۰۰)
- ۲- در مآثر رحیمی (۳ : ۸۱۱۲۳هـ) هست که : در حسب حال میر مجیبی تهیذاتی زبان حقیقت بیان عارف صدقانی مولانا محمد صوفی مازندرانی گفته :

دلا راه تو پر خار و خشک نی گذارت بر سر چرخ فلک نی
گر از دستت برآید پوست از تن بیفکن تا که ، بارت کمترک نی

حاصل نگشته . لقبش را تخلص دانسته و او را اصفهائی خوانده ، و خالوی ملا جامی (۱) شده . تحقیق اینست که باسم تخلص میکرده . مردی حکیم مجرد موحد و تذکرة جمع نموده . در اصل مازندری بوده . با ابوحنان طیب و ملا حسن علی یزدی بهندوستان رفته در کشمیر توطن گزیده . بخواهش جهانگیر بادشاه بدهل رفته در سنه ۱۰۰۸ (۲) در سرهند وفات یافته . در هزار بیت دیوانش دیده شد . وله :

شور در سر ، چه گونه و رزم عقل	خار در پا ، چنان روم رهوار
بحر بی بن بشورد از نشویر	کوه سنگین بناله از آزار
حیرتم دوخت دیده باز صفت	مختم سوخت سینه آتش وار
نه مرا مونسى بجز سایه	نه مرا محرمی بجز دیوار
نه گلی چیده ام ، ازان گلبن	نه بری خورده ام ، ازان گلزار
گه بمویم زدل ، چو موسیجه	گه بنالم ز جان ، چو موسیقار
اندرین بادگیر پر کرگس	اندرین خاکدان پر مردار
زندگانرا چو مردگان بین	مردگانرا چو زندگان انگار
همه را کعبه آنچه در کیسه	همه را تلبه آنکه در شلوار
پلرزم ، چون که یاد آرم ز یاران	چو کنجشکی ، که تر گردد ز باران
از کورچه عشق ره پدر نیست	این وادی حیرتست و حرمان
در سینه نهان هزار دوزخ	در دیده عیان هزار عمان
من یونسم و زهانه ماهی	من یوسف و روزگار زلفان .
روزیکه ، چو ما شوی ، بدانی	کاین عشق چرا نماند پنهان (۳)

ریاض العارفین : محمد مازندرانی قدس سره : اسمش ملا محمد ملقب بصوفی . از اهل مازندران بهشت نشان . جامع فضائل نیکو و حاوی خصایل دلجو بود . صاحب آتشکده نقبش را تخلص دانسته و او را اصفهائی خوانده و خالوئی مولوی جامی شده . و چنین نسبت باسم

۱- رک : آتشکده چاپ تهران ص ۹۵۸ بخش سوم . این صوفی که صاحب آتشکده آورده است ، غیر از صوفی مازندرانی است و روز روشن آنرا ملا محمد صوفی اردستانی نوشته و از محویشاوندان مولانا جامی شمرده است (ص ۳۹۸) صاحب تحفة سامی نیز از وصیت کرده است و میگوید که خوش طبع و لوند و فقیر و دردمند بود (ص ۱۳۱) صاحب روز روشن نام صوفی مازندرانی را اشتهاً ملا محمد یوسف نوشته است . رک : مولانا یوسف صوفی تذکرة حسینی ص ۱۸۷ .

۲- تاریخ ۸۱۰۳۵ است رک : ریاض الشعرا و صف ابراهیم .

۳- بعد ازین از ساقی نامه یازده بیت ثبت کرده است .

تخلص میکند و مازندرانی است ، و باتفاق ابوحنیان طیب و مولانا حسن علی یزدی در هندوستان بسر میرده . مدتی هم در کشمیر بوده . بخواهش جهانگیر از کشمیر بدهل رفته در سنه ۸۸۰ (؟) در سرهند وفات یافته . دیوانش بنظر رسید یک دو هزار بیت است . بعضی اشعار در مذمت اهل هند دارد . بهر صورت از آنجناب است (۳۸ بیت دارد که درین اوراق ثبت است ص ۲۱)
روز روشن : صوفی : ملا محمد یوسف (۱) ، مازندرانی . از وطن بکشمیر رسیده اقامت گزید ، و بجزری منسوب جهانگیر پادشاه گردیده ، از کشمیر گریخته در شهر سهرند سکونت گزید :

بهرجا جوشد آبی ، از دل خاک مگر چشمه که چشمی گریه ناک است
شگفتی هر زمینی را که بینی گریبان پاره یا سینه چاک است
(۳۹۸)

صبح گشون : محمد صوفی . زاد بوش مازندران بود . در هندوستان رسیده گزمین کشمیر را خوش کرده توطن اختیار نمود . بسکه شهره فضل و کمال وی از زبان بعضی اراکین بسامه نور الدین محمد جهانگیر پادشاه رسید ، فرمان مطاع در طلب ، ملا محمد صوفی بنام حاکم شهر نافذ گردید . و ملا بقصد حضوری حضور شاهی بر جناح استعمال تا سهرند رسیده بود که یرلیغ قضا تبلیغ از حضرت مالک الملک جل جلاله ما مضاء حکم ایوا در جواز رحمت خود ورود فرمود ، بر خط فرمان واجب الاذعان گردن نهاد و در سنه خمس و ثلثین و الف همان جا تن بقضا در داد .

مرا بوقت جدائی چو شمع مردن به که زنده باشم و بی دوست بنگرم جا را
شب آمد ، ز زندان یارم ، بدست تو گوئی که خورشید دارم بدست
ترا دیدم قرار از دست من رفت عنان اختیار از دست من رفت
چه سود ازین که ، عتاب تو خنده آلودست
که زهر کارگر است ار چه در شکر باشد
(۳۹۸)

۱۵۷ = شیخ محمد مسلم صنعی

شیخ محمد مسلم صنعی عموی میانه فقیر . صنعت شعرش بحدیکه ، نظر برآن ، غنی ایهام بندگی خود را ، مبهم گذاشته چون زر گل ، از خجالت

فارسائی سرخ گردیده ، در زمره نلامذه نشست . و مخلص ترصیع گوی
خویش را موقوف داشته ، مانند جواهر الوان سرخ و زرد گشته ، در جرگه
مخلصان در آید . نثرش از رشک تر و تازگی گلگلهای معانی خویش ، گلزار
ابراهیم ، ظهوری را پزمرده تر از اخگر های افسرده آتش خلیل کرده . دیوان
ملا محمد طاهر غنی را هنگام ترتیب ، دیباچه ۱ بنوعی نگاشته که چشم
ارباب بصیرت از دیدنش چار گردیده . در هند با امرای عظام صحبت
داشته . هنگامی که نهضت رایات عالیات حضرت اورنگ زیب عالمگیر
باین صوب شده ۲ ، بمنصب سرافرازی یافته . اواخر سلطنت بعین استغنا از
دیدن شاهد دنیای بیوفا پوشیده : پس از چندی بفحوای - کل نفس ذائقة
الموت - بمحجوب و مطلوب حقیقی پیوست :

کجاست جو شش باران بهم ، که غیر از شمع

بما نکرده کسی گرمی زبانی را

مطلبم از بت پرستی غیر دیدار تونیست آتش طوری و در هر سنگ میبینم ترا ۳

فیض میبخشد سحر صد رنگ از گلگون شفق

نالۀ زار هزاران با گل رعنا خوش است

مکن از غمزه ، کمان ستم مژگان ، زه

هرچه در کشور حسن است ، بحکم ابروست

۱- رک : دیوان غنی مطبوعه نولکشور کانپور ۱۸۷۱ء

۲- عالمگیر یک بار بکشمیر رفت ۲۵ رمضان ۱۰۷۳ (۲۳ آوریل ۱۶۶۳ء) حرکت از لاهور

۱ ذیقعد ۱۰۷۳ (۲۸ مئی ۱۶۶۳ء) ورود در سرینگر ۲۲ محرم ۱۰۷۴ (۱۶ اگست ۱۶۶۳ء)

حرکت از کشمیر ۲۹ ربیع الثانی ۱۰۷۴ (۲۰ نومبر بروز جمعه ۱۶۶۳ء) ورود در دهل. تقریباً

چهار ماه در سرینگر بسر برد .

۳- روز روشن دارد

همچو آن مصرع ، که از طبع سخنور سرزند
قامت موزون آن خوش جلوه ، سر تا پا خوشست
سر مکنون دهان او که ، پیدا نیست هیچ
از خط و خال لب لعلش عیان باشد که نیست

گویم گهی ز لعل لب گه ز خط لب خود پادهان تنگ بگو مدعا کجاست
از لب میگون او خط سرزد و مینا و جام میسپارد دور را با فتنه آن چشم مست
مژگان تو بر ناوک فولاد سبق برد ابروی تو شمشیر توانست بموزد
زان زلف و خال ، دور و تسلسل وجود یافت
این نکته بی دلیل مبرهن نمی شود

هلال عید وصل عاشقان است تنی کو در فراق دوست کاهید
چه بوسها به پیام از پیش فرستادم رسید از خط مشکین او رسید وصال
بیاد نرگس شهلائی سر خوش ساقی کشیده ایم بسر ساغری خموش شدیم
شب که ، عکس و روی ساقی ، در می و مینا نبرد
از شراب لعل گون رنگین ایاغی داشتیم

ساقی دور نشست ، آئینه جام بکف صبح عید است ، بود دیدن روی تو شگون*

* روز روشن : صنی از شاعران کشمیر بود (یک شعر دارد ص ۲۹۵)

۱۵۸ = میرزا لطف الله بیگ صبا

سخنور عالی ذکا میرزا لطف الله بیگ صبا . دماغ طبعش ، از جام
لبالب رحیق سخن . سخنی چنان رساست . که هر مصرعش سهی قامتی
خرام صبا در دیده صاحب نظران جلوه ظهور میکند :
ز ریز های مقبش بچشم اهل نظر بطاق ابروی پیوسته اش طلا کاری است

بدست ساقی دوران ، بجای* ساغرمی کشم خمار ، اگرچه نخلصم صهباست
 زبیرگی ، بغیر ازجان سپاری ، نیست سامانم
 بخود پیچیده ، از شرم لب ، چون بیرۀ پانم
 بیاد سنبل زلف عروس گل ، درین گلشن
 ز بیتابی بخود چون مار پیچم عشق پیچانم

۱۵۹ = میر صیدی صفاهانی

صیاد و حوش خوش معانی ، میر صیدی صفاهانی . ترک شکار دولت
 آهوان معانی را بکمند نازک خیالی اسیر فرموده ، و نخچیران الفاظ را
 بخدنگ مصرع صید . دیوانش ، صحرای است پر از گلکهای ابلاقی . آیات
 رنگین ، ساحتی است لبالب از سنبلهای دشتی . قصائد ، غرابت آئین :
 گرموی ، آن میان نشدی ، باعث سخن
 بیکار بود وقت نزاکت خیالها
 از دوری تو ، دیده ما ، این قدر گریست
 کز ، چشم خفتگان عدم ، شست خواب را
 خطت زیاده کند سوزش دل صیدی که این غبار چو مشکست زخم دلها را
 ابروش دارد بایما آن اثر در گفتگو کز سخن جوهر دهد تیغ زبان لال را
 خیال خام رویت را ازان رو در نظر دارم
 که خالی میکند ، در دل سویدنا بهراو ، جا را
 نقش شیرین را بضرب تیشه جا دادن بسنگ
 مشق جان کندن بود در عاشقی فرهاد را

در بزم او مجال نشستن نیافتیم چون نرگس ایستاده کشیدیم جام را ۱

برگ گل بهشت ، لب می پرست تست
 مستی که هوشیار نشد ، چشم مست تست
 از بس خیال زلف سیاه تو کرده ام
 رگهای سینه ام ، همه چون شاخ سنبل است
 از زلف پر خم تو ، دلی سر بدر نکرد
 با آنکه شمع حسن درین کوچه روشن است

یکدل آنجا ننگندی ، که بیادت باشد . مگر آن چاه زنف چاه فراموشان است
 امشب زخنده برگ گلت عذرخواه کیست مردم گیاه گلشن حسنت نگاه کیست ۲
 از باغ رفتی و دل بلبل ز ناله ریخت گل را شراب رنگ تمام از پیاله ریخت ۳
 بیاد سرو قدی : باز مانده : آغوشم که در برش نتواند کشیدن گستاخ
 بت خود رای من ، رسم خود آرائی نمی داند
 چو گل ، یک هفته میبوشد اگر صد پیرهن باشد
 پس از عمری که با مهجور خود دمساز میگردد
 بعاشق ، از غرور حسن لطفش باز میگردد
 کشته ناز تو ، آرام نمی داند چیست
 گر بخاکش کنی . آسوده گی از خاک رود ۴

۱- جمع انقائس دارد .

۲- محمد حسین فتیل (متوفی ۱۲۳۳ هـ) نیز درین زمین غزل دارد این شعر ازوست :

گیرم که ، وقت ذبح تبیدن گناه من دانسته ، دشته تیز نکردن ، گناه کیست

۳- کلمات الشعرا و نتائج الافکار دارد .

۴- کلمات الشعرا دارد .

دل ، ز رشک عرق روی تو ، بر خود پیچد
 شبنم گل ، گره خاطر بلبل باشد
 دل ، از غبار خطش ، چشم آشنائی داشت
 ز تیره بختیم ، آن هم حجاب دیگر شد
 ازین رنگی که شیرین در محبت ریخت میدانم
 که خون کوهکن آخر بجوی شیر میآید
 نمی دانم ، کرا قاصد کنم از محرمان ، یارب !
 بسویش ، شوق را گر میفرستم ، دیر میآید
 سر عاشق نگهداری اگر داری محبت کن
 که از یک مهربانی کار صد زنجیر میآید
 برافشانم روان ، گر خاطرت ایمن همین باشد
 گرفتار ترا ، چون شمع ، جان در آستین باشد

ز خویش ، نقطه موهوم در نظر دارد دلی که خال ترا عینک سویدا کرد

مرا چون زندگانی بی غم عشق بتان باشد
 که دیوار بدن بر باد پشتیبان جان باشد
 عکس ترا در آئینه ، هرکس که دید ، گفت :
 از روزن بهشت ، بر آورد حور . سر
 که ترا گفت ؟ که تنها بچمن ، گل بنگر
 رو ، در آئینه گل و نرگس و سنبل بنگر


تا ز خط آئینه حسنش غبار آلوده شد از نگه چشم بخورد هر لحظه میدزدد نفس

ز شوخی، بسکه باهم پنجه میگیرند، مژگانش
 بتنگ است از جدا کردن نگه از چشم جادویش
 دیدن بسیار عاشق، نیست از ترک ادب
 میکند بر حسن پاکت آفرین از چشم پاک
 بهار عارضش، تاب غبار خط، کجا دارد
 که من، از سایه مژگان، بر آن رخسار میرستم
 بخون اشکم بدل گشت و همین از هجر گریانم
 بجای گوهر: اکنون لعل بارد ابر نیسانم
 بی طالعی نگر که من و بار چون دو چشم
 همسایه ایسم و خانه هم را ندیده ایم
 شرح حال ما: ز عنوان کتابت: ظاهر است
 پیش او، ز نهار ای قاصد، زبان دانی مکن
 به بندم چشم اگر از بهر من رخسار میبوشی
 نمی خواهم که باشد عقده از بند نقاب من

نشان سوخته عشق او: یکی اینست که زیر سایه طوبی ست، آفتاب زده*

کلمات الشعرا: میر صیدی: در زمان شاه جهان پادشاه هندوستان آمد. این مطلع که
 ذکر خواهد شد: در سخنوران پایه تخت ظفله انداخت. بر سر دروازه سرای بیگم جا گرفت،
 روزی بیگم (۲) بر سواری عذری قیل سوار از آن دروازه برای سیر باغ صاحب آباد، گذشت،
 از بالای بام بیزنگ بلند بر خواند:

۱- ریاض الشعرا و کلمات الشعرا دارد.

۲- جهان آراد دختر شاه جهان (۱۰۲۲-۱۰۹۲ هـ) رساله مونس الارواح، (۱۰۲۹ هـ)
 در شرح حال خواجه معین الدین اجمیری تألیف کرد و تربیت از سنی النسا خانم دختر
 طالب آملی و مدرس نصرایی کشی برادر حکیم رکن کشی، یافت. بیگم شعر نیز میگفت: 

برقع برخ فگنده ، برد ناز ، بیاضش تا نکبت گل ، بیخته آید ، بدماش
 بیگم شنیده خوش وقت شد ، پانصد رویه صلح عنایت فرمود ،
 دیوان رنگین و اشعار پر مضامین دارد (۱) . گویند: روزی بر لب جوی با یاران صاحب
 سخن نشسته تماشای ماهیان میکرد . این مطلع از طبعش سرزد :

ازین خود کام یاران رنگ الفت میبرد مارا که بهر صید ماهی خشک میخواهند دریا را
 قضا را ماهی بر جست و در دانش افتاد ، آن را صلح این شعر من جانب الله انگاشته ،
 بشگون نیک برداشت . روز دیگر طرح ضیافت این عطیه انداخت . فقیر نیز مطلبی و حسن
 مطلبی در جوابش رسانده :

ازین بیرحم صیادان رهای کی بود ما را که آتش میزنند از بهر یک نخچیر صحرا را
 بگزارای که بیند ناز عرض لشکر حسنش تماشا کن شکست فوج فوج رنگ گلها را
 مقبول طبائع گشت - مکرم خان خلف نواب شیخ میر سپهسالار شاه عالمگیر ، بیک دست خلعت
 فاخره این منتظر فیض الهی را نیز سرفراز نمود . حسن مطلعش را نیز جواب با صواب گفتم :

آبجا که کمال کبریای تو بود	عالم نمی از بحر عطای تو بود
ما را چه حد حمد ثنائی تو بود	هم حمد و ثنائی تو سزای تو بود
ای بوصف بیان ماهمه هیچ	همه آن تو . آن ماهمه هیچ
هر چه بیند خیال ماهمه هیچ	هر چه گوید زبان ماهمه هیچ
ما بکنه حقیقتت فرسیم	ای یقین و گمان ماهمه هیچ

این چند بیت از مرثیه است که بر مرگ پدر سروده بود :

ای آفتاب بن که شدی غائب از نظر
 ای پادشاه عالم ، و ای قبله جهان
 نالم چنین ز غصه و یادم بود بدست
 مرزا احمد علی ماهر ، مثنوی در مدح جهان آرا سرود و بر شعر ذیل بشاهر پنج صد روپیه
 انعام داد :

بذات تو صفات کردگار است که خود پنهان و فیض آشکار است
 بعد از مرگ ویرا در صحن خواجه نظام الدین اولیا در دهل دفن کردند و بر لوح مزار این
 شعر کنده شده است .

بغیر سبزه نپوشد کسی مزار مرا که قبر پوش غریبان همین گیاه بس است
 (تلخیص بزم تیموریه < ۲۴ - ۲۵۵)

۱- موزه بریطانیه دارای دو نسخه دیوان است شماره 7813، 293-A22، OR.

سیدی : براه انتظارش گر گزارد تن چه خواهه شد
 ز اعضا چشمی و پای ز نرگس بس بود ما را
 سرخوش : ز اسباب طرب چیزی دگر میکش نمی خواهد
 همین دستی و جامی همچو نرگس بس بود ما را

سوی این یک بیت دیگر خوش ادا تر گفتم ، که همه صاحب سخنان خوش کردند : (۱)
 به گلزاری که بیند ناز عرض لشکر حسش تماشاکن شکست فوج فوج رنگ گلبارا

منه :

بی تو بلبل میکشد دنباله آهنگ مرا
 در غبار دل ، هوسها را نهبان کردیم ، ما
 سرگشتگی بطالع من باب کرده اند
 عجب دانم از طالع ساغر خود
 سوخت رشک شعله شمع ، که در راه طلب
 ز بسکه حسن تو هر ذره را برنگی سوخت
 در جهان بود ازین بیش نشاطی ، و اکنون
 ندیدم جز قفس جای دگر ، نادیده ام خود را
 مرا شرم محبت بسکه دور از بزم او دارد
 بعد مرگ افتان و خیزان در هوای کوی او
 بوی گل تعلیم تمکین میدهد رنگ مرا
 در حیات خویش بردیم آرزوها را بخاک (۲)
 یک می بساغر من و گرداب کرده اند
 که در ساختن نیز گردیده باشد (۲)
 از نظرها کرده پنهان جاده پیموده را
 توان شناختن از هم غبار سوختگان
 ما مکافات کش عشرت آن یارا نیم (۲)
 همین در ریختنها کرد پروازی پروبال
 سخن گر رویرو گوید بمن پیام میگردد
 استخوانم چون پر افتاده آید سوی او (۱)
 (مدراس ۱۱۴-۱۱۶ لاهور ۶۵-۶۷)

ریاض انشورا : میر سیدی طهرانی در زمان شاه جهان پادشاه بوده . در ملازمت
 جهان آرا بیگم ، صیبه آن پادشاه مدلت گستر ، بسر میکرده و اکثر مورد انعامات میگردد .
 چنانچه روزی جناب بیگم بسیر باغ متوجه بودند ، میر بتقریبی خود را بتزدیک فول سواری
 بیگم رسانیده این مطلع پر خواند :

برقع برخ انگنه برد باز بیباغت تا بوی گت بیخته آید بدماغت
 هزار اشرفی هد نوقت انعام شد . فرودند : چون مرتکب سوء ادب شد و گستاخانه
 نزدیک سواری ما آمد ! نهاد هزار اشرفی در صله این بیت با و انعام کردیم ، و اگر بواسطه
 وسیله گذارش می نمود دو لک روپیه می بخشیدم . خلاصه میر مرحوم شاعر خوش بختی بوده .
 دیوانش اگرچه کم است ، اما اشعار خوب دارد . این ابیات از وست که نوشته میشود :

۱- رک : مجمع النفائس . راجع به این شعر خان آرزو نوشته است .

۲- مجمع النفائس و ریاض العارفین دارد .

پسوده مده پند ، غموشان محبت
 بد را بره ، سپار که مردان راه عشق
 چنان خوش است محبت ، که گر ضرور افتد
 دلیل خواهش خوبان همین بس بینوایان را
 آبرویی ، که بعد خون دل ، اندرخته
 آنکه حاجب را ، پی منع گدایان ، میدهی
 مرو بخرم ، چرا آتشی بر افروزی
 آه از راه محبت که ، چه بی پایانست
 چین در جبین ، در اول سودای هاشمی
 خود بی تکلفانه بیا ! شاد کن مرا
 در عشق هر که هست ، مهبیای جنگ ماست
 وصل روداده و آرام نمیدانم چیست
 دلم به عشق تو ، هم اضطراب صیادبست
 درین فصل گل ، هر چه داری ، بمن ده
 بحیرتم که چنان میخورم بدل تیرت
 روز وصل تو گم کنم خود را
 یاد آن لطف نمایان که ، پکوری رقیب
 هر کس نظر کند بتو ، عاشق گمان کنی
 نگه ز بیم مکافات سوخت در چشمم

مجمع النفائس : میر صیدی از طهران است . اواخر عهد شاهجهانی از ایران بهند آمده .
 شاعر خوش کلام رنگین بیان است . گویند : روزی نواب تقدس حجاب ، جهان آرا بیگم بنت
 شاهجهان بادشاه ، بسیر باغی - که در وسط شاهجهان آباد ساخته بود - می آمد ، و میز در حجره
 از حجر هائی بیرون باغ - که مردم بگرایه می گرفتند - بسبب اهتمام سواری پنهان می شود ، و
 بیگم نیل سواره تشریف می آورد . هر گاه نیل سواری نزدیک می آید از غرقة پشت بام حجره
 خود ، سر بر آورده این بیت خواند :

برقع برخ افکنده ، برد ناز ، بباشش تا نگهت گل بیخته آید بدماغش
 بیگم در ظاهر از راه بیدماغی میفر ماید که : این کیست ؟ اورا کشتان کشتان بیارند !

خواجه سراها که در سواری بودند ، میر را بکشان میبراند و مکرر امر میشود که : چه میخواندی ؟ باز بخوان ! میر همین بیت را مکرر میخواند تا آنکه بیگم اندرون باغ تشریف میبرد و می فرماید که : پنجبزار روپیه این مغل را بدهند و از شهر بیرون کنند !

و نصر آبادی (۱) میگوید که : میر از سادات طهران است ، خوش طبیعت و غریب خیال بود ، اگرچه کم شعرت اما معانی نجیب دارد . بمجرد توهمی از دوستان بعثت میرنجید . باعتقاد خود همیشه عاشق بود . از اصفهان متوجه هند شده کاری نداشت در آنجا فوت شد . ازوست :

ز آستان تو ، گاهی چو گرد برخیزم که سجده تازه کنم شکر ناتوانی را
دلیل خوامش خوبان همین بس بینویان را که گل یکساله ره از بهر بلبل باز میگردد
کمتر از ببری نشاید بود در تسخیر دل میکند از خود نهالی را که پیوندش کنند (۲)
(۳)

فقیر آرزو گوید که : مطلع سرخوش بمطلع میر صیدی نمیرسد ، بلکه سخن در صحت مصرع دوم است ، چه آتش زدن صحرا در شکار قمرغه باشد و دران انواع شکار بود و یک نخچیر مناسب آن نیست . بهرحال ازوست :

درین بهار ، نشد فرصت آنقدر ، مارا که ، هم ترائف بابل کنیم ، مینا را
ایکه شور محشر از بیباکیت هنگامه ایست از خدا خطت برای ما سفارش نامه ایست
بچشم آنکه ز هجران دوست دلنگست شپی بروز رساندن هزار فرسنگست (۴)
سودای چشم او ، بدل پاره پاره ام چون مست ، در دکان کبابی ، نشسته است
با آنکه صرف شد همه عمرم ، در انتظار آگه نیم هنوز که چشم پراه کیست (۵)
آه از راه محبت که چه بی پایانست با دو منزل که یکی وصل و دگر هجرانست

از خون ، پس از هلاک ، رقم کن بستگ من

کین ، خون گرفته است شهید خدنگ من

اگر ناخوانده می آیم بیزمت ، رو متاب از من

تو هم دانسته باشی کز ، کمال اضطراب است این

۱- رک : تذکره طاهر نصر آبادی مطبوعه تهران ۱۳۱۷ صفحه ۳۵۸ .

۲- سرو آزاد دارد .

۳- اینجا واقعه ماهی که کلمات الشعرا دارد آورده است .

۴- خان خانان و میرزا غالب و دیگر شعرا در همین زمینه دارند .

۵- رک : نتایج 'الفکر' دارد .

جفای یار چنان برده اعتبار از من
مینمایم خویش را وارسته از سودای او
میرم و بر زندگانم، رشک می آید، که تو
فراق میکشدم این زمان ، و میگویی :
میل داری که ، بمیرند جهانی ، به هوس
افکنده ام ترا ، بزبانها و خوش دلم
همانا درمیان با غیر ذکر قتل من داری
(ورق ۱۱۱-۱۱۲)

سرو آزاد : میر صیدی صید بند و حشیان خیال است و دام نه فراوان غزال . فرع
شجره سیادت است . صاحب انواع حیثیت .

از صفاهان به هند خرامید و پنجم ربیع الاول سنه خمس و ستین و الف (۱۰۶۵) به
ملازمت صاحبقران ثانی شاهجهان مباحی گشت و قصیده - که بمدح شاهی پرداخته بود - بر عرض
رسانید ، هزار روپیه صلوة قصیده مرحمت شد . مطلعش این است :

رضی جهان خدا را سپهر عدل و کرم
بزیر سایه قدر تو نیر اعظم

..... (۱)

دیوان صیدی بمطالعه درآمد ، قصائد در مدح صاحبقران شاه جهان دارد و مثنوی در تعریف
کشمیر موزون ساخته . در صوبت راه کشمیر گوید :

زبیم جان ، درو صد جا ، زیاده
شود ، از باد بوی گل ، پیاده
منه :

توان بهمت مردان دو صد سپاه شکست
ما که باشیم که در بزم تو داخل باشیم
هر که خواهد ، نظر بد به جمال تو کند
تنها نگشته بی تو زبانم بکام بند
مارا به برگ سبز ، کجا یاد میکند
صیاد ما ، بنای ستم تازه کرده است
غم ز بیمبری او نیست ، که یکچند نهال
میان آشتی و جنگ ، هم مقام خوش است
خود را بچشم آینه دیدی و سوختیم
بزور خود نتوان گوشه کلاه شکست
دولت ماست که ، حسرت کش محفل ، باشیم
آن قدر عمر نیابد که خیال تو کند
چون رنگ گل ، شد است شرابم بجم بند
آن گل ، که منع بوی خود ، از باد میکند
مرغی که پر شکسته شد آزاد میکند (۲)
سایه مرحمت خویش پریشان دارد
تفاضل ننگ آمیز ، صد ادا دارد
با آنکه اضطراب مرا عذر خواه شد

توان بهمت مردان دو صد سپاه شکست
ما که باشیم که در بزم تو داخل باشیم
هر که خواهد ، نظر بد به جمال تو کند
تنها نگشته بی تو زبانم بکام بند
مارا به برگ سبز ، کجا یاد میکند
صیاد ما ، بنای ستم تازه کرده است
غم ز بیمبری او نیست ، که یکچند نهال
میان آشتی و جنگ ، هم مقام خوش است
خود را بچشم آینه دیدی و سوختیم

۱- واقعه شعر گفتن در باغ آورده است که کلمات الشعرا دارد .

۲- نتایج الافکار دارد .

صورت دیوار هم در عالم خود زنده است
 مرد بی برگ و نوارا ، سبک از جای ، مگیر
 چو غنچه ، که بگلشن شگفته باشد ، فرد
 نقص عشق است که ، از خار بنالده بلبل
 چشمه. هنوز از صف مژگان بقتل عام
 هر چه میگویم ، ازان نام تو ، طلب باشد

(۱۱۱ - ۱۱۲)

نمایش الافکار : میر سیدی صبرانی . که غزالان خیالات رنگین را بدام میکشید . در
 بنایت حال از اصفهان بپند رسید و شرف ملازمت شاهجهان در یافته در صلح قعیقه مدحیه
 بمضای هزار روپیه مفتخر و ممتاز گردید (۱) میر صاحب دیوانی است و مثنوی
 رنگین در توصیف کشمیر تالیف نموده . آخر الامر اواخر ماهه حادی عشر شکار نهنگ اجل گردید
 این چند بیت از کلام اوست :

رسیده ام بگلستان وصل ، و نومیدم
 که گل بشاخ بلند است ، و باغبان نزدیک
 (سه بیت دیگر دارد ۴۱۸)

۱۶۰ = محمد طاهر طاقت

محمد طاهر طاقت از ابنای اعزه کشمیر بود . آرزوئی ارادت جناب
 حضرت شاه صادقان منظور؟ . در رشته جانش گره شده . و آخر بناخن کسب
 سعادت حضور آنحضرت ، عقده خویش را وا نمود ، و تا دم واپسین گوهر
 خود را در سلک خادمان ایشان کشیده ، آبی بر روی آب خود افزود ، و یکی
 از واصلان درگاه شد . و بعد وفات مرقدش در جنب مبارک حضرت شاه شد :

جام در کف ، مانده حیران ، نمی نوشی ، چرا ؟

گر ندیدی ، عکس چشم خویش ، بیهوشی چرا *

• روز روشن : محمد طاهر طاقت از لطیفه سنجان کشمیر بود . (یک بیت که متن دارد
 آورده و بجای . بیهوش - مدهوش دارد ۴۰۵)

۱۶۱ = طبیعی

طبیعی . جوهری طبعش : جواهر سخنان صاحب جوهران ، در پله ، میزان
قدر ، نظر بر لعل های شب تاب اشعار خود ، کمتر از خذف ریزها سنجیده :
شگفته باش که از خون لبالب است دلش
چو غنچه . هر که بخود کار تنگ مبگیرد

۱۶۲ = نیر طبیعی کشمیری

میر طبیعی کشمیری . در آداب سخن سنجی بمثابه ، که کمال در مکتب
خانه کمالش ، خود را کمتر از طفلان فرومایه ، میگرد :
نسیم را ، بگلت رخصت وزیدن نیست نگاه را ، برخت تاب آرمیدن نیست
خموش باش ، بروشدلان چو بنشینی که شهر آئینه ، جای نفس کشیدن نیست

۱۶۳ = ابو ظفر

ابو ظفر . طبعش در کارگاه سخن اسفند یاری ، که فتح و ظفر بزیر سمند
نصرت پسندش ، چون بندگان درم خریده می رود :
قلم سنبل شود ، گر حرف گیسوی تو بنویسم
خطم صورت کند پیدا ، گر از روی تو بنویسم

۱۶۴ = شاه عاجز

شاه عاجز . از ریاض سخنش بوی سنبل شکستگی بمشام جان فایز میگردد :
چو بوی گل ، نفسم گشته همنشین خیال بغیر باد صبا نیست همچو دمسازم

۱۶۵ = شاه ابراهیم دهرت

شاه ابراهیم عبرت . به تیغ تیز جدت طبع ، چنان نسق در دهر نموده که

در نسق سخنش، رستم جگران شیر صولت ایران، شکسته طرازی را جای
دخل ایراد نیست. با غیرت خان و امرای صاحب کمال دیگر، صحبتها
داشته. در کشمیر بطرز سیاحت وارد گردیده. روزی چند بهار آرای این
گلشن بود، باز مراجعت بهند نمود:

نه تنها من، بآن برگشته مژگان، التجا دارم
خدنک ناز او، خون از دل نخچیر میریزد
یقینم شد ز سیر دیدن خوبان او، عبرت
می عشرت، فلک، در ساغر کشمیر میریزد
را در صحبت آئینه رویان، یار بایستی
چو من رندی، سخن فهمی، بخوبان یار بایستی *

* روز روشن: عبرت شه ابراهیم از مردم کشمیر است: مرا در صحبت... الخ (۲۴۸)

۱۶۶ = گرم الله خان عاشق

گرم الله خان عاشق. عاشق پیشگان عالم سخن سنجی را، با شوخان گلگون
عارض الفاظ رنگین، بگمهای معانی گرم گفتار بتدبیر کامل بود:
چریم گل موجش از نگاهم بخوش عتابی شتاب دارد
ز چشم، این سیل بی نمازی، همیشه پا در رکاب دارد
دل، بداعی ازان تماشا ز خون خویش است باده پیما
چو لاله، جامم شکست اما، هنوز جوی شراب دارد

۱- خواجه کمگر، برادر زاده عبدالله خان بهادر فیروز جنگ، از امرای شامجهان بود.
در آخر عمر صویدار تنه شد و آنجا حیات را در سال ۱۰۵۰ هجری بدرود گفت. (رک: مائرا لمارا
۲: ۸۶۳ و مقاله راقم این سطور)

۱۶۷ = محمد همت عاشق تخلص

محمد همت عاشق تخلص . تمام عمرش مصروف بعشق بازی معشوقان معانی
 بگر گردیده . هر مصرعش شاهدیست سروقد ، بحلی ، الفاظ رنگین آراسته :
 مشق بیداد تو باشد قلم یاد مرا که بود چین چین سرخط ارشاد مرا
 یار ، نو خط شد و من ، رخت سفر بر بستم
 خط پشت لب او شد خط ارشاد مرا
 بوی از زلف سیاهت بمن آورد نسیم نکبت نافه ، مشک ختن از یادم رفت
 نمکی زان لب نو خط بچشیدم عاشق
 مستی و شور شراب کهن ، از یادم رفت
 خط سیاه ترا ، سرخط جدل ، گفتم سواد خال ترا ، نقطه خلل گفتم
 بگفت : لائق من جا کجاست ؟ گفتم : چشم
 بگفت : جای دگر گوی ! در بغل ، گفتم
 ز تیغ ابروی جانان ، شهادتم هوس است
 بزخم کاری شمشیر آبدار قسم
 بوعد های بتان هرگز اعتبار مکن
 اگر کنند بیک وعده صد هزار قسم
 تا میروی ز بزم برون ، میشود بلند
 در شیشه و پیاله ، صدای شکن شکن

۱۶۸ = شیخ عبدالرحیم عاصی

شیخ عبدالرحیم عاصی . عموزاده فقیر ، خلف بزرگ شیخ مومن بینا .
 شعر بطرز قدما صاف و بی تکلف میگفت . اکثر طبعش مائل به تصرف بود :

صد هزاران دل ، بصد نازش ، گرفتار آمده
نی همین سودای زلف او ، مرا زنجیر پاست
اگر بدیده کشی ، خاک پای محبوبان غبار را بنظر توتیا توانی کرد
شمع رخساری که در هر انجمن میجویمش
چون دل پروانه بهر سوختن میجویمش
چشم از ناز در سیه مستی هر زمان در عتاب میبینم

۱۶۹ = نعمت خان عالی

گل سرسید خوش‌خیالی ، نعمت خان عالی . جناب عالیش خوش فطرتان
دوران را معراج الکمال بوده . طبع بلندش فلاطونی است در خم درونش
نشسته . طباع زانو شکستگان دبستان کمال خویش را ، بی درد سرتدریس ،
چون اشراقیان ، بیک نگاه انوری آسا ، مطلع خورشید مضامین و معانی ساطع
میفرمود . در نثر نویسی طغرا و نصیر طوسی را ، از مسوده نویسان و سواد
پردازان خویش میگرفت . 'وقائع حیدرآباد' را با 'حسن و عشق' بنهجی
نوشته که : ظهوری 'گلزار ابراهیم' خود ، را از خجالت در نار خلیل سوزانیده .
و بنمک هجاگوئی مائده سخن بیشتر چاشنی میداد :

نگه از چشم بر آید بتماشا بیتاب خانه بر هر که بود خانه نشین زندان است
عالی از رشک سرانگشت حنا بسته یار لب حیرت چه گزد غنچه که بی دندان است
غریم ، گرچه گرفتار پشیمانی کرد در خم حلقه زلفت ، وطن از یادم رفت

در خیال ریخ و زلفش ، شب و روزم ، چه عجب
که گل و سنبل و سیر چمن از یادم رفت

چین آن طره شیرنگ سحرگه . عاق
 نکستی ، کرد پریشان ، ختن از یادم رفت
 بنگاهی ز تو ام تر نشود کام امید این می از ساغر آغوش کشیدن دارد
 رخ نمودن بی نقاب و منعم از دیدن چه بود
 بر سر صلح آمدن خود ، باز رنجیدن چه بود
 نامه شوق مرا ، گر در دلش ، تاثیر نیست
 هر نفس ، وا کردن و ناخوانده پیچیدن ، چه بود
 خواستم ، از غم دوری بکنم خانه دل
 گفتم : آهسته که ما ، در پس دیوار تو ایم

فریاد میکنم که : نمی ترسی از خدا شاید که از برای خدا میشود کسی
 منم آئینه ذو عالم ، همه پیداست درو
 حاش لله ، که منم قطره و دریاست درو
 از دوش ما ، میفگن زاهد ! سبوی باده
 کاربست این که مارا بر گردن او فتاده *

• سرو آزاد : اسلاف او در شیراز بشیوه طهابت مشهور بوده اند . پدرش حکیم فتح الدین
 عم حکیم حسن خان است ، که در هندوستان ، با شاه عالم در وقت شاهزادگی مساحتی بهم رسانید .
 و پدرش حکیم حاذق خان در سال آخر عالمگیری (۱۱۱۸ هـ) بخطاب حکیم الملک امتیاز یافت و
 در عهد محمدشاه به منصب پنج هزاری و خطاب حکیم الملوک و بکمال تقرب محمود اقران گشت . حکیم
 فتح الدین نیز به هند آمد . گویند : میرزا محمد در هند متولد شد و در صغر سن ، همراه پدر بشیراز
 رفت و کسب کمال نموده برگشت . و در خدمت ملا شفیعی پزی ، مخاطب به دانشمند خان ، نیز
 تلمذ نمود . و در سلک نوکران خلد مکان امتیاز یافت . و چون شهر حیدرآباد فتح شد تاریخ
 فتح از نظر شاهی گذرانید و بمرحمت خلعت سرافراز گردید . تاریخ اینست :

از نصرت پادشاه غازی گردید دل جهانیان شاد
 آمد بقلم حساب تاریخ شد فتح ، بجنگ حیدرآباد ۱۰۹۷ هـ

در سه اربع و مائه و شصت (۱۱۰۴ هـ) بخطاب نعمت خان و داروغگی باورچیخانه . نعمت فراوان اندوخت . و شکر نعمت واجب - واجب - تاریخ یافت . و در اواخر عهد خلد . مکان بخطاب مقرب خان و داروغگی جواهر خانه نگین دولت بدست آورد و بعد کشته شدن محمد اعظم شاه و ظفر یافتن شاه عالم ، میرزا محمد ، نعمت ملازمت شاه عالم دریافت . و بخطاب دانشمند خان سرمایه مباحات اندوخت و بتحریر 'شاه نامه' مامور گردید . لیکن اجل فرصت نداد که آن نسخه را بانتمام رساند و قلم قضا پیشدستی نموده در سه احدی و عشرين و الف و مائه (۱۱۲۱ هـ) نسخه حیاتش به اتمام رسانید . میرزا شمس در نظم و نثر قدرت عالی دارد . خصوص در وادی نثر ، طلسم حیرت مینند . دیوان محتوی بر قصائد و غزلیات و مثنوی مسمی به 'سخن عالی' و منشآت او بنظر در آمده . (ص ۱۳۷) در دائرة میر مومن واقع حیدر آباد مدفون شد . (گلزار آصفیه ۶۱۲ مطبوعه بمبئی ۱۳۱۶ هـ) از وست :

حرف بجا ، ز کس نشنیدم ز اهل هند غیر از کسی که گفت بمطرب: بجا! بجا!
(مژده بیت دارد . نیز رک : خزانه عامره ۲۳۲)

تاریخ محمدی : میرزا احمد الملقب بنعمت خان ثم بمقرب خان ثم بدانشمند خان بن حکیم داوز شیرازی . عالم طیب شاعر ، از خبایث عصر ، غره ربیع الثانی (۱۱۲۲ هـ) فوت شد در دهل . در هزار و پانصدی (ص ۲۸)

در حواشی آقای عرشی رام پوری افزوده است که : پدرش در ۱۰۷۳ هـ و برادرش محمد علی خان در ۱۰۹۸ هـ گذشت . نزهة الخواطر وفات عالی را در سال ۱۱۲۱ هـ ثبت کرده است . (ص ۱۷۰)

خوشگرو : اصلش از مشهد مقدس است . کسب معقولات و منقولات بدرجه اتم کرده به فضائل و کمالات مستثنی شد در مباحث علمی به وسعت آباد هندوستان هیچ کس را یاری مقابله باو نبرد در نثر - ظفر نامه بهادر شاهی - تا سال چهارم به فصاحت و بلاغت تمام نگاشته و آن مشهور است . نثرش از نثره تفوق جو و شعرش بسرزلف سخن گوار است . قصه 'حسن و عشق' بسیار بساز نوشته در قحط لشکر هنگام تسخیر حیدرآباد این رباعی گفته :

پیداست که شد غله این لشکر گم گشتند ز جان سیر تمنای مردم

افتاده زن و مرد چو خرمن برهم کیرست جو ز خایه نخود کس گندم

. . . . عیب هجا گوی که مخبر طبعش بود ، کمالات او را بحس پوش داشت . میرزا بیدل هرگاه ناش بر زبان میآورد ، بخطاب حاجی هجوی یاد نیفرمودند وقتی بخانه یکی از امراء زادگان رفت ، او اگرچه تواضعی بنیان آورد ، لیکن در مجلس اندکی به طرف عالی پشت کرده

باکسی حرف زدن گرفت . نعمت خان پیدماغ شده از نفر خود قلمدان طلبیده و این رباعی نوشته بر گوشهٔ مستند گذاشت و گفت : من خانه میروم چیزی نوشته ام خواهید دید :

عالی ، زغمت اشک نریزد ، چه کند
وز همچو توشوخی ، نگریزد چه کند
پیراست و تو می کنی کفل جانب او
انصاف بده که بر نجیزد چه کند

در سال هزار و صد و بست و سه (؟) بمهد بهادر شاه در لاهور (؟) رحلت نمود (۱) .
دورانش که سرمایهٔ شعر و شاعری باشد ، پنج هزار بیت مشهور است . فقیر از مطالعه آن فیوضات بسیار برداشته . (۵۹ - ۶۳)

استوری : تالیفات میرزا نور الدین محمد نعمت خان عالی بدین قرار است :

۱- روزنامه وقایع ایام محاصرهٔ دار الجهاد حیدرآباد . که مشهور است . به وقایع نعمت خان عالی و وقایع گولکنده ، راجع به جنگ حیدرآباد (۱۰۹۷ هـ) نوشته است . چاپ هند ۱۲۴۸-۱۲۶۵ هـ لکهنو - ۱۲۶۰ هـ - ۱۲۶۳ هـ لکهنو - ۱۸۵۹ هـ - ۱۲۶۱ هـ - ۱۲۷۰ هـ - کانپور ۱۸۶۹ هـ - ۱۸۷۰ هـ - ۱۸۷۱ هـ - ۱۸۸۲ هـ - ۱۸۸۳ هـ - ۱۸۸۴ هـ - کلکتہ ۱۹۱۵ هـ .

۲- جنگ نامه : (احوال جنگ عالمگیر پادشاه با والی اودیپور و احوال نفاق بین بهادر شاه و محمد اعظم شاه) چاپ لکهنو ۱۲۵۹ هـ - ۱۲۶۱ هـ - ۱۸۹۹ هـ کانپور ۱۲۷۹ هـ - ۱۸۷۰ هـ - ۱۲۹۷ هـ - ۱۸۸۴ هـ - دو ترجمه انگلیسی دارد ، چاپ آگره ۱۹۰۹ هـ لکهنو ۱۹۲۸ هـ .

۳- دیوان چاپ لکهنو ۱۸۸۱ هـ کانپور ۱۸۹۳ هـ

۴- مثنوی حسن و عشق به تنبیح حسن و دل فتاحی . چاپ کانپور ۱۲۵۹ هـ - شاهجهانآباد (دهلی) ۱۸۲۲ هـ - بمبئی ۱۲۶۵ هـ - لکهنو ۱۸۸۳ هـ . ۱۸۹۹ هـ

۵- رقعات و مضحکات . چاپ لکهنو ۱۲۶۱ هـ

۶- راحة القلوب در شرح حال معاصران طنزیه

۷- رساله هجو حکما . مطاببات بر حکماء عصر خود .

۸- بهادر شاه نامه یا تاریخ شاه عالم بهادر شاه . (احوال دو سال اول) (۵۸۹)

۱۷۰ = عزیز خان

عزیز خان . عزیز طبعش . . . عزت را از کمینه شاگردان خود میشمرد :

بی تو یکدم ، عاشقان را ، دین و دل درکار نیست

کشور جان را ، بغیر از گرمی بازار نیست

۱- صاحب تاریخ محمدی وفاتش را در دهلی مینویسد و گزار آصفیه مدفنش در دائره

میر مومن حیدرآباد گفته است .

وصل خوبان را بسی با اضطراب افتساد کار
هر که شد محو تو ، او را حاجت دیدار نیست

۱۴۱ = عشرت

عشرت . شعرش عشرت آور بیدماغان سخن سنجی است و شاد
فرمای پزمرده دلان محفل دقیقه یابی :
رفتم از خویش چو آئینه ، بیا یک نفسی چشمم از خواب مبادا نگران برخیزد
مبادا رنجه گردد خاطر نازک مزاجان را بروی گل نگه از چشم بلبل میتوان کردن
بیا در دل ، اگر خواهی دو چشم خون فشان ، بینی
نماشای دو آبم از سر پل میتوان کردن

۱۴۲ .. عطا

عطا . بر احوالش چندان وقوف نیافت ، یک بیتش سامع افروز گردیده
بود ، ایراد یافت :
نه دلم ، از محبت خانی نه میسر وصال تو ، چکنم !

۱۴۳ - شیخ عطاء الله عطا

شیخ عطاء الله عطا . طبع را سخن از عطایای واهب
المطایبانت ، نیز از کسب و تدریس :

طپش در خاک زیر تیغ نه پسندد نیاز ما
تیمم کی روا در عالم آبست طاعت را

۱۴۴ = میر عطاء الله عطا

میر عطاء الله عطا . مرد فاضلی است ، بمقتضای دور گردون دوار صحبتش

با محتوی خان در ایام طوفانی سیلاب فساد و تراکم امواج دریای فتنه برار شده (۴) هنگامیکه نواب سیف الدوله عبدالصمد خان ا برای تنبیه اهل خطه آمده از اینجا بدر زد و اکنون در لشکر نصرت مظهر بسر میرد :

سرمه خطش ، بشد مانع ز گفتارم هنوز همچنان در وصف لعل او گهر باده هنوز
 یاد خطش ، یک سر مو از دل من ، کم نشد
 همچنان در دام گیسویش گرفتارم هنوز
 گر کنارم میشود دامان گلچین دور نیست
 اشک رنگین میچکد از چشم خونبارم هنوز

۱۷۵ = میر باقی علوی

میر باقی علوی . علو همت طبعش پست فطرتان را پایهٔ اعلای

سخنوری رسانده :

هم روت خوش ، هم نطق خوش ، هم شیوه ات خوش ، هم لقا
 هم قهر تو خوش ، هم غضب ، هم لطف تو خوش ، هم رضا
 ای خوان لطف انداخته ، ای با لثیمان ساخته
 طوطی و کبک و فاخته ، گفته ترا مدح و ثنا

۱ - سیف الدوله عبدالصمد خان بهادر دلیر جنگ خواجه زاده احراری . . . در عهد فرخ سیر بمنصب پنج هزاری و خطاب دلیر جنگ یافت . . . و به سویداری لاهور مفتخر شد . در ۱۱۲۷ هفت هزاری و خطاب سیف الدوله یافت . و در سال ۱۱۵۰ ه قوت شد . (رک : مائر الامرا : ۲ : ۵۱۴)

در تاریخ محمدی است : خواجه عبدالرحیم مخاطب بسیف الدوله عبدالصمد خان بهادر دلیر جنگ ابن خواجه عبدالکریم احراری سمرقندی ، نزیل هند ، از اعظم امرای عصر و صاحب فتوحات و منازری و صوبه دار ملتان ، دهم ربیع الثانی ۱۱۵۰ ه در لاهور قوت شد ، عمرش در عشرهٔ ثامن بود .
 (ص ۹۹)

۱۷۶ = میر طاهر علوی

خلف الصدق دوده مرقضوی ، میر طاهر علوی . مسیح طبعش ،
از علو رتبه بر چهار بالش چرخ چارمین سخن سنجی ، مربع نشسته با ملانکه
معانی موانست میوزد . هر بیتش طوبای است و رواقش الفاظ بوقلمون :

شمع خیال لعل لپی بر فروخت دل پروانه جلوه شد مگس انگبین ما
نگاهش داده تا سر مشق رم الفت پناهان را
نمی گردد کمند برق وحشت دستگاهان را
بجولان گاه او ، کی شکوه با لب آشنا گردد
نگاهش سرمه آواز باشد داد خواهان را

از تیغ انتظار شدم بسمل و هنوز چشم مثال دیده قربان براه اوست
لبش را خنده اعجاز مبین است نگه در دیده اش سحر آفرین است

خوبرویان می ز سر جوش بهارم داده اند
سر خط مشق جنون از خط یارم داده اند
ز خواب صبحدم کز نرگس خمور برخیزد
جو آشوب قیامت از نگاهش شور برخیزد

در حسرت لب ای کان ملاحظت لخت جگر از دیده نمک سود برآید

زمی مستم ولی از نشاء چشم تو مخمورم
اگر علوی نداند نرگس خمار میداند
لبش را گر کند منع سخن ، تمکین معشوقی
نگاهت میشود مست تکلم نازکی دارد

خیال وصل و هجرش باعث عیش و غم علوی
 بچشم گریه بر لب تبسم نازگی دارد
 بدست ترکنازش صبر و طاقت برد از علوی
 تغافل میکند تمهید ، یغما نازگی دارد

در آرزوی خال فتادم بدام زلف علوی بذوق دانه مرا دام شد ازین
 غنچه شد دل ، از خیال بوسه اش ، در بیخودی
 همچو آن طفلی ، که گاهی میمکد در خواب ، شیر
 در راه انتظار تو شد دیده ام سفید رنگین بهارم از گل بادام بیشتر
 خواب بختم شد گران زافسانه زلف بی
 صبح پندرای نمی داند شب نارم هنوز
 ناز در چشم تو از بسکه بخود چید دکان
 گشت برهمزن هنگامه بادام فروش
 یاد ابروی که دل را طپش قبله نماست
 اقتدا کن که نماز است بخود آمدنش
 ساده لوحیهای دل ، آخر بکار آمد مرا
 با تو چون آئینه گشتم همنشین از چشم پاک

طپش دل بخیال خم ابروی کسی دیده را قبله نمائیت که من می دانم
 سرم فتاده به محراب تیغ گرم سجود بخون خویش وضو کرده در نماز توام
 زند گر لاف همچشمی بداعم بخون لاله محضر مینویسم
 شدم در یاد زلف و عارضش ، از چرخ ، مستغنی
 به یمن عشق ، صبح دیگر و شام دگر دارم

فکر زلفی ، که رساتر بود از عمر مسیح

شب و روز سیه بخت مرا ، بست بهم

ز دل هر قطره خون ، اشک یاقوت است ، در چشم

خیال شوخ مژگانی مگسز شد نیش فصادم

در کفت آئینه، بیگفت ز حیرت بگداز دل سنگم همه خون شد بچکیدن رخم

دقیقه سنج زبان نگاه معشوقم سزد بگوشه ابرو شود ادا سختم

بوصف موی میانی ، ز بسکه پیچیده است

بدست کس ندهد نبض مدعا سختم

غافل از سیر بناگوشم ز پیچ و تاب زلف

در شب بخت سیاه خود سحر گم کرده ام

در خیال عارضش شام سیاه هجر را از فروغ آه فرش ماهتاب انداختم

ز تاب رشک تو، از سنبلستان ، دود بر خیزد

بیاد کاکلی ، دل را پریشان میتوان کردن

رخ و زلف است، منظور دل عاشق، درین عالم

مدار عمر حیران را حساب صبح و شام است این

گفتم : از تنگ دهان گفتم: خیر هیچ مگو

از میان جز سخن تاب کمر هیچ مگو

قلبر در صف محشر بترکناز آبی که نیست جان شهید تو داد خواه از تو

حرز آفتنهای روحانی زدست و تیغ یار تا قیامت بس اگر زخمی حماثل خورده

ز بسکه لعل تو میداد درس نشا می بدور خط تو شد صاحب رساله پیاله (؟)

لعلت ز ملاحظت است پر شور خود هم نمکی چشیده باشی

شب دیجور را ز افسانه زلفی سحر کردم
 صبحی ساغرم. یاد بناگوش است پنداری
 ز رشک نکهتش ، مشک ختن در ناه ، خون گردد
 شکنج زلف دارد نسبتی با چین ابروی

۱۴۷ = محمد شفیع علیم

محمد شفیع علیم . جامع العلوم بدرجه که طبع عالمش را مجمع البحرین
 فضل و کمال میتوان خواند :

غزلها میسرایم از بیاض . گردن خوبان
 سوادم گشت روشن تا بخشش آشنا گشتم

۱۴۸ = میر علی عین

میر علی عین . چشم و چراغ دیده و ران کتاب سخن است . اهل کمال
 هر نقطه شعرش را ، چون مرد مک در دیده ، جا میسازند . یک رباعی
 قلمی میگردد :

علمی ، که درو عمل نباشد ، عار است
 هر سبحه ، که بی ذکر بود ، ز نثار است
 هر کس که ، بعلم بی عمل میتازد
 عالم نبود اعمی مشعل دار است
 با من فلک ار بود سلوکش هموار
 قصدی دارد بکویت ، گوش بدار
 آهسته ازان ، ز من میگذرد
 تا بخت من ، از خواب نگردد هوشیار

۱۷۹ = نواب نواز شخان رونی غافل

ادا فهم کامل ، نواب نوازشخان رونی غافل . در آئین سخن هشیار ، مغزش ، بیداردلان شب زنده دار عالم سخن سنجی را ، دلیل راه معرفت . شناسای قیصر طبعش ، روم معنی طرازی را در قبضه اقتدار خود بتصرف در آورده ، دست نطاول ، دست درازان قطاع الطریق شعر دزدیرا ، کوتاه ساخته ، در ظل رافتش نگهداشت :

ز بس از جوش سودا ، کو فتم بر سینه ، سنگ امشب
 نشد آه ! آشنا بیگانه خوی زود جنگ امشب
 دلا رام مرا ، در بزم دشمن . مسکن است امشب
 مخند ای شمع ! جای گریه برمن کردن است امشب
 چه میدانی تو ای پروانه ! رسم جان فشانیها
 تو فارغبال بنشین ، سوختن کار من است امشب
 گه ز کاکل مصرعی گریم ، گهی بیتی ز زلف
 طبعم از آشفنگی ، فکر پریشان میکند

نی احتیاط ، پانزهی بر سرم ، هنوز
 پر اخگر است توده خاکسترم هنوز
 غم است ، بادل من هم نفس ، نفس بنفس
 نشاط میبرد از تو هوس ، هوس بهوس
 مرا سپرده غم او ، بدست عشوه و ناز
 چو مجرمی ، که رساند عسس ، عسس بعسس
 مدار چشم امیدی ز خوان کس هرگز
 چه مایه تحفه برد زین مگس ، مگس بمگس

چون صبا ، بردم از آن زلفش بان زلفش ، پناه
کرده شبگیری ، و رفته در دو شب ، یکماه راه

فریاد رسی نیست بفریاد رسی فریاد رسی ! مگر بفریاد رسی*

• روز روشن : غافل، نواب نوازش خان رونی ، خوش سلیقه و نیکو بیان بود .

(سه بیت دارد ص ۲۹۰)

۱۸۰ = میرزا بیگ غافل

میرزا بیگ غافل . غفلتش آگاه دلان هشیار مغز را ، صد بار بیدار کرده .
در اواخر عمر نکبت سنبل سودا بدماغ جانش فائز گردید :

دارم کبابی در جگر با صد نمکدان در بغل
صد سبزه ام ظاهر بکف صد شیشه پنهان در بغل*

• روز روشن : غافل ، میرزا بیگ کشمیری از سخنوران شیرین . زبان بود :

(یک شعر دارد ۲۹۰)

۱۸۱ = غروری سبزواری

تارک آرای سر سخن پرداز ، غروری سبزواری . غرور سخن سنجیش
بمرتبه که نظر بر استغنا خود ، آفتاب را کمتر از ذره می شمارد :
در دور جمال تو ، نگیرند ز گل آب
عکس تو ، به هر آب که افتاد ، گلاب است *

• نصر آبادی : میر غروری کاشی . سید عزیزی بوده ، بهند رفته در آنجا فوت شد .

شعرش اینست :

چو عکس که در آب دارد نشست بهر جنبی میخورم صد شکست
چو افروزد رخ از می بر نخیزد از گرانباری ز بس در دامنش بال و پر پروانه میریزد
بسایه پر و بانس با اضطراب روم چو مرغ نامه بری ، رو بان دیار کند
در عهد جمال تو نگیرند ز گل آب عکس تو بهر آب که افتاد گلابست (۲۹۱)

۱- حرکت بعد از نیمه شب و هنگام سحر از جانی بجان دیگر

ز ایوان بشگیر برخاستی از آن تند بالا مرا خواستی فردوسی

از این شعر آخری ظاهر است که این همین میر غروری سبزواری کاشانی باشد که در دور اکبری از کاشان وارد سندگردید ، و در عهد میرزا بافی ترخان (۹۷۳ - ۸۹۹۳) در ته مقیم شد و بقول میر قانع : هم اینجا گذشت . (تذکره : مقالات ۳۶۵)

در شعر انجمن نیز این بیت تحت غروری کاشانی داده شده است . نوشته است : غروری کاشانی مربع نشین مسند سخندانست . بهند عبور بنموده و ظاهراً همین جا از دار غرور بسرای سرور انتقال فرموده . شاعر خوش نواست . ازوست :

نازک نبال من ، که خوشم با خیال او قامت کشیدن ست گران ، بر نبال او
(در عهد الخ ۳۳۹)

۱۸۲ = میرزا فیض الحق غنا

خلاصه دوران حسن ادا ، میرزا فیض الحق غنا . صاحب قدرتی ، که در جنب گنج گوهر دیوان خود — که از لعلهای بدخشانی ایات رنگین ، گنجینه خسروی است — پنج گنج نظامی را ، کمتر از توده های خذف گرفته :

چنان کز بهر مهمانی کسی منزل کند خالی برای ناوکش از دل تپی سازیم پهلو را
چو ترک ناز تو میدید زور بازو را شکسته بود بیبازی کمان ابرو را
ازان رنگین ، نویسد نامهای گاه گاهی را که آن کاهل قلم خونین جگر دارد سیاهی را
سرکن ، ره گریه ، تا بمقصود رسی نزدیک بود بکعبه راه دریا
هلال قامتی ، ما ، ز ضعف پیری ، نیست که فکر موی میان ، ساخت ناتوان مارا

ز شبم ترک گل دارد بکف آئینه او را
به پیش جلوه او ، میزند هر غنچه ، زانو را
ندهد سود ، لب ما ز مکیدن ، در خواب
مست ، کس را ندهد باده کشیدن ، در خواب
ناز افتاده روی تو ز کاکل موی است
مصحف ماست که در زیر سر هندوی است

جنونم ، بر سر آرد اختلاط شانه با زلفت
 نهد از رشک داغی بر دلم گل از گریبانت
 تلخی هجر یار اگر این است میتوان گفت زهر شیرین است
 تا شانه ز دست بزلفت کشیده است صد نشترم ز رشک بخاطر خلیده است
 رشکم ، هلال ساخت ، که آئینه صبحدم
 روی که دیده بود ، که روی تو دیده است
 بر لب غنچه گره گشته تبسم امروز بلبل تازه مگر در قفسی افتاده است
 گر سرمه ، جا بدیده مردم کند ، رواست
 از خاک ، بر گرفته چشم سیاه ، اوست
 از موشگافی مژه نکته دان او معلوم کرده ایم که استاد دیده است
 چون در آغوش خیالم ، کف پا میآید گریه رنگین ترم ، از برگ حنا میآید
 به تیره بختی آئینه ، کس مباد که ، او رخت کشید در آغوش و آفتاب نشد
 جفای اره ، گر بر سر کشد شمشاد ، جا دارد
 که از وی یادگاری بهر زلفت ، شانه میماند
 باین مردم فریبی ، چون تو از منزل برون آئی
 همین تصویر دیوار است گر در خانه میماند
 خبر برند بخسرو حدیث شیرین است که خون کوهکن از جوی شیر میآید
 از سر هوس زلف تو ، بیرون نتوان کرد
 این مار از این خانه بافسون نتوان کرد
 بزیر داغ غم او نهفته ام خود را چو بلبلی که نهان در میان گل گردد
 دلم ، در حلقه گیسوی مشکین تو ، میماند بآن بلبل ، که جا در خانه صیاد ، میسازد

ز تیغ خود، بپرس احوال ما، از ما چه می پرسی
 زبان او، بیان سرگذشت ما، نکو داند
 ز بس نحو خیال آن دهان و چشم گردیدم
 بدستم هر چه آید بسته و بادام میگردد
 ز باغ حسن از نازک نهالان دل بروبستم
 که بلبل آشیان بر گلبن نوحیز میسازد
 رعونت سرو، بالای ترا، مدنظر دارد
 نزاکت در کنار جلوه آن تاب گر دارد
 نمی سازد هوای باغ طبع نازک او را
 که شور موج خیز لاله و گل درد سر دارد
 چه خونها میخورد از گریه های بی اثر چشم
 صدف از گوهر بی آب دندان بر جگر دارد

در زیر داغ هست رگ ناتوان من مانند رشته که بود در میان گل

درون بزم، از روی محبت، رونما کردم
 مصور، گر کشد بیرون دیوار تو، تصویرم
 عکس رویش، از بیاض دیده آوردم، بدل
 نسخه دیوان حسن او، مکرر ساختم

بیا که، غنچه روی شگفتنی دارم نگفتنی سخنی، با تو گفتنی دارم
 بیاد چشم و لب یار دانه تسبیح ز سنگ سرمه گه و گاه از نمک سازم
 ز چشم خون فشان زخم نمایان کسی دارم
 درون سینه از دل طرح پیکان کسی دارم

در زمینی که سراسیمه زلفت آسود - سنبل از تربتش آشفته برآید بیرون
گفتمش : تا یکی از جور و جفا ، میگوئی
گفت : تا آنکه تو از مهر و وفا ، میگوئی
گفتمش : راحه سنبل و آهو بشنو
گفت : درد دل خود را بادا ، میگوئی*

* روز روشن : غنائی، میرزا فیض الحق. از مردم کشمیر بود و دلش بکثرت مضامین
غنائی داشت :

ز تیغ خود پیرس احوال ما ، از ماچه میپرسی ؟
زبان او ، بیان سرگذشت ما ، نکو داند
(۲۹۲)

۱۸۲ = آقا عبد الله غواص

آقا عبد الله غواص . چون طبعش، در بحر ژرف سخن غواصی نموده ،
کسی گوهر یکتای سخنوری بکف نیاورد :
مشک نختن ، چو سنبل گیسوش ، بو نداشت
باقوت همچو لعل لبش گفتگو نداشت
فقیر هم بر جوابش بینی فکر کرده :
عاشق اگر دهان ترا هیچ گفته است
ای من فدای رنجشت ! این گفتگو نداشت

۱۸۳ = خواجه غیاث

خواجه غیاث . چو او تاجری ، از بندر سخن برنخاسته . طبعش جواهر
الفاظ رنگین و شکر معانی شیرین و نافه نقطه‌های عنبرین . ابیات دربار
نازکی خرمن خرمن است :

هزار دل ز پریشانیت ، پریشان است گرفت صبح ترا شام ، نوبت آنست
خواهیم کرد با یار ، سودای بی زبانی یار است و نیم نازی مائیم و نیم جانی

۱۸۵ = ملا محمد علی غیرت

ملا محمد علی غیرت . غیرتش ، در معرکه مرد آزمائی سخن ، چنان که
خالی از بیم سطوتش ، چون روباه در مفاک گمنامی مستور میماند :

گوشه دستار زاهد ، گوشه نرگس ، شده است

بسکه حلقش بسته بیرحمانه چشم خویش را

در سرم ، سودای گیسوی کسی ، پیچیده است

میکنم وصفش ، اگر فکر رسا باشد مرا

میدرد ز نار ، جوهر برتن از آشتگی کافر چشمت سلیمان میکند آئینه را

سبزه کشمیر ، مخمل کرده پا انداز تو چشم در راه تو دارد از گل بادامها

شبی ، بیاد لب لعل یار ، تب کردم حباب باده چو تبخاله ، جوشد از لبها

خدا هرگز روا میدارد آئینی ، که خوش کردی

بروی غیر خندیدن بسوی من ندیدنها

ز خلوتخانه چشم ، نگه بیرون نمی آید

ز بیم ، دور باش غمزه حاضر جواب ، این جا

بر فراز برگ گل شبنم تصور میکند هر که بیند بر لب نوشین تو تبخاله

سبزه خط بر رخ آئینه سانت سرکشید حیرتی دارم که پیدا کرد زنگار آفتاب

شب ز سوزشهای عشقت ، آنقدر تب کرده ام

کز حرارتهای خونم ، بیشتر گردید آب

خط آن رخسار آشناک ، هوشم میبرد همچو افیونی، که میریزند بالای شراب
 کرده ام شانه صفت موی شگافی بسیار غیر من در خم زلف تو گرفتاری نیست
 بر سر صفهای مژگان ، غمزه ات ، لشکر کشید
 نیزه مد نگه ، صاحب لوا گردیده است
 بر بنا گوش صاف او، گوهر در نظر چون ستاره سحر است
 سراپا حیرتم ، از سخت جانیهای آئینه
 که چون از ساده لوحی! روی بر روی تو میآید ا
 میکند گاه لطف و گاه عتاب یار ما جنگ زرگری دارد
 گر مصور صورت آن چشم شهلا میکشد از رم آهو نگاه شوخ انشا میکشد
 پهای دل منه ، از زلف خم در خم ، سلامل را
 که بوی زلف ، آن دیوانه را زنجیر خواهد شد
 رشته آمال زلف او، بدست غیر داد
 من عبث، از رشک بر خود پیچ خوردم ، باز دار
 شده است آتش خس پوش چهره ات ، از خط
 دلم چو اخگر سوزان بود کباب هنوز
 نشان کشته ، آن سرمه سا چشمت ، همین باشد
 که در محشر کمند ناله میگردد گلو گیرس
 دلم به پیچ و خم زلف عنبری شده گم ز موج نکبت سنبل توان گرفت سراغ
 سی پاره دل ، بدور نگاه تو، خوار شد
 مصحف ، نداشت این همه تحقیر، در فرنگ

لعل نو بمهمانی آشوب قیامت سازد ز تبسم نمک خوان تغافل

حیا پرورده شوخی در کمال دلبری دیدم

من از دیوانگی کی باز میآیم ، پری دیدم

کباب آتش رشکم چرا در خون نمی غلطم

که از بان و می میگون لب نیلوفری دیدم

نی همین آشفته : چون زلف سیه پوش ، توام

کاکل آسا گرد سر گرد بر و دوش نوام

ز مو ، یاریکتر گردید ، جسم ناتوان من

که من ، پیوسته در دل ، فکر آن لاغر میان ، دارم

میخواستم که دل ندهم چشم مست را زلف تو گشت سلسله جنبان چه میکنم

غبار خاطر احبابم ، از بخت سیه ، اما بچشم کم مین ، آخر بکار سرمه میآیم

بغیر از بیوفائیها بهاری نیست دنیا را

ز رشک ابن حنا برهم کف افسوس میمالم

ز سودای سر زلفی ز بس آشفنگی دارم

نمی باشد بجز شیون چمن افروز گلزارم

ز نور مهر رخساری بود لبریز آغوشم

هلال آسا بدل نزدیک اویم . دوراگر اشم

بشیگیر سواد خط زدم از زلف شیرنگش

بهارستان ز دارالملک چین عزم سفر دارم

در خنده تو . در گریه من ، همچشم شمع محفلیم

چون شعله از جا جسته تو ، از گرمیت لرزیده من

ز رنگ پان و جام باده ، لب را لعل گون کردن
 بدخشان را چه لازم بود خونها در جگر کردن
 تا بچشم آن ز خود بیگانه گردد آشنا کاغذ مکتوب را از پرده بادام کن
 ز زنگی زاده خال طرف رخسارش ، عجب دارم
 سواد عالم نور است در زیر نگین او
 دل ننگم که خیال رخ حمراست درو شیشه ما است ، که کیفیت صباست درو
 نه تنها غمزه آن چشم آهو میشکافد مو
 کسه نشتر کاوی ، مژگان جادو میشکافد مو
 چنین جادوگری در عالم امکان نمی باشد
 که از تار نگاه خویش ، میسازد رمن چشمی
 ز رنگ سرمه نیلوفری گلهای رخسارت
 چنین سرمست با چشم قدح نوشی که بودستی
 چرا از غیرت زلف سیاه او نمی پیچم
 چسان بینم که ، باشد همنشین یار ، هندوی
 نبایستی دل خون گشته ، در گیسوی تو ، بستن
 غلط کردم ، تغافل پیشه بودی ، بیوفا بودی !*

* روز روشن : ملا محمد علی کشمیری از مامران فن نکه سنجی است :

(یک بیت دارد ۲۹۷)

بی نظیر : از شرای کشمیر فردوس نظیر است . او میگوید : قیامت . . . الخ (۱۰۰)

۱۸۶ = میرزا ابو الفتح فاتح شیرازی

شمع بزم سخن پردازی ، میرزا ابو الفتح فاتح شیرازی . بر روی طبعش

از غیب ، فتح ابواب سخنی شده . ایاتش مقالید قفلهای گنج معانی است ،
و الفاظش همیان زرهای سرخ رنگین یانی :

از جوئبار دیده شود ، سبز مدعا کشت امید را ، نم از چشم تر بس است
بیقرارانی که ، تاب زلف او را دیده اند معنی پیچیده آه مرا فهمیده اند
در جهان بی نیازی بی سروپایان عشق خلعت شاهی زدنای ، نظر پوشیده اند

۱۸۷ = فاخر

در فنون سخنوری ماهر ، فاخر . دلبران مضامین نازک را ، از عبارات
رنگین ، لباس فاخره پوشانیده ، در چشم مجنونان دشت سخن ، بلیلای
جلوه گر گردانیده :

تا بچین زلفش ، ای دل ! مشق سودا کرده

جز پریشانی ، نمی دانم چه پیدا کرده ! *

* روز روشن : فاخر : ملا محمد ماهر کشمیری . در فن شاعری بخوبی ماهر بود :
جنون نشه ام ، در کاسه سر پا زنجیر از موج هوا بست
خزان از گرد رنگ چهره گل بهای ناله بلبل حنا بست
بکوی او بدنالم ، جنون مستانه ، می آید منادی میکند : کای عاشقان دیوانه می آید
(۲۹۹)

۱۸۸ = میر بدر الدین فارغ

میر بدر الدین فارغ . از شاگردان والد مرحوم بود ، شعرش پسندیده
ارباب کمال بود . بیتی که در وصف ایشان گفته ، ایراد مییابد :
بخود بالید طبع من ، بطبع اسلم سالم
که در طرز خیالات سخن گردید استادم

۱۸۹- محمد بیگ فارغ بدخشانی

لعل شب تاب گنجینه سخندانی، محمد بیگ فارغ بدخشانی. از اشک سخن را داور ذوالاقتدار است، خواجه زرین طبعش، شهیدان نیم جان کربلای فرومایگی را، بشریت عناب چاشنی، ایات رنگین، کام جان شاداب گردانید. اواخر سلطنت حضرت عالمگیر از قید هستی فارغ شد. والد مرحوم - بحق پیوستش ۱ - تاریخ فرمودند:

بالب لعلش همی خواهم شراب ناب را
 تیغ را مانم که بی آتش نوشد آب را
 سجده محراب ابروی ترا میدید فرض چشم اگر میبود طاق ابروی محراب را
 عاقبت آن سیمبر گردید هم آغوش من
 چشم را غم دید روی مرهم کافور را
 شیرین کنم، از وصف لب یار، دهان را
 یعنی بشکر آب دهم تیغ زبان را ۲
 چشمان تو کرد از نگره گرم کبابم میلی بکباب است بلی باده کشان را ۳
 در خانه که شمع بود، دزد کی رود؟
 ره نیست از خیال تو در دیده خواب را
 حیرت بود، ز روی عرفناک او، مرا شبنم برخ که دید گل آفتاب را

۱- از: بحق پیوستش ۸۸۸ بر میآید ظاهر است که تاریخ کمی الفاظ دارد

۲- روز روشن دارد. پنج شعر که اینجا تحت محمد بیگ فارغ ثبت شده، روز روشن تحت محمود بیگ فارغ برادر زاده ملا شاه بدخشی دارد. اینجا شرح حال محمود بیگ فارغ جدا نوشته شده است (شماره ۱۹۰) روز روشن فقط یک بیت آورده است که آن در متن حاضر تحت محمود بیگ فارغ آمده است.

عمریست که اندیشه زلف و رخ شوخی فارغ بهم آمیخته شام و سحر را

کند جا در بر آئینه باز آید در آغوشم
 چو شوخ می که اول جای گیرد در بر مینا
 هوای لعل او، مغز مرا چون سوخت، حیرانم
 ندارد پنبه باکی، ز آتش می برسر مینا
 ترا با خاکساران گوشه چشمی نمی بینم
 بگردون برده از ناز ابروی هلالی را
 زلف و کاکل برسر دوش تو، میبچد عجب
 همچو افسونگر، که دام خویش سازد مار را
 از نگاهی عاشقان چشمت چرا رم میکند
 جان من! باکی نباشد از کمند، آهوت را

شد خیره چشم ما و جلا یافت روی تو گردید صرف حسن تو نور نگاه ما

نه بینم هیچگه با سرمه میلی نرگس او را
 بلی هرگز نمی خواهد دل بیمار دارو را

هلاک نرگس او گشته ام از تاب رخسارش

که بخشد گرمی آتش دگر تاثیر جادو را

بسته اند، از رشته نظاره، روی دامها چشم او ماند بلی آهوی آهوگیر را

فارغ! هوای زلف بتان میرد چنان گویا که میکشند بنفس ازدها مرا

اشک ما میجوشد از سودای زلف روسیاه میزند پیوسته موج عنبرین دریای ما

عشق تا دید رنگ زرد مرا بنده زر خرید کرد مرا

می، گر چنین ز عکس لب، آتشین بود سوزد، برنگ لاله، جگرهای جامها

طبع بلند من ، ز جهان ، قامتش گزید یعنی ازین کتاب الف کرد انتخاب
 در دل ، خیال روی تو ، چون جلوه گر شود
 گردد روان ، ز چشم نرم ، جوی آفتاب
 هر گرفتاری ز خود میداند آن عیار را
 هر کسی بیند بسوی خویش روی آفتاب ا

هرگز بافتاب رخ او نمی رسد گر از خط شعاع برآرد پر آفتاب ا
 غیر ، چون دست ، بزلف تو برد میگذرد مار مرا ، حیرانی است

زار نالم ، چو برد دست بزلف تو ، رقیب
 میگذرد مار مرا ، گرچه بدست دگر است
 ای کز فسون چشم تو ، جادو در آتش است
 نار نگه ، بروی تو چون مو ، در آتش است

بود رنگین ، کف او ، از لطافت
 صفتی رخ ، با خط آشفته اش
 یک نظر چشم ترا نیست قرار
 مکن نرمی ، شکستی چون دلم را
 ندارد اشک گلگونم رواجی
 بدهی گر دل مرا ، چه کنم
 چنا بستن بدست گل ، چه حاجت
 نسخه حال پریشان من است
 بیقراری صفت بیمار است
 که مینارا چه سود از مومیای است
 بود بیقدر گوهر چون حنائی است
 گر تو منکر شوی ، گواه کجاست!

گردد بگرد عارض او ، دور خط ، مگر
 چون خسته که چیزی بجز آب ننوشد
 جانا ! خیال تیغ تو ، در سینهای صاف
 شمع رخس ز روزن پروانه روشن است
 خون میخورد آن نرگس بیمار دگر هیچ
 روشن بود بدیده فارغ ، چوماه صبح

گشته گمراه ، دلم در خم ، زلف سیاهش

همچو آن کس ، که رهش گم ، بشب تار شور

بسان سنبل سیراب میچکد آتش دمی که زلف سیاهش به پیچ و تاب بود

بگاہ عشوه و ناز از میان او ترسم که مو گسسته بهنگام پیچ و تاب شود

خیال طره ، جانان ، بفریاد آورد ، دل را

چو مرغی ، کز نگاه مار ، در شور و فغان گردد

جانان نظر گرم تو ، زان نرگس جادو جان سوز تر از شعله رخسار تو خیزد

گر بقتل عام چون خورشید تیغ آرد برون

بر طواف تیغ او چون ذره سرها میرود

حسن ترا فروغ ز افتادگان بود از خاک آفتاب به نشو و نما رسید

میرد رنگ ، بسان مه نو ، از روبش گر به ابروی تو شمشیر طرف میگردد

دمی ، کان دلبر محبوب گردد ، ساقی مجلس

عرق در حلقه زلفش چو می در جام میگردد

شاید که شود سوز تو ، از سینه او ، کم خود راه غمت در سفر انداخته خورشید

پیر شد ماه ز اندیشه آن روی سفید میدهد خط شعاعی خبر از موی سفید

هر که سودا زده زلف سیاه تو بود چه عجب گر ندمد بر سر او موی سفید

شد از خطوط شعاعی بچشم من روشن که آفتاب ز تاب تو آب میگردد

ز چشمه سار بدامان کوه دانستم که سنگ ز آتش شوق تو آب میگردد

نیست جز شمشیر ، کس پهلو نشین ، آن شوخ را

آنکه دستی در میان او زند ، خنجر بود

کسی از مصرعه برجسته من ، نکهت میسجد
 که طبع نازکش ، دستی در آن موی کمر دارد
 جواب صد سوال عاشقان ، یک حرف میگوید
 دهان تنگ یار ما ، کلام مختصر ، دارد

خال دنباله چشمش ، بنظر میآید همچو آهو بره ، کز پنی مادر باشد
 هرگه نظاره ، لب و دندان او کنم نار نگاه رشته لعل و گهر کنم
 فرقی میان ملک وجود و عدم کجاست اندیشه دهان تو چون راهبر شود

خط ، کجا راه بران عارض ، چون ماه برد

مور بر خرمن خورشید چسان راه برد

روی او را چه نسبت است بخط شمع خورشید را نباشد دود
 گاه نظاره عکس لعل لبش همچو لخت جگر بدیده نمود
 چین بابروی خویش چند زنی گاه گاهی زه از کمان بردار
 دلیل دختر رز در حیا بس است بین که نیست محرم او چشم آفتاب امروز
 دمی که یاد تو آید بدل ، نفس نکشم خلد پهای خیالت مباد خار نفس

فزاید آب و تاب از آتش لعل درخشانش

تو پنداری که یاقوت است گوهرهای دندانش

بود از پختگی ، هر میوه شیرین ، لیک حیرانم

که تا خامست ، دارد لذتی سبب زنخدانش

تا گشت خرامان بچمن سرو روانش گلها همه گشتند بیالا نگرانش

کجا گردد از دست مزگان تو مرا همچو چشم گریبان تلاش

هر چند میخورم بجزگریش مار زلف زان بیش میشود بدلم خار خار زلف
از هر یکی جدا بخدا نیش میخورد مار است از برای دلم تار تار زلف
ز اشک و آه چه غم، جلوه رخ او را چراغ لاله، نگردد ز باد دامان، گل

از گل رویش نگاه خویش رنگین میکنم
پنجه نظاره را چون دست گاجین میکنم
زود اگر چسبد بهم لبهای زخم، دور نیست
چون دهانش، از نی تیر تو، شیرین میکنم
چون رسد غم، مینهم بر سخت جانیهها، مدار
سیل میآید، بنای خانه، سنگین میکنم

۱۹۰ = محمود بیگ فارغ بدخشانی

محمود بیگ فارغ بدخشانی ۱. برادر زاده عرفان دستگاه حضرت ملا
شاه. فارغ التحصیل کمالات بوده. هر لفظ و معانی رنگینش سرخابی در
گلشن دیوانش، فارغ البال از قید فکر آب و دانه، که از نقاط مشکین آیات
و بین السطور نسیم کردار مهیا داشتند، بر سروهای آزاد مصرعها نشسته. در
تاریخ یابی عدیلش در دیده ارباب بصیرت نیامده، چنانچه تاریخ قدوم اسلام خان ۲

۱- رک شماره ۱۸۹

۲- میر ضیاء الدین حسین بدخشانی وقتیکه بر جسونت سنگ فتح یافت عالمگیر او را
اسلام خان خطاب داد. در سال چهارم عالمگیری صوبه دار کشمیر شد. در سال ۱۰۴۲ ه
فوت شد و ملا غنی کشمیری تاریخش گفت - مرد اسلام خان والا جاه - اسلام خان در سرینگر
عیدگاه ساخت. همت خان میربخشی پسرش بود. اسلام آباد که، در دوره گلاب سنگه اننت ناگ
نام یافت، آباد کرده اسلام خان است. وقتیکه عالمگیر در کشمیر رسید اسلام آباد نامش کرد.
این شهر ۳۲ میل از سرینگر راه دارد. این شعر ازوست:

بیتو شام تا بروز ما شبیخون میزند مردم چشم ز گریه غوطه در خون میزند
وسهلی پیدا کن ای صحرا، که ام شب در غمش لشکر آه از دل من، غیمه بیرون میزند

بکشمیر و عروسی نواب عنایت الله خان مرحوم^۱ به ادای گفته :

دردا که ، ز لعل تو حدیثی نشنیدم زین آتش خاموش ، کباب است دل ما

گوهر گوش از فروغ عارض آن ، آب شد
در چکیدن کرد اندازی و در انداز مانسد
چون ز گلشن آن بت بیساک میآید برون
گل ز دنبالش گریبان چاک میآید برون

در آئینه گر زلف خود دیده باشی تو هم بیخود ای شوخ! پیچیده باشی!

✍️ یک باغ و جامع بنا کرده اسلام خان ناکنون بجاست و خاقان بابا حیدر که اهل هند بود اورا هردی رشی نامند مرجع خلائق هست (کشمیر ۲ : ۵۷۰)

نیز رک : تاریخ اعظمی در آن است که ۱۰۷۴ هجری بمسوییداری کشمیر آمد . در سال مائه و بمسوییداری اکبر آباد رفت و آنجا مرد ص ۱۶۲)

۱- میر عنایت الله خان کشمیری، از اولاد قاضی محمد صالح بن قاضی موسی شهید . (در دوره یعقوب شاه چک کشته شد) محمد شاه بادشاه دهل او را خطاب میر و خان داده به مسوییداری کشمیر فائز کرد . مادرش حافظه مریم ، زیب النساء دختر عالمگیر و دیگر اهل حرم را درس میداد و مادرش جان بیگم بنت ملا شریف میر عدل ، در دوره شاهجهان معلمه حرم شاهی بود .

عالمگیر ، عنایت الله خان را وزیر اعظم ملک هند نیز کرد ، وقتیکه نواب صده الملک مدار المہام جعفر خان بیمار شد . کتاب - احکام عالمگیری و کلمات طبیبات - که مشتمل بر فرامین عالمگیریت ، تالیف کرده اوست .

عنایت الله خان سه باره صوبه دار کشمیر شد کثرت سوم در سال ۱۱۳۷ هجری تقرر یافت و بعد از دوسه ماه در دهل فوت شد . (کشمیر ۱ : ۲۹۰)

تاریخ محمدی دارد : عنایت الله خان ، احد الاراء الکبار فی دولة الخاقان الاعظم عالمگیر پادشاه و اولاده . و کان کنیر البر ، عیم الاحسان ، عالماً عابداً صالحاً ورعاً ، عفیفاً عن الرشوة و ماشاکلها ، جامعاً لکمکارم الاخلاق و محاسن الشیم ، حیث لم ارا جمع لفصالح الخیر منه فی غیر الاراء فضلا عنهم ، بل کان من رجال الدهر عقلا و ذکاء و فطنة

مراد من اینست کاندرا حق من سخنهای اغیار نشنیده باشی
 تاریخ آمد اسلام خان بکشیر . منه :
 برسم دعا گفت تاریخ فارغ بکشیر اسلام بادا همیشه (۱۰۸۲)
 تاریخ عروسی نواب عنایت الله خان مرحوم منه :
 من قامت نازکت خیالی گفتم برگ گل سوری رخ آبی گفتم
 تاریخ عروسی تو، ای سروسهمی ! پیچیده بشاخ گل نهالی گفتم (۱۰۸۳)*

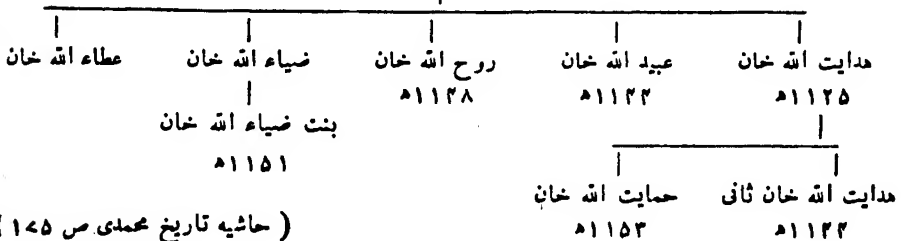
* روز روشن : فارغ ، محمود بیگ بدخشان . برادر زاده ملا شاه بدخشان بود . و در کشیر
 زندگانی مینمود (هشت شعر داده است که در متن پنج تحت محمد بیگ فارغ و دو تحت
 محمود بیگ فارغ آمده . تاریخ اسلام خان نیز دارد (۵۰۰)

ایضاً . و قد سعد باداء فريضة الحج و زیارة النبي صلى الله عليه وسلم ايضاً في سنة ۱۱۱۲
 ثم رجع الى الهند ، فلم يزل مدة عمره معززا مكرماً متمماً بالخواس ، محظوظا بكثرة الاولاد
 والاموال ، الى ان مات بشاهجهان آباد يوم الثلاثاء سابع ربيع الاول (۱۱۳۸) وله خمس
 و سبعون سنة بتقديم السين على الباء . و كان من اهل كشمير . خرج منها قبل ابلوخ ، فنشاه
 بالهند . و كان ابيه يسي شكر الله . و كانت ولادة الخان المذكور في سنة ۱۰۶۳ . سمعت
 ذلك منه مراراً . و قد عين بعضهم عنه اليوم سابع عشر ربيع الاول . هفتهزاری هفتهزار سوار
 (ص ۶۱) رك : مائرا ۲ : ۸۲۸ (در ۱۱۳۹) تاریخ مظفری (در سه ۵ محمد
 شاهی) مرآة آفتاب نما (در سه ۵ محمد شاهی)

شكر الله

زوجه اش حافظه مریم (۱۰۸۹) بنت جان بیگم بنت ملا شریف میر عدل

عنایت الله خان ۱۱۳۸



(حاشیه تاریخ محمدی ص ۱۴۵)

۱۹۱ = فامی

فامی . هریت نازکش، شاهدیست گلفام که با پری چهرگان کشمیر ،
چهره میشود . یک رباعی که در تعریف کشمیر گفته ، ایراد میگردد :
کشمیر که او ، رشک پری خانه چین است
القصه ، بهشتی است که بر روی زمین است
کشمیر که خال رخ زیبای جهانست
انگشتی زب جهان را ، چو نگین است ا

۱۹۲ = عبد الشکور فائق

عبد الشکور فائق . طبع فائقی داشت ، دیوانی تدوین نموده :
من و ظالم جفا جوی ، که گر چشم از رخس ، پوشم
ز شوخی مینماید تهمت دزدیده دیدنها
مرا بر آتش هجران نشانیدی ، و خود رفتی
سپند آسا اگر غوغا ، نمی کردم ، چه میکردم
بتوصیف قد جانان سخن برجسته تر گفتم
نظر بر عالم بالا ، نمی کردم ، چه میکردم *

* روز روشن : فائق ، عبد الشکور کشمیری . در سخن سنجی بر معاصران خود فوقیت
داشت : (یک شعر دارد . من و ظالم . . . ۵۰۵)

۱۹۳ = میر فائق لاهوری

میر فائق لاهوری . فوقیتش بر جمله صاحب کمالان اقران ، در روشن
روانی و روشن دانی . دستور العمل سخن مسلم :

نه امروز است ، از عشق تو ام ، این بقراریهما

جو موسیقار میکردم فغان درنی سواریهما *

• نتایج الافکار : کاشف دقائق میر احمد فایق . که برادر اعیان میر جلال الدین سیادت لاهوری است . صاحب طبع بلند و تلاش ارجمند بود و در زمره منصب داران عالمگیری امتیاز داشت . دیوان از افکار خود یادگار گذاشت و اواخر مائة حادی عشر ، در گذشت . ازوست :

بزندگانی خود ، دایم از نفس لرزم
 که این چراغ ، براه نسیم ، میسوزد
 مرا آسوده دارد نیستیها ، از پریشانی
 غباری نیست بر جا آنقدر ، کز باد بر خیزد
 بآنکه تیغ خویش کشد بر فسان چرخ
 با ابرویت هلال بر اینر نمیشود
 چون بلبلان ، طفیل گل نیست ، شور من
 صد نوبهار رفت و جنونم خزان نکرد
 هر کرا عشق بدل جوش و غروش اندازد
 خانه بر دوش شود بار ز دوش اندازد (۵۴۳)

نگارستان سخن : فایق ، نامش میر احمد است و در خوش گفتاری فایق بر معاصران خود :

پدرگه کرم ، آخر امید آوردم
 سری بسجده ز پیری ، چو بید آوردم
 دل سوخته آتش حرمان ایامم
 جز پنبه میثا مگذارید بداعم
 هر روز میزند ، چو شفق جوش ، خون ما
 موقوف ، بر بهار نباشد ، جنون ما

روز روشن : فائق سید احمد برادر عینی میر جلال الدین سیادت لاهوری است . نسبش

بملا جلال الدین محدث میبویند و از منصب داران عالمگیر و مستعدان روزگار بود . و اواخر مائة حادی عشر ، ازین سرای سنج رحلت نمود .

آستین بسیار مالیدم ، بشوق دامش
 نیندازد نقاب از پنبه بر رخسار داغ ما
 هزار سیل گذشت و ز راه خویش برفت
 کشیده است ز گرداب آستین بر چشم
 چو آن طفل ، که باشد بسته تمویزی ، ببازویش
 سرمه در چشم سیادت ، چو بلا در دل شب
 همر رفت و فانه درد آشنای بر نخاست
 کرد تا ساقی نگاهی سرمه سا ، در کار من
 نیست بیم انقلاب حانت تصویر را
 ساغر می ، بر سر بازار میباید ، کشید
 داد عشق ، آخر بدست من ، گریبان مرا
 برون از پرده فانوس میسوزد چراغ ما
 نشسته پل بره انتظار گریه ما
 ز بس که بحر بود شرمسار گریه ما
 ز لغت دل ، جدائی نیست این اشک جگرگون را
 شانه دز زلف تو ، چون دست دعا ، در دل شب
 کاروان بگذشت و آرازی در آی بر نخاست
 مستی از حد رفت و شور می پرستان بر نخاست
 چشم حیران و لب خاموش و گوش کر خوش است
 محسوب ، در خانه خماری ، مست افتاده است

بهر هوای نفس، مکن دوزخ اختیار
 وقت پیری، از توکل توشه باید گرفت
 پیری رو مگردان، از سرکوی مغان، فایق
 ز عکس روی تو، چشم نرم، گلستان شد
 صد رنگ هوس، در دل زار است، ببینید
 حسن در پرده، ز بی جراتی ما، مانده است
 رباعی :

چشم تر من، که گریه اش کار افتاد
 شد محوز اشک مردم دیده من
 او را دل افکار مددگار افتاد
 این طفل بین چه مردم آزار افتاد (د.۴)

۱۹۳ = فخری

فخری. شعرش فخریه ارباب کمال است :

ماه من چهره بر افروزا که خورشید فلک
 بتماشای رخت، بر لب بام است اینجا

۱۹۵ = شاه عبدالقادر فدائی

شاه عبدالقادر فدائی. چنان خود را فدای شعله خوی سخن کرده،
 که پیکرش در بزم وجود، شمع آسا همگی بر رشته وابسته مانده. در فقر،
 شاه قلندرانس میتوان خواند :

نهد از کینه پردازی کسوف غم بدل ما را
 چو خور پیوسته گرچه مهر ورزیدیم دنیا را
 باغیر دل نواز است با من بخشم و ناز است
 رعنا صفت دورنگ است بسیار شوخ و شنگ است
 در قیامت گاه ناز، از دور باش حسن تو
 میرسد در گوش عجزم، نفخ صور، از راه دور

مگر قانون الفت ، کوک، گردیده است با غیرت
 که ساز مهرت امشب کپنه آهنگ است ، مینالم
 میتوان، از تاب زلفش آن کمر، معلوم کرد سیر این راه عدم اکثر شبها میکنم
 بتار کا کلت ، سودا نمی کردم ، چه میکردم
 ز موی فتنه را سر و نمی کردم ، چه میکردم
 بیاد عارض و فکر در بناگوشی چراغ محفل دل، از مه و ستاره کنم
 از رخت ، بزم میشود روشن که سرا پای ماه سیمائی !

۱۹۶ = ملا فرح الله

ملا فرح الله . کمالات دستگاه طبع فرحناکش بشگفتگی گلهای چمن را گرو
 برده . هر بیتش از رنگینی گل سوری است ، در خیابان دیوانش :
 در دفتری ، که قصه مجنون رقم کنند پهلوئی نام او بنویسند نام ما
 هر گاه نام او بنویسی ، باو فرح بنویس در کنار کتابت، سلام ما
 آتش از گردون طلب کن ، آب اگر خواهد دلت
 خواستم میخانه ، دادند محرابی مرا
 حرف من در پرده میگویند محبوب مرا پیش او یک ره نمی خوانند مکتوب مرا
 اگر برگی جدا شد از گلی ، پژمرده میگردد
 بیاران ، از جدائی ، قیمت یاران شود پیدا
 سخت برهم خورده میبینم ، حریفان ! بزم را
 ساقی آن ساقی ، و این پیمانہ ، آن پیمانہ نیست ا

نسیم ، بیتو بصید رسیده میماند چمن ، بعاشق هجران کشیده میماند

که جلوه کرد : ندانم درین چمن ، کاهروز
 هوای باغ ، برونک پریده میساند
 بدنتبال جنون تا بوم ، ایمن بوم ، از رهن
 خرد را ، کاروان سالار خود کردم ، غلط کردم
 مخور فریب ، زر و پیس و ریو و رنگ جهان
 چرا که نقره برص دارد و طلا یرقان *

• روز روشن : فرح : فرح الله کشیری شاعر شیرین مقال بود : (دو شعر دارد ۵۱۸)

۱۹۷ = محمد بیگ فرصت

توتیای دیده فصاحت ، محمد بیگ فرصت . صاحب قدرتی ، که از هجوم
 احرار مضلمین رنگین ، فرصت تحریر غزلهای ' نزاکت آگین ' نمی داشت :
 حسن سبزش ، اثر مرهم زنگار دهد هست بهبودی ما ، آنهوخ جانانه ما
 از بوی دوست ، روغن بادام می چکد فصلی بهار دل بدماغ جنون ما
 شد بوی غنچه نشا' درد ایباغ ما باشد فتیله از رگ گل ، در چراغ ما
 بر سر دار ، زدم هوش ، و از سر رقیم جرات دعوی منصور بلند افتاده است

شانه زد بر زلف ، سنبل های مشک آسا شگفت

لاله زار داغ سودا بزم ز سر تا پا شگفت

جنون نشا' ام در کاسه سر بیتا زنجیر از موج هوا بست
 خزان ، از گرد رنگ چهره گل بیای ناله بلبل حنا بست
 چون غنچه تا بیوی تو پیچیده خویش را دل در غبار رنگ محبت نشسته است
 جلوه دوست ، بهر دشت که پیدا گردد لاله ، ناقوس صنم خانه صحرا ، گردد •

بکوی* او ، ز دنبال جنون ، مستانه میآید
منادی میکند ، کای عاشقان ! دیوانه میآید

بیاد داد طپیدن غبار هستی ما چنان نکرد که بر خاطری گران آید
دلَم در آتش ، و آتش بیشه مینالد
نگاه گرم که سرگرم خوش ادائی بود
تاراج هوش ، خال بنا گوش میکند
جان ، در تن خیالت خاموش میکند

ز بسکه ، در چمن ، عیش سنگ مییارد بسان لاله ، شکست از پیاله میروید
مانع ز اختلاط ، دو زلف تو ، روی تست
تا روز هست شب تواند شب رسید
فرصت ، چکیده جگر داغ داغ ماست
گلهای آتش از مژه خار و خس ، مریز
صنم گویان ، بگرد کعبه دیدار ، میگشتم
ز تار ناله خونریز دل زار میستم
همچون گل آتش ، برخ شمع ، شگفتم
چون شعله ، ز بال و پر پروانه ، دمیدم

چراغی اگر داشتی آشنائی نمی کردم ، از ناله ، آتش گدائی*

* طاهر نصرآبادی : محمد بیگ داخل توپچیان بود و احوالش کمال پریشانی داشت .
صفت جرات و مردانگی — که در قنقار نموده تصرفات مرغوب در بستن توپ کرد — مکرراً
بانعامات سرافراز گردید . قبل از حالت تحریر (۱۰۸۴) بی چهار سال (۱۰۸۰) فوت شد .
طبعش خالی از قدرتی نبود . فرصت تخلص داشت . شورش اینست :

صبح شد صبح که تا کام نمنا بخشند
 یک رسیدن، برد از هر دو جهانم، بیرون
 جلوه دوست، بهر دشت، که پیدا گردد
 چو قاصد ز پیام تو بقرار کند
 چو مجنون، بستر آسودگی کردیم صحرا را
 می بنا، خنده بگل، گریه به مینا بخشند (۱)
 رجشی کاش با اندازه صحرا بخشند
 لاله فانوس، مهین خانه صحرا گردد
 طپیدن دلم، افتاده را سوار کند (۱)
 پشی پانی غزالان بوریا شد خانه مارا
 (ص ۲۸)

شمع انجمن : فرصت از تو بپایان شاه سلیمان صفوی است . اسش محمد بیگ . این
 دو شعر ازوست :

۱۹۸ = ملا فروغ کشمیری

ملا فروغ کشمیری . فروغ ماه سختش ، زمین شعر را چون سواد
 مصر خاور ، رشک فرمای' صفحه' بیضا گردانید :

چه میرسی ، ز حال مردمان : در انتظار خود
 که چشم از سرمه خالی گشت ، در راه تو ، آهورا
 ادائی حرف آن خاموش گویا را ، که دریابد
 زبان فهمی ، بجز دل نیست ، آن چشم سخنگو را

بفصل قتل عاشق، چون گره در جبه، افگندی خیال جوهر تیغ تو : کردم چین ابرو را
 نه هوای چمن و نه هوس گل دارم من کجا، طاقت هم چشمی بلبل دارم
 بگلستان چه روم، منت رضوان چه کشم من که صد داغ بیالیدگی گل دارم*

• صبح گلشن : فروغ از خوش فکران خطه کشمیر و موزون طبعان شیرین تقریر است . در ستین و الف بورقیفه دوازده رویه یومیه در ملا زمان شاهجهان فروغ یافت و بمهد عالمگیری سیمین و الف (۱۰۷۰) بمالم جادورانی شتافت :

۱- شمع انجمن دارد (این محمد بیگ فرصت بهت یا بکشمیر نیامده است . بجناب فرصت دیگر شاعر در سده دوازدهم هست که بکشمیر تعلق داشت ولی از نامش آگاهی نند . رک : فرصت در تذکره شعرا کشمیر قالیف راقم جروف .

گردلت آرزو کند ، آن گهر یگانه را
 کی ز بیم خنجرت خواهد دلم یکسو گرفت
 ای که در رفتن ، شتاب تیر دارد ، عمر تو
 رقص کنان بآب ده همچو حباب خانه را
 همچو ابرو می توانی تیغ تر بر رو گرفت
 چون کمان ، بهر که میسازی ، منقش خانه را
 (۲۱۵)

۱۹۹ = میرزا فرهاد

میرزا فرهاد . در عشق شیرین سخن ، تا دم واپسین ، بیستون دقیقه
 سنجی گزیده . پس از مردن از دسته نیشه طبعش ، نخل انار دیوان ،
 پر از بارهای ایات رنگین رسته :

باین لبهای شیرین ، گر تکلم سر کنی ، جانا !
 هزاران نیشکر ، از تربت فرهاد برخیزد
 طلسم چشم مخمور تو ، از دل ، کی خیر دارد
 منم عاشق ، بآن مبهوش گه کاکل ، کا کمر دارد
 شود کم درد سر گر کس بمالد سوده صندل را
 سر شوزیده ام از صندل تر درد سر دارد
 مرا از تیغ ناز ، آن مرغ بسمل کرده ، میداند
 نمی داند که ، فرهادش ز داغ دل ، سپر دارد
 فرنگی جلوه شسوخی درین کاشانه میرقصد
 بکف مینا ، بلب ساغر ، عجب مستانه میرقصد
 بعارض گل ، بموسنیل ، زبان در نطق چون بلبل
 بدوشش خوشنما کاکل ، بین ! رندانه میرقصد *

* روز روشن : فرهاد : میرزا فرهاد از مردم کشمیر و کلامش دلپذیر است :

(یک شعر دارد ۵۲۲)

۲۰۰ = میرزا فصیح

میرزا فصیح . استاد ، نواب صمصام الدوله خان دوران بهادر منصور جنگ ۱ . طبع فصاحت دستگاهش فصیحان عرب و عجم را ، کج مج زبان تر از طفلان رضیع فرومایه میداند . هر بیتش که یک مطول فصاحت درو مجتمع است ، شیخ سعد الدین را سر مشق علم فصاحت :

ز فیض ناله ، دل گرد کدورت ، بره نمی گیرد
 در اخگر شعله ما هست ، خاکستر نمی گیرد
 بخون دل توان در عشق جانان را خبر کردن
 نسوزد تا نفس بچوب تر نمی گیرد

۲۰۱ = بابا فغانی

گل گلبن سخندان . بابا فغانی . غزله خوانی بلبل طبعش ، در گلزار سخن ، هزاران را ، چون بلبل شیراز و غنڈلیب آمل ، بدام مرغوله کاری صورت ، گرفتار ساخته :

دل از نظاره آن گلغذارم روشن است امشب
 چراغ از روغن بادام چشمی روشن است امشب
 وقت گلسم ، تمام باه و فغان گذشت
 چون بگذرد خزان ، که بهارم چنان گذشت

اکنون روم زدست ، که از غایت وفا دستم بدوش کرده حمایت نشست یار

۱- خواجه محمد عاصم مخاطب باشرف خان، ثم بصمصام الدوله امیرالامرا خاندوران بهادر منصور جنگ بن خواجه قاسم نقشبندی از اعظم امرای عصر . ۱۵ ذی القعدة (۱۱۵۱ هـ) در جنگ نادرشاه زخمی شده ، ۱۹ ماه بهمان زخمها در گذشت . همرش شصت و هشت سال . (تاریخ محمدی ۱۰۶)

هلاک، جانم ازان خط دلکش است، هنوز
 اگرچه سبزه سیراب شد خوش است هنوز
 آلوده می، لعل ترا چون، نگرد کس
 طاقت نبود، چون لب میگون، نگرد کس
 چه ترکیب است یارب بر نه پیراهن اندامش
 که هوشم میرد، هر جا که آید بر زبان، نامش*

• نصر آبادی : فنائی . کشمیریست . خوش طبیعت و سخن شناست . غنی کشمیری تعلیم
 ازو دارد ، و از کشمیر به هندوستان رفته گویا مراجعت کرده در انجاست . شعرش این است :
 فتاده ایم ، و تو فارغ ز دستگیری ما بین جوانی خود رحم کن پیبری ما
 در راه انتظار ، فنائی گریست ، خون چندانکه یار آمد و از خون ما گذشت (۱)
 (۲۲۸)

• جمع النفائس : فنائی یا فنائی . نصر آبادی گوید : از کشمیر است . خوش طبیعت
 و سخن شناس بود . غنی کشمیری ازو تعلیم دارد . فقیر آرزو گوید که : استاد غنی ، شیخ محسن
 فنائی است ، که از اشعارش بر می آید ، و این فنائی غیر از اوست لهذا فقیر اشعار فنائی کشمیری
 در هند جای ندیده و نشنیده . از اوست :

(یک شعر دارد ۲۷۶ الف)

• صبح گشن : فنائی کشمیری . کلامش را کمال دلپذیری ست . (دو شعر دارد که در
 نصر آبادی ثبت شده است . ۲۲۱)

۲۰۲ = فوقی

فوقی ، تمام دیوانش پر از هجا گوی است . یک بیت برای تفرج
 رقم نموده شد :

صبح نوروز و موسم طرب است
 اولاً طبع — کاف و سین — طلب است

۲۰۳ = بابا فولاد

بابا فولاد ، سوهان طبعش ، کج نهادان و سخت جانان منکر سخن
را ، هموار فرموده :

تا بر گل روی تو مرا دل نگران شد
زنجیر سر زلف توام رشته جان شد

۲۰۴ = ابوالقاسم

ابوالقاسم جوان صاحب طبع معنی یابی است ، در لشکر ظفر اثر رفته ،
بخدمت افنای صوبه کشمیر سرفراز است :

در یمن دارد عقیق ، از یاد او ، خون در جگر
پیش لعلش غنچه گل رنگ هم . . . شست

نه تنها نعل در آتش ، دل بیطاقم ، دارد کتاب آتش حسنت بتان آذری دیدم

۲۰۵ = میرزا قاسم کاشی

میرزا قاسم کاشی قمریان الفاظ ، بر سروهای نوخیز مصارع برجسته ،
در گلشن دیوانش سرگرم رنگین جلوه گی :

ز سیلاب سرشکم ، فرق خون تا دامن ، ای قمری !
بین ! طوق نو رنگین است ، یا طوق من ، ای قمری !

۲۰۶ = قانع

قانع شاگرد شیخ محمد مومن بینا . تمام عمر بر خشک و تر خواند نعیمان سخن
قانع بود . هر معنیش از شیرینی شان عمل شکسته و هر لفظش از رنگینی گل
را برگ خجالت بسته :

از دل تنگم کجا سودای یار آخر شود غنچه، تصویر را، کی نو بهار آخر شود
آن ترک آل، پوش سوار سمند شد یاران حذر کنید که آتش بلند شد*

* روز روشن: قانع: [شاگرد] شیخ محمد مومن کشمیری. کلامش را رتبه دلپذیریت:
(یک شعر دارد ص ۵۵۰)

۲۰۷ = عبدالغنی بیگ قبول

کارفرمای کشور حسن قبول. میرزا عبدالغنی بیگ قبول. شاهنشاه طبعش
گنج سخن را بیذل زر سرخ ایات رنگین، در قبضه تصرف خود در آورده.
و مردم گپوش و شاهدان شیرین جلوه، آنجا که الفاظ رنگین و معانی باشد،
از دست نظاوت رهزنان سخنور مصون داشته، چنان معمور نمود که با خراسان
دم سویت میزند:

تا گلستان کرد از رویت دل غمدیده را

بر سر خود، میدهم جا همچو نرگس: دیده را

سر بصحرا داده، سودای آن زلفم: قبول

فته، خوابیده، دانم سبزه خوابیده را

مشاطه، رحم یکسر مو: بردلم نکرد گفتم هزار بار باو: داد شانه را

زاهد! مرا فسون تو از ره نمی برد والله اگر ز بار کنی، ناز یانه را

دور خط او سر آمد: لیک از خاطر نرفت

یکسر مو: خار خار عاشق دلریش را

شور لبهای تو: از رخسار آتشگون فزود میکند از پهلوی، آتش، نمک فریادها

در شب هجران او، چون کاغذ آتش زده از شمار داغ، باشد سبزه گردانی مرا

سلسله اشکریان بویا ببول

مستعلق صفه ۲۹۳

سامری
داراب بیک بویا

مرزا عبدالغنی بیک ببول
م ۱۳۱۳
گویا
برادر بویا

مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳

مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳
مرزا علی بیک بیک ببول
م ۱۳۱۳

سه استاد ریاضت کسور بود و م ۲۲۳
سه روز در دانش دارد که خود را پیش درس کسوری شاکر گویش بود صفه ۲۹

فواره صفت ، دزکف مدحتگر تیغش یک نیزه ، ز سرمیگذرد آب قلم را
 فی همین خسته لعل لبت باشد مسیح میکند بیمار چشمت ، صدچو چالینوس را
 چه خواهد کرد ، بادبوانگان یارب ! پری روی
 که از زلف سیه ، زنجیر در پا افگند خود را

صبح اقبال تو؛ وقت است؛ شود عالمگیر هست خورشید شدن پیش نظر ماه ترا
 دمی که قد کشد از سر و قامت ما هماندم است که برپا شود قیامت ما
 شبی که ، انجمن افروز بود ، یاد رخت فتیله از رنگ گل ، داشت شمع صحبت ما
 برد از دستم ، عنان هوش ، خال کنج لب از می گلگون جدای نیست افیون ترا
 ترا دیدن بکام دل به بیداری نمی باشد مگر آید بخواب این دولت بیدار عاشق را

آن سبب ز نخدان ، که بکام دگران است

چاک از غم او ، همچو انفار است ، دل ما

میشود کاغذ اشعار ، حنائی در دست سرکند چون قلمم ، وصف کف پای ترا
 نشود قصه آن زلف گره گیر ادا نتوان کرد ره دور بزنجیر ادا

چسان پنهان کنم : از چشم مردم ، آن نکورو را

که چون خورشید ، پوشیدن نیامد ، روی نیکو را

ز بس در غنچه دل ، یاد آن گیسو بود مارا

لبالب جیب و دامن ، از گل شبو ، بود مارا

در سایه قدش ، که بلند است بخت ما بر آسمان رسید چو کاؤس ، تخت ما
 کم نشد ، حسنش از دمیدن خط کرم الله وجهه ابدا ! ۲

فزود ، از عرق شرم ، رنگ رخسارت

که همچو لاله ، بر افروزد این چراغ ، از آب

این فتنه' خوابیده' هنگامه' محشر در یک نگه از نرگس فتان ، که جسته است
 افروخت از شراب و دلم را کباب کرد امشب بشمع صحبت پروانه در گرفت
 دوش ، وصف چشم شهلای' تو ، میگردم رقم
 یک قلم مانند نرگس ، خامه بوی' گل ، گرفت

امروز، ندیدیم بجز، غنچه' سوسن یکدل ، که درین باغ ، موافق بزبانست
 بیدرد سخنهای' تو بیمار مرا کرد هر چند کلامت عرق گاو زبان است
 کعبه را ، گریه پیش مردم ، احترام دیگر است
 نزدما ، میخانه هم ، بیت الحرام دیگر است

امروز میان . مو شکافان حرف کمر تو در میان است
 در کشتن دیگری ، کمر بست بیچاره دل من ، از میان رفت
 حرفی که ، بگذرد بمیان زان کمر ، نکوست
 هیچ از دهن مگو، که در او جای' گفتگو است

آئینه را ، من از ته دل ، صاف نیستم زان دم که رو بروی' تو آمی کشیده است
 از خط ، عساکر زلف ، هر چند در شکست است
 چشمش ، بقتل مردم زان رو کمان بدست ، است

هر که آن چشم سیه را، دیده است همچو مژگان گرد رو ، گردیده است
 حالت چوگان زلف ، از دل پیرس خوش مسلسل گوی' این دیوانه است
 جدا زان سیمتن با رنگ زردم اگر دعوی کند ، حق با طلا ، نیست
 دل تنگ ، از ان روی قبولیم ، که عمریست آن تنگ دهن یاد نکرده است زما هیچ
 با آفتاب روی' تو ، گریه برو شود آئینه ، گردد آب زخجلت ، مثال یغ

چنان در دل ، خیال عارض او ، پرتو افکن شد
 که خال پشت چشمش ، مرد مک از دیده من شد
 بیاض صبح دندان ، کرده تحریر از می ، گوی
 زشبهای سیاهم ، روز های عید ، سر برزد
 زیکانت ، نخواهم برد جان را ، دلنشین شد
 که از بسیاری تیر تو ، ترکش آستینم شد
 رنگ رویش را ، شکست از لشکر خط ، دست داد
 عاقبت ، ملک سلیمان پائمال مور شد
 بی تکلف می شمارم خویش را مالک رقاب
 چون شبی ، در گردنش دستم حمالل میشود
 اگر بعشق ، دلم سر نه پیچد ، از شمشیر
 چو خال گوشه ابروی یار جا دارد
 دمید ، از حیرت سیاهش ، سنبل از خاکم
 هنوزش ، باور از حال پریشانم ، نمی آید
 به تیغ ابروی خورشید رخساری ، نظر دارم
 چو ماه نو ، بهم زخم نمایا نس نمی آید
 اینچنین ، منما گل عارض ، که چون مردم گیای
 هر خصی ، از دولت حسن تو ، آدم میشود

۱- مردم گیای : مردم گیاه : استرنگ : گیاهی است دارای گلهای سفید .
 بر گهایش شبیه برگ انجیر ، ثمر آن سرخ رنگ و به اندازه زیتون ، بیخ و ریشه آن شبیه پیکر
 انسان (عمید)

آن شکر آب را ، بگویند از زبان ما : قبول
گر دهانش را بیوسم هیچ ازو کم میشود
خیال آن لب جان بخش، هرکس را بخواب آید
فشانی گر برویش آب حیوان ، بر نمی خیزد

همین نه تنها ، دل پر آتش ، ز دیده من سحاب دارد

که برق آهم ، نه آسمان را برین زیاده ، کباب دارد

یک ره برنگ بسته کشایش ز کس ندید از خود دل دونیم مرا فتحیاب شد

ساقی ، می دو آتشی داد شب ، کزو گردید ساغر آب و بط می کباب شد

گر چنین ، از حسرت لعل تو ، خون افشان شود

شاخ مرجانی ، بچشم هر سر مژگان ، شود

در تمام عمر میداریم پاس آن چو تیغ از کسی مارا، دم آبی که قسمت میشود

غمزه ، شاگرد چشم فتانش لیک شاگرد، بهتر از استاد

میان ماه رویان ، چشم من ، گرد سرت کردم!

کشیدن تیغ بر خورشید ، ز ابروی تو میآید

دلفنگاران را ، ز بویش لعل شکر بار ، خویش

نو خطان ، باقوتی از درج زمرد ، گفته اند

گر نصیب ، از دم تیغ تو ، شهادت باشد باز ، بالفرض شدن زنده ، قیامت باشد

تا بائینه رخسار تو ، حیران شده ایم طوطی ، خامه ما ، ساده بیانی دارد

گفتمش : میکنی بمن نگهسی ! از سر ناز گفت : باید دید !

رنگ لعل لب و آب گهر دندانها بهم آمیخته درج دهنی ساخته اند

چو دید ابروان ترا ، گفت مانی کشیدن کمان تو صورت ندارد
 دهان تو ، هیچ است ، از من نرنجی ! اگر گویمش : هیچ قیمت ، ندارد
 بخونم ، خطت کرد محضر ، ولیکن ز خال تو ، مهر شهادت ندارد
 ز چشم تو ، حرفی که ، گویند مردم حدیث ضعیفی است ، صحت ندارد

ز من نگر که ، ز ابنای روزگار
 بر حال هر که سوخت دلم ، گفت : دود شد
 از خط ، ز حسن خال تو ، یک موی کم نشد
 یعنی ، بدور روی تو ، نیک اخترم هنوز

ای سروقدان! ما ز ادب ، هیچ نگفتیم خود راست بگوئید شما را چه کند کس
 شود سوار چو آن ترک شوخ میماند به تیغ ریز رکابی نگاه پنهانش
 روی آسائش ، ز اشک گرم ، تا بیند دلی
 ساخت چشم بی رخت خسخانه از مژگان خویش

گر ، چو مژگان بدیده ، بنشیند نیست باتیر او مرا پرخاش

شب که ؛ وصف لعل رنگین تو کلکم مینگاشت
 آب میشد از خجالت خامه سنگرف شمع
 بهر جا ، مینشیند آن صنم ، چون شمع در محفل
 ز روی آتشین باشد علم چون شمع در محفل
 ساز میکردم چونی ، از دیده لب ، بهر فغان
 در نظر چشم سخن سازی اگر میداشتم

۱- مجمع النفاثس دارد .

۲- سفینه خوشگو و مجمع النفاثس و گل رعنا دارد .

نامه بر خود میشدم سویس : ز راه اشتیاق
 چون کبوتر بال پروازی ، اگر میداشتم
 دوش ، از شب تا سحر ، ما و دل سودا زده
 قصه زلف ترا ، خواندیم سر تا پا ، بهم
 بود بغیر تو گر : آرزوی مردم چشم
 برنگ سرمه ، سیه باد روی ، مردم چشم
 ز ضبط گریه چشم من ، توقع یش ازین داری
 که خون شد دل ز رخسار تو و بر رو نمی آرم
 چراغ بخت من : از شام غربت ، میشود روشن
 که چون شمع ، از زبان چرب خود ، برگ سفر دارم
 سرموی نکنم شکوه ، ز تیغ تو ، رقم بند از بند ، جدا سازد اگر ، چون قلم
 تا دم ، از کیفیت آن لعل جان پرور : زدم
 غوطه ، تا گردن چو مینا ، در می احمر زدم
 ز ضعف دل ، زدم تا دست بر سبب ز نخدانش
 ثمر شد در حلاوت همچو خیرمای ترا نگشتم
 محو رنگینی جولان تو ، گل از شبنم همه تن دیده حیران تو ، گل از شبنم
 سودا زدگان ، جانب زلف تو ، نمودند نسبت ، چو باین سلسله رقتم ، برسانم
 روان بخش است ، اگر چه سرو قلند خرامت آب حیوان مینویسم
 کنم جا ، تا بچشمش از صفاهان ، همچو سوداگر
 بهند زلف او ، در زیر بار سرمه ، میآیم

۱- سفینه خوشگو .

۲- جمع التفاتس (دیگر ابیات ازین نزل نیز دارد) .

سحاب ، از گریه ام طوفان بدامن کرد ، و گل شبنم
 سپهر از دیده ام سیاره خرمن کرد و گل شبنم
 نه از سودائیات بر زمین تنها پری دیدم
 که بر افلاک هم از مهر و ماهت مشتری دیدم
 تا من ، از اهل جنون روی بصحرا کردم
 سخت هنگامه این سلسله ، برپا کردم
 چون هاله ، ز ماه خویش ، دورم . گیرم او را بیر گرفتم
 گفتمی که : متاب سر ز تیغم فرمان ترا بسر گرفتم
 ز شرم حسن عرق کرده و من از دور
 ز ابروی تو مه نو در آب می بینم
 داشت با خورشید رویت لاف اندک نسبتی
 ماه را از بهر عبرت شهر گردان ساختم
 جنون ، خود سر بمحفل بود ، شب جای که من بودم
 گریبان چاک با دل بود ، شب جای که من بودم

۱- درین زمینه غزل است منسوب به امیر خسرو دهلوی :

نیدانم ، چه منزل بود ، شب جاتیکه من بودم
 کبیر سوزقص بسل بود ، شب جاتیکه من بودم
 پری پیکر نگاری ، سوزقی ، لاله رخساری
 سراپا آفتاب جان بود ، شب جاتیکه من بودم
 برقیان گوش بر آواز ، او در ناز ، و من فرمان
 سخن گفتن ، چه مشکل بود ، شب جاتیکه من بودم
 مرا از آتش عشق تو ، دامن سوخت ای خسرو !
 عهد شمع محفل بود ، شب جاتیکه من بودم

چنان گم میکنم خود را ، چو آئی در سرای^۱ من
 که یابی جای^۱ من خالی و بنشینی بجای من^۱
 هر چه شب کردم بحکم عشقبازیها سحر
 جز عرق بر رو نیاورد از حنای^۱ خوبش

یاد ستاره‌های^۱ شب تار ، میدهد در حلقه‌های، زلف سیه، ماه روی^۱ تو^۲

میشود بر من قیامت قائم : آن ساعت ، که من
 دیگری در حشر بینم ، داد خواه ، از دست تو^۱
 میشناسم روی خوبان ، خوب از بس در جهان
 رو شناسم چشم حیران کرد مثل آئینه
 نهان کرد است صیاد من از روی فسون سازی
 چو تخم عشق پیچان دامها در دانه^۲ خالی^۲
 ترک من تا علم افراخت بشمشیر زنی
 زخم بر تن چو انارم نبود به شدنی
 مکن اندیشه ز بیداد ، که در محشر ، هم
 از کسی شکوه تیغ نبود سرزدنی
 سرمه ، تا جای^۱ دران چشم سخن گو ، کرده
 همچو باروت بود در نظرم سوختنی
 ندارد یکسر مو ، آن نگار خوش کمر ، رحمی
 بدور خط ، کند بر حال درویشان ، مگر رحمی

۱- ریاض الشعرا دارد ۲- مجمع النفائس

۳- مجمع النفائس و شع انجمن و سرو آزاد و تذکره بی نظیر و گل رعنا دارد

ز شب تا صبح ، اختر می‌شمارم ، بی مه رویت
 بروز تیره‌ام ، ای آفت دور قمر ! رحمی
 چرا هر دم بخونم ، تیغ کین بندی ، سرت گردم !
 اگر من واجب القتل ، بر آن موی کمر رحمی !

کنون سبزواری شد از پهلوی ، خط لب ، بود زین پیش اگر قندهاری
 تواضع کنند آب حمام مردم که اینست در پیش ما نیز جاری
 گز بان هندی صنم ، دزدیده می‌بینم ، قبول !
 گوید : از دست منل ، فریادهی ! بیدادهی !
 اگر چون اهل معنی از زبان تیغی علم کردی
 بحرفت هر که ، انگشتی نهاد ، او را قلم کردی
 چو آن قاصد ، بر آرد از بغل ، بیرون کتابت را
 کشد از سینه مکتوبت ، چو آرد نامه ، آهی سر
 هلال عید اگر پیوسته بودی ماه من دیگر
 بآبروی تو نسبت دادمی او را سر موی *

همیشه بهار : سر زمره معنی بدان فحول مرزا عبدالغنی بیگ قبول : شاگرد رشید
 مرزا داراب بیگ جویاست . بدرویشی که در حقیقت شاهی است ساخته . مهمان دوست است
 و پیوسته بطیخ حضور مشغول . الحال هندوستان ، از ین قدوم آن سخن آفرین ، حکم صفاهان
 دارد . زمین سخن سبز کرده اوست ، و بحر شعر آب داده او ، و گلهای معانی از طبع
 شگفته اش شگفته ، و غبار سخن سینه طالبان سخن را ، بآبباری نم قلم اعجاز رقم شسته :
 یداقه ، چون بتخمیرش فرو شد نم فیض ، آنچه بد ، درکار او شد
 وقتی که افغانه بر صفاهان غالب آمدند زبان مبارک ایشان بدین شعر مترنم شد :
 سرمه میگیرد نغان را دست آخر ، پاک نیست شور ، از افغان اگر در اصفهان ، افتاده است
 همان سال که ایشان فرمودند ، ظالمان بجزای اعمال خود رسیدند . اشعار جواهر میار قبول :

آش من ، پخت چو ترک چشمش معنی ، طبع نظر ، فهمیدم (۱)
 حاجی دین محمد حیدر خجیر کاشاعت قلعه شرع متین را شیر حاجی مرفعی است
 اغیار ، راه آمدن ما ، گرفته اند تا همچو سگ ، دران سرکو، پا گرفته اند
 مانند تیغ زیر رکاوی به بین دمی پیوسته در کعبین نشسته ، برادر ست
 نانه ام ، چون دید در طفل ، پدر گفت : این بابا فغانی میشود (۲)

نیست در سر ، فکر روزی ، صاحب شمشیر را

باشد از ناخن ، کلید رزق در کف ، شیر را (۳)

نه لازم است شجاعت ، نه شرط احسان است یکام هر که فلک گشت خان دوران است (۴)

هر که مانند مه نوب نانی دارد منتظر جانب خود چشم جهانی دارد (۵)

توان از خاکساری کرد جا ، در دیده مردم

قبول این معنی نازک مرا ، از سرمه روشن شد

قبول ، بسکه کنی خویش را ز وصلش ، گم ترا نشسته به پهلوی یار نتوان دید

پپایش جبه سردم ، گه وگه ، ترک ادب کردم ا

ز روی او ، خجالت دارم از کاری که ، شب کردم

در انگشت ، از دم خربود افزون ، در دراز پها

مکرم ، شمله دستار واعظ را ، وجب کردم (۶)

بسکه در سر ، هست زاهد را نهان ، ذوق جماع

می نماید ، گنبد چل دختران (۷) ، عمامه اش

دقت طبعم ، دو بالا گشت ، گرد بدم چو پیر قامت خم گشته ، آخر مصرع پچیده شد

از طالع ، شبی که میسر شراب ، شد تاریختم ، ز شیشه بجام ، آفتاب شد (۸)

۱- سفینه خوشگو و تذکره بی نظیر دارد .

۲- مجمع النفائس و سفینه هندی و مرآة آفتاب نما دارد .

۳- ریاض الشعراء مجمع النفائس و تذکره بی نظیر و سفینه خوشگو و سفینه هندی دارد .

۴- شمع انجمن دارد .

۵- تذکره بی نظیر دارد

۶- مجمع النفائس دارد .

۷- چهل دختران - کتابه از مقبره چهل دختران - سفینه خوشگو و مجمع النفائس

و گل رعنا دارد .

۸- سفینه خوشگو و ریاض الشعراء و سفینه هندی .

تا بسوی جامه زرنگار خود ، بیند دلی

میکنند فی الفور خود را گم ، چو کرم شب چراغ

غم روزی مخور ، که مردان را سپر و تیغ ، آب و نان ، باشد

زاهد چویافت سبزه ، زمی گشت ، بی نصیب یک جا نداده ، چرخ بکس ، آب و دانه را (۱)

من از گزیدن رخسار یار ، دانستم که زنده میشود از گوشت ، نفس حیوانی

قصیده در مدح خان دوران صمصام الدوله (۲) گفته . دران قصیده ، در بیت در تعریف اب

می فرماید :

این سبک رو ، گرز دریا بگذرد ، نعل زرش

ترقی گردد ، ز آب بحر ، چون عکس هلال (۳)

در نفس ، از شرق آید گر بمغرب ، دور نیست

آن بری پیکر ، که از دامان زین آورده یال (۳) (خطی)

مفینسه خوشگو : مروج الایهام رفیع المقام غنی نام قبول . تمام استاد و استادان

و هنمای دانا و نادان جامع الفروع و الاصول ، مرزا عبدالغنی بیگ قبول تخلص . ایهامش

چون صبح روم رنگ بر چهره عالم بسته ، و براق معانی چون مبر منیر شان باآتش آنچه

شکسته . اصل آن جناب جنت نظیر کشمیر است . و در تمام اقسام سخن بینظیر شاعر غرا

و شاگرد مرزا داراب جویاست . شگفته پیشانی ، بزرگ دهنش ، فراخ حوصله ، بلند همت

و ارسته ، خوش خیال ، نازک تلاش ، ایهام بند و صاحب کمال بود . طبعش به طرز ایهام

لفظی توجه تمام فرموده بود ، بلکه این طرز را درین جزو زمان بخصوصیت رواج داده . چنانچه

در دعوی این معنی شعری گفته و دران شعر ، هم رعایت طرز خاص خود ، از دست نداده :

با گوز شتر بود مقابل ، شعری که نباشدش دو محمل

در لباس فقر به قلمه کهنه دهلی - که فیروز شاه احداث نمود - فروکش بود و به

مهمان نوازی همت مصروف داشت . با خلاق حمیده و اشفاق پسنیده موصوف بود . با غربا

۱- مجمع النفاوس و تذکرة بی نظیر و گل رعنا دارد .

۲- خواجه محمد حاصم مخاطب به اشرف خان ثم بصمصام الدوله امیر الامرا خان دوران

بهادر منصور جنگ بن خواجه قاسم نقشبندی ۱۵ ذیقعدہ (۱۱۵۱) در جنگ

نادر شاه زخمی شده در ۱۹ ماه بهمان زخمها در گذشت . عمرش شصت و هشت سال

(تاریخ محمدی ص ۱۰۶)

۳- سفینه خوشگو و گلستان مسرت دارد .

و شعرا بزرگانه میجوئید. و تصاند غرا در مدح امرای زمانه گفته. او را قصیده ایست در مدح نواب نظام الملک وزیر اعظم (۱) و بخشی الممالک صمصام الدوله - که مرتبه هر دو را برابر می دارد - روزی که وزیر بخانه بخشی آمده گزرانید مستحسن هر دو مدوح افتاد. و مدحهای میر جمله ترخان (۲) گذرانیده صله های گرانسند یانته. وقتی فقیر شوش گو - که اکثر از خدمتش فیض برمیداشت - غزل میخواند، این مصرع را انتخاب نموده فرمود که: این مصرع را مصرفه ثانی رسانیده مطلع ساز! فقیر بدیهه رسانیدم، قبول فرمود:

بجز شکست، نبود است کاروبار، فلک هزار شیشه دل، گشت سنگسار فلک.
این قطعه در تعریف اسب صمصام الدوله در قصیده بسیار بتازگی گفته

در هزار و صد و سی و هشت (۱۱۳۸ هـ) (۳) دعوت حق را لیبک اجابت گفت. دیوانی بسیار به خوبی و تازگی گذاشته. و گرامی قدر مرزا گرامی (۴) خلف الصدق آن شاعر نامی، الیوم در دارالخلافه کوس رستی می نواخت. چنانچه احوالش بجای خود نوشته خواهد شد. از واردات طبع مرزا قبول اینست.

مستان، چو در پیاله می آتین، کنند بهشت بدست دختر ناک رزین کنند
مگر قاصد، بلب پیغام از گوی تو، می آید گه از خندیدنش، مانند گل بوی تو، می آید

۱- میر قمرالدین مخاطب به قمرالدین خان بهادر، ثم بحسین قلیچ خان بهادر، ثم بخانهوران بهادر، ثم بنغازی اندین خان بهادر فتح جنگ، ثم بنظام الملک بهادر فتح جنگ، سه سالار آصف جاه بن میر شهاب الدین مخاطب بنغازی الدین خان بهادر فیروز جنگ سه سالار بن میر هابه مخاطب بن قلیچ خان قرشی تمیمی صدیقی سهروردی، ثم سمرقندی اوایل جمادی الاخر (۱۱۶۱ هـ) در سواد برهانپور دکن فوت شد. عمرش ۷۷ سال و کبری پدرش در سنه (۱۱۲۲ هـ) و جدش در سنه (۱۰۹۸ هـ) و جد مادرش سده الله خان (وزیر شاه جهان) در سنه (۱۰۶۶ هـ) گذشت (تاریخ محمدی ص ۱۴۳)

۲- میر عبیدالله مخاطب به شریعت الله خان ثم به عبیدالله خان بهادر مظفر جنگ ثم به متمد الملک میر حجه معظم خان، خانخانان بهادر مظفر جنگ ترخان سلطانی بن میر محمد وفا سمرقندی ۵ رجب (۱۱۴۴ هـ) قریب به شام در شاهجهان آباد فوت شد، عمرش ۶۳ سال و چند ماه، و او به فرط جود معروف بود، و باوجود کمال قسارت قلب در جین شهرت عظیم داشت (تاریخ محمدی ص ۷۹)

۳- سال درست نیست. رک: سرو آزاد و تاریخ محمدی

۴- رک: تحت گرامی (شماره ۲۱۹)

- از جهان، مجنون برید و روی در ویرانه ، کرد
 کم کند عاقل ، چنبره کاری که ، این دیوانه کرد (۱)
 ترا امروز ، بر خود مهربان از شب ، نمی دایم
 سبب ، تقصیر ، باعث ، مدعا ، مطلب ، نمی دایم
 دلم میسوخت ، از شب تا سحر ، چون شمع از غیرت
 کرا آتش بجان زد ، آن پری دیشب ، نمی دایم
 چنان در پیش او شب ، گریه‌های بی اثر ، کردم
 که چشمش ، عاقبت از خنده بسیار ، تر کردم
 بیزم امشب چو آمد یار ، دست افشان و پاکوبان
 نثار از اهل مجلس خواست ، اول بنده ، سر کردم (۱)

اگر ، شعر خالی ، ز لطف و ادا است مبر ، نام آن را که ، بیت الخلاست
 ز وصل ماهر و یان ، قاتلی گردید ، آغوشم
 پلنگ آسا بود ، پشتاره از داغ ، بر دوشم (۱)
 برای چرب و شیرین ، شکوه بر لب ، نیاوردم
 بسان کرم دندان عمر در سختی بسر بردم

پیش ابنای زمان ، بسکه بود عیب ، هنر هست نبروس ، بدست آنکه ، بیاضی دارد
 بخود هموار کردم تا جفای سرودعنا ی گریبان سموم همچو قمری طوق گردن شد
 باده گلفام پنهان خور ، که خون در زیر پوست
 تابود پاکست ، و نا پاکست ، چون بیرون فتاد (۱)

ز شرم اینکه خالش شد نهان زیر غبار خط ... عاشقا ننوشت هر گز خط خالی را
 هر که ، مانند مه نو ، لب نانی دارد منتظر ، جانب خود ، چشم جهانی دارد
 ز قحط منتمان ، در کشور هند بما ، نان سی هم ، کیمیا شد (۱)
 مانند نگینی ، که دعای ست پرو ، نقش در خانه ما ، نیست بجز نام خدا ، هیچ (۱)
 چو آن کسی ، که ز آئینه خانه ، گذرد ز سادگی ، بکشد هر بتی ، بجانب خویش
 گر به بیند ، رخ زیبای ترا گل ، فرستد بمحمد صلوات (۱)
 ز جنگ نفس ، بود جان ، همیشه در فریاد
 فغان که ! این سگ خاموش ، میبمان گیر است

در فقر علوم ، خرقه پوشی تحصیل کن از درخت فاضل
از هوای قامت ، قا پر شده است سینۀ صد چاک ، بالا خانه است
برنگی میکشم ، هر دم جفا زین چرخ زنگاری
که در هر موی خود ، چون کلک مانی ، صد هنر دارد
بوسه ، زان ذقنم ، یومیه کرد بعد ازین روز ، به است ، احوالم
گفتمش : کیست قبول ؟ از سر شوشی فرمود :

پیر ما ! مرشد ما ! بنده ما ! چاکر ما ! (۱۵۱ - ۱۵۵)
ریاض الشعرا : عبدالغنی بیگ قبول . اصلش از بدخشان و تولدش در کشمیر واقع شده .
با ملا شاه بدخشی رحمه الله قرابت داشته و در فن شعر از میرزا داراب جويا تربیت یافته بود .
در زمان محمد فرخ سیر (۱) بدازالخلافت دهل سکونت گزیده . معرفت امراء عظیم باو شد .
در اوائل جلوس بادشاه عالم پناه درگذشت . اورا است :

بشگفانده ساغر می ، طبع محبوب مرا یک گلابی میکند گزار محبوب مرا
هیچگه ، آن مه نپرسید است ، احوالم قبول !

میکنم ، زین شهر نا پرسیان سفر ، بی اختیار (۲)

میروم از جفای او ، ای کاش ! در مقام ستیزه گوید : باش ! (۲)
نخواهم رفت از کویت ، غلام حلقه در گوشم
چرا مینبندی ، از زنجیر این تهمت ، پهای من

سرو ، با قامت موزون تو ، لافند بچمن زانکه ، با قد دراز است ، حماقت عادی
اگر نبا شدم ، از دیده سیل خون ، راهی که میدهد ، زد دل پاره پاره ، آریگامی (۲)
(خطی)

مجمع النفائس : عبدالغنی بیگ قبول ، از اعیان کشمیر بود . اوائل شاگرد قاسم خان
مخلص تخلص کشمیری (۳) بود ، بعد ازان در خدمت داراب جويا اکتساب فیض نمود . خطی
صاحب قدرت است ، اگر چه شعر کم گفته اما خوب گفته . مدتی با هدایت الله خان (۴) - که در

۱- ۱۱۲۴ - ۱۱۳۱

۲- مجمع النفائس دارد .

۳- رک تحت مخلص (شماره ۲۳۲)

۴- هدایت الله خان مخاطب بوزارت خان ثم سداقه خان معتقد بن عنایت الله خان

کشمیری ، از کبار امرای شاه عالی و جهاندار شاهی ، شب ۲ ربیع الاول (۱۱۲۵) بفرمان
بادشاه ، پهنه کشته شد در دهل (تاریخ محمدی ص ۳۱)

عهد بهادر شاه (۱) بخطاب سمدانه خانی امتیاز یافته نیابت وزارت داشت - میبود ، و بعد از کشته شدن خان مسطور در عهد بادشا' شهید مرحوم محمد فرخ سیر (۲) باعید صلاحیت خان (۳) - که خیل بشمر و شاعری ربط میداشت - میبود ، ازین جهت حکیم الممالک شیخ حسین شهرت (۴) قبول مذکور را ، بشمر پرداز نواب ، یاد میکرد . بهر کیف خیل گرم جوشی بود و هنگامه سخن گرم میداشت . از روزی که ازین جهان رحلت نمود ، شعر به سردی بازار یخ بسته . مدتها او و فقیر همطرح بودیم ، بسا کسی از دامن او برخاسته بودند ، خیل شاگردان درین فن داشت تا حدی که بعضی پس از وفات او نا موزون شدند . اشعارش مضبوط و متین است ، در بند الفاظ تازه بود ، اکثر تتبع ادا بتدان مثل سلیم (۵) و غیره مینمود ، بلکه بالا تر ازان رفته ، بطریق کمال خجندی و سلمان ساوجی راه میرفت . وسعت مشرب بمرتب داشت که باهفتاد و دو ملت بوجه اتحاد میجوئید ، چنانکه خود گفته :

شیمه و سنی و ملحد نیستم کم کسی داند که ، این هم مسلکی است
چند پسر داشت همه موزون ، علی الخصوص گرامی که بعد از پدر هنگامه سخن بر پا
داشت ، و مردم بسیار معتقد او بودند . این اشعار منتخب دیوان اوست :

کرده ام ، بر خویشتن هموار ، نیک و بد ، قبول
رو نخواهم ساخت ، چون آئینه از رودادها (۶)
بذوقی ، پای از سر کرده ، طی کن این بیابان را
که چون مژگان ، دهی بر دیده جا ، خار مفیلان را (۶)
بخود نسپردن زاهد مرا آگاه گرداند
که بر خود هم نباشد اعتماد این نا مسلمان را
مجبور از پست فطرت همت عالی ، که چون کرگی
پروی جیفسه دنیا ، ز بالا افگند خود را (۶)
بشکر دولت بیدار گردد تر زبان عاشق
شب وصل ، که او در خواب ، عمداً افگند خود را (۶)

-
- ۱- شاه عالم بهادر شاه بن عالمگیر (۱۱۱۹ - ۱۱۲۲ هـ)
 - ۲- فرخ سیر بن عظیم الشان بن شاه عالم (۱۱۲۲ - ۱۱۳۱ هـ)
 - ۳- رک تحت سید (شماره ۱۲۶)
 - ۴- رک : تحت شهرت (شماره ۱۴۲)
 - ۵- محمد قل سلیم . رک : تذکره شعرای کشمیر مرتبه راقم حروف
 - ۶- گل رعنا دارد .

بجز گرمی ، علاجی نیست ، سختی‌های دشمن را

که بی آتش بپیزی نرم نتوان کرد آهن را (۱)

کسی از گشمن تسلیم ، گل بر سر تو اندزد که سازد جاده راه فنا چون شمع گردن را (۱)

ز درد باده ، خاک ما سیه بختان ، مخرشد

درین بزم ، از حریفان نیست میل برتری ، مارا (۱)

آئینه وار ساخت ، ز یک خشت ، خانه را (۱)

ما دیده‌ایم ، جذبۀ این آستانه زا (۱)

ترک صید افکن من ، دوست سگ خندان را

برنگ طائر بسمل دمی است خواری ما (۱)

قبول کم نبود منصب هزاری ما

بتاج شهبان ، ریزد آب دهان را (۱)

زبان بود بدن ، لقمه جلال ، مرا

غم نداریم ، اگر آب برد ، دنیا را (۲)

بکجا رفته بود شب ، آیا !

توقع داشتن از همنشینان شکر نهمتها

ز بس ، هندی پسرها تنگ میگیرند ، بر مردم

زنان اینچا ، ازان ره ، خصم مینامند شوهر را

کا تهاد می وئی ، هست عیان ، از مینا

در تبسم شد و فرمود : برو پس فردا !

از عصابر چوب دستم ضعف پیری بسته است

دختر رز ، اگر افتد شب آدینه ، بدست

در چراغ زندگی ، از آب ، روغن کردن است (۱)

کز پهلوی زر بوذر ابنای زمانست (۱)

زیر طاق کمان ابروی تست

بلبلان را در چمن متقارگوریا ناخن است

وای بر عاشقی ، که بی جگر است

بی اصل ، هر که دید بنای زمانه ، را

آمد بجان ، کسی که جدا شد ، ز درگهت

نزدی خنده ، بمن غیر نمیداشت ، اگر

رسید وقت ، که مارا ز خاک ، بر گیرند

بگلشنی که ، گشت در حساب ، پنجاهی است

بود ، چون صدق ، هر که پاکیزه گوهر

چو بسته شد ، ز قناعت لب سوال ، مرا

تا بود کشتی می ، بر لب جوی مارا

از که پرسم ، نگار هندی من

بود عیب دگر از منعمان با وصف خستها

گوش بر ناله من افکن و مینوش ، مدام

بوسه تا داد ، من انداز دگر دانستم

در زمان ما ، که راه دستگیری ، بسته است

هرزه کاریست ؟ نهادن بزمین ، سر بسجود

دور پیری ، می بساغر کردن از مینا ، قبول

تعظیم بزرگوار بود واجب عینی

مه ، نوگر چه رفت ، بر گردون

میکنند ، از ناله جانسوز ، دلها را فکار

تیغ هندی کشیده ، می آید

۱- گل رعنا دارد .

۲- گل رعنا و سفینه هندی دارد .

نیست از رهن، درین راهم غمی ، کز فیض عشق
در بر ، از زخم ، قیای راه راهب ، بیش نیست
میرسد ، از غیب روزی ، غم چه بیجا میخوری !
کور مادر زاد هم ، در وقت خوردن ، کور نیست

مبگوید : انا الحق ! بزبانی که ندارد هر قطره خوفی که ز حلاج چکیده است
چون شهاب پیتو ، تا آتش بجان ، افتاده است کوکب بختم ، ز چشم آسمان ، افتاده است
سرمه میگیرد ، فغان را دست آخر ، پاک نیست
شور ، از افغان اگر در اصفهان ، افتاده است

فقر آرزو گوید : این بیت عجب فال نیکو بود در حق اصفهان و اهل اصفهان ، آخر
حق سبحانه آنچه شاعر اراده کرده بود ، همان بظهور آورد (۱). و لیکن خروج نادرشاه ، که از اهل
ایران بود و بر طرف شدن افغان ، هیچ فائده ایران و اهل ایران نکرده ، بلکه بدتر از آن شد :
بسم الله ، آنکه منکر شعری ، بگو جواب موزون چراست ؟ آنچه بقرآن مقدم است
در شیشه بلور می جانفزا ، قبول ! هر کس که دید ، گفت که : روح مجست !
هر که ، دیده است مصحف رویت دیگر ، از منکران رویت ، نیست
کنون که ، موسم هول (۲) رسید ، باید دید میان ما و بتان ، نقش بی چه رنگ ، افتد
جدا از آن دهن تنگ ، سینۀ ریشم چوخانه ایست که در وی ز غیب ، سنگ افتد
خورشید ، روز ابر نهانست ، کا سماں بر هر که ، آب کرد عطا ، روی نان ندید
برنگ آسیا ، پیوسته از فکر دقیق خود بگرد خویش گردیدن ، کمند وحدتم باشد (۳)
قبول ، بسکه کنی خویش را بوصلش گم ترا نشسته پهلوی یار نتوان دید (۴)
قبول ، گرم غضب اینچنین ، اگر باشی چراغ راه چو شمعت عصا تواند شد
در پی ، ترتیب دیوانی چرا باشی ، قبول ! میتوان ، چون آفتاب از مظلومی ، نشهور شد
چند ، محرم بتو غیر ، ای ستم آئین ، باشد ما نباشیم ، که میماند ، اگر این باشد
گر فلک اینست و سیر اختر این هر چه میخواهی فلاقی میشود

می ، زخم آمد به این خوبی برون ، بعد از دو سال
شیخ بد باطن ، نهان در غار چندین سال ماند

- ۱- رک : تحت همیشه بهار .
- ۲- یک جشن مذهبی اهل هند .
- ۳- گل رعنا دارد .
- ۴- شمع انجمن و گل رعنا دارد .

مار زلف تو ، هفت سردارد
آن نسبت خاصی که بزن قابله دارد
گفتم که : مرو بیم دیت عاقله دارد
شد عصای آبنوش سرمه دنباله دار
ازان ، بلاه و گل میدهند ، آب سحر
بی نشان نا کشته ای خضر از دیار ما مهرس
وزن شعر است از شعیری ، کم عیار ما مهرس
ای کافر بی رحم ! خدا را ! چکند کس
که کم ، بمعنی بیش است ، و زهر باشد نیش
که گریه ، گشت گره ، در گوی مردم چشم
که گنه ، با قد خم گشته دو چندان کردم (۱)
پوست کندم مدعی را جلد دیوان ساختم
هست ، بر طاق بلندی چو فلک ، شیشه من

دست مبیگرد ترا ، آنرا که میگیری تو ، دست

دستگیری کن ، اگر خواهی نیفتی ، بر زمین

که باشد از احد الله شیر حاجی آن
یاد ایامی که ، رستم میگذاشت ، از هفتخوان (۱)
گوشت چشمی ، اگر میدیدم از ابروی او
برگ پیوند است شفتالوی او
نیست گر ، در اصل مقناطیس ، سنگ آئه
بگوش من ، گمی از گوش خود می آید ، آوازی (۱)
مرا ز آبله هم نیست چشم همرا می (۱)

بیجایش ، بمقتداری

ازان نا مهربان ، حرق

زاهد ! بنوش صببا ، گر هست درد دینی (۱)
وای بر آنکه ! کمر بست پی دلشکنی
بابروی تو ، نسبت دادمی او را ، سرموی
این بود ، معنی نیکو خواهی (۱)

کس ، چسان جان برد ، ز پیچ و خمش
با مردم زر دار بود زال جهان را
آن طفل ، پس از مردن من خواست ، گریزد
چشم بیمار تو ، بر عاشق نمی افتد ، مگر
شراب صبح ، گواراست لاله رویان ، را
نیست از ما ، همچو عنقا ، غیر نامی ، یادگار
پیش ابنا ی زمان ما ، که از قحط شعور
زیندان که ، ترا بر سر ما کرد ، مسلط
زدست فقر ، شکایت ندارد ، این درویش
چسان خورم : می گلرنگ ، بی لب لعلت
تا شدم پیر ، مگر ! توبه ز عصیان کردم
خامه مجرز رقم را ، تا غزنخوان ساختم
پست فطرت ز کجا و می اندیشه من

حصار دین نبی را ، غم از مخالف ، نیست
نگذرد از یک رکابی هیچکس ، در عهد ما
چون گمان ، هر لحظه میرفتم بقربانش ، قبول
بوسه ام ، پان خورده داد ، از لعل لب
کرده است ، آن آهین دل را مسخر ، از چه رو
درین کشور ندارم ، همزبانی محرم رازی
بجای خار بدشتی که نیزه می روید
خرابم ، از تغافل هسای

که ، نتوان ساخت بهرمن ،

بیمار را مباحست ، در هر چه نفع ، باشد
مژه در چشم ، اگر می شکند ، می گریم
هلال عید ، اگر پیوسته بودی ماه من ، دیگر
روی نیکوی ترا ، میخواهم

رباعیات :

ای خواجه! بما نظر نکردن ، بیجاست
چون حمام ، آنچه در خزانه است ، ترا
در دیده آن کسی که ، فرزانه بود
بود و نابود خلق ، که پرسى راست
ای سفله! که با خواجه در اکل و شربى
رانى ، دگران را و نشینی ، فارغ
امروز که ، در دست تو چرک دنیاست
وقف سر و پا برهنگان تا فرداست
معموره عالم همه ، ویرانه بود
چون بود و نبود سر انسانه بود
وز ، صدر نشینان بساط قربى
بس هاضم غیر منہضم چون تربى
(۲۹۱ الف - ۲۹۲ ب)

سرو آزاد : قبول میرزا عبدالغنى کشمیری . فاضل ممتاز بود و سخن سنج معنی نواز .
شاگرد رشید میرزا داراب جوینای کشمیری است . در شاهجهان آباد بسر می برد ، و در سنه
تسع و ثلثین و مائه و الف (۱۱۳۹هـ) پیمانہ هستی او لبریز گردید . مورخى تاریخ و فائش ازین
مصراع بر آورد که :

گنج معنی بود ، کرد افلاک در زیر زمین (۱)

۱۱۳۹هـ

شمله آوازش چندن می باله :

بهر حالت که می بینم ز عیب سرکشی پاکم چولای باده گر در عالم آبم همان خاکم (۲)
(یک بیت دارد ۱۹۷)

نذکره^۱ بی نظیر : قبول موسوم به میرزا عبدالغنى . مولدش کشمیر است . از فاضلان
با امتیاز و خوش فکran معنی پرداز بود ، و نسبت شاگردی به میرزا داراب جوینا کشمیری
داشت . در شاهجهان آباد می بود ، و قبول همانجا در سنه تسع و ثلثین و مائه و الف
(۱۱۳۹هـ) رقبه به رقبه حکم قضا کشید . اشعار او آنچه بدست آمد به قلم می آید :
(هشت بیت دارد ۱۰۳ - ۱۰۴)

گل رعنا : قبول میرزا عبدالغنى کشمیری . از اعیان کشمیر بهشت نظیر است و از سخن
طرازان بلند تلاش خوش تقریر . تخت مشق شعر از نظر قاسم خان (۳) مخلص تخلص کشمیری
میگزراوند ، بعد ازان دست بدانم قربیت مرزا داراب جوینا کشمیری زد و قدم برسلم ترقی گزاشته

۱- در تاریخ محمدی است : غنی بیگ کشمیری مخلص به قبول از شعرای عصر ، آواخر

سال ۱۱۳۹هـ در دهلی فوت شد (ص ۶۴)

۲- تذکره بینظیر و شمع انجمن دارد .

۳- رک : کتاب حاضر تحت مخلص شماره (۲۳۲)

بمراج استادی بر آمد . موزونان بسیار از حاشیه محفل او برخاستند و تلامذه فراوان درین فن بپهرسانند که بفرقه 'مقبولیه' نامزد شدند . در دهل مدق با هدایت الله خان کشمیری - که در عهد شاه عالم بهادر شاه بخطاب سعد الله خان مخاطب گشت و بنیابت وزارت سربر انراخت - رفیق بود . بعد کشته شدن او ، در عصر محمد فرخ سیر ، با سید صلابت خان متخلص به سید - که در حرف السین گزشت - بسر میبرد . وسعت مشرب بمرتبه داشت که بافتاد و دو ملت میجوئید . پسران داشت همه موزون ، لاسیما (۱) گرامی که بعد فوت پدر هنگامه سخن برپا میداشت . قبول در سه تسع و ثلثین و ماته و الف (۱۱۳۹هـ) پیغام مرگ قبول کرد . مورخی تاریخ فوتش این مصراع یافت :

گنج معنی بود ، کرد افلاک در زیر زمین (۲)

۱۱۳۹هـ

از اوست : (نوزده بیت دارد . خطی ۹۴۲)

این مضمون از شفیقا متخلص باثر شیرازی است ، میگوید :

دارند خلق بسکه بصاحب زر اعتقاد هر کس که مالک دو درم گشت بوزر است

خان آرزو در تذکرة خود برین بیت مینویسد : موافق مشرب من ، مصراع دوم این بیت ،

چنین بهتر است :

هر کس که گشت مالک دنیا بوزر است

حضرت آزاد مد ظله در خزانه عامره میفر مایند : مدار مضمون این بیت بزراست و زر

این بیت قلب واقع شده زیرا که ابوزر بذال است نه بزرا ، وله : (شانزده بیت دارد ۹۴۲ -

۹۴۲ خطی)

مرآة آفتاب نما : قبول موسوم به عبدالغنی بیگ اصلش از بدخشان و مولدش کشمیر .

مشق سخن از داراب بیگ جوینا نموده . گرم و خوش اخلاط . در زمان بهادر شاه همراه

هدایت الله خان نائب وزیر بود ، در عهد فرخ سیر در رفاقت سید صلابت خان میر آتش مانده ،

و در اوائل عهد فردوس آرام گاه وفات یافت ازوست : (یک شعر دارد ۱۹۳ ب خطی)

صحف ابراهیم : قبول اسمش مرزا عبدالغنی بیگ و اصلش از بدخشان و مولدش

خطه کشمیر است . در بدو حال با سعدالله خان - که در ایام سلطنت بهادر شاه نائب وزیر

۱- لاسیما : کلمه ست که مورد ترجیح دارد اسم ما بعد و بما قبل ، استعمال میشود .

یعنی علی الخصوص ، بالخصوص ،

۲- این تاریخ در مفتاح التواریخ نیز ثبت است (ص ۳۱۲)

بود - تقرب داشته ، بعد ازان که خان مذکور کشته شد ، با سید صلابت خان - که یکی از امرای بلند قدر عهد بادشاه فرخ سیر بوده و بشعر و سخن آشنائی تمام داشت - مصاحبت بهم رسانیده ، روزگاری بغرت بسر میبرد و تلامذه بسیاری فراهم آورده ، هنگامه آرای شعر و شاعری بود . الحق که درین فن خیل صاحب قدرت است و اشعارش مضبوط و متین واقع شده و تازگی الفاظ بیشتر منظور دارد . و در ابتدای حال شاگرد قاسم خان مخلص تخلص کشمیری بوده . و آخر از میرزا داراب بیگ جويا استفاده نمود . از فرزندانش که همه صاحب طبع موزون بودند ، مسی مرزا گرامی ، خیل هنگامه سخن گرم میداشت و جمعی کثیر شاگرد او بودند احوالش انشاء الله در ضحیفه کاف مذکور خواهد شد . [وفات] عبدالغنی بیگ در اوائل جلوس عهد شاه واقع است . (۲۸۵ ب)

سفینه هندی : قبول مرزا عبدالغنی بیگ قبول کشمیری . اصلش از بدخشان و از اقربای ملا شاه (۱) علیه الرحمه بود ، تولدش در کشتهور رو نموده . اوائل شاگرد قاسم خان قاسم (۲) تخلص بوده ، بعد از خدمت میرزا داراب بیگ جويا ، جويای اصلاح شد . و از انجا بدخل وارد شده مدتی با هدایت الله خان بود ، بعد ازان با صلابت خان فرخ سیری برفاقت حاضر می بود . و بسیاری را شاگرد خود کرده . اعزه دهل حرمت و توقیرش بسیار می کردند . عزیز خوش اختلاط بود ، با مفتاد و دو ملت میساخت و در حقیقت شیعی مذهب بود . اوائل جلوس محمد شاه بادشاه رحلت کرد . او راست : (پنج بیت دارد ۱۶۹ - ۱۷۰)

شمع انجمن : قبول . میرزا عبد الغنی کشمیری . فاضل ممتاز بود و سخن سنج معنی نواز . ترک منصب شاهی نموده در شاهجهان آباد بلباس درویشانه بسر می برد . در (سنه ۱۱۳۹) پیمانہ هستی او لبریز گردید . شاگرد میرزا داراب جوياست و با ملا شاه بدخشی قرابت داشت . شمله آوازش چنان می باله (چهار بیت دارد . ۳۹۴) گلستان مسرت :

چو در وصف دهانش لب کشودم بروی من دری او غیب وا شد ص ۹۹
قلم برداشت بنویسد حدیثی از سرا پایت بحرف قائمی او چون رسید ، آمی کشید آنجا ص ۱۹۸

۲۰۸ = قلعه دار خان

قلعه دار خان . حصار حصین سخن را ، چو او قلعه دار ناظم ناسقی ،

۱- ملا شاه بدخشی عارف معروف که پیر دارا شکوه بود .

۲- دیگر تذکره نویسان مخلص تخلص نوشته اند .

بر روی ابداع ، جلوه ظهور نکرده . رباعی او بخاطر بود ایراد یافت :

از خون جگر ، فکر بهاری کردیم در دامن خویش ؛ لاله زاری کردیم
پیش علم تیغ تو ، بستیم دو دست در یاب ، که دست بسته ، کاری کردیم
دل بیتو دمی می نمنا کرده است اشکم بکنار کار دریا کرده است
آن مغبجه ، غنچه دلم را ، امروز افسوس که ، بادست ستم ، وا کرده است*

* روز روشن : قلندار خان ناظم خوش سلیقه بود : (رباعی اول که در متن ثبت است

دارد - ص ۵۶۰)

۲۰۹ = شاه عارف قلندر

ادا فهم فصاحت پرور ، شاه عارف بیخود تخلص قلندر . سرو آزاد
بوستان سخن سازی ، گل نخستین گلبن معنی طرازی ، که هر لفظش خنده
بر عارض رنگین زلیخا نژادان زند ، و هر نقطه اش خال رخسار شیرین
ادایان ، چون قطره اشک سیه بختان ، از چشم می افکند . یکچند بعنوان
سیاحت در کشمیر بهشت نشان آمده ، هفت سال بکمال عیش و آرام گزرانده ،
مراجعت بسست وطن مالوف نموده در منزل شادیمرگ شادی مرگ شد .
این چند بیت آئینه فکرهای بلند اوست :

بدریا گرفتند عکس رخت ، ای روح پیکر ها

چو یاقوت ، آتش بیدود گردد ، آب گوهر ها

از شوخی نگاه تو ، در وادی جنون گیرد غزال ، سرمه ز داغ پلنگها
گویا ز سنگ سرمه فسان داشت تیغ ناز ای صید ! ناله نکشیدی ، چه شد ترا !
از گرمی نگاه تو ، آتش عنان من ریزد چو شعله شمع ز دامان آه ما
کردی بنگاهی ، دو جهان بیخبر از خود کیفیت می ، از گل بادام تو پیدا

یاد زلفش ، ناله ام را بلبل تصویر کرد سرمه آواز شد تاریکی شبها مرا
 آئینه ، گر شکسته شود ، مدعا بجاست پیدا است عکس حسن تو ، در فرد فرد ما
 نا تمنای نگاهت ، در دل دریا ، گذشت
 مینماید حلقه گرداب ، چشم تر در آب
 نهان چو جوهر آئینه ، موج آب گهر
 چو زد ز رشک خطت ، پیچ و تاب در ته آب
 آمد بگوش ، شیون زنجیر ناله ام اقلیم دل ، قلمرو زلف سیاه کیست
 صبح محشر گشت ، و آن آهونب ، رامش نشد
 رم نگاهیمهای شوخ وحشت استادم بجاست
 تجلی جلوه ، وحشت آفرین ، شوخی که من دارم
 نگاه نیم بازش ، با رم آهو سخن دارد
 ناوک بیداد را حسن جبین پسر میشود
 میکند کار کمان ، ابرو چو شد پیوسته تر
 شوق ، یک ره برد شیرین را ، بسیر بیستون
 لاله می روید ، ز نقش پای گلگونش ، هنوز
 نگه وحشی ، قیامت جلوه ، بدمستی ، که من دارم
 رمد از سایه مژگان دو عالم چشم آهویش
 گل نسب شوخی ز نیرنگ نگاهش دور نیست
 گر شود چون شمع آهو لاله در صحرا دو رنگ
 نخل شمعم ، سوختن باشد ، بهار عشرتم
 شعله میروید ، بجای سبزه ، در مینای دل

گدازد ، همچو برق از اضطراب دل ، طپیدن‌ها

بگاہ شور عشقم بشنود گرسیر فریادم

ای غنچه نشگفته ، گلزار نراکت ! باز آ! که ز هجرتو فگار است دل من!
 کرده ، فکر زلف خوبان ، تا پریشان خاطر مگردن دل را ، کمند حلقه ، زنار ده
 ساقی ، شوخ نگاهی ، ز خدا میخوام باده و گردش چشمی و بهار چمنی

۲۱۰ = میرزا قلندر

فصاحت پرور بلاغت کشر ، میرزا قلندر . طبعش بهار گاشن بلخ
 سخن سنجی بود ، چنانچه رباعی ملا محمد طاهر غنی — که در وصفش
 گفته — شاهد است :

از اهل سخن : کس بقلندر نرسد در شعر ، باو ، عرفی و سنجر نرسد
 هر مصرعه او ، بسکه بلند افتاده است ترسم که بآن ، مصرعه دیگر نرسد
 هر بیتش ناشباتی است که از حلاوت و شیرینی ، لبهای خواننده اش بهم
 میچسبد . منه :

جام می نشا ، سرشار خماری دارد من و یاد لب لعل تو مدام است مرا
 از لب لعل تو ، در تاب و تیم میچکد ، خون دل از ، تبخال ما
 قبله گاه نگاه ما ، شده کرده محراب طاق ابرو را
 از پرتو خیال تو ، آئینه خانه است گاهی ، بسیر دیده حیران من ، بیا
 گر کند چشم پری دام فریب از نگهسی سر خط ناز ، کند شوخی ، نیرنگ ترا

نام خدا ، بین که دل ، از نگهت چه میکشد

سرمه ، چه میکشی دگر ، نرگس نیم مست را

رفتم از خود ، تا شنیدم ، آمدنهای ترا

گریه ، خالی میکند در دیده ام ، جای ترا

خون رگ دل ، جوهر آئینه ، آمد در طپش گر ببیند شوخی چشمک زدنهای ترا

بر کوه ، اگر گویم حرف لب میگونش

چون لعل ، فرو ریزد ، خون از جگر کانها

عمریست ، ناز چشم سیاه تو ، میکشم با ما ، پیاله نکشیدی ، چه شد ترا

کشیدی باده و افروختن آموختی ، گل را سپند چشم ، بد کردی دل بیتاب بلبل را

ز استغنا ، رسیدی کم بدادم ، کم نگاه من

ندانم از کجا آموختی طرز تغافل را

در واقعه ، جز دولت بیدار ، ندیدم هر جا بتمنای تو خوابیده ام امشب

رخ تو ، کشور حسن ، از خط غبار ، گرفت فضای گلشن کشمیر را بهار گرفت

که غیر شانه بزلف خط غبار ، گرفت فسونگر است قلندر کسی که مار گرفت

کافر نگاهیت ، حرم دل ، خراب کرد از گرد کعبه ، رنگ دیار فرنگ ، ریخت

سیل اشکم ، بتماشا گهت ، از اشک دوید

آنقدر ، گرد تو گردید که ، گرداب نشست

مرغوله زیر طره آه است ، ناله ام اقلیم دل ، قلمرو زلف سیاه کیست

چون شانه ، دست پرور شمشاد ، نیستم سرو قدی ز عالم بالایم آرزوست

خال هندوی تو ، نقد دل مارا ، سره کرد حرب ، بر قلب زدن ، لازمه سودای است

شیوه دلبری ، از چشم سیاهش پیداست شوخی ناز ، ز انداز نگاهش ، پیداست

گرفته است ، سراپا مرا ، پریشانی خیال کا کل او ، کم ز عشق پیچان ، نیست

بیاد لعل تو، در سینه، کوه غم دارم، فضای، تنگدلیها، کم از بدخشان نیست

با هزاران دیده، گلشن انتظارت: میکشد

چشم، در راه تو، از هر رخنه دیوار، داشت

کند، بر دل طبلدنهها، تبسم لب یک حرف او حاضر جواب است

مگر بیماری، چشم تو، ساریست ز مژگان، نبض دل در اضطراب، است

شیرازه بند، مصحف گل، خط سحر است

سنبل: بکفر زلف که زنار، بسته است

چین ابرو، تاب گیسو، دین و دل، از ما ربود

راست میگوئیم، آجر باخت با ما یار، کنج

ز حیرت عو رخسارش نفس در سینه میدزد

بآئینی که، جوهر در بغل آئینه میدزد

بدل داغ تو پنهان داشتن، شرطست عاشق را

که خازن نقد را از دزد در گنجینه میدزد

یافتم از دهان او، معنی صورت عدم

شرح کلام مختصر، کرد، که کرد؟ یار کرد!

از رگ گل، شد عیان بر پیکرش، نقش حصیر

شب که، آن نازک بدن بر بستر گل، خواب کرد

دل بسان زلف گرهگیر کشید کار دیوانه بزنجیر کشید

شب روانت روش راه بسر غلطیدن ز سر زلف شکن در شکن آموخته اند

بزم می ما، جلوه مهتاب دگر، داشت

امشب که رخت، نام خدا! رشک قمر بود

نقش تصویر تو ، از قلندر ، میچکد جای' آن دارد اگر ، مانی تخلص میکند
 بدور حسن تو ، عالم ملاحت آباد ، است
 حکایتی است که ، هندوستان ، نمک دارد
 بدام گیسوی' با کفر همزادی ، گرفتارم
 که مو ، بر پیکر من رشته زنار ، میگردد
 خدا ، چشم ترا از آفت مژگان ، نگهدارد
 که صفهای پری ، گرد سر بیمار ، میگردد
 صورتگری ، که پیکر آن ماه ، میکشد
 چون ، میرسد بکا کل او ، آه میکشد
 حسن ، کی در پرده پنهان ماند ، از تیغ رقیب
 بوی گل را ، باغبان زنجیر نتوانست کرد

دلم ، از زلف تو مستانه بخود ، میپیچد هر سر مو ، به تنم سلسله سودا : بود
 چشم ساقی ، بیشتر از می ، ز هوشم برده است
 محاسب! از مست لا یعقل چه میپرسی ؟ مهرس !

جوهر نیغ تغافل نگه پنهانش دم نیرنگ پری سایه هر مژگانش
 گه ، سر زلف عصا ، گاه کند مار سیاه دارد از ساعد سیمین ، ید بیضا معشوق
 افتاده ام ، ز گردش چشمی ، بدام تنگ
 چون رند تنگ حوصله ، مستم ز جام تنگ
 تغافل مشرب من ، مست استغناست ، میدانم
 نمی داند مروت ، شوخ و بی پرواست ، میدانم
 دل زندگیم ز خنده تست در بندگیت نمک حلالم

صفحه آئینه ، دارم در بغل ، جای کتاب طفل ابجد خوان ، مکتب خانه حیرانیم
از حیرت دیدار تو ، مدهوش نگاهم چون جوهر آئینه فراموش نگاهم
گردیده ام ، از گردش چشم تو ، قلندر
عمریست که ، چون سرمه ، سیه پوش نگاهم
از ننگه ، دامی بگرد سرمه ، پنهان کرده است
شونخی نیرنگ آن چشم شکاری را ، به بین
نظاره ، بهر شکن زلف یار ، کن سیر ، ستاره کاری شبهای نار ، کن
در گوشه ابروی تو ، آن خال سیاهی با مردمک چشم ، غزال ختن است ، این
خط ، پشت لب تو ، جان نگاه ! سرمه چشم ، دودمان نگاه
سرمه ، چشم ترا سخنگو کرد مژه ، حرفی است از زبان نگاه
یاد مژگان تو ، زد مضراب ، بر چنگ دلم
گر خروشم در فغان از هر رگ سنگ است کوه
قبای ناز پوشیدی ، کمر بستی بخون من
کشیدی تیغ کین ، تاراج کردی ، تاختی ، رفتی
نزاکت بسکه در آغوش دارد تنگش از شونخی
شکستن بر نتابد ماهتاب رنگش از شونخی
خدا ، برگ گلش را از غبار خط ، نگهدارد
که میگردد بتحریریک نگاهی رنگش از شونخی
شب گزشته ، کجا بوده ؟ نمی دانم که از حجاب ، ز رنگی برنگ میآیی !

۱- روز روشن دارد .

۲- خسرو دهلوی گفته است .

تو شبانه میتهی ! بیرکه بودی امشب ؟ که هنوز چشم مستت اثره خسار دارد

تو می نالی ز سرو و من ز قد یار مینالم
 غم عشق تو افزون است ، یا عشق من ، ای قمری
 سرمه ، در چشم سیه مست ، کشیدی صد بار
 چشم بد دور که ! تسخیر صفاهان کردی !
 هلاک شوخ چشمی های ، آن ترک کمان دارم
 که ضیاء صد ختن آهو کند از چین ابروی* *

* روز روشن : میرزا قلندر کشمیری بدله سنج و لطیفه گو بود (نه شعر دارد ۵۶۰)

۲۱۱ = قیصرای هراتی

قیصرای هراتی . طبعش روم سخن را داور است . یک رباعی او بما
 رسیده ایراد میابد :

قیصرای تو اگر ستیزه رو ، میبودی پیش همه کس ، بآبرو ، میبودی
 مردم ، جایت بچشم خود ، میداند چون عینک اگر کج و دور میبودی* *

نصرآبادی: قیصر از اهل شاملو است، اما چون بسیار بخندت حسین خان (۲) بود، بهرری

۱- روز روشن دارد .

۲- در هر سه تذکره حسین خان ثبت است ، در اصل این حسن خان پسر حسین خان است
 که شرح حالش نصر آبادی ، آذر ، هدایت ، نورالحسن ، صبا وغیره دارند ، و در هرات ایالت
 داشت . و بقول نصر آبادی: در هرات مجلس او ، از ارباب کمال خالی نبوده . اوقات بخود را
 صرف مجالست فضلا و شعرا و ارباب استمداد نموده . چنانچه مرزا ملک مشرقی و میرزا فصیحی
 و میرزا اوجی پیوسته و انیس او بودند . دیوانش سه هزار بیت داشت . پسرش عباس قل خان
 نیز شاعر بود و بعد از فوت پدرش حسب الحکم پادشاه و الا جاه شاه صفی (۱۰۳۸ - ۱۰۵۲)
 حاکم باستقلال هرات و بگلر بیگی خراسان شد (ص ۲۰ تا ۲۲) علی قل خان پسر ارشدش
 بود ، شعر هم میگفت (ص ۲۲) مرتضی قلیخان (برادر حسن خان) نیز شاعر بود (ص ۲۰)

مشهور است . باملا شکوهی (۱) معارضه داشته . شعرش اینست :

ز فیض یکجبهتی ، کاروان کونینم مراد هر که میر شود ، مراد منت
(یک رباعی دارد ۳۰۲)

مجمع النفائس : قیصر از اهل شاملو ست و بخدمت حسین خان شاملو بسیار بوده ، لهذا
بهروی شهرت گرفته . ازوست :

روز روشن : قیصر شاملو هروی از رفقای حسین خان هروی و با ملا شکوهی جاده مناظره

و مطارحه می پیمود .
(یک رباعی دارد ۵۶۵)

۲۱۲ == میرزا سیف الله کافی

میرزا سیف الله کافی . سیف قاطع حدث طبعش ، برای ضبط و ربط

ممالک سخن کافی است . مثنویش شمشیری است آبدار ، هر بیتش جوهریست

همسر زلف خوبان چین :

تا سبز گشت گلشن حسن ، از بهار ناز

بالا گرفته است ، ز روی تو ، کار ناز

تا قیامت ، کشتگانش سرخ رو باشند ، ازان

سبزه ، خاک شهیدان لب ، پان ست ۲ و بس

۱- ملا شکوهی همدانی از شاگردان میرزا ابراهیم همدانی مسوع شد که روزی

باتفاق میر آگهی در قبه خانه عرب ، که پسران زلف دار در آنجا میبودند ، نشسته بود که

شاه عباس ماضی (۹۸۵ - ۱۰۳۸ هـ) بقبه خانه می آید و از ملا میپرسید که : چکاره ؟

میگوید : شاعرم! ازو طلبید این بیت را خواند :

ما بیدلان بیاب جهان ، همچو برگ گل پهلوی یکدگر ، همه در خون نشسته ایم

در باب شیخ فیضی و ملا عرفی محاکمه کرده و این رباعی را گفته :

فیضی آمد ، جام سخن را کامل زد عرفی از می ، شعله در این محفل زد

آن آب سخن فزود ، و این داد نمک آن ناخن نیز کرد ، و این بر دل زد

(نصر آبادی ۲۳۹)

۲- پان برگیست سبزه که در آن چیزهایی دیگر مثلاً کته ، چهایه ، چونا ، تمباکو ، پیچیده

میخورند . حزین در ذم او گفته است :

۲۱۳ = مرزا بیگ کامل

مرزا بیگ کامل . طبع کاملش ، کامل عبارات نقد سخن را محک کمال ،
 اما جنونش با دماغ همچنان آمیخته که با گل رنگ :
 تو با این حسن ، اگر روز قیامت جلوه فرمای
 خدایا ! اضطراب از جای خویش آزاد برخیزدا

۱- رک : تحت اکمل شماره (۲۱) تذکرة شعرائ کاشمیر از راقم حروف .

حزین در محفل خود رده مندی جوانان را که از بان است حیضی دائمی این کس دهانان را
 شعراء هند در وصف بان اشعاری دارند ، مثلاً :

۱- امیر خسرو (متوفی ۷۲۵هـ)

برگ گلی است گویا ، درغنچه دهانش

در حالت تبسم ، از برگ بان ، زبانش

۲- ظهیری (متوفی ۸۱۰۲۵هـ)

که گردیده رنگین سخن ، در زبان

اثر گشته ظاهر زبان ، آن چنان

گر از بان ، نباشد درآن برگ و ساز

بناز و بمشورت گه عیش و ناز

سهیل عقیق لب دلبران

نه بان مشک و بان نفس پروران

زبانها چو برگ گل آتشین

ازو گرم خوبان نسرین جبین

دهنها ازو ، حقه لعل تر

برنگ زمرد ولی در اثر

هوس را بامدادش از بوسه رنگ

ازو شرح متن دهنهای تنگ

مهیباکن عید و عاشور لب

وصال و فراقش بگویی سبب

چورنگ است دلهای بیرنگ ازو

ادیم زبانهاست در رنگ ازو

گهی توشه زاد رخصت شود

گهی مایه سود و صحت شود

نیارود بر لعل خوبان ، برات

چو او ، کس بتحصیل نقد حیات

که در رنگ جفت است در شکل طاق

ازو جفت طاق اند در اتصاق

دهندش اگر ماه رویان اوگال

شود چهرة زرد خورشید آل

که بر کف نهی رنگ روید زلب

بود زبیب هند این حنای عجب

زبرجد پر از لعل مرجان شود

چو پیرایه در دندان شود

که صد بوسه پیچیده نبود دران

نه پیچند برگی ازان دلبران

شبه کف دست اهل کرم

بایشار نفع از پی دفع غم

که پروین به تشبیه گردد نثار

چنان خوشنما چون شود نقطه دار

۲۱۳ = مرزا کلامی

در ممالک سخن نامی ، مرزا کلامی . کلامش کلیم را از خجالت چون
لکنت سخن در زیر زبان گره نموده :

سر بیای او نهادم ، سر گران از من گذشت
چون گرفتم دامنش ، دامن کشان از من گذشت

- زبس چرب و نرمی و انسون و فن
مماست لبهای اهل حیا
۳- منیر لاهوری (متوفی ۱۰۵۲ هـ)
از آتش خویشتن ترا آئین است
لبهای ترا گوته پان ، میزید
۴- غنی کشمیری (متوفی ۱۰۸۹ هـ)
هست میل خوردن پان ، گپرخان هند را
۵- میرزا صائب (متوفی ۱۰۸۰ هـ)
می دو آتسه را نشأ دگر باشد
این سبزه که نام بیرة پان دارد
از چار مزاج مختلف بست بهم
۶- نعمت خان عالی (متوفی ۱۱۲۱ هـ)
بجان میکشت پانش عاشقان را
چون مصحفی ، که یا قوت مدش کشد بشنجرف
لبی چون مصحف یا قوت خوش حرف
عبدالقادر بیدل دهلوی (متوفی ۱۱۳۳ هـ)
چو لفظی است ، این برگ آتش زبان
بیک پیر زن میکند بی غبار
نویسم اگر ، رنگ او فی‌المثل
بتان را ، رساننده قوت لب
زبانهاست از برگ او برگ گل
- بتان را دواند زبان در دهن
که دید است چون او ممما کشا
خوش باش که سرمایه خوبی این است
از پان دو لبست دو مصرع رنگین است
عاشقان ، گوی که از خون خودش ، دادند آب
خوش آن زمان که لب یار گردد از پان سرخ
روحیت که برگ برگ او جان دارد
بکشا و ببین که بوی انسان دارد
تو گوی پان رخصت بود جان را
بر لعل نو خط او ، سبزی ز رنگ پان است
شده از رنگ پانش من شنجرف
که دارد قفس ، از دهان بتان
قفس را چو گل آشیسان بهسار
سیاهی ، بشنجرف گردد بدل
فزاینده آب یا قوت لب
لب از رنگ او نسخه جام مل

گفتم که : نیست پیش رخس شمع را رواج
 گفتا : که روشن است ، بگفتن چه احتیاج !
 نه از مستی است مایل هر طرف ، قد چو شمشادش
 گرانی میکند از باز دلبها سرو آزادش

خط موج یا قوت نقش جبین
 قرانش هم آغوش رنگ بهار
 شکست است چون رنگ بال و پرش
 چو بو برگ گل پرده ساز اوست
 رگ خود ، به پیش گهر ، وا کند
 حنا بست از خون طوطی شکر
 کیه هر کس مری لعل لب است
 سپهریست خورشید اندر بفل
 ز چین داغها دارد از سایه اش
 که خون میچکد از رگ جوهرش
 چو شمع تمنا است عشرت فروز
 کند جلوه جام می پیکدان (۱)
 بخورد پیچد از رشک ناف غزال
 ز بویش نفسها نسیم خنجر
 کزین بیضه تا سر کشد بسمل است
 شود بیره اش ، طوطی ده زبان
 طلسمی بخون جگر بسته
 قدرویت با طوطیان آشد
 بود سبز و شاداب ، ابر بهار
 غبار بتیمی است زیب گهر
 نمودار شمی بفانوس شب
 چو در باطن خضر رنگ صفا

زهر برگ لوح زمرد نگین
 نهان در دل بیره اش لاله زار
 زبس میچکد ضعف از پیکرش
 لب گلرخان بال پرواز اوست
 بدرج دهان بیان ، جا کند
 ازو ، لعل لب یافت ، حسن دگر
 دل آفتاب از غمش در تب است
 توان گفت : هر برگ او فی‌الثل
 زبس شعله خونی است سرمایه اش
 عجب دارم از بزرگ چون خنجرش
 نه شب خاش این شمع گردد نه روز
 به بزمی که کیفیت آراست پان
 در اندیشه عطر بوی آگل (۲)
 ز رنگش زبانها عقیق یمین
 دل جمع از بیره اش حاصل است
 ز آئینه روی چو یابد ، نشان
 مگر بیره مضمون سر بسته
 سپاری در اوراق پان کرده جا
 کند پان ، ازو رنگ حسن آشکار
 لباس سویداست چون دل ببر
 در آغوش از حسن رنگ طرب
 بود جلوه چونه در بیره ها

۱- ظرفی که درو بعد از خوردن پان لعاب دهن میریزند .

۲- آگل : لعاب دهن

راهم ندهند ، پیش خود آن ماه ، چه سازم
پیش که روم ، وه چه کنم ، آه ! چه سازم
بخون ، ترسم شود آلوده ، ای گل ! دامنم ، ورنه
چو مرغ نیم بسمل ، دست و پای ، میتوانم زد

صفا جلوه صبیحی تجلی نشان
که با او کند ، رنگ نسبت درست
که دارد نمی آب و رنگ سبیل
دل پاره عاشقان ، میخورند
زلخت جگرهای ما ، نسخه ایست
نظر ، بر سیه بختی بیدلان
همه کس کرده نیش تمنا نهان
ز یک مرغ شد چار مرغ آشکار
همه بلبل باغ تعریف خویش
چو خط ، طوطی شکرستان لب !
کزو طوطی حسن رنگین نواست
چراغ عدم خانه روشن کنم
شود گرمی خون من بیشتر
رگ من بآن بیشتر آشناست
خط پشت لب تشنه هر کنار
که خضر خط آنجا ندارد مجال
برون جسته این دود ، از آتشم
تبسم ، ز من گل فروشی کند
بهاریست در دام بال و پر
میخا ز پیراهن خضر من
رگ برگ گل ، گشت تیغ هلال
درین دعویسم رنگ تغذیر نیست
نمی جوشد ، الا بلبل بتان

مگر چونه آن شبنم برگ پان
گهر ، هستی خود گزارد ، نخست
ازان بیره ها راست با چونه میل
نه این گلر خان ، برگ پان میخورند
بدست پری طلعتان ، بیره نیست
کند دائم از سره ، چشم بتان
ز لخت سپاری برگهای جان
ز یک غنچه در جلوه آمد بهار
همه نغمه منتظر توصیف خویش
منم ، برگ عیش گلستان لب !
بآئینه برگ فی آشناست
بکنج دهانش چو مسکن کنم
ز دندان گرم زره راند بر
بدندان ، اگر ریزدم خون ، بجاست
منم ، موج سر چشمه لعل یار
منم محرم چشمه آن زلال
خماریست خض از می بینشم
تکلم ، ز من پاده نوشی کند
چه شد گر خزان بود پیکرم
کند جلوه در چشم اهل زمن
تبسم ، ز من یافت حسن کمال
سرشت من و لعل ، خوان یکی است
که خونم ، ز گلهای این گلستان

۲۱۵ = حیدر گلوخ

حیدر گلوخ . هر نقطه ایات رنگینش ، کلوخیست تخمیرش از خاک
خیابان باغ ارم و گلاب گل گلبن روضه خلد :

که خونم ، بخوبان بهبل کرده اند
رخ کاهی و باغن خون فشان
شبهیست ، کز برگ دارد کفن
که بی سبزه ، نبود مزار شبید
که دربرده ، باخون خویشم ؛ بچنگ
زبان تا نجنبند مرا خنجر است
رگ خون چکان شد خط سر نوشت
نهد ، ریشه زنجیر ، بر پای من
بهار نشاطش ، بچنگ من است
چو ، رخسار سیزان هندی ، ز خال
که افیون کند نشاء باده بیش
ز تخم بدین ریشه نشوونما ست
بود تکمه ، شیرازه پیرهن
درو چونه باشد بیاض نظر
دل شب ، ز خورشید آبتن است
پرواز توصیف زد بال و پر
قبول ز کیفیت رنگ پان
کف بیره را نقد من مایه است
همه عقده مشکل آرد بیار
شکست است قفل دلم را کلید
ز جوهر ، چو آئینه دارد سخن
نفس خشک گردیده در سینه ام
زبان میکنم دنع جوش فساد
زند موج تمکین رگ ابر من

مگر ، طینت من ز دل کرده اند
بود شاهد من ، بعشق بتان
درین بزم ، هر قطره خون من
ز برگ من ، این معنی آمد پدید
بهردم بگردانم اوراق رنگ
بیک حرف رنگم گل دیگر است
را صانع آب و گل تا سرشت
بجوشد ز بس خون سودای من
که ، در غنچه بیره ، رنگ من است
کند پان ، ز من کسب حسن کمال
جلا میدهد پان ز من رنگ خویش
رگ پان ، نه از خود طراوت فراست
دل بیره ، آرام دارد ز من
بود برگ پان ، پرده چشم تر
فروغ طرب ، در سواد من است
سپاری ، ز دردانه شد جلوه گر
که بی من ، ندارد لب گلرخان
ز من بهر پان زیب و پیرایه است
چو شمشاد نخلم دل آرد بیار
ز بس عقده من کشایش ندید
سراپا دلم ، بسکه هر لغت من
نه جوهر بود دام آئینه ام
بطبیم پیوست اگر دست داد
ز خشکی بیباغ طرب بی سخن

فغان ای دوستان ! کان لعل شیرین از هوس ، مارا
 بکشت و هیچکس بر سر نیاید جز مگس مارا
 خدا یا ! بد مگردان با من آن ، شوخ جفا جو را
 که مینخواهند . بد سازند بدگویان ، بمن او را

که یک لغت او نیست ، بی خار خار
 که مو ، بر تنم جمله خوابیده است
 خط مسطر صانع آب و گل
 که لغت دلم ، کربلای نمانت
 که خون شمیدان نیاید بجوش
 چو طلاؤس در خویش دارم بهار
 دل چونه ، چون شعله ، آمد بجوش
 بخشکی نزیب است لاف خطا
 گل اختر طالع پان منم
 که صبح است روشنگر آفتاب
 که طوطی ز سرخاب دارد سخن
 شگوفه دهد رونق گلستان
 بمینای می پنبه را همدی است
 ز مغز استخوانم ملامت تر است
 بود بیره کنج شبتان غم
 ازین پنبه و روغن آمد برون
 دهم سبزه را منصب ارغوان
 سپید آب من گشت شنگرف سا
 زمرد ، ز من لعل تر ، میشود
 تب پان شکست از تابشیر من
 سرا پای من مشت خاکستر است
 حدیث من ، از آب روشن تر است
 که در پنبه آتش نهان کرده اند

دل دارم ، از حسرت لعل یار
 بحیرت ، چنان محو گردیده است
 نمودم بروی رفتهای دل
 مگر خاکم ، از عرصه کربلاست
 ز خشکی بود خاک من سبز پوش
 بصد رنگ شد بال من آشکار
 سپاری ، چو از گفتگو ، شد خموش
 که : ای خشک مغز و سراپا خطا !
 نزاکت گر لعل خوبان ، منم
 ز من ، رنگ پان گشت ، خورشید تاب
 بود هیبت جنگ شهباز من
 بیاضم بود صبح گزار پان
 بخلوتگه بیره ام محرمی است
 چو ششم ز بس سوز دل در سراسر است
 گر از شمع من بر ندارد علم
 چراغی که زد شعله اش برق خون
 بر آرم گل از جیب بزرگ خزان
 بزنگار پان تا شدم آشنا
 اگر می ، ز اکسیر زر ، میشود
 ز تاثیر اصلاح تدبیر من
 ز بس آتش غیرتم در بر است
 خمیرم ، گداز دل گوهر است
 بمالم ملسی عیان کرده اند

سروی ، که بود لطف قد دلبرم ، او را از دیده دهم آب ، و بجان پرورم او را
چنان طوطی صفت حیران آن آئینه رویم
سخن میگویم و اما ، نمی دانم چه میگویم

بهاکترم آب پاشی اگر زند قطره اش جوش برق و شرر
بدم سردی کس ، نیفتم بجوش ز آب ، آتش من نگردد خموش
ز وصل لب یار دارم نوید که دام امید است چشم سپید (۱)
باز از پان گشت لعل نو خط دلدار سرخ غنچه اش آمد برون از پرده زنگار سرخ
از خوردن پان ، یار بمن داد ، اورگالش این یوسه به پیغام چه رنگین مزه دارد

۸- ارجمند بیگ جنون (متوفی ۸۱۱۳۴)

نگار من ! چه لازم میل کردن بیرة پان را !
کنی تا چند بر خون عزیزان ، سرخ دندان را !
هکس رنگ پان نمایان است ، از پشت لب
این بدخشی از کجا در سبزوار انتاده است

۹- عبد الجلیل بلگرامی (متوفی ۵۱۱۳۸)

بوصف پان قلم ، چون سرکند حرف مرکب می سزد آنرا ، ز شنگرف
قلم گر وصف پان را صاف بیزد زبانش ریزه یاقوت ریزد
بملک هند ، پان عیش آفرین است نگار سبز گلگون ، پس همین است
بهشت عیش دنیا هند زیباست که پان او نشان برگ طوبا است
پان رنگی که در گلزار هند است می ته شیشه بازار هند است
ز برگ پان عیان شد قلب اعیان زمرد را کند یاقوت سیلان
بیزم عیش بهر نقل احباب گهی چون پسته باشد گاه عناب
نسازد تا نهال عیش تیره بخون غم کمر بسته است بیره
بغیر از بیرة پان هیچ کس دید که طوطی رفته و سرخاب گردید
نه بیرة در مشبک پاندانهاست تو گوئی در قفس طوطی زیباست
بین ، در بیرة رنگین ، نگاری تدروی و بطی در سبزه زاری

تصحیح

۱- از گلستان مسرت گرفته شده است ، ولی راقم حروف اشتباه دارد ، زیرا که این

رنگ بیدل نیست .

۲۱۶ حکیم کوچک

حکیم کوچک . یکی از کوچک ابدالان عسجدی میتواند بود . در رنگین
گوی عدیم البدل است :

نوگوی در دهن چون برگ پان شد
فلک بس سی بهر بزم شه کرد
بحکم طب هندی ، بیرة پان
به بحر عیش چون مرجان بود پان
طرب را پان زرد ، از بس مری است
حقوق پان ثابت بر زبان شد
کهرولی های خوش رنگ معنیر
بهین سرمایه تفریح جان اند
کهرولی بسکه باشد روح پرور
کهرول نقطه پرکار عیش است
بصورت گوهری از انبساط است
نشاط و قوت دل ، آورد بار

خضر در چشمه حیوان نهان شد
که از پان برگ سبزی تحفه آورد
مفرح گشته مرجان را چو مرجان
نهال پان بود چون شاخ مرجان
برنگ زر و زر دل را مقوی است
زبان هم سرخ رو از وصف پان شد
که منزه عیش زانها شد معطر
ببزم شادکامی نقل پان اند
بپان لازم بود چون برگ را بر
بهارین غنچه گزار عیش است
بمعنی حبه القلب نشاط است
از آنرو برده گوار حب جدوار

۹- بکتا - محمد اشرف کشمیری (؟)

لب تو نعل در آتش ز رنگ پان ، دارد

تلاش گرمروی در ره بیان دارد

۱۰- راضی فصاحت خان (متوفی ۱۱۵۰ هـ)

غنچه لاله میتوان گفتن

دهنش را ز رنگ پان و سی

۱۱- شمس الدین فقیر دهلوی (متوفی ۱۱۸۲ هـ)

غلت گفتم ، زخون عاشقان ، سرخ

لبش دائم ، چو گل از رنگ پان ، سرخ

۱۲- وانف لاهوری (متوفی ۱۱۹۰ هـ)

مرجان ز عکس لعلش یا قوت آبدار است

دندان چون گهر را از پان نکرده رنگین

۱۳- سراج الدین علی خان آرزو دهلوی (متوفی ۱۲۶۹ هـ)

گستی شیخ ، همچون اشک ما ، تسبیح مرجان را

اگر میدید ، سرخ از رنگ پان ، دندان جانان را

۱۴- موزون (؟)

برنگ سبزه بختان سرخرو شد

چو برگ پان ، شهید لعل او ، شد

این تعجب بر مسیحا نهمت خون بسته اند

سرخ پان را ، مگر بر لعل او چون بسته اند

تیسر میخوردم که شور عشق کرد آواره ام
کی بود ، از داد من . . . جنبش گمبواره ام (؟)

۲۱۷ = حکیم رحمت الله کوچک

حکیم رحمت الله کوچک . از کوچک دلی ، فواره وار زلال راز دل
بر لبش جاری بود ، هرگز سیه درونی را کار فرما نگشته :
تیسر جور تو باش نرفت از دل
عمر کوچک ، بدین وتیره گزشت *

• روز روشن : کوچک : حکیم رحمت الله کشمیری . از فن نظم بنوی آگاه بود :
(یک بیت دارد . ۵۸۲)

۲۱۸ = شاه شمس الدین گدا

شاه شمس الدین گدا . گدائیش شاهان خورشید افسر را ریزه چین خوان
جود گرفته . اگرچه بنام گداست لیکن باستغنا شاه است . بقول استاد :
گدا بادشاه است و نامش گداست !
سخن توحید آمیزش ، کلام توحید را تقویم پارین کرده :
ما طیب و طاهریم ، ای شیخ !
بر ما ، مفگن نظر ، با کراه

۲۱۹ = میرزا گرامی

جام سخن را جامی ، میرزا گرامی . خلف نخستین میرزا عبدالغنی بیگ

۱۵- لجهی رام (؟)

لب لعل تو از پان ، جان من! رنگ دگر دارد سخن بر غنچه گل، خنده بر گبرگ تر دارد

۱۶- بیدار بساوند لال دهلوی (؟)

چشم من روشن کند پان خوردن جانانه ام همچو خاتم، آتش لعلست شمع خانه ام

۱۷- جلیل (؟)

نه در لبهای صاف آن، رنگ پان است که عکس دیده های خون فشان است

قبول . طبع گرامیش گرامی گوهر های' معانی آبدار ، در هر بیت . مرصع ترکیب خویش ، گنجینه گنجینه نو بر تو فراهم آورده ، برای' دیده کشای' نادیدگان عالم فرومایگی ، در جلوه ظهور می آرد :

نریخت خون دلم چشم یار ، ودانستم که ترک آب گرفتن دلیل بیماریست
سبزه خط ، چو عارض او ، دید آیه ان یکاد خواند و دمید!

خون عشاق ، بر آن گردن سیمین ، باشد

چون بیاضی ، که پر از معنی رنگین ، باشد ۲

صورت خوش خطش ، اگر بیند خط ز صورت کشی کشد ، نقاش

خون گردیده جگر بیتو همینم چو نگین

ننگ بی لعل تو ، بر روی' زمینم چو نگین

سجده ها ، بر یاد زلفت ؛ دوش از بس کرده ام

شانه آسا ، چاک شد امروز ؛ سر ناسر جبین

مصحف روی ترا ، سر لوحه زر ، گشته است

چشم من کردی طلا تا صندل تر بر جبین *

* همیشه بهر : سخنبرنامی سرزاکرامی همدانی . خلف و شاگرد مرزا عبدالغنی بیگ قبول . گرامی تخلص و پیر و مرشد سخن سنجانست . مردیست قلندر مزاج از دنیا و مافیها رسته . آن قدر خرق عادات از ایشان بظهور آمده که بنوشتن نیاید . تلاش معانیهای' غریب دارد و شعر بطرزی میخواند که سماع صورت معنی را برای' العین مشاهده مینماید و جلوه ابکار انکار بچشم سیه پنهانته کند . من اشعاره :

۱- یکاد البرق یخطف البصارهم - بقر ۲۰

۲- همیشه بهار و ریاض الشعراء و مجمع النفائس و سرو آزاد و سفینه هندی و شمع انجمن و گل رعنا دارد .

پوستین پوش هر که شد ، داند
 گران بها ترش از در ، همین نه دندان است
 ازین ظلمت سرائی داغ جانی بر نمی آید
 نی همین تنها شه بحر و بر است
 نیم در هند غمگین یا علی ابن ابی طالب
 که شد ویرانه دل از ولایت حیدرآبادم (۲)

نیست ممکن، که من از دست دهم ، داغ ترا
 کاین چراغست انیس شب هجران توام (۵)
 ندیدم یک نظر آسائشی از نیش مؤگانش
 مگرد در خواب ، چون غمخمل به پیشم روی بالینی (۶)
 چو خزان شیب آید ، می لاله گون ، طلب کن
 که ، شراب در زمستان ، عرق بهار باشد (۷)
 اگر نار ، گزار شد بر خلیل محمد گل غلطی باغ اوست (۸)

اگر در خواب هم بینم ، گل رخسار ، یار خود
 درودش میفرستم از دو چشم اشکبار خود (۸)
 همچو آن شمی که ، روش نیکند صد شمع را

سوختم ، تا در غم او عالمی را ، سوختم (۹) (غلطی)

مرقع دهل : گرامی از شعرای کشمیر جنت نظیر است و با وصت مولویت از مایه
 سخنوری چاشنی گیر . سفینه اشعار خود همه وقت در بفل نگاه داشته بحضور سخن فهمان بشد و مد
 تمام ، باهنگ طرب پیشه گان کشمیر ، میخواند . و باعتبار خودش همه دیوان خود را منتخب میداند

۱. غالباً کاتبی نیشاپوری . محمد ابن عبد الله متوفی ۸۳۹ هـ ، مثنوی مجمع البحرین در قصه
 ناخدا و منظور ازوست .

۲- خوشگو و گل رعنا دارد .

۳- خوشگو و تذکره بی نظیر و گل رعنا دارد .

۴- خوشگو دارد .

۵- بی نظیر دارد .

۶- گل رعنا و شمع انجمن دارد .

۷- بی نظیر و گل رعنا دارد .

۸- خوشگو و گل رعنا دارد .

۹- خوشگو و سرو آزاد و گل رعنا و نتایج الانکار و شمع انجمن دارد .

و بدعوی تازه گوئیها قسمی رگ گردن بلند که ، مشاعره را بسرحد مناظره میرساند . نظر با برکت
 او اکثری از موزونان ، بفضای امن آباد سکوت ، میخرامند . و تحسین تکلف تضمین خود را
 میدانند . مطلقاً که خوش آیند فقیر بود ، درین بیاسی ثبت شد . بیت :

در چمن تا نهاده؛ پارا رنگ بر رو نماند گلهارا (۱)

سفینه خوشگو : مرزا گرامی خلف ارشد و شاگرد رشید مرزا عبد النبی بیگ قبرل است .
 جوانی بود خلیق شفیق متواضع قلندر وضع طبعی بس بلند و ذهنی رسا داشته . بسیار مضامین
 تازه یافته طرز ایهام لفظی — که پدر بزرگوارش زنده ساخته — او باقصی انایت رسانیده .
 در دارالخلایف استاد پانصد کس شاگرد بود . هر جا که در مشاعره ها تشریف میفرمود ، اقل مرتبه
 پنجاه کس از تلامذہ برکاب سعادش میبودند . اشعار استادان سلف زیاده از همه معاصران پیاده
 داشت . و شعر بطرز غریب میخواند که گوش سامعه باز میشد ، بلکه مردمانی که مناسبت باین
 فن نداشتند ، نیز دل از دست میدادند . چنانچه در باغ میر مشرف روز هرس مجمع عظیمی بود
 قریب هفصد کس طوائف هنگامه رقص و سرود گرم داشتند ، در یکی از ایوانهای باغ ،
 میرزا گرامی با شاگردان خود مجلس افروز سخن شد ، تماشاچیان شهر چشم از آنها پرشیده متوجه
 بزم سخن گشتند و این معنی مشهور شده بود . او در قید هیچ مذهبی و ملتی نبود ، بسیار بی
 تکلفانه زیست میکرد . از منتضات وقت بود . در سال هزار و صد و پنجاه و شش (۱۱۵۶ هـ)
 به هوشیاری تمام برحمت حق پیوست . و از مرگ او ناظره سخن به سوگواری نشست و هنگامه
 مجلس بر شکست . فقیر به تفاوت یکسال این مصرع ماده تاریخ وفاتش یافته :

الموس گرامی از جهان رفت (۲) ؟

بر فقیر ، خیل مهربان بود به ویرانه دو مرتبه در مشاعره قدم رنجه ساخته ، این دو بیت به خط
 خود در سفینه فقیر مرتوم فرمود :

گران بها ترش از در ، همین نه دندانست دو سرخ لعل لب او ، نزون زمرجانست
 (این بیت بیرتبه تمام است که : مرتبه مرجان از لعل افزون نیست . پس تفضیل لعلش
 بر مرجان ازین قبیل است که گویند که فلان بهتر از شر است) (۳)

۱- مولف کتاب در ۱۱۵۱ در دهل بود و خاطرات را در کتاب نوشته است .

۲- رک : تحت صحف ابراهیم .

۳- این عبارت بر حاشیه نوشته شده است ، مرتب نسخه چاپتی سفینه خوشگو ، گمان دارم
 که این اضافه ، از آزاد بلگرامی است . (رک : ص ۲۳۵) نیز تحت گل رهنا .

هیچ کس ، بی داغ از دست بتان هند ، نیست
 آتشی در هر طرف ، زین دودمان افتاده است (۱)
 روشن شد ، کی برایت سر دهد ، چون آفتاب
 تا سپر ، پسر زر نسازی ، صاحب شمشیر را
 لعل جان بخش بتان ، آندم که می آید بحرف
 میکند روح نیائی قالب تقریر را (۱)

نباشد قیسره روز آن را بجز فرزندی سر کسوی

آنکه هندو را پس از مردن پسر بر سر زند چوبی (۱)

مردان ، بسان ترکش پر تیر ، در نبرد بیرون ، هزار دست ز یک آستین ، کنند (۱)
 فقیر درین مطلع رباهی مرزای گرامی قدر ، کامل دارد :

می ، جان به لب رسیده ماند ، بی تو بط صید ، بخون طپیده ماند ، بی تو
 آید در بزم بوی خون ، از مینا ساغر ، بسر بریده ماند ، بی تو
 یعنی حرف با در هر دو مصرع بیت اول میباید ، چنانکه در مصرع چهارم خود آورده .

(ص ۲۴۴ - ۲۴۵)

رباض الشعرا : میرزا گرامی خلف عبدالنقی بیگ قبول است ، که در روضه القاف
 مذکور شد . مشار الیه بعنوان درویشی بسر میبرده و جمعی کثیر از اهالی دار الخلافت دهل معتقد
 او بودند ، اما در عقائد میل بالحداد داشت . چند سال قبل از حال تحریر فوت شده .
 اوراست :

راستی ، کی ز کف دهد ، درویش زین ستونش قلندری بر پاست
 بدست ، آینه داد ، آن ماه مارا ز حال خسروش ، کرد آگاه مارا
 ننگند این چشم زار از ناتوانی چو قار سبزه در انواء مارا
 گوش بر حرف کسی ، نیست ترا سبزه خط چه بگوشی تو دید (۲)
 هنگام خط ، متاب رخ از ، بوس عاشقان خیری بود ضرور چو وقت کسوف شد (خطی)
 مجمع النفاث : میرزا گرامی ، پسر عبدالنقی بیگ قبول . خیل در تلاش است ، بسیار
 در بند الفاظ نه بست و معانی تازه بود ، که از زبان غیر باشد مثل هندی و فرنگی . مدق مدید در
 سایه پدر خود بسر برده و بعد از پدر هم رشادتی بهمرسانیده . هیچ مشرب و مذهب نداشت ، با سنی
 سنی و با شیعی شیعی و با جوگی جوگی و با نصرانی نصرانی و با یهودی یهودی و با هندو هندو .

۱- گل رعنا دارد

۲- مجمع النفاث دارد

اکثر در خدمت ارباب دول میبود و در طریقه فقرای میزیست و چون خالی از بدل و دست مشرب نبود ، اکثر نویسان خود را ، مرید او میگرفتند . بسا اوقات لنگی سرخ مثل جوگیان بر کمر می بست ، و پیش و بروت را خیربادی بلند میگفت . بهر حال هنگامه آرای شعر و شاعری میبود . از ثقات مسوع است که : اوائل که شیخ محمد حل حزین شاهجهان آباد آمد ، و آوازه شعر او بگوش رسید ، مرزا گرامی با ده بیست کس از شاگردان و مخلصان - بجای که شیخ بود - رفت و بلبجه که مرسوم 'فرقه قبولیه' (۱) است ، هر یو در گنبد افلاک نواخت . شیخ بیچاره بیک آواز کله اش پرید و ذرگوشه شاموش نشست . بعد از تکلیف سخن شاید شیخ هم چند بیت خود با آواز حزین خواند . چون صحبتها برآر نشد دیگر اتفاق ملاقات نیفتاد . بیا!

رضع زمانه قابل دیدن دوباره نیست (۲)

مکرر از شاگردان او ، شنیده شد که . سخن شیخ پایه ندارد . اما این قدر هم بی انصافیت و در واقع مخالف سر و طور فرقه قبولیه است . تقریبا از خود هم این جا حکایت خود یاد آمده که : هفت سال پیش ازین ، باستماع کمالات شیخ حل حزین شوق وافر بهم رسید که بمجهولی معلوم نماید . چون در آن وقت شیخ بسیار اسوال پریشان داشت ، خود تنها اندرون خانه او رفته و نوکران را بیرون گذاشته ، او را دریافت . مرد بحال خودی دید ، اما از راه پر خود چهنگی خورشین داری و اعزازی بر کمال طینه خودش بود - که بگفتن نیاید - دیده ، بعد از ساعتی برخاست . اینجا قول مرحومی سفدر محمد خان یاد می آید که : مکرر در حق شیخ حزین میگفت : او گدای متکبر منتظر الایاله است . بهر حال اشعار گرامی اینست :

سجده گاه ما نه تنها کعبه و بتخانه است	شش جهت در سجده باشد گوهر غلطان ما
جز سخن از کس نمیماند پس مردن لغتان	خط بود ، بر پشت زان رو ، صفحه تصویر را
گر مزاج طفل دارد پیر ، چندان دور نیست	تا بطفل ، هست یک شب در میان ره ، پیر را
بگوش بسی زبانان شعر رنگین آشنا باشد	که پرمازنه از شنجرف ، مردم گوش ماهی را
زایض آه شود عقده را دل ما را	کلید نیست بجز یاد قفل دریا را
میخورد گر به زاهد از یابد	وقت افطار موش خرما را

شیره انگور ، در خم رفت و از خم ، شیشه یافت

میکنند ایجاد قالب جان شیرین بی حساب (کذا)

چون نمکدان از نمک گر دیده ها را پر کنند
 از هوس ، دائم دل شوریدگان ، خالی بود
 مردمان را این زمان پاس نمک منظور نیست
 ره مگسها را از آن در خانه زنبور نیست

۱- فرقه قبولیه یعنی گروهی معتقدان و تلامذه که تعلق با پدرش میرزا قبول داشتند .

۲- صائب گفته :

مرا ز روز قیامت غمی که هست اینست که ، روی مردم عالم ، دوباره باید دید

پوشیده چون سیاه ز خط مهر عارضش
گوارا خواجه را ، حرف گدا نیست
بی بهره اند ، مردم دنیا ز مال خویش
خواجه بی فرزند اگر باشد، غلامش وارثست
لیکن کلیه، مصرع اول مورد نظر است ، چه غلام وارث نیست ، معبداً سوی فرزند وارثان
بسیار اند . و نیز معنی آن ، نزدیک بمضمون رباعی استاد است که در منقبت گفته شده :
بی فرزندی که خانه زادی دارد
شک نیست که باشدش بجای فرزند
وله :

نگاری، کز شمار افزون، نظر برد شمنان د ارد
همین نه ، طالع من کرده است ، کوتاهی
چو خواستم که زخم بوسه ساعد او را
بنیر از منقبت حرفی بگویم آشنا نبود
با قد خم گشته ، چون رفتم بقربان سرش
درخانه طرف هیچ کس از حسن تو نه بست
گذشتن مسکنت کی، از شر و شور جهان گردد
ما نخواندیم گر نماز رواست
دم آتلم ، چو خامه نقاش
مخفی نماند که، مصرع اول ناموزون است، چه بحر مصرع دوم فعولن است چهار بار و آن
غالباً سهو است . لیکن سهو مذکور در بحر بعضی از اساتذده را نیز واقع است .

جویند بکعبه اش خلایق
ز طوف کعبه و بتخانه، معشوق است منظوم
بهر سنگی که کردم سجده، از بهر خدا کردم (۳)
ز حرف کن ، نه تنها ساخت ایزد، هوش و کرسی را
جهانی گشت روشن ، تا، گرامی! دیده وا کردم

و بگمان فقیر آرزو بجای روشن لفظ پیدا مناسب است فتامل :

چو شمع شکوه، گرامی! ز غیر نیست مرا
بطفلی ز ابروش بی برده بودم
نخواهد کسی برد جان از کمالتش

۱- بینظیر دارد .

۲- سفینه هندی دارد .

۳- مرآة آفتاب نما دارد .

همچو گل ، بوی یار می آید
 اگر از خاک بردارد، تراگردون، مشو غافل
 از گریبان پاره پاره پاره من
 چو شاخ بر ثمر، باید باصل خود، نظر کردن
 شگوفه وار تا ایزد عطا فرمود دندانی
 رباعیات :

تا چند ، نشسته دور ازو ، خواهم بود
 چون شمع ، اگر راه ببزمش یابم
 از اشک فراق ، جیب و دامن آلود
 چشم تر خود ، پپای خود خواهم سود

من متفرقات اشعاره :

وقت خطه ، بوسه لعل تو ، گذارایم نیست
 هر کس که ، سیر حسن تو ، ای گمذارا کرد
 برگ عتاب برد لذت شیرینی را
 چون عدلیب ، گرم کشی اختیار کرد
 سرخ این تسبیح در ماه محرم میشود
 میشود تعویذ از در نجف انگشتری
 صحبت پاکان ز پاکت گرمای میکند
 (۳۰۰ الف -- ۳۰۱ الف)

سرود آزاد : میرزا گرمای کشمیری خلف و شاگرد میرزا عبدالننی قبول کشمیری . رعنا طرز
 خوش مقالان است ، و کلاه گوشه شکن نازک خیالان . در شاهجهان آباد قلمدرانه می گزرانید ،
 و به کهنه شراب تازه گوئی دماغها را می رسانید .

وفاتش در سنه ست و خمسین و ماته و الف (۱۱۵۶) واقع شد . تاریخ گوی سال وفاتش
 درین مضراع ضبط میکند :

رندی عجیبی ازین جهان رفت (؟) (۱)

طوطی ناطقه را چنین در گویای می آورد :

تذکره بینانییر: گرمای تخلص . خلف و شاگرد میرزا عبدالننی کشمیری است . در شاهجهان آباد
 زندانه بسر میبرد . شاعر شوخ طبع نازک مقال و تازه گوی خوش خیال بود . در سنه ست و
 خمسین و ماته و الف (۱۱۵۷) (؟) جهان فانی را بدرود نمود . او زلف سخن را چنین شانه
 می کند :

تاریخ محمدی : گرمای شاعر بن غنی بیگ متخلص بقبول . شاعر کشمیری ، در ماه رجب
 (۱۱۵۵) در شاهجهان آباد فوت شد .

گل رعنا : گرمای خلف رشید میرزا غنی بیگ قبول کشمیری . که در حرف الغاف گذشت .

گرامی گوهری است در سلک شعرا و پیش آهنگی است در قافله فصحا. ادا بند ممتاز بود و معنی تلاش بی انباز. در جهان آباد قلندرانه بی قیدانه میزیست و شعرا را بطرزی میخواند که سامع صورت معنی برای 'العین معاینه میکرد، بلکه در دل مردمانی - که مناسبت باین فن نه داشتند - نیز تأثیر مینمود. وفاتش در سنه ست و خمسپن و ماته و آلف (۱۱۵۶هـ) واقع شد. تاریخ گوی 'نظر برین که او را قید مذهبی و ملتی نبود - این مصراع تاریخ یافت:

رندی عجبی ازین جهان رفت (؟)

عندلیب ناطقه او چنین بترنم می آید: (۱)

گرا نیها ترش از در ، همین نه دندان است دو سرخ لعل لب او ، فزون ز مرجان است مولف گوید: شاعر بقصد ایهام از لفظ سرخ دو معنی اراده کرده ، یکی احمر دویم چشم خروس ، و آن دانه ایست سرخ خالدار شبیه بچشم خروس و در عربی آن را عین الدیک خوانند ، و در وزن جواهر و طلا و نقره بکار می آید . در معنی اول لفظ سرخ صفت لعل لب مقدم بر موصوف است ، و در معنی ثانی برای بیان مقدار وزن است . و برین بیت اعتراض وارد میشود که تفضیل لب لعل بر مرجان، وقتی لطف پیدا میکند که ، قیمت مرجان از لعل افزون میشد . چنانچه در مصراع اول قیمت در از دندان زیاد است بلکه دندان قیمتی ندارد و شاعر دعوی عکس کرده .

مرآة آفتاب نا: گرامی، پسر عبدالغنی بیگ قبول است. تلاش معانی و الفاظ بسیار مینمود و در شاهجهان آباد درویش مقلدانه و خوشامد پشه بود ، حتی که مرید روشن رای (۲) ، دیوان قمرالدین خان، گردیده بسجع نگین کندانیده :

شد گرامی مرید روشن رای

روزی بامریدان در خانه شیخ عل حزین بملاقات رفته، شیخ از صحبت آن بیدماغ شد، بمالی دماغی آهسته فرمود که . میشنیدم هندوستان درکه (کذا) میریزد شاید همین خواهد بود . ازوست :

(یک بیت دارد - ۱۹۵ الف - خطی)

صحنه ابراهیم : گرامی : میرزا گرامی، خلف ارشد و شاگرد رشید عبدالغنی بیگ قبول است . وارسته مزاج و لا مذهب و متواضع بود . و در رعایت ایهام تنج پدر خود مینمود . و تلامذه بسیاری در دار الخلافه دهل داشت . و اشعار بشد و مد بسیار میخواند که هر که میشنید گوش بلهجه خاصش میگذاشت . در سال هزار و صد و پنجاه (؟) برحمت حق پیوست :

۱- بعد ازین دوازده بیت دارد .

۲- راجه روشن رای' کتیبو از امرای عصر در محرم یا صفر (۱۱۵۹هـ) بشاهجهان آباد فوت شد (تاریخ محمدی ص ۱۳۳)

انسوس گرامی از جهان رفت (۱) تاریخ اوست . (۲۹۰ب)

سفینه هندی : میرزا گرامی ، گرامی تخلص خلف مهین میرزا عبدالغنی بیگ قبول مسطور است ، تولدش در دهل رو نموده ، مدتی در سایه پدر بآسایش پرورش یافته ، بعد فوت پدر وسعت مشرب اختیار کرده ، بظاهر در لباس صوفیه و مشائخ می بود ، اما اوقات بعنوان قلندران هند بسر می برد . ریش و پروت را خیر باد گفته ، با مردم هر مذهب گرم می جوشید . از خوش اختلاطی و کریم النفسی او ، بسیاری ، از موزونان شاگرد او شدند (۲) ، بلکه معتقدیه اناس گردید . معتقدانش با بنده نقل کرامتش کرده اند ، مگر زبانی اکثری از دهلویان شنیده ام که : بحسن تدبیر و خوش اخلاقی مردم را بدام خود می کشید . بهر حال فکر شعر میکرد و هنگامه شاعری گرم ساخته بود . و تسلیم و حلیم هر دو — که ذکر آنها بالا گذشت — شاگرد اویند . اوراست :

گشت نسخیر من ، فلک از آه ناله ام قلمه ستاره (۳) گرفت
کسیکه ، جوش خط یار دید ، گریان است چو مور پیش برآمد ، دلیل باران است
(دو بیت دیگر دارد ۱۷۴ - ۱۷۵)

نتایج الافکار : شاعر فامی میرزا گرامی ، که اصلش از کشمیر است ، بخدمت پدر بزرگوار خود میرزا عبدالغنی قبول بتلمذ پرداخته و بطبع موزون لیاقت شایسته حاصل ساخت . از شعرای نازک خیال است و فصیحی شیرین مقال . در شاهجهان آباد ، بکمال استننا قلندرانه گذر اوقات مینمود و بادابندی خیالات تازه و مضامین رنگین گوی سبقت می ربود . و آخر در ست و خمین و ... (۵۹۱۵۶) بسفر آخرت پرداخت . از طبع گرامی اوست :

(یک شعر دارد ص ۶۰۷)

شع انجمن : گرامی خلف و شاگرد میرزا عبدالغنی کشمیری ست . رعنا طرز خوش مقالان و کلاه گوشه سخن نازک خیالان بود . در شاهجهان آباد قلندرانه می گذرانید و بکجهت شراب تازه گوی دماغش را می رسانید . وفاتش در ۱۱۵۶ و اتع شد :

رندی عجیبی ازین جهان رفت ؟ (۴)

تاریخ است . عروطنی ناطقه را در گویای می آرد : (دو بیت دارد ص ۲۰۶)

- ۱- رکه : سفینه خوشگور . این تاریخ از خوشگور است .
- ۲- رکه : قور صاحب سفینه خوشگور .
- ۳- اشاره است به قلمه ستاره که در آستان بمبئی (هند) است .
- ۴- رکه : سرو آزاد .

۲۲۰ - شاه گلشن

شاه گلشن . طبعش گلشنی است ، که باغ خلد را ، یکی از صحن

چمنش میتوان خواند :

مپوشان روی خوب از من ، ملاحظت دستگاه من

چو عمر رفته ، بر گشتن نمی داند ، نگاه من*۱

• کلمات الشعرا: شیخ سداالله گلشن . طبعی درست دارد ، چند سال پیش فقیر مشق کرد :

بدل شوخی ، نفس دزدیده ، طغیان می کند ، نازش

پری در شیشه پنهان گشت و بیرون ماند پروازش

در عالم گریه بینوایم ، چون شمع

در سمی گذاختن رسایم ، چون شمع (۲)

حیرت بهار گلشن نظاره خودیم

آینه خانه دل صد پاره خودیم

ز شوق مهر رخساری که چشم گریه پیدا شد

چو گوهر هر سرشکم در گره دارد سحرگهی

روزی مصرعه گفته آورد :

بیک پیمان ، چون یاقوت دارم آب و آتش را

فقیر پیش مصرعی رساند :

ز بس با نرم خوی ، رام کردم طبع سرکش را

سفینه خوشگوار: شاه گلشن

گلشن معنی ، جناب شیخ سداالله ما قیلة ما! پیر ما! استاد ما! و شاه ما! (ص ۱۵۷)

درویش شاه منش و شاه درویش وش ، اهل مقام فرخنده سرانجام بود . از شیخ زادگان

صحیح النسب برهان پور . بحقائق و معارف معروف به فضائل و کمالات مشهور بود . بزرگی را

از نسب ذاتش تا مرش بر خود بالیدن ، و معنی را باضافت طبعش تا کرسی بر خویش نازیدن ،

آزادگی از طرز آفرینش چون سرو بموزونی ، علم و شکست رنگ از جبینش چون گل به پرافشانی

توأم فرشته بود . بآب و گل رحمت سرشته سراپا چون تخلص مبارک خود گلشن اخلاق و یکدست

مانند همت والای خویش صدر نشین این هفت طاق . دست ارادت پدایم شیخ الشیوخ شیخ

۱- روز روشن دارد .

۲- نتایج الافکار و سفینه خوشگوار دارد

عبدالاحد عرف گل محمد وحدت تخلص— که ذکر ایشان گذشت— (۱) زده، بسرحمد معنی رسید و به همین نسبت از تخلص خود بسیار خوش بود. و از سلسله علیه نقشبندیه، نقشبند فیوضات الهی گزیده. چهل سال پیش گزشت بود که به پاس امر نفس اماره مطبخ گرم نکرده، مگر برای خاطر میهمان و باحتیاج امور ضروری بر در دنیا داری نرفته الاجهت اجرای کار محتاجان. در خدمت پدر بزرگوار خود پیاده بزیارت حرمین رفت، و باز معاودت نمود. بست و دو سال در احمد آباد گجرات و اورنگ آباد و دیگر بلاد دکن بسر برد. تا بست سال شاه جهان آباد از قدوم

۱- وحدت : حضرت شاه عبدالاحد وحدت تخلص مشهور به میان گل. نبیره و خلیفه بر حق شیخ الشیوخ شیخ احمد سر هندی مشهور به مجدد الف ثانی نقشبند، فیوضات سلسله نقشبندیه بود. خیل مقام بلند داشته، درویشی بود بزرگ همت عالی نهاد صاحب کمال والاشاراد. بر کمال ذاتش همین قدر شاید عادل بس که، همچون شیخ سعد الله گشن که گلیست آبیاری تربیش رنگ و بو یافته و از دامن پرگهای فیض برخاسته. اگرچه از اشغال باطن فرصت نمی یافت، که به فکر سخن پردازد، اما درین کار نیز استاد بود، و بسیار معانی تازه و مضامین رنگین ازو گل میکرد. در کوتله نیروز آباد واقع دهل کهنه اقامت داشت. همانجا در عهد بادشاه شهید محمد فرخ سیر به سال هزار و صد و بست و شش (۱۱۲۶هـ) وصال کرد— رحمته الله علیه— دیوان مختصری از انجناب یادگار است. چند شعر تیمنا تیرکا بقید قلم می آید:

نشاء فقر رسا تر، ز فنا یافته ایم	دو قدم بیش بود، ره ز کفن تا کفنی
دل وحدت منش از خلق (۲) مکدر نشود	گر کتاب تو بود، یک ورق ابتر نه شود
جلوه گاه شمع رویش، دوش این کاشانه بود	پرده های دیده، فانوس و نگه پروانه بود
گوهر مقصود را، از سنگ طفلان، یافتیم	عقل آنجا سنگسار از مشرب دیوانه بود
بروز واقعه، تابوتم از چنار کنید	که برده ایم ز باغ جهان تبیدستی
هر که چون فواره در یاد قد جانان فتاد	پای تا سر گریه گشت و آبرو بزباد داد
تا چشم تو، بافته گیری ساخته است	قد تو، بشوخی علم افزاشته است
با گرمی بازار تو، ای آفت جان!	خورشید قیامت سپر اذراخته است
آن تیغ که زندگی از و در خلل است	آتش فگن خرمن طول امل است
هم تشنه خون خلق وهم موج پلاست	همدست قضا و هم زبان اجل است

(سفینه ص ۶۹)

بهار لزومش غیرت کشمیر بود. در مسجد زینت المساجد (۱) که پادشاه زاده زینت النسا بیگم بنت عالمگیر پادشاه برکنار آب جمنا احداث کرده، سکونت داشت. وجه معاش از کچه‌ری مقرر کرده که برای مسجدیان معین بود می نمود. بروز شنبه اکثر صاحب سخنان جمع شده مشاعره میکردند. چنانچه فقیر درین معنی گفته بود:

اگر آب و هوای گل زمین شعر خواهی، بین
فضای مسجد بیگم کنار آب جمنا را

آن قدر میدگی داشت که، اگر در وقت مشغولی سخن، کسی باوصف آشنای قدیم بخدمتش می آمد، بار نشستن نمی یافت، و همان رجب القهری می ورزید. فقیر راقم که در جناب وی بندگی خاص و شاگردی داشت، تا یک پاس بلکه زیاده انتظار کشید و باریاب نه شده. در اثنای آمدن از لاهور، وقتی از اوقات که جاده‌های راه از نا اینسی یک دشت خار در پای رهروان شکسته بود، در اواسط منزل خار خار فکر سخن بخاطرش پیدا شد. سایه درختی دیده از قافله جدا گردید، و زمینی تازه اختیار نمود و در فکر غزل رفت. فقیر سر و پا برهنه از طرفی در رسید و به اضطراب تمام گفته: ای درویش! در چنین راه بیم ناک، که جگر شیر مردان آب می شود! چه جای توقف است! بر خیز و بر سر راه شو والا دست از جان خواهی شست! در جواب گفت: به یمن نا توانی آن قدر از خود برهنه ایم که، خطره باز آمدن به خاطر خطور

۱- در آثارالصنادیدهست که: این مسجد در حدود سال ۱۱۲۲ بنا کرده شد. زینت النسا بیگم مدفن خویش نیز در پهباری مسجد درست کرد و بعد از فوت آنجا مدنون شد. مسجد از سنگ سرخ است، و هر سه برج از سنگ مرمر دارد. دو مینارها بلند دارد. هفت در دارد و در صحن حوضی ست. سنگ مزار زینت النسا بیگم کتیبه ذیل دارد:

- ۱- قل یا عبادی اللدین اسرفواعل
- ۲- انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله
- ۳- ان الله ینفر الذنوب جمیماً
- ۴- انه هو الغفور الرحیم
- ۵- مونس مادر لحد، فضل خدا، تنها پس است
- ۶- سایه از ابر رحمت، قبر پوش ما پس است
- ۷- امیدوار حسن خاتمه، فاطمه زینت النسا بیگم
- ۸- بنت محی الدین عالمگیر پادشاه غازی
- ۹- انار الله برهانه

کند ، همین دوات و قلم و کاغذ و خرقه کهنه ، که بخری . سرمایه ماست ! اگر قطاع الطریق خوش نمایند مهربان است ! ازین چند بیت تازه دست برداشتیم ! اما حجب از تو می آید باوجودیکه هیچ نداری آن قدر غم داری ، که دست و پا گم کرده ! تا غزل تمام نه کرد از آنجا برنخواست . میان ناصرعلی او را در بغل گرفت و سینه بسینه مالیده گفت : دور دور شاست ! ما خود ضعیف شدیم و پیچ سفر واپسین داریم ! . و آن حضرت اکثر به زبان می راند : در زمانی که مرزا بیدل صاحب سی هزار بیت شده ، در فکر سخن ترقی کرد ، میان ناصرعلی از ترقی باز آمده به هر قدر که نصیب گردید در ساخت : من تازه بفکر آمده بودم . این هر سه دور یکی بود . مرزا بیدل ، تخلص من گلشن و تخلص سخن بمیر عبدالصمد یکروز عنایت کرده . ! طالب علم منتفع بود و در درویشی پایه اولیای رسیده و نثر شاعرانه مسجع و رنگین مینوشت . کلیات اشعارش صد و بست هزار بیت است ، و آن را هفت دیران کرده . در فن موسیقی نیز نفس گرم بر می آورد ، تصنیفات استادانه بسته ، اهل این فن را بسیار به نظر قبول می دید . و اکثر خوانندگان کامل فن میگفتند که : شاه گلشن در شعر و سرود ، امیر خسرو زمان ماست ! .

بر فقیره توجهات در نیهایات داشت . اکثر به ویرانه ام قدم رنجه میفرمود و فرمایش اطعمه هندوانه می نمود . فقیر زیاده از دو هزار بار گلهای فیض از صحبت آن گلشن فیض چیده . وقتی بنده بر رقاصه زنی عاشق شدم و بحالت سخت گرفتار گردیدم ، روزی بخدمت ایشان نشسته بودم . بی اختیار گریه در گرفت . پرسیدند : سبب چیست ! بیان نمودم و گفتم که : از حضرت بشارت می خواهم که آیا از وصل او کامیابی در نصیب من هست ! فرمودند : در عالم رویا استخاره خواهم کرد ! آخر چون احوال ایشان معلوم شد گفتند که : در نصیب تو نیست ! و آن کس را نیز — که مستحق اوست — در واقعه دیده ام ، به شکل کنوران و سردار طرنی هست ! مایوس شدم ، عاقبت هم چنان شد . بعد ماهی چند و کیلی زمیندار بیکانیر آن جمیله را بدو هزار و پانصد روپیه خرید کرده بوطن خود برد . ازین قسم خرق عادات ازان جناب بسیار بظهور آمده .

از لطیفه هایش این است که : وقتی بخانه یکی از اغنیا که ذوق به کتب لغات بسیار داشت برای اجرای کار حاجتمندی رفت . چون به مجلس او رسید کفش از پا برآورده و در رومال پیچیده به بغل کرد ، و بر مسندش رفته نشست ، و آن بسته از بغل بر آورده نزد تکیه گذاشت . آن عزیز از بسکه دلداده کتابهای لغت بود ، پرسید که : حضرت این کشف اللغات است ؟ فرمود کشف اللغات است ! و سرش وا کرده بنمود . تمام مجلس حیران بی تکلفی و حسن کلام ایشان ماندند . غرض که خیل وارسته مزاج بی تکلف بود . بالجمله بممر شست و پنج سال در حویلی محمد ناصر — که در بازار صدر واقع است — بست و یک روز به مرض اسهال صاحب فرارش بوده ، بتاریخ یکشنبه بست و یکم جمادی الاول سال هزار و صد و چهل (۱۱۴۰) آخر روز به هوشیاری تمام

بدستور اولیا برحمت حق پیوست . و در احدی پوره متصل شاه گنج - در زمینی که از مملوکت
خواجه محمد ناصر است - مدفون شد . میان نعمت خان بین نواز ، که درین فن استاد بی نظیر
و از دوستان ایشان بود ، هر سال بر قبر مبارکش شب زنده می دارد . و مجمع عظیم و مجلس عرس
ایشان ، در غایت خوبی متعقد میگرد . و فقیر خوش گو تاریخ رحلت ایشان ، ازین مصرع برآورد :

جای گلشن بیبهشت ابدی

۸۱۱۴۰

این اشعار ایشان پسند خان صاحب (خان آرزو) است :

زخم دندان خورد تالبهای شیرین جنگ او	پسته حلوی سوهان شد ، دور ننگ او
بستان از غنچه من ، ای نسیم صبح ! پیغامش	که گر ناراج دلها میکنی ! من هم دن دارم
حوشا ! احوال گلچینان این باغ	که من ، زین باغ جز دامن ، نفچیدم
حیرت بهار گلشن نظاره خودم	آئینه خانه دل صد پاره خودم
ز بس با نرم خوئی رام کردم طبع سرکش را	بیک پیمانہ چون یاقوت دارم آب و آتش را
ز شوق دوست ، بر اوراق دفتر گلبا	بهار نامه نوشتم ز اشک بلبل ها

رباعی :

هر یک که روی را نداند از پشت	گردید ز جان سیر بنا خوردن مشت
پیتاب دلان عالم دیگر دارند	سیماب بود کشتنی و نتوان کشت
در عالم گریه ، بی نوایم ، چون شمع	در سعی گداختن رسایم ، چون شمع
تا از دل من داغ تمنا گل کرد	در سوختن انگشت نمایم چون شمع (۱)

وقتی ، شاه گلشن دو صفحه از مطلقهای خود ، به فقیر خوشگو دادند ، که بخندمت مرحوم
میان سرخوش بردم ، ایشان بعد مطالعه نوشتند : همه خوب و یکدست هیچ مطلع بی لطفی نیست . ع :

چو شعر حافظ شیراز انتخاب ندارد

این چند مطلع از اینجمله است :

عیان شد فتح اقلیم معانی از بیان ما	که با شد مد بسم الله دم تیغ زبان ما
روشن سر شک گرم کند چشم داغ را	از روغن است خون برگ جان چراغ را
فنا چون شعله برجسته شد ، حاجت روی ما	که دست از زندگی برداشتن باشد دعای ما
نازنینان متنی دارم ز احسان شما	گرچه جام ما نشد پر ، می بدوران شما (۲)
دادند طیش از ازل ، آشفته دلان را	آرام ندید است کسی ، آب روان را

۱- نتایج افکار دارد . ۲- حافظ دارد :

عمرتان ، بادا مدام ، ای ساقیان بزم جم !
گرچه جام ما نشد پر ، می بدوران شما !

بیادت ، گر کنم در جانب صحرا ، نگاهی را
 شناسم سبزه خط تو ، هر برگ گیاهی را
 نیست خود بینی ، شاعر طبع صافی سینه ها
 خالی ز روانی نبود شعر تر ما
 روی خود هرگز به صحر خود ندید آئینه ها
 طبع نازک فطرتان ، همواره بر حال خود است
 خاصیت بحراست در آب گهر ما
 آمد و رفتی ، نمی باشد دم شمشیر را
 ز شوق مهر رخسار که چشم گریه پیرا شد
 چو گوهر در گره ، هراشک من دارد سخن گاهی
 خامشان را نکند زخم زبان زیر و زبر
 الف سینه گندم به تهی نرود
 فیض از مرد خدا ، کی می ستاند مالدار
 زن چو گردد حامله ، ناکامیاب از شوهر است
 (۱۶۵ - ۱۷۰)

تذکره حسینی : شاعر رنگین شیخ سعد الله گلشن ، از سخن سنجان کامل بوده ، و معاصر

میرزا بیدل این مطلع ویراست :

گشتم شهید تیغ تنافل کشیدنت جانم ز دست برد غزالانه دیدنت (۱)
 بدقت میتوان فهمید معنی های ' ناز او که شرح حکمت العین است ، مژگان دراز او (۲)
 (۲۸۴)

سرود آزاد : گلشن : شیخ سداقه - دهلوی قدس سره - از فقراء شعر است . مبنای خیالات
 رنگین و مصدر اشارات دلنشین . از وحشت کده دنیا رم و در تجرد و توکل ثبات قدم داشت ،
 و مرید شاه گل متخلص به وحدت بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد سهرندی بود - قدس الله
 اسرارهم - باین مناسبت گلشن تخلص میکرد .

نیش به زبیر بن العوام صحابی - رضی الله تعالی عنه - می پیوندد . و اسلام خان -
 بکه بوزارت بعض سلاطین گجرات احمد آباد رسیده - از اجداد اوست .

بعد انقراض سلاطین گجرات و استیلائی اکبر بادشاه (۳) یکی از اسلاف او ، از گجرات به
 دار السور برهانپور ، نقل کرد . شیخ سعد الله از برهانپور برآمده رحل اقامت به دار الخلافه
 شاه جهان آباد انگنند . و به اراده سیاحت هم برخاست و وطن اجداد یعنی احمد آباد و دیگر

۱- سرود آزاد دارد .

۲- 'نتایج الافکار و سفینه خوشگو دارد .

۳- گجرات را میرزا عبد الرحیم خان خانان فتح بکرد و ضمیمه سلطنت تیموریان هند

کرد . فیضی بر فتح گجرات قصیده سروده است که مطلع دارد :

مژده کز گجرات شاهنشاه دوران میرسد ابر گوهر بار از دریای عمان میبوسد

بلاد را (۱) سیر کرده به شاه جهان آباد برگشت . و در همین عصر بیست و یکم جمادی الاول سنه احدی و اربعین و ماهه الف (سنه ۱۱۴۱ هـ) ؟ متوجه روضه رضوان شد .

دیوان سیر ضخامت دارد و شاهد سخن را باین رهتائی بر کرسی می نشاند:

بچشم خویش نگر، سحر سامری اینست نظر به آئینه کن شیشه و پری اینست (۲)

(۱۹۸ - ۱۹۹)

گل رعنا: گشن، شیخ سعد الله برهانپوری . مرید شاه گل متخلص به وحدت است ، که در حرف الواو می آید (۳) و شاگرد میرزا عبد القادر بیدل بود . از او منقول است که می گفت : میرزا بیدل، تخلص گشن بمن داد . چون نسبت گل و گشن ملاحظه کردم اختیار نمودم و شاید دو سه جا تغییر و تبدیل در اشعار من کرده باشد . انتهی . شاه گشن مرد بزرگ و قدسی نژاد بود . پیاده بزیارت حرمین شریفین شتافت و بعد حصول زیارت بیست و دو سال (۲۲) در گجرات احمد آباد و اورنگ آباد و دیگر بلاد دکن گذرانید . و قریب بیست سال (۲۰) در شاهجهان آباد بسر میبرد . و طلب علم درست داشت و نثر رنگین مینوشت و در موسیقی هندی بعدی ماهر بود ، که او را امیر خسرو زمان می دانستند . خوشگومی نویسد که : خیل وارستگی مزاج و بی تکلفی داشت . وقتی بخانه یکی از اغنیاه - که او را ذوق با کتب لغات بسیار بود - برای اجرای کار حاجت مندی رفت . چون مجلس او رسید ، کفش از پا بر آورده و در رومال پیچیده به بغل کرد و بر سندش رفته نشست ، و آن بسته از بغل بر آورده نزد تکیه گذاشت . آن عزیز از بسکه دلدادۀ کتابهای لغت بوده ، پرسید که : حضرت این کشف لغات است ؟ فرمود : کفش اللغات ! و سرش را کرده بنمود . تمام مجلس حیران به بی تکلفی و حسن کلام ایشان ماند . انتهی .

اشعار شاه گشن از غزل و قصیده و مثنوی و رباعی قریب یک صد و بیست هزار بیت است . چون تحمل باوقات الهی نمی توانست ، اکثر اوقات خود را بشعر مشغول میداشت . پر گشتن

۱- شاید درین زمانه بکشمیر رفته باشد .

۲- نتایج الافکار دارد

۳- وحدت شیخ عبدالاحد مشهور به شاه گل بن شیخ محمد سعید بن مجدد الف ثانی شیخ احمد سهرندی . بر جاده درویشی و قناعت مستقیم بود و در کورله فیروز شاه واقع دهل کهنه می گذرانید و هرگاه از اشغال باطن فرصتی دست میداد، گاهی بنا بر قنطن طبع، متوجه شعر می شد . در سنه ۱۱۴۶ هـ و عشرین و ماهه و الف (۱۱۴۶ هـ) از انجمن کثرت بنهائخانه وحدت آرمید . از اشعار آبدار اوست :

(ده بیت دارد که تحت گل رعنا آمده ص ۱۰۸۶)

شعر را همین سبب است . لهذا در بعض اشعار ایشان مبالغه هم واقع شده . شاه گلشن شصت و پنج سال (۶۵) عمر یافت ، آخر بمرض الاسهال بیست و یک روز بیمار مانده ، روز یکشنبه بیست و یکم جمادی الاول سه اربعین و مائه الف (۵۱۱۴۰) متوجه ریاض جنت شد . خوشگو تاریخ می گوید :

جای گلشن بیبشت ابدی !

۵۱۱۴۰

این چند گل از گلشن دست بسته می شود :

آباد از خرابی ما ، ملک بی غمبست	قفل شکسته ، در میخانه ایم ما
جز بلا نیست حصاری ، دل نورانی را	هاله جز چاه نباشد مه کنمانی را
دارد زمانه ، صاف دلان را به گشمکش	چون پنجه شک که وقف گستن است
آخر طواف کعبه دل میشود غصیب	زین چشم بستن تو که احرام بستن است
زندگانی نتوان بپنو آرام نمود	آرزو رفت نفس روح را سوهان است
چشم بستن ز جهان عقده کشای دگر است	دست برداشتن از خویش دعای دگر است
اینقدر رر چه دمی آینه را ، دلبر من !	با تو حیرانی من هم سروکاری دارد
فرض شد تنظیم اهل درد ، بر روشن دلان	شمع استاده است ، تا پروانه رقصی میکند
را آورد از قید خودی ، رنج سفر بیرون	که بر زنجیر پاهم راه تا هوار سوهان شد
خوش فروانگنده سر در فکر سامان خودم	من که چون گرداب در چاه از گریبان خودم (۱)

نتایج الافکار : گلشن نصارت بخش چمنستان سخن ، شیخ سعد الله متخلص بگلشن ، که

اصلش از احمد آباد گجرات است و نسب شریفش به زبیر بن العوام صحابی [رضی الله عنه - میرسد ، و اسلام خان که بوزارت بعض سلاطین گجرات اختصاص یافته ، از نیاگان او است . و بعد استیلای اکبر بادشاه بر گجرات ، یکی از اجدادش بدارالنور برهانپور توطن گزید . شیخ از آنجا برآمده رنگ سکونت به دار الخلافت شاه جهان آباد ریخت و بعلقه ارادت شاه گل - نواده شیخ احمد مجددی سهرندی - در آمده فیضها ربود ، و برجاده توکل و استغنا ثابت قدم بود . طبع رنگیش بغوش کلامی هم آهنگ است و اشعار آبدارش با نراکت هم رنگ . آخر همانجا در (۲) اهدی و اربعین و مائه و الف (۵۱۱۴۱) بر ریاض رضوان شتافت . جوئیبار اشعار آبدارش در روانی است :

(پنج بیت دارد که ثبت شده ۶۰۶ - ۶۰۷)

۱- نتایج الافکار دارد

۲- خوشگو و گل رعنا سه ۵۱۱۴۰ دارد که صحیح است .

روز روشن : شیخ سعد آفگ گشن ، شیخ سعد الله از اولاد زبیر بن العوام - رضی الله عنه - بود
 و اسلام خان وزیر سلاطین گجرات از اجداد اوست . نیا گانش از ملک عرب بگجرات رسیده
 طرح قورطن انداختند . و جد شیخ ، از آنجا برخاسته در برهانپور اقامت گزید . و شیخ همانجا متولد
 گردید ، و بعد سن تمیز بتحصیل علوم پرداخت و در شهر دهل رسیده تکمیل تحصیل از حاجی
 اکرام دهل نمود . و در موسیقی بنیاتی رسیده که پخشرو ثانی مشتهر گردید . و دست ارادت
 بشیخ عبد الاحد معروف به شاه گل منتخلص به وحدت این شیخ محمّد نبیود خلف مجدد الف ثانی
 شیخ احمد سهرندی داد و در شاهجهان آباد اقامت گزید و برپااست و مجاهده مصروف گردید .
 اسراء آنجا با او بقیدت و ارادت پیش می آمدند . و خواجه ناصر والد خواجه میر درد
 مرید و خلیفه اوست . و تخلص گشن از میرزا بیدل یافته . و اشعارش از انواع نظم زائد
 بر یک لک بیت بشمار آمده . و شصت و پنج سال زندگانی نموده ، بروز یکشنبه بست و یکم
 جمادی اولال سنه احدی و اربعین و ماته و الف (۱۱۴۱ هـ) (۱) عزیمت گشن بهشت نمود .
 الهی ! نشئه درد دل دیوانه ما را چو زخم ، از خون ما لبریز کن ، پیمانها را
 بدشرف رفته سجدها کردیم منت پای ماست بر سر ما

کلک من صورت کش صد معنی رنگین اوست
 گسر گسند گشن تخلص بلبل طیمم بجا ست
 من و ابرو کمان شوخی ، که عالم گشته نخچیرش
 چو میل سرمه ، جا در چشم دلها ، میکند تیرش

۲۲۱ = مرزا شریف گمنام

سر آمد شعرای ایام ، مرزا شریف گمنام . نام نامورش نظر بر شهرت
 اشعار ، که چون هلال هر مصرعش در شهرتی مشتهر است ، بمقتضای آنکه :

برعکس نهند نام زنگی کافور !

فلک از رشک گمنامش نهاده :

بسودای وصال او ، کجا زر بود ، در دستم

بی در یوزه عمری ، کاسه سر بود ، در دستم

گهی تحریر مکتوبم بشوق آن پری پیکر
 در انداز پریدن چون کبوتر بود ، در دستم
 پی تسکین دل ، روزی نهادم دست ، بر سینه
 ز سوز عشق ، پنداری سمندر بود ، در دستم
 خیال زلف مشکینش ، شبی ، پیچیده در خوابم
 سحر گه ، چون شدم بیدار عنبر بود ، در دستم
 طیب از روی دلسوزی ، بیار شعله خو ، میگفت :
 ر نبض عاشق گمنام اخگر بود ، در دستم *

* صبح کشتن : گمنام ، مرزا شریف . سخن سرائست لطیف و ظریف (مین پنج شعر
 دارد ص ۲۵۰)

۲۲۲ - محمد حسین لایح

محمد حسین لایح . جوان سخنگوی است طبعی موزون دارد :
 سینه عاشق ، بود همچون صدف مصرعش ، گردید جوهر را ، جواب
 تا سرم ، شایسته خاک در ساقی ، شود شسته ام ، صدبار از سر چشمه گوهر ، جبین
 از هر دو چشم مستش ، جان فگار عاشق گردید سرمه نیمی ، گشته کباب نیمی

۲۲۳ = لبامی

لباس عروسان معانی را ، که حجله آرای عصمتکده دیوانش بودند ،
 بلباس رنگین الفاظ ، زیبی شایسته و زینتی بایسته بخشید :

اگر داغ دلم . در بحر اندازد سیاهی را بچشم داغ ، میل سرمه سازد داغ ماهی را
 توان بچشم و رخت دید جوهر مو را بآب آئنه گویا که شسته او را
 شنیده ایم ، ز بس حرفهای پهلودار نهی ، ز بند قبا کرده ایم ، پهلو را

تیر تو گر نیگند ، سایه بر استخوان من
 پنبه داغ دل کنم مغز سر همای را
 شب چون پسند می جهد از جایگاه ما
 از بسکه روز واقف اسرار دیده است
 شمع روشن میتوان کرد از فروغ عارضش
 هر که بکشب همشین می پرستان میشود

دارم گلی که ، جامه اگر پوشد از نسیم صد پهرن عرق ، بته پهرن کند
 از بسکه ، در خیال تو فرسوده شد ، تنم پیدا است همچو شعله فانرس آه ازو

۲۲۴ = حکیم لطف الله

حکیم لطف الله . سخنش لطفی ما لا کلام دارد . یک رباعی او ، که
 تخمیرش را بآب لطافت سرشته اند ، ایراد میگردد :

چه بهشت است که ، با یار هم آغوش ، شویم
 پیش رویش ، بنشینیم و قدح نوش ، شویم
 آن قدر ، محو تماشای جمالش ، گردیم
 که خود از خاطر خود نیز فراموش ، شویم

* صبح گاشن : لطف الله حکیم است و در علم طب حاذق و بدقایق شمریه دراک و ضمیم .
 (همین دو شعر دارد - ص ۳۵۲)

۲۲۵ = میرزا لطفی اصفهانی

خیایان بند چمنستان سخندانای ، میرزا لطفی اصفهانی . لطف سخنش
 بمرتب ، که لطفه گویان دوران در پیش طبع لطافت پسندش ، زانو میشکستند :

بکش خنجر ، که جان بهر تو ای نازک میان! دارم
تو خنجر درمیان داری و من جان درمیان دارم *

* صبح گشن : لطفی اصفهانی . طبعش قدرتی داشت بر سلاست الفاظ و لطافت معانی .
(همین یک شعر دارد ص ۳۵۲)

۲۲۶ = ملا لکنت

ملا لکنت برادر ملا ناطق . لکنتش زبان آوران گلشن سخندان را ،
بدست قدرت سخن - چون زافران بهجرم همزبانی زبان - از قفا بر آورده ،
در جرگه فرمان بران در آورد :

همچو برگ لاله ، پای نازکت ، تا در حناست
کبک را ، از سرخی پا ، آتشی در زیر پا ست
چرا بگرد بنا گوش تو نمی گردم اگر زپای گهر رشته بر نیامده است
حبت را پس از قطع محبت لذتی باشد
که شاخ نخل پیوندی به از اول ثمر گیردا
قامت نیزه و رخسار تو ، ای عشوه پسند!
آفتابی است ، که گشته است بیک نیزه ، بلند
ما بین دو زلفت ، رخ نیکو ، عجب افتاد
این طرفه که ، یک ماه میان دوشب افتاد
منوش باده ، چو موی سرت سفید شده است
به پنبه زار مینسازد آتش مستی *

* صبح گشن : لکنتی . نامش ملا سعید برادر ملا ناطق از سکنه لاهور بود .

۱- این بیت به رضا نیز منسوب است .

۲- صبح گشن دارد

روانی نخلص نمود آخر کار بلکنتی که داشت از روانی در گلشته لکتی اختیار فرمود :
 ترک چشم او ، زمستی هر چه بامن ، راز گفتم غمزه نماز ، با آن شوخ ، یک یک باز گفتم
 آنانکه وصف حسن تو ، تفریر میکنند خواب زنده را همه تعبیر میکنند
 در صورت بهار ارم جلوه میدهد تا مصحف جمال تو تفسیر میکنند
 (ص ۲۵۰)

۲۲۷ محمد علی خان متین

خیابان جنت الفردوس سخن را گلچین ، محمد علی خان متین . طبع
 متینش ، کوه وقاران مسند نشین چار بالش سخن را ، به پرگاه در میزان
 قدر نسنجیده . از متانت سخن ، دیوانش الوندیست که در دشت صفحاش
 لاله و گل اشعار رنگین ، دسته دسته شگفته و صحن بین السطورش چون
 سطح آئینه رفته :

لشکر خط بر رخ خوبت شبیخون میزند در پناه بخود نگهبان دارد خدا ، حسن ترا

آبی ، از چاه زرخندان تو ، دل میخواهد

ای پسر خوش ذقنی اهی بخدا ، زود بیا !

ندارد حاجت اصلاح مردم ، شعر رنگینم

چو تصویری که ضایع میشود از دست کاریها

ای اسیر سر زلف تو پریشان موها گردش چشم تو ، بیپوش کن آهوها

بلبلم در بیضه شوق تو ، گل روی تو داشت

میتوانم گفتم خود را ، آشنای عندلیب

بیت ابرویش ، بماه نو زند ناخن بدل سرو از مصراع قد او ز پا افتاده است

لب لعلت ، شفا بخش دل صد ناتوان باشد

نمی دانم ! چه باشد باعث بیماری چشمت

هرگز شود که مرده دلان منکرش شوند لعلت مسیح وقت باعجاز بوسه است
 با چشم سخن ساز درآمد چو بگلشن نرگس ز خجالت سرخود را به انداخت
 وارستگی و رندی و مستی نصیب ما صوم و صلوة و سبحة و مسجد از آن شیخ

صبح ، از روی سراپا عرق ، گل میچید
 شام ، از کاکل مشکین تو ، سنبل میچید
 بهر قید دل عاشق ، چه دمی تاب ، بزلف
 دزد از خانه زنجیر بجای نرود

ب پرده شد ، میان من و بار ، گفتگو ورد زبان غیر ، دعای حجاب بود

نه خط است اینکه ، از لعل لب او ، میشود ظاهر

که زنگی ، بهر تسخیر عدم آباد ، میآید

از غم لیلی نگاهی ، سر بصرها داده ایم نام ها پهلوی ، مجنون ثبت در دفتر کنید

مافی بیچاره از تصویر او آخر از فکر دهان تنگ دلبر ، غنچه شد

تا دمد خط گرد رویش ، دیده گریان میشود

ماه را ، هر گاه گیرد هاله ، باران میشود

از نظر گر بشکنی ، ای شوخ چشم ! آئینه را

خسته جوهر بر رخسار زخم نمایان میشود

بیبج وجه جدا زان دهان تنگ . متین ! دلم چو غنچه تصویر وانی گردد

پربروی ، که عمری سایه سان ، دنبال او بودم

نشد رام من دیوانه ، وحشت هم خبر دارد

بمحشر ، افکنم در کشتگان آن کمر ، خود را

باین تقریب ، شاید نام من هم در میان باشد

در گلستان ، سرو و گل مشتاق دیدار تواند
 ای سرت گردم بیا ! بخرام ! یک رفتار وار
 نیست در چشمم ، کسی روشن کن چشم سخن
 ظاهراً این سرمه ، از خاک صفاهان است و بس
 فزنگی زاده شوخی ، برد از دستم عنان دل
 که غارت کردن دین است ، کار کافر رنگش

بسکه تنگ است ، نکتۀ دهن ت دیر فهمیده ایم ، مضمونش
 میکند خون در جگر ، لعل لب عنایش میزند پهلو ، بنور مه ، قباۃ آیش

کس بغیر از موشگافان ، در نیابد ، معیش
 پیچش مصراع زلف یار ، ما دانیم و دل
 باده ، در صحبت ما نشاء دیگر ، دارد
 تا بیاد نگه مست تو ، ساغر زده ایم
 بسکه سودای سر زلفش ، مرا دیوانه ساخت
 صحبت دیوانگان ، بسیار میخواهد دلم
 چسان خواهد سپردن دل ، بدستم اختیار خود
 ز سودای سر زلف کسی ، از بس پریشانم
 بسان تیغ ، از من سر کشی قطعاً نمی آید
 براه خاکساری همچو نقش پا زمین گیرم
 سبز گشتم از خط ، اما ! دل بزلفش بسته ام
 من ز کشمیرم ولی هندوستان میسازدم

دلبر شوخ خوشم میآید شاعرم حسن ادا میخواهم
 درد دلم شنو! که برآورد همچو شمع سوز شب فراق تو دود از دماغ من
 بنشین دمی بمجلس : که بچشم باده نوشان
 چو کیاب ، سوخته آید بطلب شراب بیتو !
 خلد خارش بدل ، گر پا نهد بر سوزنی^۲ گاهی
 که باشد فرش ، دایم بوی گل ، در خوابگاه او
 طاق ابروی^۱ نوزید سجده گاه مهر و مه از میان دلبران : نام خدا ، سرکرده
 بهر که مینگری میشود ز دین محروم مگر تو کافر من از فرنگ میآی^۳
 کتاب جان فشانی : باید از پروانه آموزی
 بمکتب خاذه عشق بتان ، استاد اگر باشی*

* فی نظیر: متین ، محمد علی خان . با آفر خان ترک - جنگ دیده - تخلص ، بر
 سپرد . و این آفر خان ، در آستان فردوس آرام گاه محمد شاه والی دهلی ، به منصب پنج هزاری
 چمبره اعتبار می افروخت ، و به داروغگی گرز برداران لوی^۱ امتیاز می افراخت (۲) . متین بنام

۱- صبح گلشن دارد . ۲- پارچه ابریشم دوزی شد .
 ۳- در مردم دیده است : - مثل ، دیده تخلص : مخاطب به آفر خان بهادر ترک
 جنگ ، پسر کوچک آفر خان بزرگ است ، از قوم ترکمان . پدرش از امرای شاهجهانی بود .
 در عهد عالمگیر پادشاه بمنصب چهار هزاری امتیاز داشت و بشجاعت و سخاوت مشهور بود .
 بعد فوت پدر ، جای پدر گرفت . در سلطنت محمد شاه بمنصب پنج هزاری و داروغگی^۱ گرز
 برداران ممتاز شد . و بعد آن بصوبه داری کشمیر سرفراز گردید . سابق ازین چندی برفاقت نواب
 دلیر جنگ بلاهور هم گزرائیده . عبدالرحمان خان من حرم برادر بزرگ این کهنتر ، نسبتی بنواب
 مذکور دارد . یعنی صبیبه تنگری بردی خان - که این عم حقیقی و برادر هروس نواب موصوف
 است - در عقد عبدالرحمان خان بود . و این امیر عالیجاه صاحب دیوان ضمیمی است ، و نزد
 بعض کم تبمان ، دیوانش خیلی اعتبار دارد ، لیکن بر صاحب مذاق معلوم است . بهرحال این

او تذکرة الشعراء سسی به - حیات الشعراء - تالیف کرده و صاحب طبعان عهد خلد منزل بهادر شاه را تا عصر فردوس آرام گاه محمد شاه به قید تحریر در آورده (۱) همین قدر احوالش از تالیف او مستفاد شد. در ترجمه آفرین لاهوری می نویسد: وقتیکه یک بیت مولف رساله شنیده، محظوظ و مسرور گردید و تا مدتی ورد خود کرده بود. آن اینست:

آلوده دامنی نیست، در بشری که، مانیم
 باغر به کف چو تصویر رندیم و پارسائیم
 متین - رحمة الله - در تذکرة خود میر عبدالجلیل بلگرامی را به تعظیم یاد کرده، لیکن می گوید که: میر قصیده در تعزیت غلام خود - که در سفر دکن رخت اقامت بر بست - گفته بودند، یک بیت او نگاشته می شود:

روان شد روح او، با قاصد آه به سر گلدسته آمنت بانه!

این قصیده نیست بلکه مشنوی است و مطلعش اینست:

بیا! ای خانمہ ماتم روایت پریشان ساز گیسوی حکایت

و نیز می گوید که: نوبتی در لشکر اعظم شاه ایشان غزل تصنیف کردند، یک مصرع این بود:

دیختم شمع به اندازه کاشانه خویش

شاهزاده ایراد گرفت، میر مذکور از لشکر بر آمده باز رفتند. این نقل بی اصل محض، و مصرع مذکور از میر نیست. میر اصلاً در لشکر اعظم شاه رفتند و دو مرتبه در لشکر عالمگیر از بلگرام به دکن رفتند. اول در سنه اربع و مائه و الف (۱۱۰۴) و ثانی در سنه احدی عشر و مائه الف (۱۱۱۱) و این مرتبه عن قریب به منصبی و وقایع نگاری گجرات شاه دولا مامور شده، بگجرات شتافتند، و بعد عزل وقایع نگاری گجرات، بادشاه قدر شناس غائبانه به خدمت بخشگیری و وقایع نگاری سرکار بهکر و سرکار سیوستان برخواست. و قول متین که: در لشکر اعظم شاه ایشان غزل تصنیف کردند! برهانی بر بطلان آن قوی ست که میر عبدالجلیل مرحوم هر قسم شعر از قصیده و مشنوی و رباعی و غیره با نظم آورده اند، اما توجه به غزل نداشته اند، و

شعرش - که چون مصرعه خدنگ بحر کمان فکرش برجسته و بدلها نشسته - اشتهار تمام دارد و نظر بر این که ظهیری بگفته است:

یک بیت شاعر مسلم بود اگر مصرعش مصرعی هم بود

با آنکه خان (آرزو) و فواب واله (صاحب تذکرة ریاض الشعراء) ذکر این مرد بزرگ و میان محمد شاه قابل - باوجود، موجود بودن بشاهجهان آباد - در تذکرة خود نیاورده، این فقیر ثبت نمودن احوال این هر دو عزیز لازم دانست. شعر مذکور که مشهور است، اینست:

ابروی تو زه کرد کمانی بکمینی یک صید نیا سود، زمانی بزیمینی

۱- حیات الشعراء پیشتر از سال ۱۱۷۲ تالیف شده است. زیرا که، مؤلف تذکرة بنظیر از او استفاده کرده است.

در تمام عمر ، یک غزل به تقریبی در سلک نظم کشیده اند . مطلقاً اینست :

چون یار رنجه کرد به گل گشت باغ پا

گل پیش کرد سر ، که بنه بر دماغ پا

بیان تقریب این که ، در سه اربع و ثلثین و ماته وائف (۱۱۳۳هـ) در شاه جهان آباد در مجلس نواب امین الدوله سنبلی (متوفی ۱۱۵۲) میر توزک ، وقائع خوان حضور فردوس آرام گاه محمد شاه ، شخصی مصرعی از بیت میرزا بیدل خواند که :

روز سوار شب کند اسپ چراغ پا

و گفت : کسی می تواند پیش مصرع بهم رساند ! میر مرحوم فی البدیهه انشاء فرمود :

عره بشو که ابلق ایام رام نت روز سوار شب کند اسپ چراغ پا

از حضار مجلس بی اختیار آفرین سرزد و گفتند : حق اینست که مصرع شریف به از پیش مصرع میرزا واقع شده ! مصرع میرزا اینست :

با طبع سرکش این همه ، رنج وفا میر

(۱۱۳-۱۱۵)

در سه هزار و صد و پنجاه و سه (۱۱۵۳هـ) در جهان آباد بتقریب قرابت برادر مرحوم رزوی بخانه اش رفتم ، صحبت شعر در میان آورد . این بیت خود میخواند و خود تحسین میکرد و میگفت : میرزا ذکی ندیم تخلص از ندمای معتبر نادر شاه ، این بیت مرا شنید و گریست و گفت ! سبحان الله! در هند هم این قسم عزیزان هستند ! بیت اینست :

دیده گیری ترا نمی بیند یک قسم ، صد قسم ، هزار قسم

من ساکت ماندم ، آخر شعر ترکی شروع کرد و بفقیر گفت : شما زبان ترکی میدانید ؟ گفتم !

پوش : گفت : خیر ترکی تمام شد ! در جوابش گفتم : بلی ترکی تمام شد ! و برخاستم و من بعد از سه . تقدیرش خوب بود و دیگر بس . خدایش بیامرز . (۱۶۳-۱۶۴)

تاریخ محمدی دارد : دیده نفل مخاطب به آغر خان بهادر ترک جنگ بن امام قلی آغر مخاطب بآغر خان ، از امرای عصر در رمضان (۱۱۶۰هـ) به شاهجهان آباد فوت شد . عرش تقریب هفتاد سال و پدرش در سنه ۱۱۰۲هـ گذشت (ص ۱۳۷)

در سفینه خوشگوار است که : از امرای تورانی بوده . . . تذکره الشعراء نوشته در احوال معاصرین . اما بفقیر نه رسید (ص ۲۵۵)

آغر : رود خانه خشک و خشک رود . مسیل که پس از گذشتن سیلاب در بعض

جایه‌ی آن اندک آبی مانده باشد . مثال از عمق بخاری :

فرازش بر از خون چو کوه تیر خون نعیش ز اشکم چو ارغاب و آغر (فرهنگ عمید)

رک : تحت - دیده - در تذکره شعرای کشمیر تالیف راقم حروف

صبح گلشن : محمد علی خان متین کشمیری شاعر بیست ذهن ، فکرتش سنجیده و کلامش متین . (چهار بیت دارد ص ۲۶۱)

۲۲۸ = شاه مجنون

شاه مجنون . مرد درویش آزاده بشری است ، خود را از سادات میگیرد :

ساغر سرشار میخواهم بدست نوگلی کز چراغ عکس رویش بزم ما روشن شود*

• صبح گلشن : مجنون شاه کشمیری . نماز عصر بخوش تقریری است . (همین یک بیت دارد ص ۲۶۶)

۲۲۹ = شیخ عبدالله مجرم

شیخ عبدالله مجرم . نبیره شیخ محمد مسلم صنعی و خسر فقیر . طبع پاکیزه گوهرش در جنب اشعار آبدار خود ، که هر مصرعش ، سرو جوئبار است ، اگر دیوان سعادت را تقویم پارین می‌شمرد ، حق بر طرف اوست :

اگر سوی چمن آئی ، ز قمری داد برخیزد
بی تعظیم بالای تو ، سرو آزاد برخیزد
موج آب گوهر جودم ، کم از سیلاب نیست
رشحه از ابر من بردند ، و جیحون ساختند
زلف را گفتم پریشان! از غضب پیچید و گفت:
بازگو! گفتم که: از سودا پریشان گفته ام*

• صبح گلشن: مجرم : شیخ عبدالله ، نبیره شیخ مسلم صنعی (۲) کشمیری بود . بخوش فکری و شیرین بیانی گوی سبقت از معاصرین میر بود . (یک بیت دارد ص ۲۶۴)

۱- صبح گلشن دارد .

۲- رک : نعت ص ۱۵۷ شماره (۱۵۷)

۲۳۰ .. خواجہ محسن خان

خواجہ محسن خان . مردیست محسن و عیاش و آرمیده، بجمیع صفات
موصوف . ہر شعرش ناخن بدل ماہ رویان نخب میزند :

قد بالا ، بلاست ! میگویند ہر چہ گویند ، راست میگویند
کشتن عاشقان بتیر نگاہ جان من ! خوشنماست میگویند

۲۳۱ .. میر محمود

میر محمود . کلامش در دیدہ ارباب انصاف محمود است و سخنش

مسعود :

گر بر سر آنی ، کہ زما ، چہرہ پیوشی
گیسو برخ افگن ، کہ نقابی، بہ ازین نیست
یاد آن ، گر بہ ، مستانہ کہ ، ابر از مژہ ام
آب میبرد و خیال از کف دریا میگرد

۲۳۲ = قاسم خان مخلص کشمیری

رقم زن صفحہ بی نظیری ، قاسم خان مخلص کشمیری . داور طبع
اخلاص منش را ، مخلص نوازی و فرومایہ پروری ، طمع نظر . کلامش از
خالص ، خراج فیض بخشی و کمال آموزی، میگیرد . سخن نازک و رخشانس
و کمران سیستان را ، تاب و توان میدہد . در اواخر سلطنت ، شہنشاہ بحر
و بر محمد فرخ سیر : داعی اجل را اجابت نمود . میرزا عبدالغنی بیگ قبول
تاریخ فونش گفته ۲ :

۱- غالباً اشارہ بہ خالص صفامانی است .

۲- رک : در حاشیہ تحت ہمیشہ بہار .

ای گرفتار کمند نگهت آهوها دوختن نافه نگره در خم آن گیسوه
بسکه در فکر سرزلف تو مخلص پیچد جوهر آئنه شد آئنه زانوها

چه رنگین جلوه شوخیماست حسن بی حجابش را
که در پرواز چون بال پری آرد نقابش را
خدنکش شوخی، مژگان آهوی خطا دارد
بابروی غزال چین دهم نسبت کمانش را
چنان آن آتشین خو، بهر صیدم گرم میآید
که کس از شعله جواله نشناسد عنانش را

طلسم شعله بی دود گفتم و داغم ز ساده لوحی خود لاله فرنگ ترا
مستانه حرف می زنی و مس نمی کنی مخلص، اگر لبی نمکیدی چه شد ترا
از اثر، خالی نباشد ناله های عنده لب میزند گل را بدل ناخن، نوای عنده لب
از بس، بیوی ناوه زلفی، گریستم مانند عنبر است خطا و ختن در آب

طفل اشکم، صد زبان گردیده از مژگان، و گفت
شد بیوی غنچه لعلی بر لبم خوناب شیر
تا مگر زان غبغب سیمین برون آرد ثمر
میرود در خود فرو هر لحظه: چون گرداب شیر

بسکه شبها از صفای عارضت گردید پر گرفتاری میچکد از دامن مهتاب شیر
گوهر گوش صبیحش را نمی باشد عجب گرفتاطر می کند لا ینقطع از آب شیر
مرده را، زنده میکند، بنگه طرفه العین چشم بیماریت
کبک آبش گذشته از سر کوه بسکه تر شد ز شرم رفتارت

دمی که زلف، چلیپا شکست و بست، کشاد
بچین زلف، چه دلها، شکست و بست، کشاد

نشاء صهبای' گفتار توام مدهوش کرد
 آنچه بامستان کند پیمانہ ، بامن گوش کرد
 گوی' بیاد زلف تو ؛ شبهای ماهتاب مارم گزیده است و بشیرم نشازده اند
 گر عقیقی میشود هر قطره خون ، در پیکرم
 همچنان لب تشنه' آذ لعل خندانم هنوز
 نه خال است این ؛ نهاده روی' بر رو ؛ کم رسد چشمش
 خطش کو برده از بزگان آهو کم رسد چشمش
 بسطح مسند آئینه ؛ عکس روی محبوبش
 نشسته با حیا ؛ زانو بزانو کم رسد چشمش
 بطوق قمریان چشمک زند هر نقش پای او
 قدش خالی کند از سرو پهلو کم رسد چشمش
 بشوق نسبت قد که سروش کرده گم خود را
 که قمری میزند در باغ کوکو کم رسد چشمش
 لب نوشین و ابروی ترش را لذتی خاصی است
 که نبود با نبات و آب لیمو کم رسد چشمش
 نیستم. از خم چوگان کسی، فارغ بال کبکم و در گرو چنگل شهباز خودم
 ز بس شکسته دلم لب بخنده وانکنم نمونه جرس بیدلم ، صدا نکنم
 تو ای باد صبا ! تنها درین گلشن چه میجوئی
 رفاقت میکنی ، من هم پیا گم کرده دارم
 شوخ مغروری ، قیامت ناز ، استغنا بلا
 کافر ؛ کافر ! گر امید تغافل داشتم

سبزه ها در جوش و گل مدهوش و بلبل در خروش
 باغ عاقل خان بهشت آنجا تماشا کرده ایم
 از لبش خون شد برنگ پان دن صد پاره ام
 گر چه جانی سخت . مانند سپاری! داشتیم
 سری با میکشی دارم مصور گر کشی نقشم
 بکش نقش سبوی باده هم بر دوش تصویرم
 طلسم عشرت دل بود، شب جای که من بودم
 گلم را مل حمایل بود ، شب جای که من بودم

از مخلص خوبستن ، حیا چیست ؟ بردار ز رخ نقاب ، بشین !
 ز نرگست گل بادام میتوان چیدن ز غنچه ات ثمر کام میتوان چیدن

چسان گردد باین وحشت ، نمی دانم شکار من
 اگر خاک رهش گردم ، کند رم از غبار من
 رخ او ، ز خط - مشکین ، بنظر کتاب حسنت
 که ، خودش نوشته شارح ، بنامل این حواشی
 قدش سرو سبی ، لب غنچه ، گل رخسار ، سنبل خط
 سراپایش ، بهار شهر کشمیر است ، پنداری

سر راهی که ندانسته دو چارم گردید زیر مزگان نگهی کرد و بایما نگهی
 سر تا قدمت ، قابل و شایسته تعریف قد ، رشک الف ، زلف سیه ، غیرت شامی
 سیب ذقن نست ، به از سیب صفاهان مگذار شود قیمت کشمیری خامی*

* همیشه بهار : قاسم خان مخلص: آبا و اجداد از ولایت آمده در حفته بی نظیر کشمیر

۱- سپاری ثمریست سخت مثل سنگ که آنرا پاره پاره کرده پان میخورند

توطن گرفتند . سخنوران او را استاد این فن میدانند . تاریخ وفاتش سر زمره سخنوران فحول
میرزا عبدالغنی بیگ قبول (۱) مدظله چنین فرموده :

گهی بود مخلص زگزار فضل	درینا که رفت از جهان زود او
قناعت همه عمر بودش شمار	بخوان طمع لب نیالود او
نیامد اگر چه زما خدمتش	الهی زما باد خوشنود او
ز لطف خداوند آمرزگار	به فردوس اعلیٰ چو آسود او
قبول ، از بنی سال تاریخ گفت :	بملک سخن بادشه بود او (خطی)

۸۱۱۳۳

صبح کاشن : مخلص قاسم خان ایرانی اصل و کشمیری مولدست . از نازک خیالان
ستند و مخزن فکرش مالا مال از جواهر نکات لاتحمی و لاتمد :

بیوسم و بسر و چشم خویش بگذارد شئی که پای ترا دست من حنا بندد (۳۹۴)

۲۳۳ = مخلصای کاشی

مطلع خورشید معنی تلاشی ، مخلصای کاشی شاه عباسی است . در
کاشانه سخن ، که بارگاهش دیوان باشد ، دران امرای ایبات از ذو
مصراع رنگین : الفاظ دو تهی لعل گون پوشیده گرم رنگین جلوه گی .
و صحنش که عبارت از صفحات باشد ، بآب پاشی سازنده گان و رفت
و روب مهره کشان ، چون سطح آئنه ، روشن فرمای دیده بالغ نظران :

قدت ، بیجا نشد مشهور ، در عالم ، بر عنائی

تخلص ، بیشتر شهرت کند ، از نام موزون را ۲

هست هر دم با سر زلف بتی سودا مرا

گرد سرگردان پریشان اختلاطیها مرا ۳

۱- رک : تحت قبول شماره (۲۰۰)

۲- سرو آزاد و روز روشن دارد .

۳- ریاض الشعر و مجمع النفائس دارد .

صد مراتب نذر ذکر سبحة اهل ریاست
 دانه کردن از برای میکشان انگور را
 زلف مشکین را ، کمند گردن عشاق کن میری تاکی بسر تنها شب دیجور را ۱
 بدست غیر دادی ساعدی ، چون نقره خامت
 بقربان سرت کردم ، مکن این خام دستینها ۲
 مکن از سر مه سبز من ! سیه آن چشم جادو را
 لباس تیره ، چندانی مناسب نیست هندو را ۳
 نگرود شمع گر خاموش اشب ، کشته خواهد شد
 که با چندین فسون کردم بخواب آن طفل بدخور را
 چوشانه ، نیست کنون ربط من ، بکا کل و زلف
 ز بندگان قدیم من این دو سلسله را
 بندد کمر ، بخسون من آن شوخ دلربا
 هر چند کس نه بسته بموی میان معنا ۴
 بیناب نشد ، مه اگر از تاب جمالت
 پس بهر چه ، باریک شد ، از شهر بدر رفت
 با مشک خطا ، کاتب صنع از خط یاقوت
 خوش ، بر لب لعل تو نوشته است ، که یاقوت
 راه گر داند ز هر جا بنددم مخلص ز دور
 اختلاط من چنین ، با او بره افتاده است ۵

۱- ریاض الشرا و مجمع النفائس دارد .

۲- سرو آزاد و مجمع النفائس و روز روشن دارد .

۳- مجمع النفائس دارد

۴- ریاض الشرا دارد

نیستم در زیر بار قرض و احسان کسی
 گر مرا دینی بگردن هست حق قاتل است
 آرزو دارم ، که تیرش را دهم ، در دیده جا
 کاش از دستش برآید ، آنچه مخلص ، در دل است

مرا مهر و مه آن ابرو هلال است بدین معنی ، قد خم گشته دال است
 گمان دل ، بچین زلف بردم خطا کردم که ، دزدش خال هندوست

دست پیچی نیست زین بهتر برای اعتبار
 یار مکتوبم بدست خویشتن پیچیده است
 دگر بهرچه کنم نسبتش ، زیاده بود
 دهان او که بتنگی چو نقطه دهن است

اگر آئینه آهن دل نمی شد ز آئینه عذاران رو نمی تافت

نا توانی ، سبب شوخی چشم یار است
 آمد و رفت نگاهش ، نفس بیمار است
 خامه ، بیجا حرف آن موی میان ، سر میکند
 این چنین قول ضعیفی را که باور میکند
 کنی چو جلوه سرشکم روان ز چشم ترافتد
 چو آفتاب بر آید ستاره از نظر افتد
 از بس بدور حسن تو ، بیکار مانده است
 میگردد آفتاب ، که روزی بشب کند

نظر بامن ، آن ماه طلعت ، ندارد
 نیم ایمن از داد چشمش امانم
 گر آئینه گردم که صورت ندارد
 که بخشش ز بیمار صحت ندارد

همچو آن بادام تلخی ، کز نمک شیرین کنند

عاشقان را ، دل خوشی ، از خنده او داده اند

و ه چه موزون کمر آن شوخ ربا میندد سخت این معنی نازک ، با دا میندد

ز تقویم خطش ، آگه ، نیم ، لیک این قدر دانم

که در این ماه ، مشک ارزان و شکر تگ خواهد شد

به تیغ تیز تو ، جان داده ام به غیر مکش

روا مدار که ، حق من از میان برود

هر جا که ، غمزه تو کند ، دعوی ستم اول مرا ، برای شهادت ، طرب کنند

حسن و عشق از یک نگاه گرم ، یار هم شوند

چون دو هم شهری که ، در غربت دو چار هم شوند

لبس ، در دور خط ، ایمن ز ارباب هوس باشد

که چون شب شد ، شکر آسوده از جوش مگس ، باشد

بتان ، با تیغ اگر سازند ، قسمت عضو عضوم را

شوم بجنون ، که شاید زان میان چشم بیار افتد

فشرد دستم ازان پنجه حنای یار

که دیده است بدین سان طلای دست افشار

اگر ز قد تو زد لاف سرو ، نیست عجب دایل کونهی دانش است ، قد دراز

ما ترک می ، بگفته واعظ نمی کنیم مینا بگو : بر آورد این پنبه را ز گوش

۱- ریاض الشمرأ دارد .

۲- ریاض الشمرأ و مجمع النفاثن دارد .

۳- بزرگان کاشان دارد .

قرینه فلک ، اطلسم جهان سخن را برتبه از همه با لا ترم ستاره ندارم^۱
 رهای^۱ نخواهم ز زنجیر زلفت چرا ، این شب قدر ، برپا ندارم
 این خواری^۱ که ، بر سر کوی تو ، میکشم هرگز نشد که نقل بجای^۱ دگر کنم^۱

بهم ربط من و او ، سایه خورشید را ماند
 بهم پیوسته ، اما ! از زمین تا آسمان دورم^۲
 نه کنون ، ربط بآن زلف چلیپا ، دارم
 من باین سلسله ، عمریست که ، سودا دارم
 نگاهم چون گذشت از زلف ، شد محو بنا گوشش
 چو آن رهرو ، که گردد مانده از شب تا سحر رفتن
 شنیدم گفته : کز جان ما مخلص ! چه میخواهی ؟

بقریانت شوم ! این حرف باید از تو پرسیدن^۲
 برای یک لب نان ، با قد دوتا ، چو هلال
 چه لازم است ، ترا شهر شهر گردیدن
 روز و شب ، ریزند خونم را برغم یکدگر
 چون دو همچشم اند ، مژگان من و مژگان او^۲

نمودم نسبتش با ابروی او مبارکباد میخواهد مه نو^۳
 گردیده است دیده ، سرپای^۱ من ، ز داغ
 مخلص ! که دیده است ، چو من ، داغ دیده
 نوازشها بیزمت از مغنی دیده جا دارد
 صدای^۱ دف ، اگر در پوست از شادی نگنجیده

۱- ریاض الشعرا و مجمع النفائس و سرو آزاد و روز روشن دارد

۲- نظیری : میانه من و او ، ربط دیده و نظر است که در نهایت دوری ، همیشه با اویم

۳- مجمع النفائس دارد

مپوش از من ، آن فرگس ناتوان را که شرط است ، بیمار را خود نمائی
از مشق خط ، سیه شد آن صفة بنا گوش شد باغ یاسمینش ، آخربنفشه زاری
اینکه هر دم از شکست دل ، تقاضا میکنی یارب آید پیش زلفت آنچه با ما میکنی *

* ریاض الشعرا: مخلص کاشی . در زمان خاقان مالک رقاب از کاشان باصفهان آمد ،
نشو و نما یافته و با موزنون اینجا همطرح شده ، کار سخن او بقدر رونق دارد . اشعارش خال
از داد و کیفیت نیست . دیوانش بدو هزار بیت میرسد . اوراست :

حالم ، با دانه تسبیح ، در ذکرش ، یکی است
هر که نامش بر زبان آرد ، بردارد مرا (۱)

کرد بیجا ، دلم از طره چانانه ، جدا دست مشاطه ، الهی! شود از شانه جدا (۲)
برق ، در جان هوا داری فانوس ، فتد تابکی ، شمع جدا سوزد و پروانه جدا (۳)
کازم ، از عشق رسیده است بجای ، مخلص! که بمن ، خویش جدا گرید و بیگانه جدا (۴)
گرکشد خنجر بقلم از عزامت باک نیست زانکه بر خود میزند ، بامن چو بیند یار را
حشمت و جاه جهان ، نقش هرابست مرا بنظر ، تاج و کمر ، موج حبابست مرا

ز وصلش ، گر غم صد ساله رفت از دل ، عجب نبود

که دولت میگرد زینکار باهم آشنایان را (۴)

بمهد ما ، تحمل پیشه ، خوار است بود حمال ، هر کس بردبار است

هرگز نشدم منتفع ، از گرمی بازار

چون شمع ، مرا سوخته هر کس که ، خرید است (۴)

اگر حواس پریشان خویش ، جمع کنی ترا نماز فرادی ، کم از جماعت نیست
کی کند پا در طریق عشق ، هر کس غافلست این ره خونخوار را ، فتراک پیکر منزلت
کی تواند ، کسی از چوب تراشد ، مضمون نسبت سرو ، بقدر تو نمی آید ، راست

- ۱- مجمع النفائس و سرو آزاد دارد . مجمع النفائس دارد :
- حالم ، با دانه تسبیح در گردش ، یکیت هر که ، نامش بر زبان آرد ، برد از جا مرا
- ۲- مجمع النفائس تذکرة المعاصرین و نتائج الافکار دارد .
- ۳- تذکرة المعاصرین و مجمع النفائس و مردان بزرگ کاشان دارد .
- ۴- مجمع النفائس دارد .

این قدر دانم که زخم سینه ام، نو برده است
 مخمی که بدل ناخنی زنده، این است (۱)
 پروانه بر کنار است تا شمع در میان است
 ورنه، بهار گلشن، رنگین تر از خزان نیست
 حالتی دارم که گویا، جان من در شیشه هست
 گر پتیمی را کسی امروز پوشد گوهر است (۱)
 که هیچ، منتم از روزگار، بر سر نیست
 من بسی چون عمریادش کردم او یادم نکرد
 از زبان افتادم و گوشی بفریادم نکرد
 شدم ز هوش، ندانم دگر چه روی نمود
 ورنه خورشید سر ذره بدامن دارد
 آهوی وحشی، سیاهی را چو بیند، رم کند
 این چنین قول ضعیفی را، که باور میکند
 که تن بخاک برابر شود، چو جان برود
 مگر بسر برد این راه را، کسی بسجود
 که از سیر رخت، هر گل بچندی آب خواهد شد
 که شبها یاد او در خاطر اغیار می آید
 ورنه دارد چشم سوژن نیز مژگان دراز
 سیلاب، چون ببحر رسد، میشود خموش
 اشک باشد هرق صحت بیماری دل
 باید باصل خویش چو نرگس، نظر کنم
 بمصحف نه بیند، کافر چه کرده
 تو شمله آنتابی و او شمله خسی
 حرفی نگفته، که توان گفت با کسی (۱)

دل، نمیدانم کدامین هنرین مو، برده است
 دلم فشرده، آن پنجه نگارین است
 تا دلبری نباشد کی دلنشین شود بزم
 بر قامت جوانان، تقطیع خوشتر آید
 بی تعلل، ساقیا می ده که، از رنج خمار
 گر بمهدما، مزیزی در شمار آید، روست
 خوشم از پتکه، بدستار نیست، دست رسم
 رفت تا آن بیوفا از نامه شادم نکرد
 ای که، بی تقریر از حال دلم، آگاه بود
 ز رخ، چو آن مه نامهربان، نقاب کشود
 عاشقان را، دل بی رحم تو، دشمن دارد
 نرگس مخمور او، با سرمه الفت کم کند
 نامه، بیجا حرف آن موی میان، سر میکند
 مرا چه قدر، ز پیشم چو دلستان برود
 بپا، چگونه ره بندگی، توان پیمود
 تماشا دارد، ای مه! با تو سیرگستان کردن
 بکیش اهل عشرت عشق نتوان باخت با یاری
 میتوان تا بردن دل برد از اهل نیاز
 از نا رسیدگی است، که صوفی کند خروش
 داغ دلروز، بود بهر پرستاری دل
 از خاکیان، بنیر سر انگستگی، خطاست
 چگوریم که، خط ستمگر، چه کرده
 گن را چسان بروی تو، نسبت دهد کسی
 گفنی که: از من آنچه شنیدی، بکس مگو!

من و دل، هر دو را در خاک و خون، انداختی رفتی

باین نا سازگاری، کار ما را، ساختی رفتی

ندانم، از تغافل یا حیا بود، این قدر دانم

که چون خود را نمودم سر به پیش انداختی رفتی (۱)

سخن کوتاه دل و صبر و قرار و جان مخلص را

شکستی ، سوسختی ، بزدلی ، ربودی ، تاخشی ، رفتی (۱) (خطی)

تذکره حسینی : واقف آئین خوش تلاشی ، شاعر صاحب دیوان مخلص کاشی . سخن نادره گوست . (سه بیت دارد ص ۲۲۱)

مجمع النفاوس : مخلص کاشی . او گویا از شمرای عهد سلطان حسین میرزای صفوی (۲) است ، که در ممئی خانم سلسله صفویه بود . لهذا نصر آبادی احوال او را در تذکره خود ننوشت . اکثر اشعارش بطرز سلمان و شیخ کمال خجندی و امیر حسن دهلوی است . دیوانش از ایران چهل سال است (۳) که به هندوستان رسیده . آنچه دیده شده ، در بند الفاظ تازه است ، حتی در بعضی جاها بنای شعر را بر لجه گزاشته ، چنانکه بیاید - انشاء الله تعالی - ایاتش قریب چهار هزار خواهد بود . درینولا انتخاب آن نوشته میشود :

کی بجا آرم ز غفلت ، گفته های خویش را
نشترم از پس ز خود دورم صدای خویش را
در خیال آنکه در کوی تو نقش او نشست
میکشم در دیده خود خاک پای خویش را
سبقت رهرو ز همراهان ، خلاف پختگی است

میوه های پیش رس را ، خام میدانیم ما
دوستان با خصم بگزارند گر تنها را
و حشتی دارم ز مجسمها که مجنون میشوم
تایکی لب تشنه بر گردم ز آب زندگی
ای طبع ارحمی که خواهد گشت استغنا را
شممها افروخت حسش کرد تا پیدا را
بود کم پروانه ام در ظلمت آباد عدم
مگو عیب شراب و ساغر پر آب و تابش را
که میرنجم ، کسی گرموج میگوید ، حبایش را
که در یابم مگر کیفیت عهد شبایش را
مهم طفلست و من پیر ، ای خدایا مهلت عمری !
نگاه گاه گاهی میکنی هر دم بسوی من
ندانم ، از سر لطف است یا ، از بدگمانیها

در بیت گذشته ، لفظ گاه گاهی و هر دم باهم چندان مناسبت ندارند :

حلقه در ، بنظر گردش چشمست مرا
تا تو مستانه گزشتی بدر خانه ما
گر چه ، صد دشت فتادیم ز مجنون ، در پیش
هیچ طفل ، ندوید از پی دیوانه ما

تا گرفتی ، در کنار عرقه ، جا عالمی شد عاشقی سر در هوا

۱- مجمع النفاوس دارد .

۲- ۱۱۰۵ تا ۱۱۳۵

۳- گویا در حدود سال ۱۱۲۳ رسیده باشد .

در ادای فرض ، ای شیرین ادا
 از پی نظاره ات ، رو برقفا
 کسی دگر نگرفته است جانب مارا
 عزیز مرده ، دعای بود زلیخارا
 باز میدارد تکبر از ریا مغرور را
 نیست نسبت با عصای شل ، عصای کور را
 خفت آن باشد ، که نادانی کند ، تحسین ترا
 آبروی خود ، بنوعی میفروشد ، هر گدا
 کافرش از دور اگر ببیند برد نام خدا
 ازان سیلاب مردم میکند فریاد ازیں صحرا
 علاقه نیست بدستار اعتبار مرا
 که پیش یار کند ، غیر التماس مرا
 لب باز کند غنچه ، که بوسه دهندش را

مشو غافل، ازان حینی که شد پادر رکاب او خط
 که در وقت سفر لازم بود دیدن ، عزیزان را
 یارت چو یار غیر شد پاشش چه لازم از رقیب
 بگذار تا شیطان برد ایمان شرک آمیز را

میتوان کردن کلید عقل چوب تاک را
 بسی افتادم و بر خاستم از خواب و بیداری
 که تا کعبه ، بر دوش بردم سبورا
 چو خورشید گردیده ام ، بحر و بر را
 از بسکه هست لذت حرف دهان او را
 یک قطره که دیده است برد کوه گران را
 سوخت آنکس که ، بر آورد ز گلزار مرا
 واجب شمار حرمت ماه حرام را
 گریزد دزد ، گر ببیند متاع خانه مارا

تا گرفتی در صف آخر مقام
 گشت صفها ، چون صف مژگان تو
 جز آنکه ، غیر میان من و تو ، حائل شد
 ز فوت مال ، ندارند عاشقان پروا
 هیب را هم گر بکوی نیست خالی از هنر
 امتیاز رهنما ، بر راه پیما ، ظاهر است
 نلزم دانا شدن ، مخلص ندارد ؛ خفتی
 از طمع ، زاهد ببردم میدهد ، آب وضو
 آنکه ایمان مرا ، مخلص ! بفارت برده است
 بنا هوار گیتی صبر نبود کار سالک را
 کجاست ؟ راحت تخفیفه سبک روحی
 مرا ز کشته شدن ، نیست این قدر پروا
 گر گل ، بچمن بشنود از کس ، سخشن را

این کشایشها که من ، از دولت می یافتم
 باسانی نکردم قطع راه زندگی مخلص
 بمن ، می حلال است ، چون شیر مادر
 جهان ، سایه بهر رحمت ، ندارد
 در وقت میم ، گفتن باید مکید لب را
 نگذاشت سرشک از گنهم ، نام و نشان را
 نیست از آتش سوزان گه ، چون خار مرا
 ساقی ! بهر دو دست ، نگهدار جام را
 نباشد چون کمان دیوار و در کاشانه مارا

ملان گوشه ابروی تیغ مهر شگاف است بیک اشاره کند چشم را جدا ز هیول
فقیر آرزو گوید : که جسم را مقابله هیول نیست . مقابل آن صورت است و صورت چندین
نوع است . صورت جسمی و صورت نوعی و صورت شخصی ، پس بهتر چنین است :

بیک اشاره نماید جدا صور ز هیول

نظر کی از طمع هرگز بدست کس بود ما را

چو نرگس ، یک جواز ملک قناعت ، پس بود ما را

تلاش خلق نکو کن ، ز جبهه ، چین بکشا	در بهشت بروی خود ، از جبین بکشا
ماند از گفتار تا صاحب سخن شد بی فوا	بر نخیزد از زبان کاری چو بشیند صدا
بی گزک تا چند می نوشت کسی	شد دلم از بهر چشم او کیاب
قیمت در نجف داند رسول	ز آنکه این گوهر دران شهر است باب
رد احسان میکند صاحب کرم را منفعل	میتوان گفتن که : دریا شد ز شرم ابر آب
بسکه از دل ، لذت پیغام جافان ، برده تاب	نامه را ، از قاصد نارفته میخوام ، جواب
به از سخن ، اثری نیست در جهان خراب	که هست پوت نظامی و هفت منظر نیست
زمانه حالت بیماری اجل دارد	کدام روز که بدتر ز روز اول نیست
زین مرحله ، از بسکه مرا شوق سفر بود	رفتم که نم پای بره ، عمر بسر بود

ملک دنیا را که هر کس پنجروی صاحب است

بادشاهان عاریت دارند ملک غائب است

باعث دوری ز حق ، غیر از قبول خلق نیست تا خریداری ندارد بنده پیش صاحب است

میشود دور ز نقاش ، چو شد نقش تمام

هر قدر کار تو ، صورت نه پذیرد ، خوب است (۱)

چون کسی ، کوکم کند در خانه تاریک ، راه

طفل اشک من بچشمم تا سحر گردیده است

در هجوم گریه ، مژگانم بهم چسبیده است

دولت ازان در بدر افتاده است

بحیرتم که چرا در لباس پشمین است

گمان بردم کمر موی سفید است

کز سینه ما بیشتر از پشت کمان جست

پا براه سیل ، تنها بند کردن ، مشکلت

در خور خود میطلبه صاحبی

کند چو شیخ ز حیوانی این قدر پرمیز

دران زلف سیه دیدم میان را

از شست غمت ، ناوک بیداد ، چنان جست

چون عشق ، با نواع بلا ، عرض سپه داد
 زمن ، غافل آن سرو قامت ، گزشت
 نظر کرده بودم بروی ، که باز
 چون مرا از پافگندی ، ماتم بر پای دار
 گرمی فروش خواهد جان ، در بهای باده
 رسم وفا ، چه داند معشوق نو رسیده

خطاست ، گرد تو ناکشته رفتن ، از کویت
 که بی طواف ، کنس از کعبه ، بر نیامده است

ز پاس خاطر روشندان ، شو غافل
 نمانده کس ، ز ستم پاندار دل خوش دار
 برای قتل ، کجا خوانده اسپران را
 که غلص ، از همه کس پیشتر ، نیامده است

نیست بیجا ، نامه را گر کاغذ آبی ، کنم
 یعنی ، از پس بی تو کردم گریه ، آب از سرگذشت

بی رخس تو ، گرد آلوده ابرو است
 ز شوخی ، خال او چشم فزالیست
 همین ز مدرسه بس امتیاز میکده را
 ذره راهم صبحدم ، خورشید پیدا میکند

اخگری ، در توده خاکستر افلاک ، نیست
 آخر این دردی ، که می آید بچشم ، از کجاست ؟

بسکه ، دائم در تلاش معنی بیگانه ، ام
 مخلص ! بهر که مینگرم در شمار عشق
 آن قدر شوق دهار بیخودی دارم ، که برق
 برعکس غنی هیچ کس مرگ نخواهد
 گر فزاید قدر چون من ناتوان دور نیست
 شنیده ام شفقی کشته آنتاب جمالت

فقیر آرزو گوید که لفظ آلت که آخر بیت گزشته واقعت ، خالی از کراهیت نیست و ظاهرا
 اهل ولایت در تلفظ این لفظ مضایقه ندارند ، لهذا ملا ناظم هروی هم در همین ، مخاطبه زلیخا با
 یوسف علیه السلام ، این لفظ را بکار برده . و این نمک تمام دارد و ظاهرا ازین جهت است
 که در ولایت عضو مخصوص را آلت تناسل گویند نه تنها آلت .

دل زمن ، غافل اگر آن عنبرین جو ، برده است
کي نهبان ماند ، که زخم سینه ام ، بو برده است

رخش هلالی ، ازان زلف عنبرین پیدا است
بیگانه وار میگذری از سواد چشم
گذشته است ، ازین مه شبی ، چنین پیدا است
ای نور دیده حب وطن در دل تو نیست (۱)
می آئی همچو دولت و چون عمر میروی
آگه کسی ز آمدن و رفتن تو نیست
فقیر آرزو گوید که : در مصرع اول بیت گذشته ، بوصول ها مثل الف نموده ، و آن محل

تردد است پس مناسب چنین است :

آن بسان دولت و چون عمر میرسی

خوی شرم ، بهتر ز آب بقا است
حیاتی که پایان ندارد ، حیا است
از درد دلم جامه رو ، رنگ گرفته است
یا سوخته در بنفش تنگ گرفته است
جزرهای ، منظور زاهد نیست ، از طول سجود
در گدوی ، سر بمرش باد ؛ اخلاص نیست

کند زپوش مکدر خاطر روشن ضمیران را
چو باشی خاثة آئینه را آب صفا اند
پاس وظائف بشکند گرشه ، در راه طلب
هر روز صد سجاده در میخانه رهون میشود
میتوانم لذت شهد شهادت یافتن
منکه شادی مرگ میکردم چو قاتل میرسد
مرا همیشه شود روپرو ز حسن تو مانع
ز غیر شکوه ندارم نقاب کاش بر افتد
بشکینی ، بی قتل من آن مغرور ، می آید
که پنداری ، طبییی بر سر رنجور ، می آید

دل از جا میبرد صاحب سخن را ، مصرفه رنگین

چو بیند بلبل شاخ گلی ، در شور می آید

عجب نیست کان چشم بیمار باشد
که دید است ظالم کم آزار باشد
مه من بود متصل با رقیبان
که یاری چو دنبال افیار باشد
تو بر چشم مخلص اگر پا گزاری
چرا اوهم از دیده منت ندارد
نازم بآن حجاب که در باغ حسن تو
شبم بروی گل نظر از دور میکند
هر کس بیک در جرعه می سازدم خراب
گرچه هزار میکده معمور میکند
باینکه ، نقش تو مخلصا نشست ، غره باش
چه اعتماد کسی را که خوش نشین باشد
باغبان بیجا نمیریزد پهای قاک آب
دختری دارد که عقل و هوش از سر میبرد
پی نظاره حسش ز پیش بینی ها
سیح رفت بهام فلک که جا گیرد
بدور گردش چشمش که نته خواب ندارد

عجب که صید نسازی کبوتران حرم را که باز حرص تو اندیشه عقاب ندارد
نقش نکو ، کشد بجهان نام را ، بلند چون سیم ، سکه گشت ، مسمی بزر شود
کار هرگز تنگ از عزلت بخرد مجنون نکرد کرد تدبیری درین وادی که آنلاطون نکرد

شمع را ، در رهگزار باد ، مردن راحت است
زندگی ، مشکل چو باشد ، راه آسان میشود

فقیر آرزو گوید که : این معنی از میرزا صائب است ، با اینهمه میرزا بدقت بسته . بیت مرزا
این است :

چون زندگی بکام بود ، مرگ مشکل است
پسروای باد نیست چراغ مزار را

ز پا افتادن تن ، نیست قیدی جان آگه را شود آزاد زندانی ، چو زندانش فرود آید
اگر از دیدن گل باغبان منعم کند ، مخلص چنان گریم که دیوار گلستانش فرود آید
بلا تشبیه رخسار عرفناک ترا ماند ز روی ، مهر عالمتاب گراختر ، برون آید
کسی بهشتی تواند دم از تحمل زد که گشت بسمل ، آن تیغ غمزه و نطپید
هلال گر ، بلب نان خویشتن ، میساخت ز حرص ، شهر بشهر این قدر ، نمیگردید
وسیله دگر ، از بهر اختلاطم ، نیست ستم شمار من ای کاش ! شمر میفهمید
گردون ، هزار جامه بتن ، تار تار کرد این نیلگون قبا چه قدر ها مدار کرد
فلک از بهر تعمیرم گلی در آب میگیرد پشی ویرانی دل ، وعده از سیلاب میگیرد

این صدا خیزد که : مخلص کشته پیداد اوست

بعد مرگ ، انگشت کس گر بر لب گووم ، زند

اگر ، بیرشم ، آن بی وفا ، نمی آید ترحمش ز چه ، بر حال ما نمی آید
بکیش اهل غیرت عشق نتوان باخت با یاری که شبها یاد او در خاطر احباب میگذرد
ماوا ، دگر بیاطن خم اعتقاد نیست گر منکر شراب بآدینه میرسد

مجو تزنین اشعار کلیم (۱) از گفته ، مخلص

عروس تنگ دستان بیش ازین جوهر نمیدارد

روم ز کوی نو پیرانه سر ، ز جور رقیب بحسرتی که ، ز دنیا کسی جوان برود
هر جا که غمزه تو کند ، دعوی ستم اول مرا برای شهادت طلب کنند

وقت رندی خوش ، که در دوران برنگ لاله کرد
صاف و درد دهر را یک کاسه در سر کشید

نه عقلت ، از نفس جستن کناره
کی از جمع زر ، کم شود حرص مسک
از زبان تیغ ، آن پر خشم ، میگوید سخن
بر حسن تو لرزم ، چو شبی ، دیر تر آی
ز بس هر دم بلطف یار شوقم بیشتر گردد
پنجه اش رنگ حنا نگرفته ، خون خلق ریخت

تمام عمر ، نتوان صرف عشق مهبوشان ، کردن
ترا گر عاشقی مطلب بود ، یک ماه بس باشد

بقصد دختر رز ، نیست سبحة در کارم
فقیر آرزو گوید که : وزن این هر دو مصرع یکی نیست چنانکه بر موزون طبع ظاهر است .
ای شمع ! سر شعله خوی تو ، سلامت
ز رخ ، چو آن مه فامه ربان ، نقاب کشید
ز مجسمها ، بسی مخلص ! به تنگم
که ، منتون میشوم از دوستداران
گفتم : مگر مراد دلم خط بر آورد
در رفتن آن پسر ، که فتد از پدر به پیش
نیفزاید جوی ، بر حسن معنی ، صورت ظاهر
عمر ابد بوصلت ، کوتاه مینماید
نیست جز یک جام در گردش ، بیزم روزگار
آرام مجو ، ز ربع مسکون
نفس سگ سیرت ، ز حرص جامه گوهر نگار
مباش یک نفس ، از پاس خویشتن ، غافل

ندارد در جهان فکر اقامت ، صاحب حمت

چو آن رهرو ، که پیش از خود ، بد منزل رفته اسبابش

نصدیع در ندادارک ، هر ماحضر ، مکش داری چو سرکه و نمکی ، درد سر مکش

بما خواری کشان ، کی سر فرود آرد ، سبسی سروی

که بر گل ناز دارد خار از بالای دیوارش

خط رسته از عذارت ، ای نازنین شمائل !
 برقع پستی' اقبال خویش ، چاره ندارم
 هزار پاره دل داشتم ز جور تو غمخون شد
 نخواهم که چیزی بجا ماند از من
 ز دلنگیم منفعل ، در غم او
 سریدم به پیر خسراہات ، مخلص ا
 ما چون قلم ، سخن بزبان دگر کنیم
 با در مه مبارک قرآن شده است نازل
 برتبه کم نیم از آسمان ستاره ندارم
 کنون بغیر گریبان پاره پاره ندارم
 که دیگر رجومی بسدنیا ندارم
 که مہمان ہرزہ است ، من جا ندارم
 چو طفل اعتقادی بملا ندارم
 چون کار ما بحرف رسد ، گریہ سر کنیم

با چنین ضمنی ، کہ ممکن نیست از خود رفتن
 حورق دارم کہ ، چون از یاد قاتل ، میروم
 بود دوزخ بہشت جاودان ، نسبت بجرم من
 گرم ، در آتش اندازی ، ز خجلت آب میگردم

بحق کس کہ بگردد زبانش اندر کام
 بروز ترک نکلم ثواب ختم کلام
 ز آمیزش خلق ، وحشت گرفتم
 بہ نہنہای' اقلیم عزلت گرفتم
 وداع دوستان ناکردن و رفتن ، چه وصف است این
 نہ میخانہ است بزم ما کہ ، بہاید پیخبر رفتن
 بر قا میتوان چون گل ، برون زین بوستان رفتن
 چرا چون خار ، میباید بہای رھروان ، رفتن
 سبک کن ، پارہ صامہ را بہر خدا ، حافظ ا
 چرا باید بمسجد این قدر ما سر گران رفتن

چون پریشانی ، کہ بیند قرضخواہ
 لطف او ، ننمود ہرگز رو بہن
 مروت نیست فارغبال کنج آشیان بودن
 کہ چندین دام دارد چشم ، در راہ شکار من
 معنی رنگین تراود جای لفظ از خامہ ام
 میتوان بی پردہ دیدن موج می از ناک من
 و بگمان فقیر آرزو مصرع اول بیت گذشتہ چنین مناسب است :

معنی رنگین تراود جای لفظم از قلم

چہ لفظ قلم مناسب ناک است و نیز در روزہ می آید کہ : فلاں بلفظ قلم حرف میزند ا
 اگرچہ این جا آن معنی نیست فاعل :

زد بخون خویش ، ہر کس غوطہ در میدان او
 خط پاک دارد از آلودگی دامان او
 از برای اشتہای' زخم خوردن بردلم
 کار معجون کمونی میکند پیکان او
 فقیر آرزو گوید کہ : بنیاد لطف این شعر بر لفظ کمونی است و کمون ہمہ را زیرہ را

گویند ، و بلبجه بعضی از اهل عراق — عل الخصوص کاشیان — کمان را کمون گویند ، لیکن گمان دارم کد این قسم درست نباشد :

چها نشیند مخلص ، از برایت تو هم گاهی ، ازو یک حرف بشنو
زیس باز است هر سو ، بر رخت چشم قماشای
صف مژگان بود ، خار سر دیسوانه باغ تسو
باین طفل ، ز عشق لاله رویان ، داغ میسوزی
پدر باری نه بیند ، ای سراپا ناز داغ تسو

در عهد ما بدل شد ، بس مهرها ، بکینه ربط پدر بفرزند ، سنگست و آبگینه
مخلص ! ملامت عقل با عشق جسم فرسا چون ، ماجرای موسی است با خضر ، در سفینه
چو زر مشکل پستانان می شمارد خورش را مخلص
چه از خود دیده یارب ! کاین قدر ، خود را پسندیده

چون پدری ، که طفل را پیش معلم آورد غمزه شوخ چشم را ، دست بدست ناز ده
وعده وصل تا بکی ، ناز ندارد این قدر چاره جان خسته کن ، بادل برده باز ده
لبش را ببین در تبسم ، چه پرسی . که شیرین چه گفته است ؟ شکر چه کرده ؟

چراغان نیست ، کز شوق رخت ، ای نور هر دیده !

در و دیوار از حسرت سراپا چشم گسردیده

فقیر آرزو گوید که ، عبارت از حسرت در مصرع دوم حشو محض است :

همین است پیغام خضر و مسیحا که : با خلق ، مشکل بود زندگانی
بکش تا توان ، جور از دست دشمن مکش منت از ارست تا میتوانی
توحم ز سنگین دل چشم دارم که خون ریختن باشدش خیر جاری

شیم را روز و روزم شب نمود ، از گردش چشمی

چه نازی کردی با من ، گردش افلاک را دیدی !

باز از کفم عنان رفت از طفل نی سراوی باز از کفم عنان رفت از طفل نی سراوی
غمزه ات ، چون بادل مجروح من ، جوید نزاع غمزه ات ، چون بادل مجروح من ، جوید نزاع
جذبۀ شیرین یار من ، میبرد پرویز را جذبۀ شیرین یار من ، میبرد پرویز را
غربت افتاده چو دلخواه ، وطن میگردد غربت افتاده چو دلخواه ، وطن میگردد
خود چرا طائر دلها کشد از شید (۱) بدام خود چرا طائر دلها کشد از شید (۱) بدام

صدافت پیشه ، با هر کس نشیند ، خوی او گیرد
 که هست اول الف در اول و ثانی است در ثانی
 چو ماه عید ، دل برد است از من ، طفل کم گوی
 که عالم را بشود آورده ، از ایمای ابروی (۳۳۲-۳۳۵)

تذکره المعاصرين : مخلصای کاشی میرزا محمد نام داشت . مرد هوار نیکو خصال بود . طبعی سخن آشنا و رغبت و میل مفرط بشعرا داشت . اشعار خوب دارد . سلیقه اش را در شعر قصوری نبود ، لیکن چون از سرمایه دانشوری عاریست و صنعت ایهام را بحد گرفته ، بلکه اکثر سخنش باوجود تناسب الفاظ سبک و خام می افتد ، و اگر او را تربیت افاضل فیض گستر و سلوک دانشور فرا رسیدی و نفس او را کیفیتی حاصل آمدی ، از فارسان و سایقان مضمار سخن گستر می گشتی . بوسیله بعضی قصائدش ، اعتماد الدوله محمد مومن خان شاملو ، او را از کاشان به اصفهان غلب فرموده رعایت نمود . مدتی دران شهر بود و با راقم حروف آشنا و انیس شد . تا آنکه در مراحل ستین وداع جبهان بی بقا نموده در مقبره جامع عتیق اصفهان مدفون گشت . این چند بیت از دیوان اوست :

امانت دار نتوان گفتم ، جای عالم دورن را

که یک جا خورد ، این صاحب دیانت ، مال قارون را (۱)

نظر ، بنامه این خاکسار ، نیست قرا دماغ خواندن خط غبار نیست ترا (۲)

اگر وفائی تو نسپرده ام ، مرنج از من ازینکه عمر منی اعتبار نیست ترا (۱)

عشر ششم از عشر سبک دست بدر رفت

بی صید ، چنین ناوکی از شست ، بدر رفت (۱)

بدلسوزی ، منه ای همنشین مرهم ، بداغ من که باشد روزها پیمانه و شبها چراغ من (۱)

کجا آرام گیرد خاطر وحشت قرین من

نشند ، زین خاکدان جز گرد کلفت دلنشین من (۱)

بتان سازند اگر با تیغ قسمت عضو عضوم را

شوم ممنون که شاید زان میان چشم بیاز آفتند (۳) (ص ۸۰)

سرو آزاد : میرزا محمد مخنصر کاشانی . از عالی تلاشان خطه کاشان است . قیاس

۱- مردان بزرگ کاشان دارد .

۲- سرو آزاد و نتایج الافکار و روز روشن دارد .

۳- صبح گشش دارد .

صحیحش منتج مضامین تازه و کلام ملیحش مفید حلاوت بی انداز . دیوان غزلش بنظر رسید .
سیر تماش از تنگی فرصت اتفاق نیفتاد . چند بیت عجالة الوقت فرا گرفته شد :

چه لازم ، در مقام بحث با دشمن ، میان بستن

نی باشد ، سلاخی ، بهتر از تیغ زبان بستن (۱)

چگونه خواجه باسم سخا علم گردد که چون سوال کنی حاتم اصم گردد (۲)

ما چون قلم ، سخن بزبان دگر کنیم چون کار ما بحرف رسد ، گریه سر کنیم (۱)

ز عصیان ، لب گزیدن در جوانیها ، نمک دارد

ازین نعمت ، چه لذت میبری ، چون ریخت دندانها (۲)

چون گرفتی بیت شاعر ، در عطا سستی مکن تا کسی مضطر نباشد کی فروشد خانه را (۱)

هست ، تا محشر بیای بیگناهی ، یک قدم امن بودن ، میکند نزدیک راه دور را (۱)

حد هر ابله ، بدستور نیست در قانون عقل چوب از مضراب میباید خر طنبور را

ندود نام نکوی تو ، عالمی تسخیر اگرچه غیر نگین نیست یک سوار ترا

(۱۲۵ - ۱۲۶)

نتایج الافکار : طراوت بخش خیابان معانی مخلص کاشانی . که از عالی طبعان آندیار و
از فصحاء بلاغت شمار بوده . طبع متینش بتلاش مضامین تازه آشنا و کلام رنگینش بلطافت
بی اندازه همنا . این چند بیت از کلام دلپذیرش بملاحظه درآمد . (چهار بیت دارد ۶۵۱)

شمع انجمن : مخلص میرزا محمد . از عالی تلاشان خطه کاشان ست . قیاس صحیحش منتج
مضامین تازه و کلام ملیحش مفید حلاوت بی اندازه . مرد هموار نیکو خصال بود . طبعی بسخن
آشنا و میلی مغرط بشعر داشت .

حزین گرید : اشعار خوب دارد و سلیقه اش در شعر قصوری ندارد ، لیکن چو از
سرمایه دانشمندان عاریست ، اگر او را تربیت افاضل فیض گستر فرا رسیدی و نفس او را کیفیتی
حاصل آمدی ، از فارسان مضمار سخن گستری گشتی . بوسیله بعض قصایدش ، محمد مومن خان
شاملو او را از کاشان باصفهان طلب فرموده رعایت نمود . مدتی دران شهر بود و با راقم آشنا و
انیس شد تا آنکه وداع جهان بی بقا نمود (۱) .

۱- روز روشن دارد .

۲- حسینی و روز روشن دارد .

۳- نتایج الافکار دارد .

۱- حزین بتاریخ غره شهر محرم ۱۱۳۵ هـ صفهان را ترک گفته بهند رسید ، ظاهر است

که مخلص پیشتر ازین وفات یافته باشد .

دیوان غزلش بنظر رسیده ، سیر تماش از تنگی فرصت اتفاق نیفتاد (۱) ، چند بیت عجایه الوقت فرا گرفته شد

(یازده بیت دارد ۴۳۸ - ۴۳۹)

سردان بزرگ کاشان : میرزا محمد مخلصا . ردی نیکو خصال و پلنگ منش بود . در سخن و شعر وارد و آشنا و بشرا علاقه زیادی داشت . سلیقه او را در شعر نمی توان ایراد کرد ، لیکن سخن او چون از سرمایه دانشوری و علمی خالیست ، و صنعت ایهام را بحد گرفته ، اغلب اشعارش ، باوجود تناسب الفاظ ، سبک و خام بنظر میرسد . اگر این مرد را دانشمندان و فضایی عصر ، توجه میکردند و در تربیتش همت میگماشتند ، از شعرا و سخن پردازان بزرگ و فاضل دوران میگشت . بعضی از تصانیفش مورد توجه اعتماد الدوله محمد مومن خان شاملو گشت و او را خوش آمد ، و میرزا محمد را از کاشان باصفهان احضار کرد و مورد نوازش و توجهش قرار داد .

میرزا محمد در همان شهر وفات یافت و در آرامگاه جامع عتیق اصفهان بخاک سپرده شد . (مفت بیت دارد ص ۵۱ - ۵۲)

۲۳۳ = شاه مدهوش قلندر اصفهانی

سرو موزون جوئیبار سخندانی ، شاه مدهوش قلندر اصفهانی . میرزای صفا هانی ، طبعش از ساغر لبریز شراب سخن مدهوش گردیده ، مست ترنم غزلخوانی میگشت . دیوانش خمخانه ایست ، هر مصرعش آتش زن در دل سر و مینا . هر لفظ پیچیده اش خون در جگر کن ساغر صمبها . هر معنی روشنش رشک افزای چشم اخضر روح افزا . و هر نقطه ابیانش غیرت حجاب باده مسرت پیرا .

روزی میرزا روح الله منتخب ۲ پدر میرزا داراب جویا ، بعضی ارباب کمال را تکلیف ما حاضر کرده ، اتفاقا مدهوش هم دران بزم وارد شد . شعر خوانی آغاز نهادند ، رفته رفته نوبت به مدهوش رسید ، این بیت خواند :

بخون من حنا بستن بیایت حیف میآمد غباری گردهم و روزی بپا پوش تو آویزم

۱ - رک : سرو آزاد . ظاهر است که عبارت عینا از سرو آزاد گرفته است .

۲ - رک : تحت منتخب شماره (۲۵۶)

میرزا داراب گفت که : مگر قافیه تنگ بود که پاپوش بایستی بست !
فی الفور جواب داد که : صدایش سامع افروز کسی که بدادش نرسد ! ازین
سخن مورد تحسین گشت : منه :

مردم از دوری ، بیا ! ای شوخ نی باکم بیا !
ای شکار انداز ، ترک منست چالاکم بیا !
در لحد ، از داغ دوری استخوانم را ، مسوز
گر بیالبنم نیائی ، بر سر خاکم بیا
نیست جوی شیر ، ای شیرین که میآید ، زکوه
در فراق استخوانها آب شد فرهاد را
با خیال زلف و رویت ، میروم با صد شتاب
یک قدم بر سایه دارم ، یک قدم بر آفتاب
بحر طویل باد صبا اختصار کیست شور جنون قلمرو خط غبار کیست
میخواست کشد نقش ، لب لعل تو ، نقاش
خون دل با قوت ، بآب گهر ، آمیخت
از نازکیش بود مگر ، بیم گسستن عاشق سر موئی شده با آن کمر آمیخت
از لطافت ، رخ او را نبود : تاب نگاه جوهر آئینه ، بر چهره او ، سوهانست
فریاد که ، از جوش تمنائی تو ، در دل
حسرت همه جمع آید و آهی شده درخواست
اختر همه شب تا بسحر باخته رنگ است
زان گوهر نایاب که مهتاب تو میداشت

تا خورد لب خون دلم ، رنگ بر آورد

باری چه فسون ، زان دهن تنگ بر آورد

لبت ، چون خون عاشق ، نوش میکرد خطت ، مباد و خس پوش میکرد

چرا ، در دست هر نا محرمی افتاده ، تصویرش

المهی ! آتشی ، بر جان نقاش فرنگ ، افتد

خاطر جمع بود ، تفرقه در عالم عشق ماه را مهر تو ، سرگشته تر از هاله کند

داغ داغ است دلم ، با گل رویت ، بچمن کو دماغی که ، دمی سیرگل و لاله کند

تا نکمیت زلفت ، گذری جانب من کرد ناسور دلم نافه آهوی ختن کرد

بر سر پای تو ، تا تمهت خونریزی بست هر کرا دست دهد خون حنا میریزد

چشمش سفید شد ، بره انتظار دوست

حرفیست این که ، کوه کن آورد جوئی شیر

عنانه را ، ز کف شیرین سواری برد ، کز شوخی

دو دم چون قطره خون ، بردم شمشیر گلگونش

از رخت آئینه میگفت ز حیرت بگداز دل سنگم همه خون شد بچکیدن رفتم

بیا بگریزم از خود ، تا در آغوش تو آویزم

برنگ بوسه ، بر لبهای می نوش تو ، آویزم

سره ای هستی چومی ، از جوش گرفتم

بیموش شدم داد خود از هوش گرفتم

دانم که در آئینه دل روی تو پیدا است

دل را ، بخيال تو ، ز آغوش گرفتم

چو آن طفل که در آئینه عمو خوبشتن گردد
رخش میدیدم و صد حرف بی تصویر میگفتم
ز خود بیگانه ، از بس میشدم ، عمو خیال او
فراوشی ز خود را خواب بی تعبیر میگفتم

بسمل تیغ تو بودم ، بی قراری داشتم گرد سر گردیدنی بر زخم کاری داشتم
بوسته خاک درش دادم ، ز من رنجید ، و رفت
او غرورش بود چندانی که ، زاری داشتم
حذر از شتاب دستش ، بی زخم کاری من
که لباس برق دارد ببدن شکاری من
به بلبل ، هنجچه گردد بی حجاب ، آهسته آهسته
عروس تو ، بر آید از حجاب ، آهسته آهسته

موج یک چشمه بود ناز و نیاز من و تو من باب باده شکستم تو تبسم کردی
صاف دل را نبود گرد ملال اندر تنگ روی گردان شود آئینه از روی کسی*

• صبح گلشن: مدعوش قلندر اصفهانی ، صداهای دلربا میکشد و در مند رسیده بکشمیر
انزوا گزید . (مشت بیت دارد ص ۳۹۷ - ۳۹۸)

۲۳۵ = همی هو قضی حیدر

میر من قضی حیدر . طبعش ، به نیروی ذوالفقار حدت ادراک ، ازدها
تمثالان جان معنی طرازی را ، بیک ضرب ثبوت ، دو بیکر گردانیده :
دلَم از فراق ، خون شد ، تو فراق دیده باشی
برهت ، غبار گشتم ، ز صبا شنیده باشی
رخت ، از چمن چمن تر ، نگه از ، نگه ، رسا تر
تو بلای خان و ما نها ! ز کجا رسیده باشی

تو سنگر جفا جو، نوز خود رمیده آهر
چقدر رمیده باشی که بما رسیده باشی

۶۳۶ - خواجه امان الله مروت

خواجه امان الله مروت جوان بامروت خوش سخنی است :
چون از دل کشم فکر میان نازک او را
که سوند برون کردن ز چینی هیچکس مو را
به پیری مستی صهبای عشقم ، کم کجا گردد
دوبالا میشود این نشا چون دوتا گردد*

* صبح گلشن : مروت ، خواجه امان الله کشمیری . سر آمد اقران در خلق و مروت و خوش
رسمی و خوش تقریری است . (شعر اول دارد ص ۴۰۲)

۶۳۷ - مستغنی کشمیری

مستغنی کشمیری . طبع مستغنیش بکمال استغنا ارباب کمال را سر فرو
نمی آرد :

دزدی که کرد دل بجنونست آشنا آبی که ریخت دید بخونست آشنا
برداشتیم دیده همت ، ز آرزو چون سعی ما ، ز بخت زیونست آشنا
شعی بمیان آمده با پرتو خورشید
هان مجالسیان ! همت پروانه که دارد*

* هفت اقلیم : مولانا امین مستغنی نمر آن شجر (صرف) است . بوفور ذهن سلیم و طبع
مستقیم قرار داده ارباب اعتبار ، و بکثرت فهم و زیادتی علم ، مرجع و مآب آن دیار
(کشمیر) است :

قطعه :

بسوزش عرق هفت آتشی نبرد
جهان زگشده من ، اگر همه خیر است
سیاهی شب ما را نبرد ، پرتو مهر
درین چمن ، همه بیگانه هم اند ، ولی
برهن ، گرد تو گردم ، ره کفرم بنما

رباعی :

سر خنده نیم (۲) ، ببلبلع عاشق نا ساز
یا ده که ، سر بگوش بیگانه نهم
یا گریه که ، بر روی دوم ، چون غماز
من درد دلم ، خلوتی محرم راز (۳)
(ص ۱۱۳)

تاریخ اعظمی ؛ محمد امین مستثنی ، زاد بومش کشمیر است . یوفور ذهن سلیم و طبع
ستقیم ، در عهد یوسف شاه ، پایه اعتبارش بسیار افزود . مدتی در لاهور بسربرد . تعلق باشعرا
اکبری پذیرفت . با وصف نحل پزیر و فضل و کمال به فکر شعرم اشتغال داشت . این ابیات ازوست :

ای سینه ، زوسواس تو ام مارشان
عیسی کده ، از چشم تو بیمارستان
رگهای وجودم ، ز تو ، ز نارستان
ناز بکائنات در کارستان

نیز این رباعی است که در تعریف کشمیر گفته است :

دوشینه بچشم دل ، فهان از مردم
شاخ ز عبیر و مشک آگنده خمیر
دیدم نه بهشت بلکه کشمیر دوم
آبی ز صفا وجود شود دافته کم (۴)

در محله آروت مدفونست بیرون آستانه حضرت سید جلال الدین .

مجمع النفائس : ملا مستثنی پسر مولانا صرفی کشمیری است . از شعرا عصر جهانگیر
بادشاه بود . و با تقی اوحدی معاصر . ازوست :

ای آنکه ، سری ز شوق مست دارند
یک جرع سبیل سارو ، بر نشنه لبان
جان و دل مهر پرست دارند
شکرانه جامی ، که بدست دارند (۵)

۱- تا اینجا تمام ابیات تاریخ اعظمی و گل رعنا دارد .

۲- گل رعنا - چون خنده دارد .

۳- این رباعی تاریخ اعظمی و مجمع النفائس و نگارستان سخن دارد .

۴- هشت بیت دیگر دارد که تحت هفت اقلیم ثبت شده .

۵- گل رعنا دارد .

گل رعنا : مستفنی مولانا محمد امین خلف الصدق مولانا میرعل صرغی کشمیری - که ترجمه او در حرف الصاد گذشت - بوفور فضائل و کمالات انصاف داشت و در لاهور بسر میبرد و پیش امراء عهد محترم میزیست . هفتاد سال عمر کرده و در سنه اربعین و ثلاثین و الف (۱۰۳۴هـ) ودیعت حیات سپرد . او نسیم سخن را منبر بیز میسازد :

ما تو در روز حشر هست و گریبان رویم تو ز پی دست من و من ز پی خونبها
با پریشانی خاطر بهمین دل جمجم کز پریشانی ما ، هیچ دلی در هم نیست
(شش بیت دارد ص ۹۷۷)

نگرستان سخن : مستفنی کشمیری مولد، لاهوری موطن است . و شاعر عهد اکبری ماهر فن شعر و سخن .
(یک رباعی دارد ص ۹۶)

روز روشن : مستفنی ملا محمد امین خلف ملا صرغی کشمیری . اکثر عمرش در ملک دکن بسر شده .
(ص ۶۲۵)

تاریخ نظم و نثر : ملا محمد امین مستفنی کشمیری پسر ملا حل صرغی کشمیری . در لاهور ولادت یافت و بیشتر در دکن میزیست و فزل را خوب میگفت .
(۱ : ۶۴۸)

۲۴۸ = دستور

شاهد حجله آرای نور افشان طبعش را ، از سرخ قرص طلاق
خورشید ، رونما میساید :

شد تیره دلم بعلم و حکمت روشن هر چند که در دلایطش بود سخن
برهان غلط ، بسوی مقصودم برد این راه تمام طی شد از آخر ز بدن

۲۴۹ = شیخ محمد مصالم

پسر عمکه فقیر . مرد متصوف بود ، شعر بطرز قدما صاف و بی تکلف میگفت :

کشتی در یای دل را ، لنگری در کار نیست
عرصه موج فنا را صرصری در کار نیست

۲۴۰ = شاه محمد رضای مشتاق

شاه بیت دیوان آفاق ، شاه محمد رضای مشتاق . سخن گلگون
 الفاظش را ، هزاران ، چون بلبل گلزار آمل و عندلیب حدیقه شیراز
 مشتاق . دیوانش چار باغ کابل است که سواد زیباست . دشت دشت
 لاله و گل موج زن ، ارباب کمال بران چشم سرخ کرده ، بدست
 نظاره گرم گل چیدن :

بی لعل دلکشای تو ، ای شوخ ! چون انار

هر قطره می ، شده است گره ، در سبوی ما

فریاد ، جور و ظلم ، رسیدی با آسمان گر سرمه خطت نگرفتی گلوی ما

بخون غلطم ، دلم صید کماندار است ، کز شوخی

چو مژگان ، جا دهد در چشم خود آهو ، خدنگش را

سواد چشم جادوی ترا چون نسخه ، بر گیرم

کشم ، بر صفحه مد نگاه جور ، مسطر ها

در هوای دانه خالشی چو از مجمر سپند میبجهد مور سویدا از دل سوزان ما

بدور چشم ، تو کس نرخ می نمی پرسد که تخته کرده نگاهت دکان میکده را

دگر از خوردن خون که ، آبش داده ظالم که مبینم بآب و رنگ گلزار تبسم را

در شب هجران آن خورشید رخسار ، از سرشک

تا سحر اختر شمارد ، دیده بیدار ما

جوش صهبا میزند ، خون در دل از ، یاد لبش

برسر ما پنبه مینا بود دستار ما

نمایان است عکس سنبل زلف، از گل رویش
 تو گوی : داده اند از چشمه آئینه آتش را
 مست و خنجر بکف ، از خانه برون آمده
 بکجا میروی ؟ ای ظالم خونخوار ! کجا !
 بسکه میگرداند از شرم رخت ، گل رنگها
 مردم چشم پری : شد شبنم از نیرنگها

ما قافله سالار جنونیم ، نباشد جر ناله زنجیر ، صدای جرس ما

رواجی داده ، لعل باده نوشت ، میپرستی را
 که زاهد ، کرده محراب عبادت ، جام مستی را
 نه از ناز است : گر با خنده کمتر آشنا گردد
 که از موج تبسم ، ریش میگرداند آن لبها
 نرگش دردور خط ، از کم نگاهی ، کی گذشت
 یافت چون بیمار صحت ، بشکند پرهیز را
 تا تواند در دل عشاق ناخن بند کرد
 شانه دست آویز کرد ، آن زلف عنبر بیز را
 تا بهار عارضش ، شد گلشن آرای جنون
 نغمه بلبل سراید . ناله زنجیر ما
 این نه خط است ، کزان خال سیه سر زده است
 دود از مور بر آورده ، تف دانه ما

در وصف : لعل دلبر شیرین بیان ما شاخ نبات ، گشت زبان ، در دهان ما

پر تومه ، در صفای جام می ، دلکش تراست
 همچو در پیراهن گلرنگ ، سیم اندامها
 از راستی خویش برون ، پا نگذارم
 چون شمع ، گر از تیغ بگیرند ، سرم را
 به تیغ ناز ، کشتن عاشقان را و بخندیدن
 الهی اند کی انصاف ! این عاشق شکاران را
 بستم از جان رشته آن بالای چون گلدسته را
 هیچکس ، نا بسته چون من ، معنی برجسته را
 میجهد ، از گوشه محراب چون ، تیر از کمان
 گر ببیند چله کش ، آن ابروی پیوسته را
 غنچه اش ، از گریه‌های من ، تبسم ریز شد
 هیچکس نگرفته چون من ، در شکر این پسته را
 باز مشتاق ! آن جفا جورا مکن ، تکلیف رقص
 بر مدار از جای خود این فتنه بنشسته را
 خیال لعل او ، خواهم چنان دزدیده ، بنشیند
 که چون نقش نگین ، برخاستن نبود نشستش را

گم گشته ایم ، بسکه بفکر دهان او سر گشته مانده است عدم در سراغ ما

بنام ، پیچ و تاب طره عنبر فشانش را
 که از نقش قدم سنبل دمد آشفگانیش را
 تا از هوای لعل لب یار ، دم زدم
 چون غنچه گشت صرف تبسم ، نفس مرا

برنگینی برد دست فریب ، از پنجهٔ مرجان
 اگر بر موج افند سایه ، آن دست حنائی را
 چو چشم نکته پرداز تو ، استاد سخن باشد
 بایما ، میتوان فهمید معنی بیت ابرو را
 بقریان سرت کردم ! اشارت کن نگاهی را
 که از جور تغافل ، باز پرسد داد خواهی را

از یاد بنا گوش تو ، ای صبح تمنا ! شد مطلع مهتاب ، مگر بام دل ما
 کلبه تنگم از بناگوش چون گهر ، گشته غرق در مهتاب
 بر رخت ، پای مردمک ، لغزد چون بر آئینه گوهر سیراب

بچشم مردم صاحب نظر ، پری کده ایست
 ز عکس آن مژهای سیه ، حباب شراب
 تادل از سودای گیسوی که ، برهم خورده است
 دارد آهم ، در بغل یک سنبلستان ، پیچ و تاب
 عکس رخسار عرفناکت که ، در ساغر فناد
 چون صدف : لبریز گوهر های غلطان ، شد حباب
 شب که بر یاد بنا گوش تو ، چشمم آب ریخت
 هر سر شکم ، بر زمین نخم گل مهتاب ریخت
 بسکه زیر خنجرش ، گل گل شگفتم ، از نشاط
 خون من رنگ چمن بر دامن قصاب ریخت

عاشقم عاشق ! چه می پرسی : که معشوق تو کیست ؟
 معنی بگریست ، هر جا دلبر سنگ من است

شمع ، در بزم تو ، داد سوختن‌ها میدهد
 رشک این آتش ، بجان افتاده ، داغم کرده است
 خط مشکین ، نه ز پشت لب جانان برخاست
 رگ ابريست ، که از چشمه حیوان برخاست
 نگه برق گدازی ، که بصحرا رو کرد
 دود شد شوخی و از چشم غزالان برخاست
 کجا ، بمصرع برجسته قد تو ، رسد
 اگرچه مصرع بالای سرو موزون است
 چشمه آب گهر گردیده ، داغ سینه ام
 تا بناگوش ، که یارب محفل آرای دل است
 از خط پشت لب یار تماشا کردیم
 بر لب چشمه کوثر صف حوران بهشت
 قد رعناي تو ، ای شوخ ! سراپای بهشت
 راست گفتند که : در عالم بالاست بهشت
 خال مشک افشان او ، مشتاق ! زیبا مرکزست
 گردش چشم غزالان ختن ، پرکارش است
 سر چشمه حیوان که ، سکندر ز غمش مرد
 لب تشنه ، جان بخشی ، چاه ذقن اوست
 هر دم ، از رنگی برنگی میدرد ، رخسار او
 یک گل سیراب چندین رنگ هم میداشت است
 نه بسته اند حنا نازنین سمندش را
 که موج خون شهیدانش از رکاب گذشت

جان بود پنهان و تن پیدا ، ولی آن شوخ را
 خنده شیرین عیان است و دهن معلوم نیست
 شب شد از روی تو روشن ، روز از آهم سیاه
 چرخ را ، سر رشته لیل و نهار ، از دست رفت
 نخل قدش ، که صبح قیامت ، بهار اوست
 دلهای ، عاشقان جگر خسته بار اوست

طالع یوسف زان دهن داریم خصال کنج لبش ستاره ماست

پیچید سر ، چو زلف بموی میان رسید
 از شاخ سنبلین ، گل زار کمر شگفت
 بی سلسله جنبانی کفر سر زلفی
 بر گردن دین ، رشته زنار ، حرام است
 کس چون نگاه یار ، ندزدید دین و دل
 این زرد شوخ چشم ، بزیر نگاه ماست
 شب که ، در آغوش شوقم آن سراپا ناز ، بود
 شمع بالینم ، بیک پا ، تا سحر رقصیده است

بسکه هر مویش ، دل صد چاک دارد ، در گره
 شانه را ، بر زلف آن غارتگر جان ، دست نیست
 هیچکس ، از گفتگوی غنچه اش ، آگاه نیست
 بسکه تنگ است ، آن دهن ، در وی سخن را ، راه نیست

در ، غنچه خندان تو ، ای کان ملاحظت !

پنهان شده صد شور نمکسدان قیامت

مست نگه تو ، نرگس آما از خاک ، قدح بدست ، برخاست

چون فکر بدقت معماست دل گم شده دهان ننگت

ز خنده نیست ، اگر موج میزند ، لعلت
 که ، عکس چین جبین ، از صفای او پیداست
 خط تو شور قیامت ، فگنند در غالم
 هنوز ، آهوی چشمت ، بخواب خرگوش است
 خواهش ایمای ابروی نگویان ، داشتن
 پیش ما ، با ناخن شمشیر ، سر خاریدن است
 شد ز رویت آشنا با زلف عنبر بار پیچ
 موی چون ، بر آتش افتد ، میخورد ناچار پیچ
 مه ، از سر چشمه حسن صفا خیز تو ، میشود
 غبار منت کلفت فزای آفتاب ، از رخ
 پست گردد ، از گداز شرمساری ، همچو شمع
 هر که ، در بزم تو دعوی سرافرازی کند

نه تنها یاد چشمش ، در دلم ، خلوت گزین باشد
 که خال هندوش هم چون سویدا ، دلنشین باشد
 مکش دست نگارین را برون از آستین ، ترسم
 که در خاشاک صبرم ، آتش رنگ حنا گیرد

چون غریبی که ، بهر کوچه رود شام ، دلم
 گاه در زلف و گهسی در خم کا کل ، پیچد
 نیغی که ، گردنش نشدی خم ، بخون کس
 برداشت از تنم ، سر و منت ، بجان نهاد

تلخی بادام، چون در فند گیرندش، رود زهر چشم او، نهان در لذت دشنام ماند

دید مشتاق حزین، در خواب، باغ خلد را
 حسن تعبیرش، بهارستان آغوش تو باد
 ز زخم سینه جوشد، گاه خود دل گاه از چشمم
 بلی سیلاب بی پروا، در از روزن، نمی داند
 شوق چوگان بازیش هر گاه، بمیدان میبرد
 کوی غلطیدن، سرم از چرخ گردان میبرد
 مینماید در قبای آل ا، آن سیمین بدن
 چون، میان لاله ابنوه، آهوی سفید

سرت گرم! شب وصل است: شیرین خواهشی دارم
 که کام آرزو، از لعل شاداب تو، تر گردد

گاهی بدر دیر و گاهی بر در کعبه بر بوی وصال تو، دلم در بدر افتاد

مشتاق، که بر کوه زدی طعنه طاق

در فرقت آن سوی میان، از کمر افتاد

نگاه هوش پرداز که، بزم آرای، مستان شد
 که چون نرگس، قدح در دست ساقی، چشم حیران شد
 خط سبزش، دواید است زان سان ریشه، در جانم
 که تیغش، چون پر طوطی، ز خونم رنگ میگیرد

ز سر تا پا، صفا خیز است اندام بلورینش

نوگوی نخل قدش، ریشه بر آب گهر دارد

دل پرداغ ، که در زلف تو ، مهکن دارد
 چون پلنگ است که زنجیر ، بگردن دارد
 در خیال خال شوخش ، قطره اشکی ریختم
 مردمک در دیده ، نخچیر پیدا کرده اند
 بجرم پیری از من ، رو مگردان ، خورد سال من
 چه شد گر پیر گشتم ، عشق میباید ، جوان باشد
 یار رفت و بد زغنش ، در دل دیوانه ماند
 گنج را برداشتند و مار در ویرانه ماند
 چشم آهوی میکند چون سرمه دان ، قالب تهی
 سرمه را ، چون آشنای ، نرگس شهلا ، کند
 تبسم ، ریش گزدد ، خار در پیراهنش افتد
 مصور ، نقش لعلش را چو ، بر برگ سمن بندد
 اگر با روی آشناک او ، نسبت کنم ، مه را
 ز تابش ، هاله همچون شعله جواله ، میسوزد
 گفت پیغام تو قاصد ، لب او بوسیدم
 در میان من و تو ، بوسه به پیغام افتاد
 گل بادام بهاران ، نشگفت است ، از گل
 بی گل روی تو ، در دیده بادام افتاد
 اشک او ، قمری و بلبل شد ، و پرواز گرفت
 سچشم هر کس که ، بر آن سر و گل اندام ، افتاد

نگاه شوخ تو ، از قید ناز سنگین دل غزاله ایست ، که از دام ، جسته میآید
 بوسه از لعل تو ، انداز چکیدن دارد بیش ازانی که ، چکد ، زود مکیدن دارد

نیست مژگان تو سر گشته ، که جلاد نگاه
 پی خونریزی ما ، بر زده دامان ، آمد
 تن مشتاق ما ، از رشته جان گشت نازکتر
 که میخواهد ، کمرسان ، گرد آن هوی میان ، گردد
 سرمه ، در چشم تو میفهمد ، زبان ناز را
 با سخنور ، هر که بنشیند ، سخندان میشود
 از فروغ آفتاب عارض پر نور ، او
 خال ، در چاه زرخندان ، ماه کنعان میشود
 غنچه را ، نسبت دهم گر ، بادهان تنگ او
 بلبلان را ، بر کباب دل ، نمکدان میشود
 بیخ خط ، یارب ز باغ حسن او ، برکنده باد
 شد لطافت آب ، و از سیب زرخدانش چکید

خضر ، پامال تمنای شهادت ، میشود هر کجا ، مشتاق ! حرف تیغ او ، سر میکند

جان نثار تیغ جانان ، ساز و لذت را به بین
 میوه این باغ ، شیرین بعد چیدن ، میشود
 دارد آن سیب ذقن ، بسکه لطافت ، ترسم
 شود از گرمی می ، آب ، و بچیدن نرسد
 داغ میسازد دلم را ، پرده پوشیهای خط
 فتنه زلفش پنی سر همچو کاگل میکند
 ای عزیزان ! خال نبلی را ، دران چاه ذقن
 پرتو خورشید رویش ، ماه کنعان میکند

چشم او ، با دل من ، گفت و شنودی دارد
 چون دو بیمار ، که احوال هم از هم ، پرسند
 شمشیر ناز ، چون بکف چشم مست ، داد
 صد فوج توبه را ، بنگاهی ، شکست داد
 نزاکت ، بیش ازین در عالم خوبی ، نمی باشد
 اگر بر سر ، زند گل ، پایش از رفتار ، میماند
 رقیب ، از بزم رفت و دل ، نمی آساید ، از رشکش
 که خار ، از پا برون گر میرود ، آزار میماند
 خط سبز بناگوشت نیفتد از صفا هرگز
 که این ریحان تر ، ز آب گهر ، نشو و نما دارد
 بام حسن تو ، کجا منزل هر بی سرو پاست
 ماه ، بیفائده دیوار دویها دارد
 چو ، رخسارش ز تاب باده ، برق آلود میگردد
 نگه ، در دیده اهل تماشا ، دود میگردد
 گوی ، شوخیها ربود ، از مردم چشم غزال
 با خیال خال او ، اشکی که ، چشم ما فشانند

بالای او ، بداد دل ما ، نمی رسد فریاد ما ، بعالم بالا ، نمی رسد

پیش آن چشم سخنگو ، دم ز گویائی مزین
 کاین غزال شوخ ، از گرد نفس ، رم میخورد
 شد ز خط ، آوازه حسن تو ، عالمگیر تر
 شب چو گردد ، میرسد در گوش ، شور از راه دور

بوی سنبل ، میشود مشتاق را ، موی دماغ
 در سرش ، سودای آن زلف دلاویز است ، باز
 زلفش ز ادب ، تا بکمر آمد و برگشت
 گستاخی پا بوس حنا را ، چکند کس
 غم هندو نگاری ، طرح محشر ریخت ، در جانم
 که شد از پنبه صبح قیامت : رشته زنازش
 بسیر باغ ، هنگام خرام از ناز ، میرنجد
 اگر غافل ، بیرگ گل رسد ، پای نگارینش

کوزانکه ، سری با کمر یار ، ندارند افتاده چرا کاکل مشکین به قفایش

بندم ، بخیال رگ جان گر ، کمرش را
 از چنگ گسستن نرهد موی میانش
 صف لیلیست مژگان سیه ، کز شوق سربازی
 نهاده گردن تسلیم زیر تیغ ابرویش
 چو لیلی ، کز شکاف خیمه لیلی ، عیان گردد
 نمایانست خال ، از حلقه زلف گره گیرش
 عرق نبود که میجوشد ز روی آتشین او
 نگه ها ، آب گردیدند بر رخسار گلگفامش
 مگر دادند ، آب از برق شمشیر ، نگاهش را
 که زخمش داده بیرون ، نیمه خون ، نیمه آتش
 خال مشکین تو ، آن نقطه شوخی است ، که هست
 گردش چشم غزالان حرم ، پرکارش

بال قمری دمد از تربت او ، جای گیاه
 هر گه آن سرو روان جلوه کند بر حالش (؟)
 دو عالم دل اگر سنجید نگردد خم سر موی
 ترازوی است ابرویت ، که تمکین است پاسنگش

خال سیاهش نه دامان خط چیست غزال ختنستان خط

گشت بدخشان لبش سبزوار از اثر جلوه ریحان خط

گریها در آستین و خنده ها دارد بلب شد مگر مشتاق بر رخسار او دیوانه شمع

چشمت ز شرم با همه مستی ، در آئنه

با عکس خویش هم نزنند بیحجاب ، حرف

سر ، ز پایاب عدم نیز ، نیارد بیرون هر که در بحر خیال دهنش گردد غرق

از بسکه ، بصد رنگ زدی چنگ ، بهخونم

بر دست تو گردید حنا ، بو قلمون رنگ

تا بیاد آن لب میگون ، سخن پرداز شد

میچکد مشتاق را از خامه اندیشه ، لعل

شرابم در سر است و یار در بر ، عشق دارم

خدا را ! دم مزن امروز تا صبح دگر ، بلبل !

ترا ، با غیر دیدم همنشین ، خونبار شد چشمم

چها دیدم بچشم خود ! بچشم خود چها دیدم

میکند هر قطره خونم ، شوخی چشم غزال

صید ، ناوک خورده چشم سیاه ، کیستم

به تیغ ناز کشتی عالمی را ، و ز من غافل
 بقریان سرت گردم! نمی دانی ، سری دارم!
 چو کاکل ، آرزو دارم که از عین سیه مستی
 گهسی بر پابت افتم ، گاه بر گرد سرت گردم
 حل نمی گردد ، معمای دهان تنگ او
 غنچه سان ، هر چند سر را ، در گریبان میکشم
 بر نمی دارند ، از رخسار آن صیاد شوخ
 آهوان ، چون حلقه گیسوی عنبر قام چشم

نالۀ زنجیر اشکم ، خنده گل میکند بلبل دیوانه باغ و بهار کیستم
 صد بوسه بشوق ، از لب پیغام ، گرفتم المنه الله ! ز لبش کام گرفتم
 سحر ، بلبل بشوق عارضش ، سر کرد آهنگی
 که همچون برگ گل ، زد غوطه در خون ، پرده گوشم
 گفت ، پیغام خطش قاصد : که رستی از جفا!
 ساده لوحی را نماشا کن که ، باور داشتم

تیغ ز شراب سرفرازی هر جام که داد سر کشیدم
 بر خضر ، موج آب بقا ، تیغ میکشد هر جا سخن ازان دم شمشیر سرکنم
 شوخی چشم تو ، پنهان گشت آخر ، زیر خط
 آن قدر رم کرد این آهو ، که شد در گرد گم
 اگر بیتابم از شوق بناگوش تو ، معذورم
 که خود داری ، چوم وارید غلطان ، نیست مقدورم

ناز را ، بارب ! چه پیش آمد ، که یار و آئنه
 چون دو تصویرند محو یک نظر ، بر روی هم
 چرا مشتاق ، شرم بر بیاض دیده ، بنویسند
 که چشم سحر سازش در سخنگوی است استادم
 ناله زنجیر من ، چون خنده گل ، بیصد است
 کرده تعلیم جنون ، با لعل خاموش ، تو ام

حکم رانی از تو و تسلیم گردیدن ز من تا تو تیغ افراختی من گردنی افراختم

بوی مشک از نافه رنگین غزالان برده ام
 از خم گیسوش تا مشتاق چوگان ساختم
 کشیده حلقه ، چو مژگان ، بدور چشم غزال
 خدنگ ناز ، تو ای شوخ ! کرد داغ دلم
 بشوق کا کلش ، از بسکه ، بیتابانه میپیچد
 نگه شد ، سنبل سرچشمه سیماب ، درچشمم
 چون پری ، در چشمه هر سو ، آب بازی میکند
 عکس ، آن مژگان ناز آلود ، در چشم نرم
 می ، از چشم تو مستی وام کرد و فتنه خون ریزی
 صدف ، کسب گهر از دیده من کرد و گل شبنم
 منم آن بلبل شوریده کز سودای گیسویش
 بشاخ ناله زنجیر مجنون ، آشیان بستم
 یکی است ، کا کل و زلف تو ، در سیاه دلیها
 همان بروی تو گفتم که در قفای تو گویم

شور محشر در رکاب گرد راهش میرود خون گذارد کشته ناز تو در محشر قدم

از شوق بوسه ، مردم ! دستی بگردنم کن !

خون منت نماند ، ای یار ! نا بگردن

شورش زنجیر مجنون ، پای* در دامن ، کشید

دشت پیمای جنون گردید تا ، غوغای من

گرد خط تو ، سرمه فروش نگاه من حسن تو ، برق خرمن هوش نگاه من

ز پشت لعل او ، سرکرد خط غنبرین بیرون

بجای* موم ، آمد مشک تر ، زین انگبین بیرون

مشتاق ! ازین بیش نزاکت نتوان یافت

خط ، ریش کند عارض او را ، ز دمیدن

شب وصلش مده از دست فرصت نارستان را

نخواهد داد نخل حسن زین بهتر ثمر بیرون

از صفای چهره اش ، مشتاق ! دیدم بارها

پای خط ، چون مور میلفزد ، بر آن سیمین ذفن

در آرزوی بوسه ، بلب جان ، رسیده بود

لب بر لبم نهادی و برگشت جان من

دم درکش ای نسیم ! بیزمش ، که میخلد

موج صفای* خود چو ، مغیلان ، بر آن بدن

گریه بیرون نمی دهم ، که لبش ریش گردد ز موج خندیدن

کرده ته زانوی* مزگان ، چشم شوخ تو غزال

پیش آن چشم سخنور ، در دستان سخن

در عرق شد غرق ، از می ، خط عنبر فام او
 گشت پنهان ، در چراغان تجلی ، شام او
 من که ، از فیض جنون ، سر را زپا نشناختم
 کی توانم فرق کرد ، از طوق تا زنجیر او
 بسکه ، از سودای فکر قامتش ، کا هیده است
 طوق قمری ، حلقه زنجیر شد ، در باب سرو
 فریب گردش چشم خوشت ، دام رم آهو
 نگاه وحشت افزای تو ، پیغام رم آهو

آئینه خانه ایست ، ز جوش عرق ، رخت کز ، عکس جنبش مژه ، رقصد پری درو

چو افشاند ، نگاه ناز او ، دامان مژگان را
 نشیند گرد خجلت ، بر جبین دیده آهو
 آه من ، چون خم ابروی تو ، عالمگیر است
 کرده تسخیر جهان تیر و کمان من و تو
 سرو بشمشاد دید ، گفت : قیامت رسید !
 چون بچمن جلوه کرد ، قامت دلجوی او
 تا ز مستی ، همچو گل ، بند قبا وا کرده
 صد تمنا را در آغوش دلم جا کرده !

از شوق سرو قامت آن گلشن نگاه شد دیده طوق فاخته بر گردن نگاه
 خط بصد شوخی برون آورد سرازخال او همچنان کز مردم چشم بتان مد نگاه
 مینماید عارضش ، در دیده پر خون من
 همچو ، در جام شراب ارغوانی ، عکس ماه

بادل من ، گوی می بازد ، بچرگان مژه

شهبسوار من در آید چون بمیدان نگاه *

* تاریخ اعظمی : محمد رضای مشتاق از قبیله ناجی هاست ، که در محلات نوشهره ساکن بودند . اکثری شغل خطاطی و کتابت مینمودند . مومی الهی از ابتدای ' عنفوان شباب بفن استکتاب میگذرانید و در ضمن آن کمیت فکر را در میدان طبع آزمای' میدوانید . چون طبع وقاد و استعداد خداداد داشت ، در اندک زمانی پایه' سخنرانی و نکته سنجی را بمعارض ترقی رسانید و وضع آراسته و دل آزادی حاصل کرده بود . و قوت خود را از کتابت ، خصوص مثنوی معنوی ، کسب میفرمود . و اصلاً بتقریب مدح حکام و اغینا ، از گوشه انزوا ، متحرک نشدند . تا آخر عمر بتفرید و قلندرمنشی و آزاده وضعی بسر برده . چون این شعرآن صاحب کمال بگوش راقم شکسته بال رسید ، آرزوی ادراک خدمتش بهم رسانید ، همگی یکبار بدیدار آن معدن اسرار ، فائز شد . شعر اینست :

پامال جفا شدیم ، و این بود	در عشق تو ، سر نوشت مارا
تمام غزل باین تقریب مرقوم میشود :	
عشق تو ، چومیسرگشت مارا	رو کسرد سوی' کشت مارا
نی میوه و نه سایه داریم	دهکان بچه کار کشت مارا (۱)
گلدسته' مطلبی ، نه بستم	بی فائده چرخ رشت مارا
زاهد باشیم ، بی تو باشد	گر ، آرزوی بهشت مارا
گر بد گفتمی نکو نه گفتمی	خوبان گفتند زشت مارا
پامال جفا شدیم ، و این بود	در عشق تو ، سر نوشت مارا
یارب ! که بهشت منزلش باد	هر کس نعمت بهشت مارا
بر آتش سنگ طفل سنگی	آشوب چنین برشت مارا
دیوان محبتیسم و مجنون	از خون جگر نوشت مارا
هست از خم داده پشت بر کوه	مشتاق بسان خشت مارا

ایضاً :

کردیم سیر گشن ، تا ما و یار هر دو
چشم سیاه مستش ، نعل قنچ بدستش

گشتند بلبل و گل ، بی اعتبار هر دو
از عاشقان ره بودند صبر و قرار هر دو

۱- ذوق اردستانی گوید :

نه شگوفه ، نه برگ ، نه ثمر ، نه سایه دارم
همه حیرتم که دهقان ، بچه کار کشت مارا

از خواب ناز برخاست از عشوہ جام میسوغت چشان دل فریش مست خمار هر دو
 زلفین تابدارش بر گشش عذارش خوش حلقه حلقه کرده مانند مار هر دو
 آیا بود که روزی ، این آرزو بر آید خسپند مست باهم مشتاق و یار هر دو

در فن محاوره از شعرای وقت ممتاز بینظیر بود. در سال یکهزار و یکصد و چهل و سه (۱۱۲۳هـ) رحلت فرمود. (ص ۲۲۷)

تذکرهٔ حمینی : شاعر طاق میرزا مشتاق ، از خوشفکران ایران بوده است ، در کشمیر سکونت دارد . از وست :

شب که ، بر یاد بنا گوش تو ، چشم ، آب ریخت
 هر سرشکم بر زمین ، تخم گل مهتاب ریخت (ص ۲۲۷)

مجمع‌النفائس : مشتاق : نامش محمد رضا ست از آدمی زادگان کشمیر . مدارش بکتابت می گذشت ، با این همه خانه بسیار رفته و شسته داشت و او ضاع خیل شایسته . ظاهراً اوسط سلطنت فردوس آرامگاه محمد شاه بادشاه (۱) بفردوس اعلیٰ خرامیده . قصائد بسیار در مدح حضرت ائمه هدی گفته . طرز شعرش اکثر بطور میرزا اسیر است و پاره تنج میرزا صائب و میر معز فطرت و شاه ناصر علی نموده . بعد از حاجی اسلم سالم ، باین خوش زبانی و بگرمی ، کسی از کشمیر برنخاسته . منتخب دیوان او این است :

شکره! دل که سنگ کعبه بوسیدی ز دور یا صنم گویان در آمد مست در بتخانه ها
 نیست در بزم تو راه باد ، ای شمع جمال ! بافتند ، از بسکه پر در پر بهم ، پروانه ها (۲)
 در کف دهر ، چو تیفیم ، بدست نامرد حیف صد حیف که نشناخت کسی جوهر ما (۲)
 کردم از بس باده در ساغر ز مینا ریختم همچو داغ لاله ، غرق می شب آدینه را (۲)

تشنه موج خرام توام ، ای آب حیات !

پیش از آن دم ، که شوم بی تو ز جان سیر ، بیا !

میکند ، منز امید بوسه را ، رشک چمن از لب جان پرورش بوی گل دشنام ها (۲)
 گردید همچو حلقه زنجیر ناله خیز از شررش بهار جنسون آشیان ما
 روز با خورشید و شب با ماه ، میگوید سخن نیست ذکری بی تو زین خوشتر لب بام مرا (۲)
 خورشید حشر ، جام صبححیش میدهد مشتاق ! هر که باده خورد از ایاغ ما
 سر رفت و غمش بسر نیامد بسیار طپید بملل ما (۳)

۱- رک: تحت تاریخ اعظمی .

۲- گل رعنا دارد .

۳- گل رعنا صبح گلشن دارد .

صد قافله غم گذشت مشتاق
 ندامت، ای ز فرصت بیخبر، وقتی نمیخواهد
 رفته حسن خطت، از چین پیشانی، فرود
 نشد از ناز، با دلپستان خورش، و اماشب
 ز هر نگاه فسون پرورش، برنگ دگر
 در می ما شعله دیدار را حل کرده اند
 من نمیگویم: لبش یا آب حیوان خوشتر است
 هر چه یادش عمر جاویدان دهد، آن خوشتر است

از ادب، دور است بستن آشیان، بر شاخ گل

رخسۀ دیسوار گلشن آشیان ما بست (۴)

نقد داغ می بدامان ورع، نشرده است
 بر لب جام، لب لعل، بصد ناز نهاد
 شیخ ما در دفتر رحمت حمایش پاک نیست (۲)
 سوی من دید و بختید و ز کف باز نهاد (۳)
 ای حریفان! هوش را هم میزند، ساق کجاست

ساغرمی را، چه آمد؟ پیش مینا را چه شد (۲)

همه داند جگر خسته مژگان تو ام
 بنواز، طرف کله را شکسته، می آید
 ز طوق قمری شوریده سرو پا برجا
 رحم می آید مرا بر غفلت پیری که دل
 دانه، جز آشک حسرت نیست، در دام و قفس
 مایه عجلت غنی ار نشود نمیشود
 حساب گردش چشم، از پیاله میطلبد
 گلشن اگر چه صیقل آئینه دلست
 بر تواضع میفزاید قلت وجه معاش
 شد پراز خون دلم و طشت من از بام افتاد
 چو خنده بند قبارا بسته می آید (۴)
 کمر بخدمت قد تو بسته می آید (۱)
 باقد خم گشته همچون دال بر دنیا نهاد
 خانه بیرحمی صیاد ما، آباد باد (۲)
 گل ز غرور نقد خود تر نشود نمیشود (۲)
 دمی که ناز تو بر بیحساب می آید
 اما بگردد دامن صحرا نمیرسد (۴)
 شیشه کم باده، گردن میکند خم، بیشتر (۱)

حسن و عشق، از یک گریبان سر برون، آورده اند

چون دو برگ تر، که بیرون آورد از دانه سر

را هم زده بود از سخن آب بقا خضر حرف دم شمشیر کسی سر نشدی گر (۱)

۱- گل رعنا و صبح گلشن دارد.

۲- گل رعنا دارد.

۳- گل رعنا و سفینه هندی دارد.

۴- گل رعنا و صبح گلشن و سفینه هندی دارد.

که سرم، بر پای عشق و گاه، پابر فرق عقل
 گاه، آرائش بکا کل میدهد گاهی بزلف
 بر نثابد رنگ بیکاری دم شمشیر او
 از حیرت بد مستی چشمت شده در باغ
 نه خط عنبرین، شد آشنای لعل، دلجویش

ای صبا! در هر قدم نازی، بساطی چیده است
 کوی، یار است این، نه صحن بوستان، آهسته باش (۱)

از رفیقان موافق پیش رفتن ابلهی است
 ساغر آب حیات، از تیغ نازش میزدم
 منتظر در راه پای پس چو پای پیش باش
 گو چنین از مرگ خود لیبک میدانستمش
 چو آن مفلس، که صد جا در گرو باشد، متاع او
 نظر جای، و جان جای، و دل جای، دگر دارم (۲)

بیم امن، از کشور دلها بر آورد است گرد
 لطف پنهان دست بر دوش امیدم میکشد
 آرام که، پیوسته زما بود گریزان
 شاخ گل، هر دم پپای، سایه ام، سر مینهد
 گرد خجالت از رخ زاهد، بروز حشر
 دزدی، سرمه خاک در او
 یکبست کاکل و زلف تو، در سیاه دلها
 خط نیست که گم گشته ازوشوخی چشمت
 بطرف عارض او زلفش از دل پر داغ
 برگ گلی فتاد، ز منقار بلبل است
 هر لحظه، لذتی است، نصیب گدای، تو
 ای رحم، منع کردنش از قتل او، چه سود
 هر چند که پیر تر شود شیخ دغل
 قد میکشدش چو سایه، بعد زوال

باز کن از خواب ناز این فتنه ایام چشم
 پائمال نیم ناز آشکار کیستم
 در سایه، آن سرو گل اندام گرفتیم
 جای تا، در سایه آن سرو بالا، کرده ام
 دارم امید آنکه، بدامان تر کنم
 کوری چشم نگهبان کردم (۲)

همان بروی تو گفتم، که در قفای، تو گفتم (۲)
 آهوی تو پنهان شده در گرد رسیدن
 چه خوشنماست چو طاووس بر کنار چمن
 لخت جگر، ز هر مژه خونچکان من
 شیرین تر، از عطای تو، شکر عطای تو (۱)
 یارب به پیش او بنصب مبتلا شوی (۱)
 گر در طممش جوان تر از قرب اجل
 تا آخر روز زندگی طول امل (۱)

۱- گل رعنا دارد.

۲- گل رعنا و صبح گلشن دارد.

ساز دردم ، نانه دلسوز ، آهنگ من است
 کوه عشقم عضو جوش سودا میزند
 بلبلی شوقم گلستان رشک گزنگ من است
 خون مجنون کوچه گرد هر رگ سنگ من است

زهر غم ، در قالب من بسکه قند درد ، ریخت

شیره جان ، جای اشک از چشم غم پردرد ، ریخت

شور زنجیر سرشکم در بیابان جنون

آبروی نساله مجنون صحرا گرد ریخت

ره نوردان وادی دردم
 دل مجنون و رای محمل ماست (۱)

نمک شور حشر مستی ما
 از لب کبیت می پرستی ما (۱)

خاک پا نقش پای یار گرفت
 چه بلند افتاد پستی ما

شورش چشم غزال از ناله مجنون گذشت
 تا سخن از چشم جادوی که در هامون گذشت

یار بیپروا ، فلک بی مهر ، عشق آتش مزاج
 بر سر طاق ، نمیدانم چها خواهد گذشت

می که صبح شمارش صباح عید بود
 بجمام عشرت رندان ، خون دل ، نوش است

طفل ما آمیزش جوش جنون تاثیر داشت
 جنبش گهواره او شورش زنجیر داشت

خال مشکین و لب گنگون و خط سبز او
 میزند باهم ، چو افیون و شراب و بنگ ، موج

قدح بدستی و شمیر ناز در دستی
 ستگری ز تو بیباک تر نمیباشد

یاد لعلش ، چون خماری پرستان بشکند
 شور محشر ، بر سر داغم نمکدان بشکند

جوش زد ، در سینه مجروح ما ، سودای عشق

جای اشک ، از دیده پر خون ما ، مجنون چکید

گر بمحشر ، این چنین آن سرو قامت ، بگذرد
 از خرام او قیامت ، بر قیامت بگذرد (۱)

گشته بدخشان لبش ، سبز وار
 از اثر جلوه ریحان خط

چنان افروخت ، برق تیغ قاتل ، قطره خونم

که شد قسربانیان را شمع محفل ، قطره خونم (۱)

چمن ، درانتظارش اشک خرم کرد و گل شبنم
 صبا بهر نثارش گل بدامن کرد و گل شبنم

بطاس لاله بهر شستن پای نگارینش
 زلال اشک شادی مرغ گلشن کرد و گل شبنم

برازیک کاروان مجنون بیابانست پنداری
 ز موج اشک پی در پی گریبان تا بدامانم

چون کمانداری کند ابروی عالمگیر او
 میدود دل همچو پیکان پیش پیش تیر او

(۲۵۲ - ۲۵۵)

گل رعنا : مشتاق ، محمد رضا کشمیری . از وطن خود پشاهجهان آباد آمده میگذرانید .

مدارش بکثانت میگذشت ، با وصف آن خانه را بسیار صاف و پاکیزه میداشت و باطوار پسندیده موصوف بود . در عشره خامس بعد مائه و الف رخت زندگانی بر بست . دیوان دارد مشتعلیر اقسام نظم قصائد . در مدائح ائمه هدی بمتانت گفته و بعد حاجی اسلم سالم دیگری باین خوش زبانی از خطه کشمیر برنخاست . از اوست (۱) . (ص ۱۱۰۲ - ۱۰۰۴)

صنف ابراهیم : محمد رضا مشتاق تخلص . از مستعدان کشمیر است . اگر چه مدار اوقاتش بر کتابت بود ، اما بخوش ، ماشی زندگانی میکرد . ظهورش در عهد محمد شاه بادشاه بود . شاعر خوش خیال بلند تلاش است . بزعم بعضی ، بعد از حاجی محمد اسلم سالم ، همچو او ، از کشمیر برنخاست . قصائد در مدح ائمه معصومین بمتانت گفته . طرز گلامش فی الجمله با میرزا جلال اسیر شهرستانی (۲) مینماید . (۲۱۳ الف)

همینه هندی : محمد رضا مشتاق تخلص کشمیری . اصلش از ایران است . یکی از آبایش در اینجا وارد گشته ، تولدش همانجا رو نموده . اوقاتش به کتابت بسر می شد ، خانه بسیار لطیف و پاکیزه ساخته بود . در سنه هزار و صد و چهل و سه (۱۱۴۳ هـ) فوت کرد - قبر مشتاق است - بر لوح مزارش کنده اند . از وست : (سه بیت دارد ص ۲۱۰)

۱- این عبارت عیناً از مجمع النفائس گرفته است و همینطور ۳۸ بیت ثبت کرده است که مجمع النفائس دارد

۲- بن میرزا مومن شهرستانی (متوفی ۱۰۴۹ هـ) تلمیذ فصیحی هروی است (سروآزاد ص ۵۰) میگوید که :

آنانکه مست فیض بهارند چون اسیر
میرزا جلال با صایب اعتقاد دارد و میگوید :
باوجود آنکه استادم فصیحی بوده است
کلیم در باره جلال گوید :

میرزای ما ، جلال الدین بس است
راستی طبعش استاد من است
از سخن سنجان طلبگار سخن
کیج نهم بر فرق دستار سخن
صایب سخن او را تقصیبتی میکند و در مقطعی میگوید :

خوشا کسی که ، چو صائب ز صاحبان سخن
دیوان جلال چند بار در مطبع نول کشور کانپور و لکهنو چاپ شده است . چاپ اول ۱۸۸۰ هـ و چاپ آخری در سال ۱۸۹۰ هـ دارد و دارای ۵۰۰ صفحه است .

غلام علی آزاد گوید که دیوانش سیر نموده شد و گشت و سین دارد . مضامین تازه کم واقع شده . (سرو آزاد ص ۵۲)

صبح گلشن : مشتاق ، شاه محمد رضا کشمیریست . سرآمد معاصرین دز سنجیده بیانی و خوش تقریری بنو طرز کلاش دلها مشتاق و انداز نظمش پسنجیده سخن فهمان آفاق . در عهد محمد شاه بادشاه بدمل رسید و هما نجا توطن گزید . در نفاست طبع و لطافت مزاج و صفای منزل و مجلس ، باوجود عسرت و پریشانی ، بی نظیر وقت بود . وجه معیشت از صنعت کتابت اکتساب مینمود . قصائد غرا در مدح اهل بیت رسالت دارد . خط خوب و شیرین می نگارد .
(چهار ده بیت دارد ص ۴۱۱ - ۴۱۲)

۲۴۱ :: شاه مشرب

شاه مشرب . مشربش چنان دوست وحدت افتاده که تار سبجه را از رشته زنار میساخت :

در صبح گلشن ، جاوه ده ، خورشید لعلی عشوہ را
زنجیر گورد ناکها ، مجنون شود منقارها

۲۴۲ :: ملا مشربی

ملا مشربی هم عصر ملا ذهنی بود . مشربی در کیش سخنوری چنان داشت . که چون کمان ابرویان هند ، از راستی جا در دلها مینمود:

بسکه در جانم نشسته نقش جانان من است
باز نشناسم که جانانست یا جان من است
جا کرده خیال لب او در دل اغیار
لعلی است که منزل بدل سنگ گرفته است
بافسون خواب مردم میبرد آن فرگس جادو
مگر از هر مژه دارد زمانی در فسون سازی *

• مشربی غالباً همان مشربی است که عقیدت به خواجه خواند محمود داشت . دیوانش که

دارائی' قصائد و یک مثنوی است ، در کتابخانه دانشگاه بمبئی محفوظ است . و در قصائد تنج خاقانی کرده است : مغلل :

ملا مثنوی :

خود را باصل خویش بصد فن در آورم لولو ، به بهر لعل به آمدن در آورم
خاقانی :

هر صبح پای' صبر بدامن در آورم پرکار عجز گرد دل و تن در آورم
ملا مثنوی :

طبیع دل ، داغ تمنای بر نتابد پیش ازین دروش و سرهم ، بار سودا بر نتابد پیش ازین
خاقانی :

کوی' عشق ، آمد شد ما ، بر نتابد پیش ازین دامن تر بردن آنجا ، بر نتابد پیش ازین
مثنوی :

کو بخت که کام جان ببینم کام از لب دلستان ببینم
خاقانی :

هر صبح که نو جهان ببینم از منزل جان نشان ببینم

خواجه خاوند محمود نقشبندی از بخارا بهند آمد و از گجرات به کشمیر وارد شد و آنجا خانقاه و مسجدی بنا کرد و در لاهور در سال ۱۰۵۰ هجری قمری حیات را پدید آورد . مؤلف تاریخ اعظمی درباره خواجه محمود نوشته است که : از جمله واقعات شایسته که در عهد ظفر خان در کشمیر رو داد ، قضیه مردم اهل نسنن با مردم اهل تشیع است در میان سنیان و شیعیان نزاع افتاده مردم هوام بشورش آمده اند و بجناب ولایت و شرافت مرتبت هدایت منزلت قهوه ارباب شهرد حضرت ایشان خواجه خاوند محمود قدس سره - که از اکابر سلسله نقشبندی به در کشمیر ساکن بودند - رجوع آوردند و ایشان به حاکم شرع و ناظم صوبه پیغام کردند - چون در تنبیه ساینان تاخیری بوقوع آمد - حضرت خواجه بهفت چنار بر آمده نشسته اند . ازین سر ناظم صوبه نسبت بحضرت خواجه افتادگیها نموده و بالصلاح تمام باز آورده و سابیها را بسزا رسانیده اند . لیکن ظفر خان فقار حضرت خواجه در دل آورد و در ضمن شکایت بمپالنه و تفاوت بحضرت برنگشت . حکم پادشاهی (شاه جهان) بطلب حضرت خواجه صدور یافت . مجرد وزود حکم از خانه حرکت فرمودند و منزل او در هفت چنار قرار دادند . جمعی از اعیان شهر در رکاب ایشان شدند . بعد زیارت بزرگان شاهجهان آباد ، زیارت پادشاهی در لاهور توفیق فرمودند . و مرشد السالکین خواجه مبین الدین را بجهت ترویج طریقه و خانقاه - بعد اجازت پادشاه - به کشمیر فرستاده . در سال هزار و پنجاه (۱۰۵۰) رحلت آنمخدوم در لاهور واقع شده و مقبره مشهرکه ایشان در آنجا است . حضرت ایشان ، از اکابر سادات بخارا اند . والد بزرگوار ایشان

میر سید شریف است که به پنج واسطه بحضرت قطب الابرار خواجه علاءالدین عطار - قدس سره - میرسد در آوان جوانی در خدمت حضرت خواجه محمد اسحق ده بیدی بسلوک راه باطن مشغول شدند طئی مقامات را بانتهای رسانیده مسافرت از بخارا اختیار فرمودند و از گجرات اول به کشمیر رسیدند ، چندی ارشاد بخش فرموده متوجه بهند شدند . در آنجا نیز مردم را به فیض رسانیده باز بکشمیر مراجعت فرمودند و اراده سکونت نمودند ، در محله که اینوقت (۱۱۴۸ هـ) مسکن اولاد ایشان ست ، و خانقاه - واصل آن مکان خانة حسین شاه پادشاه کشمیر (چک) بوده است - تعلق به خادمان حضرت خواجه گرفت مسجدی مختصر بنا فرموده بودند (۱۳۸ - ۱۳۹) مشرفی مرید خواجه خاوند محمود (۱) بود و میگوید :

خواجه عالی نسب خاوند محمود ، آنکه هست در جهان معرفت صاحب‌لان را پیشوا

وقتیکه خواجه خاوند محمود در کشمیر وارد شد و سبمان او شد ، گفت :

آب و نانم ، نیست جز خون دل و لغت جگر
چون گنم ، کز جان عزیزی بر سرم سبمان رسید
عالمی دلشاد و در هر خانة سوری دگر
شهرهای را تا نوید حضرت ایشان رسید
هست جای شادمانی ، زانکه در کشمیریان
قطب حق ، پیر خلائق ، مرشد دوران رسید
خواجه والا گهر ، خاوند محمود ، آنکه فیض
از وجودش ظاهر و باطن بمشتاقان رسید
آغاز دیوان از این شعر است :

توفیق حمد میطلبیم اول از خدا
ونگه سباس و حمد بگویم خدای را
و آغاز مطلع ثانی به این شعر است :

ای مانده جدا ز آستان افتاد بورطه جدای
(فهرست کتابخانه دانشگاه بمبئی ۱۹۳۵ ص ۳۷)

۲۳۳ = مشفق

مشفق . کم مایگان افسرده خاطر را ، بچرب و نرمی دست شفقت ،
و مقتبس ساختن از چراغ فطرت خویش ، شمع سخنوری در خلوت سرای طبع
روشن گردانید :

۱- تولد خواجه در سال ۸۹۷ هـ تاریخ از خاشع برمیآید .

بمستی داشت قصد کشتن من ، چشم شهبایش
قدش افتاد بهر عذر و رلف افتاد بر پایش *

* صح کشتن : مشغی کشمیری . در تہذیب طہیزادگان ، کمال شفقت و توجہ مبذول
میداشت . و شہر اکبر آباد را خوش کردہ ، محبت وطنی بارہاب وطنی گذاشت . رباعی :
ای آنکہ! سری ز شوق مست دادند جانی و دل مہر پرستت دادند
یک جرعہ سبیل ساز بر تنہ لبان شکرانہ جامی کہ بدست دادند
(ص ۲۱۷)

۲۴۴ = حاجی مطیع

حاجی مطیع . والی کاشغر . سخنی ، کہ از سمک تا سماک ، ہمہ مطیع
و فرمان بر اویند :

شورش سودا ، نہ تنها در سر شوریدہ ، ماند
بر سراپایم کمند شوق او ، پیچیدہ ماند
در محبت ، شور سرشاری ، نصیب مانشد
شوق زنجیر جنون بردست و پا پیچیدہ ماند
دیدہ از نظارہ روی تو ، تا برہم زدیم
از خجالت دامن مژگان ما ، برچیدہ ماند
از غبار خاطر خود ، سخت مجنونم ، مطیع
گر نظرہا صورت احوال من پوشیدہ ماند .

۲۴۵ = مظہر

مظہراً . ہر مطلعش ، مطلع ہزاران نیر نورانی . معانی لامع از رشکش ،
سبہ دل تر از دیجور شب ہجران عاشق گردیدہ :

عمرہا ، بر روی آتش همچو مو ، پیچیدہ ایم
تا بکف ، سر رشتہ زلف نگارم ، دادہ اند

در چمن ، ای خلف سلسله سرو قدان !
 جلوه کن ، که فتد در دل شمشاد آتش
 هزار قطره می میچکاند در دل من ستم ظریفی نظاره ترا نازم

۲۳۶ = ملا مظهری

نو باده بوستان سخنوری ، ملا مظهری . مطلع طبعش ، مظهر خورشید معانی
 ازهر است ، و هر مطلعش جواب دیوان آفتابی میتواند شد :
 آسان نکشد ، نقش دو ابروی تو ، نقاش
 دشوار بود خوب کشیدن دو کمان را
 پنجه زد عشق و لباس پارسای پاره شد
 طاعت صد ساله ام تاراج یک نظاره شد
 نبض عاشق ، جز بنام دوست ، باید درطیش
 باوجود حکمت ، آنجا بوهل بیچاره شد *

• طایقات اکبری: مظهری کشمیری از خدمتگاران این درگاه است و این اشعار ازوست :
 اقبال حسن کار ترا بیش برده است ، ورنه صلاح کار ندانسته که چیست (۱)
 فدای آنه گردم ، که داستان مرا درون خانه بگلگشت بوستان دارد (۲)
 (۵۰۸)

منتخب التواریخ : مظهری کشمیری صاحب دیوان است و حالا (:) در وطن خویش بخدمتی
 متمین است . حالت شعر او ازین ابیات ، که اقلی قلیل است ، میتوان دانست :
 تو ، عهد استوار ، ندانسته که چیست بودن بیک قرار ندانسته که چیست (۲)

- ۱- منتخب التواریخ و مجمع النفائس و نگارستان سخن و تاریخ اعظمی دارد .
- ۲- منتخب التواریخ و ریاض الشعراء و تاریخ اعظمی و شمع انجمن و نگارستان سخن دارد
- ۳- منتخب التواریخ در سال ۱۰۰۴ هجری باختمام رسید و از هفت اقلیم ظاهر است که بعد
 از فتح کشمیر در آنجا تعیین یافت
- ۴- نگارستان سخن

رباعی :

مظهر! بجهان چو بی نصیبان میباش و ز گل بنوای عندلیبان میباش
 با دیدنی از خوبی عالم میباز مهبان نظاره چون غریبان میباش (۱)
 (۳ : ۳۴۲)

هفت اقله : مولانا مظهری در شیوه سخن گسری و آداب شعر و شاعری بین الهمگنان از مشهوران زمان خود است . در حینی که ، ریحان جوانیش در لباس و رعوت بود و سپاه برنای را از خیل هوا و هوس مدد و معونت، پای ثبات ازان عرصه برکنده بجانب ایران در حرکت آمد: سیری چنانکه ابر نیارد بدو گذشت عزمی چنانکه ، باد نیارد بدو رسید

و پس ازآنکه چون صبا بر بسیاری از منازل وزید و بسان سحاب بر گرد بسی از مراحل گردید ، حب وطن بر ضمیرش مستولی شده بکشمیر معاودت نمود ، و بعد از چند وقت در سلک پندگان حضرت شاهنشاهی منخرط گردیده . در حینی که کشمیر بتحت تصرف اولیای قاهره در آمد (۲) بمیر بحری آن دیار- که معظم ترین مهمات آن خطه فیض آثار است- ممتاز و سرافراز گشت . اما الحال (۳) از آن منصب باز مانده در وطن مالوف مؤظف است ، و بشیوه عافیت روزگار میگذراند . این اشعار که بلا فاصله نوشته میشود از واردات اوست . نظم:

کو خلوتی ، که عزلت عنقا بر آورم	تا بام آسمان در دنیا بر آورم (۴)
چون کودکی که، خوی او از شیر واکنند	من دیده را ز ذوق تماشا بر آورم (۴)
چون نا رسیده میوه ، که بادش در افگند	از دل بعنف بیخ تمنا بر آورم
خون شد دل و خوشم که بهر جزو در رود	تا کار عشقت از همه اجزا بر آورم
هر صبح آتشی شوم و در خود اوقتم	چون گل بخانه سوزی خود پا بر آورم
لطفی نکرده دهر ز دیوانه پر شد ست	حرفی نگفته، شهر ز افسانه پر شد ست (۴)
یک قطره از غرابه ساقی فرو چکید	چندین هزار ساغر و پیمانہ پر شد ست (۴)
در خون خویش، دست زد از غصه، مظهری	کز شاخ سنبل تو کف شانه پر شد ست (۵)

۱- تاریخ اعظمی دارد .

۲- یکم ذیقعد ۹۹۴ هـ کشمیر بتصرف اکبر شاه آمد .

۳- هفت اقلیم در سال ۱۰۰۲ هـ باختتام رسید .

۴- ریاض الشعرا و تاریخ اعظمی و گل رهنا دارد .

۵- ریاض الشعرا و تاریخ اعظمی دارد .

گمذاران که، لباز شکر شان نتوان بست
چه کشاید دل ازین مردم بیگانه منش
جام جمشید دل مظهری، آسان مشکن
هیچ طرف ز بهار و بر شان نتوان بست (۱)
کا شنای بدل کافر شان نتوان بست (۲)
که دگر باره بیکدیگر شان نتوان بست (۱)

رباعیات :

غم ترک خوشی خویش گفست امروز
شادی ز دلہ چو گل شگفتست امروز
از شادی آن جامه که، دی پوشیدم
پامال بزرگیب فلک میشد و من
در عشق، پاره و ناله میباید زیست
آماده کفن فکنده در گردن جان

در خون خلاف طبع خفتست امروز
یک لحظه لبی بختندۀ مفتست امروز
چون چرخ، بگرد خویش میگرددیم
در جامۀ آسان نمی گنجیدم
دل کرده بغم حواله، میباید زیست
کم مهلت تر ز لاله میباید زیست (۱)

(۱۱۲-۱۱۵)

عالم آرای عباسی: مظهری کشمیری: جوان خوش سیمای و صبیح و صاحب حسن ملیح
بود، و حسن شعش قلم نسخ بر صفحه عارض خوبان کشیدی، و سخنان شیرینش شور درمیان
سخنوران جهان انداختی.

در آغاز نشو و نما از ولایت کشمیر بغزم سیر و ادراک صحبت شاعران، بایران آمد و
چند گاه در این دیار سیار بود، و از آنجا عزم سفر کرد همانا مراجعت بدیار خود نمود. از
اشعار او این چند بیت را ثبت افتاد:

چه حاجت است ندانم جمال سلمی را
رسید، مضطربم کرد، و آن قدر ننشت
بیست دیده مجنون ز خورش بیگانه
گرم بتیغ جفا کشته، عفاک الله!
که کشته تو، هماندم ز صفحه خاطر
که بیش دیدنش افزون کند تمنا را (۳)
کس آشنائی دل خسود کنم تسلوی را
چه آشنا نگهی بود چشم لیلی را (۴)
مده بخاطر خود ره جزای عقیبی را (۵)
بخون خویش فروشت، حرف دعوی را (۵)

(ص ۱۸۷)

- ۱- ریاض الشعرا و تاریخ اعظمی دارد
- ۲- ریاض الشعرا و تاریخ اعظمی و گل رعنا دارد
- ۳- ریاض الشعرا و مجمع النفائس و آتش کده دارد
- ۴- مجمع انخواص و ریاض الشعرا و مجمع النفائس دارد
- ۵- ریاض الشعرا و مجمع النفائس دارد

مجموعه الغواص : مظهری کشمیری در غایت صفا و نهایت ملاحمت بود . در مشهد مقدس قدری علوم مقدماتی تحصیل کرد . خطن قازه دمیده بود که باردوی ملام آمد ، و با وجود زیبایی در معاشرت با مردم میان ایشان فرق نمیگذاشت . این ابیات از او است :

عشاق محال است که ، آسوده نشینند	گر تیغ جفا نیست ، خدنگ نظری هست
چند از نمون مهر اثر دزدم از دعا	خود را با آتش دل ما پیش از این مزن
ز قرب غیر در بزمش بچشم تیره شد عالم	نمیدانم که شام هجریا روز وصال است این
رفتم که صبور باشم ، اما	دل بر دوری نهاد نتوان (۱)
پیدا ست که ، در میان آتش	بتوان شد و ایستاد نتوان
اثر ناله ، بدریوزه ز دلها طلبم	ساجت این است کسی را که گدای تو بود
چون مظهری ! برش نبود راه شکوه ام	یک یک بدل گره کنم آنگه فرو خورم
ما سر بسر جراحت دردم مظهری	رحم است بر دلی که در او باد ما رود (۲)

(ص ۱۹۶)

ماتر رحیمی : مولانا مظهری کشمیری مقتدای شعرای فصیح زبان و سرآمد سخن دانان حقیقت بیان است . بلبل است خوش الحان ، و هندلیبی شیرین زبان که در گلستان هندوستان بر گبن بی نظیر عرصه کشمیر سخن سرای مینماید . و بطلاقت لسان و عذوبت بیان ، هوش از مستمان میریاید . و علم شاعری و لوای دانشوری در دارالملک کشمیر که مولد منشای او است و از آنجا تا حال همچو اوی بر نخواستہ — بر افراشته . و رخش دانشوری و مفاخرت در میدان تاخته و گوی سبقت از فارسان عرصه آن دیار در ربهوده . در عنفوان جوانی و ریحان اهتزاز شباب و کارانی ، بقصد زیارت امام ضامن ثامن علی بن موسی الرضا علیه التحیه و الثنا و سیر ایران و سائر عراق و خراسان از دارالملک کشمیر سفر اختیار نمود و بدارالسلطنت هرات آمد . و دران زمان خواجه حسین ثنائی (۳) و میرزا قلی میل (۴) و ولی دشت بیاضی (۵) و محمد میرک

۱- آتش کده دارد .

۲- ریاض الشعرا و روز روشن دارد .

۳- حسین ابن غیاث الدین در هندوستان با غزال و فیضی و عرفی هم صحبت بود . فدوتی که در کلام شیخ فیضی ست از فیض صحبت خواجه ست . مرقدش در لاهور است . وفات (۱۹۹۶هـ) (تذکره الشعرا ص ۳۴ و دهخدا ۲)

۴- هروی از طائفه تکلو در هند بوده و در سال (۱۹۸۰هـ) فوت کرد (تذکره حسینی

(ص ۳۱۹)

۵- معاصر شاه طهماسب در سال (۱۹۹۹هـ) وفات یافت (حسینی ۳۵)

صالحی (۱) برمسند سهندانی و طور نکته دانی خراسان متکمن گشته. هر یک در طرز و روش خود کوس لمن الملک میزدند. و مولانای مومی^۱ الیه باوجود صغر سن و کم مشقیها قصیده که این ابیات از آنجا است، در هرات بنظم آورد:

چه حالت است ندانم جمال سلمی را که بیش دیدنش افزون کند تما را

به بست دیده مجنون ز خویش و بیگانه چه آشنا نگهسی بود چشم لیلی را

و بر مستعدان آنجا خوانده، باعث شهرت او در خراسان شد و صیت شاعری و نکته پردازی او باطراف و جوانب دوید. و چون پرتو آفتاب عالمتاب این ابیات جهانگیر شد و موزونان خراسان با آنکه در رشک و غیرت افتادند، اعتبار تمام ازو گرفته رغبت تمام بصحبت او پیدا کردند. داعیان و اکابر آن ملک در تعظیم و توقیرش کوشیدند. و الحق آن قصیده را، چنان فرموده اند که، گنجانش آن دارد که بآب زر بر بیاض دیده خود رقم نمایند. و غزلی چند طرح نموده. و بامثال و اقران خود دم مساوات زدند. و بعد از ملازمت و ملاقات حضرات آنجا، بشرف زیارت روضه رضویه مشرف گردید، و سس وجود خود با کسیر فیض آن روضه مطهره زر خالص ساخته، کیفیت و حالت دیگر او را بهم رسانید. و آوازه شاعری و سخن سنجیش اراده تسخیر عراق نمود، و بسان براق سبک عنان صبا بیک جنبش پا تسخیر نمود، و پیش از آمدن و با آن دیار جنت آثار او را ظاهر ساخت. آخر الامر بدارالسلطنت قزوین - که مقر و مسکن بادشاهان ذی شان صفویه است - آمد، و دران روزگار مولانا ضمیری اصفهانی (۲) و مولانا محتشم کاشی (۳) و مولانا وحشی یزدی (۴) و میرزا حسابی نطنزی (۵) و قاضی نورالدین اصفهانی (۶) و امیر صبری روز

۱- برادر احمد میرک صالحی طوسی از اولاد خواجه عبدالله مروارید (آتشکده ص ۹۱)

۲- کمال الدین حسن متوفی (۸۹۷۳) (حسینی ص ۱۹۵)

۳- متوفی (۸۹۹۶).

۴- این وحشی بافقیست که نام مولانا کمال الدین داشت و در سال (۸۹۹۱) حیات را پدرود گفت. در مجمع الخواص است که بافق قصبه ایست از توابع کرمان ولی شاعر مذکور بیشتر بیزدی بودن شهرت دارد (ص ۱۴۱). سفینه خوشگوار دارد که: شاگرد مولانا شرف الدین با فقی (یزدی) در اوائل عهد اکبر شاهی وارد سند شده در میهنه سکونت گرفت.

(مقدمه دیوان وحشی از حسین نجفی چاپ تهران صفحه هفت)

۵- میرزا سلیمان. دانای دقائق مقامات ربانی شاعر موسیقی دان حسابی نطنزیست.

سوانی سرود در اکثر فنون کسب کمال داشته اما به تکمیل هیچکس همت نگماشته. . . . خود را بقزوین رسانیده و بمشق گلرخان گذرانیده. خوشگوست. (حسینی ص ۱۰۳)

بهان (۱) و مولانا حزنی اصفهانی (۲) و هلاکی همدانی (۳) و دیگر شعرای فصاحت شمار بلاغت آثار - که خطبه و سکه فصاحت و بلاغت آن دیار فرخنده آثار بنام نامی خود مزین ساخته بودند و در طرز غزل خسرو و سعدی را در مکتب دانش خود نشانده ، و در روش قصیده انوری و خاقانی را طفل دبستان میسر کردند - مقدم اورا گرامی داشته لوازم اعزاز و احترام بجای آوردند و از استماع اشعار آبدارش محفوظ و مستفید گردیدند ، و دست رد بر منظوماتش نتوانستند نهاد ، و فضل و قدرت خود را بنوعی ظاهر ساخت که مرید و معتقد او شدند ، و الحق در زمان سابقه و ایام سالفه کم واقع شده که موزونان هندوستان بایران آیند و حالت ایشان در نظر مستعدان انجا بنماید . همیشه از ایران بهندوستان رفته کوس یکتائی زده اند . و این لطیفه غیبی ایشان را میسر شد . و یاران ایران طریقه غریب نوازی و مهمان پرسی را نیز منظور داشتند ، و وسیله شده بمجالس و محافل اکابر ملک بارش دادند ، و بتکلف و تواضعی - که رسم آن دیار است - سرافراز گردید . و از امیر تقی الدین محمد تذکره نویس کاشی شنیده شد که : از قزوین بکشان آمد و بخدمت او مشرف شدم . جوانی بود در کمال حسن و قیافه ، و چنانچه بمنظومات عالیه عالم گیر شده بود . بحسن قیافه و صباحت و ملاحظت نیز ممتاز بود و آداب خوب سیرتی و فهم و ذکا از جبین میبش تابان و نمایان . و شاعری درست سخن و فاضل صاحب فطنت و شایسته نام و نشان است که در میانه مردم گذاشته و شهرت کرده است . شعری چند از مومی^۱ الیه انتخاب نموده و در تذکره خود درج ساخته که چون بنظر هوشمندان میرسد شاهد این مقال و بینه این اقوال است! - الحاصل بعد از سیر و دریافت ممالک ایران بهندوستان شافت، و بتقرب بادشاه زمین و زمان خلیفه امن و امان جلال الدین محمد اکبر بادشاه سرافراز گردیده بنوازشات شاهی ممتاز گشته ، التماس گوشه گیری در وطن مالوف نمود ، و ما بقی عمر در کشمیر دلپذیر - که بهترین بلاد و امصار هندوستان بلکه ایران است - اوقات بسخن سنجی و نکته گذاری گذرانید . و نشر معانی غریبه عجیبه در طرز توحید و ذوقیات نمود . باوجود شیخ ابو الفیض فیضی ، در میانه مستعدان هند ، نیز امتیاز تمام پیدا کرد . و چون خواست که از مداحی و ثنا خوانی این مدوح

۱- میر روز بهان صبری اصفهانی رک : مجمع الخواص ۱۵۲ و حسینی ۱۸۶

۲- مولانا تقی الدین محمد حزنی اصفهانی از هرات عزم بارگاه اکبری کرد فاما بر منزل مقصود نا رسیده بکمال حزن در موضع رسول آباد در (۸۹ <<) وفات یافت . (نتایج الافکار ص ۱۸۲)

۳- از ملا زمان سلطان حسین میرزا بن بهرام میرزا بن شاه اسمعیل میرزا بود . از سواد محض بی بهره بود، فاما طبعش به سخن سنجی بس مناسبت داشت و بآرایش بزم نظر همت میگماشت الخ (نتایج الافکار ص ۸۵ <<)

هالمیان عاری نبوده باشد و این نقص در او نبوده باشد ، چند قصیده غزا در مدح ایشان [خان
خانان] انشا نمود و بصله و جائزه لائقه ممتاز گشت . چون مسوده آن قصائد در کتابخانه عالی
ناپیدا بود، بمد از تجسس این قصیده بدست آمد که ثبت شد :

بس که امثال خرم است بهار
چه عجب گرز خوشدلی عاشق
ابر را گو که از لطافت خاک
وزش باد صبح در تن باغ
دیده نرگس از نزاکت شاخ
گلی مرغ لحن دازدی
هوش را گوش کن که موسیچه
بنوائی که شاید ار زاید
لایه نر شکفته از سر تل
سوسن نو دمیده از غنچه
بس که انفاس باد صبحدمی
شاید از بوسه شکر نطقه
بسکه آماده گل و لاله
گل بچی و پنل در اندازد
هان و هان تا بیاغ در نیروی
عقل را میکنند در زنجیر
خاصه اکنون که رهنان هوا
از درو دشت تا ببرزن و باغ
گوش گل سوی سوسن خامش
هر دو از یکدگر به شرب هم
آنچنان دلفریب میشگفتد
که ازین بس شگفت نیست اگر
مریم آس ز جبرئیل هوا
صد هزارن مسیح زاد و هنوز
آن نواغ میان لاله و گل

غنچه روید بشکل خنده یار
عشوه فهمد ز غمزه دلدار
میتوان شست روی را بغبار
دوست تر از شفا بر بیمار
میتواند کشید سرمه ز خار
بر کشید از مناظر اشجار (کذا)
راست کردست ساز موسیقار
بلبل باغ از بریشم تار
موسی از طور میفرزد نار
عیسی از مهد میکند گفتار
روح نامی دمیده در گلزار
لب خوبان ببنجه گیرد بار
شده آب و هوای باغ و بهار
سایه گل ز گوشه دستار
که در انجا بتان لاله عذار
زهد را میکشند در زنار
در کمین اند از یمین و یسار
از درو بام تا بکوه و قفار
چشم نرگس بجانب گلنار
جام خاصی طلب کنان، که بیار
خاک ره طبع باغ را دیدار
خنده از آفتاب دارد عار
مادر باغ روح پند رفتار
مهر بگریش همچنان بقرار
وان شامائل میان سرو و چنار

تهنیت را مگر همیگیرند
 ای قضاای قضاچه بوالعجبی است
 همه آورده است و بنموده
 در کجا در دکان نو روزی
 باز امسال خان ما آراست
 خانخانان که دست دولت او
 میرزا خان که کلک همت او
 همت او بچود نشناسان
 رحمت او بعفو محتاجان
 قهر او خواب غم دهد بنشاط
 هین که از درگش جدا نشوی
 مولع مدح او ز جذر اصم
 محرم طرف او ز خاک زمین
 هان که جز مدحتش قضا نکنی
 وقف بر هیچش از طبیعت جود
 چه عجب گر بوقف خاصیتش
 صبح و رایت دو رایت افزایند
 مهر و کینت دو آیت افزایند
 گنج بخشی و رنج برداری
 تکیه بر بالش قضا قدرت
 همه محکوم حکم او، باشند
 جذب لطفت ز گل کشد خنده
 آفتاب ار بخنجرت تا بد
 خصم اگر تیر زی تو اندازد
 گر ز رای تو روشنی یابد
 در خیال بزرگی تو کند
 هر زمان پیش حضرت خورشید
 که بهنگام رزق بخشیدن
 ذره آفتاب خاطر تو

خاک دنیا و باغ خلد کنار
 کانچه در باغ نقش بود و نگار
 راست چون عکس آئینه تکرار
 که باین شاه دین بازار
 خوش و خوش تر ز پار از پرار
 سایه بر آفتاب کرده سوار
 آز را بر کرم نوشت ادوار
 مهربان خوی تر ز مهر نگار
 آشنا روی تر ز دیدن یار
 پاس او چشم میکند هشیار
 کا سمان دشمنی است کیه گذار
 گفته گفته بر آورد گفتار
 رفته رفته در آورد رفتار
 کار زو علیت جان زو بار
 نبود الا بموقف اشعار
 سفته آرند در ز دریا بار
 بهر فتح جهان بیک هنجار
 بهر انهای راحت و آزار
 چو برای بصدر صفت بار
 بکنی بما که مال استظهار
 گر زمین ساکن از فلک سیار
 باد خلقت فرو دمد در خار
 دیده از روشنی شود انگار
 سر پیکان ، جهدش از سوار
 ذره خورشید در کشد بکنار
 قطره بر گردیم زند پرکار
 بسجود آید آرزو صد بار
 میشود جودت آفتاب شمار
 گر تجلی کند بسایه تار

زندگی کرده بر و زندان
 بس که در راه غیرت تو دهند
 ظاهرا گر ز بند تست برون
 گاه طوف در تو بتوان چید
 دل پاکت بوقت آسائش
 نگذارد حریم حرمت تو
 هنرت عیب عالمی پوشد
 زاب عفوت طباع هفت جحیم
 دیده نتواند آسمان دیدن
 ز آنکه چندان هواگران گردد
 دی همیدمت که میرفتی
 آتشین صرصری بذوق عنایت
 که همی بر وجود خود میخواست
 در تگش هر کجا که سایه فند
 بر گیاهی که گرد او بنشست
 آتشی کز نعل او بجهد
 زان نه بیند کسیش در پویه
 صورتش گر ستاده بنگارند
 و انگه از شکل برتش اشکیل
 ور نمایند پویه در شکلش
 بر چنین دیو هیکلی که بوی
 چو نشینی ز لشکر دشمن
 الحمدرا! الحمدرا! دمی که ترا
 الامان! الامان! گهی که ترا
 صف دشمن نه سد اسکندر
 آن قدر پیش حملات ناید
 قصه خوانم که از خرد خصمی
 آنکه از سنگ در ره طوفان
 این همانست یا چنانکه منی

مو شده بر مشام او مسمار
 دل دل را بچشم چشم گذار
 خصم را مطلق العنان مشمار
 دل بدامان دیده با خروار
 خواب را دیده بود بیدار
 سایه آفتاب از دیوار
 تا کسی عیب نسترده عوار
 زود تر میرد از تکلم نار
 هر کجا سایه انگنی ز وقار
 که صمود نظر بود دشوار
 تاز تازان بزم سیر و شکار
 سر در آورده بود در انصار
 بیشتر از خیال خویش گذار
 رخسار رستم بزاید آن مضمار
 بیخ او بر هوا جهد چو شرار
 شررش شرزه ایست مرحله خوار
 که ز جولانش کوتاهیست انظار
 اولاً بر قلم کشند جدار
 بطرازند مضطرب کردار
 بال روید ز کلک صورت کار
 خصم را فتنه سازد آفت وار
 چه یک و چه ده و چه صد چه هزار
 تیغ چو بین بکف بود ناهار
 بدر آید ز شاخ رمح سوار
 بره تیغ از کشد دیوار
 که مژه بر مژه رسد یکبار
 ابن نوح از سفینه جست فرار
 خانه ساخت بر سر کعبه
 روزی از بله طبعی کفار

راست میکرد پیش آتشگاه
 ناگه آشوب شعله برسد
 آری آری بدین صفت سازند
 ای که ، بر ذمه مروت تو
 طرفه مرحوم حالتی دارم
 پس که خون بست در دلم غمها
 هر چه خواهم ز چرخ از عجلت
 عافیت جویم از فلک هیبات
 سر جنگ پلنگ رنانه مشک
 منکه دستم ز خون دیده پراست
 بخت بیداد میکند بر من
 منکه دست غم دام چاک است
 منکه در هند ، نان نمی یا بم
 چند فالم چو سینه طنبور
 نه که از بس تراکم اندوه
 جز براه خیال سمت سخن
 بدر افتد ز مخزن طبعم
 فلک از محتم کند خرمن
 دوش چشم نخت ازین سودا
 که برین در گه ادب آموز
 کمر طوع بندگی ، بمیان
 کنش رحمتی بکارم کن
 قهرا گو که : تار کین بفروز
 خرمن آن ، بکام شعله فرست
 هان وهان مظهری! فضولی بس
 چند، ازین لرزه بشکنی، خاطر
 دل و دامن ازین و آن در چین
 آنکه او داند و کرم، تو خموش
 تا خزان و بهار حسن و جمال

آشیان سندر از غس و خار
 در رپودش چو سیل غس ز کنار
 مشتها با درنشا پیکار
 فرض شد رحم ، بر صفار و کبار
 قدری گوش لطف زی من دار
 از خلاف مرادها چو انار
 مو برویم بر آرد استغفار
 آرزو خواهم از جهان صد بار
 بن دندان شیر و مهره مار
 لاله گون جام ساز پر ز عقار
 کوه و آینه را باتش کار
 چه رفوگر مرا و چه تصار
 در بدخشان چه لعلها چه حجار
 چند جوشم چو قلمز ذخار
 نه که از بس تلاطم آزار
 نه که از کم فزون تر از بسیار
 درو لفظ و معنی شهوار
 دور از جور من عهد انبار
 دل برویم دوید ازین تیمار
 کآب رو میدند ازان انوار
 پر ادب چون شد این، دو خدمتگار
 منش همتی بمن بگمار
 لطف را مگر که: باد عدل بیار
 بن انبار این ، بیاد بر آر
 بس کن ، این گفتگوی نا هموار
 چند، ازین هر زه پر کنی، طومار
 خویشتن با خدا یگان بپار
 بدعا دست حاجتی بردار
 خط سبز است و لاله رخسار

باغ عمرت چو روزگار بهشت
پیش باد تو، شمع دشمن تو
محو اندیشه خاطر خصمت
باده قهر تو عدوی ترا
بی خزان باد رشک باغ و بهار
ناتوان صبر تر ز طبع شرار
بخیالی که نبودش احضار
مستی آخر دهد نخست خمار

(۳ : ۴۲۱ - ۴۲۳)

تاریخ اعظمی : ملا مظهري از مردم کشمير است . در شیوه سخن گسری و آداب شعر و شاعری، در میان همگنان از مشهوران بود . در حیثی که ربمان جوانیش در لباس رعوت بود و سپاه برنای را از خیل هوا و هوس مدد و معونت فرموده پای ثبات ازان عرضه برکنده بجانب ایران در حرکت آمد (۱۱) سیر عراق و خراسان کرده . با محتشم کاشی (۲) و دیگر شعرای آن عهد صحبت داشته . و پس از آنکه مانند باد بسیاری از منازل دوید و بسان سحاب بر گرد ، بسی از مراحل گردید ، حب وطن بر ضمیرش مستوی شد به کشمیر معاودت نمود . و بعد از چند وقت در سلک بندگان حضرت شاهنشاهی منخرط گردیده در حیثی که کشمیر ، بحت تصرف اولیای قاهره درآمد ، بمیر بحری این دیار - که معتم تر بن . مهمات خطه فیض آثار است - ممتاز و سرافراز گشت . دیوانش مشتمل بر شش هزار بیت است . و از اشعارها که بلا فاصله نوشته میشود از واردات طبع ازوست :

تاریخ فوت اکبر بادشاه ملا مظهري چنین یافته است .

بادشاه اکبر ، که پنجاه و دو سال
هر کجا رخشش نه جنبش نمل راند
ناگهان باد اجل بر شمع خورد
دولت شاهیش چون جانی گرم
مظهر از - صاحب قران - تاریخ جست
عدل او ظلم زحل سیمای سوخت
خسروان را چتر گردون سای سوخت
جامه فانوس بزم آرای سوخت
نمره زد گردون که : خیز ! آنجای سوخت
گفت : زین حسرت - دل چغنتای سوخت

(ص ۱۱۸)

۱- این مطالب عیناً از هفت اقلیم گرفته شده است .

۲- ملا کمال الدین محتشم کاشی متوفی (۵۹۹۶) هفت بند از مشهور است . در محله محتشم در کاشان مدفون است و راقم حروف در سال (۱۹۵۶) او را دیده است . این رباعی قصاب کاشانی بر لوح مزارش کنده شده است .

این منزل پر فیض ، که جای الم است
باید بادب گذشت زین در ، قصاب
تاریخ وفات - خرد مند زمان - یافته اند . کلیات در تهران چاپ شده است .
بی فاتح از درش گذشتن ، ستم است
این جای رفیع ، مدفن محتشم است

ریاض الشعرا : مولانا مظهری کشمیری از شعرای مشهور و بلند فطرت بوده و با مولانا عثمم و مولانا وحشی معاصر بوده ، و بعراق رفته با ایشان صحبت داشته باز بهندوستان مراجعت کرد . چون شیعه مذهب و پدرش سنی بود ، نفرین و دشنام با یکدیگر گفته اند ، بلکه مظهری را در هجو پدر اشعار بسیار است . ایراد آن را لائق ندید و وفاتش محرم یکم هزار و هجده (۱۰۱۸) (۱) واقع شده . اوراست :

اگر بکشتن من مائل ! من از رغبت
بخون خویش نویسم هزار فتوی را (۲)
چنان ز زلف هوا جرم خاک شد به صفا
که تن بآب توان شست بعد زین بنبار
زدیده ترم از خون رود ، چه غم داری
که گر بجام تو ریزند ، باده انگاری
کسی که ، زهر ز دست تو ، چون شکر نخورد
حرام باد برو ، لذت گرفتاری (۳)
بناز گفتن : دل را بدیگری دادی
بدیگری دهم ! آری اگر تو بگذاری (۴)
آتش بجای خون جهد ، از زخم ناحق کشتگان
یارب ! بدامانت مباد ، از خون شان ، آلودگی

مردم دیده نند هسر نفسی در ، پایم
چرا بحال اسیران نظر نداشته باشی
وفا ، خجسته متاعی است ، در دیار نکوئی
ز آه گوشه نشینان خیر نداشته باشی
نو گر ، طایب دل خستهای عشق ، شوی
چرا تو از همه کس بیشتر نداشته باشی (۵)
زنجیر پای حسن تو شد ، خط عنبرین
میخ را بکشی ، ز آرزوی بیماری
گفتم : ز تو خواهم آرزوی
اعجاز بین که ، موی نگهبان آتش است
و این بیت بنام وی بنظر رسیده باسیری مشهدی (۶) نیز منسوب داشته اند :
بفریتم غم این ، میکشد که ، بیتو مباد
بمیرم و تو ز حالم خیر نداشته باشی (<)
(خطی)

۱- بقول صاحب تاریخ حسن در سال (۸۱۰۲۶) فوت شد . (صوفی ۴۶۰)

۲- مجمع النفائس رگل رعنا دارد .

۳- آتشکده مجمع النفائس و گل رعنا دارد .

۴- آتشکده و مجمع النفائس دارد .

۵- آتشکده دارد .

۶- در شمع انجمن است : اسیری مشهدی از سخنوران عمده بوده از وی می آید :

در عمر خویش ، مرحله پیمای ، عشق را چندان امان نبود که ، خاری ز پاکشد

< آتش کده بنام مظهری دارد . (ص ۵۲)

«جمع الغنائس»: مظهری کشمیری: در عهد اکبر پادشاه از خوش نوایان گلشن کشمیر جنت نظیر بود. بایران رفته با موزونان آنجا صحبتش کوک شده، بحدی که، چون وارد صفهان گردیده: صاحب سخنان او را تا مدتی ضیافت دوری میکردند، و هر روز یکی بخانه خود مهمانی او نمودی، چنانکه در مائثر رحیمی مسطور است. ازوست:

میانه دل و تیر تو، ماجرای^۱ هست چنان پیرس که نی سیخ سوزه و نه کباب (۱)
 بی تو، قطع نظر از سیر گلستان، کردم رفتم، از خون دل آرائش مزگان کردم
 خواه با مظهری خواه به بیگانه نشین من همین شرم ترا بر تو نگهبان کردم
 این بیت گذشته را صاحب - کلمات الشعرا - بنام اظهري نوشته که نابینا شده بود (۲). لطیفه که ملا شیدا گفته، در حق او بکار برده. اما اقوی آنست که از مظهری است و حرفها که در میان اظهري و مظهری میگذاشت سابق بتحریر در آمد:

هر کس که بچشم ما سبک شد بر خاطر آسمان گسرن است

(س ۳۵۰ الف)

آتشکده: مظهری از آدمی زادگان آنجاست و در هندیت - خندان - لقب داشته:

غزلیات:

در فراق زان نمی میرم که، ناید در دلت کان ستم نا دیده، روزی چند با هجرم ساخت (۳)

(۲۶۶)

گل رحمتا: مولانا مظهری کشمیری. در ربعمان شباب، بگلگشت ایران دیار شتافت و صحبت او با موزونان آن گلزمین کوک افتاد. تا بجای که چون وارد اصفهان شد صاحب

۱- گل رحمتا دارد.

۲- در تذکره حسینی است که: ملا شیدا در کلامش دخل مینمورد و لهذا در مجمعی که وی میبود از اشعار خود نمی خواند. روزی در مجمعی سخن فهمان جمع آمده بودند. اظهري را تکلیف نمودند که از منظومات خود بخواند. گفت: زرد گوشي خود در آنجا حاضر نیست؟ گفتند: همه مخلصان شاید. اظهري غزل بر خواند که مطلعش اینست:

دیده را، بر رخ زیبای^۱ تو، حیران کردم عشق داند که، باین دیده، چه احسان کردم
 چون به مقطعی، که اینست:

خواه با اظهري و خواه به بیگانه نشین من همین شرم ترا بر تو نگهبان کردم
 رسید، شیدا گفت: بخدم! گفته اید مثل هند است - زن نابینا را خدا نگهبان - برد گوش
 قتلبان را گویند.

(حسینی ۲۱ - ۲۲)

۳- شش بیت دیگر دارد که پیشتر ثبت شده

طبعان آنجا ، تا مدتی ضیافت دوری می‌کردند و هر روز بخانه نوآشنای مہمان میشد . آخر بجاذبه حب الوطن بکشمیر جنت نظیر برگشت و در سلک ملازمان اکبر بادشاہ انخراط یافت . چون کشمیر در حوزه تسخیر آن بادشاہ در آمد ، بخدمت میر بہری کہ - عمدہ ترین مہمات آن خطہ است - سرمایہ افتخار اندوخت . آخر در پای عزل در آمد و بوظیفہ از سرکار بادشاہی موظف شد ، روزگار بمافیت میگذرانید . تا آنکہ در سنہ سیح و عشر و الف (۱۰۱۷ھ) در محله خاموشان منزل بر گرفت . در شیوہ شاعری ممتاز وقت خود بود و این چنین رشحات از خامہ او میتراوید :

چون نا رسیده میوه ، کہ باشد در افگند از دل بمنف بیخ تمنا بر آور .
رباعی :

آن شوخ کہ نیست گل بلطف بدنش شیرین نشود کام هوس ، از دهنش (۱)
آتش بدلم ننگند ، و دامان زد و سوخت از آمدن و رفتن و نا آمدنش
از شادی آن جامہ ، کہ دی پوشیدم چون چرخ ، بگرد خویش ، میگرددیدم
پامال بزرگیم فلک میشد و من در جامہ آسمان نمیگنجیدم
(۹۷۲ - ۹۷۳ خطی)

صحف ابراہیم : مولانا مظہری کشمیری . از فصحاہ عہد اکبری و اوج گرای پایہ بلند سخن گستری است . هنگامیکہ از ہندوستان بجانپ صفہاہان رفت ، صاحب طبعان آنجا بصحبتش میل تمام پیدا کردہ ، ہر روز یکی بخانہ خودش مہمانی میکرد . و با ملا محتشم کاشی و مولانا وحشی بافقی صحبتها گرم داشت . آخر بہند معاودت کرد و در سال ہزار و ہیجده (۱۰۱۸ھ) بمالم باقی رحلت نمود . (۳۱۸ ب)

شمع انجمن : مظہری کشمیری صاحب دیوان است از طرف اکبر بادشاہ در وطن خویش بخدمتی متعین بود . از وست : (یک شمر دارد ص ۲۲۶)

نگارستان سخن : مظہری کشمیری صاحب دیوان است . حالت او ازین ابیات میتوان دانست : (سہ بیت دارد ص ۹۸)

روز روشن : مظہری کشمیری از وطن با ایران رسید و بملازمت شاہ عباس ماضی عزت و امتیاز حاصل نمودہ ، و بعد زمانی معاودت کردہ بیارگاہ اکبر بادشاہ باریاب ملازمت گردید و بخدمت میر بہری مامور گشت و در سنہ سیح عشر و الف (۱۰۱۷ھ) بساط حیات در نوشت :

مراگوی: بخود پرداز! ای گرد سرت کردم
 و چه غونها که توان در دل نومییدی کرد
 دل، از غمت پر است، برو آستین من
 پیمانۀ حیات مرا، بر زمین من
 آتش بجای خون جبهه از زخم مظهری
 زنهار بر جراحت من آستین من
 (ص ۶۳۴)

تاریخ نظم و نثر: مولانا مظهری-کشمیری. از مشاهیر شعرای قرن دهم هندوستان بود و در جوانی که سرگرم عیش و عشرت بود، با ایران آمد. و پس از آنکه چندی در ایران گردش و سفر میکرد، بهند بازگشت و بکشمیر رفت. و در جزو شاعران دربار اکبر وارد شد. و چون آن بادشاه کشمیر را گرفت منصب امیرالبحری را که - از مناصب مهم بود - باو داد، و پس از چندی معزول شد، و هم چنان در کشمیر میزیست. و او هم از غزل سرایان زبردست این دوره بوده است.

مظهری کشمیری از شاعران هند بوده و مدق در کشمیر مقامات دیوانی داشته و سفری با ایران کرده و شاه عباس او را محترم داشته، و در بازگشت در دربار جلال الدین محمد اکبر نیز تقریب یافته و سمت میر بحری باو داده اند، و سرانجام در (۱۰۱۶) یا (۱۰۲۶) در گذشته و از بهترین شاعران غزل سرای هند بوده است.

۲۴۷ = معدوم

معدوم هندوئیست صاحب دیوان: شعرش موافق حال است:

خواب از یاد برد لذت افسانۀ ما مستی هوش دهد با ده پیمانۀ ما *

• صبح گاشن: از عید اصدام کشمیر بود. بترنم ترا نهایی دلکش از دل ماتمین رنج و الم معدوم میشود: (مبین یک شعر دارد ص ۲۲۹)

۲۴۸ = ملا محمد عالم معرفت

ملا محمد عالم معرفت. معرفتش با داور سخن چنان درست که خود را

همزبانش میگیرد:

گره در که رها مخصوص ارباب هنر باشد
 بیکج بند گشتن لازم آب گهر باشد

چو طوطی لفظ میچنبد بمضمونهای شیرینم
 قلم گویا بدست من ز شاخ نیشکر باشد
 ز شعرم معرفت حاصل نشد ، غیر از پریشانی
 مرا هر مصرعه بر جسته ، آه بی اثر باشد *

* همیشه بهار : محمد عالم معرفت ساکن کشمیر . خوشگواست :
 در وطن ، شعله ادراک کسی ، سر نکشد آتش سنگ کی از دامن کوه افروزد (خطی)
 گل رعنا : معرفت محمد عالم کشمیری . با سخن معرفتی داشت و با پریزادان معانی
 صحبتی : (یک شعر که در همیشه بهار است ، دارد . ص ۱۰۰۱)
 صبح گلشن : محمد عالم کشمیری است و معروف بمعرفت . دقایق سخن سرای و نکات
 خوش تقریری . (هر سه بیت که در متن است دارد ۲۲۹)

۲۲۹ = میر محمد معروف

میر محمد معروف مرد معروف صاحب کمالی است . در خطاطی
 عدیم النظیر است :

قتیل عشق نه ! آرزو چه میدانی ؟

دل دو نیم نداری ! رفو چه میدانی ؟ *

* صبح گلشن : معروف : میر محمد از ناظران کشمیر است . و بغوش ادای مظهر
 مافی الضمیر : (همین یک شعر دارد ص ۲۲۹)

۲۵۰ = میرزا حسین بیگ معلوم

میرزا حسین بیگ معلوم تبریزی . در تبریز سخن ، اشهب معنی تلاشی ،
 در میان ساحت سخندانی ، با میرزا محمد علی صایب برابر میتاخت . از رشک

دیوانش که خرمن نوری است ، از معانی روشن ، آذر برزین ۱ چنان آتش در جگر زده ، که تا قیامت انظفا پذیر بیست . با جعفر خان ناظم صوبه ۲ در کشمیر مینو نظیر آمده . پس از ایامی چند باز بوطن مالوف مراجعت نموده :

بسکه ، با سنگین دلیها ، مینویسد نامه را

در فلاخن میگذارد بار مکتوب مرا

نیست امروز با آزادی ما مجنونی گشت زنجیر جنون چشم غزالان مارا

بغیر ازین که ، بدل نقش خون من بستی

که کرد ؟ لعل بد خشان ، دل چوسنگ ترا

ز بسکه ، شو تماشای زلف ، خوبانم تمام دیده ، چو زنجیر کرده اند مرا

مگر ساقی ، ز چشم خود بساغر ، سرمه میریزد

که میخیزد غبار از گردش پیمانه ام امشب

بسکه ، آمیزش بهم دارند ، یاران چمن

مرغ دل را ، در قفس دارد ، بجای عندلیب

در ره شوق نو ، در هر گام دام آتشست

بال مرغ نامه بر ، فرسنگ در فرسنگ سوخت

۱- آذر برزین : آتشکده بوده در بلخ یا نیشاپور . آذر برزین مهر و آتش برزین و

آذر مهر هم گفته شده . نیز گفته اند نام یکی از سه آتش مقدس بوده در نزد ایرانیان قدیم . فردوسی :

یک آذری ساخت برزین بنام که بد با بزرگی و با فرد کام

برزین : (بفتح با و کسر زا) نام آتش کده بوده ، و آتش نیز گفته شده . نظامی :

ز برزین دهقان و افسون زند بر آورده دود بچرخ بلند

ابوشکور بلخی :

بگ رفتن کان ترک من اندر رین شد دل من زار زین آتشکده برزین شد

(فرهنگ عمید ص ۲۰۶)

۲- در سال ۱۱۱۹ هـ بکشمیر رفت و یک سال سه ماه ماند . (تاریخ اعظمی ۲۱۰)

ازان ، معلوم! اسیر نو خطانم که لطف ساده رویان ریشخند است ۱

زخود مستی، چنان آن شوخ، ننگ از دیدنم دارد
 که پنداری، نگاهش بهر من برگشته مژگانست
 میتواند چون مرا دامان قاتل را گرفت
 گرچه روز حشر مارا دست دامنگیر نیست
 گل، در عرق ز شرم، رخ همچو ماه کیست
 در صحن باغ، دیده نرگس، براه کیست
 سرو بالائیکه من دارم، خطش بوی گل است
 سایه مژگان، برویش سیزه از روی گل است
 چمن چو ساغر می، آن چنان ز نشاء، پر است
 که داغ لاله، نماید چو چشم مستان، سرخ

گه میری ز ما دل و گه مید هی بما گویا، میان ما و تو، سودا نمی شود ۱

خورشید، روشناس جهان، پیش ازین نبود
 گشت آن قدر بگرد تو که آفتاب شد

سرو، هر چند که موزون و بلند است، اما جلوه قامت او، عالم دیگر دارد
 از گل بی خزان داغ دلم بر طاوس داغها دارد
 هلاک، میکشی مردمان چشم تو ام که شیشه در بغلند و پیاله در دستند
 بچشم جوهر شمشیر آب میگردد برای قتل که خوبان دگر میان بستند
 درد تنگم، خیال زلف او، قافش بست خانه آئینه، بر من خانه زنجیر شد
 شکوه حسن تو، در چشم ما، نمی گنجد که آب بحر، بجام حباب، نتوان خورد

چنان بی‌روی او، چشم نرم از گریه، لبریز است
 که جسم ناتوان من، گل نم دیده را ماند
 بتی دارم، که زلفش رشته جان، در بغل دارد
 خطش، از بی‌سوادیها، گلستان در بغل دارد^۱
 بی‌رخت، از ناتوانی کی بلب، جان میرسد
 پیر می‌گردد نگاهم، تا بمژگان میرسد^۲
 نیست از نندی اگر چپ بر جبین میا فگند
 میکند از ناز، ابرو را بهم پیوسته تر
 سوی ما، راه نگاهش، بغاظ هم نشنا
 چشم او، بسکه سیه مست، بناز است هنوز
 کی بدامان میرسد، چون شمع، اشک دیده ام
 گریه آئینه رنگم، محو دیدار است و بس
 باشد از چشم سخنگوی تو پیغام فروش
 طعنه بر سرمه فروشان زده بادام فروش
 بتی دارم که، خون میریزد از بال و پرنیرش
 بچشم حلقه فتراک، آید چشم زه گیرش
 بود بروی تو، هر زخم چشم گریانی
 نشسته، بسکه خدنگت بدل، چو مژگان جمع
 شدم خاک ره و در انتظار وعده و صلح
 هنوز از ساده‌لوحی، پای صبری در میان دارم

۱- روز روشن دارد

۲- دانشمندان آذر بانهان دارد

در عشق تو، خود بینی من، بی سببی نیست
 آئینه بکف، از رخ زیبای تو، دارم
 بخواب امشب، نگاهی دیدم از چشم سخنگوی
 شدم بیدار و دنبال غزالان ختن رفتم
 شدم خاک و زسوز هجر او، فارغ نگردیدم
 هنوز از سرد مهریهای او، گرم است داغ من
 نه تنها نقش خجالت، میکشد آئینه از رویش
 شود هر دم برنگ سایه از حسن فرنگ او
 چکنم باین خجالت، که ز قتل من، غباری
 بر هوش جدا نشسته، بدلش جدا نشسته
 میچکد خون از رخس، حسنش قیامت میکند
 رنگ محشر تا خطش از زلف و کاکل ریخته
 نشد هرگز نصیب من، ازان نا مهر بان حرفی
 با و امروز میگویم ز روی امتحان حرفی
 ز شوخیهای چشم سرمه سایش، سخت میترسم
 بچشم او رسد، از چشم آهوی ختن، چشمی
 ز گل، صدره فزون آن سرو، طبع نازکی دارد
 برنگ عندلیبان تا یکی نالیدن ای قمری
 نشد از ناله، یکدم بزم ما دیوا نگان، خالی
 بود هر حلقه زنجیر با چشم سخنگوی

ز بس خواهیم که بکشایم برویش هر زمان چشمی
بود در سینه ام هر زخم آن ابرو کمان چشمی *

* نصرآبادی : محمد حسین بیگ معلوم تخلص تبریزیت . از خود مایه و استطاعتی دارد و بتجارت مدار میکند . طبعش خالی از لطفی نیست و از این ابیات قدرتش معلوم است . شعر بسیاری در مجموعه مولانا محمد سعید ولد غلامی ، ولانا محمد صالح مازندرانی - که وقتی در (بندر) هند - بود - نوشته . این ابیات از آنجمله است (۱) :

ما را ، ز زیاد خویش ، فراموش کردی	در خاطرت ، چو آبله پیداست ، جای ما
دوستی بین که ، درمیانه ما	جز میان تو مونی گنجد
سنگدل زیور است حسن بتان را	تا گهر آبت آب و تاب ندارد
کی میرسد ، بقاصد دل ، مرغ نامه بر	منشور نامه ها ز کبوتر گرفته ایم
آرزو ها را باهی آب بر آتش زدم	سوختم صحرای خاریرا که در دل داشتم
نبرده راه ، بجزمی ، کسی بغلوت ما	خط پیاله ما شد ، کمند وحدت ما (۲)
شبی که پیشکشت تحفه نظاره کشیم	چو دیده سر بگریبان پاره پاره کشیم
خوب شد ، در آتشم پروانه را ، پر نسوخت	چون چراغ لاله ، در فانوس صحرا سوختم
ز کوی او ، برد ترسم پریشانی ، غبارم را	برنگ سایه ، خود را بردرو دیوار میبندم

رباعی

معلوم ! چه میشود خروشان باشی	زین به چه که همچو بحر جوشان باشی
هر چیز که گفتنی است ، امروز بگو	آید روزی که ، از خموشان باشی (۲)

(۲۸۷ - ۲۸۸)

ریاض الشعرا : محمد حسین بیگ معلوم تبریزی بوده . در زمان شاه سلیمان مغفور صفوی بتجارت اوقات میگذرانیده . اوزاست :

کی میرسد بقاصد دل مرغ نامه بر	منشور نا مههای کبوتر گرفته ایم (خطی)
آتشکده : معلوم اسمش محمد حسین بیگ	از اهالی آند یار (تبریز) است . زیاده ازو

چیزی معلوم نه شد . ازوست :

- ۱- این تمام مطالب در تذکره دانشمندان آذربایجان از نصرآبادی گرفته شده است .
- ۲- دانشمندان آذربایجان داره ..

جواب نامه ام، از بس ز جانان، دیر میآید جوانگر میرود قاصد بکوشی، پیر میآید
(ص ۲۸)

شمع انجمن : معلوم ، محمد حسین بیگ تبریزی . خوشگوست .
(یک شعر دارد که در آتش کده ثبت است ۴۲۲)

روز روشن: معلوم محمد حسین بیگ تبریزی . بحدت ذهن و رسای فکر انصاف داشت و بدور شاهجهان بادشاه (۳۷ - ۱۰۶۸ هـ) بهندوستان رسید و رفیق جعفرخان (۱) صوبه دار کشمیر گردید: توبه را، معلوم! بی تکلیف میباید شکست تا یکی بتوان شکستن خاطر احباب را (۲) بیرخت ، از ناتوانی کی بلب ، جان میرسد پیر میگردد ، نگاهم تا بموگان میرسد (۲)
(چهار بیت دیگر دارد که در متن ثبت شد - ص ۶۳۶)

دیوان : دیوان معلوم ، در ذخیره دانشگاه سند حیدرآباد بود و از آنجا گم شده است .
اشعار ذیل را دوست دانشمند دکتور غلام مصطفی خان استاد دانشگاه سند از همان نسخه استنساخ فرموده اند که اینجا ثبت میکنیم .

مثنوی

<p>بخالق چه نسبت کف خاک را مگس آن سوی عرش کی میپرد که باشد سزای خداوندیش ثنایش کجا بنده را در خور است که هم وصف خود، خود تواند کند به تحصیل بی حاصل افتاده چو مینا بلند است اقبال من در اقلیم دل داد خواهی کنم بناخن زخم سکه سنجری به کس لذت عمر نسرده ایم قناعت به این زندگانی کنیم سخن آنجهان کن، که خود نشنوی به طور سخن لن ترافی شنید نه پیچید زبانت چو شاخ غزال</p>	<p>ثنا چون کنم ایزد پاک را بکنش کجا عقل پی میبرد چه گویم ز بیچون و بیچندیش خدای که از چند و چون برتر است کسی وصف حق را چه داند کند کیم من ، یکام دل انواده به میخانه تحویل شد سال من به من میرسد ، بادشاهی کنم کنم پنجه را ، چتر اسکندری چرا از غم شادی انسرده ایم بیا تا ، دل کارانی کنیم ز جور زمان ، گریم بشنوی نه موسی برمز آنچه دانی شنید سخن آنجهان گو که، از انفعال</p>
--	--

-
- ۱- جعفرخان عمده الملک بن صادق خان میر بخشی بن خواجه محمد طاهر و صل ،
دختر زاده غیاث الدین انصاری الدوله و همشیر زاده میرزا ابوالحسن یسین الدوله آصف خان . در
در عهد شاه جهان صوبه دار کشمیر بود و در سال (۱۰۸۱ هـ) وفات یافت .
رک : مائرا الامرا ۳ : ۸۳۲ : ۱ ۵۳۱
۲- دانشمندان آزر بانجهان دارد .

بگه سخن ، نرم و آهسته باش
 مکن از پی' عیب پیر و جوان
 میالا زبان را ، بحرف درشت
 به بحر سخن ، چون صدف گوش باش
 خموشی بود ، محرم هر زبان
 مگو آن قدر ، کز تو لب تر شود
 مگو هر چه خواهی ، بسان جرس
 زبان را ز گفتار لاغر مساز
 چو غواص در های ناسته گیر
 نه سر ، چو من ، در قنای سخن
 مگو آن قدر ها که ، گویند بسی
 به عمری جوانی کهن میشود
 ز هر پوششی ، عیب پوشی ، به است
 سخن ، گر همه گنج سیم و زر است
 مرا زین سخن ، با کسی جنگ نیست
 چو شد وقت گفتار ، خامش مباش
 چنان نرم و آهسته رو ، راه را
 بده ساقی ، آن طرفه آیم بده
 بده می که ، چون نشاء در می کنم
 به می زنگ بزدای ، ز آئینه ام
 بده نیم جوشی کلام مرا
 سخن را مکن آشنا ، جز بمن
 که بینند چون ، عکس آئینه ام
 کلیم سیه مست ، بزم حضور
 زمین سخن ، آسمان من است
 چنین گر بود شعر و نشاء من
 مرا سوی' میخانه ، باید شدن
 که تا هر که آید ، بکمی رسد
 کسانیکه کام و زبان میدهند

چو غنچه ، بصد لب زبان بسته باش
 دولب را کمان و خدنگ زبان
 نه سازد کسی از ، یک انگشت مشت
 چو کشتی ، جهان گرد و خاموش باش
 ز گفتن ، شود فاش راز نهان
 زیانت ، ز گفتار لاغر شود
 زبان را مکن سنگ راه . نفس
 ز لب ، بهر مرغ سخن ، پر مساز
 سخنهای ناگفته را گفته گیر
 تو دانی و دیگر خدای سخن
 سخن را سوزان بسان نفس
 نفس در خموشی سخن میشود
 ز هر چیز گوئی خموشی به است
 نه گفتن ، ز گفتن بسی بهتر است
 فی از ناله خویش ، دلنگ نیست
 سخن آفرین شو ! سخن کش مباش
 که چون کوه بینی برو چاه را
 ز می توبه دارم شرابم بده
 بجای فلاطون این نو خشم
 نفس را سخن ساز در سینه ام
 به می پخته کن مغز خام مرا
 مرا کن چنان آشنا با سخن
 سخنهای نا گفته از سینه ام
 کلامم تجلی ، دلم کوه طور
 سخن زهره و فرقدان من است
 جهان تنگ باشد بد کلامی من
 به همت چو پیمانها باید شدن
 اگر خضر باشد بجایم رسد
 سخن میستانند و جان میدهند

که دروی نهان است گنجینه ام
 دران گنج چون اژدها خفته اند
 خرابات ما کم ز کشمیر نیست
 به سر نشاء ام دست گل بس است
 خرابات ، دارالامان من است
 خم بادشاه و رعیت پناه
 چو می پادشه زاده در خم است
 که هر قطره می صد فلاتون بود
 ز نار اند و نور اند از چيستند
 فلاتون نه بیرون این نه خم اند
 مزلف به پیری ز موی سفید
 همه همچو خم ، خاک پای من اند
 سیه مست افتاده در پای خم
 همه همچو می پر ز جوش و خروش
 همه همچو هم گشته از یاد هم
 می تلخ من ! جان شیرین من
 بده آب لعل بدغشان خم
 به می ، سوده کن ، استخوان مرا
 نخران من و نو بهار من است
 به پای گل از می حنا بسته اند
 هوای چمن ، در بقل شیشه داشت
 به بازو دعای قدح بسته بود
 حصاری کشیدند از بوی گل
 مزلف شد از سبزه روی هوا
 نفس میتوان ساخت از بوی گل
 لب جو لب آب را میسکید
 به یک گل شگفتن زمین تنگ بود
 سیه مست افتاده بر روی هم
 زمین را رسد آسمانی کند

طلسی است دل بسته در سینه ام
 سخنهای چندی که ، نا گفته اند
 بیا ساقیا ! وقت تاخیر نیست
 فغانم بلب صوت بلبل بس است
 منم رند و میخانه ، جان من است
 بود شیشه و جام و ساغر سپاه
 چه شد ، از میان گر فلاتون گم است
 بخور می ، اگر می ، همه خون بود
 نه دائم خراباتیان کیستند
 همه وحشی چشم این مردم اند
 همه پیر عشق اند و عاشق مرید
 ز روز ازل ، آشنای من اند
 چونشأ همه شیشه در شیشه گم
 همه می ستان و همه می فروش
 همه محو هم صید و صیاد هم
 بیا ساقی ! ای یار دیرین من
 بده باده ، از موج عمان خم
 بده راحت جسم و جان مرا
 می کهنه ، دیرینه یار من است
 همه شیشه و جام پیوسته اند
 گل از مستی بلبل اندیشه داشت
 ز لعل پستان ، شیشه دل خسته بود
 به گرد ظریفان اردوی گل
 چو حسن پری پیکران خطا
 ز بس گل که افتاده بر روی گل
 ز دیوار گلشن ، هوای چکید
 هوای چمن ، بسکه گرنگ بود
 گل و لاله صد رنگ از بوی هم
 ز بس ، شبنم اختر نشانی کند

به می از رگ ابر بکشا گره
 رسد سبزه را ، کار مژگان کند
 کشد بلبل از سایه گل گلاب
 فرنگی می پرتگالی بیار
 شود عقل دیوانه مستیم
 به بال و پرم ذوق پرواز ماند
 که گویا ندارم زبان همچو فی
 دماغ میم همچو می میرسد
 می کهنه ، یار قدیم من است
 ز یادت ، دلم را ، پری خانه کن
 که از پاره دل شوم خرقه پوش
 بگیرد دستم ! بسراه خدا
 دماغ مرا ، نافه چین کنید
 ز چشم غزالان ایامم دهید
 بجایم علاج دماغم کنید
 به مژگان رفوکاری دل کنید
 بگوئید با تار و طنبور و عود
 بجای می آتش بساغر کنید
 چو فی ، سینه خالی ز فریاد کن
 ز حرفی ، مرا حلقه درگوش کن
 دلم را ، پر از زخم و تبخاله کن
 خط جام را ، تار طنبور کن
 جوان کن بسی پیر صد ساله را
 دلم را کباب نمک سوده کن
 که دائم بود با تو پایدگی
 نه در بند در بند نفسم اسیر
 که از ، کعبه جان ، جدا مانده ام
 امان ! امان ! یا رسول ! الامان

هوا شد هوا ، ساقیا ! می بده
 هوا گر چنین : طرح بستان کند
 عجب نیست از آب و رنگ سحاب
 بیا ساقی لاابالی بیار
 به من ده که برهم خورد ، هستیم
 چو چشم قدح دیده ام باز ماند
 چنان گشته ام بیخود از یاد می
 نه دائم بمن ، باده کی میرسد
 بده می که ، هم می ندیم من است
 بجایم ، مرا مست پیمانم کن
 چو می ، آنچنانم بیاور بجوش
 کجائید ! ای خوش نگاهان ! کجا
 دلم را ، ز می ، چهره رنگین کنید
 خمارم بجایم دماغم دهید
 چو می کهنه گردد ، سراغم کنید
 یک امشب درین سینه منزل کنید
 دلم سوخت ، هان مطربان ! زود زود
 برای خدا ، ناله سر کنید
 مغنی ! دم رفته را ، یاد کن
 به سوق بیا ! غارت هوش کن
 همه تن ، چونی سینه شو ، ناله کن
 مغنی ! بکش ساغری ، شور کن
 چومی ، جوش ده ، صاف کن ، ناله را
 دمی ناله و گریه آلوده کن
 ببا ساقی ! ای مایه زندگی
 بسی شد که در هدم افتاده پیر
 ازان ، این چنین ، بی نوا مانده ام
 به دوزخ درم ، دور ازان آستان
 خلاصم کن از پنجه شیر حرص

خدا را! بسوی خودت ره نمسای
 که بس پیرو بی دست و پا مانده ام
 کجا خاک من ، راه کویت برد
 به این روز مگذار ، دستم بگیر
 بسوی خودت ، بال و پر ، ده مرا
 تو خود گو! چه گویم به مدحت گری
 چنان ، پرکن از مدح خود ، نامه ام
 به بند ، از جنابت ، جدا مانده ام
 پر آنم ، که من سوی بطحا کشم
 اگر ، آنسوی عرش والا شوم
 ز بس ، بی قرارم ، قرارم نماند
 ز دورم بسوی خود ، آواز کن
 ز هند جگر خوار و لعنت قرین
 چو خواهم ، کنم مرض احوال ، خویش
 چنان ناله ریزد چو نی خامه ام
 شهی را که گردون کشد باج او
 که گوید ، چو او رفت ، کس را ندید
 چو یک گام برداشت طی شد رهش
 ز خود رفتنش خود پپای خود است
 به راهی که ، حق خضروی ، میشود
 بجای ، قدم زد ، که جای نبود
 به خلوت گه خویش ، راهش فتاد
 چنان داشت حق ، هزت پایه اش
 الهی ! بخاصان دین پرورت
 امامی که ، یک نام او ، حیدر است
 کجا شام قدر و شب داج او
 طی ول ، صاحب ذوالفقار
 به نمش بکن ، صد زبان خامه ام
 به روزی که ، این نخل پر بار ، گشت
 سزد گربه تحسین نظم چنین

به من ، این ره دور ، کورته نمای

 مگر دل طپیدن ، بسویت برد
 سهل این چنین هر چه هستم بگیر
 به نعمت ، زبان دگر ، ده مرا
 که ، هر چند گویم ، ازان برتری
 که ، دستم شود سوده ، چون خامه ام
 به بین ! از کجا تا کجا مانده ام
 دران خاک ، چون نقش پا ، وا کشم
 کنم سعی تا خاک بطحا شوم
 دگر طاقت انتظارم نماند
 به رویم ، در بسته را ، باز کن
 بسوی تو ، یا خاتم المرسلین
 نویسم پریشانی^۱ حال خویش
 که لبریز افغان شود نامه ام
 خرد کی برد پی ، به معراج او
 کسی را که او ، دیدنی بود ، دید
 رفیقش خدا شد خدا هم رهش
 اگر رفته گونی بجای خود است
 دو مستزل بیک گام ، طی میشود
 به هم خانگی جز خدای نبود
 نگاهش به روی نگاهش فتاد
 که در لا مکان ساخت همسایه اش
 بحق علی ، ساقی کوثر
 امامی که ، داماد پیغمبر است
 به دوش نبی بود معراج او
 و صی بنی ، رحمت کردگار
 به سهر نبوت رسان نامه ام
 ز ده صد ، فزون بود هفتاد و هشت
 کنند آفرین ! آفرین ! آفرین

سخنهای با خون دل ، گفته ام
به معلوم جان تو جان سخن
که رحمت به یونان - تبریز - باد

قطعه

تا خطه دلنشین افلاک
شهر رمضان و شهر - تبریز
کس در سختم سخن ندارد
روزی زبان من سخن شد
بار سختم ، ز برگ پیش است
خود را به زبان من ستاید
بار سختم ز برگ پیش است
خامش شوم و رخسار نشینم
کین راز ز خود نهفته دارم
آئینه نهد بخرد به گوشم
دامن مکشا به عیب چینی
صد حاشیه شرح دارد این حرف

همچو خار اند بر سر دیوار
همه خار اند ، لیک خار دل اند
صف مژگان ، نشان صف مار است
جای دل ، سنگ در بغل دارند
صف مژگان ، چهار شمشیر است
همه در چشم یکدگر میرند
ناله ، در بند استخوان من است
هم نفس یوسفی است در ته چاه
از زمین تا بعرش ، دیواری
که روند از یادم

صریر خامه ات ! رنگین چو آواز
به از خسرو نظامی زاده چند

بخوانند بیدار ، گر خفته ام
بگویند پیر و جوان سخن
بگویند هر گه که آرند یاد

امروز ز صدر صفحه خاک
هستند دوشهر ، مهر و مه خیز
خورشید ، چو من ، وطن ندارد
آن روز که : جان نصیب تن شد
تا نخل سخن : بجای خویش است
خاقانی : چون به محشر آید
جای که سخن : بجای خویش است
ز انجا که : کس اهلش : نه بینم
زان روی ، سخن نه گفته ، دارم
از پس به گه سخن خموشم
ای دیده ! درین سخن : چو بینی
ز نهار مبین بچشم کم ظرف

در زمین ، خلق از کم و بسیار
نه ازان خارها ، کز آب و گل اند
چشمها شان ، شگاف دیوار است
بسکه ، از دست هم ، در آزارند
از بی هم ، نگاه شان ، تیر است
همه همچو زنجیرند ، همچو زنجیرند
بسکه آزار شان ، بجان من است
با چنین همزمان چشم براه
خواهم از خلق ، گوشه غاری
بخدا ، بعد ازین باین شادم

ای ! عندلیب گشمن رار
فرستادی به هند آزاده چند

نباشد دست چپ ، چون پنجه راست
 سواد از خمسه بین السطروش
 ز مضراب زبان ، دو تار آواز
 به سیر دیدنش آید شنیدن
 چه گویم ! من چه کردم ، دل چها کرد
 همه ، بر صفحه خاطر ، نوشتم
 بجان پیچیدو بر بازوی دل ، بست
 ز رویش حسن معنی جلوه گر بود
 که فی سحرش توان گفتن نه اعجاز
 ز عمر خویش ، برخوردار باشد
 خطت ، هم دلربا ، هم دلنشین است
 که هم خوش گوید و هم خوش نویسد
 دلت آئینه روی سخن باد

نشسته بادل دیوانه خویش
 ز ارباب محبت پیروای
 وفا ، شرمنده عذر گنااهش
 اجل ، در زیر مژگانش نشسته
 نگه ، در دیده اش ، مخمور خفته
 لبش ، از خون دلها ، رنگ دارد
 خدنگ غمزه اش ، بر دل نشین بود
 رخس ، آئینه صنع خدا بود
 بدست او ، نزاکت ، رنگ خون بود
 محبت را محبت نام کردم
 نگاهی با نگاهم آشنا کرد

سینه بسی سخن ، چو زندان است
 نمک خوان این جهان ، سخن است
 چه عجب گر سخن روان دارد
 گوش کن گوش ! تا کجا سخن است
 گفتنش هم نگفتنش مرغوب

چه شد ، گر خمسه خسرو چو دریاست
 کند روشن نگاه ، از فیض نورش
 به قانونی ، سخن را کرده ساز
 که از دل ناله ، تا بر لب رسیدن
 چو قاصد ، نامه را از جان ، جدا کرد
 گرفتیم نامه و بر دیده هشتم
 چو شد ، چشم ز بوی نامه از دست
 ز بس حرفش به لفظ مختصر بود
 طلسم لب ، چنان بستی ازین راز
 کسی را ، کاین چنین گفتار باشد
 کلامت ، معجز سحر مبین است
 بجز دستی تو از دستی که خیزد
 بود تا خامهات جوی سخن باد

شبی در گوشه ویرانه خویش
 رسید ، از راه دل ، نا آشنای
 حیا ، هم خوابه چشم سیاهش
 نگاهش ، با تغافل عهد بسته
 به رویش ، رنگ همچون گل شگفته
 نسیم را ، دهانش تنگ دارد
 کمان ابروش را ، چله چین بود
 جبینش ، مطلع صبح دعا بود
 چه گوید ، کس بتمریفش که ، چون بود
 من ، او را ، با محبت رام کردم
 مرا اول ، ز قید خود ، رها کرد

در جهانی که ، عالم جان است
 آشنای دل و زبان ، سخن است
 از سخن ، هر چه است ، جان دارد
 بانگ نی ، ناله در سخن است
 چیست غیر از سخن چه زشت و چه خوب

از زمین تا به آسمان ، سخن است
هر چه گوئی ، سخن ازان بهتر
بهر از جان ، به لب سخن دارم
با نفس ، کی توان گهر سفتن
نفس کرسی' سخن نشود
در تن مرده ، جان وطن چه کند
همه از همت وطن دارم
مشت خاکی ز خاک - تبریز - است
همه جا غربت است او وطن است
چشم بد دور زو که یونان است
نه بهشت ، او مدینه دگر است
همچو طور - است وادی ایمن
از دوسو ، سر بر آسمان دارد
چرخ وا ، پای در رهش ، لنگ است
این نه یونان است شهر - تبریز - است
شهر این شهر ! نام این نام است
گفت با آدم : ای رسول گزین
نی غلط ، نی خطا ، بجا کردی
یارب این شهر و این وطن باشد
ای که ! عمر تو ، جاودان باشد
که به خورشید تو امان باشد
خامه لیبک بر زبان باشد
دو سه حرفی ترا زیان باشد
سورم و اینم ارمغان باشد
متش هم سرا بجان باشد
تا سخن ، بر سر زبان باشد
جواب گفت ابر گوهر نباشد
ز گردن سر خصم را میتراشد
بشرطیکه حرف نباشد نباشد

دل سخن ، جان سخن ، روان سخن است
جان زتن ، مغز ز استخوان ، بهتر
کس ، کجا دارد آنچه ، من دارم
نیست آسان ، چو من سخن گفتن
بوی هر گل ، چو یاسمن ، نشود
با سری زبان سخن ، چه کند
این حدیث ، این سخن ، که من دارم
خاک آدم که ، خاک جان خیز است
کی چو - تبریز - مصر یا ختن است
کی چو - تبریز - خاک کنعان است
چرخش از آبیگینه' دگر است
کوه - سرخاب - آن خجسته وطن
کی چنین قلعه ، جهان دارد
به زمین . . . ز وسعتش تنگ است
خاک پایش ، چو دل ، سخن خیز است
کی چو - تبریز - مصر یا شام است
دید رضوان چو ، این بهشت برین
خوب شد ، خلد را رها کردی
تا سخن همت تا سخن باشد
سالکا ! عارفان! سخن سنج
به برت نامه فرستادم
تا به کی ، در جواب نامه من
چشم دارم که از ره تحسین
تو سلیمان ملک فضل و من
پذیری ، اگر تو نظم مرا
ورد (معلوم) ذکر نام تو ، باد
خداوند گارا ! توئی آنکه ، امروز
دم گرم شمیر جوهر نیاست
مرا آرزو نیست ، میخواهم از تو

که بدولت همیشه باد قرین
داد - آئینه خانه - را تزیین
میزند خنده بر بهشت برین
عکس خوبان درو چو روح امین
آسمان رشک میبرد بزمین
سجده میخاهد از جبین به جبین
نه گمان ، پی برد به او ، نه یقین
همه صاحب سواد خطه چین
بهر فتح نگار خانه چین
تا بود سال و مه شهر و سنین
خواست (معلوم) تا کند تعیین
معنی منزل بهشت آئین ۱۰۰۵

ظل معبود و آسمان جلال
که بنازد بهمش مه و سال
خانه در سپهر جاه و جلال
مضطرب بودم و پریشان حال
مسند عدل و خانه اقبال ۱۰۵۴

آنکه ، به گیتی نبود ، کس چوری
خوبتر از ، خانه جم قصر کی
گفت بگو : منزل فرخنده پی ۱۰۰۸

که چو او ما در ایام نه زاد
خانه همچو بهشتی آباد
میهمان خانه ارباب سداد ۱۰۰۶

که تا سپهر بود شهر یار و تخت نشین باد
نگار خانه چین در گمش ز نقش چنین باد
که ، هر که دید بگفته : بهشت کاش ! چنین باد

غسان عالیجناب ! والا قدر
در سواد دکن چو خانه چشم
که به هر سودرش ، چو بکشائی
آسمانی بود هر آئینه اش
تا زمین گشت عرش پایه ازو
یارب ! این طرفه خانه منزل کیست
پایه اش ، بسکه برتر از همت
عکسهای بیاض آئینه اش
چار آئینه ، که کرد ، ببر
یارب ! از چشم بد ، نگاهش دار
سال تاریخ این خجسته بنا
در زمان ، بر زبان خامه ، گذشت

در زمان شه ستوده خصال
خان عالی تبار آقا خان
در سواد مراغه ، کرد بنا
پی تاریخ آن خجسته بنا
هاتفی گفت : سال تاریخش

پور علی میر ، جواهر رقم
کرد بنا - شاه نشین - منظری
سال بنایش ز خرد خواستم

میر سید علی دانسا دل
کرد در خطه دهل ز کرم
گفت تاریخ بنایش (معلوم)

بمهد مدلت بادشاه کشور معنی
امیر و سید عالی جناب آنکه مدامش
نمود طرح بهشت نوی به خطه دهل

ز پیر عقل خود خواست مصرعی پس تاریخ

ز روی مهر بگفتا: بهشت روی زمین باد (۱)

۸۱۰۴۴ ۱۰۲۴ + ۲۰

که ، مبادا بهار او را دی
منزل به ز خانه جم و کی
میهمان خانه مبارک پی ۸۱۰۴۴

که بدولت همیشه باد قرین
خانه دلنشین چو خلد برین
مینماید نگار خانه چین
نمکنند سایه جز بچرخ برین
داد زیب دگر بروی زمین

میر عالی جناب عالی قدر
داد ترتیب در جهان آباد
آمد از غیب سال تاریخش :

خان عالی جناب رحمت خان
داد ترتیب در جهان آباد
که بهر سوی دیده بکشانی
بسکه قصرش رفیع بنیان است
بی تکلف ز طرح این منزل

غزلیات

کانر عشقم نمیزید مسلمانی مرا
چون فلک با تن نسازد غیر هریانی مرا
بس بود گرد تو گشتن سببه گردانی مرا
یوسف تخت مهر شد تخت سلیمانی مرا
سوی او، چون راه دل، راهیست پنهانی مرا
یاد زلفی کرده چون زنجیر زندانی مرا
چشم شوخی کرده خاک راه حیرانی مرا
در غبار خاطر خود کرده پا در گل مرا
می مگر بیرون کشد زنجیر لا حاصل مرا
چون کنم چون نیست دشمن هیچ کس چون دل مرا
من ز خاکم یک قدم راه است تا منزل مرا

تا کجا از دیر سوی کعب ، میخوانی مرا
همچومه ، تا کی لباس عاریت در بر کنم
نیستم زاهد که دام خود کنم تسبیح را
همت در ، خاکساری عالم دیگر گرفت
در طریق عشق ما را رهبری در کار نیست
خاک اگر گردم ، ز دام عشق فارغ نیستم
نی عبث (معلوم) بر تن استخوانم سرمه شد
چون فلک، انگنده دل در عقده مشکل مرا
سخت در گرداب غم بی دست و پا افتاده ام
حیرتی دارم که، از خوبان شکایت چون کنم
سالک راه عدم را رهبری در کار نیست

تا توان صیدی چو من چون منت از قاتل کشد

گر جهد (معلوم) نبضم میکند بسل مرا

از پا ننگند ما را کوتاه دستی ما
چون غیر ما نسوزد از می پرستی ما
پهلوی زند به گردون چون خاک پستی ما

از توبه بیشتر شد غوغای مستی ما
مطلب ز منع می چیست ما بی دماغ رندیم
در کوی دوست هر چند افتاده چو ما نیست

۱- در اعداد - بهشت روی زمین - (که یکهزار و سی و هفت باشد) اعداد روی

مهر (یعنی م که چهل باشد) جمع نمایند تا یکهزار و هفتاد و هفت (۸۱۰۴۴) بر آید .

در راه خاکساری گشتیم خاک افسوس از سزانه رفت بیرون غوغای هستی ما

عمر گذشته (معلوم) آب حیات باشد

آغاز سر بلندیت انجام پستی ما

صبا کجاست! رساند بکوی یار مرا
 کبود جسم ضعیفم ز سنگ طفلان نیست
 مرا که، خشک دماغم، ز نو بهار چه حظ
 دمی ز گریه، تهی نیست بی تو، دامانم
 که کرد گردش ایام چون غبار مرا
 نموده یاد خطا و بنفشه زار مرا
 جنون شگفته کند بهتر از بهار مرا
 نهاده شوق تو آئینه در کنار مرا

بحیرتم ز فلک شکوه چون کنم (معلوم)

همین بس است شکایت ز روزگار مرا

چه کم گردد ز خوبی یارب این شوخ ستگر را
 درین نخبی که، بی رحم صیادی، که من دارم
 جواب رساند، او را بیال شوق میبندم
 نمیدانی، چه منتها شهیدانش، ز من دارند
 ز سوز شعله، آهم، متبادا بال و پر سوزد
 بدام عشق او، از بسکه ذوقی سوختن دارم

سخن (معلوم) از من کی بلند آوازه میگردد

نمیداند زبانم، جز خاموشی، حرف دیگر را

آسمان کی شاد میسازد من غمخیز را
 هر که گامی بگذرد، از خود بمنزل کی رسد
 بسکه لذت برده، زخیم از خم بازوی او
 میشود از عجز دشمن، خاطر آزرده تر
 هر نفس، مثنی غبارم، سر به راهی مینهد
 سایه مژگان بچشم آشنا تر از خطت
 ای صبا! امشب پیام از بسوی من بیار
 راهرو، بی رهنما کی ره، بمنزل میرد
 بسکه دلها بی سبب از یکدیگر رم کرده اند
 مدعی، گرنشود حرف ترا، خاموش باش

همچو گل، صد رنگ بر وضع جهان خندیده را
 نیست تعبیری جز این خواب ره خوابیده را
 دوست دارم سایه مژگان بر گردیده را
 به، بمرهم کی توان کردن، دل رنجیده را
 در وطن آرام نبود چون فلک گردیده را
 الفتی با سبزه نبود زخم مژگان دیده را
 چون فرستم نامه با خون دل پیچیده را
 با عصا چون میتوان رفتن ره نادیده را
 جمع نتوان ساختن این مجلس پاشیده را
 پنبه خاموشی بود گوش سخن نشنیده را

هیچ علمی در سخن (معلوم) چون انصاف نیست

میتوان فهمید از حرفی سخن فهمیده را

بسکه رم کرده دل از چشم غزالان مارا
 هندلیبان بخدا رهنز با غم مشرود
 نتوان یافت بیابان بیابان مارا
 سایه گل ز شما سایه مزگان مارا
 گشته زنجیر جنون چشم غزالان مارا
 کرده با چاک جگر دست و گریبان مارا
 چه توان کرد باین دیده حیران مارا
 میتوان ساخت ز هر بیت چمنها (معلوم)

بسکه رنگین سخنان است بدیوان مارا

سخت در رنجم ز دست این بجان دل بستها
 حسرت ایام غفلت هشتم بر باد داد
 چون کنم با یک چنان دل مرد با تن خستها
 حیف نا دانستها افسوس از دانستها
 در چمن ، تا باغبانم راه گلی چیدن ، گرفت
 کس نمیداند چرا دام ره ما گشته اند
 از کمند زلف ترکش بر میان بر بستها
 تا از سر جان بگذری
 در ره او سعی کن
 از قید جان وارستها
 نیستی (معلوم) چون

دائم بکام خصم بود صلح و جنگ ما
 بال هما است سایه پرواز رنگ ما
 دشمن رزه ز آینه پوشد به جنگ ما
 پای کم از شتاب ندارد درنگ ما
 بوی دل آید از سخن شمله رنگ ما
 بی شوق ما ، چه کار کند پای لنگ ما
 خورشید ، رنگ باخته آید ، بجنگ ما
 شد خاک از فلاخن افلاک سنگ ما
 از خود گذشتگی است متاع درنگ ما
 در تنگنای بحر ننگیند نهنگ ما
 باشد بهار ما سخن نیم رنگ ما
 هرگز ندیده زخم کسی از خدنگ ما
 نام کسی بلند نه گردد ز ننگ ما
 پای کسی نیامده هرگز بسنگ ما
 دل از ما رسیده است
 چو
 پیر همیشه خود سره
 (معلوم) بی سبب چو

شوخ و شنگ ما

هر که روی خوب دارد خوب میدانیم ما
 هر که دردی بود ایوب میدانیم ما
 کی به گلشن سرو را محبوب میدانیم ما
 در محبت درد نباید گو شکیینی پیش

درمیان یار ما و خوبرویان فرقهاست
 ما اسیرانیم، ما را با خط و مزگان چه، کار
 او ز نور دیده مادور از برادر مانده ایم
 در دیار ما، چو بیدردان شکایت رسم نیست
 مهر و مه را کی چو او محبوب میدانیم ما
 دل ز ما هر کس برد مطلوب میدانیم ما
 درد خود را بیش از یعقوب میدانیم ما
 لطف او را، تهر او را، خوب میدانیم ما

° نامه برداری به خوبان رسم ما (معلوم) نیست

هر نفس را سوی او مکتوب میدانیم ما .

ز بسکه گشته بیوی تو، تن به زار مرا
 مرا که دیده، چو دامان گل فروشان، است
 به جستجوی تو رفتم ز خود روم نفسی
 ز بس، چو شمع بسامان گریستم بی تو
 چو دل، بکوی تو از پا افتادم، کافی است
 چه میشود، که کسان عیب من ز من، پرسند
 گداخت بی تو دلم، بس که همچو شعله طپید
 اسیر زخم خدنگ تو دل، نه امروزیست
 ز لاغری، نکند هیچ کس شکار مرا
 چو عنده لب، چه کار است با بهار مرا
 صبا بکوی تو آورد چون غبار مرا
 بجای اشک بود دیده در کنار مرا
 چه غم اگر نشناسد کس از غبار مرا
 که کس چو من نشناسد پروزگار مرا
 ترا چه غم که دل هست بیقرار مرا
 فگنده عشق به دام تو بیشمار مرا

چه شد چو گفته (معلوم) نیست گفته من

بس است این غزل تازه یادگار مرا

نه برد راه، بجز می کسی، بخلوت ما
 عجب نباشد اگر رو بسوی او داریم
 به کام چرخ ز صدره بامتحان گشتیم
 درین دوروز که از خویش وحشتی داریم
 خط پیاله ما شد گم کند وحدت ما
 چنین که خضر ره ما شده است وحشت ما
 نه کرد رحم به ما خصم بی مروت ما
 خدا کند نه کند راه کس به صحبت ما

نه بود کس چو مراد فلک، چو ما (معلوم)

به آسمان، که خیر میدهد، ز کلفت ما

که چله بسته ندانم کمان خنگ ترا
 بهشت، کوی ترا چون بهار غارت کرد
 اگر چه یک سرمو درمیانه فرقی نیست
 بغیر ازین که بدل نقش خون من بستی
 چه شد که دیده در صلح میزند با تو
 همین به کشتن من صف نه بست مزگان
 من از نغان تو، ای دل! دمی نیاسودم
 کشوده باد که بال و پر خدنگ ترا
 نسیم، بوی ترا برد و لاله رنگ ترا
 چه نسبت است بزرگان خط فرنگ ترا
 که کرد لعل بدخشان دل چو سنگ ترا
 هزار بار بدل نقش بسته جنگ ترا
 که هست زخم بهر پاره دل خدنگ ترا
 چنین به ناله که آورده بار جنگ ترا

شگفته روی چنین ، ازدل که می آئی کدام آینه پرداز داد رنگ ترا
تودرد خویش نهفتی به دل ازان چون قهر طیب عشق مدارا نه کرد دنگ ترا

به جرم این که تو در هند مانده (معلوم)

بروز حشر چه گوئیم عذر لنگ ترا

نه برد غیر تو کس ، ره باشیانه ما کمند وحدت ، ما شد ، حصار خانه ما
مگر ز گردش چشمی دماغ نازه کنیم خمار ما که شکست از می شبانه ما
به دل ، ز یاد تو ، از بسکه خرمی دارم چو گل شگفته بر آید ز خاک دانه ما
ز بسکه بی تو ، بیاوسعت جهان ، تنگ است بود چو نقش نگین جانی ما بخانه ما

چو دل ، بیزم تو (معلوم) گر چه خاموشیم

توان شنید ز ما هم شبی فسانه ما

همین نه سروقدان پیر کرده اند مرا همین نه سروقدان پیر کرده اند مرا
نه داده اند غبار مرا عبث بر باد نه داده اند غبار مرا عبث بر باد
ز بسکه محو تماشای زلف خوبانم ز بسکه محو تماشای زلف خوبانم
فلک به سعی خرابم نمیتواند کرد فلک به سعی خرابم نمیتواند کرد
نه خنده لب جامی ، نه گریه ابری نه خنده لب جامی ، نه گریه ابری
به خاک پای ، خم افتادیم ، نه از مستی است به خاک پای ، خم افتادیم ، نه از مستی است
همین نه محور تماشای خط و خال تو ام همین نه محور تماشای خط و خال تو ام
عنان بیخودیم را کسی دگر دارد عنان بیخودیم را کسی دگر دارد
مرا ز سبزه خط داده اند آب بتان مرا ز سبزه خط داده اند آب بتان
بتان هند که هرگز نه رفت ز آغوش اند بتان هند که هرگز نه رفت ز آغوش اند
چنان رضا بقضا داده ام که بیداری چنان رضا بقضا داده ام که بیداری

ز وعدهای پریشان پری رخسان (معلوم)

دمی جوان و دمی پیر کرده اند مرا

ساقی مکن تکلیف می امشب من افسرده را ساقی مکن تکلیف می امشب من افسرده را
لب تشنه آب بقا حیران چو اسکنده چرا لب تشنه آب بقا حیران چو اسکنده چرا
سوزید دل ای دوستان بر زخم من مرهم نبید سوزید دل ای دوستان بر زخم من مرهم نبید
نبود عجب این خفتگان گر ناله ما بشنوند نبود عجب این خفتگان گر ناله ما بشنوند

خونین دلت (معلوم) کی با باده خرم میشود

جامی بکش گلزار کن این غنچه پژمرده را

کس نمیدانده آمد شد ، این خانه را
 آسیا رنگ فلک مار بهم پیچیده است
 آشنایان در لباس کینه یک رنگ همد
 از هجرم گریه، دامان چون دلم، از خون پراست
 قوت بازوی مجنون ، در لباس عجز ماند
 عشق را نازم برای گرمی بازار شمع

دل چسان (معلوم) سازم جمع در عشق بتی
 کو چو زلف خویش میسازد پریشان شانه را

امشب، عیث دادم ز کف، یار بچنگ آورده را
 ز نهار مست ای دوستان در پای خم خاکم کنید
 کی هر نسیمی، نکبت یوسف دهد چون پیرهن
 ای بیوفا! امشب بیا! یکدم به بالینم نشین

جان سوختی (معلوم) را از رشک این بیگانگان
 از سایه مژگان دگر بروخ میفگن پرده را

گردون نکرد از سر ماکم بهانه را
 از تیر آه ، ست کمانان ، سذر کنید
 با چرخ ، سرکشی مکن ، آغاز نرم باش
 سوی وطن دلیل به از اشتیاق نیست
 در هند ، بار غربت - تبریز - میکشم

(معلوم) یار رفت غریب وطن شدی
 یادش بخیر همسفر غائبانه را

ردل شوق طپیدن میرد صبر و قرارم را
 ز دام ما اسیران صید را فکر رمیدن نیست
 فلک از همت افتادگان داغست پنداری
 سخن را قدر معلوم است مطلب یاد گاریهاست

ز مژگان قطره‌های خون دهد رنگ بهارم را
 کمند ناله در آغوش رم گیرد شکارم را
 که از بی اعتباری میفزاید اعتبارم را
 نگه دارید یاران یادگاری یادگارم را

هوای کینه (معلوم) از یس داشتم در سر
 شب-نهای دل ، شد خضر ره مشت غبارم را

تا نمایند بهم چشم ترا آهوها
 طاقتی گو که کشم نازکمان ابروها
 سوده گردیده مرا آئنه زانو ها
 بر سر من همه جمعند پریشان موها
 تیغ تا چند کشی بر سر ما ز ابروها
 خواب راحت نتوان کرد به این پهلوها
 چه قدر زور توان داشت به این بازوها

چون به بپنند به رخ خال ترا هند و ما
 نه شوی زنده جاوید. باین داروها
 گل بهر برگ جدا نذر تو دارد بوها
 مینویسند بتان در ورق آهوها

چون تو (معلوم) کسی
 نتوان سحر و فسون
 را سخن معجزه نیست
 گفت باین جادوها

آسوده در پناه خموشی زبان ما
 شاید که روزگار کند امتحان ما
 زنجیر گشته بر تن ما استخوان ما
 تیر شکسته ، راست رود از کمان ما
 تا بر هما قفس نشود استخوان ما

(معلوم) اسیر مصرع
 ای حیرت صفات!
 اهل که گفته است :
 تو بند زبان ما

شانه چون زلف پریشان شود از سنبل ما
 در قفس جلوه طاقس کند بلبل ما
 چشم بر رهگذر سیل ندارد پل ما
 با لب غنچه توارد زده تا بلبل ما
 میتوانی چمنی ساخت زبوی گل ما

بسکه در هند چو (معلوم) بیاد وطنیم
 فیض از قلعه - تبریز - برد کابل ما

مکشا زلف و مکن پرده رخ گیوها
 چه خطرها که دل از آه کشیدن دارد
 به ره شوق تو حیرت زده از بس گشتم
 گر، به این روز بمیرم، غم از مردن نیست
 عمرها شد، من و دل، زخی مزگان تو ایم
 عضو عضوم همه چون غنچه پرازخم دل است
 کار با طالع و بخت است نه در دست کسی است

جای صندل، چه عجب گر به جبین، سر مه کشند
 ای سکندر! چه کنی آب بقا، باده بخور
 چه شود یک ره اگر جانب گشتن گذری
 سختم بسکه رم چشم غزالان دارد

چون تو (معلوم) کسی
 نتوان سحر و فسون

برگ سخن خزان نکند در دهان ما
 از بخت خویش، شکوه بیجا نمیکنیم
 مجنون، بگرد سلسله ما، نمیرسد
 از تیر آه نو سفر ما، حذر کنید
 خود را چو رنگ خویش سراپا شکسته ایم

(معلوم) اسیر مصرع
 ای حیرت صفات!

هر سحر خنده بخورشید رساند گل ما
 بسکه از شوق تو، صد رنگ بخورد، میبازد
 ما سراپیم، بلب خشکی خورد ساخته ایم
 هم زبان گشته ز اعجاز خموسی به گلی
 باغبان! بار گل و منت نیسان چه کشی

سید ، فتراک تو گردید ، دل بسمل ما
 چون صدف را ز ترا بسکه نهان داشته ایم
 بحر اگر ، بر شکند کشتی ما راء غم نیست
 ما چو گنجیم ، ز ویرانه خود معموریم
 ما قلندر نشان ، منت گردون نه کشیم
 مزرعه هست ما ، منت دریا نه کشد

دامن صبح ، نه از خون شفق ، رنگین است

هر سحر تیغ بخورشید کشد قاتل ما

نو بر بوسه ز لعل تو تمنا داریم
 هر نفس ، چهره برنگی بنظر جلوه کند
 یار اگر رفت ز دل ، درد فراقش باقیست
 از سرکوبی تو شب چون سحر از خود رفتیم
 لذت نامه و پیام ، ندانست هنوز
 در خوشی من و تصویر توارد زده ایم
 دل دیوانه ، ز اسباب طرب ، مستغنی است
 کاروان در دل شب رفت بمنزل انوس

گفتش بوسه از لعل شکر بار بده

گفت (معلوم) بیا بادل تو بادل ما

وطن کی میکند هرگز دل دیوانه در صحرا
 نیم مجنون که تا از سنگ طفلان آشیان سازم
 به آهی ، میدهم مشت غبار خویش را ، بر باد
 بود از حلقه چشم غزالان ، گردش جامش
 ز حق مگذر بهم بستان که الفت این چنین دارند
 به گردن رشته زنارم امشب از خط جام است
 گهی دارم زهم زنجیر و گهی سنگ طفلان است
 چمن از رنگ و بوی گل جهان از عشق آباد است
 چو مجنون نابکی زنجیر پای خویشتن باشی
 نگاهی دیده ام در سرمه از چشم سخن گوی
 ز باد شمع روی بسکه ذوق سوختن دارم

اگر از حلقه زنجیر سازی خانه در صحرا
 فزون از حلقه زنجیر دارم خانه در صحرا
 به رنگ چرخ ، میسازم ز خود کاشانه در صحرا
 فزون از شهر باشد رونق میخانه در صحرا
 غزالان میکشند از چشم هم پیمان در صحرا
 از آن چون ابر میگیریم ، سیه ستانه در صحرا
 رسد هر دم ز خوانی روزی دیوانه در صحرا
 بود بی عشق دل در گرد تن ویرانه در صحرا
 بکن ترک جنون یا سر بنه دیوانه در صحرا
 بچشم نو غزالان گشته ام انسانه در صحرا
 بخاک افکنده ام دام از پر پروانه در صحرا

ز نیرنگ و فسون چشم ، آن بیرحم میترسم که سازد ناله زنجیر را دیوانه در صحرا
 به حسرت تا بکی تخم هوس بر خاک انسانی میر رنج عبث خرم نه گردد دانه در صحرا
 سیه مست جنون ، در پوست چون مجنون ، نمیگنجد
 بود در گرد تن (معلوم) چون دیوانه در صحرا

شب وصلت نمیریزم عبث از دیده کوکبها که همچون طفل اشکم بی زبان در عرض مطلبها
 نیم مجنون که خود را وقف سنگ کودکان سازم غزالان بر سرم جهمند چون طفلان به مکتبها
 شب هجران نه آغوشم پر از چاک گریبان است ز سیل گریه ام شد ، همچو مژگان دامن شبها
 عجب نبود ، بروز حشر هم ، از تندی خویش فغان در سینه ها ، چون جان ، نهان ماند بقالبها
 ازین شادم به دشمن هم ز من خصمی نمی آید خوشم چون باده گر شیرین و گر تلخم بمشربها
 عجب نبود ، اگر از صحبت این مردمان ، ترسم که مژگنها ست آفتابها ، زبانها نیش عقربها
 بیا (معلوم) چندی شکوه بیهوده کمتر کن
 که با انسون سخن بیرون نمی آید ازان لبها

ساقی ! بگردش آور ، امشب پیالها را از باده شوستر کن ، چشم غزالها را
 دو هرنقاب ، حسنت چون روی گل ، نگنجد از موج باده بکشا بر رخ کلالها را
 از مصحف جمالت هر کس که خال گیرد نمای رخ ز مژگان بنما جلالها را
 از عکس غیر دادم بر دار چشم خود را بی نقش ساهه کردم چون دل رسالها را
 تا گوش او ، نگرده آزرده ، از فغانم چون نی نهفته دارم در سینه نالها را
 امشب پیاله در کف (معلوم) در من بود
 از رشک بیشتر سوخت گلها و لالها را

بخت اگر یاری کند ، غم شادمان سازد مرا کامران گردد ، فلک گر کامران سازد مرا
 از دل دشمن نواز آشنا بیگانه ام سخت میترسم بمن هم مهربان سازد مرا
 آنکه ، عمری چشم بر راه غبارش ، بوده ام گر بخواکم پا گذارد آسمان سازد مرا
 در ره افتادگی چون نقش پا افتده ام آسمان پا میخورد گر ناتوان سازد مرا
 چون کنم (معلوم) ترک شیشه و ساغر کنم
 گرچه پیرم میتواند می جوان سازد مرا

براه شوق نواز بس گداختم خود را بهر چه چشم کاشودم شناختم خود را
 ز سیل گریه ، دلم روی در خرابی بود ز خاک کوی تو آباد ساختم خود را
 ترا شگفته چو گل دیدم و ز هوش شدم فرحمی که برنگ تو باختم خود را

اگر ز گریه دمی گشت دیده ام خالی بجای اشک بدانم گداختم خود را
کسی مباد چون خصم خویشتم (معلوم)
بروی هر که شدم چهره باختم خود را

نباشد بیم ، از سیل حوادث ، خانه ما را
بزنجیر جنون خو کرده مجنونى چو دل داریم
درین مزرع چو گل سر سبزی ما صد خطر دارد
ز چشم خود، چه خجالتها که ما، بی روی اوداریم
اگر میخانها خالی شود مستی نمیدانم
ز بوی پیرهن ، کی دیده ما میشود روشن
توان آباد کرد از خاک ما ویرانه ما را
ز چشم بد نگهدارد خدا دیوانه ما را
که باشد خرمی در خاک بهتر دانه ما را
مبادا آشنائی با کسی بیگانه ما را
مگر ساقی کند چون چشم خود پیمانۀ ما را
چراغ طور میسوزد پر پروانه ما را

گهر (معلوم) از خجالت بدریا آب میگیرد
اگر خوانند در گوش صدف افسانه ما را

کی شوید اشک ما ز چنین خوب و زشت ما
خوش کاران بصحبت دنیا نشسته ایم
آسوده ، از ترشح ابر است ، حاصلم
پیرو جوان ، ز صحبت ما ، سر نمیکشد
چون نقش خاتم است خط سر نوشت ما
دوزخ کجاست خنده زند بر بهشت ما
بی آب ، دانه سبز بر آید ز کشت ما
گردن نهاده شیشه چو خم زیر خشت ما

(معلوم) ما ز کفر و ز ایمان گذشته ایم
زاهد برو تو هرزه مگو در کنشت ما

تا شد، جنون بکوی بتان، رهنمای ما
گوش فلک ز شعله آواز ما پر است
ما خوشه چین خرمن پروانه نیستیم
خواهیم گر به کوی تو عزم سفر کنیم
تا گشت صید گاه تو از ناز میرسد
ما را زیاد خویش فراموش کرده
ما پادشاه لشکر تنهائی خودیم

(معلوم) ما رضا بقضا هم نداده ایم
غیر از رضای دوست که، دارد رضای ما

کی میشوند ناله کس داد رس ما
عریست، که در بند گرفتاری خویشیم
گر آبله در آبله پیچد نفس ما
از دام تو آزادی ما شد قفس ما

از شعله آواز ز بس حال نفس سوخت
تا میکه باقیست ، سر توبه نداریم
بر ناله چو فانوس نماید جرس ما
هر چند بجای نبود دسترس ما
(معلوم) کس امروز به آزادی ما نیست .
ترک دو جهان ننگ بود بر هوس ما

کی کشاید دست سمی از زلف خوبان تاب را
چشم بستن بهر ضبط گریه ، از دل مردگیت
پرده ساز تو ، امشب پرده چشم من است
سرمه از طرز نگاه وحشت رم میخورد
شب روان شبها چراغ کلیه شب میشوند
از بهار سبزه خط تو دانستیم ما
گر به آب خضر ، با این زلف دام افکن شوی
بیقراری نامه ما را بمنزل میبرد
جز وفا از ما نمی آید ندانستیم ما
به نمیگردد به مرهم داغ دل چون داغ تن

توبه را (معلوم) بی

تا بکی بتوان شکستن

ساقی بین تمامی عیش تمام ما
صید مراد دانه خورشید گاه ماست
از عکس پاده خانه ما ، بسکه روشن است
خود همچو برق قاصد راه دل خودیم
زین سان که ما خود از پی آزدن خودیم
ما را نظر به پرتو خورشید و ماه نیست
شد عمر ما که در پی صید دل خودیم
ما را ، بخود توقع صد نامه ، پیش بود
شد ابر تو بهار ، و خیم می بجوش رفت
با آن که لب ز خجلت گفتار بسته ایم
گنج از سخن ، ز دست که آمد ، بجز سخن
در حیرتم که هیچ ندانسته هنوز
در خواب ، دوش جلوه ز سرو قامتی

اپریز کن چو ساغر خورشید جام ما
در بند فرصت است که افتد بدام ما
خورشید ، چون ستاره نماید ، ز بام ما
چون ما ، بیار ما ، که رساند پیام ما
از ما مگر زمانه کشد انتقام ما
روشن طراز طلعت صبح است شام ما
این وحشی رمیده نگر دید رام ما
عنوان نامه ننوشی بنام ما
شالی است ، همچو ساغر خورشید ، جام ما
نقش است در رنگین زبانها کلام ما
بعد از فنای ما بنماید دوام ما
دانسته جواب ندارد سلام ما
دیدیم کارانی ما شد بسکام ما

تکلیف میباید شکست

خاطر احباب را

(معلوم) فیض این غزل از فیض حافظ است
 نحسین مکن به پختگی طبع خام ما

از بسکه ، گشته دیدن رویت ، هوس مرا	چون نامه شوق ، بسته بیال نفس مرا
با آنکه ، ره نداده بکوی تو ، کس مرا	مکتوب سر پهمر بود هر نفس مرا
انصاف ده ، خدنگ تواز دل ، چسان کشم	آمی به سینه مانده بجای نفس مرا
من آشنا ، بمردم چشم تو ، کی شوم	مستند این قدر که شناسند پس مرا
در بیضه ، مشق جلوه طماؤس میکنم	باشد اگر ز سایه دست نفس مرا
چندان ز خویش ، در پی محمل رمیده ام	کز دل رسد بگوش صدای جرس مرا
آن رند مشربم ، که به می غوطه گر خورم	مست آن چنان شوم که نه گیرد عسس مرا
از دام آشنائی هر کس رمیده ام	خوب است بیکی نگذارد بکس مرا

راهی به آب خضر ، چو (معلوم) نیستم

امروز تا به حشر بود یک نفس مرا

بسکه ، لبریز است از خون ، ساغر سرشار ما	میطلبد چون مرغ ، رنگ سرخ بر رخسار ما
نی همین بوی گل و باد صبا ، پا در گل اند	ریشها دارد ز باران ابر در گلزار ما
رزق مارا ، چون ز دار قسمت ما ، داده اند	سخت بیجا مینماید ، سمی ما ، در کار ما
بسکه ، از لخت جگر ، دامان چشم ما ، پراست	میشود بیش از بدخشان لعل در کپسار ما
خضم کو در کشتن ما یک نفس زحمت مکش	سمی کن ضائع نخواهد گشت در آزار ما
دست ما از دامن گردون چه شد کوتاه شد	میرسد آخر هیچای گریه بسیار ما

بسکه ما (معلوم) آب تیغ مژگان خورده ایم

.....

بسکه با زلفت غریب افتاده طرح جنگ ما	ناله زنجیر خیزد از شکست رنگ ما
برق سان در سایه بال و پر خود میبریم	نیست در دست فلاخن اختیار سنگ ما
از درشتیهای ما ، روشن دلان را باک نیست	نشکند آئینه را چون آب زخم سنگ ما
ما زره بر تن ، جرای دوستی پرشیده ایم	تیغ بر خود میکشد هر کس شود هم جنگ ما

بسکه (معلوم) از مکافات عمل ترسیده ایم

میرویم از کار اگر موری شود دلنگ ما

مرا سر گرم خود دارد پتی از نکته دانیها	که من چون خامه ام در دست او از بی زبانیها
اگر چون بوی گل ، خاک ره باد صبا ، گرمم	غبارم ، بر نمیخیزد ز جا ، از نا توانیها

به بزم غیره، امشب یار اگر، از حال ما پرسد
 ز مژگان ناوک اندازی بیازوی تو میزید
 مگر نیش : فلانی شکوه دارد از فلانیها
 مسلم بر تو باشد منصب ابرو کمانیها
 نمیخواهم دگر (معلوم) باکس آشنا کردم
 ز بس از آشنایان دیده ام نا سیربانیها

نباشد بر سر ما مستی ابر بهاران را
 اگر پویند خانه ام ، بعد عمری میتوان دانست
 بداغ سینها دستی نباشد لاله کاران را
 که باهم الفتی زین بیشتر بود است یاران را
 نباشد متنی از کیمیا کامل عیاران را
 شود منزل یکی در هر نفس گردون سواران را
 چمن (معلوم) از من صد گستان خرمی دارد
 سحاب از گریه من میبرد سرمایه باران را

گردن آزادگان ، کی خم بتاج زر شود
 چشم آن دارم که، همچون شمع، در بزم کسی
 یار شب بر سر ناز است، ساتی! باده ده
 بعد مردن هم غبارم میبرد زه سوی او
 دیده، ما چون قدح، از پرتو می، روشن است
 میشود، یا قوت اشکم ، تا مژگان میرسد
 یار اگر امشب ، ببالینم نمی آید، چه غم
 باده ده، ساتی! پیاپی یار مهبان دل است

نامه (معلوم) مارا قاصدی در کار نیست
 میتواند حرف حرف نامه بال و پر شود

۲۵۱ = همین

معین . مفاک افتادگان پست فطرتی را ، بدست سخن آموزی ،
 دست گرفته ، بر کنار سخنوری مینشانید :

آتشی افروخت عشق و جسم و جان من بسوخت
 گفتم : آهی بر کشم ، کام و زبان من بسوخت

گر مغنی بیش ازین گفتی ز عشقش شمه
 . . . ین نور رخس شرح و بیان من بسوخت

۲۵۲ - میرزا مقصود کاشی

نہال بوستان مضمون تراشی ، میرزا مقصود کاشی . در کان طبعش هر
 جوهر لفظ را قیمت صد گنج قارون ، هر بیتش لعلی است ، چراغ دل
 خواننده گان را ، چون جلوت خورشید ، منور میگرداند :
 خدنگش میگذشت از سینه ، دل بگرفت پیکانش
 چو آن مهمان که ناراضی بود گیرند دمانش *

• شاعری به همین تخلص از کاشان ، در عهد اکبری بود ، ولی در هند وارد نشده .
 معلم نیست که میرزا مقصود همان مقصود کاشی است یا غیر ازوست . شرح حال مقصود کاشی به
 قرار ذیل است :

تحفه ساسی : مقصود کاشی . از آدمی زادهائی شهر مذکور است و در علم سیاق
 و قوفی دارد و در شعر طبعش خوبست . این چند مطلع ازوست :

چون شد سرم بتیغ جدائی ز تن جدا	سر بر تو خون گریست جدا و بدن جدا
صبا دارد بکف چوگان زلف عنبر افشانش	ببازی میزند هر لحظه بر گویی زنخندانش (۱)
جای سنگش بر تنم پیراهن نیلوفر است	گردگخن بر سرم آن جامه از خاکستر است

(۱۲۶)

مجمع الخواص : مقصود خرده فروشی از اهل کاشان و طالب علم و شاعر پیشه و خوش
 طبع است این ابیات ازوست :

شب وصل است ، گلو گیر شو ، ای مرغ سحر !

پاسی از شب نگذشته است ، چه افغان است این (۲)

من بدین سوختگی داغ دل اغیارم	گرچه آزرده دلم ایک رقیب آزارم
رفتن نکو نبود ، چو رفتی بیزم غیر	خواهی بنوش باده و خواهی نماز کن!

۱- آتشکده و نگارستان سخن دارد .

۲- آتشکده و روز روشن دارد .

حواله اش باجل کن ، که خشک لب میرد
سهل است ، اگر ز غیر تنزل کند ، کسی
در وی نگر و طالب وی باش ، که پوسنی
رفتم ز آستانت این روسیاهیم بس
من گرفتم که ز مقصود نمیآید هیچ
کسی که ، کشته شمشیر آبدار تونست
هر چند دشمن است ، بین در پناه کیست
محروم ازان شد که نظر بر شجر انداخت
اما ز دل نرفتم . این عذر خواهیم بس (۱)
دوست باشد به از آن نیست که دشمن باشد (۱)
(ص ۲۱۳)

آتشکده : مقصود برادر باقر خورده فروش است . و چندی خورده فروشی میکرده و
چندی در خدمت میر صدر الدین محمد خلف میر غیاث الدین منصور دشتکی شیرازی مشغول خدمت
بوده ، و شرف حج بیت الله و زیارت عتبات در خدمت ایشان دریافته ، و با محتشم خصومت
آغاز نهاده ، آخر الامر در دار العباد یزد در سنه (۹۸۳ هـ) در جامه خواب شهید شد و قاتل
او پیدا نشد . این چند شعر از او ملاحظه شد ، بد نگفته :

(چهار بیت دارد که تحت مجمع الخواص ثبت شده - ۲۶۸)

نگارستان سخن : مقصود کاشی برادر باقی خورده فروش و تلمیذ میر حیدر معنائی (۲) و
مصاحب میر غیاث الدین منصور (۳) است . و گنج شایگان نظمش ناظران زمان را مقصود
و منظور .

کوه جویسان دامن مشوق دارند آرزو
ورنه لیلی دوست را ، خود دامن صحرا بس است

(یک بیت دارد که در تحفه سامی آمده - ص ۹۱)

۱- آتشکده دارد .

۲- امیر رفیع الدین حیدر معنائی از ملازمان اکبر پادشاه متوفی (۱۰۰۷ هـ) رفیعی تخلص
میکرد . کوتاه قد و ضعیف اندام است و در فن معما و تاریخ ممتاز است . این شعر ازوست :
عزم سفر کرد یار ، ما ز میان میرویم
او اگر از شهر رفت ما ز جهان میرویم
(حسینی و مجمع الخواص)

پسرش میر سنجر کاشی ، نیز در سلک ملازمان اکبر پادشاه بود . . . با میرزا جانی بیگ
والی نته نیز مربوط بود و زبان بمذاحی میرزا جانی و پسرش میرزا غازی وقاری کشود . در سنه
(۱۰۲۱ هـ) وفات یافت . مصرع - افگند پادشاه سخن چتر سنجری - تاریخ است . مورخ در عدد
زائد را بحسن تمییه انگنند .
(سر آزاد ص ۲۶)

۳- میر غیاث الدین منصور دشتکی شیرازی فرزند میر صدر الدین محمد فکرت تخلص .
سرخوش نوشته است که در عهد عالمگیر در هند وارد شد .
(ص ۱۴۲)

روز روشن : مقصود کاشی و طش قریة خورده معلق کاشان ست . وی برادر پاتر خورده کاشی بود . و همراه غیاث الدین منصور بیج و زیارت مشرف شد . و ز مانیکه ملا محتم کاشی قصیده به تنج قصیده شاه طاهر دکهنی (۱) انشا نمود ، این مقصود در همان زمین قصیده هجو ملا محتم موزون نمود ، که مطلق این ست :

دارم از وضع جهان شکوه و از دور فلک

که گها زاده چرا تکیه زند بر نوشک (۲)

پس هر گاه در سه سیح و ثمانین و تسماته (۸۹۸۷) در شهر یزد شبی دزدان بطح مال، مقصود را به بستر خرابش کشتند . ملا محتم بدین مصرع تاریخ وقایع انتقام هجو جست . ع انتقام پاطنی ، دیدی! بیجان او ، چه کرد

کلام مقصود اینست :

ازان لب ، یک سخن ، یک حرف ، یک دشنام ، میخوام

تکلف بر طرف ، امروز زان لب : کام میخوام

دران دل رحم میخوام ، بیاز ساده لوحی بین

که من در کافرستان رفته ام ، اعلام میخوام

ز یکسدم با تو بودن دل نسل کی شود هر گز

ترا با خویشتن میخوام و بسیار میخوام

چند گوئی که ، بیاد دل خود باز ستان آن دل کش تو نخواهی من ازو بیزارم

(۶۲۴ - ۶۲۵)

۱- شاه طاهر معروف به دکهنی از اولاد ملوک عییده متوفی ۹۵۶ - ۹۵۴ - ۹۵۲ بدکن وارد شد و با برهان نظام شاه پیوست . پسر شاه بیمار افتاد و کار از معالجه در گشت . شاه طاهر گفت : اگر نیت کنی که بهد شفا منذهب اثنا عشری اختیار کنیم هر آنکه صحت یابد! اتفاقاً مشار الیه شفا یافت و آن منذهب بر سلطان و سایر دکهنیان غالب گردید .

(شرح انجمن ص ۲۷۶)

۲- سرخوش نوشته است که : فکرت با او بسیار مهربان بود . و تکیه سرخوش قصیده در مدح بخشی السمالک روح الله خان در زمین قصیده شاه طاهر دکهنی گفته ، که این بیت ازان قصیده است :

ترک شوخی نه کتد ، زان سبب استاد ازل هجو اطفال کشیده است فلک را بفلک

پیش میر فکرت (غیاث الدین منصور) برد ، نقل از راه خوش طبعی در میان آورد که : چون ملا وحشی (باتقی) جواب این قصیده گفت ، فرزندان و مهربان شاه بر آشفته و پیش یک

۲۵۳ - ملتفت خان

ملتفت خان طبع ملتفتش چنان التفات دوست ، که با هر کس و ناکس
 چون شیر و شکر میآ میبخت . در دقیقه یابی و معنی طرازی بینظیر بود ،
 چنانچه رباعی قبله گاهی که درحق او گفته اند گواه صادق است . منهم :
 در ملک سخن که نام سبحان دارم طرز سخن خان سخندان دارم
 مانند نگین نشسته نقشم بمراد سرمشق بخط ملتفت خان دارم
 غیر از یک قصیده اش ، که خود بر بیاض والد مرحوم قلمی نموده ،
 بیتی ازو در دیده جلوه گر نگر دیده . یک بیت ازان ایراد میگردد . منه :
 کیستم ؟ دارالامان بیکسی را شهر یار !
 هفت خوان درد و غم را رستم و اسفند یار *

* ماثرا الامرا : ملتفت خان مهین خلف ارشد بن محمد باقر اعظم خان جهانگیری از علوم
 متداوله بهره وانی داشت و از حمایده شرم بخشی اوافر . پدرش در سال بست و دوم شاهجهانی رخت
 زندگی بر بست . در عهد عالمگیری خطاب اعظم خان هم یافت . روز جنگ دارا شکوه بمد
 از فتح ، از غلبه حدت هوا و شدت گرما و سنگینی حلقه و جوشن جان بجان آفرین سپرد . او
 بفهم درست و ادراک عالی مشهور و شگفته پیشانی و متواضع بود . و حسن مباشرتی داشت که
 هر که بار میرسد دل بسته صحبتش میگردد . و طبع موزون هم داشت این شعر ازوست :
 بخواب دیده ام آن طره پریشان را تمام عمر دگر خواب من پریشان است
 دختر اسد الله خان معموری در خانه اش بود . هوشدار خان پسرش از امرای عالمگیری بود
 (۳ : ۵۰۰)

۲۵۴ - شاه ممتاز

شاه ممتاز . در میان شاهان ممالک سخنوری اباقه امتیاز بر فرقتش در

صاحب طبع رفته بشورشی تمام گفتند که : ببینید بی ادبی ملا وحشی را که ، قصیده شاه ما
 را جواب گفت ! آن عزیز گفت : بی ادبی دیگر آنکه از شاه خوبتر گفت !
 (۱۲۵)

نظر ارباب بصیرت جلوه گر است ۱ :

۲۵۵ - شیخ رحمته الله ممتاز

شیخ رحمته الله ممتاز. در فکر سخن میان جوانان تازه ، که دستی در مشق سخن دارد ، ممتاز است . شعرش خالی از چاشنی نیست :

غزال آرد بجای نافه ، سنبل از پریشانی

کند زلف سیاهی را صبا ، گر شانه در صحرا

نگاهی ، ای کمان ابروا فگندی ، نیر شد پیدا

میان بستی بقتل عاشقان ، شمشیر شد پیدا

بیا فرهاد و مجنون شو! که اینک لیل مارا

تسم از لب شیرین چو جوی شیر شد پیدا

هیچ در چشمش ز حیرانی نمی آید بهم تا نگاه آتشین گرم دید آینه را

تاب گردش که بود از ناز چشم یار را . طاقت جنبش نبا شد مردم بیمار را

گر ندیدستی معلق از زنخدانش بین

آب سیمایی ز چاه سرنگون بی اضطراب

تا تمنای نگاهت ، در دل دریا گذشت

مینماید حلقه گرداب ، چشم تر ، در آب

نیست دور از آتش عکس حنای دست او

ماهی ار گردد سمندر در حباب اخگر در آب

سایه افند ز مزگان تو غارتگر در آب بال بر اندام ماهی میشود خنجر در آب

دل را خیال زلف تو ز ناز بست و رفت هندو به پی که کعبه بز ناز بست و رفت

طفل اشکم ، در میان دیده ، خوش استاده است
 چون رود از جای ، خود بیرون که مردم زاده است
 میکند روشن سواد معنی صورت مرا
 صفحه رویت ، که چون آئینه ، از خط ساده است

کمندی چون نگه بر کف نهاد از ناز ، مرگان را بصید اندازی ، دلها تمام انداز میاید
 رسد بر کشتگان آب حیات از رحم میدانم که شمشیر میانش بادم اعجاز میاید
 میبجان زلف خود بر رخ ، که روز من سیه گردد
 دهد رو تیرگی تا مهر تابان در سحاب افتد
 چنان نور نگاهم ، صاف شد ، از دیدن رویت
 که بو چون خط لعلت بر لب مینوش گل بینم
 ز رشکش سوختم مانند بو ، ممتاز در گلشن
 دل بلبل کیاب از آتش خاموش گل بنیم
 ز بس سازم رقمها در چمن از سحر فن چشمی
 چو نرگس میشود پیدا ز هر انگشت من چشمی
 شد این روشن ، که بی رویت ، ندارد بزم ما نوری
 بود از شمع ، گل افتاده و در انجمن چشمی

۲۵۶ - میر شاه حسین مناسب

چرخ سخن را نجم الثاقب میر شاه حسین مناسب . در دیوان ابداع ،
 چو او ، بیت مناسبی انتخاب نشده . هر مصرعش سرویست در جعفر آباد
 دیوانش ، که بلبل شیراز شوقش حلقه بگردن چنبر کرده و قیای خاکستری
 پوشیده ، قمری وار حلقه در گوشش میگردد . و در - مثنوی قصه خسرو شیرین -

که تصنیف کرده : وست ، و تعریف چراغان روی دل ، که افروخته
جعفر خان ا بود ، داد تلاش داده و بحسن ادا گفته :

صد حرف جان گداز بود بر زبان ما
چون شمع ، گر یکیست زبان ، در دهان ما

اشک از دل بنظر آمده را ، روندهم اعتباری نبود بنده بگریخته را
سبزه خط و لب لعل و دهان تنگ او میدهد یاد از کنار چشمه کوثر مرا

این شیوه های ابرویت : مشکل که داند ماه نو
از علم ، تیر انداختن ، نبود خیر نداف را
حسن سوی عشق ، دارد رغبتی ، گر بیوفاست
میرد رنگ گل ، اما ، در هوای عندلیب
تا خیال خال و خطی ، دختر آرای دل است
که پریشانی گهی جمعیت ، انشای دل است
بر صف دلها مگر زد چشم جادوی که باز
هر کجا گوش افکنم ، در شهر غوغای دل است
شهرت شکر لبان ، از تلخ کامی های ماست
نام شیرین ، بر زبان بی محنت فرهاد نیست
گفتم نگه بزخم دلم کن ! بخنده گفت :
غیر از نمک وظیفه عضو بریده نیست

۱- جعفر خان عمده‌الملك بن صادق خان میر بخشی بن خواجه محمد طاهر و صل

در ذی‌الحج سال ۱۰۸۰ هـ فوت کرد (مآثر عالمگیری و مآثر الامرا ۲ : ۲۹ <)

۲- صبح گلشن دارد

امان عمر . بغفلت مده ز کف ، که کسی
 دوباره ، شمع صفت ، زندگی ز سر نگرفت
 هر صباح از روی او ، آئینه گرداب گل است
 بیج و قاب جوهرش موج می‌تاب گل است
 همچو جوهر . بردم شمشیر او ، خود را زدم
 کز خمیدن نسبتی با ابروان یار داشت
 کشتگان را ، شیوه های ابروی او ، یاد نیست
 تیغ او در سر فشانیم هزار انداز داشت
 شب ، خیال فامش در چشم ما ، تا جا گرفت
 گریه را کار از دگر شبهای غم بالا گرفت
 چه زبانها که نه بندد به نگه پردازی
 چشمت آبا ، ز که این طرز سخن . یاد گرفت
 لب ز شیرین سخنی بسته بعشاق نگر
 موز خط ، مهر ازان ننگ شکر ، بردارد
 در پای تحریر شرح جان سپاری ، سینه را
 عشق بیچاره ، از تیغ تو ، مسطر میکند
 حسن . اگر شمشیر گردد ، عشق جوهر میشود
 گل شود گر شعله در میل سمندر میشود
 وصف رافت ، چون نویسم ، کز پریشان خاطری
 مبرود مضمون ز خاطر تا قلم تر میشود

راز دلم بزلف بتان آشکار شد شب باعث نمود وجود شرار شد
 سر بزیر افکنده نرگس ، دید چون چشم ترا
 چشم سخت ، از شرم چون بادام ، نتوانست کرد
 گر نیاید دلم از زلف تو بیرون ، چه عجب
 سر ازان مصرعه پیچیده بدر نتوان کرد
 بیش گردد دل ، طپیدنها چو خط بیرون کند
 نو بهاران سوزش دیوانه را افزون کند
 حساب دفتر زلف تو ، در شب بختم بروز نامچه انتظار میماند

بچنگ ما نمی آید که در آتش بسوزیمش
 مگر ، بر زلف او پیچد ، که دود از شانه برخیزد
 پا بهر جا که گذارد ، چمن اندام کند
 چشم بر هر چه گمارد ، گل بادام کند

گر بوصف زلف او خواهم نویسم نامه برنخیزد دیگر از کاغذ خط مسطر سفید
 بوش داروی تبسم ، طلبیدم ز بتان لشکر خنده چون شهید ، جوام دادند
 چسان سوز درون را ، عاشق از مردم ، نهان دارد
 بود روشن ، که شمع بزم ، تب در استخوان دارد
 اشارتهای ابروی ترا ، هر کس نمی فهمد
 زبان بی زبانی را ، خموشی نکته دان باشد
 بر امید آنکه ، شاید شانه زلفت شود
 هر بهالی ، در گلستان مشق شمشادی کند

تا کجا وصف کنم پسته خندان ترا
 یک نمکدان دو جهان شور ملاحظت دارد
 زلف کجبت ، بداد اسیران نمی رسد در هند کس بحال غریبان نمی رسد
 جز رخ او کز عرق مانند گل برگ تر است
 بر گل خورشید گوهر پاشی شبم که دید !
 داشت بادل گفتگوی بر سر آن طره لبیک
 شد ز تار زلف مشکین تو ، حرف شانه سبز
 سوی بازار شدی و ز نگاه تو شدند همه بادام فروشان گل بادام فروش
 بوی بهار باغ بناگوش میوزد
 از شرم ، ای گل ! آب شو و میچکیده باش
 هر کجا ، خورشید روی دیدم ، از جا میروم
 در گلستان محبت ، کم ز شبم نیستم
 ای قیامت ! شکوه آن زلف و کاکل چون کنم
 از پریشانی سر موی چو قد هم نیستم
 فی همین تنها شراب ارغوان میسازدم منکه پیرم ، نار پستان جوان میسازدم
 هیچگه رو نمائی و من از ساده دلی بخیال تو همان آتیه پرداز خودم
 همانا همچو ابر تیره طغیان کرده سودایم
 که زنجیر جنون خاشاک سیلابست بر پام
 ای مناسب حرز جان گویند خط تیغ اوست
 یک الف زخم از برای امتحان برداشتم

در دل خویش ، خیال لب و دندان مرا
 بهم آمیخته ، چون شیرو شکر ، ما دو ایم
 بی غم زلف تو ، چون آئینه بودم ، ساده لوح
 این زمان در موشگافی چون زبان شانه ام
 چو ، باغ پر گلی ، از رخنه دیوار ، بنماید
 نماید داغهای سینه از چاک گریانم

در زیر سرو آب روان خوشنما تراست باید ، بیای آن قدر رعنا گریستن
 گر اشک من آرام ندارد چه تعجب هر طفل که خود سر شده بسیار دویده
 قلب عشاق ترا موی میان دادشکست چه مقید بصف آرای، مژگان شده
 مکن بیهوده منع از یقراری، اشک چشم را
 چه داند ، طفل شوخی بی زبان ، درس شکیبایی
 مبادا آن دهان را دیده ، نقش او ، بدل گیرد
 بخون غنچه ، فتوی میدهی ، گر در چمن باشی
 بعد ازین ، من که و سامان و سرانجام ، کدام
 دیده ام خانه بر انداز نگاه عجیبی * ۱

• صبح گلشن: مناسب میر شاه حسین. از بلند فکran خطه کشمیر ست. و در بندش مضامین
 مناسب حال بی نظیر .
 (چهار بیت دارد ص ۲۵۲)

۲۵۷ - میرزا روح الله منتخب

میرزا روح الله منتخب پدر میرزا داراب بیگ جو یا . هر شعرش چون
 ابروان شوخان سر اندیب ، در نظر ادا فهمان انتخابی است :

حسنى كه ز هر نظر نهمان است در ديبنده عارفان عيان است
از ضعف شوم بسان موى تادل در بند آن ميان است

مبين اى بوالهوس! بر چهرة زردم بچشم كم

مس خود را ز اكسير محبت كيميا كردم

مكن باور، كه لعل آسا كند جا، در دل خارا

چه خودها خورده ام تا در دل سنگينش جا كردم*

* صبح نشن: ميرزا روح الله منتخب. از سخن فهيمان كشميز ست. ديوانش مفرح القلوب
مردم دلگير. (يك شعر دارد ص ۲۵۲)

۲۵۸ - ملا عبدالرحيم منجم

ملا عبدالرحيم منجم، استاد نواب ابراهيم خان طبع تنجيم دانش،
احوال فلک را، چنان مطمح نظر داشت که، گویا کلک قضا رقم کيفيتش
بر کف دست او نگاشته. اسطراب دانی که فلاطون توان همچه ره گيش
در خود ندیده، در خم خريد. و بو علی سینا چون بوم شوم در دشت و
صحرا ویرانه گزید:

باعث عشرت: نگرده زهد خشک آبروی مردم، از چشم تر است ۲

بلای صبر و فراری بلای صبر و قرار چه چاره از دل خونریز دیده خونبار

اسیر گردش چشم تو گردش ساغر هلاک طرز نگاه تو نشا سرشار

بوقت گردش چشم تو، خال می گردد نظاره می رود از خود چو ناتوان بیمار

۱- ابراهيم خان مخاطب بعل مردان خان بن علی مردان خان امیرالامرا زیک از
اعظم امرای شاهجهان و عالمگیری، شاه عالمی، در اواخر صفر یا اوائل ربیع الاول (۱۱۲۲هـ)
در صوبیداری کشور فوت شد. و او با تعداد میرزا یحیی بن سینا خان قزوینی بود (محمدی ۲۴)

شد زیاد لعل او : پیمانه اندیشه لعل میشود از آفتاب باده ، رنگ شیشه لعل
در زمانی که اعمی شده بود گفته . منه :

روز را تیره تر از شب دیدم معنی روز سیه فهمیدم
هنگامی که برای طلب گزرانندن از نظر شهنشاه روی زمین حضرت عالمگیر
در پیش آمده بودند ، گفته :

تکلیف نظر گذشتم چیست عمریست که از نظر گذشتم * ۱

* صبح گلشن : ملا عبدالرحیم . در عهد عالمگیر پادشاه بود و در علم نجوم سرآسمانی
سیود . (دو بیت دارد : ص ۲۵۵)

۲۵۹ = نواب فاضل خان منصف

نواب فاضل خان منصف . از امرای نامدار حضرت عالمگیر بود .
اکثر خان سامانی سرکار والای آنحضرت شرف اندوزی داشت . یکچند
بصاحب صوبگی کشمیر خلد نظیر بهره‌ور بود . مردم خطه آن عهد را در
دیده آسایش جا میساخت . غزل سحر پردازش انصاف را سر مشق سخن
است . مثنوی دارد که زلالی را عرق خجالت از رشکش بر جبین
موج میزند :

کجا رشته مرا زنجیر پا بود که مد رشته فنا بود
چه رشته ؟ آه بر لب نا رسیده چو خون مرده ، در اعضا دویده
قرار داد بسیماب بقراری ما رقم نوشته بالماس زخمکاری ما
کسی که پست نگردیده او بلند نشد رسیده است بمعراج خاکساری ما

بشهر بند محبت دو اسپه تاخته ایم
قسم خورد بسر آسمان سواری* ما*

* مجمع الثقاتی : فاضل خان منصف . عزیز بود از اهل توران و اصل جرگه امرای عالمگیر پادشاه . بسیار خوش سخن و با شاه ناصر علی خلیل ربط داشت . ازوست :

جهان پیراست ، نبود از جوانبختی امید اینجا
برنگ نانه زاید قتل با موی سفید اینجا (۱)

بیگانگی ز مشرب عالم گزیده ام
هر چند آشنا بخدا میکند مرا

ما خود سفر ز خاطر احباب کرده ایم
پادش بخیر ! هر چه فراموشگار ما ست (۱)

هر جا خطاب اهل محبت رقم کنند
مارا درین ، فرید وفا ، میتوان نوشت (۱)

یکجهت از بسکه با آن بیجهت گردیده ایم
گر بسوی خویش آیم جانب او میروم (۲)

ما خسراباتیسان درد کشیم
با خوش و ناخوشی زمانه خویشم (۱)

در عشق زاری سودی ندارد
با کیسه زر با زور بازو
(ص ۳۵۳ ب)

مردم دیده : فقیر در ایام صخر سن بممر ده یازده سالگی منصف مرحوم را در لاهور بخانه والد خود مکرر دیده ام و بیادم درست مانده . احوال او بوجه احسن معلوم این فقیر است . نامش خواجه بابا ملقب بخان فاضل . از اکابر و نجیبی سرقت است . ظاهراً خدمت صدارت آن ولایت هم چندی باو بود . و روشناس سبحان قل خان پادشاه توران و امرای آنجا همه منتقد و مخلص او بودند . سیدتش ، ازین مصرع ناصر علی که در قصیده گفته ، مستفاد میشود :

توی که سید منصف رفیق من گردی

در عهد عالمگیر دو سال خدمت داغ تصحیح داشت ، بعد ازان استعفا داد . از رفقای متعین نواب محمد امین خان چین بهادر - که در آنوقت بخدمت صدارت امتیاز داشت - بود . هرگاه امیر خان پنهی ملازمت پادشاه نمود ، داخل درس گردید . پادشاه را باو خیلی اعتقاد بهم رسید . چنانچه میفرمود که : فاضل خان گنج مخفی بود ، انوس در آخر عمر یانتم ! و نواب سیف الدوله عبدعبد خان با او اعتماد و اخلاص بدرجه اتم داشت . بلکه منتقد و مخلص او بود . هم چنین ، والد مؤلف با منصف مرحوم کمال دوستی و محبت داشت و اکثر بلکه در هر هفته دو بار بخانه والد تشریف میفرمود و شبها روز میکرد . فضیلت بکمال داشت . در نجوم و رمل و علم هندسه و هیئت بینظیر بود . لیکن در شعر آن قدرهانیست که مردم توران گمان دارند . روزی در ملتان نواب سیف الدوله ازین فقیر پرسیدند که : اشعار منصف مرحوم بهتر است یا افکار شاه آفرین : احقر نظر بر اخلاص و اعتقاد ایشان گفتم : شاه آفرین را چه نسبت

با منصف است ! ازین بحلی مزاج مبارک نواب خوش شد ، و این حرف پست طبع عال ایشان افتاد . فرموده که : تو جوان منصف بودی با اهل سخن معلوم است که منصف را بشاه آفرین چه مناسبت ! لیکن بنا بر پاس خاطر مبارک نواب منغو ، حرفی گفتم و ایشان را خوش کردم . بپیر حال خان مرحوم طبع تند و خوی درشت داشت خال از جنونی نبود . اگرچه پاعزه که پسر کمال اخلاص داشته بسختی و درشتی پیش میامد ، آنها بر میداشته ، و گاهی ازو آزرده نمیشدند . بعد فوت عالمگیر پادشاه بیخ رفت و از آنجا بمهد فرخ سیر پادشاه بجهان آباد رسید . نواب اعتمادالدوله (۱) پیاس آشنای و رفاقت قدیمش ، خواستد که : باز در سلک ملازمان شاهی منسلک گردد ، قبول نکرد . و بلاهور برفاقت نواب سیف الدوله نقد عمر صرف کرد . و هفتجا در سن یک هزار و یک صد و بیست (۱۱۲۰) (۲) برحمت حق پیوست . چنانچه تاریخ وفتش عزیزی :

برحمت حق پیوست ؟

گفته . پیش از احتضار بیست ساعت نقد و اموال خود را تقسیم نموده و از جمیع آشنایان وداع کرد و در حجره بر بست و جان بحق سپرد . من اشعاره :

با کسی نیست مرا طاقت همپایبیا	بعد ازین دست من و دامن تنهایبیا (۳)
هر درد سر ، که میکشم از جور روزگار	مضمون نامه خط پشیمانی منست
نقد دو کون ، در گره چشم ، بستنی است	سیر بهشت در پس زانو نشستی است (۳)
لب فرو بسته دل بسمل صد رنگ هوس	محرر آه و فغانست کجا خاموشی است
آنچه نخواهیم منصف ازو یاتیم	خواهش او مفت ما ، هیچ نخواهم ما

(۹۲ - ۹۴)

صبح گشتن : بابا خواجه مخاطب بنواب فاضل خان . از امرای توران سلطنت دهل بود و از میر سامانی سرکار عالمگیر پادشاه . بصوبه داری کشمیر و ازان بمنصب جلیله وزارت ترقی

۱- میر محمد امین للمخاطب بمحمد امین خان چین بهادر فیروز جنگ ثم باعتمادالدوله محمد امین خان چین بهادر نصرت جنگ ، ثم بوزیر الممالک اعتمادالدوله محمد امین خان چین بهادر ظفر جنگ سه سالار یار با وفا ، این امیر بها الدین بن عالم شیخ القرشی التیمی المدنی السمرودی السمرقندی . از اعظم امرای عصر و وزیر پادشاه زمان محمد شاه بن جهانشاه روز سه شنبه ۲۹ ربیع الاول (۱۱۲۳) در دهل فوت شد عمرش تخمیناً شصت سال . پسرش میر محمد فاضل اعتمادالدوله در ۱۱۶۱ فوت شد .

(تاریخ محلی ص ۴۲)

۲- رک : تحت صبح گشتن و تاریخ محلی - صبح گشتن دارد .

نموده. و در کمال غلوم معقول و مقبول و مهارت نجوم نورمل و جفر و شانه بینی و طلسم و کیمیا
 نظیر خود نداشت. ناگاه جذبه از جذبات الهی، او را در ربود که از غلبه آزادی و تصوف، ترک
 تعلقات فکری نموده، حضم دنیوی را بالتام، به محتاجان و مسکینان بخشیده، قدم بر جاده سفر
 حجاز گذاشت؛ و بعد معاودت از حرمین شریفین، اعتماد الدوله قمر الدین خان، هر چند اصرار
 ملازمت شاهی نمودند، گوش بر التماس احدی ننهاد. در دارالسرور لاهور بیاد الهی زاویه
 گزین گردید. در سنه ثمان و عشرين و مائة و الف (۱۱۲۸ هـ) بجوار رحمت حق رسید :

(پنج بیت دارد ص ۲۵۷)

تاریخ محمدی : خواجه بابا سمرقندی المخاطب بفاضل خان المتخلص بنصرت . از
 اجلة فضلا و شعرای عصر : - رمضان ۱۱۲۸ هـ لاهور فوت شد . (ص ۲۵)

۲۶۰ = حاجی شریف منصور

رووز دان صحیفه بزم حضور ، حاجی شریف منصور . هر بیتش ، از
 پیشگاه شهنشاه ملک سخن طبعش ، منشوریست برای سرآمدان مملکت
 سخنوری . که مانند افسر ، جا بر سرش میدهند :

بسکه بی پرواست از شوخی ، نگاه کافرش
 همچو مژگان ، تاز چشم سرمه سا پچیده است
 گفتم : که چو دل ، مونس من بلکه تو باشی
 غربت زده را یار وطن بلکه تو باشی
 سوگند مخور این همه دانستن . . .
 ای خوبی من : عهد شکن بلکه تو باشی

از بسکه بود جانب مجنون ، دل لیلی شوریده دمد سبزه ، هنوز از گل لیلی
 هر قطره خوناش رقمه نامه درد است مرغی که شد از نیم نگه بسمل لیلی
 صحرا همه از گریه مجنون شده دریا چون زورق سرگشته دود محمل لیلی

۲۶۱ = میرزا منیر

سخن سنج بی نظیر ، میرزا منیر . سخن منیرش اشارتی است که بر اوج

سپهر طبع عالیش ، طالع گردیده ، جهان را رشک فرمای سطح خاور
 از شعاع ایات روشن ساخت . در - مثنوی رمز و ایما - هر مصرعش هلال
 وار از . . . انگشت نمای جهانیان است . دو بیت ازان ایراد میگردد .
 الهی بهر درس رمز و ایما زبان چشم مارا ساز گویا
 تعالی الله ! چه درس مشکل است این کلام چشم و گفتار دل است این

غزل

در چمن ، آن سرو قامت بر کنار جو ، گذشت
 آب از رفتار ماند و گل ز رنگ و بو گذشت
 داشتم ، زان شوخ آهو چشم ، امید نگاه
 گوشه چشمی نمود از دور ، گفت : آهو گذشت
 پای چو بین را ، ره باریک رفتن ، مشکل است
 شانه ، حیرانم ، چسان از تار آن گیسو گذشت
 گل شد ، و از رشک لب ، شد خلاص
 غنچه گل خوش کفنی پاره کرد

۲۶۲ - مرثیة قلی خان موالی

مرثیة قلی خان موالی . شاگرد میر محمد طاهر علوی . از امرا زادهای
 عصر خویش بود . بسبب کج بازی زلیخای* بخشش چون انفاس (؟)
 زندانی شدن شد . از دکن برای میره سطور ، از محبس قلمی نموده ارسال داشته :
 گه زلخت و گه زخون ، مینای دل در قلقل است
 زین سبو ، در ساغرم گاهی گل و گاهی مل است ۱

یتو مژگان ترم ، از بسکه لغت دل فشانده
 سینه چاکم ، ز هجرات ، خیابان گل است
 عمو ، یاد گلشن کشمیر هستم ، صبح و شام
 شیون زنجیر ، در گوشم ، نوای بلبل است
 ز اشتیاق علوی و تسلیم آمیختگی ! مهترس !
 جان بکشمیر و تنم در قید و دل در کابل است
 من نه هاروتم نه ماروتم ، ز تقدیر اله
 نیستم آگه ، چرا جانم بچاه بابل است
 نا امید از یکی ها در غریبی نیستم
 آنکه دست یکسان گیرد ، سوار دلدل است
 تا ، موالی ، شد مرید علوی صاحب سخن
 نغمه اش ، رشک نوای عناد آمل است
 از شوق گل و گلشن کشمیر ، چه گویم !
 هستم همه تن دیده تصویر ، چه گویم !
 بیرون شدن از خویشتم نیست مبسر
 زمین بیشتر از سختی زنجیر ، چه گویم !

* صبح گلشن : موالی مرتضی قل خان از متبمان دودمان سلاطین تیموریه است که
 بخدمت میر محمد طاهر علوی کشمیری نسبت قلعه داشت . این چند اشعارش از غزل است ، که
 باورستاد خودش از ملک دکن نگاشت . (پنج شعر دارد ص ۲۶۲)

۲۶۳ = مومنائی شیرازی

در صدف نکهه پردازی ، مومنائی شیرازی . کافران کلیسای منکر دین

۱- صبح گلشن دارد .
 ۲- شاید فتح علی بیگ تسلیم . رک : نعمت تسلیم در
 تذکره شعراء کشمیر از نگارنده

سخنوری را ، بزور قلمم جدت طبع ، در ایمان اقرار آئین دقیقه
شناسی آورده :

زلف را بال هما کردی چرا این بلا را باز وا کردی چرا
تیر مژگان را زدی بر جان غیر عمر من اینجا خطا کردی چرا

۲۶۴ = مظفر مهدی

مظفر مهدی . در مصاف دعوی سخنوری ، چون با جیش خصم مدعی
سخن ، بحرب و پیکار در افتد ، مظفر میگردد :

دشت سبز و کوه سبز و شهر سبز و خانه سبز
باز از نوشد کدوی باده در میخانه سبز
آتش این سرزمین ، از بس نهان آلوده است
از هوای شعله میگردد پر پروانه سبز

۲۶۵ = مهری

مهری . مهرش در دل ارباب کمال ، چون آفتاب در سحاب ،
مستوی است . شعرش خورشید آسمان فطرت بلندبست . یک بند مخمس از
او بخاطر بود ، قلمی گردید :

دو چشمت دو آهوی دنباله بین است باین وجهه نظاره سحر آفرین است
با و سخت میماند آشوخ ، اینست ؟ ببینند یاران که آن بت همین است
نه این است ، من یار را می شناسم

۲۶۶ = محمد زمان نافع کشمیری

چراغ محفل بی نظیری ، محمد زمان نافع کشمیری . برادر مولوی ملا

محمد ظاهر غنی . در طی الفاظ ملفوظ ، هر سطر شکسته رقم دیوانش ، هزاران
نفع . مانند حلقه‌های زلف دلبران دلمهای عشاقی در آن مثنوی پیچیده :

مست مئی عتاب رسیدی ، چه شد ترا
در بزم ساغری نکشیدی ، چه شد ترا
چون نیم بسمل ، از نگه نیم رنگ یار
ای دل ! بخون خویشت طپیدی ، چه شد ترا
شوخی و بیباکی و ناز و ادا ، میزبیدت
هر چه میپوشی ، چو گل ، نام خدا میزبیدت
در آن گلشن که ، من گلدسته دیدار میبستم
نگاه شرمگین را ، غازه بر رخسار میبستم
ز بسکه ، عو شدم در تو ، بی نشان ماندم
چو حرف لال ، پس پرده زبان ماندم
خیانش همچو طفل شوخ بازی گوش و بیپروا
گهی در دل خرامانست ، گه در دیده خوابیده
چو با دام دو مغز ، امروز نافع ، دولتی دارد
که با معشوق در یک پیرهن چسبیده خوابیده *

* همیشه بیمار : نافع کشمیری . مرد آرمیده بود و فکر شعر بسیار درست داشت . من اشعاره

عیش ، اوراست کبوتری دارد	سیم اندام دلبری دارد
هر گدای پرنه سر ، شاهیست	که چو خورشید انسری دارد (۱)
همه تن بیغ زبان	میشود و میگوید
خون خوردن ،	که درین معرکه جوهر دارد

تاریخ اعظمی : محمد زمان نافع برادر ملا طاهری غنی ست . بصحبت شیخ عمن فانی (۱) در سفر سن رسیده ، و بهره ور معانی از خدمت برادر کلان خود گردیده . تا آخر عمر بند ریسمان دوا دین اشغال داشت ، و اعلام سخن گستری را می افراشت . این چند بیت از واردات طبش وقت تحریر به خاطر بود :

بگیر لذت دنیای شور و شرزده را
شنیدم از لب فواره ، این صدای بلند
قدم شمرده گذار ، ای خیال بیهوده گرد
میخوامی بهر قتلیم ، مرحبا ! میزبیدت
پیکرت را تار و پود جامه ، سطر میکشد
میکنی و باز میپرسی : شبید کیستی !
همچو می از پرده زنبوری جام بلور
پیرگشتی نافع ! اکنون هاله سان شب تا سحر

ظاهر واقعه نافع در هزار یکصد و نوزده (۱۱۱۹ هـ) شده است . (۲) (۲۰۷)

گل رعنا : نافع کشمیری برادر محمد طاهر غنی بود ، و تلاش مضامین تازه مینمود . ازوست :

(چهار بیت دارد . خطی ص ۱۰۴)

صحف ابراهیم : نافع کشمیری . طبش در تلاش معانی رسابود از شعرای عالمگیر است .
(خطی الف ۳۶۵)

نگارستان سخن : نافع از موزون طبمان کشمیر بود و سخنش لطیف و دلپذیر .

(یک شعر دارد . ص ۱۱۷)

۲۶۷ = ملا عبد الغفور نامی

ملا عبد الغفور نامی نام نامیش . نام آوران کشور سخندانان را ، در کنج

خمول گمنامی متزوی و متواری گردانیده :

ز حرف پوچ کو آشفنگی صاحب هنر باشد

ز تحریک صبا فارغ بلی آب گهر باشد

۱- رک : تحت فانی در تذکره شعراء کشمیر از نگارنده

۲- مصحح تاریخ اعظمی افزوده است که : تاریخ نافع از وی یادگار است . متضمن بر

حالات سلاطین و بزرگان دین ، خصوصاً مشتمل بر تذکره حضرت سلطان المارافین و سید حمزه کپیری است . (ص ۲۰۷)

چشم اگر پنوشیده ، از اوضاع مردم ، ایمنی
بستن در ، بر توفتح الباب راحت ، میشود

ز پرهیز بیداد بیمار چشمت حدیثی اگر گفت صحت ندارد*

هفت اقلیم : مولانا نامی مردی فقیر و گم نام است . نحو و صرف نیک میداند . با آنکه
پیری چون چنبرش در هم شکسته و مانند بنفشه اش قد خم کرده پیوسته چون لاله با پیاله
و مادام چون شقائق با جام باده است . مثنوی :

عروسی است می شادی آئین او	که بتوان روان داد کابین او
بخاموش چیره زبانی دهد	بفرتوت زور جوانی دهد
چو بیدست و چون عود تن را گهر	می آتش که پیدا کند شان هنر

این ابیات از منظومات اوست :

هرگز دلم ، بغیر تو ، مائل نمیشود	در دیده ، نقش روی تو ، زائل نمیشود
از دوریت چه پاک ، که این ، بعد ظاهری	اصلا ، میان ما و تو ، حائل نمیشود
دستم بریده باد ، چکار آیدم ، بگو	در گردن بتان چو سمائل نمیشود (۱)

(۲ : ۹۱۷)

ریاض الشعرا : مولانا نامی کشمیری . از جرعه نوشان بزم سخن بوده . او راست این
اشعار آیدار :

(سه بیت دارد خطی)

صدف ابراهیم : مولانا نامی کشمیری . از شعرای عهد همایونی و اکبری است . درویش
متصف بقناعت و عنقای قاف عزلت ، بوده . در صرف و نحو مهارت تمام داشته .

(خطی الف ۳۴۴)

صبح کشتن : نامی کشمیری . سری به طلب علم سعی افراخت ، و بزاویۀ انزوا میپرداخت ،
و با حریفان نرد محبت می باخت ، و سامع مشتاقان را به سخنان منظوم مینواخت :

(دو بیت دارد ص ۵۰۲)

۲۶۸ = هیمو نجات

موصوف بجمیع صفات ، میر نجات . شاه دیهیم آرای ساهو کلیمان (؟)

سخن طبعش ، محبوبان زندان خانه پست فطرتی را ، از محبس فرومایگی
 رهای ، بخشیده . بمنصب والای ، چهار هزاری سخن آووزی ، و عطای
 چارقب تعلیم رموزدانی ، سر افراز فرموده ، بر چار بالش عزت نکته پردازی
 متمکن سازد :

دل سوزان ، فراوان است در ، هر حلقه مویش
 ز زلف خوبش دارد ، هر شب این ، سیر چراغان را
 از لطف بند خویش ، بدلهای عاشقان
 تیغش رسانده است ، دعای خدا ! خدا !
 رسا افتاده ، از لطف آن لب میگون ، بمشربها
 بغیر از بوسه ، حرفی نیست عاشق را ، ازان لبها
 پای رفتار درین دایره ، چون مرکز ما نیست
 گردش چشم تو ، کرده است نظر بند ، مرا
 غیر از ، دل سرزنده عاشق ، که شناسد
 قدر شب احیای سر زلف بتان را
 تیر ، از مژه شوخ تو ، بینام و نشان شد
 ابروی کج ، چله نشین ساخت ، کمان را
 بیاد داده ختن را ، نسیم سنبل زلفت
 حلاوت لب لعلت ، شکسته شان عسل را

بار اول بسرما که سرما بردار زان که تیغ تو تمام است بسرکاری ما
 هر گاه ، حنا بدست بندد پامال کند ، نگارها را

خیال آن میان ، دل را ز افغان باز میدارد
 که موی ، بخیه بر لب میزند ، فریاد چینی را
 نکته ، بر حاشیه فتنه ایام ، نوشت
 هر نگاهی که ، ازان نرگس فنان ، برخاست
 همین نه سر و چمن سبز کرده قد تست
 کدام شکل ، که در گلستان نهال تو نیست
 بر لب آب بقا ، نقش سکندر سوخته است
 آنچه ، از کنج دهانش مینماید ، خال نیست

کی تسلی ، به لب لعل تو گردد ، دل زار کار بیمار تو ، از شربت عناب گذشت
 بیماریم ، ز ابروی آن شوخ بیوفاست هر جا ، که من بخواب روم ، قبله دعاست
 نشاء زخم مست کرد مرا قبضه خنجرش مگر میناست

فیض است نهان ، در شکن هر خم مویش
 آن جعد منسلل شب عید رمضان است
 خال کبود ، بر رخ او هر که دید ، گفت :
 نیلوفری ، ز طرف نمکرار سرزده است
 در پیش ما ، لطیف مزاجان بی ادب
 نکرار بوسه ، معنی قند مکرر است
 خط باطل ، میکشد از سرو او بالای سرو
 تا دلم ، مشق الف ، زان قامت دلجو کشد

آن روی نکو را ، خط شیرنگ گرفته است

با ملک خطا را ، سپه زنگ گرفته است

از گوشه دامن ، چکدش خون لطافت
کم حرف زدن هیچ تبسم ننموده است
هر لحظه ، میسر نشود گرد تو ، گشتن
از تاب میانش ، نتوان بافت ، نشانی
رفتار ، ز تمکین تو ، از پای در آید
می کشی ، حاجت ندارد روی تو
میکنند بازی باشکم ، خال او
هر شب آهم ، بیخیال قد دوست
گر چکد باده ز زخمم شاید
خط ، بروی تو ، تازگی دارد
بازنخدان عرفناکِ تو می حاجت نیست
چو مست باده شوی ، بوسه ز لعل لب
بمن گوید که : گویا عاشقی تو !
بسته است بمردم ، سر ره چشم سیاهش
مطلبی ، جز کشتن من ، بر نمی آید از آن

مینویسم وصف خال و خط و زلف و کاکلش

از پریشان روز گاری ، مشق سودا میکنم

از سراپائی تو ، خوشنود بهیچ است ، دلم

همچو زنار ، بگرد کمرت ، میگردد

نباشم ، قابل پابوس ، اما ! این قدر دانم
 که ، از رنگ حنا ، هر شب بیای یار می‌آیم
 از گریه ، خون بکاسه ات ، ای دیده ! کرده ایم
 بر روی ما ، مبار ! که ، شرمنده تو ایم

ما چون ، ز بوسه نمکین تو ، زنده ایم چون بالب تو، ترک نمک خواری کنیم
 ازان موی میان هم ، گردنی باریکتر دارم که با شمشیر او، پیوسته می‌باشد سروکارم
 هر گاه میل خوردن گلقتند میکنم زان غنچه لب ، خیال شکرخند میکنم
 دل ، سر زلف آرزو دارد فکر ، دور و دراز را ، نازم
 نجات از حسرت آن نرگس بیمار میمیرد بود بندش بآب دیده آهو پس از مردن

فوجی از طوطی است گویا، بر لب آب حیات
 سبزه خط رسته تا بر لعل شکر بار تو

سرمه کردند ، غزالان حرم ، خاکم را میتوان یافت که : با ما نظری داشته
 میتوان یافت که ، کار همه را خواهی ساخت طرفه بیساخته امشب ، بنظر می‌آیی

۶۶۹ = نجیبا

نجیبا از انجب ولایت بوده . شعر پاکیزه گوهرش ، کحل الجواهر دیده
 اولوالابصار میتواند شد :

من ، دل بعشوهای تو ، جاهل نمی دهم
 تا ضامنی بمن ندهی ، دل نمی دهم

۶۷۰ = میان نور الله نزهت

سبحان قدرت میان نورالله نزهت . طبعش گلزار است ، که از رشک

ترو تازگی ، هر مصرع طوبی نژادش نخلهای ریاض آدم ، از عرق خجالت
شیم ، برقع بر رو کشیده :

دویدم تا به تحصیل کمال از دورینی ها
چو پروین ، صاحب خرمن شدم ، از خوشه چینی ها
بصد جا میکشد سر ، باز از طول امل زاهد
چونار سبزه ، گرچه کاست از صورت گزینی ها
چو ترکش حاجیان را در کمر بستن بخونریزی
نمی گیرد گریبان شرم کوتاه آستینی ها
سراپا غوطه ، در ایون نعمت میزند ، نزهت
شود همکاسه با من هر که ، چون تصویر چینی ها
در کنار دهر ، چون حرف ز کلک افتاده ایم
جای ما خالی است گر خالی نباشد جای ما

هر که بیمار ، در غم نان است چاره اش جز ز جای گندم نیست*۱

* همیشه بهار: میر نورالله نزهت شاگرد رشید مرزا عبدالغنی بیگ قبول است . سخنوری
خوش فکر و معقول است ، و طبعش بسیار رسا است ، اکثر تلاش معنیهای برجسته میکند .
من اشعاره :

حسن هند از باذه ، همچون شعله ، سرکش میشود

بی تفاوت ، این زغال از آب ، آتش میشود (۲)

هر که اول ، از زبان نرم بفریید ترا

عاقبت ، چسبون خانه نقاش ، روکش میشود (۲)

از بس غریب کشور هدم ، پدید نیست هم شهری ، ز بخت ضعیف ، بجز هلال (۲)

۱- صبح گلشن دارد .

۲- گل رعنا و سفینه خوشگرو صبح گلشن دارد .

شد از فیض قناعت ، لذت نعمت ، فراموشم
 شکم دزدیده از خوان کریمان همچو سر پوشم (۱)
 چو آن صوفی پسر، در وجد، با آن قد رعنا شد
 ز فیض مقدش هر گل زمَن باغ مصلا شد (۱)
 نکردم یک نظر از نرگس آن سیمبر غافل
 که کیفم زین می انگور از جامی دوبالا شد

رو نخواهد داد ، گر نبود ترا مشت زری عارض دلدار ، نزهت ، لاله عباسی است
 کی نظر گستاخ ، بر آن قد رعنا ، میکنیم ما ز ترس آسمان ، کی سر بیلا میکنیم (۱)
 اشاره ایست ، ز سوی در نجف ، نزهت که بایدت ، بمحرم الف بسینه کشید (۱)
 (خطی)

سفینه خوشگوار : نور الله نزهت تخلص کشمیری . از شاگردی مرحومی میرزا عبدالغنی
 بیگ قبول ، سندان قبول بر جبین داشت . و در غزلهای طریحی با مرزا گرامی خلف قبول ، ایشان
 هم طرح و هم مشق بودند . در مشاعرها اکثر دیدنش اتفاق می افتاد . بسیار خوش فکر ، خوش
 تلاش ، خوش خلق ، خوش معاش ، به نظر می آمد . در عین جوانی بعد هزار و صد و چهل
 (۱۱۴۰ هـ) کشته شد . از اشعارش چند بیت بیاد است :

مجمع النفائس : مخفی نماند که ، نزهت تخلص . . . از کشا مره ، شاگرد عبدالغنی بیگ
 قبول . بسیار گرمجوش و زبان آزر . و پانزده شانزده سال پیش ، ازین عالم ، رخت سفر بعالم
 باقی بست . شعر هموار میگفت لیکن تا این وقت بدست نیامده .
 (۳۸۸ ب)

گل رعنا : نزهت . خواجه نورالله کشمیری نزهت . گلشن کشمیر در سخن رنگینش پیداست ،
 و نصارت خطه جنت نظیر از کلام آبدارش هویدا . تلمذ بخدمت میرزا عبدالغنی قبول داشت و در
 غزلهای طریحی هم مشق او بود ، و بدماش پاکیزه زندگانی میکرد . خوشگو گوید : در عین جوانی
 بعد هزار و صد و چهل (۱۱۴۰) کشته شد . ازوست :

(هفت بیت دارد ص ۱۰۶۵)

صحف ابراهیم : نور الله نزهت تخلص ، از کشمیر است . در سلک تلامذه میرزا عبدالغنی
 بیگ قبول انسلاک داشت و خوش فکر بوده . در عین جوانی بسال هزار و صد و چهل (۱۱۴۰ هـ)
 رداع جهان فانی نموده .
 (۳۵۰ الف)

سفینه هندی : نورالله بیگ نزهت تخلص . شاگرد میرزا عبدالغنی قبول است . برافت

نعمت الله خان قراول بیگی (۱) مذکور می گذراند . در اواسط عهد فردوس آرام گاه وفات یافته ، اوراست :

ریسمان تا بیدن شاهان، پی* چاکر خطاست خیمه دولت بپا از زور این استاده است

نگردد شوخی مزگان ، کم از ، بیماری* چشمش

نباشد غیر جستن چاره نبض عزالی را (۲۱۸)

صبح گلشن : خواجه نور الله نزهت . از نزهت افزایان خطه دلپذیر کشمیر است ، و برین نیر طبعش روشن گرمسیر برنا و پیر . منت اصلاح سخن از میرزا عبدالغنی قبول میکشید . و در عنفوان شباب ، سه اربعین از ماهه* ثانی عشر ، مقتول گردید .

(چهار بیت دارد . ص ۵۱۵)

۲۷۱ = نسیم

نسیم شمال سخنش ، در کوچه دل بهار آرایان گلشن سخنندانی
وزیده : یاد از صبا* روضه خلد داد :

کشیدم یک نفس همچون شرر در خود زدم آتش

چو رنگ از روی هستی ، جسته ام از برق آهیها

نگه شیدا ، تماشا جلوه ، یعنی دل ؟

ز خود رم کرد و صید خود شد ، از رعنا نگاهیهها

۲۷۲ = دلاور خان نصرت

عالی فطرت بلند همت دلاور خان نصرت . جهاندار طبعش که سریر آرائی
هند سخن است ، اگر در غزو دعوای سخنوری ، علم نکته پردازی برای

۱- پسر روح الله خان میر بخشی عالمگیر بوده . و در عهد فرخ سیز و فردوس آرامگا (محمد شاه) بخدمت قراول بیگی سر افزای یافته بود . اوراست :

بهیج وجه مکرر نمی شود دل ما ز آب آئینه ، گویا سرشته شد گل ما

(ص ۲۱۸)

زدودن زنگ وجود بهرامخان (کذا) مدعی سخن از مرآت دوران بر
افروزد، نصرت در رکابش چون کمینه چاکران، دامن بکمر زده، گرم تر از
شاطر نگاه ، میدود :

هیچ کس چون ما ، کباب آتش عشق تو ، نیست
بوی جان میآید ، از آه دل بریان ما

سوی آئینه هم نمی بیند این قدر چیست بد گمانیها
در خموشی ، عرض مطلب پیش چشمش میکنم
سره میفهمد زبان گفتگوی لالا ما

دیده بر روی تو، از بسکه نظر دوخته است گل خورشید توان چید، ز نظاره ما
تاب آن موی نازک کمرش سخت بیتاب میکند مارا
در دلم یاد رخس گر بگذرد فطره اشکم دهد سوی گلاب
در نازکتر از مینای خالی در بغل دارم
ند نم تاچه پیش آید، که بشکن ! بشکن ! است امشب

چشم پوشیده توان کرد سفر چه قدر راه فنا هموار است ۲
با باده . احتیج ندارد ، نگاه یار چون لاله جوش مستیش از ساغر خود است
شہید خنده پنهان لعل میگوید برات بوسه بدیوان مار محراب است
طرز برگشته نگاه تو، سراسر ناز است خنده زبر لب نام خدا انداز است
صورنگری که حسن ادائی تو دیده است تصویر ناکشیده خجالت کشیده است
قصه زلف یار میخوانم شب هجرم دراز و پر نار است
جلوه مه : زنگ بر آئینه دل ، میشود

ز بنا گوش تو امشب ، تا صفا را دیده است

مردن ، در انتظار نگاهت ، گناه من دانستن و نگاه نه کردن ، گناه کیست

۱- لالا کسی که زبانش میگیرد و نمیتواند درست حرف بزند .

۲- سره زیاد دارد .

بی سبب نیست سر فرو بردن زلف را با تو حرف سرگوشی است

ز رشک زلف تو ، از بس ، بخویش میبچد
سخن : بیسزم تو سنبل فروش میآید
تاز نوک، خامه ، نقش آن دهن ، مانی کشید
نقطه موهوم ، در عالم شنیدن داشت ، دید
بنده ، باریک بینی های چشم خود شوم
تاب آن موی کمر ، نصرت ابدیدن داشت ، دید
کام دل ، گر از لبش در زندگی ، حاصل نشد
بعد مردن خاک ما ، ای کاشکی ! ساغر شود
شعله حسنش ز خط خود دوبالا گشته است
در شب تاریک ، نور شمع روشن ، میشود
نگه دزدیدن و آهسته زیر لب ، سخن گفتن
بقربان ادایت میروم انداز میگردد
مژگان مور ، خامه شود ، در کف خیال
نقاش اگر میان تو ، تصویر میکشد
بهر رنگی که باشی نیستم بیگانه رنگت
توزلف خویش پیچیدی و من بر خویش میبچم
عمری بفکر آن دهن ، شد مو شگافی ، کار من
ظاهر نشد اما سخن ، ای سر پنهان ، همتی ! *

* تاریخ محمدی : محمد نعیم مخاطب بدلاور خان متخلص بنصرت بن شیخ عبدالعزیز مخاطب بدلاور خان کشمیری سیالکوٹی ، از چهار امرائی عصر ، در ماه ربیع الاول (۱۱۳۹) بدکن فوت شد . (ص ۶۳) همشیره اش در عقد محمد زمان هروی ثم السهرندی متخلص

براسخ بود . و راسخ در سال ۱۱۰۷ هـ فوت شد (تاریخ محمدی ۸)

-و آزاد : نام اصل او محمد نمیم است . وطن اسلافش سیالکوت از توابع لاهور . میر عبدالعزیز پدر دلاور سخنان نوکر شاهزاده دارا شکوه بود . بعد بر هم خوردن دارا شکوه و آرایش یافتن اورنگ دارانی بخلد مکان (عالمگیر) ، در سلک نوکران خلد مکانی اندر خراط یافت . و رفته رفته بمنصب دو هزاری و خطاب دلاور خان ، امتیاز پذیرفت . میر منعم با دختر عنایت الله خان کشمیری ، که از امرای عالمگیری است ، ازدواج یافت . و در عهد شاه عالم (۱۹ - ۱۱۲۳) بخطاب پدر مخاطب گشت . و چون صوبیداری دکن در بدایت جلوس محمد فرخ سیر (۱۱۲۳) بنواب نظام الملک مقرر گردید ، دلاور خان در رفاقت او رخت به دیار دکن کشید . و چون ، امیر الامرا سید حسین علی خان رایت حکومت دکن افراخت ، دلاور خان را فوجدار رائیپور - از توابع بیجاپور - تفویض نمود . و بعد زوال دولت سادات پارهه و استقرار نواب نظام الملک ، در ممالک دکن ، با نواب بر میبرد و بمزید قربت و احترام اختصاص داشت . و در سنه تسع و ثلثین و مائة الف (۱۱۳۹) بر سرابستان بقا خرامید ، و بر طبق وصیت ، در پای قبر مرشد خود دفن گردید . نام مرشد او شاه ابراهیم است قبر شریفش درون حصار روضه شاه برهان الدین غریب ، قریب دیوار حصار واقع شده . محوطه مختصری و مسجد سنگینی دارد .

دلاور خان ، اقسام شعر خوب میگوید ، و مضامین مرغوب میننند . دیوانش مرتب است :

بسکه میدارد حیا در پرده محبوب مرا	دیده بیگانه داند ، مهر مکتوب مرا
مژگان بهم نیاید ، دلدار بینقاب است	کی خواب میتوان کرد ، در خانه آفتاب است
بی ابروئی تو ، از نظرم نور میرود	این تیر بیگمان ، چه قدر دور میرود
بمخفل که ، بیک درد صد دوا بخشند	چه میشود ، دل ما را ، اگر بنا بخشد
نیست ممکن ، که برد بیتودی ، خواب مرا	میزند دست به پهلوی دل بیتاب مرا
شیشه ساعت بود ، آئینه دنیا و دین	گری یکی آباد گردد ، دیگری ویران شود
بر زمینی که ، او بناز نشست	خاک بر سر ، گر آسمان نشود
به عقبا رسیدیم ، از ترک دنیا	نشد آنچه از دست ، از پشت باشد
روز بد ، یاری نمی آید ز یاران ، دیده ام	سایه هم ، در زیر پا گم میشود وقت زوال

(ص ۱۹۶-۱۹۷)

آثار الاسرا : دلاور خان بهادر ، محمد نمیم . سیومین پور دلاور خان عبدالعزیز پسر میر عبدالحکیم بن میر عبدالرحیم بن مولانا کمال نیشاپوری ست ، که با مولانا جمال - جد عنایت الله خان - برادر میشد حسب اتفاق مولانا کمال از وطن بر آمده در لاهور اقامت گزید و در سن هزار و یازده هجری (۱۰۱۱ هـ) در گذشت . مرقد او بیرون بلده مزبور در سرای حاجی سیاح است . میر عبدالعزیز

ابتدا نوکر دارا شکوه بود، چون روی ملازم پیشگی، بیارگاه خلعه مکان آورد، بنا بر آن شیخ عبدالعزیز نام خود ظاهر نمود. سال هفدهم بخطاب دلاور خان و بتدریج بمنصب دو هزاری ترقی کرده باآخرت سرا شتافت. نامبرده بنا بر مصاهره نهایت الله خان بخطاب پدر مخاطب گشته. در ابتدائی جلوس محمد فرخ سیو، برفاقت نظام الملک آصف جاه (که بنظم دکن مامور بود) وارد آن الکا گردید، و پستر بتجویز حسین علی خان امیرالامراه، بفوجداری رانچور اختصاص پذیرفت. پس ازان همراه مبارز خان (که باوی سلف می شد) بجنگ آصف جاه کمر بست، و بعد کشته شدن او، دستگیر شده دیرین روابط آصف جاه را بر سر مروت آورده پرداخت. او بر روی کار آمد، بمنصب پنجهازاری متصاعد شد و در سه هزار و یک صد، و سی و نه هجری (۱۱۳۹) رخت بعالم بقا برد. طبیعت موزن و فکر در بست داشت. نصرت تخلص می کرد. از وست :

مژگان بهم نیاید دلدار بی نقابت
کی خواب می توان کرد درخانه آفتابست
پسرانش کلانی، محمد دلاور خان مظفرالدوله بهادر انتظام جنگ— که در عمل نظام الملک آصف جاه— بفوجداری سرا می پرداخت، از چند سال چون تملقه مذکور بتصرف مرته رفت، پیش نظام الدوله آصف جاه حاضر شده به بخشگیری صوبجات دکن مامور است. و بر محرر سطور عاطفت دارد. دومی دل دلاور خان که فوجداری بسواپتن مضاف سرا داشت، پستر پیش نظام الداک آصف جاه، خود را رسانیده به مهر آنتی دکن سرفراز شد. سن هزار و یک صد و شصت و شش هجری (۱۱۶۶ هـ) دو گذشت. هر دو صاحب اولاد اند. (۲ : ۶۸)
نتایج الافکار: مطالب همینطور است که سرو آزاد دارد، اشعارش بدینقرار ثبت شده :

جوش دردش، کرد فارغ، از غم دنیا مرا
دل، طهیدن برد تا ساحل، ازین دریا مرا
فکر زاهد بی، راحت، غم ما بحر رخس
هر کسی در خور هست بتلاش است اینجا
شهرت نام آوری، سرمایه آرام نیست
جز خراش دل، نگین را حاصل از نام نیست
چشم نعمت داشتی، از سفره گردون، غلط
نان خشکی دارد آن هم، صبح هست و شام نیست
غنچه تا را شود، از هم پاشد
فروست عیش، همین مقدار است
که سر بلندی سرو سبزی، ز بی ثمریت
بباغ دهر، دلیل قبول، بی هنری است
در بند شمع بزم و چراغ مزار نیست
مگر آتیشنه دیدم میآید
دامن، از گلی کشیده، میآید
هر تبه خاک نیز، راحت نیست
سبزه دامن کشیده میآید
طلسم کوی، تو، از سرمه بسته اند مگر
که هر که میرود آنجا، خموش می آید
فلک یک عمر چرخ میزند، تا مرد بر خیزد
بآسانی کجا، از خاک اهل درد بر خیزد

چون خار خشک ، گرمی بازار آتشم مردود آب گر شده ام ، یار آتشم
 بذوق خاکساری هر کجا گرم نیازانتم چون نقش پا نخواهم خواستن دیگرکه بازانتم
 (ص ۲۵-۲۴)

۲۴۳ = نصیرای اصفهانی

نصیرای اصفهانی . یاوری رستم طبعش ، بیژن نژادان سرنگون افتاده چاه
 پست فطرتی را ، بر کنار دشخوار ا بسندی آورده :

چه حاجت است بخال ، آن بیاض گردن را
 ستاره نقطه سهو است ، صبح روشن را
 حسن را ، خط غبارش ، بیناز از زلف کرد
 احتیاج دام ، نبود خاک دامنگیر را
 نسیم تو ، دل از کار میبرد ، چون صبح
 چه طاعت است مکرر کنند قند ترا
 چشم ازین خالش ، چنین بی رحم ، سنگین دل نبود
 خط مشکین ، کرد گرد آلود ، این زنبور را

در دور خط تو ، هاله انداخت سپر تا دایره خط تو ، بر ماه کشد
 بسیل گریه دادم ، سرگوش دل خود را مگر غافل خیال گل کند ، از آب بردارد
 بزم دوست ، دل از دست داده ، میسوزم ز شمع یک سر و گردن زیاده میسوزم
 بتی دارم : قیامت را ز شوخی کار فرمای صنوبر قامتی ، شمشاد روی ، قد بالای

۲۴۴ = میرزا اسدالدین نصیر

میرزا اسدالدین نصیر طبعش شیر بیشه سخن سنجی بوده :

فرنگی جلوه، آذر سوز، ترسا زاده، بی رحمی
که گردد، تشنه خون مسیحا، چشم بیمارش*

• صبح گلشن: نصیر، میرزا اسدالدین از مردم کشمیر است و کلامش را در دلها تاثیر
(یک شعر دارد ۵۲۳)

روز روشن: نصیر، میرزا اسدالدین کشمیری. سخنچین است. در آفتاب عالمتاب و
صبح گلشن و نگارستان سخن، او را نصیری بیای، نسبت متوطن گیلان نوشته.

دل دارم خراب از التفات چشم پرکارش

همه از جور میترسند و من از لطف بسیارش

(یک بیت دیگر دارد ص ۴۰۲)

نگارستان سخن: نصیری گیلانیست و مبدع نادره مضامین و معانی:

ببخوا بیم ز هجر، در مرگ میزند این نیست آن شبی که، بانسانه بگذرد

بیمار عشق را بدداوا، چه فائده دارد لب تو فائده، اما چه فائده

قدر وفای من چو نداند، گذاشتم چندان جفا کند که، خود از خود، خجل شود

(۱۲۳)

۲۷۵ = نصیر طوسی

نصیر طوسی در طوس سخن، چو او صاحب لوا والی جلوه ظهور نکرده:

بعالم هرکرا دیدم بدل داغ غمی دارد

مثال ای دل! زدست غم، که غم هم عالمی دارد

۲۷۶ = مولانا نظمی

مولانا نظمی. نظمش، در شهرها چون ستارگان بر چرخ هشتمین،

بروشنی مشهور:

ز مردن نیست باکی، نظمی! اما زین حذر دارم

که چون، من رخت بر بندم، محبت در بدر گردد

۲۷۷ - قاسم نقاش

قاسم نقاش. از رشک، ارزنگ کاری، اشعار رنگین صفحات دیوانش، مانی چون صدف شنگرف خود، خونین جگر. و بهزاد مانند کاسه زرنیخ از خجالت زرد گشته. یک رباعیش گوش گذار شده ایراد یافت :

روزی عجب است، و روزگاری مشکل کز دهر، صفا گشته، بکلی زائل
خالی ز غبار یکدیگر، یک ساعت چون شیشه ساعت، نتوان یافت، دودل

۲۷۸ = علی نقی

علی نقی صاحب سخن بوده، فکرهای پخته و زمین های طرحی دارد :

تو قد بناز افراخته، من سر بعجز انداخته

مانند سرو وفاخته، بالیده تو، نالیده من*

• صبح کشتن : نقی : علی نثری خان، خلف قاسم خان، بن فضیلت خان، بهادر شاهی بوده. اکتساب فضائل علمی رسخن سرای در خدمت مولوی محمد عوض جونپوری و شیخ علی حزین لاهیجانی نموده، در دارلسلطنت لاهور از عالم بطون بمرصه شهود شتافته. و در شهر عظیم آباد نشو و نما یافته. کلیاتش ده هزار بیت به شمار آمده. و تخلص = لسانی - هم در بعض اشعار آمده. خودش از اکثر تلویذت نقی است و کلامش از عیوب و اسقام نقی.

نیدانم، که کشتن کرد تملم، این مسیحا را
سوخست ای مبر لقا آنتشت از دور مرا
سنبل بجای سبزه دمه، از غبار ما
وگر نه کیست که، مانع شود فغان مرا
آه ازین ابر که، نم در دل جیحون نگذاشت
یکدم آب بآن خنجر پر خون نگذاشت
بخنده گفت : بی ! رسم این دیار اینست

نیم ریزی لعل تو صام، میکشد ما را
جلوه بر بام نوردی و بسوز افگندی
از آن زمان ز زلف تو آشفته، کار ما
نوش کردیم از پرش تو می آید
دوش تردستی، مژگان، بدلم خون نگذاشت
لب تفسیده زخم دل دریا کش من
رواج شهر تو، گفتم : مگر دل ازاریست

۱- زرنیخ. جسم معدنی مرکب از گوگرد و آرسینیک بزرنگ سرخ یا زرد یا سفید.

چنان رواج ، منی چشم او ، گرفت بدهر
 ز تاب عارضش ، آتش چو بید می لرزه
 همین بیند ما ، داغ تازه می ماند
 ما را شهادت ، از خم تیغ تو ، عید بود
 از دشت دلکشای منیلان شوق تو
 انفعال بود ، از دیده سوزن ، کز بس
 بی جرم ، اگرچه کشتی ، ای بیوفا! نقی را
 شب وصلت نقی! بر قدم یار امشب
 کردیم ز ابر مژه ، گلزار جهان را
 کدامین خوش نوا زد نغمه بر تار طنپورت

که آخر از نظر مردمان شراب افتاد
 همین نه رعشه بر اعضای آفتاب افتاد
 همیشه ورنه کجا گل باغ می ماند
 غفلت ترا بحال اسیران بعید بود
 هر خار قفل آبله ام را کلید بود
 بگریبان زده ام بخیه و شد چاک دگر
 صد شکر از جفایت امروز آریم
 تو بانفاندن جان ، وعده فردا نکنی
 خوردیم ز تیغ تو اگر قطره آبی
 نقی! امشب که این فریاد و افغان بر اثر داری
 (ص ۵۳۷)

۲۷۹ = سخنور خان نکبت

ادا آموز ارباب فطرت ، سخنور خان نکبت . نکبت لطافت ، شاخ
 ریحان شعر شکسته رقمش ، بو کنان لخلخه شامه افزای سخن را ، بمشام
 جان ، فایز میگردداند:

بسکه حسن او ، سیه مست مدام دیگر است
 گردش چشمش ، بزور باده ، جام دیگر است
 نغمه خوبان ، بآه عاشقان ، کی میرسد
 این نسوای دیر است و آن مقام دیگر است*

* تذکره حسینی : محمد یوسف نکبت ، مخاطب بسخنور خان . از سخن سخنان این زمان
 بوده ، ویراست :

نگردد رفعت دنیا دین کشمکش حاصل بگردن غنیمه را چندان طناب افتد که برخیزد
 (ص ۳۵۷)

خزانه عامره : نکبت محمد یوسف برهانپوری . شاعر خوش سلیقه است و موجد اشعار انیقه .
 از نژاد طائفه چک باشد ، که پیش از تصرف اکبر پادشاه ، سلاطین کشمیر بودند . در عهد خلد
 مکان با امیر الامرا ذوالفقار خان بنر میبرد و در عهد فردوس آرامگاه محمد شاه ، ساغر عیشی در

ماهتاب دولت وزیر الممالک قمرالدین خان میبمود . و از پیشگاه خلافت بخطاب سخنور خان سرانختار باآسان میسود . و قصائد بسیار ، در مدائح امراء عصر ، بنظم آورد . و در منتهای عشره خامسه مائة و الف ، رو در نقاب عدم کشید . و تیکه طبقه سادات باره (۱) برهم خورد و فردوس آرامگاه در سلطنت مستقل گردید ، قطعه تاریخی از نظر خلافت گذرانید و هزار روپیه صله و خلعت یافت . ماده تاریخ اینست :

آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد بدر

۱۱۳۳ هـ

(دو شعر دارد ۲۲۳)

کل رعنا: نکبت محمدیوسف برهان پوری . نسبش بطائفه چک میرسد ، که پیش از تصرف اکبر بادشاه ، سلاطین کشمیر بودند . نکبت سخش دماغها را میرساند و رنگ چمنش طبیعتها را میشگفاند . اوائل حال با امیر الامرا ذوالفقار خان متوسل بود ، بعد ازان در رکاب شاهزاده محمد اعظم شاه از جانب پدر صوبه داری گجرات داشت . نکبت ملازم رکاب بود و در عهد محمد فرخ سیر خطاب سخنور علی خان یافت ، و در دارالخلافت دهل در زمزمه سخنوران امتیازی داشت و در مدائح امرای عصر قصائد پرداخته صلات گرانمند اندوخت . و در عصر فردوس آرامگاه محمد شاه تا آخر دامن رفاقت روشن الدوله ظفر خان بخشی درم (۲) آن بادشاه ، بر گرفت . مزاجی با

۱- حسین علی خان بهادر و حسن علی خان ، دو برادر بودند که بعد از وفات عالمگیر بسادات بادشاه گر مشهور شدند . و به آخر رو بزوال آوردند و هر یک کشته شد . حسین علی خان بهادر سید باره امیر الامرا بهادر فیروز جنگ در سال (۱۱۳۲) کشته شد (محمدی ۲۰)

حسن علی خان قطب اسلک سبه عبدالله خان بهادر وزیر محمد فرخ سیر بادشاه و رفیع الدرجات و رفیع الدوله و محمد شاه بادشاه ، در سال (۱۱۳۵) مسموم گردید (محمدی ۲۷)
فرخ سیر را از تخت برداشته بتاريخ ۹ ربیع الثانی (۱۱۳۱) محبوس کردند و کور ساختند .
و تاریخ این واقع بیدل گفته است :

دیدم! که، چه با شاه گرامی کردند
تاریخ چو از خرد بچستم ، فرود
صد جو رو و جفا، ز راه خامی کردند
سادات بوی نمکرامی کردند

۱۱۳۱ هـ

۲- خواجه مظفر المخاطب بروشن الدوله ظفر خان بهادر رستم جنگ با وفا بن خواجه عبدالقادر از اعظم امرای عصر و جواد دهر . شب پنجشنبه ۱۲ ذی الحج (۱۱۳۸) بشاهجهان آباد فوت شد . عمرش ۷۵ سال و کسری (تاریخ محمدی ۹۲)

هجو آشنا داشت . اگر مدوح صله نماید بجهو او میپرداخت . چنانچه در هجو اسد علی خان (۱) که یکدمت نداشت و بجای آن پنجه آهنین ضبط کرده بود میگوید :

بیستون تازه از سنگین دل ایجاد کرد ناخنی درنده تر ، از تیشه فرهاد کرد
در مقام رشوه از بس سخت گیری میکند از برای زر گرفتن پنجه فولاد کرد
اقسام شعر دارد ، از قصیده و غزل و مثنوی و غیرها ، و کتابی در نثر نوشته ، مشتملبر احوال
اعتماد الدوله قمرالدین خان (۲) وزیر اعظم فردوس آرامگاه محمد شاه ، و آن کتاب خیال از
تلاش و معانی تازه نیست . بسیار خوش صحبت گرمجوش بوده و طبع شور انگیز و قوت حافظه
بر کمال داشت . در عشره خامس بعد مأنه و الف ، نکبت از چمن گیتی پرواز کرد . وقتی که
طبقه سادات باره برهم خورد و فردوس آرامگاه محمد شاه در سلطنت استقلال گرفت ، قطعه
تاریخی از نظر بادشاه گذرانید ، و هزار روپیه صله و خلعت بر گرفت . ماده تاریخ
این است :

آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد بدر

۱۱۳۳

عطر اشعار نکبت دماغ را تازه میسازد :

نصیب گشت شبی پای بوس یار مرا ز کف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
ز پای تا بوسم بمو انتظار کسی است که غیر چشم چو بادام نیست یار مرا
گاهی جواب خط من ای دلربا نویس فرهاد نامه ای بت شیرین ادا نویس

هست نقد دل این خاک نشین ، پیش تو قرض

آنچه در کیسه من بود ، همین ، پیش تو قرض

من سپردم دل خود را ، تو ندادی بوسی آن بود پشگش ناز تو ، این پیش تو قرض

دلربایانه بیا! بوسه بده باز بگیر نکبت ، امروز طلب کرد چنین پیش تو قرض

نگردد رفعت دنیای دون ، بی کشمکش حاصل

بگردن خیمه را چندین طناب افتد که بر خیزد

۱- اسد علی خان آستانجلو چولاق . از امرای عصر در ربیع الاول (۱۱۳۶) در

شاهجهان آباد فوت شد ، و او داروغه داغ و تصحیحیه رکاب بود . (تاریخ محمدی ۸۶)

۲- میر محمد فاضل وزیر الممالک اعتمادالدوله قمرالدین خان چنین بهادر نصرت جنگ

محمد شاهی بن وزیر الممالک اعتمادالدوله محمد امین سان چنین بهادر ظفر جنگ سه سالار یار

با وفا ، از اعظم امرای هند و وزیر محمد شاه بادشاه روز جمعه ۲۲ ربیع الاول (۱۱۶۱) در

نزدیکی سرهند در جنگ احمد ابدال (احمد شاه درانی ابدال) افغان کشته شد . عمرش ۶۲ سال

و قبیل کمتر . و پدرش در سنه (۱۱۳۳) گذشت (محمدی ۱۴۱)

بشیر من که بتن نقش بوریا دارم اتو کشیده که دارد لباس عربانی
(ص ۱۰۶۶)

عقد ثریا: نکبت محمد یوسف برهانپوری گفته میشود. و همیشه در زمانه پادشاهان ما سبق
بعیش و عشرت و عزت و حرمت بسر برده. در عهد فردوس آرامگاه بخطاب سخنور خان سر مباحات
بچرخ برین سوده. مدتی گذشته که دو شتویش در بحر هزج، یکی در تعریف فصل بهار و
یکی در تعریف هول بنظر فقیر در آمده بود. و دران هر دو شتوی تلاشهای نمایان دارد.
و این شعر او که مشهور است از خزانه عامره نوشته شد. (یک شعر دارد ص ۵۸)
شمع انجن: نکبت محمد یوسف برهانپوری. شاعر خوش سلیقه و موجد اشعار انیقه بود.
از نژاد طائفه چک باشد که پیش از عهد اکبری سلاطین کشمیر بودند. از پیشگاه محمد شاه
پادشاه مخاطب بسخنور خان بود. این دو بیت از ویست: (دو شعر دارد ص ۴۵۷)

۲۸۰ = فراهاد بیگ نیاز

فراهاد بیگ نیاز. مرد منصبدار است تمام انکسار:

من آن مرغم که، در دامت گرفتاری هوس دارم
نکر دم صید آزادی نفس تا در قفس دارم (کذا)

۲۸۱ = حسن و ارستنه

حسن و ارسته. همیشه چون آزادگان تارک دنیای دنی، بکمال وارستگی

و استغنا، در زنجیر محبت محبوب حقیقی، اسیر بود:

بهر شهری که، باشد آن جوان، پیری نمی باشد
که، مونتواند از شرم میانش، شد سفید آنجا
ستم و جور و جفا، فتنه و جنگ است اینجا
ملک جانانه مگو، ملک فرنگ است اینجا
عقل، مضمون دهان تو بجز هیچ نیافت
موشگافی چه کند، قافیه ننگ است اینجا

۲۸۲ = نواب حفیظ علی خان وارسته

نواب حفیظ علی خان وارسته . شعر صاحب دماغان مجلس سخنوری را از قید بی دماغی، وا میرهاند و در انجمن انشراح و تفرج مینشاند . هنگامیکه نواب عبدالصمد خان سیف الدوله^۱ برای تادیب مفسدان کشمیر بهشت نظیر آمده، با او چندی درانجا بود ، باز وقت مراجعت با او همپا شده روانه دربار معلی گشت :

نگاهت تا حیات جاودان بخشیده داستم

که در خاموشی لعل مسیحا بود ، حکمتها

دلم قربان ، زخم ناوک او که صیاد من آن ، ابرو کمان است

ز بس کردند پامال تغافل ، خون مستان را

حنای پای سبزان را می^۲ ته شیشه میدانم

پیچید، زبس آتش او ، در جگر من آئینه شود آب روان از نظر من

دل وارسته را بیتاب سازد چو زلف خویشتن پیچیدن او*

صبح گلشن : وارسته : نواب حفیظ الله خان دهلوی . بمعاضدت نواب عبدالصمد خان

بازویش قوی بود :

که صیاد من ، آن ابرو کمان ست

دلم قربان ، زخم ناوک او

(۵۸۰)

۱ - بعد از وفات علی مردان خان ، نواب عبد الصمد خان صوبه دار لاهور شد، و بتاریخ ۲۲ فروری ۱۳۱۳ء (۱۱۲۵) در لاهور رسید . در عهد او بنده بیراگی باغی شد . و گرفتار شد (خانی خان ج ۲ : ص ۶۶) . عبدالصمد خان بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۳۲۰ء (۱۱۵۰) فوت شد و در لاهور دفن شد . بعد ازو پسرش زکریا خان صوبه دار لاهور شد و او در تاریخ یکم جولائی ۱۳۲۵ء (۱۱۵۸) حیات را پرود گفت و در پهلونی پدر دفن شد .

در تاریخ محمدی است : خواجه عبد الرحیم مخاطب بسیف الدوله عبد الصمد خان بهادر

۲۸۳ = واصب

واصب اشعرش آتش در دل ارباب وجد و حال می زند ازبسکه درد
آمیزاست جوهر معنیش برداغ جگر اصحاب کمال کار نمک میکند ، ازبسکه
سوده الماس بیزاست :

شرابش برده و خون جهانی خورده میآید
حذری جان ! آن طوفان آتش برده میآید
دماغ خویش میگیرم زبوی صحبت مردم
که از هم صحبتان ، بوی چراغ مرده میآید*

* نصرآبادی : واصب قندهاری دعوی وحدانیت می تواند کرد . چرا که از ولایت قندهار ،
قبل از ملا جنوق و بعد از ملا واصب موزونی برنخاسته . فی الجمله ربطی سخن داشته و باوجود
حقارت جفه و سیزی چهره بسبب حسن خلق محبوب خاطر ها بود . در فن موسیقی آگهی داشته .
گاهی دو بیتی می خواند که آوازش خالی از اثری نبود . مدق با اتفاق محمد قلی سلیم در لاهیجان پیش
میرزا عبدالله وزیر لاهیجان بود . بعد از آن باصفهان آمده . بار دیگر بلاهیجان رفته در آنجا
فوت شد . شعرش اینست :

مانند آن ورق ، که ز سر ، واکنده کسی حسنت بچرخ گنجه داد آفتاب را
نفس از من ، بسراغ تو می در پیشست نقش پا ، در رهت ، از من قدمی در پیشست

دلیبر جنگ ابن خواجه عبدالکریم احرار سمرقندی ، نزیل الهند ، از اعظم امرای عصر و
صاحب فتوحات و مغازی و صوبه دار ملتان . دهم ربیع الثانی (۱۱۵۰هـ) در لاهور فوت شد .
عمرش در عشره ثانی بود . (ص ۹۸)

سیف الدوله زکریا خان بهادر دلیبر جنگ بن سیف الدوله عبدالصمد خان بهادر دلیبر جنگ
احراری سمرقندی ، از اعظم امرائی عصر و صوبیدار لاهور و ملتان ۱۲ یا ۱۳ جمادی الثانیه
(۱۱۵۸هـ) در لاهور فوت شد . عمرش تخمیناً ۵۶ سال یا ۵۷ سال و او داماد اعتمادالدوله
محمد امین خان چین بهادر بود که در سنه (۱۱۳۳هـ) گذشت . (ص ۱۲۸)

۱- شاید این همان واصب قندهاری باشد که همراه محمد قلی سلیم در لاهیجان بملازمت
میرزا عبدالله بسر میرد . و ممکن است که همراه محمد قلی سلیم در کشمیر هم وارد شده باشد .

مگذرای دل ! بزم کاکل آن زلف سیاه که بلای بقفا و سنی در پیشست (۱)
 بمرگ داغ نشیند دل ، که پر خون نیست بقید عقل بمیرد کسی که ، مجنون نیست (۱)
 بیزم یک جهتی ، غیر شمع و پروانه دو یار سوخته ، در زیر طاق گردون نیست (۱)
 دریاب خویش را ، که درین بحر موج خیز
 همچون حباب ، وقت تو ، بسیار نازک است

پایم ز سر کوی تو ، ناکام بکبه میرفت وزهر آبله ، چشی بقفا داشت (۱)
 بچمن رفتم و چون گل ، نفسی گوش شدم بلبل از گل ، گه ها کرد که از هوش شدم (۱)
 راضی نتوان شد ، بزم دوست ، بجز دوست
 ترک دو جهان گیر و ز صد ننگ برون آی
 (ص ۲۳۷)

شمع انجمن : واصب قندهاری در موسیقی از جمله ماهران بوده . در لاهیجان رفته با
 محمد قلی سلیم صحبت داشته . ازوست :
 (یک شعر دارد ۵۲۱)

صبح گلشن : واهب (واصب) محمد واهب قندهاری که او را با محمد قلی سلیم خواجه
 تاشی و اتحاد زمانی است . یعنی هر دو مدق ملازم میرزا عبدالله لاهیجانی بودند .
 در کام ، اهل ذائقه ، شیرین نمی شوی تا نشکنی بسان عسل ، شان خویش را
 نامه ام را ، بگل داغ جنون ، مهر کنید !
 تا ندانند که ، این محضر رسوای کیست !

(پنج بیت دارد ص ۵۸۶)

روز روشن : واصب قندهاری . همچنین است در شمع انجمن . و در یدبضا نوشته که :
 واصب در لنت بمعنی دائم ست . و در آفتاب عالمتاب واهب بهای هوز بجای صاد مهمله
 آورده ، و گفته که : نامش ملا محمد واهب بمعیت محمد قلی سلیم بهلازمت میرزا عبدالله در لاهیجان
 بسر می برد :
 (هفت شعر دارد ۷۳۱)

۲۸۴ = واصلی

واصل یکی از واصلان درگاه حضرت سخن است . همیشه بوصل

شاهد معنی یابی شاد کام بود :

چون گرم غضب گشت ، عرق کرد جبینش

در تابش خور ، ریزش باران چه نمک داشت

ندارم باکی ، از موج خطر بادوست پیوستم
 غریق آب حیوان را ، غم مردن نمی باشد
 چون بمن ، نامه آن روشنی دیده ، رسید
 شد روان قاصد اشکم ، که جوابش بپردا
 آنکه یکدم شب هجران تو ، آسوده نخفت
 سر بهد بردم شمشیر ، که آبش ببرد*

* سفینه هندی : محمد واصل خان واصل تخلص . بن عابد خان بن عبدالکریم خان ،
 نیش پراجه کول که از اولاد نوشیروان عادل بود میرسد . موطنش کشمیر و خودش همانجا
 تولد و نشو و نما یافته . چون والدش به بهشت برین واصل شد و جاگیر موروثی او نفیر گشت ،
 از وطن دل برداشته در عهد محمد شاه بادشاه (۳۱-۱۱۶۱هـ) بدھلی آمد و با خان دوران خان
 امیرالامرا (۲) پیوست . سند بجای جاگیر از حضور حاصل کرده بوطن رفت . بار دوم باز
 عازم دھلی شده ، بوساقت امیرالامرا مسطور ، شرف ملازمت فردوس آرامگاه (محمد شاه) دریافته ،
 در منصبداران بادشاهی چهره عزت بر افروخت . و در عهد احمد شاه بادشاه (۶۱-۱۱۶۷هـ)
 بن فردوس آرامگاه ، به کوکای بادشاه شرف ازدواج حاصل کرده ، یکی از مقربان درگاه گشت .
 چون دھلی مورد فتنه و فساد گشت ، به جی نگر شافت ، و با راجا مادھوسنگه پسر راجا
 جیسنگه پیوسته ، بعزت و وقار بسر می برد . آخر از انجا دل برداشته بعظیم آباد شافت ، و
 به احمد علی خان فاضل آنجا ملاقا شده مصاحبت حاصل کرده . بعد فوت او وارد لکھنؤ گشت ،
 نواب مدارالدوله بہادر و را برافتم سپردند ، راقم بشرف ملازمت مہاراج ادھراج نراندھ مہاراجا
 تکیت رای بہادر (۳) رسانیده - بمہاراج نامه - گوئی ممتاز گردانید . در شعر و سخن شاگرد
 میرزا گرامی بود . بسیار آریبہ مزاج و خوشگور و بذله سنج و معنی یاب بوده . تا بود ،
 با راقم هر روز ملاقات می نمود ، در سنه یکھزار و دو صد و شانزده (۱۲۱۶هـ) واصل بہشت
 گردید ، و در تکیہ میر خلیل مدفون گشت . از وست :

۱- صبح گشن دارد .

۲- محمدعالم خواجہ شرف خان . صمصام الدولہ امیرالامرا خان دوران بہادر منصور جنگ
 بن خواجہ قاسم نقشبندی متوفی (۱۱۵۱هـ) .

۳- دیوان نواب آصف الدولہ والی اودھ بود و بجرم خیانت در سال (۱۲۱۱هـ) معزول و
 معتوب شد (قیصر التواریخ : ۱ : ۱۱۷)

ای مه! که بر رخت خط مشکین نمود نیست
 دادند سر بمهر بما ، دولت نیاز
 در سرنوشت ما ، چو نگین جز سجود نیست
 ای مه! ترا بمنزل ما چون ورود نیست
 از گریه حیرت دل بیتاب روشن است
 ما فی الضمیر آئینه از آب روشن است

(ص ۲۳۷)

صبح گلشن: واصل از سنجیده طبعان کشمیر بود و عمر عزیز در پی ' وصول مطلوب بدعل

(ص ۵۸۰)

بر نمود :

۲۸۵ = ارادت خان واضح

سوار یکران ، سخندانی ، ارادت خان واضح تخلص هندستانی . شعرش
 را ، صاحب طبعان عرب و عجم ، بقلم فولاد خاطر پسندی ، بر صفحه
 دل واضح نوشته اند و هر نقطه ، اشعار روشنش چون مرد مک دیده ، روشن .
 سوادان کتاب روشن روانی روشناس دوران است :

دوش از برای مطبخش ، هیزم ز مژگان کرده ام

گفت : از کجا آورده! خاشاک آب افشرده را!

طفلی آهنگر دگر ، پیری مقام دیگر است

هر شرابی را درین میخانه جام دیگر است*

* مرآة الغیال: ارادت خان واضح . رفت و ابهت دستگاه میرزا مبارک الله ، واضح تخلص
 می کند . بلندی فکر بر تبه ایست که ، بسی نردبان طبع رسا ، عروج بر آن نتوان نمود . و شربت
 گفتارش شهیدست که بسی چاشنی استمداد درست ، بحلاوت آن پی نتوان برد . انیس خلوت
 عاشقان است و مونس جلوه معشوقان . و این ابیات از دیباچه دیوان او مناسب مقام نمود . نظم:

این رفیق برنج و شادی من هدم عیش و نامرادی من

ساقی و ساغر شراب منتد در شب تار ماهتاب منتد

تحفه بلبان این باغ است لاله ایم وز ما همین داغ است

نیبره نواب اعظم خان جهانگیر شاهی است ، و از فیض طبع میر محمد زمان راسخ بهره وافر

برداشته اما مردی شوخ طبع است و بعین بی باکی و بقلندر مشربی بسر می برد. این غزل زاده طبع وقاد اوست :

تاسوخت حسرت گل حسن تو جان ما	آئینسه دار برق بود آشیان ما
دل ازطپش ، ز رفتن خود ، میدهد خبر	آواز ما ، بود جرس کاروان ما
گردد فروغ حسن ، موافق برنگ عشق	مهتاب سرمه گشت بزخم کتان ما
از گفتگوی یاد وصال تو ، زنده ایم	چون شمع ، رنگ هستی ما شد زیان ما
شد از فروغ حسن کشتی ، جانم آئینه	جز جنس آفتاب ندارد دکان ما
آئینه جمال تو ، باشد خیال دل	رنگ یقین ، ظهور کند در کمان ما

این غزل ، بعضی ابیات غور طلب دارد . یقین که صاحب نظران آزان سرسری نخواهند گذشت . این غزل نیز از واردات خاطر اوست :

ساقیم دست چو در گردن مینا میکرد	مهر را آئینه دار یدبیشا میکرد
کشت یاقوت بیاد لب شیرین جوشید	خون فرهاد که جا ، در رگ خارا میکرد
سرمه از گرد پر طوطی دل داشت مگر	جوهر آئینه چشم تو ، با ما میکرد
کی کند جلوه ، در آئینه دل ، چاک کتان	آنچه روی ، مه کتمان بزلیخا میکرد

(ص ۳۰۷ - ۳۰۸)

سرو آزاد : میرزا مبارک الله مخاطب به ارادت خان واضح . از دودمان امارت است . جدش میر محمد باقر از نجبا بلده ساره . و دامادی بمیرزا جعفر آصف خان علاوه بود . در عهد جهانگیری بمنصب میر بخشگیری دم مباحات میزد و در زمان جلوس شاه جهان بوالا پایه وزارت مترقی گشت ، و بفرصت قلیل به ایالت دکن و خطاب خان اعظم فوز عظیم اندوخت . و بتفریق به صوبیداری گجرات و بنگاله و کشمیر و اله آباد مامور گردید . و هیچ وقت بیکار نماند . آخر بادشاه او را مجاز کرد که ، حکومت بر صوبه که خواهد ، برای خود اختیار کند . او فوجداری دارالخیور جونپور بر گزید و در ایام حکومت آنجا ، موافق سنه ثمان و خمسین و الف (۱۰۵۸) مرحله آخرت پیمود و دختر او با شاه شجاع منسوب بود .

و سلطان زین الدین بن شاه شجاع از بطن آن عقیقه متولد شد . پسر خوردش میر اسحاق ارادت خان در عصر خلد مکان بعد از فتح داراشکوه بحکومت صوبه اوده مامور گشت ، و در همان سال ازین دار ملال در گذشت .

پسر او مرزا مبارک الله واضح از درگاه خلد مکان بخطاب موروثی ارادت خان مامور گردید و در سنه مائه و الف (۱۱۰۰) بفوجداری چاکنه و در سنه ثمان و مائه و الف (۱۱۰۸) بفوجداری نواحی اورنگ آباد و بعد آزان بقلنداری گلبرگه منسوب گشت . و در عصر شاه عالم

به منصب چهار هزار امتیاز یافت و در عهد فرخ سیرسته ثمان و عشرين و ماته الف (۱۱۲۸) ودیعت حیات سپرد (۱).

دیوان واضح بنظر در آمد ، چند غزل بخط واضح بر حواشی این نسخه ثبت بود . تصاویر و غزلیات و رباعیات و مثنوی متعدد دارد . این چند گل ازان چمن چیده شد :

عارف ازو پر است ول او نمی شود	آئینه رونما شود و رو نمی شود
ز مقراض فنا ، نور است شمع زندگانی را	برد آب دم شمشیر صندل سر گرانی را
چه الفت است بزلف تو بیقراران را	بلی سیاه پسند است سوگواران را
موجم و وحشت کند محروم از ساحل مرا	در طپیدن ، رفت از کف ، دامن مقاتل مرا
در عالم ، دل باختن خویش رواج است	عمریست که ، ویرانه ما ، وقف خراج است
بجیب صبح ز خورشید گلفشانیها ست	بجام پیری ، ما ، باده جوانیها ست
براه او چه در بازیم ، فی دهنی نه دنیای ،	دل داریم و اندوهی سری داریم و سودای
واضح ! بهیچ راه ، دلم و نمی شود	این قفل زنگ بست ، شکستن کلید اوست
بر مراد دل خود بال زدن نقصان است	وقت آن خوشکه ، مرا در قفس انداخته است

(۱) نسب : میرزا علاء الدوله آقائی ملا دوات دار

بدیع الزمان (وزیر کاشان)

میرزا قوام الدین جمفر بیگ

آصف خان ثالث متوفی ۱۰۲۱ هـ

دختر

زوجه نواب خان اعظم

میر محمد باقر معروف به ارادت خان متوفی ۱۰۵۹ هـ

میر اسحاق خان ارادت خان متوفی ۱۰۶۸ هـ

میرزا مبارک الله ارادت خان واضح متوفی ۱۰۹۸ هـ

میر هدایت الله خوشیار خان مخاطب به ارادت خان متوفی ۱۱۵۰ هـ

دست فرسود ننگه طلعت خورشید نشد حسن بی ساخته از فیض نگهبان دارد

گرچه آزادم ، ولی ، جانم فدای دیگر یست

گرد سرگردانده صیادی مرا سر داده است

رشک فرمای دلم نیست بجز عیش حباب یافت یک پیرهن هستی و آن هم کفن است

بیخود شدنم آفت مینای ادب بود ساقی کرم افزود که ، در نشه کمی کرد

رفتنیهای جهان ، قابل دل بستن نیست این قدر بس که دمی خاطر خود شادکنند

گفته صاف ، به از عفو غبار آلود است هست دوزخ گنهی ، گه بدارا بخشند

بهار وقف صبا ، گل بکام گلچین باد که ما به کنج قفس ، طرح آشیان کردیم (۱)

بکاغذ اخگری پیچیده ام ، یعنی دل خود را

میادا گریه بر حالم کنی ، ای نامه پر رحمی ! (۱)

در گنجینه دهر شهان عالم در صنف رعیت اند فی بیش و نه کم

حکمی دارند زان جهاندار شدند چون حکم نماند گشت بازی برهم

(ص ۱۴۸)

گل رعنا : واضح میرزا مبارک الله مخاطب به ارادت خان . حضرت آزاد مدظله العالی

در سرو آزاد میگویند : از دو دمان — ودیعت حیات سپرد (۲)

در فن شعر ، شاگرد میر محمد زمان راسخ سهرندی و در تصوف مرید بزرگی که نام او

میر سنجر است از سلسله نقشبندیه . دختر میر هم در عهد نکاح واضح بود .

در دیباچه — ساقی نامه — خود میطرارد : راح اعتدال بری از بد مستی افراط ، و خالی از

خمیازه کشی تفریط ، از شاه سنجر میتوان کشید . صراط مستقیم طریق اوست و نعمت غیر منضوب

تحقیق او . در عنفوان شباب که مستی جوانی و نشاء کمال بیخودی و غرور دولت در سرم جمع

بود ، آن جوش فرمای خم دیر ساله و صاف پیمای صراحی و پیاله ، بتلاشه غساله شست و شوی

باطن من ، چنان نمود که ، لوث کج فهمی مزاج و مواد اعوجاج اصلا نماند ! و نیز واضح ،

ترکیب بندی در مرتبه میر سنجر بنظم آورده . ازان است :

ای فلک ! ای بیوفا ! ای ظالم ! ای بیدا دگر ! ای ! ز سوز سینه اهل مصیبت ، بیخبر !

فی گریبان میدری ، فی خاک بر سر میکنی ز اینچنین شور قیامت ، از چه ماندی ، بیخبر !

رفتی آخر شاه سنجر داد هی ! بیداد هی ! خاک بر سر ریخت در هجرت دل ناشاد هی

دیوان واضح ، در وقت تحریر حاضر ، چند غزل بخط واضح بر حواشی بعضی اوراق

۱- گل رعنا ارد

۲- عبارت آزاد ثبت کرده است .

دارد ، و بر پیشانی آن بخط طغرا ثبت است - فاتوا بسورة من مثله - این نسخه را خود واضح در سده شان و عشر و مائه و الف (۱۱۱۸ هـ) نویساند ، مشتملبر دو قصیده یکی - فلک الممارج - نام سیمه و بیست و یک بیت ، در جواب قصیده - شمس المنائب - میرزا معز فطرت قمی ، دوم قصیده مسمی - بفخر دارین - قریب دو صد بیت . هر دو قصیده کلام سرسری است . تلاش بسیار کم دارد . این ابیات از قصیده اولیا است :

کی گردد از عزیمت من ، مست نیم تار	نه بختی فلک ، گسلاند اگر مهباز
از موج بحر همتم ، اول قدم بود	نه کشتی فلک ، چو بپایند بر کهنسار
عشقی که کاف و نون ز ظهورش کنایه ایست	عشقی که بخت در عدم این نقش و این نگار
بی کیف بود همچو ، می اندر دل غناب	بی رنگ بود ، همچو نهان در حجر شرار
محبوب تر از آن که ، بمینای دل پری	در پرده تر از آنکه ، بستگ صنم شرار
گلها زدست حیرت بیرنگی هم اند	آئینه را بائینه سازند چون دو چار
قصیده ثانیه بعد تشبیب اول بمنقبت	میردازد . پس از آن بر سر مدح همت خان بن
اسلام خان والا (۱) . که احولش در ترجمه	میر محمد افضل ثابت اله آبادی گذشت ، می آید
و میگوید :	

و لیک شرح عنایات و لطف همت خان	که فخر میکند ، از دات پاک او ، سخانی
چگونه شرح دهم ، کان ستوده قدر شناس	که باد دولت هر دوشراش ارزانی
مرا خرید بنرخس که ، لایقش بودم	رهین منت اویم ، ز انسی و جانی
زبان من که ، بمدح کسی نگردد و	بین تو ، مرتبه این بزرگ یزدانی
که من ، بشمر برم نام او ، باین اعزاز	نه بهر دولت دنیا پی خدا دانی
مرا پهایه آبابی من ، خرید و فروخت	بدر گهی که ، فلک را خرد بارزانی
دگر ز من چه کشاید ، مگر وفا و دعا	که هست کار دلم ، آشکار و پنهانی

و نیز این نسخه مشتمل است بر غزلیات و رباعیات و مثنویات و ساقی نامه و بر هر قسم اشعار که مذکور شد . دیباچه نثر مستقل نوشته و بر پیشانی هر دیباچه مهر خود زده نقش نگینش - الحق واضح - در عنوان دیوان مینویسد : در شهر سته یکم هزار و نود و هشت (۱۰۹۸ هـ) میر محمد زمان راسخ که شیرازة سخن ذات مجمع الحسنات او بود ، و این هنگامه را اکثر اوقات شوقش گرم مینمود ، در سفر اخیر که بمزم پا بدامن کشید ، و در گنج تنهای آر میدان ، بلکه از هستی رمیدن مرخص میشد ، از دیوان ما اشعاری که در آن هم مطرح بود با خود داشت :

آن قبله ارباب سخن فرد و وحید راسخ چو ز صحبتسم جدای و وزید

اشعار مرا که او ، جدا کرد و نوشت تاریخ - جدا کرده - راسخ - گردید

۱۱۰۹۸

اگرچه از اشعار خود بترتیب رتبه سخن، منتخبات داریم اولین مسمی به - صبورحی فیض - دومین - نشا' دوبالا - سیومین - کیفیت خاص - اما ، این مجموعه چون یادگار آن مختار ارباب کمال است ، عزیزش میشاریم :

ای گل ! بتو خور سندم ، تو بوی کسی داری !

و در دیباچه مثنویات نوشته که : چون در پنج گنج نظامی کشودم، دیدم که باقبال خداداد و نظر کیمیا اثر پیر و استاد ، من هم بالقوه صاحب سامانم . قفل از خزائن معانی کشادم ، و اساس هر پنج مثنوی را مع شی زانده ، که تمامی سیمه باشد ، در زمان واحد بنا نهادم باین ترتیب :

۱- مرآت دیدار . در برابر مخزن اسرار

۲- نغمه و شیون . از نلدمن

۳- کمند وحدت . در جواب سلسله الذهب

۴- آئینه راز . داغ دل محمود و ایاز

۵- تاب زنار . مقابل سبحة الابرار

۶- ساقی نامه . در بحر سکندر نامه

۷- اسرار معنوی . در پیرونی مثنوی حضرت مولوی

و نیز درین دیباچه مینویسد که : از جمله مثنوی های هفتگانه - مثنوی اعجاز طراز - که موسوم - بآئینه راز - است بیشتر خرامید قادر سه یکهزار و هفتاد و پنج (۱۰۷۵) بر روی کار آمد و در هزار و هفتاد و هشت (۱۰۷۸) باآخر رسید . و نیز درین دیباچه در حق حکیم زلالی خوانساری مینگارد : آن حکیم مجنون مزاج که سقم کلامش هنوز علاج طلب است ، مطلع چند را مثنوی نام کرده ، و بسی ربعلی را حسن کلام و ان نموده . اهل بخیه میدانند که پنجه دوزیش از بسی سامانی است . اما ! هر چند پست است باز هست است . جز او در حساب و قابل این قدر خطب نیست .

واضح چنانچه قصائد مطول دارد مثنویات پر مختصر - آئینه راز - که بهترین مثنویها و ناز مایه اوست ، سی و هشت ورق نوزده سطر، است ، و - اسرار معنوی - دوازده ورق ، و - نغمه و شیون - هشت ورق . بواقی علی هذا لقیاس .

خان آرزو گوید : واضح اراده داشت که جواب خمسه گوید ، چند مثنوی شروع کرد اما میسرش نیامد (انتهی کلامه) فی الواقع چنین است . - مرآت دیدار - او مجموع پنجاه و پنج بیت باشد . مطلعش این است :

لوحه' دیوان کیم قدیم بسم الله الرحمن الرحیم
 و جان ایباب مذکوره ، بن لطیفه منظومه است :
 صبحی بکنه' یانم
 در بره جیب صنم گنزار
 گفتش : ای پیخیر روزگار
 گفت : صنم سنگ تراشیده !
 لیک ، بمن بسکه نظر دوخته
 من همه سنگم اثر از دیده است
 تمشه و شیون :

در دشت شدم بیجان و نچورد
 گفتم که : مگر دل کشاید
 تنها شدم و غمخوش کردم
 یعنی که ، بهر طرف دویدم
 ره گم شده و نمود از دور
 بیتاب شدم که قاصد اوست
 گفتم : ز قلان غیر چه داری !
 زد تا و گفت : ای غلط کام !
 ما جمله ، هوای غمخوش داریم
 آنجا که نشان اوست ، کو راه

کست وحدت - که همه نود و یک بیت است ، حکایتی از شیخ ابو محمد مرتضی
 - که از لولایی وقت بوده - و در سیمه و بیست و هشت هجری (۵۳۲۸) درگفته ،
 بطور محرمی نظم کرده :

مرتضی ، پیخود ایباغ الت
 المطش گوی' بساده' دیدار
 رفت روزی ، بیجانیت بتداد
 تشنه شد ، گشت طالب آبی
 یانگ زد ، کای حریم بیت گرم :
 فنازینتی نسیم از غمخو کرده
 بر در آمد ، بتاله' سائل
 دم آبی ، یکام شیخ رساند
 از شراب طیفند دل مست
 دل و جان وقت کوچه' خمار
 سوی پس کوچه' ایش راه افتاد
 سائلانه رسید ، بر پای
 دم آبی ! که سخت تشنه لبم !
 همچو آب حیات ، از پرده
 گام زد موج ، جاقب ساحل
 وقت ، بر آتش عوش ، قشانه

دل پر خون شیخ ، رفت از دست
 دلریا رفت و دل ز کف داده
 وای بر حال آن ، نمرده شهید
 مرتعش بود همچنان بیتاب
 تا بحالش رسید ، لطف خدای
 بر در آمد ، چه دید ، درویشی
 جان زد دنیا و دل زدین کنده
 پیر باقر چو جانب او ناخت
 ملکی یافتنه پسری دیگه
 یافت ، کاین کشته ، مرده سیهامی است
 گفت : ای شیخ ! پرصفت ز کجا
 آنکه تا پیشگاه دارد راه
 شیخ گفتا که : ای ستوده شمار !
 از درت خواستم دم آبی
 نساژنهنسی ، بمشوره آمساده
 آمد و دل ز من رهبرد رهبرد
 صرما صرف کار دل کردم
 پیرگفت : آن جمیله دخت من است !
 کمن بمقد نسکاح مستسازش
 قصه گوته ، بخانه بردندش
 بر کشیدند خرقه از سر او
 چون در آمد شب تمام آشوب
 شیخ در جامه خواب آرامید
 شد رجوعش ، بجانب دل خویش
 پرده از روی کار پکشدانند
 که بیک دم که ماندی از ما دور
 ژنده فقر و خرقه اخلاص
 از سر فقر تو ، بر آوردیم
 یکدم دیگر ، ار بیماری
 شیخ فریاد کرد و جست از نوم :

قطره ، بر بساط خاک ، نشست
 ماند ، بر روی خاک ، افتاده
 که ، دم آب تیغ عشق ، چشید
 رشک فرمای رخشه سیباب
 صاحب خانه ، پیر روشن رای
 او فتاده بخاک دلریشی
 هم عصا هم مرقع انگنده
 رتیه ، حال مرتعش بشناخت
 آفتابی ، بخاک خوابیده
 شیشه بشکسته پریزادی است
 کلبه تست این ، کرم فرما !
 چون نشیند ، غریب بردرگاه
 شرم دارم ، ز حال جان فگار
 بر فبارم بتاخت سیلابی
 شعله خرقه ، برق سجاده
 هایبای ، آن ستم طراز ، که بود
 آخر آن را ، باو بهل کردم
 میدهم دست او ، ترا در دست
 ساز در بندگی سرافرازش
 و آن پریزاد را سپردندش
 نازنین کرد جای در بر او
 شب نه سنگ محک باهل قلوب
 بر بساط نفیم وا غلطید
 یاد کرد ، از مقام و منزل خویش
 در سر سر او ، ندا دادند
 ظلمت آباد گشتی این همه نور
 آن حلاوت چشان ، مرقع خاص
 صیدت از دام خود ، بدر کردیم
 بلذ از جام ما ، نیاشامی
 قال ها توا مرقمی یا قوم !

پر غیور است . مهربان کریم
آئینه راز :

الهی ! گریه ام را ، خنده خو کن
دلَم را ، ساز رسوائی ملامت
جنون را ، شور محشر در سرم ساز
دلَم را ، کن وزای محمل عشق
ز خون خویش ، می در کام من کن
دران محفل که حسنت بی حجاب است
ندانم ، بیخودی آخر کجا برد
الهی ! نامه بیتاب دارم
بدست خود ، عنان گردانیم کن
الهی ! چون بخواکتر بر ایم

درین مثنوی در تعریف صبح میگوید :

خمیر خاک من ، آتش نشان باد
چو نشاء ، از طلوعش بی تفاوت

تفاوت بفتح واو هم آمده ، لهذا با طراوت قافیه ساخت .

تاب زفار :

اول و آخر بی نام و نشان
اینهمه ، جوش بهار فیرنگ
چشم گر باز شود ، او پهداست
گوش را چشم کن و راز نگر

ساقی نامه :

بیا ساقیا ! جان فدایت کنم
پریشانی ، افزاست ، باد بهار
بدوراست تا ماه با ما نشین
بیا ساقی ، مجلس آرای من
بحکم شرابت ، نسیم میدهم
حقی غریبان میخانه ات .

سوغت جانم عتاب یار قدیم

شراب تنه برقم در گاو کن
بکن بختون ، صحرای قیامت
گل داغ ملامت انصرم ساز
نگه را ، جاده سر منزل عشق
گداز دل شراب جام من کن
عین زارنگه بند نقاب است
ولی دانم ، بکوی آشنا برد
بزیر پای دل ، صیباب دارم
بصرای عدم جولانیم کن
شرار افروزی دل وا نمایم

زدود بخام ، سوزی در امان باد
دل پیر و حیوان مست طراوت

ظاهر و باطن بی سرو عیان
آن همه ، صوت خموشی آهنگ
گوش گروا شود ، او خود گویاست
چشم را گوش کن آواز نگر

بهار است ، دل رو نمایت کنم
مگر هر گذشت است بر زلف یار
چو امید ما یکدم از پانشین
فدای خراست سرا پای من
بتو ، مصحف از جام جم میدهم
بجان اسیران پیمانه ات

شود آفتابش گل آفتاب
 بدستی که ، جز جام گیرا نشد
 بدستی خلاصی از غم عالی
 بچشم تماشای اهل نظر
 بحیرت نگاهان روئی کسی
 بیائیکه خوابیده در کوی اوست
 بیآن سر که روزی بیای رسیده
 بشمی که ، در راه پروانه ایست
 خسار غم از یاده ، قایود کن
 کت ذره همچشمی آفتاب

بجای که چون پر شود از شراب
 بلبی که ، جز غم پذیرا نشد
 برخسار زردی و چشم نمی
 یائینه داران داغ جگر
 به پیتاب جاتان کونی کسی
 بچشمی که بیدار بر روی اوست
 بیآن دل که ، غزش بجای رسیده
 بخاری که ، در پای دیوانه ایست
 که وقت است کم ، فکر من زود کن
 چو ساقی ، بریزد بخاکم ، شراب

اسرار منوی :

گفت : پیتاباته با دیوانه
 ای بهارت بسته زنجیر من
 در سروکار تو ، سرگردان شدم
 کار تو ، آخر فغانم چون شود
 کای ز الفت پیخیر بیدل نواز
 مرکه خواهش سوخت ، در وارستگی است
 اعتبارات مجازی سوختم

در سخن آمد سحر ویرانه
 کای ز خود آزاد الفت گیر من
 من ، باین بی الفتی ، ویران شدم
 چون مرا بینی دلک پر خون شود
 گفت : آن مجنون عقل ایجاد ساز
 الفت صاحب غرض ، دلپسگی است
 برق خواهش سوز عشق افروختم

این ابیات از غزلیات همایون دیوان واضح انتخاب زده به تحریر می آید :

در پای گل ، بخاک سهار آشیان ما
 آواز یا بود جرس کاروان ما
 بود آب دم ششیر صفتل سر گرانی را
 پسرگردانی داتم ، نیرزد بادشاهیما
 هفت در وا شد و نکشود در زلفان را
 شاد کردیم ازین کفر ، دل ایمان را
 بواضع دیده سوزی و انگشتر سلیمان را
 نکفت اول بگوشم بلبل طرز گلستان را
 نباشد صیقلی جز یاده مرآت عیالی را
 بلی سیاه پسته است سوگواران را

پرواز چون کت ، ز چمن ، مرغ جان ما
 دل ، از طیش ز رفتن خود ، میلحد غیر
 ز مقرض فنا نور است شع زندگانی را
 کلام سلطنت ، سنگ قلاخمن میکند سر را
 با اسیری چه کت سجزة یوسف حسن
 شد سنگ صنم شع حرم ساخته ایم
 بچشم کم جهان دیدن به از ملک جهاتگیری
 رفیقان در حقم دانه کرده این سهارا
 چراغ جوهر ادراک فیض فنا افروزد
 چه الفت است یزلف تو ، بیقراران را

جواب بود که : مکبوب پس فرستای
 پیاده میروم ، اما بایقندر شادم که جاست در نظرم گرد شهسواران را
 که بشور وگه بلمبت همچو طفلان دلخوش است
 کوهکن کی آورد تاب غم سنگین ما

شد روز ما ، چو زلف پریشان یار ما
 صبرا مرا کنار گرفت و وداع کرد
 کی گفتست ! برای دل زار ما بیا !
 چو من نهرسم آن یار کاروانی را
 چه دولت است چو پرست میکشی صیدی
 نیدانم ، چه الفت هست باعم
 زخم پیکان تو، جان بنشد دل پژمرده را
 طبع من آشفته مشوق عاشق دیده نیست
 غمش یاد روز ما و غوشا روزگار ما
 صیاد تا نشست بزم شکار ما
 ای ناخدا شناس ! برای خدا بیا !
 بآه میسرم شوق همنانی را
 همین قدر که بگویی بلی فلانی را
 بی پای تو و نقش جبین را
 روزن مجسم فرورزد امحگر افسرده را
 عذیب من نمی بیند گل پژمرده را

قاصد بیر دل از یرم ، کز زخم دارد صد زبان

این نامه پیش از او شدن ، سازد ادا پیغام را

عوب شد ، از دل گم گشته ، نشان پیدا نیست رضی اکثر بسر کوی تو تنها تنها

صد کلکورت بهتر است از دیدن یک روی زشت

واضعا زنگار به از زنگبار آئینه را

زدی بر سنگ مینای دلم ، آخر ز مستیها
 عشق عالمگیر را امروز شان دیگر است
 در عالم دیدن و نشناختن ، هم عالمی دارد
 اگر یکبار بوی بندگان بشنیدی از یوسف
 نوشته که : بنیری نمیکنم الفت ا
 هرآن سخن ، که ز واضح نرفته شب گفتمی
 خجالت چیست ! اینها میشود درمی پرستیها
 دیده در صحرای دل سان سپاه غویش را
 نهان ، در حریت آئینه سازم ، عالم خود را
 بگوش خود سلیمان حلقه کردی خاتم خود را
 همین مقدمه قسم دگر رسید مرا
 بجای عشق تو ، پیش از سحر ، رسید مرا

بغواب پای من آمد بهار این بس شگون او را

که در آغوش گیرد باز زنجیر جنون او را

نه پنداری شهیدت طاقت بیطاعتی دارد

که میگرد داند از پهلوی به پهلوی موج خون او را

هر زاویه سینه صنم زار گمان است ای وای اگر پرده بر افتد ز یقینها

دشت حیات تنگ و تننا کشاده گام امید ها بمر دگر کرده ایم ما

نگام را اگر زنار بند شکوه نپسندی نمیبایست دادن عرض ، کافر ماجرائی را
نگه بر خویش میلزود چو بیند آفتابش را نقاب از تندی خوی است حسن بیحجابش را
مولف گوید : تخصیص آفتابش چیست؟ نگاه از دیدن آفتاب مضق میلزود با وصف آن در مقطع
غزل بلند پروازی میکند و میگوید :

بجز من نیست چون ، موجود در عالم کسی واضح
دو بین باشم اگر گویم که میگوید جوابش را

احوال آخرت نشود راست از قیاس تعبیرهاست اینهمه نا دیده خواب را
کار آخر شد و از کارگهم در کردند با چنین کارکنان باز چه کار است مرا
مدعی از دعوی قتل است واضح سیر ناز خنده زیر لب چه رنگین است در انگار ها
بهر تسلی دل ما ، ناله بس است یک رقمه نشاند ز پا جوش نیل را
شور در تابوت دارد ، گرمی بازار عشق تخته کی سازد عدم جوش دکان عشق را
چو دور در نظر آمد ره وصال مرا دواند عشق به پس کوچه خیال مرا
فلک ز خاک نشین چشم پر نمیدارد که پشت پا ست نظر گاه قامت خم را
قاصد آمد دیده دل را سحر شد شامبا بوی پیراهن مگر پیچید در پیغامها
صید دلم میطهد در ره شبباز می بهله زده دیده ام تا بکمر تاک را
موجم و وحشت کند محروم از ساحل مرا در طهیدن رفت از کف دامن قاتل مرا
ز هر منت خورده را افسی بود شرم نگاه میگذرد دیدن بزیر چشم از سائل مرا
طبع من از اعتبارات اضافی شاد نیست دل بدرد آید چو داند ناقصی کامل مرا
دست قضا جراحت و مرهم بهم سرشت با پنبه رسته از جگر لاله داغها
شد پریشان زلف او ، از بی ثباتهای دل کفر میلزود بخود از سستی ایمان ما
طش لبس ، برد کاش ا سوی یار مرا کرد بیمار تر از خود دل بیمار مرا
پیرانه سر ، بشق تو بستم ، خیال را انروختم بصبح ، چراغ وصال را
بکحرف خوشدلی ، نبود در کتاب عمر گردانده ام بسی ورق ماه و سال را
بیچاره مانده ایم به تفتیش چارها از دست رفت وقت پی استخارها
جنت حسن همین نعمت دیدار خود است از نجات آئینه به یوسف زندانی را
بزخم دل نمک ماهتاب مرهم نیست سواد سرمه شبهای بتار را درباب
گذشت صبح جوانی و گرد پیری مانده چو رفت محمل لیلی غبار را درباب

با سکنند داشت صحبت ، بزم درویشان ، ندید
حق بدست غمخیز باشد ، گر خورد تنها شراب

بتعلیم گدای' پیش آمد ، بادشاه ما
کراکب دادم و پاد از شب همصحبان کردم
غالی ز سیر نیست ، گل افشان خون دل
مگر ، بکبه و بتخانه ، فرق بسیار است
آن جلوه بیرنگ نشد صید تمنا

ایقدر دائم که ، داغم سکه زد ، در ملک دل

آن قلمرو را نمیدانم که ، در فرمان کیست

جاده و سلسله و خار ز پا آگاهند
سحر بیاغ ازان غنچه در تن آسانی است
رشک فرمای' دلم نیست بجز عیش حجاب
کی صوم و صلوات آمد و کی می شده ممنوع
واضح از شور جنون صبح قیامت شده ام

عمر من واضح ، چو در کار دل آزاری ، گذشت

نامه ام چون کرده سوزن خورد اعمال من است

بفراری فیض بخش طبع حیران من است
فیض میبالد بقدر وسع دلهای' خراب
رحمت حق بیشتر بر فهم نصیبان خود است

درین مصرع قافیه الوداع میگوید :

شعله خاموش در فانوس خارا روشن است
نیم نان در کنج عزلت ، بهتر از ملک جهان

وقت بسمل ، موج خون من ، ز غیرت قاب داشت

تیغ قاتل ، غالباً از خون صیدی ، آب داشت

ناز حیرانی پسند و عشق بیتابی سرشت
نگاه حیرت قاصد ، بیان حال پس است
داغ جگر ، بخاک نشینان غنیمت است
درین مطلع قافیه پهلوی خود تهی کرده :

تا بیحجاب ، بوی گل آید بزعم دل
مبتاب ، با حجاب تر از صبح ابر بود

بر دیده آنچه رفت ز هجر تو روشن است

مشنو! بگو! مهرس که ، دل خود چه حال داشت

سلیمان را چراغ بزم چشم مور شد اشب
فلک در دیده من خانه زنبور شد اشب
بالفرض نیست نامه ما قابل جواب
که این در خانه بیک قبضه گماندار است
حیرت زده ام در سر آئینه چه شور است

کس ندانست چها بر سر دیوانه گذشت
که خنده زن بدل جمع بر پریشانی است
یافت یک پیرهن هستی و آن هم کفن است
زین واقعه در میکده اصلا خبری نیست
انچه انجام دو عالم بود ، آغاز من است

خانه آئینه را سیماپ شمع روشن است
بر قد ویرانه گوته چادر مبتاب نیست
ساقی مارا نظر بر درد نوشان خود است

دیده بمقوب شمع بیت احزان خود است
موراگر پای ملغ دارد ، سلیمان خود است

حسن را آئینه میبایست و دل سیماپ داشت
پیامهای' نگفته ، همه زبانی ما است
رنگ شفق ، بشام غریبان غنیمت است

در نو بهار ، چاک گریبان غنیمت است
اشب که دل خیال زمان وصال داشت

این نمک با هم چشم غوغشان خواهیم ریخت
 خود بصحرای تو، مشت استخوان خواهیم ریخت
 مشت خاک را، بر زمین خاکدان خواهیم ریخت
 هنوز پیکر چون غار من پراه من است
 بطرف بام مگر ماه کج کلاه من است
 هشیار که فی بست زلیخا سر راه است
 سر این رشته دلیده ، بست دگرات
 ظلم بر آئینه کردی خود آرائی پس است
 جلوه کونین را ، آئینه تنهای پس است
 حلقه زنجیر نقش پای دلجوی پس است
 دل پردن نهان ، همه دانند ، کار کیست
 از آفتاب پرس در آئینه عاتق چیست
 در خیال روز و شب این دل چو وقت ساعت است
 برگیا غشک صحرا ، آتش ابر رحمت است
 ز طرز سرمه دنیا به دار معلوم است
 یکبار خواندن غط پیمان آرزو است
 مگر که جستن عاشق دلیل نایابی است
 ایستدر دائم که الفت میکشد زنجیر نیست

صحبها ، خاکستری شد ، شامها ، در خاک رفت

زین شب و روزم ، چها پرده نمناک رفت

در عالم دل ، باغتن خویش ، رواج است
 چشم دارد فرگس از گرد عرامت سرمه دیده کتمانیان باغ بینا کردنی است
 در نرسدن هم دل عون گرم ما بوجوش نیست
 سنگ اگر در آب باشد ، آتشی خاموش نیست
 واپسین دم ، دل بهاد چشمش ، آرامیده بود
 تصور خیالت شده هر پاره دل من این شیشه چو شد خورد پریخانه چین است

نشاء از سر رفت ، پای فیض شد ، صهبای شوق
 پا دل ما شد ، دگرها صبح و شام دیگر است
 در برم ، دل لاف آزادی زند ، صیاد می
 سید خود سر سخت رهنا میخرامد ، بستنی است

میرد هر کس برنگی فیض سیر ماصحاب
 ای هما ! از کلبه ما سایه خود ، دور دار
 واضح ! از دنیا نیست آزادگان هم ، بی نصیب
 گفتم ، همه تن گرچه ، در طریق طلب
 نگه ، بزرگ کتان میزند گریبان چاک
 این ریخته شیر است نه نسبت کدغ گرگ
 اغیاری نبود آمد و رفت قسم
 سوختی چشم تماشا شده پیرای پس است
 کج عزت ، ریخته باغ دو عالم ، میشود
 دامن صحرائ الفت پیشگان کوی پس است
 افشای راز عشق ، نباشد گناه من
 حسن تو شاهد است که در دل بجز تو نیست
 مهر سه ناعوامت ، شور انگیز زخم زخمه
 رشته او را بود ، آب امید از سوختن
 ز دود آه بود ، کرد رم پان آهر
 طم دو کون خواندم و دل بی سواد ماند
 به بحر موج چو لب تشنگان دود هر سو
 مرود دل بیخبر سوی جنون ، تدبیر نیست

بست دل از شکوه لب ، یازغم یلداد دگر

این جراحت ملتئم شد ، بار دیگر عشتی است

هرکه در حشر خموش است همان پهل ماست
 بیا که خود طلایی هم همان خدا طلایی است
 اگرچه عرض هنر ، پیش یار ، بی ادبی است
 این قفل زنگ بست ، شکستن کلید اوست
 مرده را زنده کردن باز ، هیچ - ز نیست
 حرف ما نیز همین است که : او آدم نیست
 او را نبود عکس خیال تو کجائست
 بروی ماه ، ز شب تا سحر ، قلع نوش است
 نسردهای فلک سر دار است
 بیجام پیری ، ما باده جوانیهاست
 دل را کجاست خواهش ، ما را کجا دماغ است
 وقت آن خوشی که ، مرا در قفس انداخته است
 دل شکفته کم از تو بهار عالی نیست
 وگرنه سوختن دل بدایغ کار نداشت
 که چشم بر اثر گرد آن سوار نداشت
 صبحی است محبت ، که دگر شام ندارد
 حیرت واپس ام خاطر پریشان میکند
 نایقه لیل ، قیامت بر سر مجنون کند
 طوطی ، ما دهد صد آینه و گویا نشد

سرمه سا فرگس صیاد زد این بانگ بلند
 پشت خاک خود آرام گیر و هرزه مگرد
 تثار حافظ خوشگوار است این غزل واضح
 واضح ، بویج راه دلم را نمیشود
 بر سرداز ملامت ، زنده رفتن ، عیسوی است
 نیست انکار ، چو گویند که : زاهد ملک است
 پیغام دل صاف بآئینه رسانید
 ز شوخ پستی سیاره ، آنکه داشت حجاب
 این کلام بلند از عیبی است
 بجیب صبح ، ز غورشید گفتشاید
 گردولک دو عالم ، بی سعی هم بر آید
 بر مراد دل خود ، بال زدن نقصان است
 بعد هزار قدم یک گش نشد پامال
 خط معامله بی مهر اعتبار نداشت
 پسر مه رفت همه خاک دشت ، صیدی نیست
 دل تو بگ از جور تو ، خود کام ندارد
 میشتاسم چشم بر روی کسی وا گشته را
 شود محشر ، کشته را آواز پای آشناست
 حیرت آن سرمه سا فرگس ، نمیدانم چه کرد

خیال روی او ، دل را ز پا ستافه ، اندازد

نسیم گل شرر در غمزن دیوانه اندازد

شکست شیفته ما سنگ در میخانه اندازد
 این گرد باد خاک ، مرا تا کجا برد

پریشانی یکدل ، میبرد جمعیت عالم
 مشت غبار خود ، بدل آه ، بست ام

گر چه آزادم ، دل جانم ، فدای دیگری است

گرد سرگردانده ، صیادان مرا سر داده اند

ناخدا رفت تا خدا چه کند
 هر شکن ، آئینه دار حال ، در مکتوب بود

غرغره سعی آشنا چه کند
 از دل وامانده نوشتم که میدانی ولی

خس و خاشاک الفت ، از جهان بر چیده اولها تر
 مبادا عند لیبی را درین باغ آشیان گردد

سخنم ، آب دلربا دارد
 آشای ستم مروت جور
 پیخود شدنم آفت مینای ادب بود
 مدعا گم گشته را زندان بود باغ و بهار
 کلک من ، تیغ در عصا دارد
 هر که بیگانه شد وفا دارد
 ساقی کرم افزود که در نشاء کمی کرد
 مفت بلبل در خزان گریبا نفس خوب میکند
 شاید ، از گشمن داغ دل ما ، می آید
 بوی خون ، از نفس باد صبا ، می آید

بپای شک میظلم ، که بادل آشنا باشد

بهر موجی زخم دستی که شاید ناخدا باشد

رفتیهای جهان ، قابل دل بستن نیست!
 جانب او دل بیال اضطرابم میبرد
 انیقدر بس که ، دمی خاطر خود شاد کنند
 ذره ام بیطاعتی تا آفتابم میبرد
 جرس سان ، رهرو شوقت ، جراحت پوش می آید
 درین رادی دل گویا لب خاموش می آید

سر ژولیده مویانت خیال با اثر دارد
 کمان بپله دارد صید پال انشان نمیداند
 عارف ازو پر است ولی او نمیشود
 هر سنگ ره آئینه ، یاد صنی بود
 عمری ست که ، از گریه هم افسرد دل ما
 گله صاف ، به از هفوفبار آلود است
 در خاک سلیمان ز پی مور توان خواند
 راحت و رنج بود خواب پریشانی چند
 این دل و این دیده با شوخی تعلق داشتند
 قن در بیتاب . آخر کشتن سیماب نیست

غرض تفسیر مضمون است ، شد حاصل ، چه سپرسی

بحالم گریه کن قاصد ، چه شد مکتوب اگر تر شد

سنگین مشوکه ، زود فرو میروی بخاک!
 خوب گل را میپرسید از تمنای نفس
 چون پری در شیشه پر میزد بشوق خون دل
 چون جرس ، جزو تن بلبل ما بود نفس
 دیدم بلوغ تربیت قارون نوشته اند
 در گستان هم ندانی بلبلم آزاد بود
 جوهر تیغ تو ، تا در بیضه فولاد بود
 ز همان روز که در بیضه گستان میدید
 وقت دعا ست چون در میخانه وا کنند
 ای نا امید رفته ز مخراب ، باز گرد

باده حسن ، آن خدا نا قوس ، تا در جام کرد
 نقل بزم می پرستان آرزوی خام کرد
 نیست باک ، خون ما برگردن قاصد ببند در نوشتن آنچه باید میتوان پیام کرد
 دام بردوش کمر باز کسی می آید که مرا یاد ز کنج قفسی می آید
 دل رساند ، از خاک تا افلاک ، درد ناله را
 نیست آه پاس خط بر صفحه دنیا کشید

جان خاکدانست و ما گرد بادیم ازین سرزمین هم گذشتیم آخر
 جذب صید است که آورد ترا تا صحرا کشش دام چه بینی کشش دل بنگر
 بی نوا را ، ای نسیم غمزده فریاد رس کرد غربت بست بر ما رخنه چاک قفس

میزنم مهر خموشی پر لب غوغای خویش
 پخته ام از آتش را سوختن سودای خویش
 مگر قاصد : نفهمیدم ! چه گفت آن بی وفا ، بد خو
 تو آن الفاظ ، واگو ! آشنایم من بتقریرش
 کوهکن جان کند ، بهر رازداربهای عشق
 آن شرار ، از تیشه بیرون آمد آخر ، خیف خیف
 قاصد بیطاعتی را ، ره بکوی مقصد است
 میروم من هم دمی از خویش در دنبال شوق

ز خون پرورده هم چشم وفا نیست
 چون سیل رفتیم ، عمری ره دل
 گردست یابم ، چون موج گیرم
 یاد یاران در غزان کار بهاران میکند
 شب بیاد نگهت زمزمه سر کردم
 سیر کردم گرمی ارباب دنیا ، سوختم
 مشت خاکستر پاس آئینه کام مکن

شد آخر از من بیدل جدا دل
 فی جاده دیدیم آنجا ، نه منزل
 دامان قاتل ! دامان قاتل
 آشیان بلبلان تا هست ، من دیوانه ام
 هرچه میگفت دل از جور تو ، باور کردم
 در چراغان رقص از بهر تماشا سوختم
 دل چو رسوخت دگر آرزوی خام مکن

گل بی فیض قالین شهبان ، تاکی شوی ، واضح !
 شبی مهتاب سان در کلبه ما هم حصیری کن

مولف گوید : مشهور قالی بی نون است و در بیت واضح قالین بنون آمده . حضرت آزاد-
 ند ظله العالی - در خزانه عامره درین بیت آفرین لاهوری که :

برای فرش رندان آفرین بر صبیح میباند . فلک را تار زرین خط خورشید قالینی
 بخواه تحقیق میطرانند که قالین بنون هم درست است . شیخ محمد علی حزین اصفهانی هرگاه از

بندر ته وارد سیستان و خدا باد - که هر دو شهر عهده از بلاد سته است - گردید، شخصی شعری پیش شیخ خواند که قالین بنون داشت ، شعر از خاطر ققیر بر آمد . شیخ گفت : لفظ قالی بی نون است ! آن شخصی پیش ققیر نقل کرد ، گفتیم : شیخ فریدالدین عطار نوشاپوری در پندنامه مشهور قالین بنون آورده میفرماید :

سرد ره را ، بوریا قالین بود زانکه خشش عاقبت بالین بود

انتها کلامه .

آن شرر عو قلی ، روزی نوجوان خواهد شدن
خانه سوز صد چو من بی خاتمان خواهد شدن
وزن خواهشها ، اگر در روز بازار جزاست
قیمت ما از سبکیاری گران خواهد شدن
هرزه گرد جستجو ، در هیچ حال ، آسوده نیست
خاک اگر گردد دلم ، ریگ روان خواهد شدن
واضحا ! شد از نم فیض سخن ، خاکم عمیر
سیزه کمز قربتم روید زبان خواهد شدن
جنگ هفتاد و دو ملت را سپر انداختیم
تیغ کین بر من مکش ! ای خصم ! تا مردی مکن

دلا خوش میسری کاشانه ات کسو
بمسار حسن ، مجنون آفرین است
بره جنون دویدم غیری ز خود ندارم
نگه طاقوت ربا شوخی ، مگر کینه میبیند
آرزو جوش پش ز در دل ناشاد می
در طلب دل کامل استقنا و اوپر بی نیاز
هستی ما خاکساران ، نقش پای بیش نیست
تا قیامت جوهر از فولاد خیزد مضطرب

جنون پرورد من ویرانه ات کو
سرت گسردم ! بگو دیوانه ات کو
نگهم ، کجافتاده ، دل من ، کجانشته
که بیخود تکیه زد سیماب بر دیوار حیرانی
صید ما بر بیضه دارد چشم بر صیاد می
میرود غافل بفریادم رس ای فریاد می
چشم پر راه خرابی دارد این بنیاد می
تیغ را از خون من رنگین مگر جلا می

نسیم تازة صحرا ، از وحشت میدهد ، بوی
درین وادی ، مگر گل کرد نقش پای آهوی
جنون جولانی ما یک طپیدن وار جا خواهد
نیاید گسر بکف دامان صحرای سرکوی
شرر جولان خود سرگوش کن شاید اثر بخشد
ز خاکستر نشینان شی للمسی دم هوی

درد چون اشک از شوقش بی^۱ هم چشم قربانی
درین وادی شده هر جا دو تسبیح سلیمانی

الهی! کعبه میخانه ، یادآور بانی که میخانه سائز کعبه ، من سجده مانی

رباعیات

دنیا که درو دل بهوس پیچید است
غوغاش تمام حسرت و بیمزگی است
در بزم زماته گر طرب می نوشی است
شع روشن بشع افسرده ، گفت :
بردار دل از امید ، میباید رفت
ای رهرو غافل! این چه وقت خواب است
قتل چه بامید تمام آمده است
پیری همه فکر تیز رفتن دارد
از قتری سوخته ، پر انشانی رفت
ای تاک بسوز و ای صدف! غرق بشو
حق بین ز صفات دوست چون ذات گزید
در خانه ، تمام نور شع است ، دل
دنیا که جمال اعتباری دارد
مردی آنت کش گفتم ورنه
چمی گمان که جمله قتری بود
از صاف و کدر مگوی چون نشاء یکی است
پیدرد دل که میشود ریش از مرگ
پیکته و خویش گریه بدم مکتید
در کجفنه دهر ، شبان عالم
حکمی دارند ، زان جبهاتدار شدت
یک عمر ، رفیق بزم احباب شدیم
غفتد همه آخر و انصاف شدت

رضیع است مال و راحتش فهمید است
چون صبح عروسی و چوشام عید است
مردم باجل حیات را سرگوشی است
گویی ما بیان این خاموشی است
شد موی سه سپید ، میباید رفت
شب رفت و سردید ، میباید رفت
ایام جوانی پی کام آمده است
این عشره آخر سیام آمده است
وز بلبل افسرده ، نوا خوانی رفت
بگلشت بهار و ابر نیسانی رفت
بر اصل نگه دوحه وز فرع برید
پروانه بنیر شعله شع فکید
خود را بتکاح هر کسی می آرد
تا مرد چو پید لو مرا بگنارد
قوی بنلط که جمله تشیه بود
این راز نهفته فیه ما فیه بود
جان کندن زنگ بود پیش از مرگ
من گریه خویش کرده ام پیش از مرگ
در صفت رعیت اند ، تی پیش و نه کم
چون حکم نماند ، گشت بازاری برهم
یک عمر ، بیجر دلقب و قلاب شدیم
ما نیز بیان نماند در خواب شدیم

(۱۰۸۴-۱۱۰۹)

نتائج الأمکلر : قانظم عالی دستگه میرزا مبارک الله متخلص بواتح . که جد بزرگوارش
میر محمد باقر محاسب یارادت عان از شرقالی قانمدار بلنه ساله بوده . یشرق دامادی میرزا جعفر

آصف خان اختصاص داشت. در عهد جهانگیری بمده بخشی گری چهره اعتبار بر افروخت، و در عصر شاهجهانی به بلند پایگی منصب وزارت ترقی یافته، در مرصه قلیل بحکومت دکن و خطاب اعظم خان متاع مباحات اندوخت. و بدفئات بصوبه داری گجرات و بنگاله و کشمیر و اله آباد حکمران ماند. آخر بادشاه او را اختیار داد که: حکومت هر صوبه که خواهی برای تو قرار یابد! وی فوجداری جونپور پسندید و همانجا ره نورد سفر آخرت گشت. و پسرش میر اسحق اودات خان هم در زمان عالمگیری، بمد تملکه داراشکوه، با یالت صوبه اوده سرفرازی یافته. در همان سال از ننگنای دنیا در گذشت. بانجمله میرزا مبارک الله واضح که مشق سخن بخدمت میر محمد زمان راسخ نموده، و در مراتب نظم بردازی شانی رفیع و فکر بلند داشت و در نکته سنجی و بتزاکت خیالی طبع دقت پسند. از پیشگام عالمگیری بخطاب موروثی ارادت خان سرفراز و به فوجداری جاکنه و پس از آن بحکومت نواحی اورنگ آباد سپس بقلمداری گنگیرگ متناز گشته. و در عهد شاه عالم بهادر شاه بمنصب چهار هزاری مفتخر گردید و در عصر محمد فرخ سیر ثمان و عشرین و مائده و الف (۱۱۲۸هـ) پا بنامن عدم کشید. این چند بیت از افکار اوست:

ز مفراض فنا، نور است شمع زندگانی را
بود آب دم شمشیر صندل سر گرانی را
بدام افتادم و از ضعف و بیپوشی صغیر من
نشد بار دل صیاد، نازم قانونی را
(هشت بیت تحت گل رعنا ثبت شده ص ۴۴۵ - ۴۴۶)

شمع انجمن: واضح، مرزا مبارک الله مخاطب بارادت خان از دودمان امارت ست. در عهد جهانگیری بمنصب میر بخشی گری دم مباحات میزد و در زمان جلوس شاهجهان بوالا پایه وزارت مترقی گشت، و بفرصت قلیل با یالت دکن و خطاب خان اعظم فوز عظیم اندوخت. در ایام حکومت جونپور موافق سنه ۱۰۵۸ مرحله آخرت پیمود. دیوان واضح بنظر درآمد، این چند گل ازان چمن چیده شد:

چه الفت است بزلف تو بیقراران را
براه او چه در بازی: فی دینی نه دنیای
گر چه آزادم، ولی جانم فدای دیگرست
بیخود شدنم آفت مینای ادب بود
بهار وقت صبا، گل بکام گلچین باد
بکفایت اخگری پیچیده ام یعنی دل خود را
نشان سیر بهار است عمر زفته بیاد
بل سیاه پسند است سوگواران را
دل داریم و اندوهی سری داریم و سودائی
گرد سر گردیده صیادی مرا سر داده است
ساقی گرم افزود که در نشه کمی کرد
که ما بکنج قفس طرح آشیان کردیم
مبادا گریه بر حانم کنی ای نامه بر رحمی
ز نقش پای صبا رنگ فتنه بیدار است
(ده بیت دیگر دارد که تحت گل رعنا ثبت شد ۵۱۵-۵۱۶)

۲۸۶ = اسحق بیگ وافی

اسحق بیگ وافی. مرد منصبدار سخن سنجی بود. در سن دهم از

جلوس محمد شاهی ا بساط حیات بر چید :

شهادت آرزویان را بقربان گاه جولانش
 نشاط از رقص بسل بود ، شب جانی که من بودم
 نه تنها غنچه ، در فکر دهانش ، تنگدل باشد
 همین یک نثر (؟) مشکل بود، شب جانی که من بودم
 ز رنگین جلوه های قامتش ، سرو گلستان را
 رعونت پای در گل بود ، شب جانی که من بودم

۲۸۷ .. محمد طیب وافی

محمد طیب وافی . طبعش از معنی طرازی نصیبی وافی داشت ، و از

سخن بهره کافی :

تا مصور صورت آن شوخ سیمین بر کشید
 شد زنهان در شرم ، نتوانست دیگر سر کشید
 فضای آسمان بیتابی دل بسر نمی دارد
 بمحشر ، کشته ناز ترا ، جوش طپیدنماست *

• صبح گلشن : وافی محمد طیب کشمیری . طیب انفاسش رافع انفرده طبعی و دلگیری ست ..

(یک شعر دایره سر ۵۸۱)

۲۸۸ = خواجه نور الله واله

خواجه نور الله واله . صاحب مشربان آگاه دل، با صد دل واله، طور
 آزاده مشربیش میکردند . فضلش بدرجه افضل است و کمالش بوجه اکمل ،
 بر سیه روزم شبی ای چرخ از مه پاره
 آفتابی در هلال دور آغوشم ، گذار

بیوی زلف یار : ای دل! بدنبال صبا رقی!
 برنگ نکبت او ، در هوایش تا کجا رقی!
 رخ تست آتش طور و ید یضا بود دست
 مسلم دعوی' خوبی همه اعجاز میآئی *

• صبح گشتن : واله حواجه نورالله کشمیری . طریق اللسان و تصحیح الیانه است . ویر
 شاهان نکات و دقائق واله و حیران .
 (دو شعر دارد ۵۸۲)

۲۸۹ - میرزا حسن یگ واهب صفاهانی

سر حلقه ارباب معانی ، میرزا حسن یگ واهب صفاهانی . در مکتب
 خانه تدریس سخن آموزش ، زاتوقه کتده گانرا ، بی رنج کسب وهب
 میگردد . بل چون اشراقیان ، بائدک خون گرمی' توجه ، کمات خورشید
 معانی را با هزار مطلع ، در سینه خود بخود جلوه ظهور میدهد :

کی توان جستز که زلفش گشته دامنگیر ما

پاسبان در زیر سر دارد سر زنجیر ما

بر یاد آفتاب بیالین ، نسیم سر شاید باین خیال ، تو آئی بخواب ما

بدیده اشک بود رهنمون دل مارا ، شمع بود شب روان دریا را

کردی سفید دیده ما را ، در انتظار این بود پنبه که نهادی بلاغ ما

باز خود میجویمت ، هرگاه میرنجسم ز تو

صبر در پرهیز کردن ، عادت و تجور نیست

خط برآمد از رخس تا همشین غیر شد

آتش او . تا مرا میسوخت تا کثیر نداشت

با کم ، از آشوب محشر نیست ، میترسم که باز
 همچون شمع کشته ، باید زندگی از سر گرفت
 خال بر غنقب آن ، آئینه زیب افتاده است
 یا برون ، دافه از پرده غیب ، افتاده است
 سایه یارب گشته از قدش نمایان بر زمین
 یا سیه روزی چو من ، در پای او افتاده است
 قطره خوی نیست کان بر روی جانان من است
 بر رخس افتاده عکس چشم گریان من است
 می آید از حدیث تو ، بوی نیساز و ناز
 گویا ، زبان بلبل و گل ، در دهان تست
 کشتی مرا ، و کشته شد از رشک ، عالمی
 هر خون که میکنی تو ، بصد خون برابر است
 پس از مردن ، چراغ کشته نه ، بر سر خاکم
 که دارم از تودردل ، آن قدر آتش که ، درگیر

فغان که ! پهلوی من نا نشسته طعنه غیر بیادش آید و بی اختیار بر خیزد
 هزار داغ دل از رشک گلرخان دارد ستاره سوخته عشق ، صد نشان دارد
 ز دست تیغ تو ، نوبت نمی رسد ، باجل مگر شهید ترا بر سر مزار آید

بر گر به های مستیم امشب ، سبوی می
 خندید آن قدر که ، شکم بر زمین نهاد
 معشوق ما بمذهب ا هر کس موافق است
 باما شراب خورد و بزاهد نماز - کرد

خط که موی بسیه خال لب دلبر داد
 رشته ، بر پای مگس بسته ، بشکر سر داد
 خواب دیدم : کز هوس شاهین او ، صیدی ربود
 چون شدم بیدار ، مرغ دل بجای خود نبود
 گربه نخل قد آن مه ، ندهم دل ، چه کنم ؟
 حکمی از عالم بالا شده نازل ، چه کنم ؟

در آتش ازان حسن گلو سوز نشستم . ننشسته شبی باتو باین روز نشستم
 گرچه از بار چو طومار بخود پیچیدم هرکجا خواند مرا مایل او گردیدم

نهاده چشم تو ، سر در کنار ابروی خویش
 چو رهزنی که ، کند زیر سر کمان بالین
 ز بسکه ، درد دل من ، نصبت آمیز است
 بطرز شکر ، ادا میکنم ، شکایت تو

بیمار عشق را بیداوا ، چه فائده ؟ دارد لب تو فائده ، اما چه فائده ؟

بیا دوزخ ! تلاش امتحانی میتوان کردن
 دل گرمی ، بدست آورده ام ، گر میزنی جوشی *

* تذکره حسینی : شاعر مکسب میرزا حسن و اهب صفاهانی است . معنی سنج روشن
 قیاس بوده معاصر شاه عباس :

شدت نرگس سبز تو سرخ پنداری که در پیاله فیروزه کرده اند شراب
 آتشی افروخته و از کادوان وا مانده ایم همزمان رفتند و خاکستر نشینم کرده اند (۱)
 بزرگ شعله ، که از نخته های زخم کشند کشم چو آه دود خون دل بدامانم

بهنگام تواضع ، هیچ میدانی چها کردی
 مرا صاحب سلامت گفستی و خود را دعا کردی

(ص ۲۶۱)

آتشکده : واهب ، اسمش میرزا حسن . اصلش از مال میرمن محلات کوه کلهپوه و در
 اصفهان تربیت یافته . و آخرالامر وزیر دارالعباد پزد گردید ، هم الحیا وفات یافت :
 دوش در میخانه ، یک جام شرابم زنده کرد ماهی' بوده بخاک افتاده ، آهم زنده کرد (۱)
 هنگا میکه شاه عباس صفوی در اصفهان مسجد جامع جدید کرده ، تاریخی لائق آن مسجد
 گفته ، که این مصراع ماده تاریخ است :

شد در کعبه در صفاهان باز

گویند جناب میرزا ، وقتی سمت علاقه بکردگی زاغی نام بهمرسانیده بهیچ وجه در
 وصل بر روی او نکشوده . از بیمهری' دلدار و ناسازی اغیار ، بکیار بنای طاقت و شکیهائی او
 بران نده . روزی یکی از مهربان بار گفته که : آه نیم شب تو مشوقه را با آتشی عجیبی
 ساخت . و پیک از فواحش مسماة بکوی از دلستگی او تمام بهمرسانیده . میرزا این مطلب
 غیب دانسته قطعه بجهت مشوق خود انشا فرستاد . اینست :

باخبر باش که صیدش نشوی ، سهل مگیر	ایکه صیاد ! مرا کرده نگاهت نخچیر
زاغ سیرغ شکاری که تو را کشته اسیر	پنجه در سینۀ شاهین قضا بند کند
او هم از نکبت خط ، کرده جهانی تسخیر	عطر زلف تو ، اگر برده دل عالم را
در گستان جهان هر دو فداوید نظیر	تو اگر باغ گلی ، او چمن یاسمن است
دام عنقا نتوان بافتن از موج حصیر	منما چین جبین تا بر بانی دل او
سجده شکر کن و در قدمش زود بهیر	شب که مستانه بیزم تو قدم بگذارد
به نیازی که فقیرانه کند دستش گیر	بنگاهی که اسیرانه کند چشمش بوس
بطریقست که ، بر شاخ بخشکد انجیر	نارستان تو ، فرداست که بر نخل قدت
کار شمشیر نیاید ز فلاخ شمشیر	تیغ ابروت با بروی گمانش نرسد
بود در طالع حسنت ، که شود عالمگیر	عالمی صید تو گردید ، چو او صید تو شد
که اگر آینه اش از تو شود رنگ پذیر	حرفائی نظر مهر و محبت سوگند

میکشم روز تو را ، چون شب خود ، تیره و تار

میکشم زلف تو را ، چون خط او ، در زنجیر

(ص ۲۱۱)

نتایج افکار : مورد مواهب رحمانی میرزا احسن راهب اصفهانی . که در اصفهان نشر و نما یافته همانجا بکسب کمالات پرداخت و آخر کار بدنبال وزارت یزد سر بر افراخت . در نظم پردازی هم طبع موزون داشت و بوقت موعود دار فانی را گذاشت .

(دو شعر دارد ۴۴)

نگارستان سخن : راهب میرزا حسن . از موزون کلامان سرزمین صفاهان است و انقاس جانفزایش قالب شعر و سخن را راهب روح و روان :

سر چه باشد که ، من از تیغ تو ، امساک کنم ترسم آن را گره خاطر فتراک کنم
دل شکسته که لب خشک و چشم تر دارد مسافریست که از بحر و بر خیر دارد
به پیری خاک بازیگه طفلان میکنم برسر که شاید بشنوم زان خاک بوی خورد سالی را
(ص ۱۴۰)

رو: روشن : راهب میرزا حسن و بعضی ناسخین احسن بزیادت الف غلط کرده . منشا و منشا و مکسب کمالاتش شهر اصفهان و دوران شاه عباس فرمان روای ایران است . منصب وزارت یزد بدانست مسلم بود . و نظم و نسق اقلیم نظم و تاریخ گوئی ، بکمال ربط و ضبط مینمود . شاهزاده میرزا ابراهیم ادهم در طلب تخلصی این رباعی بوی نوشت :

راهب ز گشاکشم رهای خوب است نام بتخلصی رسائی خوب است
گر کیسی و گر عیدی و گر ابراهیم مارا سگ و بنده هر چه خوانی خوب است
راهب در جواب این رباعی نوشت :

خورشید سپهر اعظمت میخوانم بهتر ز تمام عالمت میخوانم
شاهی و ز درویش تخلص خواهی من ابراهیم ادهمت میخوانم
در وصل رشک میخورم و در فراق خون انگنده عاشقی بدذاب ابد مرا
تا دل دیوانه ، درس عشق را نهمیده است شورش دارد ، که پنداری ، خدا را دیده است
نه در هرب سر موی رنانه در حجم است هزار حیفت که انسان خوش قماش کم است
پسی پرستش مردم ، بهم رسید تنی که نام نامی و اسم گرامیش درم است
استخوان بندی مارا غم او از هم ریخت دست دیوانه به بندید که زنجیر گسیخت
در دیر و کعبه ، ساغر تحقیق میکشیم یک خانه در محله ما ، بی شراب نیست
میکشد گردون بخواکم همچو نقاشی که او صورت فرزند بر دامان مادر میکشد
باد پای تو ، بدریای سرشکم چو رسید در نظر شوخ تر از توسن دریائی بود
هلاک جوهر ابروی سرکش تو شدم که فتنه ، را بکسر ذوالفقار مینند
بی من بسیر گلشن ، امروز رفته بودی فریاد بلبلان را ، از دور میشنیدم
کار دیوانه عشق است ، که جانش خون باد در دعا گریه نمودن باثر خندیدن

اشک در چشم تو گردید ز بس خندیدی میکنی گریه بروز خود و بر خندیدن
خنده کردم و چون گل بخجالت رفتم بهار دگر افتاد مگر خندیدن
قبا بنازکی رنگ یاسن پوشی پری برهنه شود چون تو پیرهن پوشی

رباعی

در فصل گی که گل زمیخانه دمد خار و خس غم مرا ز کاشانه دمد
از آبله دیدیم دمد سنبل آه چون سبزه که از نسیم دانه دمد

(۵۵۱ - ۴۵۰)

۲۹۰ - حضرت شیخ عبدالاحد وحدت

نیر برج وحدت پسندی ، حضرت شیخ عبدالاحد وحدت نخلص
سر هندی . از حضرات سر هند و خلیفه حضرت مجدد الف
ثانی بودند . هر جا تشریف میفرمودند ، طیور و نباتات ، بیان احوال آنجا
که داعیه رفتن میداشتند ، پیش از ورود مینمودند :

گهی گوشم چو گل ، گاهی چو نرگس ، چشم بر راهش
گهی فکر شنیدنسا ، گهی سامان دیدنها

نگه گرفته ز روی تو شیشه شیشه برات
دماغ برده ز بوی تو شیشه شیشه شراب
ز دست غنچه لبان بسکه قافیه تنگ است
فروغ کوکب بخت من ، آتش سنگ است
در گذرگاهی که جولان گاه بخت ناز اوست
زندگانی چون شرر کاشانه ام برباد بود
بتن هر قطره خونم بدل داغ تو میسوزد
چراغانی عجب ، در جلوه دارد ، لاله زار من
چون بر آشفته ندانم ، خط مشکین کسی
باز بیچید ، مگر در دل غمگین کسی

بجز نقش نو کی گنجد در آغوش خیال من
نباشد در رگ بلبل بغیر از رنگ گل خونی*

* صفیحه خوشگو : حضرت شاه عبدالاحد وحدت تخلص . مشهور به میان گل ، نبیره و خلیفه برحق شیخ الشیوخ شیخ احمد سرهندی مشهور به مجدد الف ثانی ، نقشبند فیوضات سلسله نقشبندیه بود . عیال بلند داشته .

درویش بود بزرگ همت عالی نهاد صاحب کمال والارشاد . بر کمال ذاتش همین قدر شاهده عدل پس که ، همچون شیخ سمدانه گلشن - که گلیست آبیاری تربیتش - رنگ و بو یافته و از دامن پر گلهای فیضی برخاست . اگرچه از اشغال باطن فرصت نمی یافت که به فکر سخن پردازد ، اما درین کار نیز استاد بود و بسیار مانی تازه و مضامین رنگین از او گل میکرد . در کوتله فیروز آباد ، واقع دهل کهنه ، اقامت داشت و همانجا در عهد پادشاه شهبید محمد فرخ سیر به سال هزار و صد و بست و شش (۱۱۲۶) وصال کرد . رحمتانه علیه . دیوان مختصری از آنجناب یادگار است . چند شعر تیسماً و تیرکاً بقید قلم می آید :

(ده شعر که در گل رننا است دارد ۶۹)

گل رننا : وحدت ، شیخ عبدالاحد مشهور به شاه گل بن شیخ محمد سعید بن مجدد الف ثانی احمد سرهندی است . بر جاده درویشی و قناعت مستقیم بود و در کوتله فیروز شاه واقع دهل کهنه میگذرانید . و هرگاه از اشغال باطن فرصتی دست میداد ، گاهی بنا بر تفتن طبع متوجه شعر میشد . در سه ست و هشرین زمانه و الف (۱۱۲۶) از انجمن کثرت پنهانخانه وحدت آرمید . از اشعار آیدار اوست :

جلوه گاهی شمع رویش دوش این کاشانه بود	پردهای دیده فانوس و نگه پروانه بود (۱)
گوهر مقصود را از سنگ طفلان یافتم	عقل اینجا سنگسار از مشرب دیوانه بود
دل وحدت منش از خلق مکدر نشود	گر کتاب تو بود یک ورق ابتر نشود
بروز واقعه تابوت از چنار کنید	که برده ایم ز باغ جهان تمیستی (۲)
نشاء فقر ، رساتر ز فنا ، یافته ایم	در قدم پیش بود ره ز کفی تا کفی (۳)
هر که چون فواره در یاد قد جانان فتاد	پای تاسر گریه گشت و آبرو بر باد داد (۴)
تا چشم تو با فتنه گری ساخته است	قد تو بشوشی علم افراشته است

۱- نتایج دارد . ۲- نتایج الانکار و نگارستان سخن دارد .

۳- نگارستان سخن دارد .

با گرمی بازار تو، ای آفت جان ! خورشید قیامت، سپر انداخته است
 آن تیغ که زندگی از و درخلل است آتش فگن خرمن طول امل است
 هم تشنه خون خلق و هم موج بلاست همدست قضا و همزبان اجل است (۱)
 (ص ۱۰۸۶)

نتایج الإنکار: وحدت. عندلیب گلشن توکل شیخ عبدالواحد معروف به شاه گل، که وحدت
 تخلص میکند. نواده مجدد الف ثانی سهرندی است. بر جاده فقر و قناعت ثابت قدم بود و
 در شغل ذکر و فکر راسخ دم. گاه گاه ملتفت بشعر و سخن میشد و تا آخر حیات بدهل گذرانید
 و درست و عشرین و ماته و الف (۱۱۲۶هـ) بدار عقبی آرמיד. (دو شعر دارد ۴۴)
 نگارستان سخن: وحدت شیخ عبدالاحد معروف بشاه گل فرزند شیخ محمد سعید خلف
 شیخ احمد سهرندی مجدد الف ثانی قدس سره است. در ذاتش علم ظاهری با علم باطنی
 اتحادی پیدا کرده. و بشعر و شاعری از امثال و اقربا سر بر آورده. شیخ سدا له گلشن از
 مریدان اوست. و کلامش در کام و زبان ارباب ذوق شیرین و حلو.
 (سه بیت دارد ۱۴۰)

روز روشن: وحدت شیخ عبد الاحد معروف بشاه گل سهرندی دهلوی ابن شیخ محمد سعید
 ابن مجدد الف ثانی شیخ احمد سهرندی جامع طریقت و شریعت و حاوی معرفت و حقیقت
 بود، و جاده فقر و توکل و طریقه ذکر میپیمود، و در دهل کهنه بکوتله فهروز شاه عمر عزیز بسر
 نموده و در سه ست و عشرین و ماته و الف (۱۱۲۶هـ) ازین عالم رحلت فرمود.
 در آیوحدت و باز بچه دونی بگذار درون کعبه دم از کمبختین بی ادبی است
 بزیر ابروش، خال خوش انداز برنگ ابن حاجب، نکته پرداز (۲)
 (دو رباعی دارد ۴۵۳)

۲۹۱ = محمد ثنا خان وحشت

صاحب قدرت، محمد ثنا خان وحشت. همعصر و هم بزم والد
 مرحوم بود. هر شعر نازک، آرایش غزالی است در صحرای چین
 دیوانش دیده لیلی و شان ختن را، مجنون دیدن خویش گردانیده. هر لفظ

۱ - روز روشن دارد

۲ - نیز رک: صفحه ۳۲۲ تحت شماره (۲۲۰)

ایانش را شاخ نخچیر خطا میتوان گفت. و هر نقطه اشعارش را نافه آهوی
تبت توان خواند. در آخر سلطنت شهنشاه بحر و بر فروخ سیرا شربت
فنا چشید :

نقاب شرم جوش گل کند آن روی نیکو را
بافسون دام تسرسا زد رمیدن چشم آهو را
گر بنگرد چو شاخ گل آن تند خو، در آب
آئینه خانه بکند، عکس او، در آب

بهار، از فیض چشمش، صد چمن گل در بغل دارد
نسیم، از عطر زلفش، جوش سنبل در بغل دارد
رخت ز رنگ گل و می نقاب میسازد نگاهت آئینه را آفتاب میسازد
آشفته ساز طره و جام شراب گیر بر روی گل ز نکبت سنبل نقاب گیر
پری زادی، که از خود رم کند، چشم فزون سازش
کجا حیرانی آئینه آرد بر سر نازش
سامان غم از اطره دلجوی که دارم سر رشته آشفتهگی از موی که دارم
بسکه در دل هوایی سرمه نگاهان دارم هر کجا خاک شوم رو بصفاهان دارم
زلف را آئینه دار روی زیبا کرده آفتابی را هم آغوش مسیحا کرده*

سفینه خوشگو : محمد ثنا خان وحشت تخلص . کشمیری الاصل بود . بسیار باجمیت
قابلیت اختصاصی داشت و سلیقه نظم و نثر درست . همراه اخلاص خان نو مسلم که - تاریخ
فروغ شامی - نوشته ، بسر میرد . بسیار شوخ وضع بوده . دماغش صرفه نمی کرد که پیش
کسی شمر خواند . بر این مصرع ناصرعل :

۱- صبح گشن دارد .

۲- ۱۱۲۴ - ۱۱۳۱ هـ


چیزی که ندیدنی ست آن هم مانیم

رو پرونی مرحوم گفت که : چیزی ندیدنی عضو مخصوص زنان میباشد ، آن هم ظاهراً صاحب خواهد بود ! عمر درازی یافته در هزار و صد و چهل و چند (؟ ۱۱۱۴ هـ) در گذشت .
ازین شعرش خان صاحب بسیار محظوظند :

شوخی' ناز غیر میدهد از احوالم گردش چشم کسی ، قرعه رمال من است
بگر آئینه دار مهر رویت شد بر و دوشم که همچون ماه نو بر خویشن می بالد آغوشم
تغافل میکند هموار حرف نا ملائم را که باشد بالمش خواب فراغت پنبه گوشم

(ص ۲۰۵)

کل رعنا : و حشت محمد ثنا خان کشمیری بسیار شوخ طبع بود . و با اخلاص خان وامق (۱)
بسر میرد . چون وضع درشت داشت دماغش وفا نمی کرد ، که پیش کسی شعر خواند .
خوشگو گوید : برین مصراع ناصر علی (۲)
(سه بیت دارد که در سفینه خوشگو آمد ۱۱۱۲)

۱- وامق : مخاطب با اخلاص خان کلا نوری از قوم کهتری است . بر دست مولوی
عبدالله خلف الصدق مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی - که از فعول علماء هندوستان است - سلمان شد
و بمحمد اخلاص موسوم گردید . و کمر بر تحصیل علوم پر بست و متداولات درسی را اکتساب نمود و
فراوان سرمایه دانش اندوخت ، و بملازمت عالمگیر بادشاه رسیده وکالت بعضی امراء می کرد ، و در
عهدشاه عالم بهادر شاه بسیار محترم میزیست . و با امراء عظام مثل خانخانان وزیر اعظم و دیگر
ارکان سلطنت دم مساوات میزد . و در عصر محمد فرخ سیر بادشاه صحبت او با اقطب الملک
سید عبدالله خان وزیر اعظم و امیرالامراء سید حسین علی خان خیل برار شد . و در زمان فردوس
آرامگاه محمد شاه نیز در کمال هزت بسر می برد و خدمت میر منشیگری داشت . بشرافت نفس موصوف
بود . همیشه صحبت با علما و فضلاء میداشت . حضرت آزاد مد ظله العالی نقل میفرمودند که :
در اربع و ثلاثین و مائه و الف در شاهجهان آباد مکرر باجد خود میر عبدالجلیل بلگرامی در صحبت
اخلاص خان رفق ، امیری با تمکین و وقار بنظر آمد . چند ناضل جید با خود نگاه داشت . نعل
مولوی محمد زاهد ردولوی و مولوی محمد پناه ساکن نیوتنی . میر عبدالجلیل بلگرامی هر چند رفیق او
نیود ، اما باهم اخلاص بسیار بود و اکثر ملاقات واقع می شد . چنانچه روزی بخانه مشارالیه
همراه علامه مرحوم میر عبدالجلیل قدس سره رفق ، با جمعی از علما درس میگفت . بعد فراغ تدریس
با شخصی پنجابی که سابقه خوش طبعی با او داشت ، خطاب کرد که : شما مذهب خروج دارید! او
گفت : غلط است بلکه من عجب اهل بیتم . نواب گفت : باورم نمی آید! آخر الامر علامه مرحوم 

۲- رک تحت سفینه خوشگو :

صحف ابراهیم : وحشت . محمد ثنا خان وحشت تخلص از آدمی زاهدگان کشمیر است برفاقت
اخلاص خان نو مسلم صاحب - تاریخ شاهی - میگلرانید و در نظم و نثر مهارت داشت .
گویند از لغوت و استکبار شعر خود را پیش عزیزان معاصر کمتر میخواند . در سال هزار و صد
و چهل (۱۱۴۰هـ) وفات یافت :

(ص ۳۶۶ ب)

صبح گلشن : وحشت ، محمد ثنا خان نام داشت و در خطه هلیزیر کشمیر پا پرمه شهبود
گذاشت . از رفقای اسلام خان (۱) بود . و کمال تبختر بر نکته رسی و مضمون ایجاد می
نمود . از پنداری که داشت ، شعر خود پیش مردم خواندن عار و ننگ می انگاشت ، و بر
سخنوران دیگر زبان بایراد می کشاد . چنانچه این مصراع ناصر علی را :

راحکم کرد . علامه مرحوم فرمود که : اگر ایشان نام دوازده امام بترتیب گیرند تصدیق می
کنیم که محب اهل بیت اند . پنجابی گفت : بل نام دوازده امام میدانم ! و شروع بشردن
کرد که : امام شافعی و امام اعظم و امام مالک و امام احمد بن حنبل و امام غزالی و
علی هذا القیاس ! اهل مجلس بسی اختیار در خنده افتادند .

واقف نثر بسیار خوب مینوشت بعدیکه درین فن او را صاحب طرز توان گفت .
تحریر او را عالمگیر بادشاه می پسندید . یکی از دستخط های عالمگیر بادشاه ، بنام عنایت الله خان ،
که در رساله - کلمات طبیات - جمع کرده ، این است : تحریر محمد اخلاص بد نیست ، مسوده دوسه
فرمان بکنند ، طالب علمی هم دارد و آشنای کار هم پیدا کرده . و کالت سهل است بدیگری یا
بنوکر خود مقرر کند . (انحصی) وفات او در جهان آباد سنه ثلاث واربعین و ما ته الف
(۱۱۴۳هـ) واقع شد . در اوائل جوانی فکر شعر هم می کرد . در او آخر اصلاً متوجه نمی شد .
از وست :

غضب! میکشی از دست تو، مشکل شده است شیشه منی ، به بنبل آبله دل شده است
بیتو میریزد نمک در ساغر من مانتاب گردد کلفت می شود در بستر من مانتاب
از طپش آمدن دل ، شاهد مرگ در است نبض از جنبش چو آساید رگ خواب فناست
(ص ۱۱۰۹ - ۱۱۱۱)

محمد اخلاص نو مسلم کهتری تل کلانوری المخاطب باخلاص خان من کبار امراء المصر ،
مات شاهجهان آباد ، یوم الثلاثاء ثانی جمادی الاولی و له تسع و ستون سنه . وکان فاضلاً عالماً
متفتناً خیراً متبحراً صاحب المکرم . (تاریخ محمدی ۶۵)

۱- میر ضیاءالدین حسن بدخشانی مخاطب به اسلام خان . در سال و چهارم عالمگیری
بصربه داری کشمیر رفت و در سال ۱۰۷۲هـ فوت شد .

چیزی که نهدنی ست آن هم مائیم

لغو قرار داد که منجمه چیز های ناهیدنی قبل زنان ست ، پس قائلش بقول خود همانست .
بالجمه وحشت عمر دراز یافت و در سه بضع (۱) و اربمین و ماته و الف از این وحشت کاه
بدارالقرار شافت :

مگر آینه دار سیر زویت شد بر و دوشم که همچون ماء نوری در خویشن می باله آغوشم
(شعر دیگره دارد ۵۸۸)

۲۹۶ = و داد

وداد . هر لفظ رنگینش گنگی است که بویش و داد باشد . چون بمشام
جان دوستان صادق الانجام فایز میگردد ، دماغ را رشک طباء عطار بازار
حبت میگردداند :

نمی باشد به از گرمی بمردم پختن نان را
بروی هر دو دست خویش باید داشت مهمان را*

* احتمال است که ، این مرزا محمد زمان و داد دهلوی باشد ، که عمل حسن و
مصحفی شرح احوالش را به اینقرار ثبت کرده اند .

* عقد ثریا : و داد ، مرزا محمد زمان نام دارد . در حرف سلیمان قل خانش میگفتند . جدش
اصفهان بود ، خودش در شاهجهان آباد نشو و نما یافته . مذهب اثنا عشری داشت . همراه
نواب موسوی خان مرحوم بهزت هر چه تمام تر بسر میرود . بدرماه سه صد روپیه امتیاز
داشت . شعر را چون گوهرآبادار بخوبی و صفائی تمام در سلک نظم کشیده . (ص ۵۹)

صبح گلشن : و داد ، میر محمد زمان دهلوی معروف به سلیمان قل خان . با سختی و ارباب
سخنی و داد و صحبت داشت . و در عهد احمد شاه پادشاه دهل برفاقت نواب موسوی خان سر
قفاخر بر افراشت :

میکنی نیست شمار دل غم پرور ما خون ما پاده ما دیده ما ساغر ما

۱- بضع : ع (پکرها یا بفتح با و بسکون فساد) پاره از چیزی . قسمتی از شب .

و چند عدد بین سه تا نه

مخسب ساز طرب را مشکن در پس پرده اش آواز کس است
 بگو: بخواب که، دیگر میا! بچشم قرم که آن جزیره که جانی تو بود، آب گرفت
 بر سراز دست تو، هر چند که، بیدادم رفت
 تا بکونی تو رسیدم، همه از یادم رفت
 اشک روزیکه، قدم در حرم دیده، گذاشت
 دل، همانروز بمن گفت که: بنیادم رفت
 جلوه اش در نظر و حرمت دیدن باقیست گو دلم نیست بجا شوق تبیدن باقیست
 (ص ۵۸۹ - ۵۹۰)

۲۹۳ = ویشه لاله

ویشه لاله، هندو جوان خوش طبیعتی بود:
 نکشیده ایم باده که مینا: تمام شد نقشده ایم جرعه که صهبا تمام شد
 یک عمر سعی صرف نمودیم، بوالعجب! مطلب نشد تمام نفسها تمام شد

۲۹۴ = هادی

هادی، طبعش سالک مسلک هدایت بود.
 هر چه بادا بادا! میگویم: جز اینم، شکوه نیست ا
 کم ترا ببینم و بسیار میخواهد دلم ا

۲۹۵ = میرزا عبدالهادی

راه بر طریق استادی، میرزا عبدالهادی، پسر ملا علی رضای تجل ا.
 طبع هدایت توامانش، غول نژادان صحرای انکار سخن سنجی را، بصراط
 مستقیم اقرار معنی طرازی ثابت قدم گردانید:

ز پهلوی هنر، هر بی کمالم، دشمن جان است
 مرا از آب، چون یاقوت آتش در گریبان است

ز آتش خونگامی ، گشت خاکستر ، دل ای هادی !
 که گذرش سرمه آوازه چشم غزالان است
 سخن زیر لبش شد ، آب از شرم و تبسم شد
 لطافت غنچه سان

آه کاین دل چو عقده گوهر وا نشد تا نگشت خاکستر *

صبح گلشن : هادی میرزا عبدالهادی کاشی خلف میرزا علی رضا تجل ست ، ما شطه
 طبعش مرائس ابکار افکار را محل و محل :

ز پهلوی هنر ، هر بی کمالم ، دشمن جان است
 مرا از آب ، چون یاقوت آتش در گریبان است (ص ۶۰۳)

۲۹۶ = حضرت خواجه هاشم درویش

حضرت خواجه هاشم درویش - قدس سره - در عرفان پیوسته بودند ،
 زان سان که ربگ در گل . گاه گاهی بشعر هم میپرداختند :

دل پریشانم ، چو گیسوی تو ، از سودای تو
 فرق تو کردم که
 هیچ میدانی ، صدف بهر چه ، سر تا پاست گوش !
 تا ز هر کس بشنود ، حرف در یکتای تو

۲۹۷ = خواجه هاشم دیوانی

خواجه هاشم دیوانی مرد خوبی بود . یک رباعیش بخاطر است
 ایراد میگردد :

مائم که ، در شعله نشیمن کردیم آتشکده را ، خیال گلشن کردیم

بردیم ، خیال دوست همراه : بخاک
شمعی ، بنزار خویش روشن کردیم*۱

* تاریخ اعظمی : خواجه هاشم دهبانی از ایمان شهر کشمیر است . باوجود اشتغال ثانوی گوی' کر - که تعلق با و داشت - گاهی از راه صفای' طبع خاطر بطرف شعر و سخن می‌نگاشت . خوش فکر و صاف ذهن بود . از تمام کلامش بنحریز این اشعار اکتفا نمود :

کی ز بیم خنجرت ، خواهد دلم یکسو گرفت

همچو ابرو ، می توان تیغ ترا ، بر رو گرفت

کثرت حسن و صفا سر تا سر آن رو گرفت خال ، جا خالی ندهد ، گوشه ابرو گرفت

یک ذره ز اختیار در دست تو نیست لیکن مقول فطرت پست تو نیست

تدبیر چو کمبختین و تقدیر چو نقش در دست تو هست لیک در دست تو نیست

(ص ۱۰۲)

۲۹۸ - میر محمد هاشم

میر محمد هاشم . مرد خوبی گذشته ، در نظم و نثر دستی داشت .
مثنوی فکر کرده آخر عمر کور شد .

حیرتی دارم ز مشکین خال هندوی ترا کافری در بر گرفته مصحف روی ترا

گر بنطق آید دلم ، از آتش عشقش ، چه دور

لب بگفتار آورد ، از گرمی آتش ، کباب

نرگس از روی خجالت ، سر به پیش ، افکنده است

در چمن روزی مگر آن ، نرگس شهلا گذشت

وصف دهان نیک تو ، مقدور نطق ، نیست

این حرف نازکست بگفتن نمی رسد

خیال قوس ابرویش ، نهان در چاک دل ، کردم
معاذ الله ! هنوز آن ترک خوبانم نمی داند*

* صبح گلشن : هاشم : میر محمد هاشم از مردم کشمیرت و کلاش را در دلها نایب :
ز حرف مهر فریبم مده ! که میدانم بجز جفا ، ز نو کار دگر نمی آید

رباهی

رو ، فقر گزین! که فقر بهتر ز غنا کان ، سایه کند در آفتاب فردا
دولت ندهد نجات ز آتش ، چون فقر سخفانه ، به از قصر بود ، در گرما
مانیم که ، در شعله نشین کردیم آتشکده را ، خیال گلشن کردیم
بردیم خیال دوست همراه ، بخاک شمی، هزار خویش ، روشن کردیم (۱)
(ص ۶۰۵)

۲۹۹ - نواب سعد الله خان هدایت

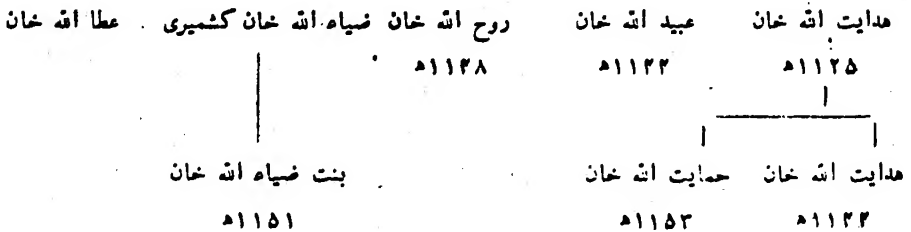
نواب سعد الله خان هدایت . وزیر حضرت خلد مکان . هادی طبعش
گم کرده راهان صحرای غوایت را ، جانب منزل مقصود هدایت راه مینمود .
وقتی که شهنشاه بحر و بر محمد فرخ سیر بر تخت سلطنت نمکن یافت ،
بعرض رسانی واژونه معاندان ادبار ، قرین بحلقش کشیده روح پاکش را
بلبل گلزار محفل شهدای کرپلا ساختند :

جستم و همچو تو نیافته ام انتخاب این قدر نمی باشد
نازکی ختم شد بر اندامت مور را این کمر نمی باشد*

* تاریخ محمدی: هدایت الله خان مخاطب بوزارت خان ثم بسعد الله خان منتقد بن عنایت الله خان
کشمیری . از کبار امرای شاه عالی و جهاندار شاهی . شب ۲ ربیع الاول (۱۱۲۵هـ) بفرمان
پادشاه (فرخ سیر) بخله کشته شد ، در دهل . (ص ۳۱۰) دانشمند گرامی قدر ، آقای عرش
راپوری در حواشی سلسله را اینطور ثبت فرموده اند :

شکر الله

عنایت الله خان کشمیری ۱۱۳۸ھ



(نیز رک : تذکره سلاطین چنتا ۶۷۱ ب و خانی خان ۲ : ۳۵ < و تاریخ اعظمی ۲۱۲
 (در ضمن پدر) و ۲۱۷ فتحیه آصفیه ۲۳ ب و مآثر الامرا ۲ : ۵۰۲ و تاریخ مظفری ۴۸ الف
 و دستور السیر ۲۴۰ الف)

خان آرزو در مجمع النفائس گفته است :

عبدالغنی بیگ قبول مدتی با هدایت الله خان - که در عهد بهادر شاه (۱۱۱۸ -
 ۱۱۲۲ھ) بخطاب سعد الله خانی امتیاز یافته و نیابت وزارت داشت - میبود . و بعد از کشته
 شدن خان مستور در عهد پادشاه شهید مرحوم محمد فرخ سیر (۲۴ - ۱۱۳۱ھ) با سید
 صلاحیتخان میبود . (۲۹۱ الف)

صبح گلشن : هدایت ، سعد الله خان کشمیری خلف عنایت الله خان عالمگیر یست و محمد
 فرخ سیر پادشاه هر چند باوی بد نبود ، مگر سعایت بعضی مهربان ، اورا قتل نمود :
 (دو شعر دارد ص ۶۰۶)

۳۰۰ = میمنت خان هما

میمنت خان هما . از سایه همای طبعش ، گدایان فرومایه کشور سخن ،

بر دیهیم سلطنت سخندانی متمکن گردیدند :

ای مرغ دل ! نفس نکشیدی چه شد ترا !

بسمل شدی ، دمی نه طپیدی ، چه شد ترا !

بیاده لعل ترا هیچگونه نسبت نیست که لعل تو نمکین و شراب بی نمک است

۳۰۱ - همت سیستانی

همت سیستانی . در سیستان سخن ، چون او والی صاحب همتی ، بر

روی ابداع جلوه گر نگشته :

نیامد بر کنار بام طفل مرغ دل صیدم نگشتم تا کبوتر باز رنگ از رخ پریدنها*

* نصرآبادی : مرزا همت ، این هم بنی عم ملک حمزه است (۱) . ازین ولایت دلگیر شده بهندوستان رفته . ملازم پادشاهت و نهایت اعتبار در آنجا دارد . طبعش خالی از لطفی نیست . همت تخلص دارد و شعرش اینست .

ز عکس آئینه گزار آفتاب شود (۲)
 بدوم آتش من ، چون رسید آب شود
 که گردد چین ابرو موی چینی کاسه سر را
 چشم تا وا کرده ، آغاز و انجاست گذشت
 آئینه خانه شده ام ، از خیالها
 خواهش دیدار هینک کرد سنگ خاره را
 خرویش نزدیکی نمی باشد چو مینا سنگ را
 در سفر قصری نمی باشد نماز شام را (۲)
 نگاه شوخ او فرگس زند بر سر تغانل را
 کند این حقیق را خط مشکین بنام ما (۳)
 تیغ کشیده دان ، نفس ناکشیده را (۲)
 این ماه نو بمصنف دیدار دهنیست (۲)
 در شب چراغ آئینه خاموش میشود
 موج این بحر پر آشوب ز سر رفتن تست
 (ص ۴۸)

بهار رنگ تو چون گل گل از شراب شود
 ز دشمنان ملائم ، ز بسکه میترسم
 ز کم حرفی ارباب یقین گشت است معلوم
 زندگی در خواب غفلت همچو باد است گذشت
 از بسکه با خیال تو دارم ، وصالها
 بی بصیرت را کند صاحب بصیرت ، فیض عشق
 بد گهر را آشنای نیست منظور نظر
 گردوی بر باد زلف خرویش کوناهای مکن
 چگونیم پیش دل بی مهربی رسوای آن گل را
 آخر بر آمد ، از لب لعل تو ، کام ما
 پاس سخن صلاح بود آرمیده را
 ساغر ، ز دست ساقی نو خط ، کشید نیست
 روشن دلان بهند ، نگردد روشناس
 لنگر گشتی تن خشم فرو خوردن تست

۱- ملک حمزه غافل ولد ملک جلالالدین صاحب سیتان ، ملک ابوالفتح برادر ملک حمزه و مرزا شجاع بنی عم ملک حمزه (نصرآبادی ۳۳-۳۴) همه شاعر بودند .

۲- روز روشن دارد .

۳- شمع انجمن و روز روشن دارد .

شمع انجمن : همت سیستانی از سخنوران سیستان است . (یک شعر دارد ۵۲۲)
 روز روشن : همت ، مرزا همت . در شمع انجمن و پد بیضا (۱) نوشته که : از
 سخنوران سیستان است ! و در - نشتر عشق - آورده که : میرزا همت را برادر اند ، ابوالفتح
 و ملک حمزه عاقل (غافل ؟) تخلص از ملک زادهای سیستان بود ! و در - پد بیضا - این شعر
 هم بنامش آورده :

زندگی در خواب غفلت همچو بادامت گذشت چشم تا وا کرده آغاز و انجامت گذشت
 و در - آفتاب عالیناب - گفته : همت میرزا از شاهزادگان ملک نیمروز بود ، نیش
 بجشید میرسد و تا انقراض سلسله سلاطین صفویه ، حکوت سیستان در خاندانش بود ، و جدش
 در عهد جهانگیر پادشاه ، وارد هند شده درین جا اقامت اختیار کرد : از کلام اوست :
 (چهار بیت دارد که تحت نصر آبادی مرقوم شده ۸۶ <)

۳۰۲ = محمد زمان بیگ همت

محمد زمان بیگ همت . بهرام وار ، به نیروی جادو فنی زهره طبع ،
 بلند همت ، با پری پیکران معانی بکر ، . . . نرم گردیده ، بر دیهیم سلطنت
 جلوس اجلال نمود :

ساقی رحم دل نیست که گیرد دستم میگریزم به پناه جگر آشامیها
 نگاه آشنای او ، بهر بیگانگیه میافند
 بداخ رشک میسوزد مرا در کو و کر باشم*

• نصر آبادی : محمد زمان بیگ همت تخلص . از اتراک اردبیل است . مدق در قلعه
 حویزه کوتوال بوده . ترک آن کرده مدنی در خدمت محراب بیگ ولد گدا علی بود . گدا علی
 بیگ که حاکم دورق شد ، او را همراه برد . بعد از فوت او باصفهان آمده و بعد از مدتی بخدمت
 مرحوم زمان خان حاکم کوه کیلویه بود . دران اوقات فوت شد . طبعش خیالی از لطفی نبوده .
 شعرش اینست :

۱- پد بیضا تذکره شمرست که میر غلام علی آزاد پیش از سرو آزاد و خزانه عامره
 نوشته بود ، و تئیکه وی در سنده بخدمت و قانع نویسی مامور بود . تذکره چاپ نشده است .

رسد چون روز بد ، دولت بکس هدم نخواهد شد
 هما گر زخم یابد ، سایه اش مرهم نخواهد شد
 مطلب از هوش و خرد ، فیض جنون یافتن است
 حاصل حلقه در ره بدرون یافتن است

- فیض از وجود خرد ، دل آگاه میبرد
 غم دنیا ، نکند تنگ دل دانا را
 نیستم ، در وادی افتادگی ، محتاج خضر
 نام خود نیک بر آرید که ، در گنبد چرخ
 چو قمری ، بر فروزد آتش شوق
 کار دل ، در بستگی بهتر شود
 غفلت سرشار روز روشنم را ، قار کرد
 بی وجود کامل ، دنیا نمیگردد قرار
 در سبک روحی ، غبارم از صبا، دل میبرد
 گرد ، باد آسا درین ویرانه ، گردی میکنیم
- در منزل است هر که بخود راه میبرد (۱)
 از گران باری کشتی ، چه خبر دریا را
 همچو نقش پا ، بمنزل میبرد مانند مرا
 این صدائیت که در روز جزا میماند
 برون آید چو دود از روزن طوق
 آب چون گردد گره ، گوهر شود
 چشم پوشیدن مرا از خواب غوش بیدار کرد
 میکشد نادان ، بزور مردم دانا ، نفس
 سایه ابری مرا منزل بمنزل میبرد
 نقش پای هم نخواهد ماند ، از ما بر زمین (۱)

رباعی

در عالم ایجاد ، اگر خوار تو ام
 بمیقدر متاهم و بیزار تو ام
 مخلوق تو ام ، اگر چه طاعت نکنم!
 در کار تو نیستم ، ولی کار تو ام! (۱۱)

(ص ۳۹۱)

نگارستان سخن : هست ، محمد زمان بیگ ترک . از موزون طبعان اردبیل است . کلام
 عالی مقامش بر هست والا نسبت او دلیل :

درین گشتن ، بقدر خویش ، هر کس منصبی دارد
 اگر بلبل گدازد خویش را ، شبنم نخواهد شد

(دو شعر و یک رباعی دارد ص ۱۴۰)

۳۰۳ - محمد اشرف یکتا

بیت الغزل دیوان ذکا ، محمد اشرف یکتا . هر گوهر سخشن ، در
 صدف طبع در یکتای است ، که لعل سخن فارغ بدخشانی ، در بر میزان

قدرش ، کمتر از خذف ریزهای سراب ، در نظر صاحب جواهران بالغ
نگاه در میامد :

حسن تحریر ، اگر هست ترا نان دهد در همه جا ، دست ترا

مانند آن شرر ، که ز سنگ نمک چمبد

خیزد نگاه گرم ، ز چشم سفید ما

بیاد آن کمر از بسکه کاهید است تن ما را

بیاض چشم موری میتواند شد کفن ما را

محت از گیسوی خوبان پنجه ام

ای مصورا نقش دست من بکش ، بر شانها

بسکه از بیداد زلفت ، چشم من ، ترسیده است

خیزد از موج نگه ، زنجیر سان شیون مرا

گردید سبز ، چون نئی نرگس ، درین چمن

از زهر چشم او ، قلم استخوان مرا

به پشت پای نگارین نهاده او زلفش گل رسائی اقبال سرخروئی-هاست

بچشم مردم از بس هنر نماید عیب

بیاض ، در بغل هر که هست ، مبروصی است

نفس دزدیده ، میبوسم کف پای نگارینش

که ترسم ، شعله در آن آتش رنگ حنا گردد

بسختی هر که میسازد ندارد بیم افشردن

ز آب تیغ ایمن آتش سنگ فسان باشد

بیا مطرب ! بیزم بی نوایان نغمه سر کن !
 که شاید بار غم از دل ، خر طنبور بردارد
 چنان ترسید چشم ، از جور آن زلف گرهمگیرم
 که از موج نگه ، فریاد برخیزد چو زنجیرم
 خرابم ، از جفا اندیشه ، ظالم مدعا ، شوخی
 ستم پرور ، وفا بیگانه ، بیداد آشنا ، شوخی
 دارد از بس ، طلب مهر رخس ، خوشحالم
 میروم چون مه نو ، راه و بخود مینالم
 کرد کنت حرف شیرین ترا دلچسپ تر
 چون سخن ، بر گرد لب گردد ، در غلطان شود*

* سفینه خوشگو : یکتا ، محمد اشرف یکتا تخلص . از مردم کشامره است . شنیده می شود که تا حال (۱) در کشمیر جنت نظیر هنگامه شعر و شاعری گرم دارد و مردم آنجا را اختتام بر سلیقه اوست . یک بیتش بالفعل پیاد است :

کی ترک سجده نو ، بت دلریا کنم کاری که ، کافری نکند من چرا کنم (۲)
 (ص ۲۸۰)

مجمع الذمائر : محمد اشرف یکتا : از سکنه کشمیر بود شعر را خوب میگفت . تا عهد

فردوس آرامگاه محمد شاه زنده بود . ازوست :

تجل جلوه از وصف رخت کردم رقمها را تراشیدم به تیغ کوه طور ، امشب قلمها را
 گردید سبز چون نئی نرگس ، در این چمن از زهر چشم او قلم استخوان مرا
 کلک کاتب تن بمو چون کلک صورتگر نداد

صاحب معنی نپوشد خرقه پشمینه را

از غیر برده بود ، دل و داد واپسش شکر خدا که ، خاطر مارا نگاه داشت (۱)

۱- خوشگو تذکره را (از سال ۱۱۱۳هـ) تا (۱۱۴۸هـ) تالیف میکرد .

۲- مجمع النفاث و سفینه هندی و نتایج الافکار و روز روشن و نگارستان سخن دارد .

۱. روز روشن دارد .

- ناله از بخت سیه، هر که ز اهل رقم است
 همچو همیان زوی، بر رهگذر افتاده ام
 برنگ غنچه، فرگس، درین باغ
 فصل خزان ز هند، بکشیر آمدم
 جانب میخانه ها، پیوست باشد رو مرا
 بود شب شوری، ندانم ناله دل پوده است
 تلاش معنی باویک دارد، هر که استاد است
 سهل است، پشت پا زدن، آب حیات را
 شهر آشوب همین فرگس نشان تو نیست
 ز بس بدیده مردم، هنر نماید هیب
 سخت دشوار است دل، از مجلست برداشتن
 خط دمید و از رخ چون آفتابش نور رفت

سخن جوش حلاوت میزند سنجیده چون گوید

بلی تریاک انگوری، که میزان خورد، شیرین شد

- مگر از رنگ پای خویش آتش زیر پا دارد
 بود تا راستی ممکن، خلاف از من نمی آید
 هند و سواد رجه چه آدم تراش بود
 کیوتر اضطرابی در ره آن دلریا دارد
 ندارم حاصل از نه بیدم سرو آزادم
 بی دولتی ز کبر، بر آورد خواجه را

فی النعت

- ز کین چرخ زیر جبهه بهر مصطفوی
 غازه رنگیش لفظ و سفیدای بیاض
 سیخ پر نا شده گردید کتاب این بلبل (۱)
 ای چشم من! ببردم بیگانه وا مشو (۱)
 (۲۳۴ - الف - ب)

صاحب ابراهیم : محمد اشرف یکتا، از مردم کشمیر است. اواخر عهد جنت آرامگاه
 محمد شاه، در کشمیر بخوشحال میگذرانید، و مردم آنجا بدستی سلیقه نظم او را مسلم میدانستند.

(خطی ۲۸۴)

سینه هندی : محمد اشرف یکتا تخلص کشمیری، از کهنه شعرای خطه کشمیر است،

۱- سینه هندی و نتایج الافکار دارد.

۲- روز روشن دارد.

مولف پدپیشا نامش محمد عاقل (۱) و وطنش لاهور نوشته . و مولوی حبیب الله که مزین صاحب سخن است و در کشمیر - که موطن اوست - ہمیری مانده ، میگفت که : نامش محمد اشرف و موطنش کشمیر است . دیوانش همگی قریب هفت صد بیت خواهد بود . درین صورت همین قول صحیح باشد و همین یکتا با احمد یار خان یکتا (۲) بر تخلص مجادله میکرد . اواخر عهد محمد شاه بادشاه ، دامی اجل را لبیک گفت . اوراست :

خاک گشتم بره سرو خرامان کسی بعد ازین دست غبار من و دامان کسی
من نه آم که ، دو صد نکته رنگین ، گویم همچو فرهاد ، یکی گویم و شیرین گویم

(س ۲۶۲)

گل رعنا : یکتا محمد اشرف کشمیری خوش فکر بود و تا عهد محمد شاه کشمیر زندگانی را سیر میکرد . این اشعار از تذکره خان آرزو بقلم می آید

۱- محمد عاقل یکتا : طبعی درست دارد . در صفت سرفات شعر ، یکتای روزگار است .

(سفینه خوشگو ص ۲۷۵)

در شمع انجمن است : یکتا لاهوری ، نامش محمد عاقل بوده و در سخنوری مرد کامل .

(س ۵۳۷)

۲- احمد یار خان یکتا پرلاس صوبه دار قته و کشمیر و غرنی . متوفی (۱۱۴۸)

مدفون در خوشاب پنجاب . در سرو آزاد هست : وقتی محمد عاقل یکتا لاهوری با احمد یار خان مناقشه کرد که : یکتا تخلص از من است ! تخلص مرا بمن وا باید گذاشت . احمد یار خان گفت : یکتا نشدم بلکه دوتا شدیم . و قرار داد که : با هم غزل طرح کنیم ! هر که خوب گوید تخلص ازو باشد . خان مذکور زمانی و مکانی همین ساخت ، و جمیع صاحب طبیان لاهور را فراهم آورد ، و غزل طرح کرده بر یاران عرض کرد ، و صدای آفرین و تحسین از هر جانب بلند شد . محمد عاقل مهر سکوت بر لب زد ، هر چند یاران تکلیف کردند غزل خود را دون یافت بر زبان نیاورد . احمد یار خان محضری درست کزد و به مهر و دستخط حضار سخن سنج مزین گردانید . آفرین لاهوری این بیت دستخط کرد .

بر این معنی گواهیم ، آفرین ! ما که احمد یار خان یکتاست یکتا
و دیگری این مصراع ثبت نمود :

گوهر یکتاست احمد یار خان !

این بیت ازان غزل طرحی است :

ناخوش طرح جهانگیری کالوسی ریخت

لشکر زنگ چوری بسر روی ریخت

(رک : سرو آزاد ۲۰۱ و نتایج الافکار ۷۸۹)

نالدا از بخت سیه هر که ز اهل رقم است حجت ناطق این حرف صریح قلم است
این بیت را خان آرزو بنام محمد اشرف یکتا کشمیری نوشته و کشتن چند اخلاص دهلوی
بنام محمد عاقل یکتا لاهوری بقلم آورده . و میر غضنہ بیخبر و دیگر تذکره نویسان پیروی
او کرده اند :

برنگ غنچه فرگس ، در این باغ دلی داریم از جام تنی پر
این مضمون پرتو مضمون میر احمد فائق لاهوری است که میگوید :

از شرم چشم مست تو ، خوبان نهفته اند در آستین ، چو غنچه فرگس ، پیاله را
(۱۹ بیت دارد ۱۱۴۲ - ۱۱۴۵)

نتایج الافکار : پسندیده؛ فصحا محمد اشرف یکتا . که اصلش از کشمیر است ، مرد خوش
فکر بود و طبع موزون داشت . در عهد محمد شاه بادشاه بخوبی می گذرانید و در سه اوسط
ماتہ ثانی عشر (۱۱۵۰) بهالما بقا گرانید . ازوست : (دو بیت دارد ص ۹۲)

نگارستان سخن : یکتا ، محمد اشرف شاعر غرا بود و در انداز سخن سرای یکتا .

(یک شعر دارد ۱۵۰)

روز روشن : یکتا محمد اشرف . از نکته سنجان کشمیر جنت نظیر بود . و تا آخر عهد
محمد شاه بادشاه دهل مراحل عمر طی می نمود و در اوسط ماتہ ثانی عشر بمنزل جاودانی آسود .
(هفت بیت دارد ۹۰)

۳۰۴ = میرزا یوسف بیگ شاملو

میرزا یوسف بیگ شاملو . زلیخای سخن ، چون در عشق یوسف
طبعش بیقرار گردید ، بادیه الفاظ مشاورت نموده ، گلشن دیوان - که یاد
از جنت الفردوس میداد - آراست ، و دران برای ملاحظتش ، کنیزکان گلگون
پوش معانی بکر ، بگماشت :

بسکه کردم گریه در دیوانگی سبز کردم دانه زنجیر را
درد ترا بعیش جهان ، میتوان . خرید از بهر سود عشق زیان میتوان خرید
در پس پرده هر نکته ، کنای است ببین شاهد صد نمکستان دهنی ساخته اند

نگوم از محبت پیشگان ، ارشاد میخوام !
زیارت نامه از مشهد فرهاد میخوام !*

* نصر آبادی : یوسف بیگ از اعظام اهل شاملو است . گویا قرابتی بمالیجه حسن خان (۱) دارد . مدتی در هرات بخدمت خان میبود . در فنون سپاهگیری و سایر کمالات قدرت داشت . اما بی پروا و باد دست و بدخو بود . بهندوستان رفته گویا در عرض راه فوت شد . دیوان او بنظر رسیده سه هزار بیت بود . این ابیات از آنجا نوشته شد :

ما را شراب شوق ، و ترا هوش داده اند	هر سینه را بمعرفتی جوش ، داده اند
نقص مروست تلاش مسلمی	مردان بخاک معرکه آغوش داده اند
صد غوطه میخورد دل و قانع بقطره	آنجا که بحر در گرو یک بغل شناست
هر کس ز قفا میرسد از پیشروانست	این قافله ، چون سبزه پس و پیش ندارد (۲)
رگ اندیشه را در دهن کاشهای دقت کن	که از یک جوتنادر بغل گیری جهانی را
چون شمع هر که سوخت ز داغ نیاز تو	بالیده جامه جامه بخود از گداز تو (۲)
قناعت ریشه بی حاصل در مزرعم سوزد	گر از ابر کرم منت کشم یک قطره باران را
آن کس که ، دهد خلعت آرائش عالم	یک جامه ، باندازه درویش ندارد
دران محل ، در در یوزه ام ، خدا بکشاد	که آسمان و زمین در بروی هم بستند

نگارستان - سخن : یوسف بیگ شاملو الفاظ و کلماتش یوسفستان معانی نیکوست :

دران وادی که ، از مطلب نه نام و فی نشان باشد

هجوم گوهر مقصود ، چون ریگ روان باشد

(دو بیت دیگر دارد ۱۵۰)

روز روشن : یوسف ، یوسف بیگ شاملو از امرای ستمنت شاه طهماسب ماضی بود . و با حسن خان شاملو قرابتی داشت . بزم هندوستان از وطن قدم بجاده سفر گذاشت . و در اثنای راه ، مسافر ملک عدم گشت :

فا کار دل ، ز عشق تو مشکل نمیشود	آسان مراد دل ، ز تو حاصل نمیشود
رمزیت در تفانلش ، ای دل ! و گرنه یار	یکبارگی ز حال تو غافل نمیشود

(ص ۸۱۱)

۳۰۵ = جلال الدین یوسفی

جلال الدین یوسفی . شاهنشاه مصر معنی یابی بوده ، بفیض دعایش

زلیخای سخن را ، غازه جوانی از سر مشاطه قدرت ، بر رخ طلا کرده ،
 چون خورشید در روشنی مشهور گردانید . از مشاهده جلالش که با فوج
 جوانان گلپوش اشعار رنگین فلک چشم خیره گردیده چون سها جهانش
 تنگ نمود :

از تبسم لب آن غنچه دهن کو باشد
 داغ دل چشم تو روشن ! که نمکدان باشد !



پایان یافت

بتاریخ ۲ اکتوبر ۱۹۶۷ء

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ

تطبيقات

فہرست تالیفات

...	میرزا فقیرالدین آفرین
...	ملا ایکم
...	شفیعی اثر
...	میرزا استغنا
...	قزلباش خان آمید
...	میرزا شریف الہام
...	اوجی
...	میرزا ایما
...	ایمن
...	شیخ عطاء اللہ باقی
...	ارسلان بیگ
...	میرزا محسن تاثیر
...	میرزا محمد علی بیگ
...	میرزا فتح اللہ جناب
...	میرزا ارجمند بیگ مجنون
...	میرزا جوہری
...	میرزا اسمعیل حجاب
...	نواب حفظ اللہ خان
...	شاہ خاشع
...	امتیاز خان خالص
...	خاندوران
...	ملا حیدر خصال
...	میرزا خلیل
...	ملا فقیرالدین ڈانا
...	ملا ذہنی کشمیری
...	میرزا احمد علی راج
...	نصاحت خان راضی
...	ملا محمد رفیع رافع
...	میر کمال دستا
...	میرزا رشید
...	رضا کشمیری
...	سلطان علی بیگ رمی
...	رباض

...	زینب النساء بیگم
...	حاجی سابق
...	ساجد
...	سالار
...	حاجی اسلم خان سالم
...	میرزا نورالدین محمد شارق
...	حکیم حسن شفائی
...	میرزا محمد علی شکیب
...	میرزا شمس الدین
...	شوکت بخارانی
...	نواب حکیم الملک شهرت
...	نعمت خان عالی
...	عشرت
...	میر طاهر علوی
...	غوری سیزواری
...	محمد بیگ فرصت
...	مرزا قاسم کاشی
...	عبدالفی بیگ قبول
...	قیصرای هراشی
...	میر محمود
...	میر مرتضیٰ حیدر
...	مستغنی کشمیری
...	محمد رضائی مشتاق
...	ملا مظہری
...	مورزا حسن بیگ معلوم
...	مرزا مقصد کاشی
...	میر نجات
...	دلاور خان نصرت
...	نصیرای اصفہانی
...	نگہت سخنور خان
...	ارادت خان واضح
...	ہادی
...	حضرت خواجه ہاشم درویش
...	نواب سید اللہ خان ہدایت
...	مرزا حسن وادب
...	محمد اشرف پیکنا
...	یوسف بیگ

- ۳ - میرزا فقیر الله آفرینی . رک : تذکره حسینی ص ۲۵ ،
 نتایج الافکار ص ۵۹ ، وشمع انجمن ص ۳۲ ، سرو آزاد ص ۲۰۵ .
- ۸ - ملا ابکم . رک : نصر آبادی ص ۲۵۱ ، الذریعه الف ص ۱۷

۹ - شفیعی اثر

ریاض الشعرا : اخوند شفیعی اثر ، از شعرای مشهور و نکته
 سنجان معروف بوده ، و کافه سخن سرایان عهد او را باستانی مسلم داشته
 اند ، و در بدایت حال در سلک طلبه علوم منسلک و در دارالفضل
 شیراز که مولد آن نکته پرداز است ، بقدر تحصیل علوم نموده ، در همان
 اوان بعلتی چشمش از حلیه نور عاری شده ، از تحصیل باز مانده .
 طبعی بغایت لطیف و ظرافتهای نمکین داشته . الحق مصاحبی مثل او
 کمیاب بود . بدارالسلطنه اصفهان آمده مدتها دران بلده فاخره با مستعدان
 هر طائفه محشور و بزم سخن آرائی را گرم میداشته ، لیکن سبب شوخیهای
 طبع بهجا مائل شده جمع کثیر را هدف ناوک لسان ساخته ، چنانچه
 بر صفائح مسطور است و برالسته جمهور مشهور . الحق نهایت شاعری و
 استادی و فصاحت در آنها بکار برده . کلیاتش که مشتمل بر همه اقسام شعر
 است بده هزار بیت میرسد . از اشعارش بهمین چند بیت اکتفا شده :

خط کرد ظاهر آن دهن غنچه رنگ را
حیرانم از لب تو ، که با دستگاه حسن
بلای خوش نگهان ، چشم صیاد تو میباشد
نمیگنجد ، خیال دیگری در سینۀ تنگم
میکند بیدار اشک از خواب غفلت دیده را
دوستان را ، خلعت تجرید پوشاند ، خدا
از لطف خدا ، آنچه ضرور است ، مهیاست

در کار بود حاشیه این متن تنگ را
یک کاسه کرده است چو گل آب و رنگ را
اجل ، در قبضه هژگان جلا د تو ، میباشد
همین در شیشه ام جای پری زاد تو میباشد
آب پنشد سرفرازی نرگس خوابیده را
شاه میبخشد بخاصان ، جامۀ پوشیده را
چیزی که ، من امروز ندارم ، غم فرداست (۱)
(خطی)

مجمع النفائس : شفیعی ، اثر تخلص ، اصلش از شیراز است
مدتها در اصفهان بسر کرده . گویند : کور بود ! معلوم نیست کور
مادر زاد بود یا غیر آن . شاگرد مسیح الزمانی میرزا هادی قلندر است که
والد نواب بقراط الزمانی علوی خان مرحوم و مغفور بود . زمان سلطان حسین
میرزا صفوی (۱۱۰۵ - ۱۱۳۵ هـ) - که گویا خانم سلسله سلاطین صفویه
است - دریافته ، و مدح نواب وحید الزمانی ۲ بسیار کرده . گویا بعد
از طاهر نصرآبادی بعرضه آمده ، لهذا احوال و اشعار او در تذکره طاهر
مسطور نیست . هجو نجف قلی خان صدر الصدور در ایران بسیار خوب
گفته . غرض خیلی شوخ طبع بود ، و زبان گزنده داشت . بسیار معانی
نازه در کلام او هست ، چه در غزل و چه در قصیده و چه غیر آن .
کلیات مختصری دارد گویا همه منتخب است . طرز شعر او با طور
ملا محمد سعید اشرف بسیار مانا است . فقیر آرزو سی سال پیش ازین ،
جواب تمام دیوان غزل او و چند قصیده در چند ماه گفته ، مدتی علیحده
بود حالا داخل دیوان کلان خود نموده ام . بهر حال شفیعا بسیار پخته گو و

تازه خیال است . انتخاب اشعار او نوشته میشود :

میتوان کردن بگرمی پخته نارس چیده را
همچو مه در شب کند چرخ این دراز دیده را
بی عوض هرگز نمیبخشد کسی ، شمشیر را
چو پهلوان ، به تن خویش روغن خود را
نهان دارد ز مردم هر که داند اسم اعظم را
نپوشد خاک از فیض سخاوت دست حاتم را
افزون نکند نقش طلا زور کمان را
گوارا میکند می تلخکامی های دوران را
که حرف خویش ، جوابست روشنائی او
توهم صله گر بود خود ستائی را
مکرر دیده ام ، این مردمیهای زبانی را
در دیده ها زسرمه شدن ، جاست سنگ را
نا مناسب چو حرف بی تفریب
مینشینم ولی بمرگ رقیب
روزی دیگر چو نسخه های طبیب
هست بیداری مشتت ، بگذرد چون وقت خواب
شب ، اگر پروانه خرم گشت ، بلبل شد کباب
یعنی که شد بسنبله تحویل آفتاب
در غرور ، کی مویز شد انگور این شراب
بیوستان که قدم گاه سبز پوشان است

فانص از لطف مربی آب و رنگی بر کند
مبتدل کن کی بروشن رای خواند شعر خود
جان سپردم ، تا کشیدم نازی از ابروی او
زدست چرب غنی ، فن مخور که ، میمالد
بکیش اهل دولت فام از ذکر خفی باشد
زارباب کرم ، تا حشر میباشد ، نشان باقی
دارند گمان خلق که از قوت بازو است
ضرور است از پی نزدیک خوردن جرعه آبی
خوش باش ، چو زاهد کند مذمت عشق
ز مدح خویش ، زبان جمله خلق میبستند
امید التفات نیست ، از چشم سخن گویت
خواهی ، عزیز دهر شوی ، خاکسار شوا
دوش در بزم یار ، بود رقیب
گفته بودی که پیش من بنشین
ندهد سود عهد فامه یار
زندگانی میشود دشوار ، در پایان عمر
هرگز آسایش در کس را نیست زیر آسمان
از عارضش دمید خط همچو مشکتاب
نگذاشت چرخ میوه عیشم رسد بگام
چراغی از پی حاجت زلاله روشن کن

فقیر آرزو گوید که مصرع اول بگمان من چنین بهتر است :

چراغی از پی حاجت ، ز جام روشن کن

بزبان جهانی افتاده است چون سخن ، هر که آدمی زاده است
دارند خلق بسکه بصاحب زراعتقاد هر کس که مالک دو درم گشته بودر است

وبگمان فقیر آرزو، موافق مشرب خود مصرع دوم این بیت، چنین بهتر است

هر کس که گشت مالک دینار بودر است

هرگز گره از کار سخنور نکشاید این خامه انگشت زیاد کن داناست

عمر است شب هجر و دمی روز وصالش
 رشته طول امل، تار و جهان طنبور است
 همچو کابین زن زشت از غلط بازی، اثر
 اگر ز رشک تو میرم، رقیب جا دارد
 فقیر آرزو گوید نزدیک بهمین معنی است، آنچه میر رفیع‌الدین حیدر معنائی
 گفته :

همرهنش گریان تر از اهل عزای آمدی
 زاهد بها همیکده وقت نماز نیست
 سوهی که داشت عشق زبانی بدین نداشت
 شاهد بی نظمی دولت کتاب دولت است
 سایه لطف تو ابر شب تابستانست
 سر زده داخل مشو این میکده حمام نیست
 تا ابد زده کسی را پدر و مادر نیست
 بزیر خرقه قصب پوش همچو بادام است
 نمینماید اگر آسمان زمین پیداست
 نه هیشه از خون دلم پیش نمانده است
 چیزی که شود مایه تشویش نمانده است
 میکند هر که تعدی یکی منسوبست
 چون زر قلب بظاهر دو سه روزی خوبست
 هر که اکنون به بلا صبر کند ایوبست
 جامه عاریه را پاک نگه باید داشت
 روز و شب شانه و مسواک نگه باید داشت
 مگر شاد پس از مرگ کنی چون ارواح
 چو خاتم ننگنای دهر جای یک نگیں باشد
 که چون مهر نماز، آن آشیان یک گل زمین باشد
 که آب استعاده خوردن تندرستی را ضرر دارد
 با پرو عیب باشد چین، و در گیسو هنر باشد
 ز زاری خود نما را رو سیاهی بیشتر باشد
 خون یک شهر چو سیلاب بگردن دارد

دوش بر نش رفیعی، رشکها بردم که، تو
 خورشید ساغر از افق خیم، طلوع کرد
 زاهد گناهم این همه چین جبین نداشت
 بستن شیرازه بر اوراق دفتر، رسم نیست
 دلم از گرمی بیجای تو، سیر از جانست
 حرمت پیر مغان، بهر همه کس لازم است
 ز آسمان قطع نظر کن ز زمین دل پر کن
 ز وضع ظاهر صوفی، مخور فریب که او
 بروز ابر هم از فتنه نسیم این
 سرمایه تکلیف نگاه تو ندارم
 صد شکر که در دست من از حاصل دلها
 غمزه از نرگس لغان تو، شهر آشوبست
 از نمک باطن بد، صاف نگردد اما
 پیش ازین محنت ایام چنین صعب نبود
 دامن آورده مکن چارقه هستی را
 کار من نیست اثر نوکری زهد رها
 شام هجرم نشد از زوده وصل تو صباح
 بهر کشور چه حاجت خسرو کرسی نشین باشد
 چنان از ننگ شرکت هر سه خورده ننگ میخوام
 نشستن زیر شمشیر بتان نفس دگر دارد
 کمال خلق نقص مردم صاحب نظر باشد
 چو چشم سرمه ناک، از گریه رسوا میکنم خود را
 سرخ رو تیغ تو از غارت دلها برگشت

بل هر کس غم عالم ندارد عالمی دارد
 پیاکان نسبت آلوده دامانی خطا باشد
 بیشتر مینا گروی خویش را تر میکند
 خم آبخورده چو شد، قابل شراب شود
 بچشم یار مرا همچو سرمه باید دید
 مرا که صندل درد سر است سایه بید
 از شنف وقت جدا گشتن دعا گوی همد
 گل بو، چو کمتر آب خورد، بیشتر دهد
 چو خضر از نقش پای خود زیارتگاه میسازد
 بد تماشان را برنگ آستر رو میدهند
 همچو بادامی که، بهر تقویت بو میدهند
 همچو رحل مصحف آغوش طمع را میکند
 وقت راحت همچو نمویذ از سرت وا کرده اند
 شرح کشفی ز بهرت هر یک انشا کرده اند
 هر یکی چون ورق گنجینه حکمی دارند
 همه روزم به گسر داغ نوبی بگذارند
 تا یکی از صد بدست آید مکرر ساختند
 از برای خانه آئینه هم در ساختند
 ما را طمع دیگر از اغیار نباشد
 امید که این بار چو هر بار نباشد
 شاخ نخل که فتد راست عصا میگردد
 این دراز پاشنه پای گدا میگردد
 گل ز باغ آید چو بیرون کوچه با آئین کند
 زمانه زنده اگر دارم چنین دارد
 شکسته رنگ و دل آزرده و غصین دارد
 آری آب از شیشه خوردن جسم را لاغر کند
 اثر اشب بوضع روزگار من نسیماند
 پری هرگز نیفتد تا پری دیگر نه برود
 هر خرد را کسی که چو هینک بزرگ دید
 رنگین کنند بهر نشان قربت شهید
 چون ناخن بریده ز من یار ما برید

نباشد عالمی از عالم دیوانگی خوشتر
 شود می سرکه اما سرکه می هرگز نمیگردد
 بزم مستان هم ندارد چشم دل سیری اثر
 کسی فدای بمیخانه راه زاهد خشک
 نظر مکن بحقارت، به تیره روزی من
 غنیمت است اثر صحبت تپیدستان
 بسکه اپنای زمان آزرده از روی همد
 بی فیض میکند می بسیار طبع را
 بهر گامی که سالک عمر صرف راه میسازد
 اهل دنیا کی بوالا قدر پهلوی میدهند
 ز اتش می گشت، چشم کافرش، دلخواه تر
 خط ریحان ترا هر کس تماشا میکند
 از تو، پارانی که درد خود مدارا کرده اند
 لب به بند از کشف خود صوفی که قادم میزنی
 خلق را هر یک از افلاک جدا آزارند
 نان شب، مانده بخوان متوکل، کفر است
 خاک آدم را چو از آب روان تر ساختند
 تا برافتد دید و وا دید جهان یکبارگی
 مانند تب نوبه بجز وعده خلائی
 دادی ز ره لطف اگر وعده قتل
 طمع راه نمانی ز کج اندیش مدار
 خانه صاحب دولت ز سخا میگردد
 در غریبی هم به مردم فیض خوبان میرسد
 دماغ خشک ترم از چراغ بزم بنخیل
 چو خواب روز مرا غفلت زیان وصال
 همچو موی شد میانش خون دلها بسکه خورد
 دماغ ساز و چنگ و مطرب و مشوق میدارم
 بفارغیالیت پیش از بلا حق چاره میجوید
 مانند نور دیده عزیز است در نظر
 خاک اسیر عشق ترا میتوان شناخت
 سازم اثر چه چاره که بی دست و پا شدم

چه ذوق از سیر گلزاری که چندین باغبان دارد
بتاریخ جهان گشتم، همین یک داستان دارد
برنگ خامه نقاش هر کس صد زبان دارد
چو رنگ زن خون مردم تا نریزد، نان نمیآید
تا زر پینش بدستش میفتد، غش میکند
پیش خلقت معتبر بدکار
که شب قدر ازین یک دوسه شب نیست بدر
شاهد نیک و بد زر نبود معدن زر
باشد گزنده گرمی خورشید در بهار
طبع را راحت بود در فصل سرما بیشتر
که دو سر رفته بکف دارم و هستم بیکار
ز هند آید بایران، پیر تحصیل سخن، کاغذ
اثر عیبی ندارد غیر ازین چون یار من کاغذ

بر خاستی، صفا شد، رفتی صفای دیگر
خرچ او کفاره جمعیت پیش حق شناس
گر رسد چیزی بصد خون دل آزار ست و بس
که چون آرد بکشتن گوسفند، اول دهد آتش
تا داغ گردد از نخریدن گران فروش
اگر نزدیکتر گردم اثر می سوزم از خویشی
چو چشم خواب، فراغت کنم بخانه خویش
که به نیم ساغر می نخرند در فرنگش
اگر رقیب بحال من است، رای بحالش
شب پرزادی است پنهان کرده رود رموی خویش
آشکارا گشتن او باشد از پوشیدنش
زینهار از سخن تلخ مکن دلگیرش
چون ناله فی پرده نشینی است تصب پوش
چو قرضدار پریشان، بتان وعده خلاف
فروود صدق بخیل از ندامت اسراف
خجل است از شهادت ناسحق

برای دیدنش، باید خوشامد گفت جمعی را
ندیدم قصه از گفت و گوی عشق، شیرین تر
اثر امروز صورت میپذیرد در جهان کارش
دلی را کار بی رنج کسان سامان نمیآید
حب دنیا خواجه را از بس شوش میکند
همچو میمون که روسیه باشد
نگذراز کاگل و زلف و غطش، ای دل غافل!
آدم خوب ز هر جای که باشد خوب است!
آزوده ام بدور خط از التفات یار
باشد از دم سردی احیاب آسایش مرا
مقری سبحة توان گفتنم ای عقل و جنون
نمیماند بمنزل، هر کرا درد طلب باشد
ازین داغم که حرف نیک و بد پیشش بود یکسان

فی الججو :

از پرتو تو زاهد، بی نور بود مجلس
در حقیقت جمع زر باشد گناهی بی قیاس
حاصل دانا ز عالم رنج بسیار ست و بس
بود با اهل دنیا شیوه تصاب گردون را
از چرخ تاج و تخت بمنت مکن قبول
بگردش همچو فانوس خیال از دور میگردم
خوش آن زمان که، کنم مزم آشیانه خویش
ز هوای عشق جانان چو اثر مر است دینی
امید زندگیم نیست، تا بروز وصالش
وقت شب خوش زانکه باشد هر کسی در کوی خویش
عشق دارد در بر اهل نظر حکم لباس
ای معلم نفرشید بطفلان تر پاک
شونخی که زمن برد بینما خرد و هوش
فکنده اند بدنیال زلف خویش مرا
بصرفه هر کسی آرد بحرف حق ایمان
در قیامت شهید عشق مسجاز

آب این گل بود از آتش دل چون نخل
 سبک رو، در حضور کارفرما، همچو مزدورم
 جلوه اش میداد چون آب روان بودی بچشم
 من و آن بیوفاشب در میان بودیم دور از هم
 که چون چپ راست نتوانش جدا کردن بزور از هم
 دارم بچهره گرد مزاری که دیده ام
 شد خراب از خام دستیهای جانان خانه ام
 از تن آسانی برنگ بخیه بر جا مانده ام
 گرفت محنتب شهر جام از دستم
 بپنجه چو اتمی سرو دم کرده خامه ام
 اثر خواهد گرفتن توبه را خون ایام من
 ساعت کسی نهرسد، بهر کفن بریدن
 با دوست می کشیدن، صبح از افق دیدن
 دل بیرحم آن نا مهربان شد سنگ داغ از من
 که بر فرشی نشاید سجده خیر از بجا کردن
 اثر هبرت اگر نگرفته، باز شناسایی کن
 مصیبت از اثر و بخشش عصیان از تو
 مودع یاد از عس شب زنده کاری پنهانی تو
 وارث ز هم خواجو، گریبانند ندیده
 دل عس بقدر نوشیم هست گواه
 که دارد فتقها دوزخ سر چون خون خوابیده
 چو طوطی چند حرفی بس بوده آن هم نفهمیده
 به پیری، عمر باقی مانده، طی گردد بدشواری
 جدای، بیوفای، سرکشی، با مدعی سازی
 ای روزگار فرصتی، ای مرگ مهلتی
 که همچو روزه نگرفته در پی است قضای
 بزن مجادله شیر فر ندیده کسی

نشان سکه نباشد زر گداخته را

لاله داغ مرا عشق تو عذرم دارد
 بود گرد نماز سرعی، عیب مکن زاهد
 سره اش میریخت چون حق نمک شوری بدل
 بیزم وصل هم پیوسته از راه سیه روزی
 گرفتد با بدان هم دوستی ربط آنچنان باید
 می آیم از زیارت زاهد کتون اثر
 دید آخر ساعت چون نقره خامش رقیب
 مهران مانند سوزن راه طی کردند و من
 چرا مسلول نباشم که در چنین روزم
 قالب ز حرف بسته ام از جور ناگهان
 چو صبح روزه داران بزم برهم خورده دارم
 آماده فنا را پروای نیک و بد نیست
 عمر دوباره باشد در گشش آرمیدن
 نشردم بسکه دندان بر جگر، هنگام دیدارش
 بمرم احترام فقر ازینجا میشود ظاهر
 بپرکاری که رو در امتحان دوستی کردی
 بدی از نیک نمی آید و نیکی ز بدان
 امشب ای زاهد بلا میبارد از سیمای تو
 در جامه ننگند اثر از شادی بسیار
 پیاکیم سخن صد فرشته، کافی نیست
 مبادا بخت ظالم را نصیب از چرخ بیداری
 مکن کسب کمال از بهر مجلس داری مردم
 برنگ فرسخ آخر که از منزل بجا ماند
 اثر خواند، از خط بنوشته پشت لب جانان
 اکنون که گوشه نظری هست با منش
 سده بکار خورد امروز مهلت فردا
 سر نزاع بنامرد نیست مردان را
 از متفرقات اشعار اوست :

و عشق هر چه بدل نقش بود، زائل شد

چون نوه ندان طمع کندی، سخنگوئی درست
جواب حاضری از پیش خدمتان بینند
گردد از مد حروف ملت این معنی مان
هر گاه میشود متکلم دهان تو
نیست مانند زر چرخ نگهداشتی
سروپست که دارد بقدم آب حیات
گفتیم بلند بر محمد صلوات
گشتند بطاعت آشنا مطرب و مست
نسیج هزار دانه دارد در دست
ببخود ز نگاه التفات یارم
دوری در پیاله میکند در کارم

گرچه از افتادن دندان شود گفتار مست
بخانه ماحضری کز تو میمان بینند
نیست طول عمر بیش آن را که باشد ناتوان
قائل بجزو لا یتجزی شود حکیم
هست در مذهب ما یار دغل کاشتی
قدت ز خرام، ای بت شورین حرکات!
هر گاه که قامت تو آرد بنظر
تا شاه جهان پناه بر تخت نشست
گل هم بچمن ز اشک چشم بلبل
معدوم اگر نیست سر گفتارم
از گردش چشم کافر خود ساقی
از قصائد اوست :

غیر مخفی میکنی آن را حساب از اهتری

لقمه نانی که پنهان میخوری از مردمان
در تعریف شعر و شاعر :

دفتر اهل سخن جیمست تا باشد نشان
مدعی را از توارد گردد این معنی میان
تا تلخکام سازدم از باده روزگار
ز حرف دیو و پری چون رساله تسخیر
چون تلف شد مالت از نخوت حذرکن زینهار
داخل دنیا دار پنهان باشد و خرج آشکار
سوختم، چون اشتهای مفلسان، از انتظار
چو شع در نظرت ایستاده ام تب دار
که قهر خویش برون، گذر آرد از شلوار
نیست یک دندان، برنگ مار، آبی در دهان
گوهر شمر که فرزند رشید شعراست
اخگری چند ز آتش کده فارس بجاست

دخترشاهان ز بدم مرگ فرد باطلست
غیر انسان نیست باهم فرقه را یکدل
خمخانه ها فشار خورد همچو کوکئار
ز بس بعشق بسر برده ام براست دلم
کشته چون گردید مار، از جفت او ایمن مباش
همچو آبی کز ره فواره سر بیرون کند
ذوق وصلم نیست از بس وعده او شد خلاف
برنج نیز نیاسوده ام ز خدمت تو
زمانه، میزند از پا فتاده را، بر سنگ
از سر می نگیزی با آنکه از پیری ترا
یارب از صحبت نا اهل نگرده باطل
خانمان سوخته شعله عشقم، که هنوز

در مدح گنبد مطهر امام رضا علیه التحیات گفته :

بهر توفیق هدایت طلبان دست دعاست
بسکه چاروب یکف صف زده اندر چه راست

نیست سر طوق که جا بر سر گنبد دارد
از ملک روضه پسر نور و نورنخلستانی است

هیب، سامان زینت آزاده مرذان میشود
 بسکه غو با هرزه گردی کرد طعم، میشود
 سرو را پیرامن کوتاه باشد خوشنما
 بعد مردن ممت خاکم سبحة اهل ربا
 قطعه منه :

هر دل از گرد کلفت کی مگرد میشود
 از کف خاکستر این معنی بود روشن کز و
 در گداز دل هجب دستی است مژگان ترا
 نسبت روشنیسیران نیست یکسان در بلا
 آب گردد تیره و آئینه باشد با صفا
 آب از آتش برون آرد بسان شیشه گر
 در منقبت حضرت امام عسکری علیه التحیات:

کنند در عرق خورد شنا چو کشتی گیر
 ز مخزن تو که بدل است برغنی و فقیر
 ز خجلت در او لعل کان و در عدن
 نمیشود درمی کم چو روزی از خوردن

در تعریف امام مهدی علیه السلام و تمهید عرض حال بسبب افتادن ازان است:

در پنجه قضا چو انار فشرده ام
 ای خانم ائمه بدردم برس که نیست
 مانده است پوستی ز من و استخوان بجا
 غیر از عنایت تو مرا آخرالدوا
 در تعریف چراغان :

نسق شد تا کنند از بهر پرتو
 ز عکس شع و فانوس جهانتاب
 گستانی است در مابین هر جمع
 در تعریف سلطان حسین صفوی :

چنان از عابد ملا ز هر سوست
 ورق شد گفت و گوی می بدان نحو
 که همیان جامه عباسی اوست
 که ساتی نامه شد از نسخه ها محو
 (۲۴ ب - ۲۷ الف)

نیز رک: سر و آزاد ص ۱۴۲-۱۴۳ و حزین ص ۴۲-۴۷ و روز روشن ص ۴۲ و
 دهخدا ص ۱۰۰۶ و فهرست مجلس ابن یوسف ۶۶۹ و جله ارمغان سال سیم ص ۱۰۱ و الذریمه
 الف ص ۵۳ و آتشکده ۲۷۸ .

۱۴ = میرزا استغنا

مجمع النفائس: عبدالرسول استغنا گویا هندوستان زاست. احوالش

معلوم نیست، و آنچه مرزا سرخوش در تذکره خود گفته که بطرز قدما میگوید،
 اصلی ندارد. از اوست:

میتوان آورد ، استفتنا ! سفارش نامه
 بکین چون منی آن دوستی دشمن چه می آید
 دمی خود را کند پیشانی اخلاص من خالی
 بمشرب دوستان هرگاه صحبت داشت استفتنا
 نسا مسهر بسان بما شده گر مسهر بان ما
 کعبه و بتخانه را بیگانه میدانیم ما
 پر کرده بساده نگاهت
 حسن عاشق جلوه رادر پرده رنگ دیگر است
 از برای وصل گفتی ، ساعتی خوش کرده
 من براه بیخودی یکدم بمنزل میرسم
 ما اسیران زینت زلف پریشان تو ایم
 ظرف مشرب کن وسیع و نام هست را بلند
 در شکست فوج دل ، ای زلف ! تنها نیستی
 چرا فلک کمر احتساب مویسمند
 در جبین عشق میبینم حال خویش را
 تا شود سرسبز یکجا هر دو از جوش بهار
 از شکست توبه ام میکرد گر زاهد سوال
 نیست حرف مسهر بان من که میگویند گفت
 پای کویان گشته همچون موج در درهای عشق
 پشت سوی بی نیازان مدها هرگز نکرد
 تا دماغ گریه بی اختیاری داشتم
 در سراغ او پریشانم ، نپیدانم چه شد
 دوش میگفتی گفته ایام وصال ما است این
 بجان مضایقه در راه دوستی نکنم
 نو آموزم ، ره و رسم را نپیدانم
 آنم که بر آتشم چو آب اندازد
 آب و گل من بمهر او پاک کنند
 مردانه اگر کسی بدوران آید
 نامرد فریب است جهان چون شیطان
 ای بی غیران ز ما بپرسید

چرخ کجرو را اگر دانیم از پاران کیست
 غریبم ، خاکسارم ، عاجزم ، از من چه می آید
 اجازت گر دهد خاک در او جیبه سائی را
 جومی در شیشه پنهان کرد رسم پارسائی را
 ای دل ترا چه کارا میا ، در میان ما
 یا در دل ، یا در منخانه ، میدانیم ما
 پیمانمانه عمر آرزو ها
 عشق در دل ، بوی در گل ، نشاء در صبا ، خوشست
 گر توام خوش میکنی امروز خوش فردا خوشست
 صبح خیز پای خم را حاجت شبگیر نیست
 خانه آبادانی صیاد بی نخچیر نیست
 عشق را دل ، شور را سر ، پاده را پیمانان باش
 کا کل از دنبال اینک میرسد مردانه باش
 سزای پاده پرستان شمار هم دارد
 آنکه دارم انتظارش ، انتظارم میکشد
 باغبان تخم گل و ما تخم سودا کاشتم
 همچو خاموشی برای او جوابی داشتیم
 دردمند خانه آبادی خرابی داشتیم
 خنده بر خوش نشینان سر پل داشتیم
 بود با ما روی مطلب ما تغافل داشتیم
 در میان دامن خود نو بهاری داشتم
 در سواد کا کل دل نام یاری داشتم
 ما نمیدانیم امروز است یا فرداست این
 بچین زلف دهم دل کشاده پیشانی
 بیای خود سراسر میروم در دام گیسوی
 از کوثر لطف او گلاب اندازند
 مانند نمک که در شراب اندازند
 از جاه و جلال چشم پوشان آید
 در خواب زنان بشکل مردان آید
 از سالم بیخودی خبر ها

گردد چو ادب دامن دل بوسه نگیریم
 تاراج کرد حسن چو سامان فتنه را
 چو زلف تو، حال دلم، گوش کرد
 دل خود کام، حیرانم! ز جان من چه میخواهد
 که می آید که هر ساعت ز جوش شوق، استغنا
 در گش، برویم باغبان دانسته میندد
 در آمد از دلم خندان و میبرسد احوالم
 بیاد من چه دمی سیر لاله استغنا
 ما نام تو گوئیم و ببوسیم دهان را
 شمشیر یافت غنزه، بابرو کمان رسید
 پریشانی خود، فراموش کرد
 دمی خواهد چنان باشد، دمی خواهد چنین باشد
 دمی صد بار بنشیند، دمی صد بار برخیزد
 که غمنا کم، دلم از دیدن گزار میگردد
 ز پتاپسی ندانستم، چگویم، گریه سرکردم
 که من نگاه فراموش کرده ام جای
 (۱۲ الف و ب)

کلیات سعید خان قریشی (خطی): رقعہ جامع المعقول و المنقول

میرزا عبدالرسول استغنا به سعید خان قریشی: ۱

ملاذ و معاذ بحبان سلامت!

گذشتی در دل و از مردم چشم فغان آمد

که ما هم گوشه داریم گاهی می توان آمد

این بیت بی اختیار بر زبان محبت ترجمان جاری میشد، و در دل دوسنی
 منزل خطور میکرد که، تا آن ملاذ درینجا تشریف دارند، از یک جهتی ها
 چشمداشت دارم که، از روی مردمی در خانه چشم مودت این چشم
 در راه، فرود آیند. درین اثنا رقیمه وداد که سواد آن شهر سخندانست،
 سرمه دیده بکرنگی گردید. تا چشم زدن از نظر انور اطهر اقدس گذرانید،
 حکیم اشرف ارفع بصدور پیوست که، تا بهم رسیدن حویلی، در حویلی مخلصانه

۱- سعید خان قریشی ملتانی در عهد شاه جهان بود و در سلک ملازمان سلطان مراد بخش
 بود. ولادت (۱۰۲۲ هـ) و وفات او اواخر رمضان (۱۰۸۷ هـ) و مدفن ملتان. یک نسخه دیوان سعید در ذغیره.
 دانشمند فقیه مولوی محمد شفیع در لاہور مضبوط است (ورق ۲۴۶ با دیباچه از محمد صالح کنبوه). و این
 مکتوب از همان نسخه گرفته شده است. رک: عمل صالح، بادشاه نامه، مفتاح التواریخ، نتائج الافکار،
 تذکره حسینی، شع انجمن، شع العجم ترجمه دایمی گیلانی، سفینه خوشگو، سرو آزاد،
 شع انجمن، الذریعہ.

نشریف داشته باشند ، و محب در خدمت آن سعید الصنوف باشد . این حکم را مخلص از جمله کرامات صاحب و قبله دین و دنیا میداند :

رواق منظر چشم من ، آشیانه تست کرم نما و فرود آ که خانه خانه تست
اخوی روح الامین فردا بخدمت خواهد رسید . حسب الحکم مهربان
باید فرمود و چند روز در مخلص خانه باید گذرانید . انشاء الله تعالی فقیر حویلی
دیگر نیز - اگر خواسته باشد - خواهد بهم رسانید . والد عا ۱ (۱۸۶-ب)

۲۲ = قزلباش خان امید شاه جهان آبادی

ریاض الشعرا : اسمش محمد رضا و مولدش همدانست . در اصفهان فردوس نشان نشو و نما یافته ، تخلص از نواب میرزا طاهر ۱ دارد و بامیر نجات ۲ و فائض ابهری ۳ و دیگر موزونان آنجا معاشر بود .

در اوائل جلوس بهادر بادشاه (شاه عالم ۱۱۱۹-۱۱۲۴هـ) وارد هندوستان گردیده بوساطت ذوالفقار خان بمنصب هزاری و خطاب قزلباشی اختصاص یافت . اما بدان پایه قانع و خورسند نبود چنانچه خود گفته است :

همچو بلبل همیشه مینالم
ابن بود منصب هزاری ما

آخر الامر در دکن در خدمت نواب آصف جاه نظام الملک ترقیات نمایان کرده ، داروغگی کان الماس و دیگر خدمات آن حدود باو مرجوع شد . در سنه هزار و صد و چهل و هشت (۱۱۲۸هـ) بسرفاقت نواب مزبور بدار الخلافت دهلی مراجعت نموده ، بعد واقعه آشوب هندوستان و مراجعت نمودن قهرمان ایران ۲ بملک خود ، و عزیمت نواب آصفجاه بسمت دکن ،

۱- میرزا طاهر وحید قزوینی .

۲- میرعبدالمال خلف میر محمد مومن حسینی، وفات در حدود ۱۱۴۰ (نصر آبادی ۲۴۰)

۳- فایض ملا محمد نصیر شاگرد صایب تبریزی، وفات ۱۱۲۴ (حزین ۱۰۲ و حسینی ۲۵۲ و خزانه عامه ۳۶۸ و نتائج الافکار ۵۴۵).

۴- مقصود از نادر شاه .

ترک رفاقت نواب معز الیه نموده ، در دار الخلافت دهلی اقامت گزید^۱ .
و قریب بدوازده سال در این سواد اعظم داد عشرت و کامرانی داده در سنه
هزار و صد و پنجاه و نه (۱۱۵۹هـ) ۲ بمرض سکنه در گزشت . و داغ
حسرت بر سینۀ احباب گزاشت .

در علم موسیقی بنوعی ماهر بود که ، استادان این فن او را مسلم میداشتند .
هرگز از شور عشق و ناله و آه خالی نبود . بزم عشرت احباب ، بی حضور
او ، نمک نداشت . و در هر بزمی که وارد میشد ، کیفیت آن بزم دو بالا
میگردید . از فوت آن مرحوم طرفه الی بدوستانش خصوصاً راقم الحروف
رونموده . تا حال تحریر — که یک سال و چند ماه ازین واقعه گذشت —
طبع را ملالت روز اول حاصل است . و مجلسی منعقد نمیشود که در یاد آن
مرحوم بگریه و ناله نگذرد . و این رباعی در مرثیۀ آن مرحوم از کلک
راقم حروف تراوش نموده :

از رفتن امید ، دلم خون شد و رفت
با اشک ، ز راه دیده بیرون شد و رفت
چشم که اشک فشان قطره بود ، چه شد
دل خنده زنان که ، قطره جیحون شد و رفت

۱- صاحب مردم دیده گوید : خان مرحوم را — وقتی که در جهان آباد در سنه
یک هزار و یکصد و پنجاه و دو (۱۱۵۲هـ) وارد شد — دیده خود را از تلامذۀ میرزا
طاهر وحید دبیر الملک ایران میشنود . بسیار صاحب درد و ذوق بنظر آمد ، گاهی طرفه آهسی
سرد میکشید . مجلس اکابرانه و کلامش بزرگانه بود این فقره در تاریخ فوتش گفتم :
(ص ۲۸) آه از تزلبایش خان امید

۲- تاریخ محمدی : تزلبایش خان قرامانلو متخلص بامید از اعیان عصر و شعرائی مشهور
نهم جمادی الاول (۱۱۵۹هـ) شاهجهان آباد فوت شد بمقاجات . عمرش قریب هفتاد سال (۱۳۳) .

و میر فقیر الدین عباسی دهلوی ابن قطعه و مرثیه در تاریخ وفاتش بقلم آورده :

وا حسرتنا! درینا! کز جور نیشه مرگ از پا نفاده ناگه سرر روان امید
پیرامن مزیزان در مرگ او کیود است گهای یاس آورده فصل خزان امید
میزاب باغ هستی در خشک سال و آبش آب حیات ببرید از بوستان امید
بر شاخسار معنی چون بلبل آشیان داشت چون نقش باست اکنون خاک آشیان امید
جستم فقیر از عقل، تاریخ این چنین است گفتا که : گشت بی آب باغ جنان امید

از لفظ بی آب اسقاط سه عدد مراد است .

دیوانش از هفت هزار بیت متجاوز است اما رطب و یابس در کلام او بسیار است . و اشعار مربوط در دیوان او همان قدر است که میر شمس الدین فقیر (۱) بیرون آورده . این چند بیت از منتخبات آن اشعار است :

سراسر همچو مهر و ماه گردیدیم دنیا را ندارد منزل آسائشی ، دیدیم دنیا را (۲)
وصل دارد مضطرب، چون مامی دریا، مرا دست ربا گم گشته از بی دست و پائیها مرا
کرد گر تاریکی شب سرمه در چشم چراغ دیده روشن میکند آن زلف شب آسا مرا
هست صحبتهای رنگین نعمت الوان مرا سیر کی، از خانه ما میروود مهمان ما
طفل نشان نمود بنگم هزار جا دل را شکسته است چو رنگم هزار جا
در کوی او چو ناله بیمار ناتوان رو میدهد ز ضعف درنگم هزار جا

۱- صاحب - مثنوی واله و سلطان - در عشق علیقل خان واله با دختر عم خود خدیجه سلطان فقیر در سال (۱۱۸۳ هـ) وفات یافت . رک : ریاض المارین ص ۱۲۰ ، شع انجمن ص ۲۷۹ ، نتایج الافکار ص ۵۲۷ ، مصحفی ص ۲۲ ، خزانه هماره ص ۳۷۵ - نسخه خطی مثنوی - واله و سلطان - که در سال (۱۱۶۲ هـ) استنساخ شده است، در موزه ملی کراچی مضبوط است .

ابتدا : این خلعت هستیم تو داده وز فضل دری بمن کشاده
پایان : گوش دل ازین فسانه پر باد وز شهرت او زمانه پر باد

۱۲ سطر - اوراق ۱۳۵ شماره (N. M. 1967. 20)

۲- جمیع النفوس دارد .

بآب دیده ز بس پای در گبست مرا سفر ز کوی تو بسیار مشکل ست مرا (۱)
رحمت آنجا که کند وصمت خود را ظاهر هر که تقصیر نکرده است گنهگار تر است
ظلم، ظالم چو شود پیر، دو بالا گردد بیشتر میبرد آن تیغ که، خمدار بود

من نمیگویم گل و باغ و بهار از دست رفت

یک بهشت آرزو، یعنی که یار، از دست رفت

گفت او: ای دل ترا کاری بکار من مباد

این قدر بی طاقتی کردی که کار از دست رفت

روی تو هر که دید بمصحف شبیه گفت هر کس شنید، ذالک لا ریب فیه گفت

درش میگویند منع ناله کرد امید را

لال باد آن کس که این حرف از زبان یار بست

بر چهره ما رنگی اگر هست، عجب نیست مستیم ز جامی که شرابش همه خون است

امید چو گل از دل صد پاره سخن گو حرف از ورقی زن که کتابش همه خون است

برنگ مردم آبی ز دوریت شب و روز مدار مردم چشم نرم بآب گذشت

خلق چون شمع پنی سوختنم میخوانند خاطر من خوش که مرا گرمی بازاری هست

دل کرد مرا کباب امید این آتش مرده، جان من سوخت

چون غنچه بوستان امید گویا دل ما، شگفتنی نیست

نتوانست بسر منزل قانی رسید لاله را از دل او پای بسنگ آمده است (۱)

هوش از سر و رنگ از رخ و صبر از دل ما رفت

تا رفته از صا، چه بگویم که: چها رفت

هر که ز کوی یار، سفر میکنم ما چون گرد باد خاک بسر میکنیم ما

تا ز حال دیده گریبان من، آگه شوی بعد ازین بر کاغذ ابری نویسم نامه را

کردی بغیر گرمی و من سوختم ز رشک دائم باآتش دگری میشوم کباب

خارها در دل، از جدائیها ست این گل خیر آشنائیها ست

دگر امشب کجا رفتی بقربان سراپایت که چاک سینه بزست، خال بودن جاییت

سرو من چون بچمن دلبری آغاز کند غنچه گل هوش چشم دهن باز کند

هرگز، سخن ز شکوه آن بی وفا، نبود این حرف، در قلمرو مکتوب ما، نبود

چو دست پر ز داغم دید بلبل، گفت در گلشن:

بگیر پدش که شاخ گل نهان در آستین دارد

کنند هر کس که استقبال مردم پیش می آید
 آر آری راست باشد بادبان را آورد
 گر کشف نقاش تصویر من افنان میکشد
 این چمن دارد مرا از عندلیبان یادگار
 گریست همچو من امروز دولت بیدار
 در گلشن زمانه زبان در قفا مباش
 بر گرد سرت چرا نگردم
 آخر حسن تو شد اول رسوائی من
 چو ماه نو، برای یک لب نان در بدر گشتن
 ازین سیاه قلم، روز من سیاه شده
 ز هجرت بعد ازین دست من و دامان صحرا هست
 شپها چو شمع درد سوزی دارم
 نی پنداری که! بی تو روزی دارم
 سرمایه عمر جاودان هم از یار
 مائیم و شکایتی و آن هم از یار (۱)
 صد سال گنه بدم آهی بخشند
 اینجاست که کوه را بکاهی بخشند
 با گریه و آه همنان خواهی شد
 فردست که گل کوزه گران خواهی شد
 (باب الف)

نواضع پیشه در عالم بکار خویش می آید
 دیده گریبان میشود از دل چو آهی میکشم
 بسکه دارد الفتی با ناله، جسم لاغرم
 خوش نوای بر نمیکیزد چو من از یک هزار
 بخواب دیدم آن چشم مست را امید
 در غیبت کسی، سخن از عیب او، مگوی
 سر گشتگی بطالمم هست
 از بهار خطت افزود مرا شور جنون
 دلا تا چند باید بهر روزی در سفر گشتن
 ز خط سبز نو، احوال من تباها شده
 گریبان گیر شد دیگر جنون دشت پیمانی
 در سینه، چو داغ دلفروزی دارم
 گفتم: بی من چه میکنی تا روزت
 دل از یار است و جسم و جان هم، از یار
 چیزی کد بجا مانده ز هستی، ما را
 بر درگه دوست هر گناهی بخشند
 عفو گنهم که آهی بخشند
 گر دور، ازان سرو روان، خواهی شد
 از حسرت لعل آبدار، امید

مجمع النفائس : قزلباش خان امید . نام اصلی این عزیز بزرگوار
 محمد رضا است ، از همدان بود . از مدتی مدید وارد هندوستان گردیده
 بیشتر رفیق ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ میر بخشی محمد اورنگ زیب
 بادشاه غازی بود . اکثر در دکن تشریف داشته بعد ازان مدتی ، برفاقت
 نظام الملک آصف جاه صاحب صوبه دکن ، عمر عزیز خود گذرانیده . با آنکه
 قریب چهل سالست که درین ملک است زبانش بلمجه هندی خوب نمیگردد .

لیکن زبان این ملک را خوب میفهمد و نکته لغات هندی را مثل او، مغل چه که، اکثر اهل هند نمیرسند. از بسکه طبیعت او منصف افتاده اکثر چیزهای هندوستان را داد میدهد، و از تعصب مطلق معرا و متراست. باوجود ذی امارت دنیا را یک ذره وجود نمیگذارد و بسیار مجردانه میزید. صاحب مشرب عالیت. آدمی باین اخلاق حسنه و اوصاف پسندیده کم دیده شده. قریب هشت یا نه سالست که، سواد حضرت شاهجان آباد دهلی را، باشعه ذات فائض الانوار مشرق نجلی ساخته. هیچ هنگامه و مجمعی نیست که بی تکلف گلچین نبوده. بقیه السلف آدمیت و چراغ دو دمان اهلیت بود. در قدما بسلمان - که از اهل بیت سخن است - شعرش بسیار مانا است.

با فقیر آرزو بغایت اشفاق و اخلاص داشت. سه سال پیش ازین برحمت حق پیوسته. ایامی که فقیر رساله - تنبیه الغافلین فی اعتراضات علی اشعار الحزین - نوشته، بعضی از کاسه لیسان هند - که بی تصدیق بلا تصور معتقد کلام شعرای ایران اند - بخان مرحوم مسطور ظاهر کردند که: فلانی یعنی فقیر آرزو، اعتراضات از جهت خلاف محاوره و سستی عبارت و نارسای مصارع بر اشعار شیخ محمد علی حزین نموده! خان امید گاه گفت که: در زبان دانی شیخ، شبه نیست اما، این قدر هم یقینی است که، آنچه فلانی یعنی فقیر آرزو گفته باشد، بیخبری نخواهد بود! سبحان الله. آخر آن رساله چون شهرت یافت و نقلهای آن جابجا رسید، هیچکس از مغل و هندی از عهده جواب بیرون نیامد. حتی که امارت مرتبت علی قلی خان بهادر واله نخلص - که از بزرگ زادگان ایران و وزیر زاده آن دیار است - اکثر آن رساله را، باشاره فضائل و کمالات پناه میرشمس الدین فقیر - که امروز درین فن استاد عصر و طرز فغانی اختیار کرده است - داخل تذکره خود کرده، باصفهان فرستاد. هر

چند این معنی از راه نا خوشی بود که میان شیخ و خان معزی الیه بوقوع آمده، لیکن منصف میفهمد که، اگر اعتراضات مذکوره بهجا میبود، داخل تذکره کردن و بجای مثل ایران فرستادن - خصوصاً اعتراض هندی بر ابرائی - حساب نداشت. مطلع حمله اول دیوانه بلاغت نیمان قزلباش خان امید اینست و خیلی بسیار بزمه واقع شده است، رحمة الله تعالی و حشره مع اهل البیت:

سراسر همچو مهر و ماه گردیدیم دنیا را	ندارد منزل آسایشی، دیدیم دنیا را
ما چون دما بخلق نداریم احیاج	چون سانه دولتیت غلام سیاه ما
آستین از ساعت یک کورچه مهتاب بود	مشراب صبح قیامت شد گریهات چرا
چو بلبل است زمستی همیشه فریادم	بود گلابی می چون گل گلاب مرا
میکنم در هند زلف از تیره روزیها، امید	مدجوی، از دست افغان زاده فریادها
سفته طبعان همه، گویا نخورد یک آشد	هزه نیست چو شلغم کرم ایشان را
کعبه را زائر زنار بدوشان دانی	بخدا گر تو به بینی صنم ایشان را
تمامی همچو فی فریادی داغند از دستم	تر آوردم ز سیل اشک از بس آستینها را
در شکست کعبه دل، این قدر ابرام چیست	حرمتی آخر بود در کار صاحب خانه را
باشد از صبحش خط آزادی غم در بفل	شیشه ستان سبق برده است از آدینه ها
کفر و دین بر گردن ما بسته اند	رشته تسبیح و زناریم ما
دلها بر روی بدرمز و ایما	زین پیش نبود این اداها
رفتی از بسزم، تنگ شد دل	بود این حرکمت چه از تو بیجا
از کم سخنیت کس چگوید	این حرف فتناده بر زبانها
هر روز شوند عاشقان نو	کسوی تو شده است نیک دنیا

بدانکه نیک بتحتانی مفتوح و سکون نون و کاف فارسی دنیای نو و نوازه است و این ظاهراً زبان فرنگ است. چه درین ایام پیش ایشان، جزیره زیر زمین پیدا شده، که سابق ارباب هیئات را، ازان اطلاع نبوده. و آن موسوم به - نیک دنیا -^۱ کرده اند:

کز صبح و تمام هست باوشم دوشاه ما
 بسوق شاگرد پیوستاری' مسا
 رحمت جق جهان سپاری' مسا
 امید دست و دل گم کرده و پا در گل مارا
 رشوه خوردن کرده نازد آهمن قرا
 این عیب را بخود نه پستهید پار ما
 بیا بمشق خدا بگنر از نصیحت ما
 آخر این پرهیز خواهد گفت بیمار را
 چون فرد انصاف نباشد کسی چرا
 آخر بگوا کباب نباشد کسی چرا
 باد این صدر آستانه مسا
 خوب رسی است در زمانه ما
 به مستهای' عاشقانه مسا
 نیستی گر صبر غیر از صبر بیزارم چرا
 امید داغ بود انسر کباب' ما
 آنکه عزیز پیش او کرده چنین رقیب را
 که کرده رفته نند پوفی ما را
 نه خم بود حلقه گولی ما را
 از فراموشی مرا یاد آگنا
 باید شدن بصاحب این خانه آفتا
 پوفی گردید گم هر روز از کتمان ما
 قار طنبور کرده اند مرا
 سر پیر شور کرده اند مرا
 کاش می آید نهال قانعش در بر مرا
 که کساد است بگان جنس فراوان شده را
 متصل چون جاده سردر دامن صحرا مرا
 گولف اکثون پست از مردم دنیا مرا
 کسروی' چشم انتظار بیسا
 نفسی دم باخهار بیسا

من در لباس منت یک مو نپیشم
 ابر استاد اشکباری' ما
 ما - پردیم جان پشاک درت
 بکوی یار چون بینی، دعای ما بگو فاصد
 دعوی' مردی مکن ز انزونی' دور شکم
 هرگز وفا نکرد بما گمناز ما
 ز عشق یار چرا متع میکنی واضح
 دوزی از دلداری سازد دل زار مرا
 تانیک و بد کنند بنوی همیشه یاد
 یا غیر هم شراب شدی، مست ناز من
 دید چون سیه را غش، فرمود:
 بیمار احسان بدوش نگذارند
 ننگ امروز خورد امید قسم
 گر نباشی گل بهشم دیگری عوارم چرا
 بتاج قیصر و نفور، سر فرد ناید
 دست امید را دهد پایت عار دامن
 نه آینه بود، و نه اسکندر آگجا
 نشد شوخی' طفل از سر به پیری
 مردم از بیگانگی میگرد کاش
 حاجی! عبت بطرف حرم می میکنی
 کرد بر ما دهر را بیت العزن صبر عزیز
 همه تن شور کرده اند مرا
 پایم از شوق بر زمین فرسد
 بوسه چندین رنگ گل کرد از بهار عارضش
 نخره یار گر اخلاص مرا، منظور است
 آن بیابان زاده طفل ناز پروردم که هست
 برز چشم خویش هم نا دیدنیها دیده ام
 باغ از ترگی است چشم برآه
 ای که، دل را بری بجبر، از ما

بگر که در چه شمارم بگشکن کوی
 نامه و پیغام خرد افسانه نشیند است
 سهل کار است آب گشکن خون شدن
 زنده میسازی بحر فی، از نگاهی میکشی
 در خرابات فیض بیدار است
 بوسه خواهیم از لب، کز شرم
 من یکی و رقیب بیش از حد
 جوهر ذاتی اگر آفت نیست
 راز دل من شفتنی نیست
 چو بوی گل که نیش برون برد از باغ
 شب گذشت نگشتم دست در آغوش
 خلق چون شمع پی سوختن میخوانند
 گفتش: جا در دل و در دیده امید کن
 هر نظر ناید که از دل چون گشت
 نیست گر عشق آتش سوزان چرا
 یار بدین چشم آمیخم کرده خواب
 چنانکه ز بوی تو نماند نسبی با گل
 غیره گفته است سگند یارم و از این غافل
 چگوشه که توان پا کشید و امان است
 دلم تو دوری یاد از دیده مناله
 هنوز جوشش آن گوی به بران بوی باقیست
 مگر بگلزار سر کوی تو باشد ره مرا
 میتوانی از کرم صغرای ما ترا هم شکست
 از بسکه چو مرغان تو نشسته است بطونم
 پای و وطن نیست چون نقش قدم
 نیست دلنوی بجز خود چشم را
 طریقی کج روشی بسکه جانم گرفته است
 سوزنهای غمزه اگر به چشم منور باد شد
 سیاهه شالی ندارد راحت دلی گدا

که از هزار یکی نیست در حساب آنجا
 مزد آن قاصد که پیش او برد نام مرا
 یا تو، ای دل، کارها داریم ما
 آفرین بر سحر و رحمت باد اعجاز ترا
 سوی مسجد مگر روم در خواب
 هیچکس را نداده است جواب
 بنگر ای شوخ چند در چند است
 از چه آتش بچنار افتاده است
 این سر بخداست گفتنی نیست
 هوای گوی تو ما را دمی بها نگذاشت
 ترا فرور گرفت و مرا حیا نگذاشت
 خاطرم خوش که مرا گرمی بازاری هست
 گفت: خیر از آب و آتش چشم من نرسیده است
 نهر مژگان را مگر پال پرورج
 جامه های قمریان خاکستریست
 طالع بیدار من در یاور است
 قفلوت از من و بلبل هزار چندانیت
 که ازین نسبت بیجا سگ از راهار است
 بدایمی که توان دست زد گریبان است
 گذشته قافله و ناله جرس باقیست
 هنوز گرمی بازار شار و خس باقیست
 نیست آدم اگر دیگر روم سوی بهشت
 لیکه باشد نار پستان تو لیموی بهشت
 خیر تو هم از پهلوی من رو بقفا داشت
 بوده دو کوی تو ما را کار نیست
 یکی ما را کسی در کار نیست
 اگر کسی ز ره راست رفت گمراه است
 آری بسنگ ناله سیلاب اثر نداشت
 این سخن یا هم آب زد ز ما باید نوشت

چون آب سبز کرده ما در جهان پر است
 سرکوی تو بگو مرصه عشر خود نیست
 خاطر جمع و پریشانی گفتار کجاست
 مرا هم بهره در پیش و کم هست
 جای که ز خویش میتوان رفت
 بی شود جنون نمیتوان رفت
 قسم عالمی بجان من است
 گویا سپهر سفله، بهیچم خریده است
 این گهر آب گشت و غلطانست
 شب مبتاب روزستان است
 یوسف ما هم از عزیزان است
 نتوان خواند گر چه قرآنت
 لیسوان ز تو خود را بهیچ باب گرفت
 مرا بسایه دیوار خویش خواب گرفت
 حرف ما دایم که کس نشنیده است
 ابرگرهان از چشما رفت و گل خندان گذشت
 دست امید و دامن یار است
 اگر نمالده چنان پس چرا چنین مانده است
 صد حرف شنیدیم و یکی یاد نمانده است
 ای دل کدام کس از ما گرفته است
 انصاف مرا نشنید و بخواب رفت
 غیر نامه درید آمده است
 که در بسته نبوده است بدرهان محتاج
 گویا فساله شب ما را شنید صبح
 امشب چه زود بر سر وقت رسید صبح
 کز رفتنت نمشود آواز با بلند
 خدا کند که بفریاد ما خدا نرسد
 زاهدان فکر شما چیست ، خدا غیر کند
 کسی قاقی به بت نام خالی چون نگین باشد
 سرت گروم بخوامی گر چنان باشد چنین باشد

ما خود اگر بخاک برابر شدیم ، لیک
 تا یکی شور قیامت ز شهیدان خیزد
 گهرم از میکه رفتیم بمسجد اما
 زبان پر شکوه ، لب کم حرف از شرم
 جز میکه ها ، دیگر ندهیم
 وحشت خیز است وادی عشق
 چون تنگ سبل قمیقم لیکن
 کم قدر تر ، ز گوهر تاراج رفته ام
 دل ز غم خون شد و فراوش نیست
 باده نوشی بصبح پیری کن
 مصر انصاف شد خراب از نه
 نامه یار را بهیچم روئید
 بهر دری که رود ، سهر ذره همراهت
 هما بدولت بیدار شاه ارژانی
 طوطی خاموش تصویرم امید
 هر کسی از کاشن قسمت برنگی بهره یافت
 از گریبان اگر شود گزافه
 جهان که گفت چنین و چنان ، نخواهد ماند
 امید چه گویم که ازان وعده فراموش
 امروز دل چون غنچه تقدیر و انشد
 امشب که یار هر سر ناز و عتاب بود
 پنجهام شوق گریبان دارد
 مسیك ، آخر بچه ره چین بهیچین الدازی
 امروز جامه بهر چه برتن درید صبح
 نگذاشت همچو شمع نفس را کثیم و است
 ای ممدور برق جسنسوه چه عیار پیشه
 تو ظلم کرده و خواهم ترا جزا نرسد
 باز فکر سنی کعبه دل دهر کند
 ز چرخ سنگدل کاوش بتن تا چند بردارم
 ز گل کزدی پریشان تر دل چون غنچه مارا

به بیوفائی نسبت دهند جانان را
 سری همیشه بدنیال یار من دارد
 ز جای غریبش دگر بر نمیخوانم محاسن
 دل از من برد هنگام وداع و گلت از یاری
 چه شد از گشتن کویت اگر چون خار بیرونم
 سایه از پرتو خورشید نمایان گردد
 عشق بنیادم به پیری کند و رخت
 پسته و خنجه و لعلش همه خوانند ، امید
 کرد امید وصل او کار مرا مشکل ، امید
 فلک ز بیم نمی مایگان درین بازار
 از شورش ما مهرس ، چون سیل
 سفر ز دیده و دل یار میکند ، چه کند
 بمشرب خم می ایست میکنم ، امید
 بلراق خود چه پرسی ز من اضطراب دل را
 جای که چشم مست تو خون میکند پهل
 گفتند بدریوزه نشسته است امیدت
 من برنگ ذره ، او چون آفتاب
 کوفه او دامنست ، ای نقاش
 بوصل از صبر دل میفرسد آری
 هر که بیند امید را تنها
 امید باده نوش که در دفتر عمل
 حریفان که بر کف جام دارند
 شمیر جور و غنجر کون میکشی چرا
 نهان در سینه دارم ناله چند
 طفل اشک من ، که مردم زاده شهر نداشت
 خدا نا کرده اندوهت چرا از دوستان باشد
 بدویم بدوشش خوروست
 شنیدم دوش کردی جلوه چون سیل
 من آنچه دیده ام از چشم یار میفرسم
 برهن را بود زنار بند و سبزه زاهد را

خدا نکرد سگ یار بیوفا باشد
 بگو بدل : که چه کاری بکار من دارد
 که طفل اشک سری در کنار من دارد
 که باید پیش ما هم یاد گاری از شما باشد
 کسی دامان صغرا را ز دست من نمیگیرد
 خوب شد خوب که ما را ز شما ساخته اند
 تا نکه کردم که پل را آب برد
 بی سخن زان لب خاموش چها ساخته اند
 درقه بر من نا آمیدی سخت آسان کرده بود
 مرا چو گوهر دزدیده آشکار نکرد
 دیوانه ز خود خبر ندارد
 درین دروغخانه که بی آب و بی هوا باشد
 همیشه گوشه میخانه جای ما باشد
 بخدا که بی تو یکدم اگر آرمیده باشد
 نوبت کجا بگردش افلاک میروند
 گفتا بگزارید که جانش بدر آید
 هر قدر نزدیک رفتم ، دور شد
 دست ما هم کشیدنی دارد
 امید و بیم توام آفریدند
 از تو امید گاه میبرد
 ما را غلام ساتی کوثر نوشته اند
 چه پاک از گردش ایام دارند
 قطع امید از تو باینها نمیشود
 که گوش یار هم نشنیده باشد
 هر کجا ویرانه در راه دهد ، آباد کرد
 شنیدم کلفتی داری نصیب دشمنان باشد
 آن نیز نصیب دشمنان شد
 امید خانه آبادان کجا بود
 خدا نکرده مبادا کسی دگر بیند
 سر این رسته را چون وا رسیدم دیگری دارد

کتابی جبرئیل منیری پیمبری دارد
 همیشه بر سر یک حرف صد سخن باشد
 آنچه در خاطر نبودش گفته اغیار بود
 چشم مست او بخواب و بخت من بیدار بود
 ورنه با لعل خموشش گفت و گو بسیار بود
 دگر کی یوسف ما بر سر بازاری می آید
 هر گه از خود روم از یار خبر می آید
 پای هر کس که بدر رفت بسر می آید
 برو ای زاهد بیکار که فرصت دارد
 محاسب توبه شکستن چه قباحث دارد
 یار از کرده ام پشیمان کرد
 بد بما هر که کرد، احسان کرد
 کار این ماهی بیتاب بقلاب افتاد
 به بیگناهی / عاشق گناه میگیرند
 باین صورت لبش گر کار بر خود تنگ میگیرد
 ازو ما دور تر باشیم بهتر
 آنکه میگوید سر راهی باو غافل مگیر
 من بیقرار و یار ز من بیقرار تر
 در این بهار شد شفقی گر هوای ابر
 در صحن باغ، خنده گل گریه های ابر
 این چمن از سبزه خالی گشت و از گلهای پراست
 حکم سیلاب بویرانه روانست هنوز
 این سخن بر دلش امید گرانست هنوز
 صورت آئینه از شرم ندیده است هنوز
 آنچه من میشنوم او نشنیده است هنوز
 انتظارش بسر ره نکشیده است هنوز
 کوچه باغی زد دل چاک ندیده است هنوز
 قصه لیلی و مجنون نشنیده است هنوز
 نعره بر سر کوفی نکشیده است هنوز

جناب عشق را نازم که در هر کشوری دیدم
 تو غنچه نیستی ای بی دهن بگو تا چند
 یاد ایامی که، یار ما فرامگار بود
 روز آن شب خوش، که در پیش نظر تا صبحگاه
 پوسه او از مسی، شب دو گلیم سرمه ریخت
 تماشا کرد یکره خود فروشیهای یاران را
 غیر تازه ام اینست که، در عالم شوق
 متواضع شود آنکس که پریشان گردد
 از خرابیات بمسجد چه کنی تکلیفم
 تو که از شیشه شکستن نکنی شرم، بگو
 توبه کردم ز می بفصل بهار
 داد ما را ز حال خویش خبر
 با دلم تا چه کند کارش مژگان کسی
 اسیر مشرب رحمت شوم که مستانش
 نخواهد یافت راه گفت و گو از شرم در جای
 چه گل پروانه چید از صحبت شمع
 دیده ام، کی جلوه برقی تماشا کرده است
 چون زخم سید خورده و سیاه در قفا
 من هم ز گریه جامه آبی ببر کنم
 پادی، ز صحبت من و آن شوخ، میدهد
 خرمی رفت و جوانی، یادها بر دل، گذاشت
 پور گشتیم و بدل عشق جوانست هنوز
 گفتم: از کوی تو روزی بروم، همچو غبار
 پرده حسن ز شوخی ندریده است هنوز
 شهرت شوخی حسنت نرسیده است بمرض
 اضطراب دلش از خانه نکرده است برون
 همچو بوی گلش آشفته نکرده است نسیم
 نرسیده است بکویش سخن شاه و گدا
 اثری در دنش از ناله پردردی نیست

حرف امید بگوشش نرسیده است هنوز
 چشم آئینه شد بروی تو باز
 شود هر کس مرید زال دنیا، لمن بر پیش
 شبها نشسته اند بروز سیاه خویش
 از یاد تو هر که شد فراموش
 ساخت گرمیهای شیرین کوهکن را سنگ داغ
 بعل میروم بسوی نجف
 اشک ما را بدانم خود پاک
 امید! بگو، دگر چه حاصل
 کجا عشق و کجا صبر و کجا دل
 سروکارت زینتاده است با دل
 باغ و بهار عالم تصویر گشته ام
 ماه نو را کار اگر سازد تمام
 بعد ازین باید ترا گفتن سلام
 گفتمش: دیوانه (امید) نام
 کار ماه چارده خواهد شدن امشب تمام
 بیکی از هزار میانم
 کمتر از هیچ قیمتی دارم
 خاطر من خوش که شهرتی دارم
 شکایت گونه از دوستی با دشمنان دارم
 رفته بر دیوار او چسبیده ام
 حرفها داری که من نشنیده ام
 این خط از نامه سیاهی است که من میدانم
 عذر بدتر ز گناهی است که من میدانم
 دیوه غیر عذابست که من میدانم
 بی اختیار میشوم و گریه میکنم
 امید وار میشوم و گریه میکنم
 بشهرم گر کسی گم کرد باید در بیابانم
 چون کاروان اشک ز کویش سفر کنیم
 مانند خامه، گریه کنان راه میروم

هیچ بیسی ز شب وعده فردایش نیست
 چون نماند بحیرت ابدی
 ز مردان پبروی کردن بنامردان نمیزید
 آشفتهگان زلف تو، از دود آه خویش
 در خاطر هیچکس نیاید
 شور لیل کرد مجنون ستم کش را کباب
 در دلم هست آرزوی نجف
 همچو شبنم امید کرد آن گل
 شد حرف رقیب پیش او سبز
 سپند و آتش و نمکین محال است
 چه دانی لذت خون جگر را
 صد رنگ حیرت از نگیم کرد گل امید
 تیغ ابروی که من دیدم چه دور
 آنچه من ای کعبه میبینم ز دیر
 یار گفته: این سراپا بیم، کیست؟
 گریبان رخسار خواهی جلوه کرد از طرف بام
 بلبلان را چه نسبت است بمن
 گوهر بی بها چو اشک خودم
 بزبانها فتنده ام (امید)
 کنم با دوستان تا چند شکر دشمنیها را
 برده حیرانی چو تصویرم ز خویش
 بی سخن چون مریضی تصویر (امید)
 رفت قاصد که برد نام مرا، گفت: خموش!
 رفتن از قهر بشب آمدن از مهر بروز
 بخدا! بزم تو هر چند بهشتی است، ول
 چون شیشه شراب که افتد بزم یار
 دارم امید! خنده بر خوال خود، که من
 امید از بسکه باویرانه من چون سیل خود دارم
 ای دل! بیا رفقت آه سحر کنیم
 بیرون چو از قلمروت، ای شاه! میروم

دل گرم جست و جو شده همچون سپند و من
 گشت روگردان ز بس آبادی از ویرانه ام
 شب که شمع قامت او، بود در کاشانه ام
 خاک بر فرق زندگی بادا
 دل برنگ غنچه کز گلبن افتد بر زمین
 از غرور حسن کمتر نیست استغنائی عشق
 شوق گستاخانه زان لب بوسه درخواست کرد
 زخم دل را به نمک میدهم امروز قسم
 بتار سبزه و زنار چندان عقدها دیدم
 من و مانده را چون نقش پا، از ناتوانی ها
 گفتم که : بیک بوسه کنه کام تو شیرین
 باد پامال تغافل کف خونم تا کی
 دنیال یار قافله اشک شد روان
 دیدم ، خبر از بوی وفا نیست ، گلی را
 روی تو که ، دولتی است بیدار
 شد مست و نداد بوسه یار
 ما دولت صاف مشربها
 لب خندان او را، بوسه ام شد مهر خاموشی
 نمیترمس ز بسمل کشتن ای ترک جفا مشرب
 هر جا || نمکی بود شرابیم
 با زلف تو رشته ایست ما را
 چون سیل ز شوریدگی خویش در آغوش
 زرگس مستت باین صورت شود گرفته ساز
 در میکده ، با ساقی گلفام نشستیم
 نوای جز خموشی بر نمیخیزد ز ساز من
 کرده ام تا گرم در بزم تو جای خویشتن
 فصل گل مینا شکستم توبه کردم از شباب
 بنوش می که ، دگر نیست کار بهتر ازین
 مانند سبزه که بروید بزیر سنگ
 در کشتنم، نامل بیجا ، چه میکنی

با این ستاره سوخته همراه میروم
 چون کمان حلقه، بیرون شد درون خانه ام
 ماه چون پروانه میگردد گرد خانه ام
 که بخاطر ترا غبار شدم
 گز جدا شد از درت بر خاک و خون غلطیده ام
 بیم بسیاری مرا از تست از امید هم
 این گنه بر ما گرفت و از کرم بخشید هم
 که دگر لب نکند باز برای مرهم
 که بیزارم ز وضع شیخ و آئین برهن هم
 بکویت آمدن بسیار دشوار است و رفتن هم
 قربان دهان تو! یگو بار دگر هم
 شاید از رشک حنای تو کسی دست بهم
 ای ناله زود باش اگر مهروی تو هم
 چون طائر رنگ ، از رخ این باغ پریدم
 مردیم و بخواب هم ندیدیم
 این نقش بر آب هم ندیدیم
 در موکده ها بهم رساندیم
 ستم کردم ، بفصل گل در گزار را بستم
 تو گر خنجر کشی من نیز بسم الله میگویم
 هر جا بزمه بود کبابیم
 زان رو بکنند پیچ و تابیم
 صحرای جنون را چه قدر تنگ گرفتیم
 مردمان را گردش لیل و نهار آید بچشم
 امروز ، بمرگ غم ایام نشستیم
 بود در پرده همچون ناله تصویر راز من
 همچو شمع افتاده ام در شب پهای خویشتن
 متفعل گشتم امید از کردهای خویشتن
 کسی چه کار کند در بهار بهتر ازین
 آگه نشد کسی ز خزان و بهار من
 مردند کشتگان تو ، در انتظار من

بدست آید اگر خون کبوتر، میتوان خوردن
 بخاک پای کسی، چشم را سیاه مکن
 مکن ز هجر دلش خون امید گاه مکن
 یک شب اگر تو هم بنشین بروز من
 جمعی که قصه خوان شده اند از رموز من
 اسم تو نام خدا بر لوح دلها چون مکن
 عود را مکن زباده ترین خوار بعد ازین
 برگشته اند آن مژه های سیاه ازو
 سا رو نرفته ایم غرض هیچگاه ازو
 کو جرات کسی که پرسد گناه ازو
 فرهاد از غرام قیامت فدای او
 از ما ترا که گفت: که دامن کشیده رو
 یک حرف هم بیا ز هزاران شنیده رو
 ای اشک! از کباب دل امشب چکیده رو
 هر جا که میروی بخدا دیده دیده رو
 داخل شیر آب، یعنی چه
 گاتم: چو هلالم ز غمت، گفت بجاچه
 مالک خدانه خدا شده
 این قدر شوخ از کجا شده
 از تو ای جان جهان آشوریست در هر خانه
 کار دل صدمه بجان افتاده
 از نگاه مردمان افتاده
 بر زمین از آسمان افتاده
 ماه من کار تو بالا رفته
 مرا چنانکه ندانم زمن ره بود کس
 گر به جای کنم و ناله و افغان جای
 داده عشق تو مرا خلعت سرقا پای
 نیست دیگر از کسی بر گردن من متنی
 میگردم من هم از غیبت سر راه کسی
 آخر بگو چه کار کند ای خدا کسی

بمشتاقان جواب نامه ات را دیر می آرد
 رقیب دیده ماهم بمرمه محتاج است
 امید را بتو دل بستگی بود بسیار
 روشن شود به پیش تو چون شمع سوز من
 چون عمره دل پمهر نگاری فداه اند
 نیست دیگر جای حرف غورتا گردیده ثبت
 نشون دگر بهر عسی ای نو گل امید
 بیرحم دیده اند ز بس چشم یار را
 روزش حجاب نور بود شب نقاب زلف
 ریزد بخاک خون شهیدان بی گناه
 امید بسوز حشر، یکی در هزار شد
 ای سرو عسوخرام! بیا راستی بگر
 ای گل ازین زباده سخن نشنوی چرا
 شاید ز حال ما برد، آن ست ناز، بو
 فرش است چشم منتظران همچو نقش پا
 پیر گشتی شد-راب، یعنی چه
 گفتم که: رخت مه شده! گفتا: بشماچه
 بت من قدر دل بدان امروز
 تو که، از دل پروان نهاده
 حال از ذکرت ندهم کعبه و بتخانه را
 کیستم دور از بیان افتاده
 رفته در هر گوشه گریبان گشته
 قطره دور از سحاب رحمتی
 دست خورشید بوصولت نرسد
 پرتگ شبنم و عورشید تا ننگ کردم
 وقت آنست که از هجر تو چون ابر بهار
 داغ شوق تو بر سر غار ملامت در پا
 غیر مشیرت که گاهی پرسد از حال دلم
 گر نمیبودی گرفتن ننگ بر اهل هنر
 هرگز نمیشد بکسی آفتا کسی

این کاش! میرسید بفریاد ما کسی
 بنویسد از برای کسی تا کجا کسی
 بیدل کسی، امیر کسی، میتلا کسی
 نمیبرد کسی آنجا زنگ نام کسی
 دل داریم مانند خیال یار هرجائی
 خوشا آن کوچه گردیها خوشا آن ذوق رسوائی
 ای عشق! حق شناس، خدا را هدایتی
 ای دل! اگر بان مژه های رسا، رسی
 در میکه با یهود و ترسا بنشین
 (امید) بیا و در دل ما بنشین
 از آتش امید چو سیماب گریخت
 ترسیده که آتش نبرد آب گریخت
 درمان دل بدردها میمانی
 ای سیل! بهاری تو بما میمانی
 ای یار! بغمم کم بقا میمانی
 ای گوهر شهباز بما میمانی
 من خود سگ آستان شیرم چه کنم
 من مست می خم غدیرم چه کنم
 ز هستیم اثری عشق در میان نگذاشت
 هلال ابروی تو، دهر دید و برهم خورد
 میروی اما نمیدانی چه از ما میرود
 کند هر کس که استقبال مردم پیش می آید
 (۲۹ الف - ۳۲ الف)

هداستان بلبل تصویر گشته ایم
 مکتوب شوق شسته شد از گریه، در کفم
 پرسید یار کیستی (امید) گفتش
 بیزم یار کجا میرسد پیام کسی
 سری داریم از شور جنون چون سیل صحرائی
 چوبو، در حلقه زلف تو، شب تا صبح میگشتم
 آن دم چو نار سبزه بصد راه میبرد
 عرض نیاز سینه، صد چاکه ما، بگو
 در کعبه بشیخ و پیر و ملا بنشین
 خواهی اگر آتشکده را سیر کنی
 اشب که شکیب از دل بیتاب گریخت
 چون شمع را بی نوز بس گریان دید
 ای عشق! چه گویم بچها میمانی
 شوریده و شهر دشمن و صحرا دوست
 ای عمرا! پیار بیوفا میمانی
 بازار کساد و بی خریدار و گران
 من بنده شاه دستگیریم چه کنم
 جز ساقی کوثر نشناسم دگری
 بفکر موی مبرانت ز بسکه گاهیدم
 نه چون مه رمضان وضع شهر برهم خورد
 هوش از سر، صبر از دل، قوت از پا میرود
 توابع پیشه در عالم بکار خویش می آید

نیز رک : نتائج الافکار (ص ۶۲ - ۶۴) مردم دیده (۲۴)

۲۳ = میرزا شریف الهام

ریاض الشعرا : از اقوام میر صبری اصفهانی آمده . از هندوستان آمده .

۱- میر روزبهان صبری اصفهانی (رک : آتشکده ص ۱۸۴ ، حینی ۱۸۶ ،
 شمع انجمن ۲۶۲ ، روز روشن ۲۸۶ ، نتائج الافکار ۲۲۲)

در سنه یک هزار و بیست و شش هجری (۱۰۲۶ هـ) مراجعت با صفهان نمود. بحسن خلق و صفای طوبت یگانه زمانه و مشهور جهان بوده . اوراست :

از خیال عشق ، دل عزم رمیدن میکند	حمله بر نقاش، ابن شیر از کشیدن میکند
گر شود گوشه که حرف بی صدا را نشنود	از نگاه عجز فریاد گدا را نشنود (۱)
دل عبت لب بشکوه وا نکند	شیشه تا نشکند صدا نکند (۱)
وعده گر یک نفس بود ، عمریست	بلک عمر این قدر وفا نکند
دین و دنیا را ، بیکد یگر نیاید کار راست	جامه یک آستین برگشته چون پوشد کسی (۱)

(خطی الف)

مجمع النفائس : میرزا شریف الهام اصفهانی، از اقر بای میرزای صبر بیست.

تولیت مزار فائض الانوار امام زاده قس علی - واقع در سرحد کندهمان - اصفهان -

بسلسله او متعلق بود . مدتی در هند بوده بایران مراجعت نمود از او است :

خوشاد دل که ، ز عالم کناره جو باشد	چراغ خلوتش از ، حفظ آبرو باشد
بآسمان نتوان طرفی از فغان بستن	بزور چله نشاید باین کمان بستن
نتوانم از هجوم غم نزون گریستن	می بایدم بگریه خود خون گریستن

نیز رک : نصر آبادی (۳۰۲) نتایج الافکار (۵۳) صبح گلشن (۲۴)

۲۷ = اوجی رک : سفینه خوشگو (حرف آلف) و گلستان مسرت

۲۸ = میرزا ایما رک : حزین (۱۰۰ - ۱۰۱) روز روشن (۸۵)

۲۹ = ایمنی رک : روز روشن (۸۵)

۳۰ = شیخ عطاء الله باقی رک : صبح گلشن (۵۵)

۳۳ = ارسلان بیگ

مجمع النفائس : ارسلان تخلص : احوالش معلوم نیست . از اشعارش

در یافت میشود که بسیار خوش فکر است. از وست :

یا رب! که نشان داد بار خانه ما را
 آن به که کسی نشنود افسانه ما را
 این عجب نیست ازان هندوی مادر بخنجا
 چشم پاک و نظر پاک و دل پاک آنجا
 از دیده خون جدا رود ، از آستین جدا
 داغ و الف نشانه تاج و نگین ما
 غم نادیدن روی بس اینجا ست
 لیک در دل ارسلان را آرزوی دیگر است
 کس چو من کشته بهر گوشه بسی افتاده است
 کز ره او باغبان گه! بدامن برگرفت
 بر من بیدل ، جدا زان یوسف ثانی گذشت
 ز آب دیده فرهاد گاهی راست گهی چپ
 چو (ارسلان) بدو چشم پر آب بر خیزد
 تو خود بگو که کس این شیوه را چه نام کند
 عرض پریشانی من میکند
 زان دهن تنگ ، سخن میکند
 تا کار او ز عشق بدیوانگی کشید
 رحمی که بدل داشت ازین پیش ندارد
 کز هجر رخت یک نفسی بیش ندارد
 جان بنومیدی ز تن میرفت ، بازش داشتم
 جان میدهیم از غم و نامت نمیریم
 که چون روز ، روشن شود ، خانه من
 چو میم آن دهن ، حرفی نیامد از قلم بیرون
 کسی کم دیده ماه نو که آید صبحدم بیرون
 آن تن چون برگ گل از چاک پیراهن بین
 و آن یکاد ، بران خط نو دمیده دمیده
 که دیده دیده بود (ارسلان) شنیده شنیده

جز غم نکشاید در میخانه ما را
 افسانه ما ، باعث صد گونه ملال است
 مشک ، گویند بخالش ، سر دعوی دارد
 ارسلان منزل پا کان بود آن کوی و خوش است
 برادرم آستین اگر از چشم خونفشان
 ما بادشاه کشور عشقیم (ارسلان)
 اجل یکسو نشین از بهر قلم
 آرزوی یک سخن دارند خلقی زان دولب
 دل ، پی نازک مژگان کسی ، افتاده است
 در چمن از شرم رویش ریخت چندان گل ب خاک
 آنچه بر یعقوب ، دور از ماه کنعانی گذشت
 پی پابوس شیرین بیستون صد جو روان دارد
 بروز حشر نمایند خلق نامه سیاه
 گسی بشوه کنی زنده ، گه بناز کشی
 دل که دزان زلف وطن میکند
 غنچه که ، در گوش گل ، آورد سر
 دل ، عمر ها ملامت فرزانی ، کشید
 جز شیوه جور ، آن ستم اندیش ندارد
 بنشین نفسی بر سر بیمار غم خویش
 وعده پرش ، ز لعل دلنوازش ، داشتم
 پرسند گر ز ما که : غم کیست در دلت
 در آپک شب ، ای مه ! بکاشانه من
 قلم تا بهر تحریر خط ، آمد از عدم بیرون
 بصبح عید ، دیدم ابروی آن ماه سیما را
 گر ز جیب غنچه داری دیدن گل آرزو
 چو خضر مصحف حسن و خط غبار تو دیده
 چو دیدی آن رخ زیبا ، نگوی قصه یوسف

گرد درت گشتی و کردی طواف کبه اگر بال و پری داشتی
 خسرو عشاق شدی کوه کن کز غم شیرین پسری داشتی
 خواهم که بر سر آرم در حشر از زمینی کانجا نیاز یکره پا مانده نازنینی
 نه از جمال تو دزدیده نور ز پنهان شد فلک بتهمت آن آفتاب را بگرفت
 پس از عمری که احوال من بیمار میسرند نشسته بر سر با لیم از اغیار میسرند
 ز رخس ناز، چو آن فتنه چو فرود آید سپاه فتنه بر اطراف او فرود آید

رباعیات

چون خاک ره، ترا بتان وزن کنند بشنو ز من ای جان، که چسان وزن کنند
 از ابرو و چشم خود ترازو سازند با سیم سر شک و نقد جان وزن کنند
 بینم چو کمان ابروی جانان را خواهم که نشان تیر سازم جان را
 او تیر کشد ز سینه و من گویم بگذار برای دل من پیکان را

(۲۳ الف)

۴۱ - میرزا محسن تاثیر

ریاض الشعرا : میرزا محسن تاثیر شاعر شیرین کلام و تازه خیال بوده .
 دیوانش قریب بده هزار بیت بنظر رسیده ، مشتمل بر اصناف سخن از
 مثنویات و قصائد و قطعات و غزلیات و غیرها . و الحق در کمال خویش
 دیوانیست . فکرش رسا و مضامین نازه در افکار ابکارش بسیار است . اصل از
 تبریز و منشاش محله عباس آباد اصفهان است . در بدایت حال بقدر تحصیل
 علم نموده ، در انشا و سیاق مهارت تمام داشته و خط شکسته را درست
 مینوشت ، و در حسن سلیقه و وجودت ذهن ممتاز بوده . ادراک صحبت
 بسیاری از ارباب کمال نموده ، از صحبت ایشان بهره وافر حاصل کرده بود .
 مدتی وزارت دارالعباد یزد با ایشان مفوض بود . در کمال بزرگ منشی
 و نظم و نسق سلوک نموده ، بالاخر ازان شغل تغیر و باصفهان آمده بمنزل
 خویش ساکن و اوقات را صرف عبادت و صحبت ارباب کمال مینمود .

چند سال قبل از سانحه افغانان برحمت ایزدی پیوست . دیوانش متداول است . این چند بیت که در خاطر بود اکثفا نموده شد . اوراست :

مزار شکر که ، منگام رفتن از در تو چو استخاره ندوم باشک ، راه نداد
 دهان زاهد انفرده همچو نامه قتل خدا کند که بهیچ آفریده نکشاید
 نشاط باطن اگر نیست رنگ عیش مریز که زعفران نکند خنده روی هندو را
 (ردیف ت)

مجمع النمائس : میرزا ، حسن تاثیر از شعرای متاخر است . نحتی که نصر آبادی احوال و اشعار او را در تذکره خود نیاورده ، ازینجا معلوم میشود که ، او از شعرای عصر بادشاه شهید سلطان حسین میرزا صفوی علیه الرحمه است که از دست افغانه شهید شد . و از کلام خودش ظاهر میشود که ، او از تبارزه است و از بعضی مسموعت که مدتی وزیر دارالعباد یزد بود . لهذا تعریف اماکن متزه تفت و غیره — که از توابع یزدست — بسیار کرده . اختصار سخن ، قریب چهل سالست که دیوان او از ایران بهمند آمده . اول پیش حکیم الممالک شیخ حسین شهرت رسیده ، ازان جا مردم نسخهها بر داشتند . اکثر ابداع معانی تازه دارد . گاه گاهی قطرمایه نیز ازو سر بر میزند . درینولا انتخاب اشعارش نوشته میشود .

ما باید تفلس زندگانی میکنیم آه اگر افتد بدیوان عدالت کارما
 بوی حقیقتی گرت محضره وفا شود آب حیات ببلان میشمی گلاب را
 همت سرشارم ، از دریا کنت پهلوتی چشم تا بر دست خود باشد حجاب آما مرا
 پاکتی دل ما ، عشق میزند دامن اگر فرود نشینیم خاک بر سر ما
 نه بر شوک نگاری نه حضوری (ناثیر) عشق کفری شده ، از دست مسلمانی ما
 محو خوبی گشته رفتی ز رفتی ترا جامه خندد در بدن چون گل ز زیبایی ترا
 بود خوبی پیش ازین ، اما باین خوبی نبود حسن از جان پرورد بپر خود آرای ترا
 ما را که جز مراد خلایق مراد نیست کس نیست در جهان که نخواهد مراد ما
 کارش دشمن ترا در عشق محکم تر کت سبیل شد ز تعبیر آخر پای دیوار ما

چاره آخر آب گردش کرد بیمار مرا
 هست از چار طرف تکیه بدیوار مرا
 دانه دام هما کن دانه فارسته زا
 همیشه موسم گرما بود سمندر را
 چشم هزار جام لبالب بدست ما
 نمپاشد درای گاروانی راه دریا را
 گاه رجعت به بود تغییر دادن راه را
 از چه ، پیکروزه جدانی نکند پیر مرا
 منزل از چاه بخت است مه گنمان را
 یوسف بدلو دارد دست کشیده ما
 میرد گاهی طپندهای دل ، سویس مرا
 چرخ بی انصاف دور انداخت از کروش مرا
 که سخت جانی من ، سنگسار کرد مرا
 که بر سر میره ایام طاقت آزمائی را
 بجای رشته بگردد بچشم سوزن آب
 سفینه رفته و رختن بساحل افتاده است
 عجب زوبست که چون سوخت باز در دست است
 گر از تو ، من آزرده شوم ، بی سببی نیست
 گوی پر قیرت ز پر بوقلمون است
 بیزارم از کسی که دلش مائل تو نیست
 که راست را بزبان چون دروغ نتوان بست
 پاری که مرا بود همانست و همان نیست
 دست بیمار مگر زیر سر بیمار است
 در میان ما و جانان خوش حکایتها گذشت
 این قدر هست که بامن کم آن بسیار است
 هر که خون من بریزد قتل مایم کرده است
 محبت تو ، بدل جای مدعا نگذاشت
 سنگ و تیغ بی ستون مبراست تا فرهاد رفت
 قبر مجنون گر شکافی کوهکن پیدا شود
 درین آبی که شوید دست گل در آب میگیرد

غم برفت از دل می بیش بفریادم رسید
 راحتم را چون گین فنگی مسکن سبب است
 گوشه گیری با حضور دل عجائب دولتست
 جهان بماشق جان سوز یک روش دارد
 انصاف نیست باده نخوردن زما ، که هست
 خدا جو ، هر که باشد ! لب زقیل و قال میبندد
 چون بسجد رنم از میخانه (تائیر) آدم
 منکه دور از تو ، دمی را گذرانم سال
 پستی نیست که میدان بلندی نکشد
 بیکاری جهان را راحت در آستین است
 فی ز طالع یاری ، فی جراتی ، فی جذب
 دولت برگرد سر گردیدنی نزدیک بود
 اگر ز هجر فرودم رسیده ام بسزا
 گرفتیم آشنائی بده ازینم با تو در گیرد
 دم رفتو نکرد چون بزخم کاری من
 گذشت عمر و بجا مانده حسرت چندی
 چو نقد داغ ندهیم مال بیخطری
 زنجیرن بجای تو ، از من ، چه سبب داشت
 هر لحظه خورد بر دل عشاق برنگی
 مائل توا بنیر نخواهم و گر نه من
 همین دلیل زبردستی صداقت بس
 بیش از نفسی پهلوی دشمن ننشسته است
 چشم و مؤگان کجش ، هر که به بیند گوید
 جایب ای پروانه خالی کاشب از ناز و نیاز
 التفات تو اگر باد گران بسیار است
 بسکه لیریز از غم جانی جهانی گشته ام
 پیچ ، گر ز تو نخورند گشته ام ، چه عجب
 سالها شد کز دیوار عشق مردهی پر نخاست
 ربط عشاق آن چنان آمد که از یکتا دل
 بی تمیز دنیا ، ترک دنیا میکند زاهد

روزی چون میشود، انکار چه معنی دارد
 در آن محفل که من خون میخورم او باده مینوشد
 ره نوردی را که از پا خار میباید کشید
 این زمان از دامش ناچار میباید کشید
 روزگار که سواری نیش بود (۱)
 یارب! نظر که در پیش بود
 با ما دل مهربان کیش بود (۱)
 در آن کشتی که باشد مرده از رفتار سیمانه
 که دمی درد دلی گویم و او گوش کند
 که گر ز درد تو میرم ترا خبر ندهند
 که ناخن گره دل لب خنوش آما
 از دزد هر چه مانده، بر مال میدهد
 زندگی چون روز و شب از عمر یکدیگر کنند
 رهزنت از قد موزون او گدای کرد
 سرشکم رنگ از دارد حدیثم بوی او دارد
 گیتی که بود مکتب دانش طویله شد
 عاشق شکار لیلی ما با قبيله شد
 چون آن چشمتی که اهنی را بنال دیگران باشد
 چون پیش مصرعی که زمین غزل شود
 همین میانه عشق و هوس تمیز ندارد
 که قمری سوی سرو از خویش مرغ نامه بردارد
 نگهبان از مصر محالست بگنمان آید
 آنقدر باش که تاثیر بمیدان آید
 که نخل سبز من چون شمع یک برگ خزان دارد
 تاثیر حیث همزه این کاروان نشد
 تیر ماهی صیغی باز بما میگردد
 دیدیم سبزه از پنی زنار میورد
 تاثیر از ره تو باکراه میورد
 اگر رقیب تنها کنه خدا نکند

همدم غیر شوی شب، همه شب باده خوری
 میان عاشق و معشوق پیکرنگی چنان باید
 در طریق عشقبازی پا کشیدن خوشتر است
 دست شوقی را که در گردن حمانل داشتم
 چشم چو رکاب در پیش بود
 با ما، دل ما، نکسرد خیبری
 امروزی نیست بیسوفای
 چو دل افسرده میگردد، تن از کردار میماند
 آن قدر حوصله ات شرم محبت دارد
 اسیر الفت بیدرد و همدم چندم
 گل شکفت، بیبانگ بلند میگوید
 هر کس، بشیخ شهر ز شیطان برد، پناه
 سال و مه خوبست باهم دوستاران سرکنند
 کشیده خنده ره ز طوق قمری سرو
 باین حالت گرم دشمن به بیند میکشد رشکم
 زین پیش چرخ آخور آب و علف نبود
 دل آن نگاه بی صف مژگان نمیره
 بگردن نیز نتوانم از تو قطع نظر کردن
 از تو قبيله به نکوی مثل شود
 کرشمه ناز و ادا دلبری چه چیز ندارد
 بقاصد احتیاجی نیست بهتاب محبت را
 اگر از خای عنان شرم زلیخا نکند
 ساقیا صاف ترا مرد مضامی فبورد
 ز من ز بهار بیرحمانه، ای باد صبا! مگذار
 کردند کوچ شوق و شهاب و دل و دماغ
 مهبوشی گرم خدنگ افکنی مژگان است
 حلوی آشتی حرم و دیر خورده افند
 روزی که مجرمان خود آزاد میکنی
 ز آستان تو ما را خدا جدا نکند

نو کلی کز روی بدل دارم الف ها یادگار
 همین به تیغ ستم قتل عام میدانی
 جوشن خط ز نظر حافظ رخسار تو بس
 گم گشته ز تنگی دهنش همچو میانش
 عکس لب میگون که در جام فتاده
 جلوه قمری شود از سرو قد دلجویش
 پیش حسن خود، نظریاز است دائم دیده اش
 بروی تو چو نباشد نظر چه بیداری
 با یار چه گفتند که امشب با سیران
 آن روز که شد مذهب (تأثیر) محبت
 دارد نه هوای او سرگشته همین ما را
 طاققت چو پهلوانست از جای بر نیانیم
 ما چون کتاب ببیده، گویا نمیشویم
 بسکه بر من دور از هر لحظه سال بگذرد
 ای رقیب انصاف میخواهم کدامین بهتر است
 بر ما چه ستمها که نرفت از تن خاک
 تنگدستی را نهان از خلق کردن عوشر است
 صافدل هر گز بچرخ بی مدارا نیستم
 غم بسی دلبری، بسیار بی آسائشم دارد
 آب و هوای شهر، بما سازگار نیست
 گرچه از نیکان نیم، خود را به نیکان بسته ام
 در طلب همچو شکوه عاشق
 در مصاف درد و غم چون در میان دامن زدم
 تکه ام در آستین تسبیح چشم بلبل است
 جاده شد راست، از کنعان بیتاب بمصر
 بروی غیر اگر قصد یکم نظاره کنم
 محفل بکام حیرتبان قاملست
 سستی اقبال بالا تر نمیشاند ازین
 ناصح فتاده چون نی قلیان، نفس دراز

نرگش دارد قلم از سرمه دنباله دار
 گناهگار ندانی ز پیگناه هنوز
 آیه الکرسی خط تو نگهدار تو بس
 ترکیست ازان مصحف رخساره دهانش
 خم گشته صراحی که ببوسد لب جامش
 از سیه مستی خود سرمه کشد آهویش
 تیر عشقی خورده از مرگان بر گردیده اش
 بیای تو چو نباشد سرم ز خواب چه حظ
 گاهی بنفسب ببند و گاهی بتلطف
 زاهد به تشیخ زد و صوفی به تصوف
 لا جرعه کشید این می دریا ز حباب اول
 صبر و تحمل از ما، از آسمان تقاض
 تا همدی بما نرسد را نمیشویم (۱)
 بخت امروز من باشد غم دهرینه ام
 خواری اسمال من یا عزت پارینه ام
 چون ریشه درویدیم و بجای نرسیدیم
 قفل بر در میزنم خالی است چون گنجینه ام
 پادۀ گلگونم و همرنگ مینا نیستم
 گر آتش طلعتی میبود چشمی گریه میکردم
 از خانقاه رحمت بیخانه میبریم
 در ریاض آفرینش رشته گدسته ام (۱)
 بهر انجام نیست آغازم
 یا جهاد المشق گفتم بر صف دشمن زدم
 تا کدامین شاخ گل را دست در دامن زدم
 دلکشا چاک که در هجران به پیران زدم
 همان بمصحف روی تو استخاره کنم
 ساقی بیا که ببخبری را خبر کنم
 با همه بیماری از چشم تو ما افتاده ایم
 تا چند تلخ گوید و تا ک فرو برم

بی منفعت بپوشه مسلم نفروشم
 تپه کرد چنان بارشی که شب ماندم
 نهم بسل دو سه گامی پنی قاتل رفیم
 با ناز چه گفتند نصیحت بهرامان
 گشتی تو هم از جمله غیرت بهرامان
 دگر برای چه زور است بد گمانی من
 ممره نشم روان شد کمرانی را بین
 رهین منت صد کس نمیتوان کردن
 اگر بخاک بریزند خون بسل او
 روی تو، مهگوبه بگل: یا جای من یا جای تو
 عتقا مگر خیر دهد از آشیان تو
 بر نگرداند اگر برگشته مژگانش، ز راه
 گل چیده و شرم ز بلبل نه کرده
 دل جمعی، کناری همزبانی، شعر رنگینی
 قدی باین رسائی، زلفی بدین درازی
 شود روزی که خود فهمیده باشی
 بند است چو مستی که کشد تیغ بستی
 چنانم میخلد در دل که دشنامت پنداری
 توان گفتن ترا در خانه خود نیز مهمانی

(تائیر) دل خسته باین ناز فروشان
 خوشا سعادت روزی که دیده در کویش
 میشناسیم نکو حق نمک را زاهد
 دیروز نه این بودی و امروز نه آئی
 با او، دگری دیدی و (تائیر) نمردی
 رقیب بد صفت و ساده لوحی تو یقین
 ناز پروردی، که (تائیر) از وجودم، عار داشت
 لباس عاریه زندگی که از ما نیست
 بقاتلیست امیدم که رستخیز شود
 مگر با عذار لاله گون، مستان ز گلشن بگذری
 آسودگی کجا است، ندانم مکان تو
 صد خدنگ غمزه، زان ابرو کمان آید بدل
 بی چشم درو تری ز تو ای باغبان کجاست
 المی اتفاق صحبت با یار دیرینی
 شوش مصرمی بمصرح حسن آفرین رسانده
 زبانی، درد دل گفتن، که دارد
 هر چشم تو با چشم دگر زان غم ابرو
 سلام میدهد جانان و چون غیر است همراهش
 ز بس در آشنائی شیوه ات بیگانگی دارد

اشعار متفرقه

که یارب کرده هر پیش که مصحف خصم او گردد
 گر آن فرشته ندیدی که چار پر دارد
 همدان رفتند و ما را چشم حسرت باز ماند
 در کنار بام پنداری مرا پرورده اند
 جامه از مصحف ریش پوشید و کس باور نکرد
 ماه از هاله چرا شال بگردن دارد
 چو آن لالی که میسازد کسی حرف از زبان او
 چو خون مرده در اعضای زنگی
 نیارم ز غیرت برون از بزرگی

خط خوبان غنیم عاشق پر آرزو گردد
 بین معاینه آن شوخ چار ابرو را
 چون گل آخر که در صحن گلستان او شود
 دارم از طفل پسر کاری کمال احتیاط
 دور خط هم کس وفا باور ازان دلبر نکرد
 گرنه از حدت خورشید رخت رنجور است
 کمال من شود همی که از من مدعی گوید
 بود پوشیده رنج تیره بختان
 بدل هست چون بحر صد کوه دزدم

رباعیات

نبرد چو حل راهنمای دیگر
 عزم سفری کن که دعای تو شود
 با تفرقه فیض صحبتی نتوان برد
 طالب بی بوسه جمع شد دانستم
 گرمست ز جام پاده خواهی شد
 با خویش اگر قرار قتلیم بدهی
 هرکس دل پاک و جان آگه دارد
 کجهای ترا براستی پر دازند
 تا پست و بلند عالم تشویش است
 در کام دگر یقین بدنبال افتد
 رفتیم برون ز عالم دون رفتیم
 آفاق ز مردان خدا خالی گشت
 در دیده نا تصان خرف چون در است
 سازند کمال نقص را اهل کمال
 عهد است که هر سخنور فهمیده
 از گرد کسادی سخن بتوان کرد
 نه همین بلبل بیدل ز غمت مست شده است
 دوش خورشید مرا میل خود آرای بود
 مدهی بی حساب میگوید

جز خاک نجف مغواه جای دیگر
 گر خصم بگوید که نیای دیگر
 رامی به بساط عزق نتوان برد
 بی خاطر جمع لذت نتوان برد
 غارتگر خانواده خواهی شد
 مشوق قرار داده خواهی شد
 دست از سخن بپنده کوتاه دارد
 گر حرف او چون نقش نگین ته دارد
 جوید چه تفوق آنکه دور اندیش است
 پای تو گر از پای دگر در پیش است
 از شکده سپهر واژرن رفتیم
 تمام زپانه گشت بیرون رفتیم
 گر ذائقه کامل است حق کی مر است
 چون آب دهن که کمتر از کرگر است
 بزم سخن آرای خرد برچیده
 خاک اندازان معنی دزدیده
 گلهم از دیدن رخسار تو از دست شده است
 دگر آئینه ندانم چه بروز تو گذشت
 داخل هیچ جمع و خرچی نیست

(۱ - ب - ۳ ب)

نیز رک : نصر آبادی (۱۱۹ - ۱۲۰) آتشکده (۱۰۵) شع انجمن (۹۸)
 و مجله دانشکده تبریز (سال اول ، شماره اول ، ۲۰ - ۵۲) تذکره خزین (۲)

۴۵ - میرزا فتح علی بیگ تسکین

رک : سفینه خوشگو (حرف ت) و روز روشن (۱۳)

۴۶ - شاه رضای تسلیم اصفهانی

تذکره نصرآبادی : از خراسانست . مرد درویش است اندکی زبانش
 میگیرد . الحال در کشمیر است از مریدان میرزا حسین سبزواریست ، و در
 بقعه او میباشد . شعرش اینست :

له آهی نه نالی نه داد و نریادی نکرده هیچ کس بر عود چنین ظلی و پیدای
 زبال انسانی پرواز و رنگ عود ازان شادم که گامی از شکست شیشه دل میدهد پادای
 پیش از اهام سر زلف تو، ای جان جهان این قدر جمع نبودند پریشانی چند
 (۲۰۱)

۲۸ - مولوی ملا رحمت الله تمکین

رک : صبح گلشن (۹۱)

۳۶ - عبدالطیف تنها

مجمع النفائس : عبدالطیف خان تنها بدین تخلص دو کس گذشته
 اند . یکی خان مذکور دوم سعیدای حکیم ، که اشتهارش نوشته خواهد شد .
 بالجمله خان مسطور ، پسر همشیره و شاگرد مرزا جلال اسیر شهرستانی است .
 از ایران بهند آمده ، مدتی بود . چندگاه دیوانی صوبه کابل داشت ، در عهد
 محمد اورنگ زیب عالم گیر پادشاه . خیلی زاهد و صالح متورع متفرد کم
 اختلاط شخص بود . بعضی از یاران مخصوص او ، با فقیر ملاقات نموده
 نقل میکردند که : با همه ورع ، بسیار دردمندی و شکستگی داشت . چنانکه
 محمد علی تنها که از دوستان و رفیقان او بود ، روزی شراب خورده بر سجاده
 او قی کرده ، ملازمان خواستند که بعنف پیش آیند ، خان منع بلیغ فرمود
 و گریه بسیار برو مستولی گشت که ، اینها اشارتست بدانکه این همه
 تقوی و زهد تو قابل چنین چیزهاست (رحمه الله علیه) . عجب مرد بزرگواری
 بود . حاصل سخن در اخلاق معنی سخن را بجای رسانده بود که ، اکثر
 سخن سنجان او را ، بی معنی گو قرار داده بودند . الحق داد دقت داده درین
 صورت فکر او هم ، از منهج ادراک دور می افتد . دو کس از شاگردان او
 در هندوستان طرز او را سنه الاولین گمان برده متعجب شده اند . یکی

نصرت الله خان نثار و دوم محمد نظام معجز . اگرچه نثار کار از استاد گذرانیده قریب صد هزار بیت از جنس غزل و قصیده و مثنوی و رباعی گفته ، چنانکه در باب نسون اشعار او نوشته خواهد شد (انشاء الله تعالی) .
الحاصل عبداللطیف خان اکثر بزمه حرف میزند . دیوان مختصری دارد قریب یکمزار و دو صد بیت . درینولا انتخابش نوشته میشود . ازواست :

فرب آمدن یار میدهد ما را
بین که باده چه هشیار میدهد ما را
کوتاه باد دست هنیم از حصار ما
صیقل آینه گرد صف جنگت اینجا
غبار کینه ندارم بجان دشمنها
که سر بجیب کشیدند و پا پدانشها
بند خوشی است این سخن از نسترن مرا
صبح بهار و سایه ابر چمن مرا
متاع آتش سوزنده در سفینه ما
بکن پیکان تیر آه ما تبخاله مارا
بلبل ! حیث دروغ مگو ، از زبان ما
زخمی بکن بخار و خس آشیان ما
گر لطف میکنی بی آزار ما بیا
که بامن داشت گل امروز دیگر سرگرانیها
ستم شریک جفاهای روزگار بیا
درین بهار ز می منع گر کند ما را
نثر نظارگیان راست چشم بستن ها
کز رنگ سرخ کرده به پیشش خجیل مرا
شب شد این عهد و معلم از دهبستان پرنفاحت
(تنها) جواب گفتن او نا شنیدنت
زان ناز او بکشتم از خاک بر نداشت
ما را به نیم جرعه می از خاک بر نداشت
آن قدر خندید زخم من که دل از کار داشت

هلاک طرز خوش دل که از طیدنها
غراب مستی چشم کسی شوم (تنها)
(تنها) نفاذ تلمه افتادگی بلند
جز بکشتن نشوند اهل جهان صاف بهم
طلسم ساقی آئینه نشکند گردهم
هلاک شیوه آزادگان هریانیم
باید تمام پنبه شود گوش در بهار
بس باشد ای جهان ز سفید و سیاه تو
بود بیحر جهان همچو کشتی باده
خداوندا ! رسای تا بلب ده ناله ما را
کی گفته ایم ، گل برخ او برابر است
بلبل چنین که شعله آواز میکشی
دائم گران بخاطر یار است رحم تو
مگر دانسته از شور چه کس آفته دستارم
دگر بجان نمنا بگو چه خواهی کرد
گل پیاله بسر میزنیم زاهد را
بگلستان جهان چون شگوفه بادام
دارد همیشه یاد از او منفعل مرا
خط دمید و ناز او را رخصت بازی نداد
فامح مرا ز عشق بتان منع گر کند
پرواز من باوج طپیدن نهرسد
ساقی هزار مرتبه دست سبو گرفت
پهلوم را شوخی تیفش چو جاویدان گرفت

ز خانواده خم باده دو ساله گذشت
 سنگ در عشق تو چون تیغ مرا دمساز است
 آنچه گیرد ز کسی سرمه همین آواز است
 مانند رشته که ز گوهر گذشته است
 گفتم که من غبار تو فامن نشاند و رفت (۱)
 دل من چون چراغ تصویر است
 رشته چون پرتاب شد بیتاب می آید بچرخ
 کاشب صدای ناله من تا کجا رسید
 گرد است سایه که بیال هما رسید
 آفای کسی بنده نواز است به بیند
 بهار رفت دگر بعد ازین چه خواب کند
 آنشی کاروان نمیباشد
 حیف کان، در جهان، نمیباشد
 وقت بیطاعتی جامه دریدن برسد
 چه قدر جان بکند تا بطییدن برسد
 براه عشق شباهت باشیان دارد
 گویا که 'عشق روغن بادام میکشد
 چشمی که تر نگشت همین چشم جام بود
 بر سرگروی تو، یک رخنه دیوار نبود
 بخت مرا نسانه گل خواب میبرد
 خار خار صحبت بلبل بیباغم میکشد
 زخم شمشیرش الف بر روی داغم میکشد
 حکم الف بسینه آئینه میکشد
 جلوه نازک نهالان خاکمالم میدهد
 با چراغ گل، من گم گشته را پیدا کند
 کوه این موسم زر گل از کمر وا میکند
 ازین کتاب غلط کس چه انتخاب کند
 باده میخواهم از شور جنون پر زور تر
 اندک از نزدیکی دلها بدلها دور تر

بکوی باده کشان بود وحشی گفتند
 بی تو از ناله من کوه پر از آواز است
 قسمت از چرخ شود ناله سیه بختان را
 دنیا گذشتگان همه غرقند در جهان
 پارم بکنج همکده تنها نشاند و رفت
 نیست روشن اگرچه میسوزد
 در محبت صبر مارا اضطرابی داده است
 میخواستم ز سرمه چشم تو بشنوم
 از دامن بدولت دنیا نشانده ام
 از نام خدا نام خدا شور بر آرید
 پس است راحت دل بی رخش پس است
 در رهش غیر گرمی رفتار
 خوب چیز است دوستی (تنها)
 خوش تماشا است چو دیوانه مریان ترا
 دست و پا باخته بسمل شده نازکی
 زبسکه خار درو جمع گشته آبله ام
 شد از جنون بهلقه زنجیر کار تنگ
 در بزم بی تو دوش ز تاثیر ناله ام
 فامه پاره، بما باز فرستاد، بگو
 فصل بهار رفت و زی یاد رخش هنوز
 جانب گلشن به ترتیب دماغم میکشد
 همچو طفل کور بروی نقطه سازد خط درست
 در خون طپید بی تو ز پس جسم لاغرم
 طالبی چون سایه دارم کز گستان جهان
 نوبهار آمد که بازم، از جنون رسوا کند
 در بهاران هر جمادی برگ دنیا میکند
 نشان میش در اوراق دهر نایابست
 خاطری دارم ز چشم گریشان رنجور تر
 بهر الفت های مردم خانه کردم بنا

بہی دارم کہ بر بالای چون سر دل آرامش
چنان بالیدہ بر خود از خیال نسبت روی
بی داغ عشق خون رود از چشم دل مرا
انیس دردم و با نالہ گفتگو دارم
بگرد خاشیم سرمہ کی رسد (تنہا)
در آتش مطہم بی سایۂ مژگان چشم او
پہرس از آنتہ گر باورت نمی آید
ناقابلان ز تربیت ، آدم نمیشوند
ز دوستی چہ توقع ازین زیاد بود
این رنگ بادہ نیست برویم کہ جای می
ہر گہ بیزم آن بت بد کیش مہروم
یاد اہامی کہ شور بحر پر طوفان عشق
بسکہ الفت کم بود در عہد ماصورت پذیر
مانند شانہ از خم گیسوی پر گرہ
مردن اگر چہ بود ز بلبل بجا ، دل
الفت برای کام بکس نیست کار من
شہرت نشد ز نقش نگین ہم ہکام من
مرحبا ! ای توشہ رہ تازہ خاطر مرحبا !
ہمچو عکس در شکنج موج عمری ز اضطراب
پنچہ در پنچہ جانان کردہ است

قہا چہان بود از بسکہ شہرین است اندامش
کہ تنگی کردہ بر اندام گل پیرامن رنگش
آید بگریہ طفل چو خاموش شد چراغ
نگاہ حسرتی و گریہ در گور دارم
شکایت از ستم چشم مست او دارم
دوا از برگ بید و بستر بیمار میخواہم
کہ از خیال تو در دل چہ گشئی دارم
حرنی بگوش سیلئی استاد مہکشم
ہزار شکر کہ چون ہار دشمنی دارم
خجالت بسی ز ساغر و مینا کشیدہ ام
از غرور ہمیشہ یک دو قدم پیش مہروم
حلقہ بر گرداب مہزد بر در ویرانہ ام
خانہ آئینہ را صحرا تصور میکنم
مشکل کہ از فراق تو شب را بسر برم
ہایست یک دو قطرہ ز گہا گریستن
درد سر پہالہ دہد کم شمار من
کز رنگ من ہستگ فرورفت نام من
ای دل بی صہر من ، ای فاشکبای کسی
انجمن از وحشت خود داشت تنہای کسی
شوشی رنگ حنا را دہدی

قصائد

ز چشم دل شکر و شیر گریہ میگردم
ز خون غیر چو شمشیر گریہ میگردم
تمام شور چو انجیر گریہ میگردم
گرستہ چشم نیسم سیر گریہ میگردم

(۶۸ ب - ۶۹ ب)

چو خواب عالم طفل شہم بیاد آمد
نماندہ نم ز جفای تو بسکہ در جگر
ز طفل نوش لبی نا بریدہ اند مرا
ہزار شکر بہمان سرای محنت و درد

مرآت آفتاب نما: تنہا ، نام وی عبدالمطہب خان ہمیشہ زادہ

و شاگرد میرزا جلال اسیر است . در عہد اورنگ زیب بادشاہ از ایران

بهندوستان آمده . دیوانی صوبه کابل و کشمیر و لاهور نموده . بسیار صالح و خوش نویس بود :

(۱۴۸ ب)

رک : کلمات الشعرا (۲۰) تذکره حسینی (۷۸) شمع انجمن (۹۸) سفینه خوشگو (حرف ت) بزرگ (ط (الف) (۱۴۹) و نتایج الانکار ۱۲۸ - ۱۲۹

۵۷ = میرزا محمد فلی جم . رک : روز روشن (۱۵۵)

۵۸ = میرزا فتح الله جناب

رک : شمع انجمن (۱۰۴ - ۱۰۸) آشکده (۳۸۶) روز روشن (۱۶۵) مدرس (الف ، ۲۸ - ۲۸۱) و نتایج الانکار (۱۶۰ - ۲۶۱) فرهنگ سخنوران (۳۷)

۵۹ = میرزا ارجمند بیگ جنون

مجمع النفائس : ارجمند پسر دوم عبدالغنی بیگ قبول . سابق آراد تخلص میکرد ، بعد ازان جنون قرار داد . تلاش معنیهای بسیار داشت . از کشمیر که آمده در خدمت نواب مرحوم علی اصغر خان بود . جناب غفب و عصمت مآب کرکه صاحب رحیم النساء بیگم پسر بیگم و عمر گرامی در خدمت ایشان صرف نمود . چندی او و برادرش گرامی با فقر همطرح بود . از غزلیات او این وقت بخاطر نیست مثنوی در تعریف دسترخوان و اطعمه نواب مغفور و مبرور گفته ، نوشته میشود :

ورق نقره ز سیماش عیان
 که گذشت آب گمر از دوشش
 روغن اندوخته شیر سحر
 آب از شهد روانها دارد
 شیره اش شربت دینار شده است
 خوانده آب خضرش همشیره
 هست این نان زر اندود چنان
 نان شب مانده خود را دزدید
 صبح، از شرم نگرديد سفید
 همچو خورشید زر افشان باشد

وه چه نان قوت دل و قوت جان
 جدا نان مرصع پوشش
 میداش بیخته نور قمر
 قند از شیریه جانها دارد
 سیم و زر بسکه بار بار شده است
 میدهد روح بجانها شیره
 وصف او میبرد از دست عنان
 که نظر کرد بر او تا خورشید
 ورق نقره برویش تا دید
 وقت خوردن چو زهم میباشد

در تعریف نواب مذکور

عاشق قیبه سر موری اوست
 فرگی از زر و سیم است طعام
 مرغ زرین شده زان مرغ کباب
 گشت قاهمت تو خوان سالار
 پر بود تا شکم مرغ کباب
 کاسه دال مقرر شده است
 کرده نان ورقی جزو کشی
 رشته ات خط شعاعی باشد
 رود از خاطر او طول امل
 که نروزان شده از ابر نمند
 چقدر خوب بر آمد از آب

چم ز خوان کرمش لذت جو است
 شده در عهد تو زر پاشی عام
 ریخت از بسکه زدست زر قاب
 شد چو آوازه جودت بسیار
 کسی از جوع نباشد بیتاب
 نه فلک مجمع اختر شده است
 پیش نان تو، چو طفلان بخوشی
 بسکه دست تو برو زر باشد
 گر ازین رشته خورد شیخ دغل
 نیست یخ برق در خشنده بود
 هست صد بار به از سیم نداب

(۲۷ ب)

رک : سفینه خوشگو (حرف ج) صبح گلشن (۱۰۹)

و سفینه هندی (۱۲)

۶۰ - میرزا جوهری

مجمع النفائس : مرزا مقیم جوهری تخلص . پدرش زرگری کردی .

بسبب علو همت سرش بدان فرو نیامده بتجارت مشغول شد . مکرر بهند آمده و چون این ملک غریب نواز است ، سامان بسیار بهم رسانیده ، در صفاهان رفته فوت شد .

فقیر آرزو - سفینه - دیده از میرزا جوهری مذکور ، که دو مرتبه بایران رفته و بهند آمده . اشعار جمیع شعرای آن عصر بخطهم در آن مرقوم است . حتی که دو بیت بدستخط سلطان داراشکوه نیز رقی بود . و محمد قلی سلیم ، جای که اشعار خود دران - نوشته ، در آخر ابیات نگاشته که : برای خاطر میرزا مقیم جوهری این جواهر پاره چند صرف شد :

قدر زر ، زر گر بداند ، قدر جوهر جوهری !

اتفاقا مالک بیاض مذکور ، برای نوشتن اشعار ، پیش شعرای دهلی نیز میفرستاد . ازین جهت پیش فقیر نیز آمده بود . من هم چند شعر خود را دران نوشته ام . ازوست :

دلیل فائده خامشی بس است همین
که چون زبان بگزیدی نمیگذرد زنبور
در مذمت اسپهی گفته :

نصیب ، نست من کرد ، جوهری اسپهی
رود چو آب ، فرو در زمین ، ز بار گران
اگر گره بزخم بر دمش ، ز کثرت ضف
ز بار ضف سر از جای ، بر نمیدارد
سوارش من افتاده راز پا انداخت

(ص ۸۲ ب)

۶۲ - میرزا اسمعیل حجاب . رک : روز روشن (۱۶۷)

۶۵ - نواب حفظ الله خان

رک : نحت جو بای ، تبریزی در تذکره شعرای کشمیر ، تالیف نگارنده .

۴۱ - شاه خاشع

گلستان مسرت :

از آب زر نوشتن مضمون بد چه سود
با گردش چشم نسبتش نیست
دندان چون گهر را از پان نکرده رنگین
نه مهر و ماه بود در بدر ز رخسارت
با تو سخن بوسه چه گفت و چه شنود است
نیست فارغ در جهان از دست درفان هیچکس
نکلم البهام همدان را قطع میسازد
هیچ کار زاهد ما، حسباً لله نیست
رک: روز روشن (۱۹۲) و صبح گلشن (۱۴۸)

۴۲ - امتیاز خان خالص

ریاض الشعراء: سید حسین خالص، در زمان عالمگیر بادشاه از ایران بهند وارد شده، بتدریج ترقی نموده بدرجه امارت رسیده و بخطاب امتیاز خانی علم امتیاز بر افراشت. همیشه اوقانش باهل کمال بسر میرفت و در حسن خلق و علوهمت مشهور بوده. آخر اراده زیارت عتبات علیات نموده از هند برآمد و دو بیست (لک) روپیه بر سبیل زاد باخود داشت. در عرض راه خدا یارخان زمیندار سند سید مظلوم را شربت شهادت چشانیده بر اموالش متصرف شد. دیوان (۱) را، آن مرحوم قریب سه هزار بیت است. این چند بیت از وست:

افتادگی دلیل فنا شد برای ما
مفسر حرفت گرفت است از آن کو خالص
این راه را نمود بما نقش پای ما
بسکه لاشرف شده از دیده نهان است این جا

(۱) یک نسخه دیوانش ذخیره انجمن ترقی اردو دارد. و برائے - مثنوی گلستان شمال - در

بر نخواهد آمدن این محتسب غیر از شراب
از رنگ حنائی تو، نه امروز که بام
دی بگفتی که، ترا حال ز هجرم چون است
گاهی اسیر زلف و گه آشفته خطم
درون سینه بانداز کوی دوست دلم
بکت آینه چو خوبان خود آرا گیرند
عوض برسه، نکویان، دل و جان سطلیند
برباد خود نشد خون، بکنار گم شود دل
دیوانه برای رود و طفل برای
به پیرها مرا اسباب رسوائی مینماید
این گرد که بر خاسته می آید ازان گو
بلبل تازه بدام آمده ام، ای صباد
یک طفل اشک را بدر عالم نهدم
به پیری شیشه دل را شکستم در سر کوی
دل از من رفت و من هم رفتم از خویش
ازین زیاده شوی پاره پاره ای دل من
پاکشیدن ز سر کوی بتان، آسان نیست
دل و دیده را چه سازم که تو بکنش ز شویش
از می برنگ لاله بر افروز چهره را
ندارد طاقت دوری دل مشکل پسند من

مهرسانی گر زمین خانه ما را بآب
مهر بست که از دست تو خون در چگرم است
جام می، بی تو بدستم قلع پر خون است
هر لفظه در سرم سر سیردای دیگر است
چو مرغ قبله نما در کمین پرواز است (۱)
سر راهی بخود از بهر تماشا گیرند
داده اند آنچه بما کاشکی از ما گیرند (۱)
بچه کار خویش آید، که بکار ما نیاید
پاران مگر این شهر شما سنگ ندارد
قد خم گشته ما حلقه دام تماشا شد
پارب ز دل ما چه خبر داشته باشد (۱)
با نفس یک دوسه روزی بگستانم بر
دارم تعلقی بچگر گوشت های خویش
که سازم مینگ از بهر تماشای گل رویش
تو تا رفتی من و دل هر دو رفته
هزار زخم ترا بیشتر رفو کردم
این نه کاری است که از دست من آید بیرون
نه بدبهنده، پیشینی نه بدل قسار داری
آتش برای سوختن ما بهم رسان
چو بر آتش رسد آرام میگردد سپند من

(ردیف خ)

مجمع النفائس : سید حسین مخاطب بامتیاز خان که در عهد
عالمگیری از ایران بهند آمده . بادشاه مغفور او را نظر بر نجابت با صبیبه
میر هادی فضائل خان (۲) - که میر منشی و در آخر میر سامان شده بود -
از دواج نمود . خالص تخلص مینمود ، و مدتی در هند بخدمات لائقه
سرفرازی داشت . اواخر بدامن کشی حب وطن از راه خشکی بایران میرفت .

۱- مجمع النفائس دارد .

(۲) - میر محمد هادی مخاطب بفضائل خان و فاضل خان بن حاجی محمد ملقب بمیر خان

و وزیر خان . وفات ۶ ذیحجه (۱۱۱۴) پدرش در (۱۱۰۴) گذشت (تاریخ همدی ص ۱۵)

در سرحد هند و ایران بعضی از زمینداران سرحدی بطمع مالی—که از هند بهم رسانیده بود— او را کشتند (رحمه الله تعالی) بنواب غفران مآب مخلص خان (۱)، تن بخشی عالمگیری، کمال ارتباط و اختلاط داشت. چنانچه نواب مذکور دیباچه بکمال بلاغت و دقت بر دیوان خالص—مذکور نوشته اند. از اوست :

هر که دارد در جهان دردی خریداریم ما
 گر بکار ما نمی آئی بکار خود بیا
 بی دماغم بده ایام سرا
 که بلبل در چمن نشناسد از گل آشیانم را
 چند قدر بوسه توان داد سراپای ترا
 کس نچیده است گل سرو تماشای ترا
 که غنچه شد بکف ما گل پیاله ما
 کاش یکچند قدم دور شود منزل ما
 که ما از بسکه ره جستم گم کردیم منزل را
 نمیبندند از بهر چه یارب چشم قائل را
 کفم گر بود خالی بوسه دادم دست سائل را
 خدا زیاده کند داغ عاشقان ترا
 بخت برگردیده برگرداند آغوش مرا
 با خیالت گرمی هنگامه دوش مرا
 ندارد باغ فارغیالی کنج قفسها را
 نمیدانند چه بر سر آمد آن فریاد رسها را
 یار در آغوش ما و دور از آغوش ما
 آفتابی بود، پنداری سبو بر دوش ما
 بخاک ره برابر میکنم ویرانه خود را
 قامتش گر نهدد جائزه رهنائی را
 پنبه خرقة پشمینه ما
 داد از دست آشنا تنها

چون دراز مردم بیدرد بیزاریم ما
 وعده کردی! بر سر قول و فرار خود بیا
 کو دماغی که گویم ای ساتی
 من آن مرغ بدام افتاده رنگینی وضعم
 بیخبل آمده ننگ را های ترا
 چشم آئینه ندیده است بر روی تو هنوز
 بیا که بی تو چنان بزم عیش برهم خورد
 نرسیده است هنوز، آبله پا برادر
 در اسباب حصول مدعا، کوشش مکن بیجا
 خدا ناکرده شاید رحم آرد چون مرا ببند
 بهر حالت کسی را هضم محروم نگذارد
 بهر طرف که نظر میکنم، چراغان است
 چون کمائی را که گیرد چله روز وصل او
 از زبان شمع آتشبار می باید شنید
 فبار آشیان نشینند آنجا بر پرو بالی
 جواب ناله از بلبل در دام نشنیدم
 در رباش حسن اشب همچو ماه و هاله داشت
 شد جهان روشن، چو از میخانه بیرون آمدیم
 بامیدی که شاید آشنائی را گذار افتد
 رود از دفتر ایجاد رعونت بیرون
 گل بیخار پریشانی ما ست
 شکوها دارم از جدائیا

عاشقیها و بسنو آنها
 بوی گل اگر نخورد بر دماغ ما
 خوش باین رنگ دیده ما را
 پشیمان میشود هر کس که پیدا میکند ما را
 میزند بر گشته مؤگان شانه بر کاکل ترا
 کسی از دست ما نگرته مشوق خیالی را
 این قبا گردیده جزو تن ز چسپانی مرا
 ترا دیدم، نمیدانم کجا انداختم دل را
 که سوخت آتش عشق تو استخوان مرا
 همه مکتوب میدادند من دادم دل خود را
 که کاغذ باد می سازد هنوز از خرد سالیها
 هست یکسان بر ما شنبه و آدینه را
 شمع پیش از همه انگشت شهادت برداشت
 دارم گلی اما که ندانم بچه رنگت
 مستوری نیست دلربایی است
 سوختن در پرده خود را این چنین رسوا خوش است
 روزگاری گذرانندیم که کس یاد نداشت
 راه عشق تو که یک منزل آباد نداشت
 خاطر جسمی اگر داشت دل شاد نداشت
 هیچ اگر نیست، درو سایه دیواری هست
 هر کجا در قفس مرغ گرفتاری هست
 هر طرف مینگریم آئینه بازاری هست
 که روز حشری و فردای و جزای هست
 روز شادی و شب وصل در ایام تو نیست
 بهر کجا که ببینم برته پای هست
 کاشب ستاره پیش ز شبهای دیگر است
 نم در دهان آبله ما نمانده است
 محمود مگر کم از ایاز است
 که بقریان تو بیساخته میباید رفت
 در روی تو جای نگه ماست که خالبت

بد بلائیت در جهان (خالص)
 خواهیم همچو غنچه شکفتن درین چمن
 ای که در خون کشیده ما را
 چو مکتوبی که ره رویابد و برجاش بگذارد
 حسن سرشار ترا مشاطه درکار نیست
 نباشد گر سر باری بما آن لاربال را
 جامه زینده تر نبود ز هر بانی مرا
 چو آن دزدی که صاحب خانه غافل بر سرش آید
 هنوز چشم ترا احتیاج سرمه نبود
 بکوش قاصدی میرفت بیدردان ز نادانی
 چه داند قدر مکتوب اسپران را پریرزادی
 همچو طفل که هنوزش خیر از مکتب نیست
 شب که در بزم سخن از رخ خوب تو گذشت
 عمری است که چون بلبل تصویر درین باغ
 دیدن ما را و رو گرفتن
 خوب کردی آفرین ای شمع فانوس آفرین ا
 با خیال سرو زلف تو، من و دل امشب
 شده از خانه خرابان تو، معموره عصر
 اینچه بخت است که در عشق تو (خالص) دارد
 میتران غارت ویرانه من کرد هنوز
 سمی دارد، که پدام تو رساند، خود را
 که پشهر آمده، کز دیده حیران امروز
 بخون بیگنهان این قدر دلیر مباش
 باده عیش کسی را بلب از جام تو نیست
 بدیده پاک کنم خاک جلوه گهرش را
 یارب در انتظار که شد دیده سفید
 از بسکه همزبانی خار ره تو کرد
 گر ناز ازو، ز من نیاز است
 بفکن شانه و از کف بگذار آئینه را
 از آبله بر برگ گلت نیست نشانها

از بهر تو چون آینه در سینه تنگم
این قدر در فکر آزادم نبودی پیش ازین
در تماشای تو ای گل محو از بس گشته اہم
قاصد آمد غنچه گل بر سر کویش هنوز
برگویی شیشه ساق حلقه کرد انگشت خویش
بسر زلف تو چون غنچه و گل از یک شاخ
دل بزلفش چون دادیم گناه از ما نیست
در میکده امروز ز بدستی ساقی
با فقیران سرگران، یا اغنیا در کاوش اند
اینچنین ای آهوئی وحشی که از خود مهری
هر جا که درین بادیه نقش قدمی بود
نالہ میخواستیم امشب بگوش خود کشم
هر گل که ز دم بر سر خود غنچه شد امروز
نیست ابر اینک بر بالای چشمت کرده جا
شب بیاد سر زلف تو کشیدم آہی
آب انگور سبکتر بود از هر آبی
ز شرم آلود چشمت دیده ام نظارہ گرمی
سوختن مشت پری یعنی که بلبل را چرا
آرزو دارم که پرسم از تو بعد از آشتی
یا رب غم عالم بکسی تنگ نگیرد
هر کس که مرا دور کند از سر کویت
تو خودی آنت دلها چه بگوئیم، بگو
شب شان خوش که عجب عمر درازی دارند
چه قدر غنچه شود گل که دهان تو شود
گفته ام دہرانی طفل که از شوخی بمن
با وجود دل عاشق که کم از آئینه نیست
بر سرت گل بہ بلسبل مساند
آدمی نیست صنوبر که بود بارش دل
چشم آن دارم از آن فرگس شہلا، که مرا
میکنم کلبہ ویرانی خود را تعمیر

چندان که نظر کار کند جاست که محالست
میشود ظاهر که چندی قدر من افزوده است
کس نمیداند که این مالم یا تصویر ماست
میشود ظاهر که مکتوب مرا نکشوده است
باز طوق بتدی در گردن مینا گذاشت
دل فدیده ما و دل غرم پیداست
شأنه نیست که برهمن این سودا نیست
بشکست چنان شیشه که خون از دل مارفت
اختلاف مردم دنیا نمیدانم یکی است
کز دم دیگر بتزدیک من آئی دور نیست
از دفتر افتادگش ما ورقی داشت
ضمیمت تو آمد سر رامی بر آوازم گرفت
گو یا دگر از من دل احباب گرفته است
مین خوبی دیده است استاد خلعت داده است
رگ ابرسیجی گشت و بروزم بگریست
ما کشیدیم مکرر بترازی قدح
که تا آید نگاش بر سر مژگان حیا کرده
سیر گشتن پیشکش بیزعم گل چیدن چه بود
ب سبب از (خالص) بچهاره رنجیدن چه بود
از شهر بصحرا شدم آن دم نفسی شد
خاری ز سر راه تو بر داشته باشد
روز محشر، اگر احوال دل از ما گیرند
از تو عشاق تو چون وعده فردا گیرند
تا کجا قاب خورد موکه میان تو شود
میزند سنگی که پنداری بر سر گل میزند
اختلاف تو و آئینه چه صورت دارد
که بشاخ گل آشیان دارد
آن قدر دل ز کسی خواه که مقنور شود
بپرد آن قدر از خود که شرابم نبرد
تا کسی راه باحوال خرابم نبرد

ز غفلت ترسد از مزول گشتن صاحب دولت
 هر گاه شیخ را منی سرشار میرسد
 ساقی سرو قد ما چو زجا بر خیزد
 نمی آید بکف زلف تو ام با این رسائیها
 مرا حنای تو تا چند دل نگار کند
 نگذگرم بان آئینه رو نتوان کرد
 کسی امروز میخواهم بکوی یار بفرستم
 من کشتنی ، انصاف تو ساقی ، بکجا رفت
 بیبوش است گوشه امنی برای من
 ز نائیر نگاه چشم او پیوسته بیمارم
 روز هرگز نمیشود شب هجر
 نه خرابه ، نه جانی ، نه پدر آشنائی
 نه فنیله چراهی ، نه فروغ چشم داهی
 پیراد خود نشد خون ، بگذار گم شود دل
 درین گلشن که غم ره در دل هر خار و خس دارد
 ز خود بیگانه ام با آنکه عمری بوده ام با خود
 چو خال گوشه ابرو خدا ناکرده آن بدخو
 کدام جامه بلطف لباس مریانی است
 چنان ز آمدنت ، حال من دگرگون شد
 در تعریف سهره که شب کتخدائی در

ماه من از حیا رخس بسکه بآب و تاب شد
 جلوه هر ناکسی را با غرام خود منج
 عیب میدانم گرفتن را کریمان چون کنم
 چشم مست تو بما بر سر ناز است هنوز
 بیم آنست که در آئینه پژمرده شود
 بکوش عاقبت از بیکی دل را فرستادم
 مرا در خاک و خون غلطانده سیادی که از شوشی
 ای آسمان بس است مرا این قدر شکست
 بی تو صرم چو سر آید بتو این حرف بگویم

چو آن شخصی که در خواب از سر دیوار می افتد
 فصل شگوفه رهیزی دستار میرسد
 از لب ساغر می ، نام خدا بر خیزد
 چه میکردم سر موی اگر کوتاه تر میشد
 کسی زدست تو آخر بگو چه کار کند
 گل این باغ برنگیست که بو نتوان کرد
 که گر حرفی از آن لب بشنود صد داستان بند
 تا چند کس از میکده غمخور بر آید
 جائی نرفته ام که بانجا صدا رسد
 بمن آب و هوای فصل گروریان نمیسازد
 صبح صادق دروغ میگوید
 چه کند ، اگر فریبی بد یار ما بیاید
 بکدام امیدواری ، شب تار ما بیاید
 بچه کار خویش آمد که بکار ما بیاید
 خوش آن مرغی که باغ دلکشای چون نفس دارد
 خداها این قدر هم آدمی دیر آشنا باشد
 دل را گر ز چشم اندازد آن ابرو نگه دارد
 که از کمال نزاکت بدن نما باشد
 که عضوهای زجا رفته ام بجا افتاد
 در روی داماد بنداند گفته :

سهره چوبست عارضش پنجه آفتاب شد
 کبک رفتار دگر دارد تو رفتار دگر
 گر ز پا افتاده گوید که دستم را بگیر
 نگفت صاحب من یتده نواز است هنوز
 گل بود مکن تو در دیده نمناک انداز
 کسی کین باشدش قاصد چه خواهد بود پیمانش
 پسران هوا از دور چشمک میزند دانش
 افتاده ام ز چشم بت چنگجوی خویش
 که همه عمر ندیدم چو تو بیمبر و وفای

غیر آن جلوہ جانگاہ کہ نازش ناست
 ای خدا! داد دل من ز نکویان بستان
 آن را کہ نہ رفت عمر بر باد، کجا است
 گفتم روزی بہ بیستون : شیرین کو
 نارسم تو با دل شدگان ، پیداد است
 داغ دل و خون جگر و سینہ چاک

رنجش عاشق و معشوق ندارد سہی
 تا بدانند کہ دارم چو تو فرہاد رسی
 از مرگ کسی کہ گشت آزاد کجا است
 فرہاد بر آورد کہ : فرہاد کجا است
 ازدست تو کار عاشقان فرہاد است
 عشاق ترا چو لالہ مادر زاد است
 (۱۰۲ الف - ۱۰۳ الف)

رک : مقالات الشعرا (۱۸۸-۱۹۲) کلمات الشعرا (۳۴)

تذکرہ حسینی (۱۲۱) نتائج الافکار (۲۲۰-۲۲۲) شمع انجمن (۱۴۱-۱۴۲)
 صبح گلشن (۱۴۹) فرہنگ سخنوران (۱۸۳)

۴۵ - خاندوران . رک : نتائج الافکار (۲۲۲) و صبح گلشن (۱۵۱)

۴۶ - ملا حیدر خضالی

رک : صحف ابراہیم (خ) آتشکدہ (۱۷) مدرس (الف ، ۳۹۱)

و شمع انجمن (۱۴۶)

۴۸ - میرزا خلیل . رک : کلمات الشعرا (۳۳-۳۴) صبح گلشن
 (۱۵۲)

۴۹ - ملا فخرالدین دانا . رک : صبح گلشن (۱۶۰)

۸۰ - ملا ذہنی کشمیری

تاریخ بد شاہ :

در ریاضی ایات او که در باب تعمیر ثانی زینت محل که بنام زینت کماه -
(زمین مزروعه آبی) شهرت دارد ، بنظر آمد :

نوبهار است و باد محض مهبر	نونگار است و خاک مطر خمیر
لاله با جام باده ، مست آمد	کرد فرموش داغ را تدبیر
نرگس از غواب جست آشفته	نشده سوسن معبر تمبیر
شاه زمین الهیاد صاحب تاج	که جهان را از و برد توفیر
باز از فضل ایزد مطلق	کرد زینت محل دگر تمبیر
زینت گیر است باغ فرحت بخش	که ندارد بزیر چرخ نظیر
داشت ویران بسط هامون	کرد از آبیاری اش تمبیر
آنکه دریا بکوزه می آرد	بهر لب تشنگان روی ضریر
سال تاریخ ای بنای متین	کاخ کشمیر
یافت (ذهنی) ز بازگه شوی	خلعت خاص دولت کشمیر

(۲۰۹)

گلستان مسرت :

حیرت از خال لبش دارم که هندو زاده	بر کنار چشمه کوتر طهارت میکند
مقل در کار تو ای تنگ دهان حیران است	کرده کشور دل ضبط باین بی دهنی
پیش تو دعا گفتن و دشنام شنیدن	هرگز اثری بهتر ازین نیست دعا را
پیش ما دشنام جانان، از شکر شیرین تر است	روی تلخ بحر، از آب گهر شیرین تر است
تبخاله بران لب ز حرارت جوشید	با گشت حباب از منی گهرنگ پدید
با معجزه حسن جهان آرایش	آورد ز بیجاده برون مرارید

۱۸ - مرزا محمد علی رائج

ریاض الشعرا : میر محمد علی رائج از سادات سیالکوت است . در اینجا
بنقر و آراستگی بسر میرده ، چند سال قبل ازین ، بعالم بقا شتافت و این
شعر ازوست :

جز هوای نبود این همه ما و من ما حال از تن چو حباب آمده پیرامن ما
(رویف الف)

گلستان مسرت :

دو چشت از دل و دین هر چه داشتم بردند نونگری که ، بستان نشست مجلس شد
 رک : کلمات الشعرا (۲۲-۴۱) عقد ثریا (۲۹) تذکره حسینی
 (۱۳۰) سرو آزاد (۲۰۲) ریاض العارفین (۸۱)

۸۴ - فصاحت خان راضی . رک : تاریخ اعظمی

۸۶ - دلا محمد رفیع رافع

رک سفینه ہندی (۹۰) و خزانه عامرہ (۲۲۵-۲۲۶)

۹۵ - میر کمال الدین رسوا . رک : روز روشن (۲۴۱)

۹۷ - میرزا رشید . رک : شمع انجمن (۱۸۳)

۹۸ - رضا کشمیری . رک : مرآت آفتاب نما (خطی)

۱۰۴ - سلطان علی بیگ رھی

نوادہ علی قلی خان ، ملو سده بازدهم

رک : نصر آبادی (۲۷) آتشکده (۱۸) شمع انجمن (۱۷۵) خوشگو

و فرہنگ سخنوران (۱۰۹)

۱۰۵ - ریاضی

رک : نتائج الانکار (۲۷۷-۲۷۸) صبح گلشن (۱۸۷) روز روشن

(۲۳۳-۲۳۷)

۱۰۷ = زیب النساء بیگم

مخفی تخلص . وفات ۱۱۱۲ھ مدفن کابلی دروازه دہلی (بہارستان ناز ص ۲۰۰) — سوادخلی جتی — (سرخوش ۱۹۸)

۱۱۱۲ھ

رک : نتائج الافکار (۳۰۶-۳۰۵) و شمع انجمن (۱۸۸-۱۹۰)

۱۰۸ = حاجی فریدون سابق

رک : نصرآبادی (۳۰۶-۳۲۵) نگارستان سخن (۳۷) ، سفینہ خوشگو، روز روشن (۲۷۸-۲۷۷)

۱۰۹ = ماجد . رک : روز روشن (۲۷۸)

۱۱۲ = سالار . رک : روز روشن (۲۸۲-۲۸۱)

۱۱۳ = حاجی اسلم خان سالم

رک : مرآت آفتاب نما (خطی) و گلستان مسرت

۱۳۲ = میرزا نور الدین محمد شارق . رک : روز روشن (۳۱۷)

۱۳۹ = حکیم حسن شفقانی

رک : سادقی (۲۵-۲۴) نصرآبادی (۲۱۱-۲۱۲) تذکرہ حسینی (۱۲۸)

آتشکدہ (۱۸۳-۱۸۲) مجمع الفصحا (م، ۲۱-۲۳) شمع انجمن (۲۲۷)

ریحانۃ الادب (ب، ۲۳۰-۲۳۱) سروآزاد (۲۸-۲۷) سفینہ خوشگو

(حرف ش) رازی (اقلیم چہارم، اصفہان)، نتائج الافکار (۳۷۵-۳۷۴)

۱۴۰ - میرزا محمد علی شکیب

رک : مجمع الفصحا (۲۵۲-۲۶۲) و ریحانة الادب (ب ۳۳۵)

۱۴۱ - میرزا شمس الدین شوکت بخارانی

رک : نصرآبادی (۲۲۲) تذکره حزین (۶۶-۶۹) کلمات الشعرا (۶۱-۶۲)

تذکره حسینی (۱۸۴) ، ریاض الشعرا (۲۱۲) سرو آزاد (۱۲۰-۱۲۲)

نتائج الافکار (۳۸۶-۳۸۹) شمع انجمن (۲۲۲-۲۲۴)

۱۴۲ - نواب حکیم الملک شهرت

رک : تذکره حسینی (۱۸۴) ، شمع انجمن (۲۳۱-۲۳۲) ،

مجمع الفصحا ۲۵ سرو آزاد (۲۰۱-۲۰۳) نتائج الافکار (۲۹۳-۲۹۴)

۱۴۳ - لاله ملک شہید . رک : روز روشن (۳۶۸)

۱۴۶ - میرزا صادق دست فیب

رک : شمع انجمن (۲۵۶-۲۵۷)

۱۴۸ - میرزا صالح بیگ

رک : مائر رحیمی از مدا خاں خان خانان (۱۶۴۳-۱۶۴۷)

۱۵۰ - طامت کشمیری

رک : نتائج الافکار (۶۸) شمع انجمن (۲۶۶-۲۶۷) تذکره

حزین (۸۸-۸۹)

۱۵۲ - صفی قلی خان . رک : نصر آبادی (۲۹)

۱۵۶. ملا محمد صوفی ماژندروانی

رک : مجله پارس کراچی شماره اول تحت محمد صالح اصفهانی،

تذکره حسینی ۱۸۰ .

۱۵۹. میر صیدی صفادانانی

رک : نصر آبادی (۳۵۸-۳۵۹) تذکره حسینی (۱۹۳) آتشکده

(۳۱۹) شمع انجمن (۲۵۰) سفینه خوشگو (حرف ص)

۱۶۲. = میر طیبی کشمیری . رک : نصر آبادی (۲۲۳)

۱۶۶. کرم الله خان عاشق

رک : کلمات الشعرا (۸۰) صبح گلشن (۲۰۱) سفینه خوشگو

(حرف ع)

۱۶۹. نعمت خان عالی

گل رعنا : میرزا محمد مخاطب بنعمت خان صاحب طبع عالی است :

ونعمت چش مائده شیرین مقالی . خامه هجوش کار شمشیر زهر آلود میکند،

و زبان درازش نیش عقرب بر شراین میزند . پدرش حکیم فتح الدین از

شیراز وارد هندوستان جنت نشان . میرزا محمد درینجا متولد گردید و در

صغر سن همراه پدر بشیراز رفت ، و کسب کمال کرده بر گشت . و در

خدمت ملا شفیعی یزدی مخاطب بدانشمند خان دامن تلمذ بر کمر زد ،

وبعد اکتساب حیثیات ، در سلک بندگان عالمگیر بادشاه منسلک گشت .

وبمنصب پانصدی امتیاز یافت . و چون شهر حیدر آبا خلد مکان مفتوح

فرمود ، این قطعه تاریخ از نظرشاهی گذرانید و بمرحمت خلعت سرفراز شد :

از نصرت پادشاه غازی گردید دل جهانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ شد فتح بجنگ حیدرآباد

۵۱۰۹۷

و در سنه اربع و مانه و الف (۵۱۱۰۴) بخطاب نعمتخان و داروغگی باورچیخانه مباحی شد، و — شکر نعمت واجب واجب — (۵۱۱۰۴) تاریخ یافت، و در اواخر عهد عالمگیری بخطاب مقرب خان و داروغگی جواهرخانه، گوهر مراد بکف آورد. و بعد انتقال خلد مکان رفاقت محمد اعظم شاه برگزید و بعد کشته شدن او، شاه عالم بهادر شاه را دریافت و بمنصب سه هزاری و خطاب دانشمند خان فائز گشت. و حسب الحکم تحریر شاهنامه — پیش گرفت، اما اجل فرصت نداد که آن نسخه را بانصرام رساند. در لاهور سنه احدی و عشرین و مانه و الف (۵۱۱۲۱) شیرازة نسخه حیاتش گسیخت. — وقایع تسخیر قلعه گلکنده — که بقلم شوخی نوشته، مشهور آفاق است. در انشا او را قدرتی تمام بود، و شعر را بدرجه اعلی می گفت. قطعه همجوی کامگار خان پسر دوم عمدة الملک جعفر خان وزیر اعظم خلد مکان دارد، زبان زد عالم است. عالمانه نظم کرده. جناب آزاد مد ظله العالی برو شرحی نوشته اند، دیدنی است. نعمتخان وقتی جیفه مرصعی در سرکار زیب النساء بیگم بنت خلد مکان بفروختن داد، مدتی سپری شد وجه قیمت نرسید. این رباعی بنظم آورده گذرا نید:

ای بندگیست سادات اختر من در خدمت تو عیان شده جوهر من
گر جیفه خریدنی است پس کو زر من ورنیست خریدنی یزن بر سر من

بیگم پنجمزار روپه با جیفه مرحمت کرد. نعمت خان در دیباچه دیوان خود مینویسد که: در بدایت حال بمناسبت شغل طبابت، که موروثی

بود - حکیم - تخلص مینومدم . آخر تصحیف چکنم اختیار تخلص حکیم را مانع شد ، و بفرموده استادی نواب دانشمند خان ، عالی تخلص کردم . این ابیات او از خزانه عامره فرا گرفته میشود . (یازده بیت دارد ۴۸۵-۴۸۴) رک ! تذکره حسینی (۲۱۵-۲۲۱) کلمات الشعرا (۴۹) شمع انجمن (۳۰۵-۳۰۸) روز روشن (۱۸۳).

۱۷۱ - عشرت

مجمع النوائس : جی کشن عشرت تخلص از براهمه کشمیر است ، مدتها ملازم سرکار مومن الدوله بهادر مرحوم و نواب شهید بهرور نجم الدوله بهادر بود . از مدت پانزده سال با فقیر ربط اخلاص دارد . شعر را خوب میگوید ، اکثر قریب غزلهای فقیر نموده . - مثنوی رام سیتا - بسیار بتلاش گفته و از - رام سیتای - مسیحای - پانی پتی خوب تر گفته . خیلی - های است . نواب مغفور یحیی خان دیوان خالصه قانون گوی ، تمام صوبه سندھیر باو داده اند . خدا از چشم مردم ملک خودش نگاه دارد . بیچاره مرد غریب با وفائی است . ازوست :

کس نیارد دهد چون خورشید عشرت نان ما
 پر سادگیش خنده زده چاک قفسها
 میتوانم دل شدن عشق اردهد پہلو مرا
 لب دریا ہلب تشنه دهد بوس این جا
 ندانشه است چنین چشم از نوروزن ما
 از حرم عشق سوی دیر فرستاد مرا
 بکوی بادہ فروشان مرا گدا کرده است
 جای قد سرو انفعال کشید
 بگوش قلقل مینا صدای نوحه گراست
 پای دیوانہ دست گچین است

از معاش خروشتن محسود عالم گفته اہم
 عشرت تو ز صہاد طمع کرده رھائی
 کمتر از یک قطره خونم بچشم روزگار
 فیض عشق است نھاشد دل ماہوس این جا
 نفاقت سہر رخت ہیچگہ بسکن ما
 غول رانم مشوای شیخا دگر بہر خدا
 رہین منت عشق خودم کہہ در ہمہ عمر
 دید تا سرو قامتش عشرت
 بہزم از غم عشق تو چشم جام تراست
 دشت از لالہ بسک رنگین است

چشمک زن صد بوسه لبش شب که بما بود ناکامی ما راز حیا رو بقفا بود
 جامه' بهر تن بی سرو پا قطع کنید دست شوقم موس جیب درپدن دارد
 خار کوی تو گر از دور هویدا گردد آب اندر دهن آبله' پا گردد
 (۲۵۵ الف)

نیز رک : سفینه' مندی (۱۳۵) صبح گلشن (۲۸۵-۲۸۶)

۱۴۶ = میر طاهر علوی . رک : نصر آبادی (۲۴۲) صبح گلشن
 (۲۹۰ - ۲۹۱) سفینه خوشگو (حرف ع)

۱۸۱ = فروری سبزواری . رک : مقالات الشعرا (۲۶۵)

۱۹۴ = محمد بیگ فرصت . رک : سفینه خوشگو (۱۶۲) سفینه
 مندی (۱۵۴)

۲۰۵ = مرزا قاسم کاشی . رک : صبح گلشن (۳۲۴)

۲۰۴ = عبدالغنی بیگ قبول . رک : تذکره' حسینی (۲۴۲)

۲۱۱ = قیصرای' هراتی . رک : سفینه خوشگو (حرف ق) روز روشن (۵۶۵)

۲۳۱ = میر محمود . رک : رازی (اقلیم چهارم) صبح گلشن (۳۸۵)

۲۳۵ = میر هوتضی حیدر . رک : صبح گلشن (۴۰۰) روز روشن
 (۶۳۲-۶۳۳) نگارستان سخن (۹۵)

۲۳۴ = مستغنی کشمیری . رک : سفینه خوشگو (حرف م)

۲۴۰ = محمد رضای مشتاقی . رک : سفینه خوشگو (حرف م)

۲۵۰ = میرزا حسن بیگ معلوم. رک: دانشمندان آذربایجان (۳۵۱)

۲۵۲ = میرزا مقصود کاشی. رک: سفینه خوشگو (حرف م)

۲۶۸ = میر نجات. رک: تذکره حسینی (۳۵۶) صبح گلشن (۵۰۲)
سرخوش (۱۱۵)

۲۷۲ = دلاور خان نصرت. رک: صدیق (۲۶۲)، سرخوش (۱۱۲)

۲۷۳ = نصیرای اصفهانی. رک: نصرآبادی (۱۲۳)

۲۷۹ = نکبت، سخنور خان

مجمع النفاوس: باین تخلص چند کس گذشته اند. یکی ازان جمله یوسف نامیست که عهد محمد شاهی مخاطب به سخنور خان شده. مشارالیه اکثر در خدمت اعتمادالدوله قمرالدین خان مرحوم بود، و سابق در عهد عالمگیری با امیرالامرا ذوالفقار خان. بیشتر اشعارش قصائد است. الغرض شاعر پیشه بود بسیار شوخ طبع و گرم خون. عزیزان تهمت دزدی مضامین برو میبستند بلکه نسبت انتقال اشعار مینمودند. با فقیر بسیار آشنا بود. نثری مشتمل بر احوال اعتمادالدونه محمد امین خان مرحوم و قمرالدین خان پسرش نوشته. چون اشعارش رواج نیافته و مرا هیچ یاد نیست قلمی نگردیده، مگر قطعه تاریخی که تاریخ جلوس سلطنت آرامگاه محمد شاه بادشاه مرحوم گفته:

بادشاه هفت کشور غرور والا گهر
چم خدم انجم حشم حاتم کرم قدس سر
دشمن سرکش ز عالم کرد آهنگ سفر
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد بدر

بادشاه این محمد شاه غازی آنکه هست
عالم آرا یوسف ثانی بمصر سلطنت
شد بفضیل حضرت دادار صاحب اختیار
عقل تاریخ همایون فال شاهنشاه نوشت

۲۸۹ = میرزا حسن واهب

مجمع النفائس : مرزا حسن واهب تخلص . خلی بنفضائل آراسته
و بکلمات پیراسته . پایه سخن را باعلی المدارج رسانیده . در جلوس شاه صفی
رباعیات محتشم را جواب گفته که مورد تحسین اهل کمال و ارباب بلاغت
گردیده . مستوفی یزد بود و در همانجا فوت شد . ازوست :

آئینه کرده است لهار نمد مرا
افکنده عاشقی بملاب ابد مرا
در دمی ابری کته رنگ هوای صاف را
که شاید بشنوم زان خاک بوی خورد سالی را
فرنگی قدر میداند شراب پرنگالی را
درس فرشته یاد ده آدم فاقم را
کاش نیشناختی (واهب) تلخکام را

پشمینه ام بگرد صفا غوطه داده اند
در وصل رشک میخورم و در فراق خون
گر نباشد آسان را ابرستان را چه غم
به پیری خاک بازی گاه طفلان میکنم برسر
کسی کیفیت بشم ترا چون من نیداند
نسخه آدمیتی پیش به از خودی بخوان
ساخت مست و سرخوشت غمزه آشنا کشت

در تعریف معشوق ازرق چشم گفته :

که در پیاله فیروزه کرده اند شراب
بیزم درد کشان تو نیست جای شراب
یک خانه در محله ما بی شراب نیست
شور و شر دارد که پنداری خدا را دیده است
طفل اشک غم نصیبان پیر دنیا دیده است
که مهر دایه پرستان ز طفل خاموشیت
تو بخود لرزشی و او رند خانه بردوش است
تکلیف سیر باغ نکردن بما بد است
نا درد مند نقش سیر بورها بد است
نمونه پل ویران راه سیلاب است
عیب در کلامش نیست هر که از خوششان است
هزار حیف که انسان خوش قماش کم است
که نام نامی و اسم گرامیش ده است
خاش خلیل لاله در ریحان آتش است

شده است فرگس سبز تو سرخ ، پنداری
سر کندو سلامت چه شد که شیشه شکست
در دیر و کعبه ساغر تحقیق میکشم
تا دل دیوانه درس عشق را فهمیده است
از سرشک ما نشان مشرق و مغرب بگیر
زمانه را بخود از صبر مهربان گردان
ز جان عشق من ای بوالهوس چه میخوانی
گشت چمن نگویم ازان بی وفا بد است
(واهب) ز خواب بستر مخمل چه دیده
نمود طاق فلک پیش آب دیده ما
قا بکی سخن گوئی ، است خوشی باش
نه در عرب سیر موی وفا نه در عجم است
هنر دستش مردم نیم رسید بنی
کاف دل که دعوی اعجاز میکند

نارمرد و سرد را بهمین میتوان شناخت
هر کشتی* در این بحر تابوت ناخدا نیست
عشق مجنون شد دگر او را که پیدا میکند
گل هلاک شمع و بلبل عاشق پروانه بود
(واهب) از خاک شود در قدمت جا دارد
خنیتم است که از دیده آب می آید
سیل هر سنگی که از ساحل بدریا میبرد
روزگار از تربت من سنگ سودا میبرد
گریبان چاک میگردی گریبان چاک خواهم شد
ز هوای عشق مستگری سر ما بدرد سری رسد
چو امیر معتبری که او بحصار مختصری رسد
مجنون سگ قبیله لیلی نمیشود
روزیکه بعد از آن روز، روز دگر نباشد
خواهد که آسمانش بالای سر نباشد
حدیث خسرو و شیرین بخاک کوهکن گوید
در جنگ او فخر استم از آشتی مدد
صورت فرزند بر دامان مادر بیکشد
خود رفته اند و همیشه دوزخ کشیده اند
در نظر شوخ تر از تومن دریائی بود
که فتنه را بپیان ذوالفقار میبندد
دست بر قبضه شمشیر برون می آید
چون شه شطرنج بتوان بادشاه جنگ شد
آتش از پنبه منصور برون می آید
استخوان سر نغفور برون می آید
مهران رفته خاکستر نشینم کرده اند
کشیدم مدتی بیخوابی و رفتم بخواب آخر
ساقی بزور مست دهد جام دیر تر
در دام ماند از گره دام دیر تر
ای پیر میفروش تو جا را نگاهدار
شیرین تر از حلاوت گفتار خویش باش

مردانگی ز لذت دنیا گذشتن است
دور از محیط هستی* جوش بقا توان زد
روزگاری شد که با من سر صحرا میکند
بسکه اشب صحبت ما در چمن مستانه بود
هر که جان کرد نثار قدمت تاج سر است
درین زمانه که کشتی بخشک بسته محیط
بهر سامان شکست کشتی ما میبرد
عشق چون سازد بنای بر سر دیوانه
گریبان چرا چاک است، برگرد سرت گردم
چه شود اگر برواق دل ز شکستگی اثری رسد
ز فضای عالم بی وفا شده وشکسته چنون ما
عشق از کجا و مریقه حسن از کجا
دانی چه روز چشم از گریه تر نباشد
و نوابه* که داغی بر سر ز دست او سوخت
لب هر سیزه کز دشت از من بوسه بر چینه
آخر غرور عشق مرا بی نیاز کرد
میکشد گردن بخاکم همچو نقاشی که ار
مستان که حر بشرب زاهد گرفته اند
باد پای نو بدرهای سرشکم چو رسیده
هلاک جوهر ابروی سرکش تو شوم
ترک بد مست من از خانه بخون ریختم
ابلق اقبال تاج پادشاهی همت است
غافل از معرفت سر اناالحق نشوی
گر بکاوند پی پای غزالان ختن
آتش انسرده از کاروان را مانده ام
نپوشیدم ز رویت چشم خود تا چشم پوشیدم
بخشد بیقرار ترا کام دیر تر
سرمی که در تلاش خلاسی ز قید جست
ار منع محسوب نبود دیر بی رواج
فاکام آرزو نشود نفع از لب

فردا قیامت است خبردار خویش باش
 ای پیر میفروش تو درکار خویش باش
 هندو اگر بشعله کند شست و شوی خویش
 چو منجنون هر که در دهن جنون مانند است زنجیرش
 از تو رنجیدم غلط کردم غلط کردم غلط
 سخت راضی میشود طبیعت با سنگنای خشک
 قوت رفتار میبخشد بنفش پای خشک
 برده خط و محال لب از خسرو میخاد دل
 وصف ترا گر نه کنم شب تا ببحر با دل

امروز فرصت است بفضلت مبر بپر
 لطف خدا بوعده خود میکند وفا
 (واهب) باشک و آه منش میرسد نسب
 پدایان قیامت هم سر دیوانگی دارد
 در فرنگ دوستی رنجش پرستی کافرست
 با توافل گوشه چشم و نگاهی لازم است
 غیرت وحشی روان دامن دشت طلب
 ای شده از فکر وصال بی سروبی پا دل
 صبح امیدم ندمد روزم نشود روشن

این دوبیت که گذشت، از جمله ابیات غزلیست که، واهب بیحر غیر متعارف گفته و موافق سلیقه شعرای فارسی بسیار ناگوار است.

ترسم آن را گره خاطر فتراک کنم
 زمین را گرمخاطب میکنم با آسمان دارم
 فریاد بلبلان را از دور میشنیدم
 نمی آید برون از آستین این قبا دستم
 با جنون در کوی او دست و گریبان میشوم
 گاه می آیم بچشم و گاه پنهان میشوم
 صحبت محشر بهم خورد است تا ما میرویم
 جبریل تکیه کرده بسنگ مزار من
 بسکه پرزد ریخت آخر بال عتقا بر زمین
 سر دنیای تو در گردن دنیا داران
 در دعا گزیه نمودن پائر خندیدن
 میکنی گریه بروز خود و بر خندیدن
 بیهار دگر افتاد دگر خندیدن
 روح فرشته موج زنده در کدوی تو
 آن روزگار پیشتر از روزگار کو
 مستی که نیست از کرم شرمسار کو
 دیگر دماغ دیدن لیل و نهار کو
 تو چون بیگانگی ما را بدم آشنا کردی

سرچه باشد که من از تیغ تو امساک کنم
 چو واهب شکوه از دشمن کنی از دوست رنجش کن
 بی من بسیر گلشن امروز رفته بودی
 بسی تنگست بر اندام شوقم جانم هستی
 سوختم در تنگنای خرقه مریان میشوم
 من شکار دور گرد دشت سر گردانیم
 شرم عصیان سد راه و رحمت او بیحساب
 از یمن عشق مبد فیضت تربتم
 تند پروازانه می آید بدنبال دلم
 ای قضا از قدرت چشم طمع پوشیدم
 کار دیوانه عشقت که جانم خون باد
 اشک در چشم تو گردید ز بس خندیدی
 خنده کردم و چون گل بنخالت رفتم
 مستی چنان خوشست که تا آخر شراب
 دوری که بود آینه ام بی غبار کو
 ای پیر میفروش صباحت بخیر باد
 پوشیدم از سفید و سیاه زمانه چشم
 زگمناهی نمان بودیم در چشم و دل عالم

قبا بتازگی رنگ یاسین پوشی
 از اشعار متفرقه اوست :

یاد گل بر سر و دستار زدن خواهم کرد
 از سر زنجیر دل گر حلقه بیرون کنم
 دست دیوانه به بندید که زنجیر گسیخت
 کلید دار در خانه خدا عشق است
 شگرفه بند قبا بی بهار بود گسیخت
 چو دام حلقه چشم بدانم افتاد است

در ته خاک که گل بر سر خاکم روید
 حلقه در گوش تنها گردی مجنون کنم
 استخوان بندی ما را غم او از هم ریخت
 مرا بمید فیاض رهنما عشق است
 خزان رسید و غنچه در گلستان ریخت
 ز سوز گریه نگاهم ز دیدن افتاد است

رباعیات :

خار و خس غم مرا ز کاشانه دمد
 چون سبزه که از تبسم دانه دمد
 عارف بخدای کعبه واصل گردد
 کی قبله کعبه و نماز باطل گردد
 قرصا همین از کلیسا میخواهد
 بت عذر برهن از خدا میخواهد
 گفتم : از من چیست دردلت ! گفتم : آه
 گفتم : نی و جان سپردم اناقه
 (۲۹۹-۲۹۶-۲۹۴)

در فصل گلی که گلی ز پیمان دمد
 از آبله دیدیم دمد سنبلی آه
 در بشکده گرچه از پی دل گردد
 سجاده که واژگونه افتد در شرع
 در صومعه آنچه پارسا میخواهد
 هرکس بشفاعت کسی بت کمر
 و بمذر خواهی آمد آن ماه
 گفتا : که مگر هنوز داری رمقی

۲۹۴ = هادی . رک : صبح گلشن (۶۰۲)

۲۹۶ = حضرت خواجہ ہاشم درویش . رک : سفینہ ہندی

(۲۲۰) صبح گلشن (۶۰۵)

۲۹۹ = نواب سعد اللہ خان ہدایت . صبح گلشن (۶۰۶)

۳۰۲ = محمد اشرف بکنا

گلستان مسرت :

گردم سرت چه طره گہر دار بستہ
 مست بودم زین سبب حرف پریشان گفتم ام
 پریشان کاکلی داری و من ہم شانہ دارم

دلہا بہ بیچ گوشہ دستار بستہ
 کاکلت را من ز مستی رشتہ جان گفتم ام
 گریبان چاک و دامن چاک و دل مشاطہ نازت

تراشیدم به تیغ کوه طور امشب قلمها را
 خال رخ تو شد نقطه انتخاب حسن
 از خال عارض تو سویدا شناختم
 لب تو تا برآمده رنگین ز کان حسن
 لب لعل که موج خنده سازد کار سوهانش
 لب تو لعل در آتش ز رنگ پان دارد
 که موج خنده صبح است چین آستین او
 روش خامه شجرف و غرام تو یکی است
 چون سخن بر گرد لب گردد در غلطان شود
 که رنگ پان ز صفای گو نمایان است
 همان سخت است دندانی که افتد از دهن بیرون

تجلی جلوه از وصف رخت کردم رقمها را
 روز ازل به حکمت درس کتاب حسن
 دل برده بچهره زیبا، شناختم
 الماس شد بسینه کوه پن معین
 چه خواهد کرد یارب گرم آسب دندانش
 تلاش گرم روی در ره بیان دارد
 صفا دارد بحدی ماعد نور آفرین او
 جاده را پای نگارین تو سازد رگ گل
 حرف شیرین تو از لکنت بود دلچسب تر
 ترانه تکمه یاقوت بر گریبان است
 نگردد نرم از مزول گردیدن دل ظالم

۳۰۴ = بومصنف بیگ

مجمع التفاضل : احوالش معلوم نیست . از بیاض معتبر که بخط

میرزا صائب است . اشعارش نوشته شده .

هجوم گوهر مقصود چون ریگ روان باشد

دران وادی که از ضرب نه نام و نی نشان باشد

این بیت بنام دیگری گذشته :

که در ویرانه من یک هماوار استخوان باشد

مرا پیش قناعت این قدرها شرم ساری بس

بالیده جامه جامه بخود از گداز تو

هرکس چو شمع سوخته داغ نیاز تو

خس این پشه پہلو میدرد آتش سواران را

کمینگه سخن عاجز کند معنی شکاران را

فقیر آرزو گوید : این بیت در دواوین متعدده شاه ناصر علی سرهندی

دیده میشود . معلوم نیست توارد است یا از راه سمو نوشته شده . و اشعار

ناصر علی بمیرزا صائب رسیده و معاصر هم بوده اند . چنانکه از ثقات

مسموع است و غائب که از ناصر علی باشد چه بر طرز اوست : (۲۳۳ ب)

— پایان یافت —

کراچی بتاريخ ۲۶ اکتبر ۱۹۶۷ میلادی

ساعت یک و نیم شب

فہرست مصادر

بمبئی ۱۲۷۷ء	لطف علی آذر	آتش کدہ
کراچی ۱۹۶۰ء	حکیم سید علی کوثر چاند بوزی	اطبای عہد مغلیہ
تہران ۱۳۳۹ش	دکتر مہدی درخشان	بزرگان و سخن سرايان ہمدان
	جی کشن نول بیخبر و جگموجن	بہار گلشن کشمیر
الہ آباد ۱۹۳۵ء	رینہ شوق	ج دوئم
تہران ۱۳۴۲ش	دکتر گ۔ ل۔ تیکو	پارسی سرايان کشمیر
لندن ۱۸۳۱ء	شیخ محمد علی حزین	تاریخ احوال حزین
تہران ۱۳۱۷ش	سام مرزا صفوی	تحفہ ساسی
علی گڑھ ۱۹۱۶ء	محمد عبدالغنی فرخ آبادی	تذکرۃ الشعراء
	سید عبدالوہاب افتخار اورنگ آبادی	تذکرہ بی نظیر
الہ آباد ۱۹۴۰ء	شیخ محمد علی حزین	تذکرہ حزین
صفہان ۱۲۳۴ء	م۔ سرشک	تذکرہ حزین لاهیجی
اصفہان ۱۳۴۲ش	میر غلام علی آزاد بلگرامی	خزانہ عامرہ
کانپور ۱۹۰۰ء	محمد علی تربیت	دانشمندان آذربایجان
تہران ۱۳۱۴ھ	محمد مظفر حسین صبا	تذکرہ روز روشن
بہوپال ۱۲۹۷ھ	والہ داغستانی	” ریاض الشعراء
خطی	رضا قلی ہدایت	” ریاض العارفین
تہران ۱۳۴۴ش	ذولفقار علی مست (تلخیمر)	” ریاض الوفاق
تبریز ۱۳۳۳ش	دکتر ع۔ خیامپور)	
لکھنؤ ۱۹۱۴ء	رحمان علی	” علای ہند

حیدرآباد ۱۹۱۳ء	میر غلام علی آزاد بلگرامی	تذکرہ سرو آزاد
پٹنہ ۱۹۵۹ء	بندرا این داس خوشگو	” سفینہ خوشگو
حیدرآباد ۱۹۳۰ء	شیخ علی حزین لاهیجی	” سفینہ شیخ حزین
بھوپال ۱۹۲۲ء	نواب صدیق حسن خان	” شمع انجمن
دہلی ۱۹۳۳ء	غلام ہمدانی مصحفی	” عقد ثریا
تبریز ۱۳۳۰ھ	دکتر ع - خیامپور	فرہنگ سخنوران
مدراں ۱۹۵۱ء	محمد افضل سرخوش	کلمات الشعراء
لاہور ۱۹۳۲ء	محمد افضل سرخوش	کلمات الشعراء
تبریز ۱۳۳۷ھ	صادق رکابدار (دکتر خیامپور)	مجمع الخواص
خطی ۱۱۸۵ھ	سراج الدین علی خان آرزو	مجمع النفائس
دہلی - ؟	محمد فاضل اکبر آبادی	مخبر الواصلین
بمبئی ۱۳۲۳ھ	شیر خان لودی	مرآة الخیال
تہران ۱۳۳۶ھ	گوروش زعیم	مردان بزرگ کاشان
لاہور ۱۹۶۱ء	حاکم لاہوری	مردم دیدہ
لاہور	عبدالنبی محمد شفیع	میخانہ
تہران	” گلچین معانی	میخانہ
بمبئی ۱۳۳۳ھ	محمد قدرت اللہ گوہامولی	نتائج الافکار
تہران ۱۳۱۷ھ	مرزا محمد طاہر نصرآبادی	نصر آبادی
تبریز ۱۳۳۳ھ	عبدالرزاق دنیلی مفتون	نگارستان
دہلی ۱۹۳۳ء	قاضی ظہور الحسن سیوہاروی	نگارستان کشمیر
لاہور ۱۹۳۳ء	محمد الدین فوق	تاریخ بدشاہی
لاہور ۱۹۶۰ء	محمد صالح کتبہ	شاہجہان نامہ سہ جلد
لاہور ؟	خواجہ محمد اعظم	تاریخ کشمیر
سری نگر ؟	خواجہ محمد اعظم	تاریخ کشمیر
کلکتہ ۱۸۸۸ء	صصام الدولہ شاہنواز خان	ماثر الامراء سہ جلد
کلکتہ ۱۹۳۷ء	محمد سائق مستعد خان (ترجمہ انگریسی سرکار)	ماثر عالمگیری

- ۹ کلکتہ محمد ساقی مستعد خان مآثر عالمگیری (فارسی)
 میرزا محمد رستم دهلوی (جلد دوم) تاریخ محمدی
 حصہ ششم) مرتبہ امتیاز علی
 عرشى
 علی گڑھ ۱۹۶۰ء
 خطی
 کراچی ۱۹۶۲ء محمد یوسف میرک (مرتبه
 سید حسام الدین راشدی)
 ۹ دہلی ولیم بیل مفتاح التواریخ
 مراۃ آفتاب نا
 تاریخ مظہر شاہ جہانی

فهرست کتب

- | | |
|---|---------------------------------|
| پنج کتب نظامی ۲۶۳، ۵۰۸ | آتشکده ۱۵۶، ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۱۸ |
| بند نامه عطار ۵۲۰ | ۴۱۹، ۲۰۰، ۳۲۵، ۳۲۸ |
| تاب زنار ۵۰۸، ۵۱۱ | ۳۵۹، ۶۰، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۶۳ |
| تاریخ اسلام خان ۲۸۰ | ۵۸۱، ۵۹۰، ۵۹۵، ۶۰۳، ۶۰۷ |
| تاریخ اعظمی ۱۲، ۲۳، ۲۷ | آثار صادید ۳۳- |
| ۱۱۳، ۱۰۲، ۱۰۰، ۹۹، ۷۱ | اسرار معنوی ۵۰۸، ۵۱۲ |
| ۲۱۶، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۲۲ | آفتاب عالمتاب ۵۳۰ |
| ۳۰۶، ۳۸۷، ۲۷۹، ۲۱۷ | آئینه راز ۵۰۸، ۵۱۱ |
| ۳۱۷، ۳۱۳، ۳۱۲، ۳۰۷ | احکام عالمگیری و کلمات طیبات ۷۹ |
| ۳۷۹، ۳۳۲، ۳۲۶، ۳۱۸ | اختر تابان ۵ |
| ۶۰۶، ۵۳۰، ۵۲۸، ۳۹۷، ۳۹۶ | ارمغان (مجله) ۵۶- |
| تاریخ بدشاهی ۶۰۳ | استوری ۲۲۱، ۲۵۵ |
| تاریخ حسن ۲۰۳، ۲۷۷ | الذریعه ۵۵۵، ۵۶۳، ۵۶۳ |
| تاریخ شاه ۵۳۳ | انیس المشاق سدیلوی ۲۲۲ |
| تاریخ شاه عالم بهادر شاه — بهادر شاهانه | انیس العشاق ۲۲۵ |
| تاریخ عالم ازانی عباسی ۲۲۱ | انبان معرفت - |
| تاریخ فرخ شاهی ۵۳۰ | انشائی مادهورام ۷۷ |
| تاریخ فرشته ۲۰۲ | پادشاه نامه ۷۷ |
| تاریخ کهنورا ۶۵ | بختخانه ۲۲۱، ۲۳۳ |
| تاریخ محمدی ۱۰۹، ۱۰۰، ۱۹، ۲۰ | بزردن و سخن بر ایران همدان ۲۰ |
| ۱۰۰، ۹۹، ۶۶، ۵۷، ۳۱ | رکن دستان زک: سردان بزرگ |
| ۲۵۳، ۲۱۶، ۱۸۵، ۱۰۳ | بشاشان |
| ۲۸۹، ۲۷۹، ۲۵۷، ۲۵۵ | بزم نیمورده — سخین |
| ۳۱۱، ۳۰۶، ۳۰۳، ۳۰۲ | بهادر شاه نامه ۲۵۵، ۲۵۵ |
| | پارسی سرایان نشیمن ۲۰۳ |

شاهنامه — رک : بهادر شاهنامه

شاهنامه فردوسی ۱۲۹ ، ۲۰۴ ، ۶۰۹
شاهنامه کشمیر ۱۲۹

شمع انجن ۸۵ ، ۸۶ ، ۱۲۴ ، ۱۳۱ ،
۲۶۴ ، ۲۸۴ ، ۳۰۰ ، ۳۰۲ ،
۳۰۹ ، ۳۱۱ ، ۳۱۳ ، ۳۲۲ ،
۳۳۳ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۱۶ ،
۳۲۴ ، ۳۲۹ ، ۳۳۴ ، ۳۶۱ ،
۳۹۸ ، ۵۰۱ ، ۵۲۲ ، ۵۳۱ ،
۵۴۲ ، ۵۴۴ ، ۵۵۵ ، ۵۶۵ ،
۵۶۸ ، ۵۸۱ ، ۵۹۰ ، ۵۹۵ ،
۶۰۳ ، ۶۰۶ ، ۶۰۸

شعرالمعجم ۵۶۵

صبح گلشن ۵۲ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۲۲۶ ،
۲۸۴ ، ۲۹۰ ، ۳۵۰ ، ۳۵۱ ،
۳۵۲ ، ۳۵۳ ، ۳۵۵ ، ۳۵۶ ،
۳۵۹ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۸۰ ،
۳۸۲ ، ۳۸۳ ، ۳۸۵ ، ۳۸۶ ،
۳۹۲ ، ۳۹۶ ، ۴۰۵ ، ۴۰۴ ،
۴۰۸ ، ۴۰۹ ، ۴۱۲ ، ۴۱۵ ،
۴۲۰ ، ۴۲۱ ، ۴۶۵ ، ۴۶۶ ،
۴۶۸ ، ۴۶۹ ، ۴۷۳ ، ۴۷۴ ، ۴۸۰ ،
۴۸۵ ، ۴۸۶ ، ۴۸۴ ، ۴۹۳ ،
۴۹۴ ، ۴۹۹ ، ۵۰۱ ، ۵۰۳ ،
۵۲۴ ، ۵۲۲ ، ۵۲۴ ، ۵۲۵ ،
۵۲۸ ، ۵۳۰ ، ۵۸۲ ، ۵۹۶ ،
۵۹۸ ، ۶۰۳ ، ۶۰۶ ، ۶۰۸ ،
۶۱۲ ، ۶۱۳

ضوحی فیض ۵۰۸

صحف ابراهیم ۱۲ ، ۲۸ ، ۳۸ ، ۳۹ ،
۴۲ ، ۴۹ ، ۵۲ ، ۱۳۰ ، ۲۱۴ ،

ریو ۱۵۶

زیب التفاسیر ۱۰۹

زیب المنشآت ۱۰۹ ، ۱۸۹

ساقی نامه ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۴ ، ۲۸ ، ۱۵۳ ،
۱۸۲ ، ۲۰۴ ، ۲۱۸ ، ۲۲۱ ،
۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۲۵۰ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۵۶۱ ،
سبحة الابرار ۵۰۸
سخن عالی ۲۵۰

سرو آزاد ۱۹ ، ۵۸ ، ۶۴ ،
۱۰۹ ، ۱۵۶ ، ۱۶۱ ، ۱۶۳ ، ۱۶۵ ،
۱۶۸ ، ۱۶۹ ، ۱۷۱ ، ۱۷۱ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ،
۲۵۳ ، ۲۰۰ ، ۲۰۰ ، ۲۱۱ ، ۲۳۹ ،
۲۳۳ ، ۲۳۸ ، ۲۴۰ ، ۲۴۶ ،
۲۶۳ ، ۲۶۵ ، ۲۶۸ ، ۲۶۹ ،
۳۲۳ ، ۳۲۴ ، ۳۲۵ ، ۳۲۶ ،
۳۸۸ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۴۰۳ ،
۵۰۶ ، ۵۴۲ ، ۵۴۴ ، ۵۵۵ ،
۵۶۲ ، ۵۶۵ ، ۶۰۵ ، ۶۰۴ ،
سفینه خطی آقائی فرخ محمود ۲۲۵ ،
۲۲۶ ، ۲۲۴ ، ۲۳۰

سفینه خوشگو

سفینه هندی ۸۵ ، ۸۹ ،
۱۵۱ ، ۲۹۳ ، ۳۰۳ ، ۳۰۸ ،
۳۱۳ ، ۳۳۲ ، ۳۳۲ ، ۳۳۰ ،
۳۰۹ ، ۳۱۱ ، ۳۸۶ ، ۵۰۲ ،
۵۳۵ ، ۵۳۶ ، ۵۹۶ ، ۶۰۶ ،
۶۱۳

سکندر نامه ۵۰۸

سلسله الذهب ۵۰۸

سیر المتاخرین ۶۵

شاهجهان نامه ۷۰

کمند وحلت ۵۰۸
 کیفیت خاص ۵۰۸
 گلزار آصفیه ۲۵۵ ، ۲۵۴
 گلزار ابراهیم ۲۵۲
 گل رعنا ۵۱ ، ۲۱۷ ، ۲۱۸ ، ۲۹۷
 ۳۰۰ ، ۳۰۲ ، ۳۰۵ ، ۳۰۷ ، ۳۱۱-۳۰۷
 ۳۳۲-۳۳۵ ، ۳۳۲ ، ۳۳۷
 ۳۳۸ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۳۰۷
 ۳۱۰ ، ۳۱۷ ، ۳۱۸ ، ۳۲۷
 ۳۲۸ ، ۳۳۱ ، ۳۷۸ ، ۳۸۵
 ۳۸۶ ، ۳۹۶ ، ۵۰۶ ، ۵۲۲
 ۵۲ ، ۵۲۲ ، ۵۳۷ ، ۶۰۹
 گلستان حسرت ۳۰۳ ، ۳۱۳ ، ۳۲۹
 ۵۸۰ ، ۵۹۸ ، ۶۰۵ ، ۶۰۷
 کنجینه آثار اصفهان ۲۰۶
 مآثر الامراء ۵۷ ، ۶۵ ، ۶۶ ، ۱۰۰
 ۱۰۹ ، ۱۷۶ ، ۲۳۳ ، ۲۵۰
 ۲۵۵ ، ۲۸۰ ، ۳۳۷ ، ۳۶۲
 ۳۶۵ ، ۳۹۰ ، ۵۳۰
 مآثر رحیمی ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۳۱۹
 ۳۲۸
 مآثر عالمگیری ۱۰۷ ، ۱۰۹ ، ۱۲۲
 ۱۲۵ ، ۱۳۹ ، ۳۶۵
 مثنوی حسن و عشق ۲۵۳ ، ۲۵۵
 مثنوی حضرت مولوی ۵۰۸
 مثنوی رام سینا ۶۱۰
 مثنوی شیرین و خسرو ۱۷۰
 مثنوی شیرین و فرهاد ۱۶۳
 مثنوی گلستان خیال ۵۹۸
 مثنوی قصه خسرو شیرین ۳۹۳
 مثنوی جمع البحرين ۳۳۳

۲۳۳ ، ۲۳۵ ، ۳۱۲ ، ۳۳۳
 ۳۳۹ ، ۳۴۹ ، ۳۵۱ ، ۳۵۹
 ۳۸۰ ، ۳۸۶ ، ۵۲۳ ، ۵۳۶ ، ۶۰۳
 طبات اکبری ۳۱۶
 ظفر نامه بهادر شاهی ۲۵۳
 عالم آرای عباسی ۳۱۸
 عرفات العاشقین ۲۳ ، ۷۰ ، ۱۵۷
 ۲۱۸
 عقد ثریا ۶۶ ، ۳۹۸ ، ۵۳۵ ، ۶۰۵
 عمل صالح ۵۶۵
 فتحیه آصفیه ۵۳۰
 فہرست بادلین عمود ۲۳
 فہرست سخنوران ۵۹۵
 فہرست بانکیپور ۱۵۶
 فہرست عمید ۲۹۵ ، ۳۵۸ ، ۳۳۲
 فہرست کتاب خانہ پنجاب ۵۷
 فہرست کتاب خانہ دانشگاہ بمبئی ۳۱۰
 فہرست مجلس ابن یوسف ۵۶۳
 قاموس الاعلام ۱۵۷
 قرآن ۷ ، ۱۰۹ ، ۳۷۸
 قیصر التواریخ ۵۰۲
 کلام صادق (چاپ سرینگر) ۲۰۳
 کلمات الشعراء ۱۱ ، ۹۸ ، ۱۲۲ ، ۱۸۸
 ۱۸۹ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۲۳۰
 ۲۳۲ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۳۳۱
 ۳۲۸ ، ۵۹۵ ، ۶۰۳ ، ۶۰۵
 ۶۰۷ ، ۶۰۸
 کلمات طبیات - رک : احکام عالمگیری
 کلمات طبیات ۵۳۳
 کلیات جلالی معہ منشآت ۱۱۶
 کلیات سعید خان فریشی ۵۶۵
 کلیات شاپور ۱۰۰

مرآة الخيال ٥.٣	مثنوى مهر و ماه ٥٤
مرآة دیدار ٥.٨	مثنوى والده و سلطان ٥٦٩
سردان بزرگ کشان ٢٠٠ ، ٣٦٤	مجله راعثمانى كتاب ٢١
٣٦٩ ، ٣٨٠ ، ٣٨٢ ، ٥٩٥	مجمع البحرين - مثنوى
سردم دیده ١٦ ، ٢١١ ، ٣٥٦	مجمع الخواص صادق ١٥٤ ، ٣١٨
٥٦٤ ، ٥٨١	٣١٩ ، ٣٢١ ، ٣٥٩ ، ٣٦٠
سوق دهل ٣٣٣	مجمع الفصحى ١٥٦ ، ٢٢٣ ، ٢٣٢
مصحفى (تذکره) ٥٤٠	٢٣٣ ، ٢٣٣
مفتاح التواريخ ٤٣ ، ١٩٢ ، ٢١٦	مجمع النفائس ٦٩ ، ٤٣ ، ٤٢٣ ، ٤٢٩ ، ٨١ ، ٨٩
٣١٢ ، ٥٦٥	١٩٠ ، ١٢٥ ، ١٥٢ ، ١٥٦ ، ١٦١ -
مقالات الشعراء ٥٦ ، ٦٣ ، ٦٣	١٦٣ ، ١٨٦ ، ١٨٤ ، ١٩١
مقالات شبلى ١٠٤	٢٠٥ ، ٢٠٦ ، ٢١٤ ، ٢٠٥
مقالات محمد شفيع لاهورى ٥٩٨	٢٣٠ ، ٢٣٣ ، ٢٣٥ ، ٢٩٠
مکتوبات تاريخى دانشگاه سند ٥٤	٢٩٣ ، ٢٩٤ ، ٢٩٨ ، ٣٠٠
منتخب الاشعار ١٥٦	٣٠٢ ، ٣٠٥ ، ٣٠٦ ، ٣٢٢
منتخب التواريخ ١٦	٣٣٢ ، ٣٣٥ ، ٣٦٣ ، ٣٦٥
منشور الوصيت ٦٥	٣٦٤ ، ٣٦٨ ، ٣٦٩ ، ٣٤٠
مونس الارواح ٢٣٠	٣٤١ ، ٣٨٤ ، ٣٠١ ، ٣٠٤
میخانه ٢٣ ، ٢٣ ، ٢٤ ، ٤٠	٣١١ ، ٣١٦ ، ٣١٨ ، ٣٢٤
١٥٣ ، ١٥٥ ، ١٥٨ ، ٢١٨	٣٢٨ ، ٣٨٦ ، ٥٣٠ ، ٥٣٣
٢٢١ ، ٢٢٢ ، ٢٢٢	٥٦٥ ، ٥٦٥ ، ٥٦٣ ، ٥٦٨ ، ٥٤٠
نتائج الاذکار ٢١ ، ٢١ ، ٨٩	٥٥٨ ، ٥٥٨ ، ٥٥٦ ، ٥٦٣ ، ٥٦٩
١٢٤ ، ٢٠٠ ، ٢٣٠ ، ٢٣٦	١٦٠ ، ١٦٠ ، ١٦٠ ، ١٦٠
٢٣٤ ، ٢٣٨ ، ٢٣٨ ، ٢٣٣	مجموع الضائع -
٢٣٠ ، ٢٣١ ، ٢٣٥ ، ٢٣٦	محاسن اصفهان -
٢٣٤ ، ٢٣٨ ، ٢٦٩ ، ٣٨٠	محمدى ... تاريخ
٣٨١ ، ٣٢١ ، ٣٩١ ، ٥٢١	مخزون اسرار ٥.٨
٥٢٦ ، ٥٢٨ ، ٥٣٠ ، ٥٣١	مخزون الفرائد ٢٣ ، ٢٦ ، ٤٠
٥٣٥ ، ٥٣٨ ، ٥٥٥ ، ٥٦٥	مدرس ٥٩٥ ، ٦٠٣ ، ٦٠٦ ، ٦٠٤
٥٦٦ ، ٥٦٦ ، ٥٨١ ، ٥٨٢	مرآة آفتاب نما ٢٨٠ ، ٣٠٢ ، ٣١٢
٥٩٥ ، ٦٠٣ ، ٦٠٦ ، ٦٠٨	٣٣٤ ، ٣٣٨ ، ٥٩٧ ، ٦٠٦ ، ٦٠٤

وقائع حیدرآباد ۲۵۲	ترجمہ الخواصر ۱۸۵، ۶۶، ۲۵۲
وقائع گولکنده ۲۵۵	نسب نامہ آصفجاہی ۵۷
وقائع نعمت خان عالی ۲۵۵	نشأہ دوبالا ۵۰۸
ہجو حکماء (رسالہ) ۲۵۵	نشر عشق ۵۲۰، ۹۰
ہدایت ۶۰۷-۶۰۷	تصر آبادی — تذکرہ
ہفت اقلیم ۱۵۸، ۲۸، ۲۳	نغمہ و شیون ۵۰۹، ۵۰۸
۳۲۶، ۳۱۷، ۳۱۶، ۳۸۶	نقوش لاہور نمبر ۷
ہفت بند ۳۲۶	نگارستان سخن ۳۸۷، ۲۸۲، ۵۱
ہمیشہ بہار ۸۸، ۳۲، ۳۰، ۳۷	۳۱۸، ۳۱۶، ۳۲۹، ۳۵۹
۹۸، ۲۹۶، ۳۰۱، ۳۰۹	۳۶۰، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۹۳
۳۳۲، ۳۶۳، ۳۶۲، ۳۶۳	۵۲۶-۵۲۸، ۵۲۰، ۵۳۱
۳۳۱، ۳۷۸، ۳۸۵	۵۳۳، ۵۳۵، ۵۳۸، ۵۳۹
ہیر رانجیا ۳	تلدین ۵۰۸
یڈ بیضا ۵۰۱، ۵۰۱، ۵۳۲	واقعات کشمیر ۲۰۲، ۲۰۲، ۹۹
۵۳۷	۲۰۳، ۱۰۰

فهرست اماکن

انت فاگ ۲۰۰	آذر بائیجان ۲۰۰
اوده ۱۲ ۵۲۲ ۵۰۰ ۵۰۰	۳۳۵ ۳۳۶
اوزنگ آباد ۱۹ ۱۳۹ ۱۵۹	آذر برزین (آتشکده) ۳۳۲
۳۳۲ ۳۳۳ ۵۰۰ ۵۲۲ ۵۹۸	آگره ۱۵۸ ۱۵۹
ایران ۵۹ ۶۳ ۶۶ ۵۲ ۱۰۹	آبل ۳۸۹ ۳۲۶
۱۵۳ ۱۵۶ ۱۵۲ ۱۶۳	اجیر ۲۱۹ ۲۲۰
۱۵۲ ۱۲۵ ۱۸۹ ۱۹۲	احمدی پوره ۳۳۳
۲۱۸ ۲۳۱ ۲۳۳ ۲۳۵	احمدآباد ۱۳۹ ۲۱۸ ۲۳۳
۲۵۰ ۳۰۹ ۳۲۱ ۳۰۲	۳۳۲ ۳۳۶ ۳۳۵ ۳۳۸
۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۸ ۳۱۹	اردبیل ۵۳۲ ۵۳۳
۳۲۱ ۳۲۶ ۳۲۸ ۳۳۰	ارکات ۱۹
۵۲۸ ۵۵۶ ۵۶۰ ۵۶۳	ارسن ۳۲۹
۵۶۶ ۵۲۲ ۵۲۱ ۵۸۲	اسفندیار ۱۲
۵۹۳ ۵۹۲ ۵۹۸ ۵۹۹	اسلام آباد ۲۲۸
۶۰۰	اصفهان ۱۰ ۱۹ ۲۱ ۲۲
بابل - چاه بابل	۱۰۳ ۱۱۲ ۱۵۸ ۱۶۰
باغ شالیمار ۱۸۵	۱۶۳ ۱۸۵ ۱۸۶ ۲۰۶
باغ صاحب آباد ۲۳۲	۲۰۲ ۲۳۳ ۲۳۵ ۲۳۶
باغ عاقلی خان ۳۶۳	۲۳۲ ۲۳۸ ۲۹۸ ۳۰۱
بانگ پور ۱۵۶	۳۰۹ ۳۲۱ ۳۵۵ ۳۶۳
بتاله ۲۱۶	۳۶۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲
بخارا ۱۶ ۳۰ ۱۱۱ ۳۱۳	۳۲۸ ۳۲۹ ۵۰۰ ۵۲۸
۳۱۳	۵۲۲ ۵۲۵ ۵۳۲ ۵۵۵
بدخشان ۲۲ ۲۳ ۹۰ ۱۱۲	۵۵۶ ۵۶۶ ۵۲۱ ۵۸۲ ۵۸۳
۱۲۳ ۲۶۳ ۳۰۶ ۳۱۳	اکبر آباد ۲۱۵ ۲۲۹ ۲۸
۳۱۰ ۳۲۵ ۳۳۲ ۳۳۹	اله آباد ۵۲۲ ۵۰۰

توران ۲۲۹ ۲۲۳ ۲۲۲ ۲۲۱
 ۳۲۲ ۱۸۱
 تهران ۱۵۶ ۱۵۲ ۱۵۱ ۱۵۰
 ۲۳۵ ۲۳۵ ۱۲۲ ۱۵۲
 ۲۲۶ ۲۳۶
 جاکنه ۵۲۲ ۵۰۰
 جامع عتیق اصفهان ۳۸۲
 چمنه (دریای) ۳۳۳
 جونپور ۵۲۲ ۵۰۰
 جونی شیر ۳۶۳ ۳۵۰
 جهان آباد ۳۲۳ ۳۲۶ ۳۵۸
 ۵۶۲ ۵۳۳
 جیحون (دریای) ۵۶۲ ۳۵۹
 جی نگر ۵۰۲
 چاه بابلی ۲۲۶
 چین ۱۹۵ ۲۲۱ ۵۲۰ ۳۵۰
 ۱۸۲ ۱۸۶ ۱۸۲ ۱۶۲
 ۳۳۰ ۳۶۱ ۳۲۱ ۳۲۰
 ۵۳۱ ۵۱۶ ۳۵۸ ۳۳۵
 حجاز ۳۲۳ ۱۵۳ ۳۰۰ ۳۰۰
 حرم اشرف ۲۲۶ ۲۱۰ ۱۶۸
 ۵۱۶ ۵۱۲ ۳۱۲ ۳۰۰
 ۵۸۲ ۵۴۳
 حرمین شریفین ۱۳۱ ۱۳۱ ۱۹
 ۳۴۳ ۳۴۲ ۳۴۲
 حویلی محمده ناصر ۳۳۳
 حیدرآباد ۳۴۲ ۳۳۲ ۲۵۳ ۱۹
 ۶۰۹
 خاقانه بابا حیدر ۲۴۹
 ختن ۱۵۰ ۶۳ ۱۵۰ ۳۳۱
 ۲۶۱ ۲۵۲ ۲۵۱ ۱۲۳

۵۳۳ ۵۵۲ ۳۳۲
 برهانپور ۳۳۱ ۳۰۳ ۱۲۹
 ۳۳۶ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۳۹
 بریطانیه ۳۳۳
 بسواپتن ۳۹۱
 بغداد ۳۰۹
 بطحا ۳۳۳
 بلخ ۳۳۲ ۱۱۱ ۲۳ ۲۲
 بله ساوه ۵۲۱ ۵۰۰
 بلگرام ۳۵۲
 بمبئی ۳۳۰ ۱۵۰ ۱۵۲
 بندر (صورت) ۱۵۰ ۱۵۲
 بنگاله ۵۲۲ ۱۲ ۱۲
 بهوپال ۲۰
 بهکر ۳۵۲ ۶۳
 بیت الله ۲۶۰ ۱۳۰ ۱۲۵
 بیستون ۲۸۸ ۲۱۱ ۱۸۲ ۱۶۸
 ۵۸۳ ۵۸۶ ۶۰۰
 بیکانیر ۳۳۳
 پتنه ۱۰۹
 پرتگال ۶۱۵ ۳۳۰
 پرکنه بنانه - بتاله
 پنجاب ۵۳۲ ۸۰
 پشاور ۱۱۳ ۹۹
 تاج محل آگره ۱۵۹
 تبت ۵۳۲
 تبریز ۳۳۳ ۳۳۲ ۳۳۶ ۱۵۲
 ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳
 تنه ۲۵۰ ۲۲۱ ۶۳ ۵۶
 ۳۴۲ ۲۶۳
 تکیه میرخلیل ۵۰۲

ستاره ۳۴.
 سد سکندر ۲۰۹، ۲۲۴
 سرای حاجی سیاح ۳۹.
 سرهند ۳۰-۳۳، ۳۹۲، ۵۲۹
 سرینگر ۲۰۳، ۲۳۷، ۲۷۸
 سمرقند ۳، ۳۱، ۳۷۲
 سند ۱۶۵، ۲۶۳، ۳۳۷، ۵۲۰، ۵۹۸
 سپرند - سرهند
 سیالکوٹ ۲۹، ۸۰، ۱۰۱، ۱۰۹، ۶۰۵
 سیستان ۱-۵، ۵۳۲
 سیوسان ۳۵۷، ۵۲۰
 شالامار - باغ شالیمار
 شام ۶۹

شاه جهان آباد ۹، ۱۸، ۲۰، ۸۰
 ۱۸۵، ۲۱۷، ۲۳۵، ۲۸۰
 ۳۰۰، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۳۶
 ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۲
 ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۷
 ۳۵۸، ۳۱۰، ۳۱۳، ۳۹۶
 ۳۹۷، ۵۲۳-۵۳۵، ۵۶۷، ۵۷۱

شاه گنج ۳۳۵
 شیراز ۶، ۱۰، ۱۰۳، ۲۰۳
 ۲۰۵، ۲۳۲، ۲۵۳، ۲۸۹
 ۳۷۹، ۳۸۹، ۴۶۴، ۵۵۵
 ۵۵۶، ۵۸۷

صناعات - اصفهان
 طور، کوه ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۶۰
 ۲۲۲، ۲۳۷، ۳۰۸، ۳۲۰
 ۳۲۲، ۳۳۸، ۳۴۴، ۳۵۵
 ۵۳۲، ۵۳۵، ۶۱۸
 طوس ۱۵۴

۳۲۰، ۳۶۱، ۳۹۳، ۴۳۵
 ۴۴۴، ۵۳۱، ۶۱۶
 خداباد ۶۵، ۵۲۰
 خراسان ۳۲۱، ۳۱۹، ۴۲۰
 ۴۲۶، ۵۹۰
 خوتاب ۵۴۷
 خضا ۵، ۱۸۴، ۳۶۱، ۳۶۵
 ۵۳۲
 دریائی کشنا ۹۱
 دکن ۱۳۱، ۱۸۲، ۲۰۱، ۳۰۳
 ۳۳۲، ۳۳۷، ۳۵۷، ۳۸۸
 ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۸۹، ۳۹۱
 ۵۰۳، ۵۲۲، ۵۶۶، ۵۷۰

دورق ۵۴۲
 دغار ۱۳۹
 دهلی ۹۰، ۹۱، ۱۳۹، ۱۵۹
 ۱۸۵، ۲۰۴، ۲۱۶، ۲۳۵
 ۲۳۷، ۲۴۳، ۲۷۹، ۳۰۶
 ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۳۳
 ۳۳۵، ۳۳۹، ۳۴۲، ۳۴۷
 ۳۴۹، ۳۵۶، ۳۴۵، ۴۷۳
 ۴۹۶، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۳۰
 ۵۳۱، ۵۳۵، ۵۳۹، ۵۶۶
 ۵۶۷، ۵۹۷

رائیچور ۳۹۱
 رائیپور ۳۹۰
 روضه رضویه ۳۲۰
 روضه شاه برهان الدین غریب ۳۹۰
 روم ۶۹، ۲۶۲، ۳۲۱
 ری ۱۶۰، ۱۷۲
 سبزوار ۳۱۰

کانون ۲۳۲ ، ۱۱۱	طهران - تهران
کتابخانه بودلیان ۱۰۹	عدن ۲۳۱ ، ۵۶۳
کتابخانه دانشگاه بیهی ۳۱۳	عراق ۱ ، ۱۵۳ ، ۱۵۶ ، ۱۶۳
کتابخانه مرکزی دانشگاه تهران ۱۱۶	۲۴۹ ، ۳۱۹ ، ۳۲۰ ، ۳۲۶
کتابخانه ملی ملک ۱۶۱	۳۲۴
کراچی ۵۶۸	عرب ۱ ، ۱۰۶ ، ۳۳۹ ، ۵۰۳
کربلا ۶۳ ، ۱۵۱ ، ۱۶۴ ، ۱۷۰	۶۱۵ ، ۵۲۸
۱۹۶ ، ۱۹۹ ، ۲۴۳ ، ۳۲۸	عجم ۱ ، ۵۰۳ ، ۵۲۸ ، ۶۱۵
۳۳۵ ، ۵۳۹	عظیم آباد ۳۹۳ ، ۵۰۳
کرناتک ۱۹	عمارت جمال الدین ۲۰۶
کشمیر ۸ ، ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۶	عمان ۱۹۸ ، ۳۳۶ ، ۳۳۹
۲۳ ، ۲۴ ، ۲۹ ، ۳۰ ، ۳۱	غزنی ۵۳۷
۳۲ ، ۳۶ ، ۵۲ ، ۵۵ ، ۵۹	فارس - ایران
۷۰ ، ۷۱ ، ۷۲ ، ۷۳ ، ۸۸	فرنگستان ۵ ، ۳۱ ، ۸۹ ، ۳۷۹
۸۹ ، ۹۰ ، ۹۱ ، ۹۳ ، ۹۶	۳۹۸ ، ۵۶۰ ، ۶۱۶
۹۸ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۰۱	فرنگ - فرنگستان
۱۰۲ ، ۱۱۳ ، ۱۱۶ ، ۱۲۲	قبله - کعبه
۱۲۵ ، ۱۳۸ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰	قزوین ، ۱۵۶ ، ۱۵۷ ، ۱۶۳
۱۴۱ ، ۱۴۵ ، ۱۴۶ ، ۱۴۷	۳۲۰ ، ۳۲۱
۱۴۸ ، ۱۴۹ ، ۱۵۳ ، ۲۰۳	قلزم (بحر) ۳۲۵
۲۱۳ ، ۲۱۴ ، ۲۱۵ ، ۲۱۶	قلمه حاکم نشین ۵۶
۲۱۷ ، ۲۳۵ ، ۲۳۳ ، ۲۳۲	قلمه مبارک ۳۱
۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۲۳۷	قلمه منی پور ۱۹
۲۳۸ ، ۲۴۰ ، ۲۴۶ ، ۲۶۸ ، ۲۷۱	تندهار ۲۹ ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ ، ۲۸۶
۲۷۸ - ۲۸۱ ، ۲۸۷ ، ۲۸۸ ، ۲۹۰	۳۰۱ ، ۵۰۰
۲۹۱ ، ۳۰۳ ، ۳۰۶ ، ۳۱۱	کابل ۲۹ ، ۳۶ ، ۹۹ ، ۳۵۲
۳۱۴ ، ۳۱۷ ، ۳۲۳ ، ۳۳۸	۳۷۶ ، ۵۹۱ ، ۵۹۵
۳۴۰ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴ ، ۳۵۵	کاشان ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۲۰۱ ، ۳۶۹
۳۵۶ ، ۳۵۹ ، ۳۶۳ ، ۳۸۵	۳۷۹ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۲
۳۸۶ ، ۳۸۷ ، ۳۰۷ ، ۳۱۱	۳۲۱ ، ۳۲۶ ، ۳۵۹ ، ۳۶۱
۳۱۴ ، ۳۱۴ ، ۳۱۴ ، ۳۱۴	کشغر ۱۵

کبیرکده ۵۰.۳ ، ۵۲۲	۴۱۸ ، ۴۱۹ ، ۴۲۱ ، ۴۲۶
گلکنده ۶.۹	۴۲۸ ، ۴۲۹ ، ۴۳۰ ، ۴۳۱
کبید چل دختران ۳.۲	۴۳۵ ، ۴۳۹ ، ۴۴۶ ، ۴۴۱
کبید بطهر امام رضا ۵۶.۰	۴۴۳ ، ۴۴۶ ، ۴۴۹ ، ۴۸۶ ، ۴۸۷
کیلان ۴۹۳	۴۹۵ ، ۴۹۶ ، ۴۹۸ ، ۴۹۹ ، ۵۰۲
لا هیجان ۵۰.۰ ، ۵۰.۱	۴۰۳ ، ۵۰.۴ ، ۵۲۲ ، ۵۳۲
لار ۲۰.۳ ، ۶	۵۳۳ ، ۵۳۸ ، ۵۳۹ ، ۵۴۵
لاهور ۳ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۷ ، ۳۱ ، ۵۲	۵۴۶ ، ۵۴۷ ، ۵۴۸ ، ۵۹۰
۷۳ ، ۸۰ ، ۸۱ ، ۸۵ ، ۱۱۸	۵۹۵ ، ۶.۵ ، ۶۱.۰
۱۵۳ ، ۱۵۶ ، ۱۵۹ ، ۱۶۰ ، ۱۶۳	کعبه - کعبه
۱۷۶ ، ۲۰۴ ، ۲۳۷ ، ۲۴۳	کعبه ۷۵ ، ۱۳۱ ، ۱۶۳ ، ۱۶۸
۲۵۷ ، ۲۵۲ ، ۲۳۳ ، ۲۵۷	۱۷۳ ، ۱۸۶ ، ۱۹۱ ، ۲۱۱
۲۵۷ ، ۳۸۸ ، ۳۸۷ ، ۳۱۳	۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۴۳
۳۱۹ ، ۳۴۳ ، ۳۹۰ ، ۳۹۳	۳۹۶ ، ۴۰۷ ، ۴۳۶ ، ۴۵۱
۴۹۹ ، ۵۰۰ ، ۵۴۷ ، ۵۶۵	۴۵۵ ، ۴۶۳ ، ۵۰۱ ، ۵۱۵
۵۹۵ ، ۶.۹	۵۲۱ ، ۵۲۷ ، ۵۲۸ ، ۵۳۱
لکهنو ۳۱۱ ، ۵۰.۲	۵۳۸ ، ۵۴۲ ، ۵۶۳ ، ۵۷۵
مازندران ۲۱۸ ، ۲۱۹ ، ۲۳۳	۵۷۸ ، ۵۸۰ ، ۵۸۳ ، ۶۱۵
۲۳۵ ، ۲۳۹	۶۱۸
ماوراء النهر ۲۱۳	کنعان ۱۳۳ ، ۲۰۸ ، ۳۳۳ ، ۵۰.۲
مالوه ۱۳۹	۵۲۶ ، ۵۷۳ ، ۵۸۷ ، ۵۸۸
محلہ آروت ۳۸۷	کوتله فیروز آباد ۳۳۲ ، ۳۳۷
محلہ سرخاب ۱۵۷	۵۳۰ ، ۵۳۱
محلہ معشتم ۳۲۶	کوه کیلویه ۵۲۷ ، ۵۳۳
محلہ عباس آباد ۵۸۳	کوهجه بکلی (تته) ۲۲۱
مدراس ۱۹۲ ، ۲۳۳	کازرون ۲۳۲
مدینه (منوره) ۱۲۳ ، ۲۲۰ ، ۳۳۳	کجرات ۱۲۵ ، ۱۳۹ ، ۱۴۱
مراغه ۳۳۵	۲۱۸ ، ۲۲۰ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳
مزار حافظیه ۲۰.۳	۲۳۲ ، ۲۳۶ ، ۲۴۷ ، ۳۳۸
مزار امام زاده قیس علی ۵۸.۰	۳۳۹ ، ۳۵۷ ، ۳۱۳ ، ۳۱۴
مسجد تته ۵۷	۴۱۶ ، ۵۰.۴ ، ۵۲۲

۱۵۳ ' ۱۵۶ ' ۱۵۷ ' ۱۹۲ '
 ۱۶۳ ' ۱۶۴ ' ۱۶۵ ' ۱۹۰ '
 ۱۹۱ ' ۱۹۲ ' ۲۰۱ ' ۲۰۶ '
 ۲۰۷ ' ۲۱۲ ' ۲۳۰ ' ۲۳۲ '
 ۲۳۳ ' ۲۳۴ ' ۲۳۶ ' ۲۳۲ '
 ۲۳۵ ' ۲۳۶ ' ۲۳۸ ' ۲۵۰ ' ۲۵۳ '
 ۲۵۷ ' ۲۶۳ ' ۲۶۳ ' ۲۷۹ '
 ۲۸۰ ' ۲۸۷ ' ۲۹۰ ' ۲۹۸ '
 ۳۰۱ ' ۳۰۵ ' ۳۱۹ ' ۳۲۳ '
 ۳۲۴ ' ۳۲۵ ' ۳۲۹ ' ۳۳۰ '
 ۳۳۵ ' ۳۳۶ ' ۳۴۰ ' ۳۳۷ '
 ۳۵۵ ' ۳۶۱ ' ۳۸۵ ' ۳۱۲ '
 ۳۱۳ ' ۳۱۴ ' ۳۱۹ ' ۳۲۱ '
 ۳۲۵ ' ۳۲۶ ' ۳۲۹ ' ۳۳۶ '
 ۳۳۷ ' ۳۳۸ ' ۳۴۲ ' ۳۵۰ ' ۳۵۱ '
 ۳۵۲ ' ۳۵۹ ' ۳۶۰ ' ۳۶۸ '
 ۳۸۵ ' ۳۹۰ ' ۴۰۰ ' ۴۲۳ '
 ۴۳۱ ' ۴۳۲ ' ۴۳۶ ' ۴۳۹ '
 ۴۶۰ ' ۴۶۲ ' ۴۶۶ ' ۴۷۰ '
 ۴۷۲ ' ۴۸۱ ' ۴۸۲ ' ۴۸۵ '
 ۴۹۱ ' ۴۹۵ ' ۴۹۷ ' ۴۹۸ '
 ۴۹۹ ' ۶۰۰ ' ۶۰۳ ' ۶۰۹ '
 ۶۱۳
 هندوستان - هند
 یزد ۱۵۸ ' ۳۶۰ ' ۴۲۷ ' ۵۲۸ '
 ۵۸۳ ' ۵۸۵
 یمن ۲۹۱ ' ۳۰۱ ' ۶۱۸ '
 یونان ۱۳۰ ' ۳۳۲ ' ۳۳۳ '

مسجد زیب المساجد ۳۳۳
 مسجد لبنان ۲۰۶
 مشهد ۳۱۹
 مصر ۳۹ ' ۵۳ ' ۷۹ ' ۱۳۸ ' ۱۶۹ '
 ۱۷۷ ' ۲۰۸ ' ۳۳۳ ' ۳۳۶ '
 ۵۳۹ ' ۵۴۵ ' ۵۸۷ ' ۵۸۸ '
 ۶۱۳
 مکه (مقصده) ۱۲۵ ' ۱۵۳ ' ۲۱۸ '
 ۲۲۰ ' ۲۲۹
 ملتان ۳۱ ' ۲۵۷ ' ۳۷۲ ' ۵۶۵ '
 ملک نیروز ۵۳۲
 منزل شاد پیرگ ۳۱۳
 نوزده برطانیه ۲۳۳
 سنکیر ۱۱۵
 نجف ۳۲۸ ' ۳۴۳ ' ۳۸۶ ' ۵۷۸ ' ۵۹۰ '
 نوشهره ۳۰۶
 نیشا پور ۳۳۲
 نیک دنیا (راس اسید) ۵۷۳
 نیل (دریای) ۲۲۳
 وهنا (دهکده) ۱۷۹
 هرات ۳۱۹ ' ۳۲۰ ' ۳۲۱ ' ۳۳۹ '
 هفت چنار ۳۱۳
 هفت سنظر ۳۷۳
 حمدان ۱۹ ' ۵۶۶ ' ۵۷۰
 هند ۸ ' ۱۲ ' ۱۳ ' ۱۹ ' ۲۰ '
 ۳۲ ' ۳۹ ' ۵۲ ' ۷۲ ' ۸۹ '
 ۱۰۹ ' ۱۱۱ ' ۱۱۵ ' ۱۱۶ '
 ۱۲۳ ' ۱۳۰ ' ۱۳۷ ' ۱۵۳ '

فہرست اعلام

- ابراہیم خان ۱۳ ، ۱۳۹
 ابراہیم خان علیگردان خان ، نواب
 ۳۷۰
 ابراہیم خان ، نواب - رفعت
 ابراہیم شاہ - عبرت
 ابراہیم شہزادہ میرزا - ادھم
 ابراہیم میرزا - عمدانی
 ابوالبرکت نواب عبدالمجید خان -
 صوفی
 ابوالحسن ، ملا - صاحب
 ابوالحسن یحییٰ الدولہ آصف خان ،
 میرزا ۱۵۹
 ابوالفتح گیلانی ، حکیم ۱۱۶ ،
 ۱۱۸
 ابو الفتح - ملک ابو الفتح
 ابو حیان ضییب ۲۳۵ ، ۲۳۶
 ابو القاسم - سائک
 ابو القاسم ۹۱ -
 ابو ظفر ۲۳۹
 ابہری ، ملا محمد تقی - فایض
 اثر ، میرزا شفیعی ۶ ، ۳۱۲ ، ۵۵۵
 ۵۵۶
 اجمیری ، معین الدین چشتی - خواجہ
 احترام خان - نواب
 احراری سردقندی ، خواجہ - عبدالکریم
- احترام خان - نواب
 احسن اللہ خان ، فصاحت خان -
 راضی
 احسن ، میرزا - واہب
 احمد ابن الصبوری کشمیری ۳۰۳
 احمد شاہ (بن محمد شاہ بادشاہ)
 ۲۱۶ ، ۲۱۷ ، ۵۰۲ ، ۵۳۵
 احمد شاہ درانی ابدالی ۳۹۷
 احمد علی خان ۵۰۲
 احمد قلی خان ۵۸۲
 احمد یار خان برلاس - یکتا
 اخلاص خان کھتری کلانوری
 نو مسلم - واقف
 اخلاص دھنوی ، کشن چند ۵۳۸
 اخلاص کیش خان - نواب
 ادبہ ، شاہزادہ میرزا ابراہیم ۵۲۸
 ارادت خان - میر اسحاق خان
 ارادت خان ، خان اعظم میر محمد -
 باقر
 ارادت خان - واضح
 ارادت خان - ہوشیار خان
 ارادت فہیم ۱۰۹
 ارجنسپ ، خواجہ ۱۵۶ ، ۱۵۷
 ارجنسپ - - - خواجہ
 ارجنسپ - شاپور

- ارجمند بیگ ، میرزا — جنون
 اردبیلی — ملا صفی الدین
 آرزو ، سراج الدین علی خان ، ۸۰ ،
 ، ۸۱ ، ۸۳ ، ۸۶ ، ۱۲۵ ، ۱۳۳ ،
 ، ۱۹۲ ، ۲۳۳ ، ۲۳۶ ، ۲۳۸ ،
 ، ۲۹۰ ، ۳۰۹ ، ۳۱۲ ، ۳۳۰ ،
 ، ۳۳۷ ، ۳۳۵ ، ۳۵۷ ، ۳۷۳ ،
 ، ۳۷۳ ، ۳۷۶ ، ۳۷۵ ، ۳۷۷ ،
 ، ۳۷۸ ، ۳۸۹ ، ۵۰۸ ، ۵۳۸ ،
 ، ۵۵۶ ، ۵۵۷ ، ۵۷۱ ، ۶۱۹ ،
 ارسلان بیگ بهادر ، ۳ ، ۵۸۲ ،
 ارشد بن محمد باقر اعظم خان ، ۳۶۲ ،
 آزاد بلگرامی ، ۳۳۳ ،
 آزاد (صاحب خزانه عامره) ، ۳۱۲ ،
 ، ۵۰۶ ، ۵۱۹ ، ۵۳۳ ، ۶۱۰ ،
 آزاد — جنون
 آزاد ، دلاور خان ، ۳ ،
 آزاد ، میرزا ارجمند بیگ — جنون
 آزاد ، میر غلام علی ، ۳ ، ۵۶ ،
 ، ۳۱۱ ،
 آذر ، ۱۹۹ ،
 آذر هندوی ، ۳ ، ۳۲۱ ،
 آستانجلو ، اسد علی خان — چولاق
 استغنا ، میرزا عبدالرسول ، ۱۰ - ۱۳ ،
 ، ۵۶۳ ، ۶۵۰ ،
 اسحاق ارادت خان ، میر ، ۵۰۳ ،
 ، ۵۰۵ ،
 اسحق بیگ — وانی
 اسد الدین بخاری — میر
 اسدالدین ، میرزا — نصیر
 اسد خان ، ۲۰ ،
- اسد الله خان ، میرزا — غالب
 اسد الله خان معموری ، ۳۶۲ ،
 اسدالله شیر ، حاجی ، ۳۱۰ ،
 اسد علی خان آستانجلو — چولاق
 اسدی ، حکیم ، ۱۵۷ ،
 اسکندر — سکندر
 اسکندر بیگ ، بشی ، ۲۲۱ ،
 اسحق ، خواجه محمد — ده بیدی
 اسلام خان ، ۱۱۶ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ،
 ، ۲۸۰ ، ۳۳۶ ، ۳۳۸ ، ۵۰۷ ،
 اسلام خان ، میر ضیاء الدین حسین
 بدخشانی ، ۵۳۳ ،
 اسلم خان کشمیری — سالم
 اسفندیار ، ۳۶۲ ،
 اسپر ، میرزا جلال ، ۲۰۷ ، ۳۰۷ ،
 ، ۳۱۱ ، ۵۹۱ ، ۵۹۳ ،
 اسپری مشهدی ، ۳۲۷ ،
 اشرف خان ، خواجه محمد عاصم
 مصصام الدوله نواب خاندوران
 ، ۶۶ ، ۲۸۹ ، ۳۰۲ ، ۳۰۳ ،
 ، ۵۰۲ ،
 اشرف — سید میر محمد
 اشرف کشمیری ، محمد — پکتا
 اشرف ، ملا محمد مازندرانی ، ۱۰۶ ،
 ، ۱۰۹ ، ۱۱۳ ، ۱۱۵ ، ۱۲۵ ،
 ، ۵۵۶ ،
 اشهر ، میرزا محمد اصبح ، ۱۳ ، ۱۱ ،
 اشهری نیشاپوری ، ۱۵۷ ،
 آصف جاه — نواب
 آصف خان ، جعفر خان — میرزا
 آصف خان ، میرزا قوام الدین جعفر بیگ

آقا رضائی — صبا
 آقا صفی صفاہانی م
 اکبر بادشاہ ۲۸ ، ۲۹ ، ۲۷ ، ۱۵۷ ،
 ۲۶۳ ، ۳۳۸ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ،
 ۳۱۷ ، ۳۲۱ ، ۳۲۶ ، ۳۲۸ ،
 ۳۳۰ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ، ۳۸۰ ،
 ۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۳۹۸
 اکبر علی اکبر ۱۶
 اکمل ۳۲۳
 آگہ ۵
 آگہ ، صلاح الدین ۵
 آگہ ، شیخ عبدالسلام ۵
 اللہ یار ۸۰
 الہام ، میرزا شریف (۲) ، ۵۸۱ ، ۵۸۲
 املی — طالب
 امام خاسن ثامن علی بن موسی الرضا
 ۳۱۹
 امام عسکری ۵۶۳
 امام سہدی ۵۶۳
 امام قلی خان ۲۰۳ ، ۳۵۸ ،
 امان اللہ ، خواجہ — مروت
 امتیاز خان ۶۳
 امید ، قزلباش خان ۱۸ ، ۱۹ ، ۲۰ ،
 ۱۷۶ ، ۱۷۶ ، ۱۷۶ ، ۱۷۶ ، ۱۷۶ ،
 ۵۸۱
 امید ۱۵۶ ، ۱۵۷ ، ۱۵۸ ، ۱۷۲ ،
 امیر بہا الدین بن عالم شیخ القرشی
 التیمی السمرقندی ۳۷۳
 امیر چک ۲۱
 امیر حسن دہلوی ۳۷۱

۵۰۵ ، ۵۲۱ ، ۵۲۲
 اصفہانی ، آقا — موسی
 اصفہانی ، سلطان علی بیگ — رہی
 اصفہانی ، قاضی — نورالدین
 اصحاب الکہف ۱۵۳
 اظہر خان اظہر ۱۵
 اظہر ۱۷
 اظہری ۳۲۸
 اعتقاد خان پاک اعتقاد ۱۱۷
 اعتماد الدولہ — چین بہادر میر محمد
 امین خان
 اعتماد الدولہ — چین بہادر میر محمد
 فاضل قمر الدین خان
 اعتماد الدولہ ، غیاث الدین محمد —
 خواجہ
 اعتماد الدولہ محمد موسی خان —
 شاملو
 اعظم (صاحب تاریخ اعظمی) ۱۱۳
 اعظم شاہ — شاہزادہ
 آخر خان ترک ۵۲ ، ۳۵۶ ،
 آخر خان ترک دینہ ۵۲ ، ۳۵۶ ،
 ۳۵۸
 افتخار خان ۱۰۰ ، ۱۰۲ ، ۱۷۶ ،
 آفرین شاہ ۳۷۳ ، ۳۷۳ ،
 آفرین لاہوری ، میرزا فقیر اللہ ، ۳ ،
 ۵۲ ، ۸۱ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۵۱۹ ،
 ۵۳۷ ، ۵۳۷
 السر ۱۷
 آقا حسین ، خوانساری ۱۹۰ ، ۱۹۱
 آقا خان ۳۳۵

بدیع الزمان (وزیر کاشان) ۵۰۵
 بدیع‌الحی سمرقندی ، میرزا ، ۲۹ ، ۳۰
 بدیع سمرقندی ، ملا (رک : بدیع‌الحی)
 بدیع سمرقندی ، مولانا - - - - -
 برخی ۸۰
 بردی خان ۳۵۶
 برهان نظام شاه ۳۶۱
 بلاقی بیگ کابلی - - - - -
 بلخی ، ابو شکور ۳۳۲
 بلخی ، خواجه محمد - مبارز خان
 بلخی - - - - -
 بلگرامی ، میر عبدالجلیل ۶۳ ، ۳۲۹ ،
 ۳۵۷ ، ۳۳۳
 بلگرامی - آزاد
 بو بکر - حضرت ابو بکر صدیق
 بو تراب ۱۹۶
 بوذر (بوزر) ۳۰۸ ، ۳۰۲
 بو علی ۳۱۶
 بهادر شاه - شاه عالم
 بهادر شاه ۵۲ ، ۶۹ ، ۱۲۵ ، ۱۳۱
 ۲۵۳ ، ۲۵۵ ، ۳۰۷ ، ۳۹۳
 ۵۳۰
 بهرام خان ۳۸۸
 بهرام میرزا ۳۲۱
 بهزاد ۳۹۳
 بی پروا ۳۲
 بیجر ، میر عظمت الله ۵۳۸
 بیدار بخت - شاهزاده
 بیدار ، سنان سنگ ۲۱۶
 بیدار ، بساون لال دهلوی ۳۳۱
 بیدل ، میرزا عبدالقادر ۸۰ ، ۸۱

امیر رفیع الدین حیدر عثمانی - رفیعی
 امین احمد رازی (صاحب هفت اقلیم)
 ۱۵۸ ، ۱۵۶
 امین الدوله ، نواب - سنبل
 امین کشمیری ، مولانا - مستغنی
 امین - ملا محمد
 انتظام جنگ - محمد دلاور خان
 مظفر الدوله بهادر
 انند رام ، رائی - مخلص
 انوری ۲۵۲ ، ۳۲۱
 اوجی کشمیری ، مولانا ۲۲ ، ۲۳ ،
 ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۸ ، ۳۱ ، ۵۸۲ ،
 اوحدی - تقی
 اورنگ زیب ، سعی الدین - عالمگیر
 اهلی شیرازی ، ملا ۲۰۳
 ایاز ۶۰۱
 ایما - میرزا ایما
 امین ۲۸ ، ۵۸۲
 ایوب ۳۳۸ ، ۵۵۸
 بابا مشکاتی - سعید
 باقر ، خان اعظم میر محمد باقر
 ارادت خان ۵۰۳ ، ۵۲۱
 باقر (خورده فروش کاشی) ۳۶۰ ، ۳۶۱
 باقی خورده فروش - باقر خورده فروش
 باقی ، شیخ عطاء الله ۲۹ ، ۵۸۲
 بالچند - بیتوا
 بشاری - میر اسدالدین
 بختاور خان ۱۲
 بدخشی ، ملا شاه ۱۱۶ ، ۲۷۳ ،
 ۲۷۸ ، ۲۸۰ ، ۳۰۶ ، ۳۱۳
 بدخشانی ، ملا شاه - بدخشی

تسلیم ، فتح علی بیگ ۲۷۶
 تقی الدین محمد ، امیر - - - - - هزنی
 اصفهانی
 تقی اوحدی ۲۳ ، ۲۸ ، ۱۵۶ ،
 ۱۹۱ ، ۱۹۰ ، ۳۸۷
 تقی کاشی ۱۵۶
 تمکین ، حبیب الله خان ۳۹
 تمکین ، سولوی ملا رحمت الله ،
 ۳۱ ، ۳۰ ، ۳۰ ، ۵۹۱
 تمکین ، عبدالغنی ۲۰
 تمکین ملک سلطان ۳۳ ، ۳۵
 تنما ، شاه ۳۵
 تنما ، سیرزا محمد علی فضائل خان
 ۳۵ ، ۳۶ ، ۵۹۱
 تنها اصفهانی ، عبداللطیف خان ۳۶
 ۳۷ ، ۵۹۱ ، ۵۹۳ ، ۵۹۳
 تنها ، سعیدای حکیم ۵۹۱
 تصور ۱۹ ، ۳۷۶
 ثنا خان - وحشت
 جامع ، خواجه ضیاء الله ۷۰
 جامی ، ملا ۲۳۵ ، ۳۳۱
 جان بیگم ۲۸۰
 جاوید محمود نقشبندی - - - خواجه
 جبریل ۵۷۵
 جراث ، علی قلی بیگ ۳۸
 جسونت سنگ ۲۷۸
 جعفر خان آصف خان ، سیرزا ۲۳ ،
 ۱۹۹ ، ۱۱۶ ، ۱۱۸ ، ۱۵۳ ،
 ۱۵۳ ، ۱۵۷ ، ۱۵۷ ، ۱۷۵ ،
 ۱۹۲ ، ۲۷۹ ، ۳۳۲ ، ۳۳۷ ،
 ۵۰۳

۱۸۵ ، ۱۱۵ ، ۱۳۹ ، ۱۳۱ ،
 ۲۵۲ ، ۳۲۳ ، ۳۲۹ ، ۳۳۳ ،
 ۳۳۶ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۵۸ ،
 ۳۹۶
 بیرم خان - - - خانخانان
 بیژن خان ۳۲
 بیگس ، بلاقی بیگ کابلی ۳۳
 بینا ، شیخ محمد موسی ۳۳ ، ۵۸ ،
 ۲۵۱ ، ۲۹۱ ، ۲۹۲
 بینوا ، بالچند ۳۳
 پرتو ۳۰
 پرویز - خسرو
 پندت راگو - راگو
 پندت راهب - راهب
 تاثیر ، سیرزا محسن ۳۵ ، ۵۸۳ ، ۵۸۵ ،
 ۵۸۹ - ۵۸۷
 تان سین ابهرن ۱۱۸
 تنوی ، محمد اعظم ۵۷
 تچرد ۳۶
 تجلی ، ملا علی رضای ۵۲۶ ، ۵۳۷
 تحسین ، سیرزا فتح علی ۳۸
 تحقیق ، خواجه نور الله ۳۶
 ترخان ، سیرزا غازی ۲۲۰ ، ۲۲۱
 ترخان ، سیرزا جانی بیگ ۲۲۱
 ترخان ، میر عبیدالله معظم خان
 مظفر جنگ ۱۲۸ ، ۲۰۲
 ترسا ۳۷
 تسکین ، سیرزا فتح علی بیگ ۳۷ ، ۵۹۰
 تسلی ۱۰۰
 تسلیم اصفهانی ، شاه رضائی ۳۸ ،
 ۳۹ ، ۳۳۰ ، ۵۹۰

۱۵۳۹ / ۳۰۶ / ۶۹۰ / ۵۶۰ / ۱۹
 ۵۳۰ / ۵۲۲
 جبهانگیر بادشاہ . نور الدین محمد
 ۱۲۳۲ / ۱۵۹ / ۱۵۲ / ۲۸
 ۱۳۸۴ / ۲۳۶ / ۲۳۵ / ۳۳۸
 ۵۲۲ / ۵۱۲ / ۵۰۰ / ۳۶۲
 چشتی ، خواجہ معین الدین
 السجری ۲۳۳ / ۲۳۲ / ۲۲۲
 چولاق ، اسد علی خان آستانجولو ۹۷
 چین بہادر ، محمد امین خان
 اعتماد الدولہ ۲۷۲ / ۲۷۳ / ۲۷۳
 ۵۰۰
 چین بہادر ، میر محمد فاضل تمرالدین
 خان ، اعتماد الدولہ ۳۳۹
 ۲۳۰ / ۲۳۰ / ۲۳۰ / ۲۳۰ / ۲۳۰ / ۲۳۰
 حاتم ۶۱۳ / ۵۵۲ / ۳۸۱ / ۱۰۶ / ۱۲
 حاجب ۵۳
 حاجی -- شفیق خان
 حاجی فریدون -- سابق
 حافظ شیرازی ۳۳۵ / ۲۸۱ / ۲۰۰
 ۵۰۲ / ۵۵۲ / ۲۸۹
 حاجی مرتضوا ۲۲۲
 حبیب اللہ ، سونوی ۵۵۹
 حبیب اللہ خان -- تمکین
 حبیب اللہ ، ملا -- رونق
 حجاب ، میرزا اسماعیل ۵۳
 حزقی اصفہانی ، امیر تقی الدین
 ۳۲۱
 حزین ، علی ۳۲۳ / ۳۲۲ / ۲۰۱
 ۳۳۶ / ۳۳۹ / ۳۸۱ / ۳۹۳

جعفر خان غمہ الملک بن صادق خان
 ۶۱۰ / ۳۶۵
 جلالانی -- محمد جلال الدین ضابطانی
 ۱۱۸ / ۱۱۲ / ۱۱۶
 جلالانی دهلوی ۱۱۸
 جلال الدین لاہوری ، میر -- سیادت
 جلال الدین ، حضرت سید ۳۸۴
 جلال الدین محبت ، ملا ۲۸۲
 جلال الدین -- یوسفی
 جلیل ۳۳۱
 جمال الدین محمد ۲۰۶
 جمال ، مولانا ۳۹
 جمشید ۳۳۶ / ۳۳۵ / ۳۱۸ / ۲
 ۶۱۳ / ۵۳۲ / ۵۱۱
 جم -- جمشید
 جم ، میرزا محمد علی ۵۹۵ / ۳۸
 جمیل ، محمد ۲۱۶
 جن ، خواجہ عنایت اللہ ۱۰۲
 جناب ، سرزا فتح اللہ ۵۹۵ / ۳۹
 جنون ، سرزا ارجمند بیگ ۳۹
 ۵۹۵ / ۳۰۹ / ۵۲ / ۵۱
 جنونی ۵۰۲
 جواہر خان ۳۱
 جوہری ، میرزا ۵۲ / ۵۹۶ / ۵۹۲
 جوہا ، سرزا داراب بیگ ۳۸ / ۳۲
 ۳۰۳ / ۳۰۱ / ۱۱۳ / ۳۵ / ۳۳
 ۳۱۳ / ۳۱۲ / ۳۱۱ / ۳۰۶
 ۵۹۲ / ۳۶۹ / ۳۸۳ / ۳۸۲
 جہان آرا ۲۳۳ / ۲۳۳ / ۲۳۲
 ۲۳۵
 جہاندار شاہ ، شہزادہ محمد معزالدین

- حسین علی خان — سید
 حفیظ علی خان ، نواب — وارسته
 حکیم الممالک شیخ حسین — شہرت
 حکیم زلالی خوانساری ۵۰۸
 حکیم فتح الدین ۲۵۳
 حکیم کاظم بسیح اصفہانی — صاحب
 حکیم گیلانی — ابو الفتح
 حکیم محسن خان ۲۵۳
 حکیم ہمام ۱۱۸
 حلیم ۳۳۰
 حمایت اللہ خان ۵۳۰ ، ۲۸۰
 حمیدہ بانو ۱۰۳
 حیاتی گیلانی ۱۱۸
 حیدر ۵۷ ، ۳۰۲
 حیدر ، ملا ، سہابت خان — خصالی
 حیدر ، میر — مرتضیٰ
 حیرت ، محمد رستم ۵۸
 حیرت ، میرزا فتح اللہ ۵۸
 خادم ۵۸
 خاشع ، ملا شاہ ۵۹ ، ۵۹۸
 خاقی خان ۳۹۹
 خاقان چین ۱۳۸
 خاقان مالک رقاب ۳۶۹
 خاقانی ، حکیم ۱۸ ، ۱۳۷ ، ۱۵۷
 ۳۱۳ ، ۳۲۱ ، ۳۳۲
 حیدر کلوخ — کلوخ
 حیدر ، ملا — ذہنی
 حیدر ، ملا — لکت
 خالص صفہانی ۳۶۰
 خالق ، سید حسین امتیاز خان ۵۹۸
 ۵۹۹ ، ۶۰۱ ، ۶۰۲
- ۵۷۱ ، ۵۱۹
 حسن علی یزدی ، ملا ۲۳۵ ، ۲۳۶
 حسین بن محمد بن ابی الرضا علوی
 ۲۰۶
 حسین ثنائی ۳۱۹
 حسین خان چک ۳۴
 حسین شاہ بادشاہ کشمیر ۳۱۵
 حسین ، حضرت امام ۲۰۶
 حسین محمد — لایح
 حشری ۱۵۷
 حشمت ۵۵
 حشم ، شاہ محمد رضای ۵۳
 حضرت ابو بکر صدیق ۱۳۸
 حضرت بابا ۷۱
 حضرت سلطان العارفین ۳۷۹
 حضرت شاہ — صادقان
 حضرت غلامی ۲۰۱
 حضرت عمر فاروق ۷۱ ، ۱۳۸
 حفظ اللہ خان — نواب
 حسن بیگ — رفیع
 حسن خان — قیصرای
 حسن بیگ ، مزار صفہانی —
 واہب
 حسن خان ، نواب — شاملو
 حکیم حاذق خان ۲۵۳
 حکیم حسن — شفائی
 حکیم داؤد شیرازی ۲۵۳
 حکیم رکتا — کاشی
 حکیم علی اکبر — اکبر
 حسن — وارسته

۵۱۳ ، ۵۰۳ ، ۵۵۹ ، ۵۸۳

۵۸۵ ، ۵۹۶ ، ۶۱۶

خلیل الله خان - بهرزا

خلیل ۱۶۱ ، ۲۰۳ ، ۲۳۲

۲۳۳ ، ۲۵۲

خلیفه سلطان ، وزیر ایران ۱۲۵

خواجه ارجاسپ - ۱۵۰ ، ۱۵۲

خواجه احسان ،

خواجه الله داد ،

خواجه احمد کلانترری ۱۵۸

خواجه انور ،

خواجه بابا خان نفل - منصف

خواجه جاوید محمود نقشبندی ۲۳ ،

۲۹

خواجه خواجهکی ۱۵۶ ، ۱۵۸

خواجه شرف الدین - شاپور طهرانی

خواجه شیخ علی صهرانی رازی ۱۵۸

خواجه ضیاء الله - جامع

خواجه عبدالله - عالی

خواجه عبدالکریم احرار سمرقندی

۳۱ ، ۵۰۰

خواجه عبدالرحیم سیف الدوله - نواب

عبدالصمد خان دلیر جنگ

خواجه علی اکبر ۹۹

خواجه غیاث الدین اعتمادالدوله

۱۵۶ - ۱۵۸ ، ۱۲۱ ، ۳۳۲

خواجه قاسم نقشبندی ۶۶ ، ۲۸۹

۳۰۳ ، ۵۰۲

خواجه محمد بلخی - مبارزخان

خواجه محمد شریف هجری طهرانی -

شریف

خاموش ۵۹

خان اعظم میر محمد نیاقر -

ارادت خان

خان برلاس ۱۰۰

خاندوران صمصام الدوله منصور جنگ

بهادر - اشرف خان

خاندوران خواجه محمد عاصم نصرت

جنگ - نواب

خانجانان بیرم خان ۲۲ ، ۲۹ ،

۲۳۶

خانخانان میرزا عبدالرحیم خان ۳۳۶

۳۲۲ ، ۳۲۳ ، ۵۳۳

خان میر صدیق خان ۵۹

خاوند محمود ، خواجه ۱۱۲ - ۱۱۳

خدایار خان ۶۰ ، ۶۵ ، ۵۹۸

خدیجه سلطان ۵۶۸

خرسند ۶۶

خسرو ، امیر ۴۶ ، ۱۱۶ ، ۱۶۰

۲۹۹ ، ۳۲۰ ، ۳۲۳ ، ۳۳۳

۳۳۲ ، ۳۳۹ ، ۳۴۱ ، ۳۴۲

۳۴۳

خسرو پرویز ۸۲ ، ۹۶ ، ۱۵۰

۱۹۳ ، ۲۶۵ ، ۳۲۹ ، ۵۵۸

۵۸۳ ، ۶۱۶

خصالی ، ملا حیدر سہابت خان ۶۶

خضر ۲۵ ، ۸۸ ، ۱۲۳

۱۳۱ ، ۲۰۲ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷

۲۱۰ ، ۲۲۳ ، ۳۱۰ ، ۳۲۵

۳۲۶ ، ۳۳۰ ، ۳۲۹ ، ۳۹۸

۳۰۲ ، ۳۰۸ ، ۳۳۸ ، ۳۳۱

۳۳۹ - ۳۵۱ ، ۳۵۶ ، ۳۵۷

دلیر جنگ - نواب عبدالصمد خان
 دلیر جنگ - ذکریا خان سیف الدوله
 دلیر جنگ ، نواب ۳۵۶
 دوست محمد ، میر - صانع
 ده بیدی ، خواجه محمد اسحق ۳۱۳
 دیده - آغر خان توک
 دیلم دستجردی الاصفهانی ، محمد
 ۲۰۶
 ذکریا خان بهادر ، نواب ۲۱۸
 ذکریا خان ، سیف الدوله ۳۱
 ۵۰۰ ، ۳۹۹
 ذکی ، میرزا - ندیم
 ذوالفقار خان ۲
 ذوالفقار خان ، امیر الامرا ۳۹۵
 ۶۱۳ ، ۳۹۶
 ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ
 ۵۷۶ ، ۵۷۰
 ذوقی اردستانی ۳۰۶
 ذهنی بلخی ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۵
 ذهنی ، ملا حیدر ۲۹ ، ۳۱۲
 ذهنی ملا ، کشمیری ۱۶۹ ، ۲۰ -
 ۲۹ ، ۲۲
 راجا جیسنگه ۵۰۲
 راجا مادھوسنگه ۵۰۲
 راجه روشن رائی ۳۳۹
 راجه سکه جیون لال ۱۷۹
 راجه کول ۵۰۲
 راجی ، عنایت الله ۸۶
 رازی - امین احمد
 رازی - خواجه شیخ علی تهرانی
 رازی - عاقل خان

خواجه محمد صادق - مهروری
 خواجه محمد طاهر وصلی ۱۵۸ ،
 ۳۶۵
 خواجه محمد ناصر ۳۳۵ ، ۳۳۹
 خواجه محمد یعقوب جوئاری ۱۰۷
 خواجه معین الدین چشتی اجدیری
 ۳۱۳
 خواجه نور الله - تحقیق
 خوشگو ۳۳۵ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸
 دارا شکوه ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۵۹
 ۳۱۳ ، ۳۶۲ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱
 ۵۹۷ ، ۵۲۲ ، ۵۰۳
 داعی گیلانی ۶۶۵
 داعستانی ۱۵۶
 دانا ، ملا لغزالدین ۶۷ ، ۶۹
 دانشمند خان ، ملا شفیعائی یزدی
 ۱۹۰ ، ۲۵۳ ، ۶۰۹
 دانشمند خان ، میرزا احمد نعمت خان
 ۲۵۳
 داؤد ۱۶ ، ۳۲۲
 دته - قاضی
 درد ، خواجه میر ۳۳۹
 دست محب ، میرزا صادق شیرازی
 ۲۰۱ ، ۲۰۳ ، ۶۰۷
 دست محب ، میرزا نظام ۲۰۳
 دهبانوس ۱۵۳
 دلاور خان - نصرت
 دلاور خان - آزاد
 دلاور خان - محمد دلاور خان مظفر
 الدوله
 دلرس بانو ۱۲۲

روفق ، ملا حبیب الله ۱۰۳ ،
 رهی ، سلطان علی بیگ اصفهانی
 ۶۰۶ ، ۱۰۳
 ریاضی ۶۰۶ ، ۱۰۵
 زاهد ردولوی ، مولوی محمد -
 ردولوی
 زبردست خان ۱۳
 زبیر بن الوام صحابی ۳۳۶ ، ۳۳۸
 ۳۳۹
 زکی ، ملا محمد میرک ۱۰۵
 زلیخا ۱۸۰ ، ۳۱۳ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳
 ۳۲۵ ، ۵۰۳ ، ۵۱۶ ، ۵۳۸
 ۵۵۰ ، ۵۸۲
 زمان خان حاکم کوه کیلوید ۵۳۲
 زیب النساء بیگم ، نواب ۱۰۶
 ۱۰۲ ، ۱۰۹ ، ۱۱۵ ، ۱۸۹
 ۲۲۹ ، ۶۰۶ ، ۶۱۰
 زینت النساء بیگم - ناطقہ
 سادات بارہ - حید حسن علی و سید
 حسین علی
 سابق ، حاجی فریدون ۱۰۶ ، ۶۰۶
 ساجد ۱۱۰ ، ۶۰۶
 ساطع ، ملا ابوالحسن ۱۱۳
 ساطع ، ملا عبدالعکیم ۱۱۰ ، ۱۱۱
 ۱۱۳ ، ۱۱۳ ، ۲۱۲
 ساقی کوثر ۵۲۶ ، ۵۸۱
 ساکت ۱۱۳
 ساکن ، مولوی محمد پناه نیوتنی
 ۵۳۳
 سالار ۱۱۵ ، ۶۰۶
 سالک ، ابوالقاسم ۱۱۵ ، ۲۳۲

سالی ، خواجہ عبداللہ ۱۳۱
 سالم ، حاجی محمد اسلم خان کشمیری
 ۱۱۵ ، ۱۲۲ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶
 ۱۲۲ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰
 ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴
 ۱۳۵ ، ۱۳۶ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸
 ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۳۰۷
 ۳۱۱ ، ۶۰۷
 سامع ، شیخ شمس الدین ۱۳۲
 سامع ، ملا عبدالحق ۱۳۳
 سائر ، میرزا ۱۳۳
 سبحان قلی خان ۳
 سبحان قلی خان بادشاہ توران ۳۷۲
 سستی النساء خانم ۲۳۲
 سبحان ۳۶۲
 سخن ، میر عبدالعزیز ۳۳۳
 سخنور خان ، محمد یوسف - نکبت
 سخنور ، میرزا محمد ظاہر ۱۳۳
 سدہ رینہ ہندوی ۱۳۵
 سراج الدین علی خان - آرزو
 سرخوش ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۲۳۳
 ۲۳۶ ، ۳۳۵ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱
 ۵۶۳ ، ۶۱۲
 سرشار ۱۳۵
 سر ہندی ، شیخ احمد - مجدد الف
 ثانی
 سعد اللہ خان ۵۶
 سعدی (شیرازی) ۱۰ ، ۳۲۱
 سعد اللہ خان - نواب
 سعد اللہ شاہ - کشن
 سعید باہای مشکاتی ۱۳۶

روفق ، ملا حبیب الله ۱۰۳ ،
 رهی ، سلطان علی بیگ اصفهانی
 ۶۰۶ ، ۱۰۳
 ریاضی ۶۰۶ ، ۱۰۵
 زاهد ردولوی ، مولوی محمد -
 ردولوی
 زبردست خان ۱۳
 زبیر بن الوام صحابی ۳۳۶ ، ۳۳۸
 ۳۳۹
 زکی ، ملا محمد میرک ۱۰۵
 زلیخا ۱۸۰ ، ۳۱۳ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳
 ۳۲۵ ، ۵۰۳ ، ۵۱۶ ، ۵۳۸
 ۵۵۰ ، ۵۸۲
 زمان خان حاکم کوه کیلوید ۵۳۲
 زیب النساء بیگم ، نواب ۱۰۶
 ۱۰۲ ، ۱۰۹ ، ۱۱۵ ، ۱۸۹
 ۲۲۹ ، ۶۰۶ ، ۶۱۰
 زینت النساء بیگم - ناطقہ
 سادات بارہ - حید حسن علی و سید
 حسین علی
 سابق ، حاجی فریدون ۱۰۶ ، ۶۰۶
 ساجد ۱۱۰ ، ۶۰۶
 ساطع ، ملا ابوالحسن ۱۱۳
 ساطع ، ملا عبدالعکیم ۱۱۰ ، ۱۱۱
 ۱۱۳ ، ۱۱۳ ، ۲۱۲
 ساقی کوثر ۵۲۶ ، ۵۸۱
 ساکت ۱۱۳
 ساکن ، مولوی محمد پناه نیوتنی
 ۵۳۳
 سالار ۱۱۵ ، ۶۰۶
 سالک ، ابوالقاسم ۱۱۵ ، ۲۳۲

- سید حمزہ کربری ۴۷۹
 سید حسن علی خان بارہ ۴۹۶
 سید حسین علی خان ۱۹ ، ۴۹۰ ،
 ۴۳۳ ، ۴۹۱
 سید حسین علی خان بارہ ۴۹۶
 سید حسین - بیر
 سید صدو جهان ۱۷۵
 سید صلاحیت خان ، نواب - صلاحیت
 خان
 سید عبداللہ خان قطب الملک ۵۳۳
 سید محمد - گیسو دراز
 سید محمد - بیرزا
 سید میر محمد اشرف ۶۵
 سیف خان قزوینی ۹۹ ، ۴۷۰
 سیف خان ، بیرزا فقیر اللہ ۱۰۰ ،
 ۲۱۳ ، ۲۱۴ ، ۲۳۳
 سیف الدولہ - خواجہ عبدالرحیم
 سیف الدولہ - نواب عبدالصمد خان
 بہادر
 سیف الدولہ - عبدالصمد خان
 سیف الدولہ ، نواب - ذکریا خان
 شادمان - غزالی
 شارق ، بیرزا نورالدین محمد ۱۷۳ ،
 ۱۷۵ ، ۱۷۶ ، ۶۰۷
 شاہپور ۱۵۲
 شاہپور رازی طہرانی ۱۵۲ - ۱۵۳
 ۱۶۳ - ۱۶۶ ،
 ۱۷۰ - ۱۷۲ (رک : ارجاسپ
 و شرف الدین و فریبی و قریبی)
 شاکر ، ملا عصمت اللہ ۱۷۷
 شاکر ، محمد عارف ۱۷۷
- سعید خان قریشی ملتانی ۷۲ ، ۵۶۵
 سعید ، شیخ محمد ۳۳۶ ، ۳۳۹ ،
 ۵۳۱
 سعید ، مولانا محمد ۳۳۶ ،
 سعید ہروی ۲۰۶
 سکندر ۲ ، ۱۳۲ ، ۱۳۶ ، ۱۹۳ ،
 ۳۹۳ ، ۳۳۷ ، ۳۵۰ ، ۳۵۲ ،
 ۳۸۲ ، ۵۱۳ ، ۵۹۷
 سلطان حسین ۲۳۳
 سلطان العارفین - حضرت ۴۷۹
 سلطان حسین بیرزای صفوی ۳۷۱ ،
 ۴۲۱ ، ۵۵۶ ، ۵۶۳ ، ۵۸۵
 سلطان زین الدین ۵۰۴
 سلطان علی بیگ اصفہانی - رھی
 سلطان مراد بخش ۶۶۵
 سلمان ساوجی ۳۰۷ ، ۳۷۱
 سلیمان قلی خان ، بیرزا محمد زمان -
 و داد
 سلمی ۴۱۸ ، ۴۲۰ ،
 سلیمان ۲ ، ۵۵ ، ۱۸۳ ، ۲۲۳ ،
 ۲۹۵ ، ۳۳۳ ، ۳۳۶ ، ۵۱۲ ،
 ۵۱۳ ، ۵۱۵ ، ۵۱۸ ، ۵۲۱ ،
 سایہ ، محمد قلی لاہیجانی ۵۰۰ ،
 ۵۹۷ ، ۵۰۱
 سلیم - شاہ
 سلیم ، شیخ ۱۳۶
 سلیم ، محمد قلی ۳۰۷
 سنبلی ، نواب امین الدولہ ۳۵۸
 سنجر ۳۱۶ ، ۳۳۷
 سوید ۱۳۷
 سادات ، میر جلال الدین لاہوری ۲۸۲

شاه حسین میرزا ۳۰
 شاهزاده میرزا ابراهیم — ادهم
 شاه سلیم ۱۵۷
 شاه سلیمان ۱۷۵
 شاه سلیمان صفوی ۲۸۷ ، ۳۳۶
 شاه سنجر ۵۰۶
 شاه شجاع ۱۲ ، ۵۰۳
 شاه صفی ۲۰۳ ، ۳۲۱ ، ۶۱۳
 شاه طهماسب ۱۵۸ ، ۳۱۹ ، ۵۳۹
 شاه عالم ۱۹ ، (بن عالمگیر) ۶۳ ،
 ۹۹ ، ۱۱۳ ، ۲۵۳ ، ۳۰۶
 ۳۷۰ ، ۳۹۰ ، ۵۰۳ ، ۵۳۹
 شاه عالم ، بهادر شاه ۵۶ ، ۲۵۲ ،
 ۳۰۷ ، ۳۱۲ ، ۵۲۲ ، ۵۳۳ ،
 ۵۶۳ ، ۶۰۹
 شاه عباس ۵۹ ، ۱۱۶ ، ۱۵۶ ،
 ۱۵۷ ، ۳۲۲ ، ۳۲۹ ، ۳۳۰ ،
 ۵۲۶ ، ۵۲۷ ، ۵۲۸
 شاه طاهر دکهنی ۳۶۱
 شاه محمد رضای — حشم
 شاه محمد رضای — شتاق
 شاه ناصر علی ۸۱ ، ۸۵ ، ۸۶ ،
 ۱۰۷ ، ۱۲۲ ، ۱۶۹
 شاه نجف ۱۶۰
 شاهنواز خان صفوی ۱۲۰
 شائسته خان ۱۰۳
 شائق ، عبدالعزیز ۱۷۷
 شائق ، ملا عبدالوهاب ۱۷۷ ، ۱۷۹
 شبلی (مولانا) ۱۰۷
 شرف الدین ۱۵۶
 شرف الدین حسین اصفهانی — شغائی

شاملو ، اعتماد الدوله محمد موسی خان
 ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۲
 شاملو ، حسین خان ۲۲۱ ، ۲۲۲
 شاملو — قیصرای هراتی
 شاملو ، نواب محسن خان ۱۷۷ ،
 ۳۲۱ ، ۳۲۲
 شاملو ، میرزا یوسف بیگ ۵۳۸ ،
 ۵۳۹
 شاه ابراهیم ۳۰
 شاه اسمعیل میرزا ۳۲۱
 شاه آفرین — آفرین
 شاه تمنا — تمنا
 شاهجهان بادشاه ۱۲ ، ۲۰ ، ۳۱ ،
 ۳۲ ، ۵۶ ، ۷۲ ، ۷۳ ، ۷۹ ،
 ۹۹ ، ۱۱۶ ، ۱۵۹ ، ۱۸۵ ،
 ۱۹۲ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۳۷ ،
 ۲۳۸ ، ۲۵۰ ، ۲۷۹ ، ۲۸۷ ،
 ۳۵۶ ، ۳۶۲ ، ۳۷۰ ،
 ۵۰۳ ، ۵۲۲ ، ۵۶۲ ، ۵۶۵
 شاهد ۱۷۷
 شاه دولا ۳۵۷
 شاه رضای خراسانی — تسلیم اصفهانی
 شاهزاده بیدار بخت ۹۹
 شاهزاده محمد شجاع — شاه شجاع
 شاهزاده معزالدین — جهاندار شاه
 شاهزاده محمد اعظم شاه ۱۱۵ ، ۱۱۸ ،
 ۱۲۵ ، ۳۸ ، ۳۹ ، ۱۳۱ ، ۲۵۳ ،
 ۳۵۷ ، ۳۹۶
 شاهزاده محمد آشیر ۱۱۰
 شاهزاده عظیم الشان ۹۰
 شاه زین العابدین ۶۰۵

شہید ، لالہ منگ ۱۸۵ ، ۶۰۷
 شیخ ابو محمد مرتعش — مرتعش
 شیخ احمد سرھندی — مجدد الف ثانی
 شیخ سلیم — سلیم
 شیخ شہاب الدین سہروردی ۵۸۱
 شیخ عبدالعزیز
 شیخ علی طہرانی رازی — خواجہ
 شیخ محمد سعید — سعید
 شیدا ، ملا ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۳۲۸
 شیرین ۹۶ ، ۱۵۲ ، ۱۵۳ ، ۱۸۳
 ۲۱۱ ، ۲۳۱ ، ۲۶۵ ، ۲۸۸
 ۳۶۳ ، ۵۸۳ ، ۵۸۴
 ۶۱۶ ، ۶۰۳ ، ۵۸۳
 صابر ۱۸۶
 صاحب ، حکیم کاظم سیح اصفہانی
 ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰
 ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶
 ۲۰۱ ، ۲۰۰ ، ۱۹۷
 صادق ، حضرت شاہ م ۲۳۵
 صادق خان ۳۷
 صادق ، خواجہ محمد — سہروی
 صادق شیرازی ، میرزا — دست نجیب
 صادق صفہانی — صامت
 صادق (رک : صادق)
 صالح بیگ — میرزا
 صالح قاضی محمد ۲۷۹
 صالح بازندانی ، مولانا محمد ۳۳۶
 صالح محمد ۱۱۸ ، ۲۲۱
 صالح — ملا صالح
 صالحی ، محمد میرک ۳۱۹ ، ۳۲۰
 صامت ، حاجی محمد صادق اصفہانی

شرف الدین ، خواجہ — شاپور طہرانی
 شریف طہرانی ، ہجری ، خواجہ محمد
 ۱۵۷ ، ۱۵۸ ، ۱۷۱
 شریف — ملا شریف
 شریف مرزا — الہام
 شریف ، حاجی — منصور
 شریف ، میر سعید ۳۱۳
 شفا فی ، حکیم حسن ۱۷۹ ، ۱۸۰
 ۶۰۷
 شفا فی ، شرف الدین حسین اصفہانی
 ۵۹
 شفیع خان ، حاجی ۱۸۵
 شفیع ، مولانا محمد ۷۳ ، ۱۵۶
 ۲۲۲ ، ۵۶۵
 شکر اللہ ۲۸۰ ، ۵۳۰
 شکوہی ہمدانی ، ملا ۳۲۲
 شکر ب ، میرزا محمد علی ۱۸۰ ، ۶۰۱
 شمس الدین ، میرزا — شوکت بخارانی
 شمس الدین فقیر ، میر ۵۶۸
 ۵۷۱
 شمس الدین مرانی — فقیری
 شمس الدین دہلوی — فقیر
 شمس الدین ، شاہ — گدا
 شوکت بخارانی ، میرزا شمس الدین
 ۱۸۰ ، ۶۰۷
 شہرت ، حکیم حسن ۱۳۱
 شہرت ، نواب محمد حاذق حکیم الملک
 ۱۸۳ ، ۱۸۵ ، ۳۰۷ ، ۵۸۵
 ۶۰۷
 شہرستانی ، میرزا جلال — اسیر
 شہرستانی ، میرزا — مومین

صوفی ، جی . ایم ، ڈی . ۳۶ .
 صوفی نازندران ، ملا محمد ۲۱۸ ،
 ۲۲۰ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۳۵ ،
 ۶۰۸
 صوفی محمد یوسف ۲۳۲ ، ۲۳۵ ،
 ۲۳۶
 صوفی ، سولانا - محمد
 صوفی ، نواب عبدالمجید خان
 ابوالبرکات ۲۱۵ - ۲۱۸ ،
 صدیقی ، (طہرانی) صفائی ، نیر
 ۱۸۹ ، ۲۰۱ ، ۲۳۱ ، ۲۳۹ ،
 ۲۳۳ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ،
 ۲۳۷ ، ۲۳۸ ، ۶۰۸
 ضمیری اصفہانی ۳۲۰
 ضیاء اللہ خان ۲۸۰ ، ۵۳۰ ،
 ضیاء اللہ ، خواجہ - جامع
 ضیاء الدین حسین بدخشان ، سیر -
 اسلام خان
 طاقت ، محمد طاہر ۲۳۸
 طالب ، آبی ، ۲۳ ، ۱۰۶ ، ۱۵۹ ،
 ۱۶۰ ، ۲۳۲ ، ۳۸۹
 طالب کلیم ۱۱۷
 طاہر علوی ، سیر ۶۱۱
 طاہر ، محمد - طاقت
 طاہر ، سیر محمد - علوی
 طاہر - نصیر آبادی
 طاہر وحید تزوینی - نواب سیرزا
 طاہر وصلی ، خواجہ محمد ۳۳۷
 طباطبائی ، محمد حلال الدین -
 جلالانی
 طباطبائی ، سیرزا بقائی ۳۰

۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷ ، ۲۰۹ ،
 ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳ ،
 ماست کشمیری ۲۱۳ ، ۲۱۳ ، ۶۰۸ ،
 صاحب ، سیرزا ۵۹ ، ۶۰ ، ۶۳ ،
 ۸۵ ، ۱۱۶ ، ۱۷۱ ، ۱۷۵ ،
 ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۲۰۵ ، ۳۲۳ ،
 ۳۳۶ ، ۳۷۶ ، ۳۰۷ ، ۳۱۱ ،
 ۳۳۱ ، ۳۶۶ ، ۶۱۸ ، ۶۱۹ ،
 صانع ، سیر دوست محمد ۸۵ ،
 صبا ، آقا رضائی ۲۱۳ ، ۳۲۱ ،
 صبری روز بہان ، امیر ۱۲۱ ، ۳۲۰ ،
 صدرالدین محمد ، سیر - فکرت
 صدر الدین محمد ۱۱۶ ،
 صدر الدین ، سیرزا - راقم
 صدر ، سیر سید جلال - رضائی
 صدیق خان ، سیر - خان
 صرفی ، سولانا میر علی ۳۸۷ ، ۳۸۸ ،
 صفدر محمد خان ۳۳۶ ،
 صفی قلی خان ۲۱۳ ، ۶۰۸ ،
 صفی قلی ۲۱۳ ، ۶۰۸ ،
 صلابت خان سورتی ، نواب سید ۸۸ ،
 ۸۹ ، ۹۰ ، ۱۳۷ ، ۱۵۰ ، ۳۰۷ ،
 ۳۱۲ ، ۳۱۳ ،
 صلاح الدین - آگہ
 صلح خان ۲۱۳
 صفوی - شاہ سلیمان
 صفوی - شاہنواز خان
 صفی الدین اردبیلی - ملا
 صفی ، شیخ محمد مسلم ۲۳۶ ،
 ۲۳۸ ، ۳۵۹ ،
 صوفی اردستانی ، ملا محمد ۲۳۵

عبدالله ، شیخ - مجرم
 عبدالله ، مولوی ۵۳۳
 عبدالحکیم بن میر عبدالرحیم ۳۹۰
 عبدالحکیم سیالکوٹی ۵۳۳
 عبدالحکیم ، ملا - ساطع
 عبدالحمید - شیخ
 عبدالرحمان خان ۳۵۶
 عبدالرحیم ، ملا - منجم
 عبدالصمد خان بہادر - نواب
 عبدالعزیز دلاور خان سیالکوٹی
 ۳۸۹ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱
 عبدالغفور ، ملا - ناسی ۳۷۹ ، ۳۸۰
 عبدالقادر ، خواجہ ۳۹۶
 عبدالکریم احرار سمرقندی - خواجہ
 عبدالوہاب - شائق
 عبرت ، شاہ ابراہیم ۳۳۹
 عبید اللہ خان ۵۳۰
 عبید اللہ خان - توخان
 عرشی رامپوری ۲۵۳ ، ۵۳۹
 عرفی ۳۱۶ ، ۳۲۲ ، ۳۱۹
 عزیز (مصر) ۲۰۸
 عزیز خان ۲۵۵
 عشرت ۲۵۶
 عشرت ، جی کشن ۶۱۰
 عصمت اللہ ، ملا - شاکر
 عطا ۲۵۶
 عطا اللہ خان ۲۸۰ ، ۵۳۰
 عطا ، شیخ عطا اللہ ۲۵۶
 عطا ، میر عطا اللہ ۲۵۶
 عطار ، خواجہ علاء الدین ۳۱۳
 عطار ، شیخ فرید الدین نیشاپوری

عظمت اللہ ، میر - ہنجر
 عظیم الشان - شاہزادہ
 علوی ، میر باقی ۲۵۷
 علوی ، میر طاہر ۲۵۸ ، ۲۵۹ ،
 ۳۷۶ ، ۳۷۵
 علی ، امیر المومنین حضرت ۲۶ ، ۱۶۰ ،
 ۲۲۳ ، ۲۲۷ ، ۲۲۸ ، ۲۳۲ ،
 ۵۸۸ ، ۵۷۶
 ۳۳۳ ، ۳۳۱ ، ۳۳۵
 علی اصغر خان - نواب
 علی اکبر - خواجہ
 علی بیگ اصفہانی ، سلطان - رمی
 علی بیگ - میرزا
 علی حزین - حزین
 علی حسن ۵۳۵
 علی رضای ، ملا - تجلی
 علی قلی بیگ - جرات
 علی قلی خان والد ۵۶۶ ، ۵۶۹
 علی قلی خان ۳۲۱
 علی مردان خان ۳۶ ، ۱۹۹ ، ۳۷۰ ،
 ۳۹۹
 علیم ، محمد شفیق ۲۶۱
 علی نقی (لسانی) ۳۹۳ ، ۳۹۵
 عمر فاروق - حضرت عمر
 عنایت اللہ خان کشمیری ۱۱۹ ، ۲۸۰ ،
 ۳۰۶ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۵۳۳ ،
 ۵۳۹ ، ۵۳۰
 عیاض اللہ ، خواجہ - جن
 عنایت اللہ - راجی
 عنایت خان ۱۱۷
 عنایت میان عنایت ۱۱۸

۲۴۱
 غیاث الدین اعتماد الدوله ۳۳۷
 غیاث الدین ، خواجه ۲۶۷
 غیاث ، خواجه ۲۶۷
 لایح ، میرزا ابوالفتح شیرازی ۲۴۱
 فاخر ۲۷۲
 فارہابی ، ظہیر ۱۵۷
 فاعل خان ، نواب - منصف
 فاضل خان ۹۹
 فارغ ، محمد بیگ بدخشانی ۲۷۳
 ۲۸۰
 فارغ ، محمود بیگ بدخشانی ۲۷۳
 ۲۸۰ ، ۲۷۸
 فارغ ، سیر بدرالدین ۲۷۲
 فاروق ، امیر المومنین - حضرت عمر
 فاروق ، محمد - قاضی
 فاطمہ زینت النساء بیگم ۲۳۳
 فامی ۲۸۱
 فانی ، شیخ محسن ۲۹ ، ۱۲۲
 ۱۲۵ ، ۱۳۸ ، ۱۳۰ ، ۱۵۵
 ۲۹۰ ، ۳۷۹
 فانی (ابہری) ملا محمد نصیر ۵۶۳
 فانی ، عبدالشکور ۲۸۱
 فانی لاہوری ، سیر احمد ۲۸۱
 ۵۳۸
 فتح الدین ، حکیم ۶۰۹
 فتح جنگ خان ۱۲۲
 فتح اللہ ، سیرزا - جناب
 فتح اللہ ، سیرزا - حیرت
 فخرالدین ، ملا - دانا
 فخری شمس الدین ہران ۲۳۳

عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) ۳۰
 ۱۵۳ ، ۱۰۶ ، ۱۰۳ ، ۷۵
 ۱۸۸ ، ۱۹۵ ، ۱۶۱ ، ۲۰۳
 ۲۱۰ ، ۲۲۲ ، ۲۵۸ ، ۲۶۰
 ۲۲۶ ، ۲۳۰ ، ۲۷۳ ، ۳۷۵
 ۳۷۹ ، ۳۸۸ ، ۳۲۲ ، ۳۲۷
 ۳۹۳ ، ۳۹۸ ، ۵۱۷ ، ۵۳۲ ، ۶۱۶
 عین ، سیر علی ۲۶۱
 خافل ، تنگ حمزہ ۵۳۱ ، ۵۳۲
 خافلی ، سیرزا بیگ کشمیری ۲۶۳
 خیفل ، نواب نواز شخان رونی ۲۶۲
 ۲۶۳
 غالب ، ملا ۱۱۳
 غالب ، سیرزا اسداللہ خان ۷۵
 ۲۲۷ ، ۲۳۶
 غروری - سیرزازی ۲۶۳ ، ۲۶۳
 غزالی ، امام ۱۱۹
 غزالی ، شادمان ۱۷۲
 غزالی ، امام ۱۱۹
 غلام علی ، سیر - آزاد
 غلام مصطفیٰ خان ، ذکونور ۳۳۷
 شنہ ، سیرزا فیض الحق ۲۶۳ ، ۲۶۷
 حنی ، ملا ظہر کشمیری ۱۳۸
 ۱۹۰ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۷۸
 ۲۹۰ ، ۳۲۳ ، ۳۷۹
 خواص ، آفا عبداللہ ۲۶۷
 غروری سیرزازی ۶۱۱
 غیاث الدین محمد اعتماد الدولہ - خواجہ
 غیاث الدین منصور دشتکی شیرازی ،
 ۳۶۰ ، ۳۶۱
 غیرت ، ملا محمد علی کشمیری ۲۶۸

فضائل خان ، میر محمد عادی - عادی
 فصیح ، میرزا ۲۸۹ ، ۳۲۱
 فصیحی ، عروی ۳۱۱
 فطرت ، میر معزالدین موسوی خان
 ۱۱۵ ، ۲۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۳۰۴ ، ۵۰۴
 فغانی ، بابا ۲۸۹ ، ۲۹۰ ، ۳۰۴
 فقہور ۱۳۸ ، ۵۴۱ ، ۶۱۶
 فقیر ، شمس الدین دهلوی ۳۳
 فقیر الله ، میرزا - آفرین لاهوری
 فقیرالدین ، میرزا - سیف خان
 فقیرالدین عباسی دهلوی ، میر ۵۶۶
 فکرت ، میر عبدالدین محمد ۳۶
 فلاطون ۱۳۲ ، ۲۵۲ ، ۳۳۸
 ۳۳۸
 فغانی - فغانی
 فوقی ۲۹۰
 فولاد ۳۹۱
 قضی ، شیخ ابوالفضلی ۱۱۸ ، ۲۲۲
 ۳۳۶ ، ۳۱۹ ، ۳۲۱
 قابی ، ستوسل خان ۵۷
 قابل ، میان محمد شاه ۳۵۷
 قادری ، یلاول ۱۱۶
 قارون ۱۶۹ ، ۳۸۰ ، ۳۵۹ ، ۵۱۸
 قاسم خان قاسم - مخلص
 قاسم کشی ، میرزا ۲۹۱
 قاسم کشندی - خواجه
 قاسم خان بن فضیلت خان ۳۹۳
 قاسم میرزا - کشی
 قاسم - قاش
 قاسمی دتہ ۱۱۶
 قاسمی خان ۸۸ ، ۹۰

قزوی ۲۸۴
 قزاقی ، شاه عبدالقادر ۲۸۳
 قزاقی یک - ناز
 قزاقی ۲۶۳ ، ۳۲۲
 قزاق ، ملا فرح الله کشمیری ۲۸۳
 ۲۸۵
 قزاق میر ۲۹۰ ، ۳۲۲ ، ۱۱۲
 ۱۲۳ ، ۱۳۱ ، ۱۳۳ ، ۱۵۱
 ۲۱۲ ، ۲۵۴ ، ۳۰۶
 ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۳۳۲
 ۳۸۷ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱
 ۵۲۲ ، ۵۲۳ ، ۵۳۰
 ۵۳۱ ، ۵۳۲ ، ۵۳۳ ، ۵۳۴
 قریشہ ۲۰۳
 قریش ، محمد بیگ ۲۸۵ ، ۲۸۹
 ۲۸۷ ، ۶۱۱
 قریشی ۱۳۶
 قزوئ کشمیری ، ملا ۲۸۷
 قزواد (کوهکن) ۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۱۳
 ۱۲۹ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۵۲
 ۱۸۳ ، ۱۹۳ ، ۲۱۱ ، ۲۱۲
 ۲۱۸ ، ۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۲۶۵
 ۳۸۳ ، ۳۸۴ ، ۳۶۳ ، ۳۹۷
 ۵۰۳ ، ۵۱۲ ، ۵۱۹ ، ۵۷۷
 ۵۸۲ ، ۵۸۳ ، ۵۸۶
 قزواد ، میرزا ۲۸۸
 قزوی ۱۵۲ ، ۱۵۳ ، ۱۵۶ ، ۱۵۷
 ۱۷۱ ، ۱۷۲
 قزویون ، حاجی - سابق
 قزویون ۲
 قصاصت خان ، الحسن الله خان - رانی

قاسی محمد قاروق ۹۹
 قاسی محمد - صالح
 قاسی موسیٰ شہید ۲۷۹
 قانع ، میر ۲۶۳
 قانع ۲۹۱
 قبول ، میرزا عبدالغنی ۳۰۱ ، ۳۰۰
 ۳۰۲ ، ۳۰۱ ، ۵۲ ، ۵۸ ، ۸۹
 ۳۰۰ ، ۲۹۲ ، ۳۰۱
 ۳۰۲ ، ۳۰۳ ، ۳۰۶ ، ۳۰۷
 ۳۰۸ ، ۳۰۹ ، ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، ۳۱۳
 ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۴
 ۳۳۶ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۴۰
 ۳۶۰ ، ۳۶۲ ، ۳۶۳ ، ۳۸۵
 ۳۸۶ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۵۹۵ ، ۶۱۱

قبلی خان - عباس
 قبلی خان - علی
 قبلی خان - مرتضیٰ
 قمرالدین خان اعتماد الدولہ ۶۱۳
 قلی بیلی ، میرزا ۱۰۹
 قلی - نور الدین
 قمر الدین خان اعتماد الدولہ
 میر محمد قاضی - جین بہادر
 قوام الدین خان - نواب
 قوام الدین ، میرزا جعفر بیگ -
 جعفر خان آصف خان
 قریشی - شاہزور
 قیصر ۳۸ ، ۲۶۲ ، ۵۷۲
 قیصرای (قیصر) مرآتی ۳۰۱ ، ۳۰۰

قتیل ، محمد حسین ۲۳۰
 قلسی ، حاجی محمد خان ۱۱۸ ، ۱۱۶
 قرمانلو ، قزلباش خان - امید
 قریشی ۱۵۶ ، ۱۵۷
 قریشی ملتانی - سعید خان
 قزوینی ، میرزا طاع و نواب وحید الزمان
 ۳۶۱ ، ۳۶۰

کتبی ، محمد بن عبدانہ نیشاپوری ۳۳۳
 کشی ، حکیم رکن ۲۴۲
 کشی ، ملا کمال الدین - محشم
 کشی ، میر سنجر ۳۶۰
 کشی ، میرزا مقصود ۳۵۹ ، ۳۶۰

کشم ، میرزا قاسم ۶۱۱
 کشی ، میر عبدالحمی ۲۰۱
 کشی - نصیرای کشی
 کشم ، محمد ۱۱۷ ، ۲۱۶
 کشم مسیح اصفہانی ، حکیم صاحب
 کشمگر ، خواجہ ۲۵۰

کامل ، میرزا بیگ ۳۲۳
 کشن چند - لعلی دہلوی
 کویخ ، حیدر ۳۲۷
 کدم کشانی ۳۷۶

قزوینی - سیف خان
 قصاب کشانی ۳۳۹
 قلعه دار خان قاضی ۳۱۳ ، ۳۱۴
 قلندر اصفہانی ، شاہ - مدعوش
 قلندر ، مسیح الزمانی میرزا عادی
 ۳۱۶ ، ۳۱۳ ، ۳۱۴ ، ۳۱۹
 ۳۳۱
 قلی خان - امام

لايخ ، محمد حسين ۳۵.
 لباس ۳۵.
 لجهی رام ۳۳۱
 لطفی اصفهانی ، میرزا ۳۵۱ ، ۳۵۲
 لطف الله ، حکیم ۳۵۱
 لعل خان ۱۱۸
 لکنت ، ملا حیدر ۳۵۲ ، ۳۵۳
 لسانی - علی نقی
 لعلی ۹۵ ، ۱۰۲ ، ۱۲۹ ، ۱۳۹
 ۱۴۳ ، ۳۵۳ ، ۳۱۸ ، ۳۲۰
 ۳۴۳ ، ۵۱۴ ، ۵۲۱ ، ۵۴۴
 ۵۴۸ ، ۵۸۴ ، ۶۱۵
 مادهورام ۵۲
 مانی ۱۱۳ ، ۱۸۳ ، ۲۹۴ ، ۳۰۶
 ۳۱۹ ، ۳۵۳ ، ۳۸۹ ، ۳۹۳
 ماه کتعمانی - یوسف
 ماهر ، میرزا محمد (احمد) علی ۱۰۶
 ۱۱۵ ، ۱۱۴ ، ۱۹۰ ، ۲۳۳
 مائل ، میرزا قطب الدین ۱۹۰
 مبارز خان ۱۹ ، ۱۰۰ ، ۳۹۱
 مبارک الله ، میرزا - واضح
 مبتلا ۱۵۶
 متوسل خان - قابل
 متین ، محمد علی خان ۵۱ ، ۵۲ ، ۳۵۳
 ۳۵۶ ، ۳۵۷ ، ۳۵۹
 مجدد الف ثانی ، شیخ احمد برهنندی
 نقشبندی ۳۳۲ ، ۳۳۶ ، ۳۳۷
 ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۵۲۹ - ۵۳۱
 مجرم ، شیخ عبدالله ۳۵۹
 مجنون ۷ ، ۲۴ ، ۹۵ ، ۱۰۲ ، ۱۰۸
 ۱۱۱ ، ۱۱۳ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹

کلیم ، ملک الکلام شاه طالبائی ۶
 ۱۱۶ ، ۱۱۴ ، ۱۱۸ ، ۳۱۱
 کلیم - موسوی کلیم الله
 کمال الدین کاشی ، ملا - محتشم
 کمال الدین ، میر - رسوا
 کمال خجندی ۳۰۷ ، ۳۴۱
 کمال نیشاپوری ، مولانا ۳۹۰
 کوچک ، حکیم ۳۳۰
 کوچک ، حکیم رحمت الله کشمیری
 ۳۳۱
 کوکه صاحب رحیم النساء بیگم ۵۹۵
 کوهکن - فرهاد
 کلچین معانی ، آقائی احمد ۷۰ ، ۱۵۶
 ۱۵۷ ، ۱۶۰ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱
 ۲۲۲ ، ۲۲۲
 گدا - شاه شمس الدین ۳۳۱
 گرامی ، میرزا ۵۲ ، ۳۰۳ ، ۳۰۷
 ۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲
 ۳۳۳ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۳۳۶
 ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۴۰
 ۵۰۲
 گلاب رائی - مخلص
 گلاب سنگ ۲۴۸
 گلشن محمد الله شاه ۳۳۱ ، ۳۳۲
 ۳۳۳ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۳۳۶ ، ۳۳۷
 ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۵۳۰ ، ۵۳۱
 گننام ، میرزا شریف ۳۳۹ ، ۳۵۰
 گیسو دراز ، سید محمد ۱۱۷
 گیلانی - حیاتی
 گیلانی . حکیم - ابوالفتح
 لاله ملک - شهید

کیش خان
 محمد اصلح ، میرزا - اشهر
 محمد اکبر - شاهزاده
 محمد امین - ملا
 محمد امین خان اعتمادالدوله ۱۱۳
 محمد اعظم - تتوی
 محمد اعظم شله - شاهزاده
 محمد جان - قدسی
 محمد جلال الدین طباطبائی - جلالائی
 محمد خان ۲۱۶
 محمد خلیل - رجا
 محمد ، خواجه - شریف طهرانی
 محمد دلاور خان مظفر الدوله بهادر
 انتظام جنگ ۳۹۱
 محمد رستم - حیرت
 محمد رضا کشمیری - رضا
 محمد رضای شاه - حشم
 محمد رفیع ، ملا - رافع
 محمد رفیع ، منشی - رفیع
 محمد زمان ۲۱۶
 محمد زمان بیگ - همت
 محمد زمان دهلوی ، میر - وداد
 محمد زمان کشمیری - نافع
 محمد زمان ، میر - راسخ
 محمد سعید ، ملا - اشرف
 محمد شاه پادشاه ۲۰ ، ۹ ، ۱۳ ، ۳۹
 ۵۲ ، ۶۶ ، ۸۸ ، ۸۹ ، ۹۰
 ۱۸۵ ، ۲۱۵ ، ۲۴۹ ، ۳۱۳
 ۳۵۶ ، ۳۵۸ ، ۳۰۷ ، ۳۱۱
 ۳۱۲ ، ۳۸۷ ، ۳۹۵ ، ۳۹۷
 ۳۹۸ ، ۵۰۲ ، ۵۲۳ ، ۵۲۳

۱۳۲ ، ۱۳۹ ، ۱۳۰ ، ۱۸۶
 ۱۹۵ ، ۲۴۲ ، ۲۰۵ ، ۳۵۳
 ۲۶۷ ، ۳۷۱ ، ۳۰۳ ، ۴۰۳
 ۳۰۶ ، ۳۱۰ ، ۳۱۲ ، ۳۱۵
 ۳۱۸ ، ۳۲۰ ، ۳۳۲ ، ۳۳۸
 ۳۵۰ ، ۳۵۲ ، ۳۵۳ ، ۳۵۵
 ۳۶۳ ، ۳۷۳ ، ۵۰۱ ، ۵۰۸
 ۵۱۱ ، ۵۱۲ ، ۵۱۷ ، ۵۱۸
 ۵۲۰ ، ۵۳۱ ، ۵۷۷ ، ۵۷۸
 ۵۸۶ ، ۶۱۵ - ۶۱۷
 معجون ، شاه کشمیری ۳۵۹
 معینی تپندانی ، میر ۲۳۳
 محب الله ، شیخ ۱۱۷
 محب علی - ملا
 محتشم کاشی ، ملا کمال الدین ۳۲۰
 ۳۲۶ ، ۳۲۷ ، ۳۲۹ ، ۳۶۰
 ۳۶۱
 محتویخان ۳۱
 محراب بیگ ولد گداز علی ۵۳۲
 محسن خان ، خواجه ۳۶۰
 محمد (رسول الله) ۵۶ ، ۱۳۸ ، ۲۲۸
 ۲۲۹ ، ۲۳۲ ، ۲۸۰ ، ۳۰۳
 ۳۳۳ ، ۳۷۳ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱
 ۵۳۶
 محمد ابراهیم خان آصف الدوله -
 اسد خان
 محمد اسحق ۱۸
 محمد اسلم خان کشمیری - سالم
 محمد اشرف ، میر - سید
 محمد اشرف - پکتا
 محمد اخلاص خان - نواب اخلاص

محمود ، میر ۳۶۰
 مخلص ، رائی اقتد رام ۸۰
 مخلص خان ، نواب ۶۰۰
 مخلص ، قاسم خان کشمیری ۳۰۶
 ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، ۳۶۰ ، ۳۶۱
 ۳۲۳ ، ۳۶۲
 مخلص ، کلاب رائی ۱۳
 مخلصای (مخلص) کاشی ۳۶۳
 ۳۶۶ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۱
 ۳۷۲ ، ۳۷۳ ، ۳۸۲
 مدعوشر قلندر اصفهانی ، شاه ۳۸۲
 ۳۸۵
 مرتضی حیدر ، میر ۳۸۵
 مرتضی قلی خان ۳۲۱
 مرتضی قلی خان — موالی
 مرتعش ، شیخ ابو محمد ۵۰۹
 مروت ، خواجه امان الله ۳۸۶
 مریم ۱۰۶ ، ۳۲۲
 مریم ، حافظ ۲۸۰
 مستغنی ، مولانا امین کشمیری ۳۸۶
 ۳۸۷ ، ۳۸۸ ، ۶۱۲
 مستور ۳۸۸
 مسلم ، شیخ محمد ۳۸۸
 مسیح البیان (رک : صاحب)
 مسیحانی بانی پتی ۶۱۰
 مشتاق ، شاه محمد رضای ۳۸۹
 ۳۹۶ ، ۳۹۸ ، ۴۰۰ ، ۴۰۱
 ۴۰۲ ، ۴۰۳ ، ۴۰۴ ، ۴۱۰
 ۴۱۲ ، ۶۱۰
 مشرب ، شاه ۴۱۲
 مشربی ، ملا ۴۱۲ — ۴۱۳

۵۳۵ ، ۵۳۷ ، ۵۳۸ ، ۶۱۲
 محمد شاه بن جهان شاه ۴۷۳
 محمد صادق ، خواجه — مہروی
 کتبہ ۵۶۵
 محمد صوفی ، مولانا ۲۴ ، ۲۷
 محمد طیب — وافی
 محمد عابد بن مخدوم ۵۷
 محمد غارف — شکر
 محمد عاصم نصرت جنگ ، خواجه —
 نواب خاندوون
 محمد عاقل — بکت ، محمد اشرف
 محمد علی خان — متین
 محمد علی کشمیری — ملا
 محمد علی ، میرزا — جم
 محمد علی ، میرزا — شکیب
 محمد علی ، میرزا — رائج
 محمد علی ، میرزا — ماهر
 محمد عوض جونپوری ، مولوی ۴۹۳
 محمد فاروق — قاضی
 محمد قلی لامیجانی — سلیم
 محمد معز زین — جهاندار شاه
 محمد موین خان ، عبدالدولہ — شاملو
 محمد میرک ، ملا — زکی
 محمد ناصر — خواجہ
 محمد نعیم ذتہ ورخان — نصرت
 محمد نعیم — رسا
 محمد نور الله کشمیری — تحقیق
 محمد یعقوب جونبازی — خواجہ
 محمد یوسف سخنور خان — نکمت
 محمد یوسف — صوفی
 محمود (غزنوی) ۶۰

- مشرق ، میرزا ملک ۳۲۱
 مشقی ۳۱۳ ، ۳۱۵
 مصحفی ۵۳۵
 مطیع ، حاجی ۳۱۵
 مظفر الدولہ بہادر — محمد دلاورخان
 مظفر مہدی ۳۷۷
 مظہرا ۳۱۵
 مظہری کشمیری ، مولانا ۳۱۶ —
 ۳۱۹ ، ۳۲۵ — ۳۲۰ ، ۳۱۲
 معجز ، محمد نظام ۵۹۲
 معدوم ۳۳۰
 معرفت ، ملا محمد عالم ۳۳۰ ، ۳۳۱
 معروف ، میر محمد ۳۳۱
 معلوم ، میرزا حسین بیگ ۳۳۱ ،
 ۳۳۶ ، ۳۳۷ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۱۲
 معزز خان — افسر
 معین ۳۵۸
 مقصود ، میرزا — کشی
 مکرم خان ۲۳۳
 ملا ابکم ۶ ، ۵۵۳
 ملا ابو الحسن — ساطع
 ملا حبیب اللہ — رونق
 ملا حیدر — ذہنی
 ملا حیدر سہابت خان — خصالی
 ملا رضا — راشد
 ملا شاہ — بدخششی
 ملا شاہ — خاشع
 ملا شریف ۲۸۰
 ملا صالح ۱۱۶
 ملا صفی الدین اردبیلی ۱۰۹
 ملا طبقی ۱۷۲
 ملا عبدالحق — سابع
 ملا عبدالحکیم — ساطع
 ملا عبدالرشید ۹۶
 ملا عبدالوہاب — شائق
 ملا عصمت اللہ — شاکر
 ملا حب علی ۱۱۶
 ملا محمد اردستانی — صوفی
 ملا محمد امین ۳۰ — ۳۲
 ملا محمد رفیع — رافع
 ملا محمد سعید — اشرف
 ملا محمد مازندرانہ — صوفی
 ملا محمد علی کشمیری ۱۱۲
 ملا متیر لاهوری — متیر
 ملتفت خان ۳۶۲
 ملک الکلام شاد ظالبائی — کلیم
 ملک ابو الفتح ۵۳۱ ، ۵۳۲
 ملک جلاء الدین صاحب ۵۳۱
 ملک حمزہ — غافل
 ملک سلطان — تمکین
 ملوک عبیدیہ ۳۶۱
 ملیحای ، مولانا بدیع سمرقندی ۳۰
 ممتاز ، شیخ رحمت اللہ ۳۶۳ ، ۳۶۴
 ممتاز محل ، ارجمند بانو ، ملکہ ۱۵۹
 مناسب ، میر شاہ حسین ۳۶۴ ، ۳۶۹
 منتخب ، میرزا روح اللہ ۲۸۲ ،
 ۳۵۹ ، ۳۷۰
 منجم ، ملا عبدالرحیم ۳۷۰ ، ۳۷۱
 منشی محمد رفیع — رافع
 منصف ، نواب فاضل خان ۳۷۱ —
 ۳۷۳
 منصور (حلاج) ۲۶ ، ۱۷۱ ، ۱۹۵

میان میر لاهوری ۱۱۶ ، ۱۱۸
 میان ناصر علی ۳۳۳ ، ۵۶
 میر اسحاق خان ارادت خان ۵۰۳

۵۲۲

میر اسدالدین بخاری ۱۳

میر باقر ۵۹ ، ۶۳

میر تمکین ۱۳

میر درد ، خواجه - درد

میر دوست محمد - صانع

میر رضی ۱۴۵

میرزا احمد رفیع یزدی - رافع

میرزا ارجمند بیگ - جنون

میرزا اسمعیل - حجاب

میرزا امینا ۱۱۷

میرزا ایما ۲۸ ، ۵۸۰

میرزا بدیعای سمرقندی - بدیعای

میرزا بقائی - طباطبائی

میرزا بیانا ۳۲ ، ۱۱۳

میرزا جانی بیگ ، ۳۶

میرزا جوهری - جوهری

میرزا حسین بیگ - رسا

میرزا حسین بیگ سبزواری ۵۹۰

میرزا خلیل الله خان ۶۷ ، ۱۰۳

۱۱۸ ، ۱۸۹

میرزا رستم قندهاری ۱۱۷

میرزا رشید - رشید

میرزا سائر - سائر

میرزا سید محمد ۱۵۱

میرزا شجاع ۵۳۱

میرزا شریف - الهام

میرزا شفیعی - اثر

۱۳۰۹ ، ۶۱۶

منصور ، حاجی شریف ۳۷۳

میر لاهوری ، ملا ۱۱۷ ، ۱۱۸

۳۲۳

میرزا ۳۷۳

مولی ، سر نضی قلی خان ۳۷۵

۳۷۶

موتمن الدوله -

موزون ۳۳۰

موسوی خان ، نواب ۵۳۵

موسوی خان ، میر معزالدین - نظرت

موسوی شهید - قاضی

موسوی (کلیم الله) ۴۵ ، ۴۶

۱۲۳ ، ۱۳۶ ، ۲۱۱ ، ۲۱۳

۳۲۳ ، ۳۷۹ ، ۳۷۷ ، ۳۳۸

مولانا صالح ۱۱۷

مولانا محمد - سعید

مولانا محمد نصیر لاهوری ۱۱۷

مومن اصنافی ، آقا ۲۰۵

مومناهای شیرازی ۳۷۶

مومن حسینی یزدی ۱۱۷

مومن شهرستانی ، میرزا ۳۱۱

مومن ، شیخ - بینا

مهرراج ادراج تراندر مهاراجا تکیه

رای مہدر ۵۰۰

مهدی - بخش

مهروری - خواجه محمد صادق ۱۱۸

۱۵۸

مهری کشمیری ، مولانا ۳۷۷

میان گل محمد عبدالاحد - وحدت

میان محمد شاه - قابل

- میرزا شمس الدین -- ثنولت بغارائی
 میرزا صادق شیرازی - دست غیب
 میرزا صالح بیگ ۲۰۴
 میرزا عبدالرزاق ۷۴
 میرزا عبدالهادی ۵۳۶ ، ۵۳۷
 میرزا غلام الدوله آقائی ۵۰۵
 میرزا علی بیگ ۱۱۶
 میرزا غازی ۱۱۷
 میرزا فتح علی -- تحسین
 میرزا قنبرالله - آفرین لاهوری
 میرزا قنبرالله - سیف خان
 میرزا مبارک الله - واضح
 میرزا محمد ادراک اصفهانی ۱۰
 میرزا محمد رضا قزلباش خان - امید
 میرزا محمد شریف هجری ۱۵۶
 میرزا محمد علی - جم
 میرزا محمد علی خان ۲۵۴
 میرزا محمد علی - رائج
 میرزا محمد علی - شکیب
 میرزا محمد علی فضائل خان - تمنا
 میرزا محمد علی - ماهر
 میرزا مقصود - کاشی
 میرزا معز فطرت قمی - فطرت
 میرزا نظام - دست غیب
 میرزا نورالدین محمد - شارق
 میرزا هادی ، مسیح الزمانی - قلندر
 میرزا یحیی ۱۹ ، ۳۷۰
 میر حیدر معانی - رفیعی
 میر سنجر - کاشی
 میر سید جلال صدر - رضائی
 میر سید حسن ۱۵۱
 میر شاه حسین - مناسب
 میر شاه میر - اطهر خان اطهر
 میر صبری اصفهانی ۲۱
 میر صدیق خان - خان
 میر عبدالجلیل - بلگرامی
 میر عماد الدین رحمت خان ۱۷۵
 میر کمال الدین - رسوا
 میر محمد اشرف - سید
 میر محمد افضل ثابت اله آبادی ۵۰۲
 میر محمد امین خان اعتقادالدوله -
 چین بهادر
 میر محمد زمان - راسخ
 میر محمد فاضل قمرالدین خان
 اعتقادالدوله - چین بهادر
 میر محمد موسی حسینی ۵۶۴
 میر محمود ۶۱۲
 میر معزالدین موسوی خان - فطرت
 میر نور الله ۱۱۸
 میر میران حسینی نعمت اللهی یزدی
 ۱۰۳
 میر نجات - نجات
 عیمنت خان - ما
 نادر شاه ۱۰ ، ۶۶ ، ۸۹ ، ۲۱۶ ،
 ۲۸۹ ، ۳۰۳ ، ۳۰۹ ، ۳۵۸ ، ۵۶۶
 ۹۰ ناسخ
 ناصرالدین - محمد شاه
 ناصر - خواجه محمد ناصر
 ناصر علی سرهندی ۱۰۸
 ناصر علی ۵۳۲ - ۵۳۳
 ناصر علی - شاه
 ناصر علی - میان

ناطق ، ملا ۳۵۲
 ناظم هروی ، ملا ۳۷۵
 نافع ، محمد زمان کشمیری ۳۷۷ ،
 ۳۷۸ ، ۳۷۹
 نامی کشمیری ، مولانا ۲۴
 نامی ، ملا عبدالغفور ۳۷۹
 نثار ، نصرت الله خان ۵۹۲
 نجات ، میر ۳۸۰
 نجات ، میر عبدالمنالی ۵۶۶ ، ۶۱۲
 نجف قلی خان صدرالصدور ۵۵۴
 نجیبا ۳۸۲
 ندیم ، میرزا شکی ۳۵۸
 نذر محمد خان بادشاہ توران ۷۲ ،
 ۷۳ ، ۷۹
 نزهت ، میان نورالله ۳۸۳ ، ۳۸۷
 نسیم ۳۸۷
 نصر آبادی ، طاهر ۳ ، ۱۵۶ ،
 ۲۳۶ ، ۲۸۶ ، ۳۲۱ ، ۵۵۴
 نصرت ، محمد نعیم دلاور خان ۳۸۷ ،
 ۳۸۹ - ۳۹۱ ، ۶۱۳
 نصیرای اصفہانی ۳۹۲ ، ۶۱۳
 نصیرای کشی ۲۳۲
 نصیرای شیرازی ۷۳ ، ۷۴
 نصیر - طوسی
 نصیر ، میرزا اسدالدین ۳۹۲ ، ۳۹۳
 نصیری گیلانی - - نصیر ، میرزا
 اسدالدین
 نصیر لاهوری - مولانا محمد
 نظامی ۳۷۳ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳
 نظام الملک آصف جاہ ، نواب ۱۹ ،
 ۳۰ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱ ، ۵۶۶ ، ۵۷۰

نظیری ، ملا ۲۱۸
 نظمی ، مولانا ۳۹۳
 نعمت الله خان تراول بیگی ۳۸۷
 نعمت خان - - عالی
 نعمت خان بین نواز - میان
 نقاش ، قاسم ۳۹۳
 نکبت ، محمد یوسف سخنور خان
 برهانپوری ۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۶۱۳
 نکبت شیرازی ۶۱۳
 نکبت ، عبدالله ۶۱۳
 نواب ابراہیم خان - رفعت
 نواب احترام خان ۸ ، ۱۰
 نواب اخلاص کیش خان ۹
 نواب آصف جاہ ۱۹ ، ۲۰
 نواب آصف الدولہ ۵۰۲
 نواب بقراط الزماتی علوی ۵۵۴
 نواب حسن خان - شاملو
 نواب حفیظ الله خان ۵۵ - ۵۷ ، ۹۹ ،
 ۵۹۷
 نواب حفیظ علی خان - وارسته
 نواب حکیم الملک محمد حاذق -
 شہرت
 نواب خاندوران خواجہ محمد عاصم
 نصرت جنگ - اشرف خان
 نواب دانشمند خان ۶۱
 نواب زینب النساء بیگم - زینب انتسا
 نواب سعدالله خان ۱۱۶ - ۱۱۸
 نواب سعدالله خان - ہدایت
 نواب شیخ سنیر ۲۴۳
 نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ ،
 خواجہ عبدالرحیم خان سیف الدولہ

واصب قندهاری ۵۰۰ ، ۵۰۱
 واصل ۵۰۱ - ۵۰۳
 واضح میرزا مبارک الله ارادت خان
 ۵۰۳ - ۵۰۸ ، ۵۱۳ ، ۵۲۰ -
 ۵۲۲ ، ۶۱۳
 وافی ، اسحاق بیگ ۲۲
 وافی ، محمد طیب ۵۲۳
 واقف لاهوری ۲۳
 والہ ، خواجہ نور الله ۵۲۳ ، ۵۲۴
 واسق ، محمد اخلاص خان کہتری
 کاتوری ۵۲۲ - ۵۲۴
 واہب ، ملا محمد - واصب قندهاری
 واہب ، میرزا حسن بیگ صفاہانی
 ۵۲۳ ، ۵۲۶ - ۵۲۸ ، ۶۱۳ - ۶۱۷
 وحدت ، عبدالاحد میان گل ۳۴۲ ،
 ۳۴۶ ، ۳۴۷ ، ۳۴۸ ، ۳۴۹ ،
 ۵۲۹ - ۵۳۱
 وحشت ، محمد ثنا خان ۵۳۱ - ۵۳۵
 وحشی یزدی ، مولانا ۳۲۰ ، ۳۲۷ ،
 ۳۲۹ ، ۳۶۱ ، ۳۶۲
 وحید ۱۹ ، ۱۱۶
 وداد ، میر محمد زمان دہلوی ۵۳۵
 ودلی - خواجہ محمد طاہر
 وفا میر محمد ۳۰۴
 ولی دشت بیاضی ۳۱۹
 ویشہ لالہ ۵۳۶
 ہادی ۵۳۶ ، ۵۹۹ ، ۶۱۳
 ہاروت ماروت ۳۷۶
 ہارونی ، خواجہ عثمان ۲۲
 ہاشم درویش ، حضرت خواجہ ۵۳۷ ،
 ۶۱۳

۳۱ ، ۳۹۹ ، ۵۰۰
 نواب عبدالمجید خان ابو البرکت -
 صوفی
 نواب علی اصغر خان ۵۲ ، ۵۹۵
 نواب قوام الدین خان ۳۹ ، ۹۹ ،
 ۱۰۲ ، ۱۷۵ ، ۱۷۶
 نواب محمد امین خان - چین بہادر
 نواب مدار الدولہ بہادر ۵۰۲
 نواب والہ ۳۵۷
 نواب نجم الدولہ بہادر ۶۱
 نواب وحید الزمانی میرزا طاہر -
 قزوینی
 نوازش خان ۹۹
 نوح (علیہ السلام) ۲۲۳ ، ۳۲۴
 نور الله خواجہ - تحقیق
 نور الله خواجہ - وافی
 نور الله میان - نزہت
 نور الله - میر
 نورالدین اصفہانی قاضی ۳۲۰
 نورالدین - ظہوری
 نورالدین قلی ۱۵۷
 نورالدین محمد میرزا - شارق
 نورالحسن ۳۲۱
 نورجہان ملکہ سہرالنسا ۱۵۶ ، ۱۵۸ ،
 ۱۵۹
 نوشیروان عادل ۵۰۲
 نعمت خان بین نواز - میان
 نیاز فراہاد بیگ ۳۹۸
 نیشاپوری - کاتبی
 وارستہ حسن ۳۹۸
 وارستہ نواب حفیظ علی خان ۳۹۹

هنرتر، آقای، دکتر ۲۰۶
 هوشدار خان ۴۶۲
 هوشیار خان، میر هدایت الله
 ارادت خان ۵۰۵
 یحیی — میرزا یحیی
 بزدی — حسن علی
 یکتا، احمد یار خان برلاس ۵۴۷
 یکتا، محمد اشرف ۵۴۳، ۵۴۵ -
 ۶۱۸، ۵۴۸
 یوسف بیگ، میرزا — شاملو
 یوسف شاه ۳۸۷
 یوسف (علیه السلام) ۱۲۷، ۲۹
 ۱۳۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۸۰
 ۱۸۷، ۱۹۳، ۱۹۸، ۱۹۹
 ۲۰۸، ۳۲۳، ۳۹۸، ۴۴۲
 ۴۴۶، ۴۵۱، ۵۱۲، ۵۱۳
 ۵۱۴، ۵۱۸، ۵۴۸، ۵۷۳
 ۵۷۵، ۵۷۷، ۵۸۳، ۵۸۶
 ۶۱۳، ۵۸۷
 یوسفی، جلال الدین ۵۴۹
 یعقوب (علیه السلام) ۱۲۷، ۱۲۹
 ۴۴۹، ۵۱۵، ۵۸۱
 یعقوب شاه چک ۲۷۹
 یکتا، محمد اشرف کشمیری ۳۳۰
 یونس (علیه السلام) ۲۳۵

هاشم دیوانی، خواجه ۵۳۷، ۵۳۸
 هاشم، میر محمد ۵۳۸، ۵۳۹
 هجری — شریف طهرانی، خواجه محمد
 هدایت الله ارادت خان میر —
 هوشیار خان
 هدایت، نواب سعد الله خان ۵۳۹
 ۶۱۳، ۵۴۰
 هدایت ۱۵۶، ۱۵۷، ۳۲۱
 هدایت الله خان ۲۸۰، ۳۰۶
 ۳۱۲، ۳۱۳، ۵۴۰
 هدایت الله خان ثانی ۲۸۰، ۵۴۰
 هراتی — قیصر هراتی (رک: هروی)
 هروی — سعید
 هروی — نصیحی
 هروی — قلی بیلی
 هروی — قیصر هراتی (رک: هراتی)
 هروی — ناظم بلا
 هلاکی همدانی ۴۲۱
 هما، بیمنت خان ۵۴۰
 همايون (پادشاه) ۴۸۰
 همت خان ۲۷۸، ۵۰۷
 همت سیستانی ۵۴۱، ۵۴۲
 همت، محمد زمان بیگ ۵۴۲، ۵۴۳
 همدان ۲۰
 همدانی — شکوهی
 همدانی میرزا ابراهیم ۳۲۲

sents the transition of Muslim consciousness in this Sub-continent from its earlier phase of geographical nationalism to the broad and humanistic concept of an Islamic Community. Secondly, his is the most outstanding and most successful attempt at a re-identification of the values of Islam in the light of modern philosophical thought. And last but by no means the least, he is the man who first saw the impracticability of the idea of Indian Nationhood, the inevitability of Partition. He is the man who put forward the idea of Pakistan and gave its inner content to the Pakistan movement.

The Iqbal Academy is fortunate in being able to present this book on the occasion of the Coronation. The Academy feels that it is particularly appropriate that this Tadhkira of the poets of 'Iran-i-Saghir' should be published on this happy occasion, when our brethren of Iran are celebrating the birthday and Coronation of their enlightened and progressive ruler. We join their rejoicings and add our prayers for the long life and good health of the Shahanshah and the happiness and prosperity of the Iranian people.

MUMTAZ HASAN

Karachi

6th October, 1967

Iqbal goes on to call on the cup-bearer to arouse the Kashmiri's courage and inspire him to action :

سرت کردم اے ساقی' ماہ سیا
 بیار از نیاکن ما یادگاری
 از آن جرعه' بر فشان بر کشیری
 کہ خاکسترش آفریند شراری

O moon-faced Saqi ! may I be thy sacrifice !
 Bring me the heady wine of our ancestors,
 And sprinkle some of it on the Kashmiri,
 That sparks of fire may arise from his lowly dust !

Some time after this poem was written, the Kashmir agitation began. To Iqbal's own surprise, it started with a labour revolt in the silk factory to which he had referred.

He was deeply concerned about the future of Kashmir. In the *Javid Nameh*, he meets the spirit of Syed Ali Hamadani and asks him what will happen to the Kashmiri people. The saint answers :

در نگاهش جان چو باد ارزان شود
 پیش او رتلان او لرزان شود
 تیشه' او خار را بر می درد
 تا نصیب خود زگیتی می برد

When he (the Kashmiri) comes to hold his life as cheap
 as the wind,
 The very walls of his prison-house will shake before him;
 Then his axe will split granite asunder
 And he will grab his rightful share from Destiny itself.

This being *tadhkira* of Kashmiri poets, Iqbal's special relationship to Kashmir has been mentioned here. But it would be wrong to suggest that Iqbal is only a poet of Kashmir. He is far too great to be confined within any such limitations. He lives and moves in a much bigger world, and combines the wisdom of the East and West in a way that has seldom been vouchsafed to an Eastern mortal. In the first place, he repre-

Iqbal was conscious of his Kashmir origin and has referred to it more than once in his poems. His most famous couplet on the subject is:

تم گلی ز خیابان جنت کشمیر
دل از حرم حجاز و نوا ز شیراز است

I am a rose from the garden of Kashmir, that earthly
paradise,

My heart is from the sacred shrine of the Hijaz and the
melody of my song is from Shiraz.

He was also closely associated with the welfare of Kashmir Conference during 1908—1909. When the Kashmir agitation started in 1924 he was a keen and close observer of events, and became President of the Kashmir Committee in 1932.

He had a clear vision of the Kashmir struggle, and a sensitive appreciation of its background. Recalling the deal which the British East India Company did with Maharaja Gulab Singh, whereby that beautiful land was sold for a mere seventyfive lakh of rupees, Iqbal could not help exclaiming :

دھقان و کشت و جوی و خیابان فروختند
قومی فروختند و چه ارزان فروختند

Fields, streams and gardens, and peasants too, they
sold away,
They sold away a whole people and how cheaply did they
sell !

Before there was any sign of agitation in Kashmir, he saw the gathering storm on the horizon. In a poem written in Nishat Bagh in Kashmir which is included in the *Payam-i-Mashriq* he referred to the plight of the common Kashmiri :

بریشم قبا خواجه از محنت او
نصیب تنش جامه تار تاری

While his master wears the silken robe woven by his
labour,

He himself is condemned to be in tatters.

One of Ghani's verses has become famous :

حسن سبزی به خط سبز مرا کرد اسیر
دام هم رنگ زمین بود گرفتار شدم

The youthful beauty entrapped me with her downy
loveliness,

The snare was of the same hue as the ground, and I was
caught.

It is said—although it is no more than a legend—that Saib of Ispahan admired this verse so much that he was prepared to give his own Diwan for it! Iqbal has immortalised another of Ghani's verses, which he has used for a *tazmin* in one of his most moving poems :

غنی روز سیاه پیر کنعان را تماشا کن
که نور دیده اش روشن کند چشم زلیخا را

O Ghani! Behold the sad plight of the Old Man of
Canaan,

Whose darling child hath become the light of Zuleika's
eye.

The greatest poet of Kashmir origin, of course, is Muhammad Iqbal himself. His ancestors, who were Brahmins of the Sapru caste, came from village Chakko in Pargana Adoon near Srinagar. It was either Iqbal's grandfather, Shaikh Muhammad Rafiq, or great-grandfather, Shaikh Jamaluddin (probably the latter) who moved down to Sialkot in the Punjab near the Kashmir border at the beginning of the nineteenth century. The family had been converted to Islam long before their migration to the Punjab. One of Iqbal's ancestors was Sufi Akbar, a Muslim saint of Kashmir. Another was known as "Lol Haj" or lover of the pilgrimage to Mecca, which he is said to have performed a number of times. An uncharitable version of his frequent journeys to the holy shrines is that he had a shrewish wife and the Haj helped him to escape from the society of his incompanionable spouse. Be that as it may, the family was well known in Kashmir.

that atmosphere of charm and beauty, inspiration comes even to ordinary mortals, leave alone poets. Hafiz of Shiraz longed for that land of heart's desire, and since he could not visit it, he contented himself by imagining the black-eyed bellies of Kashmir singing his verses and dancing to the tune:

ز شعر حافظ شیرازی گویند و می رقصند
سیه چشان کشمیری و ترکان سمرقندی

The black-eyed beauties of Kashmir and the sweethearts
of Samarkand

Sing the verses of Hafiz, and dance to their tune.

Urfi, a compatriot of Hafiz, wrote a whole Qasida on Kashmir which begins with the verse :

هر سوخته جانی که به کشمیر درآید
گر مرغ کباب است با بال و پر آید

Every afflicted soul that comes to Kashmir finds solace.

Here, even a roasted bird would grow wings.

But nothing can equal the ecstatic joy of Iqbal :

رخت به کاشمر کشا کوه و تل و دمن نگر
سبزه جهان جهان بین لاله چمن چمن نگر

Come and unpack in Kashmir, behold the hills and
valleys and high mountains !

And world on world of greenery, and gardensful
of tulips.

An idea of the wealth of poetic talent in Kashmir can be gathered from the present Tadhkira. The fame of some of these poets, like Ghani and Juya, has travelled far beyond the borders of Kashmir. Ghani, who is buried near Srinagar, is famous both as a man and as a poet. There is a story, on which Iqbal has written a poem, about Ghani's habit of leaving his house open and unprotected whenever he went out and locking it strongly after him as soon as he came in. Some one asked him why he did so. "I am the most valuable object in the house. When I am not in, there is nothing to protect ; but when I am in, every protection is necessary."

Pakistan, one in the Liaqat National Library and the other in the private library of the late Agha Badruddin Khan of Garhi Yasin. Hussamuddin Rashdi has made use of both copies, and the present work is based on a textual comparison of both.

So far, the work done on Kashmiri poets of Persian has been of a somewhat brief and preliminary character. The man who can be said to have been a pioneer in the field is Muhammad Din Fauq, who wrote a short but readable biography of Ghani. G.M.D. Sufi referred to the Persian poets of Kashmir in his *Kashir*, and Abdul Hamid Irfani wrote a brief but interesting account of a number of Persian poets of Kashmir under the title of *Shoarae-i-Parsi-Gu-e-Kashmir*. More recently, Professor Muhammad Baqir of the Punjab University has worked on Juya Tabrizi and has brought out a comprehensive edition of his Diwan. Hussamuddin's work, however, goes far beyond anything done before and, as already mentioned, has changed the whole character of Aslah's book itself.

Kashmir has strong links with Iran. Throughout the period of Muslim rule, the court language was Persian in Kashmir as in the rest of the Sub-continent. In the fifteenth century after Christ, in the reign of Sultan Zainul Abedin, the great patron of art and culture, Iranian arts and crafts flourished. Silver filigree work, wood-carving, papier mache, calligraphy, book-binding and illumination, silks, carpets, shawls and a number of other arts and crafts flowered under the impact of Iranian influence. Syed Ali Hamadni, the great scholar saint of Kashmir, came from Iran in the fourteenth century of the Christian era and brought with him over seven hundred skilled artisans and workers. That is how modern arts and crafts began in Kashmir. The native genius of the Kashmir population, working on the original Iranian models, in many cases changed them out of shape. It was on account of its patronage of Persian language and literature and the profound cultural influence of Iran on it that Kashmir came to be known as "Iran-i-Saghir" or Little Iran.

In Kashmir, poetry is almost a growth of the soil. In

FOREWORD

The Iqbal Academy is doing itself the honour of bringing out three publications on the auspicious occasion of the Coronation of Their Imperial Majesties the Shahanshah Arya Mehr and the Shahbano of Iran. These publications are:

- (i) Tadhkira Shura-i-Kashmir by Muhammad Aslah "Mirza", edited with an introduction, additions and notes by Sayyid Hussamuddin Rashdi,
- (ii) Tadhkira Shura-i-Punjab, compiled by Lt. Col. K. A. Rashid,
- (iii) A special issue of the "Iqbal Review", the quarterly journal of the Academy, dedicated to the Coronation.

Of these the first book is before us. It is a collection of brief biographies of poets of Kashmir origin who wrote in Persian. The original Tadhkira of Muhammad Aslah, written in the reign of the Mughul Emperor Mohammad Shah, which has been edited and annotated for the Academy by the eminent Pakistani historian and scholar, Sayyid Hussamuddin Rashdi, included biographies of over three hundred poets. Hussamuddin has brought it upto date and, as a result of his work, the total number has now grown to over six hundred. This is the largest compilation relating to the life and work of Kashmiri poets of Persian that has appeared anywhere so far. Hussamuddin has not only added considerable information on the poets mentioned by Aslah, but has provided, as a result of personal research, a supplementary list of his own which is bigger than that of Aslah and constitutes the second volume of the publication. Hussamuddin has, however, stopped at Iqbal and has not included later poets of Kashmir origin.

The Tadhkira of Muhammad Aslah was at one time believed to have been lost. Mahmud Shairani, the great Pakistani scholar, referred to it, but had not seen it. We are now fortunate enough to have two copies of the manuscript in

All rights reserved

Quantity	...	1000
1st Impression	...	1967
2nd Impression	...	1983
Price	...	Rs. 51/-

Publisher

Prof. Muhammad Munawwar
Director
Iqbal Academy Pakistan
116 - McLeod Road, Lahore

Printed at

Art Press
61 - KI Road, Lahore

TADHKIRA SHU'RAI KASHMIR

by

MUHAMMAD ASLAH MIRZA

with Introduction, notes and annotations

by

SAYYID HUSSAMUDDIN RASHDI



IQBAL ACADEMY PUBLISHED BY **ISTAN**

سلطان اولاد سعد الشارح خان

متعلق صفحہ ۵۰

علاء الدین سعید الشارح

۱۲۶۲ھ عبادی الشافی شہداء

بشمیرہ

یار محمد

مظفر الشہداء خان
۱۲۱۲ھ

لطیف اللہ مراد شاہ

پسر گلخان

دلا در تواریک شکر خان کر

صومہ دار شکر خان پور

میر شہباز شادیت خان

مقتدر شاہ

دین شہ

زوجہ غازی الدین
شاد خان پور شہ درہ بچک
بن علی علی خان خواجہ صاحب
(بعد از فوت شاد خان بن قریب خواجہ صاحب اور دیگر
مظفر الشارح خان صاحب کے بعد دیکھ کر راجہ اور دلا در)

دین شہ
زوجہ غازی الدین شاد خان پور
نیر در بچک شہ
زوجہ غازی الدین شاد خان پور
نیر در بچک شہ

منابت ابرخان
۱۲۵۲ھ

صاحب بیگم
زوجہ جمعیت جاہ اول
میر غازی الدین خان
نظام دکن ۱۲۰۲-۱۲۱۲ھ

خیر اللہ بیگم

زوجہ شاد خان بن مظفر الشارح

میر شہباز

میرمن الدین
قی عیان

میرمن الدین

میرمن الدین قریب خان
۱۲۰۲ھ

میرمن الدین خان مبارک
سید شاد خان مبارک
شیراز شاد خان مبارک
سید شاد خان مبارک
سید شاد خان مبارک
سید شاد خان مبارک

میرمن الدین خان مبارک
خان مبارک

نور محمد الدین مظفر شاد خان مبارک
۱۲۵۲ھ

سید سعید از فوت شاد خان مراد سعد الشارح خان غازی الدین بن نیر در بچک اور شاد خان مبارک پور شاد خان مبارک اور